عمران سیریز
حلقۂ موت
ہر کلیم ایم اے

# چند باتیں

محترم قارئین! ——————— سلام مسنون!
عمران سیریز کا نیا ناول "حلقہ موت" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حلقہ موت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے یہودیوں کی ایک ایسی خفیہ تنظیم ہے جس کا مقصد دنیا بھر کے اسلامی ممالک کا خاتمہ کر کے یہودی سلطنت اور پوری دنیا پر یہودی اقتدار کا قیام ہے۔ اس خوف ناک تنظیم کی شاخیں دنیا کے ہر ملک میں اور خصوصاً اسلامی ممالک میں دہشت پسندانہ سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے کام کر رہی تھیں۔ گذشتہ ناول ڈارک کلب سے عمران اور حلقہ موت کا ٹکراؤ شروع ہوا۔ ڈارک کلب کی تمام سرگرمیاں فریدی کے خلاف اس کے ملک میں تھیں۔ لیکن فریدی سے حلقہ موت کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا نقشہ عمران نے حاصل کر لیا اور پھر پاکیشیا میں موجود حلقہ موت کی شاخ عمران کے ہاتھوں تہس نہس ہو گئی۔ چنانچہ حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر نے عمران کی موت کا پروانہ جاری کر دیا اور پھر حلقہ موت کے خوف ناک قاتل عمران پر دیوانہ وار ٹوٹ پڑے اور یہیں سے خوف ناک اعصاب شکن اور روح کو لرزا دینے والی ایسی جنگ کا آغاز ہوا کہ جس کا انجام آپ کے اعصاب کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دے گا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران، صفدر اور کیپٹن شکیل غیر انسانی اور خوف ناک تشدد کی زد میں آ گئے۔ ٹائیگر کو انتہائی عبرت ناک انداز میں پھانسی چڑھا دیا گیا۔

جولیا کو سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران کے سامنے موت کی بھیانک جنگ لڑنی پڑی اور عمران، جوزف اور جوانا پر خوف ناک راکٹوں کی بارش کر دی گئی۔ رانا ہاؤس کو راکٹوں سے اڑا دیا گیا۔ عمران کو قتل کرنے کے لئے پوری کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا۔ غرضیکہ حلقہ موت کے خوف ناک قاتلوں نے عمران کو قتل کرنے کے لئے ہر وہ خوف ناک حربہ استعمال کیا جو ان کے بس میں تھا۔ لیکن انجام کیا ہوا؟

انتہائی عبرت انگیز اور روح کو لرزا دینے والا انجام۔ آخری فتح کس کے حصے میں آئی اور کیسے؟

اس کا جواب آپ کو ناول پڑھنے پر ہی ملے گا۔ البتہ مجھے یقین ہے کہ ایکشن اور سسپنس کے عروج پر مبنی یہ منفرد کہانی آپ مدتوں نہ بھلا سکیں گے۔ آپ کی آراء کا منتظر رہوں گا۔

وَالسّلامْ

مظہر کلیم ایم۔اے



تنگ و تاریک کمرے میں ایک چھوٹی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا نوجوان بڑے غور سے اپنے سامنے والی تاریک دیوار کو گھور رہا تھا ـــــــ نوجوان کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔ کمرہ بہت تنگ تھا اور اس میں ایک چھوٹی میز اور کرسی بمشکل آتی تھی۔ اس کے علاوہ صرف ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ تھا ـــــــ کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ البتہ ایک طرف چھت کے قریب بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے سوراخوں میں سے ہوا کے ساتھ ساتھ ملگجی سی روشنی اندر آ رہی تھی ـــــــ اور اس روشنی کی وجہ سے کمرہ بجائے مکمل طور پر تاریک ہونے کے نیم تاریک سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نیم تاریکی کی وجہ سے کمرہ اور اس کے اندر موجود نوجوان آسیبی سائے کی مانند نظر آ رہے تھے ـــــــ میز پر صرف ایک فون نما آلہ رکھا ہوا تھا۔ جس پر رسیور تو موجود تھا لیکن فون کی طرح اس پر نمبر وغیرہ کچھ نہ تھے اور نہ ہی کوئی بٹن تھا۔ اس کے علاوہ میز بالکل خالی تھی۔

نوجوان کا ایک ہاتھ ریسیور پہ رکھا ہوا تھا۔ جب کہ اس کی نظریں سامنے والی تاریک دیوار کے سنٹر میں جمی ہوئی تھیں ـــــ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس کی تاریکی کے پار کچھ دیکھنے کی کوشش میں مصروف ہو۔

چند ہی لمحوں بعد اس دیوار کے درمیان میں ایک چوکھٹا سا روشن ہو گیا اور یہ چوکھٹا روشن ہوتے دیکھ کر نوجوان چونکا ـــــ اور پھر اس نے پھرتی سے ریسیور اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔

"یس ـــــ لائن آن ہو گئی ہے" ـــــ نوجوان نے دوبارہ یہ فقرہ دوہرایا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔ اس کے ریسیور رکھتے ہی تاریک دیوار پہ پیدا ہونے والا چوکھٹا غائب ہو گیا ـــــ اور نوجوان نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک تاریک دیوار پہ ایک بار پھر چوکھٹا روشن ہوا اور نوجوان بری طرح چونک پڑا۔ روشن چوکھٹے کے درمیان سرخ رنگ کا کراس نمایاں نظر آ رہا تھا۔

اس نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا۔

"ریڈ کراس ـــــ ریڈ کراس" ـــــ نوجوان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے ریسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور نیم تاریکی میں دوڑتا ہوا کمرے کے ایک اندھیرے کونے کی طرف بڑھ گیا ـــــ وہ اس طرح بھاگ رہا تھا جیسے کمرے کا ایک ایک چپہ اس کا دیکھا بھالا ہو۔ تاریک کونے میں ایک دروازہ موجود تھا۔ جو اس نوجوان کے قریب پہنچتے ہی خود بخود کھل گیا۔ اور نوجوان



اسے کراس کر کے ایک پتلی سی راہ داری میں پہنچ کر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ دروازہ اس کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا ـــــ نوجوان کے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ابھی وہ راہ داری میں دوڑ ہی رہا تھا کہ اسے خوف ناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر زمین اس کے قدموں میں بری طرح لرزنے لگی ـــــ نوجوان نے اپنے دوڑنے کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔ مگر دوسرے ہی لمحے ایک خوف ناک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور زوردار جھٹکا لگنے سے وہ منہ کے بل زمین پہ گرا ـــــ اور پھر راہ داری کا ملبہ اس کے جسم کے اوپر کسی آبشار کی طرح گرنے لگا۔ اور نوجوان صرف ایک بار ہلکا سا کسمسا سکا ـــــ اس کے بعد اس کے ذہن پہ اندھیروں نے یلغار کر دی۔ اور اس کے جسم پہ ملبے اور مٹی کے انبار چڑھتے گئے۔

دوبارہ جب نوجوان کی آنکھ کھلی تو اسے اپنے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں چلنے کا احساس سب سے پہلے ہوا ـــــ اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی۔ لیکن اس کا جسم اسی طرح بے حس و حرکت رہا۔ البتہ اس کا سر گھوم گیا۔

"اسے ہوش آ گیا ہے ـــــ نمبر ون کو اطلاع دو" ـــــ ایک اجنبی اور نامانوس سی آواز اسے سنائی دی اور نوجوان کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اور اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اب اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی ہسپتال کے کمرے میں موجود ہے۔

اس کا پورا جسم پٹیوں سے لپٹا ہوا تھا۔ سر پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں، وہ ایک بیڈ پر پڑا ہوا تھا ـــــ اس کے گرد چار افراد ڈاکٹروں کے سے لباس پہنے گلے میں سٹیتھ سکوپ لٹکائے جھکے ہوئے تھے، ساتھ ہی ایک چھوٹی سی میز پر بے شمار مختلف قسم کی ادویات اور انجکشن لوہے کی ایک ٹرے میں رکھے ہوئے تھے۔

"مم ـــــ میں کہاں ہوں" ـــــ نوجوان نے پوچھا۔ لیکن اُسے خود محسوس ہوا کہ اس کے حلق سے بڑی نحیف و نزار قسم کی آواز نکلی ہے۔

"خاموش رہو ـــــ بولو مت ـــــ ورنہ مر جاؤ گے"۔

ایک ڈاکٹر نے اُسے سرد بلکہ سخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ذہن میں ڈاکٹر کے لہجے نے پہلا نقش ہی چھوڑا کہ وہ دوستوں کی بجائے دشمنوں میں ہے ـــــ اور ڈاکٹر جو اس کا علاج کر رہے ہیں صرف اس کی زندگی بچانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے کسی مقصد کے لئے یہ سب کچھ کر رہے تھے ـــــ اس نے ہونٹ بھینچ لئے اور خاموش ہو گیا۔ اب اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام واقعات کسی فلم کی طرح اجاگر ہوتے چلے جا رہے تھے ـــــ اس کے بازوؤں میں کسی جگہ مسلسل انجکشن لگائے جا رہے تھے۔ اُسے سوئیوں کے چبھنے کا احساس ہو رہا تھا۔ اور اس احساس سے اُسے تسلی ہوئی تھی کہ اس کا جسم مکمل طور پر بے حس نہیں ہوا۔ بلکہ اس میں جان موجود ہے۔

"اب کیا پوزیشن ہے۔ ڈاکٹر سلطان" ـــــ اچانک ایک



کھردری آواز سنائی دی اور نوجوان نے سر گھما کر اس آواز کی طرف دیکھا۔ یہ ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کے سر کے بال آدھے سے زیادہ سفید تھے ـــــ اس کے چہرے پر سختی اور درشتی جیسے روزِ ازل سے ثبت تھی۔ آنکھوں سے سرد مہری اور سفاکی جھلک رہی تھی۔ وہ بڑے غور سے اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ اب خطرے سے باہر ہے۔ اس کا ذہن درست ہے۔ مکمل طور پر اسے ٹھیک ہونے میں کچھ وقت لگے گا" ـــــ اُسی درشت لہجے والے ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"کیا اسے اب ہیڈ کوارٹر منتقل کیا جا سکتا ہے" ـــــ اُسی ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

"ہاں ـــــ اب کوئی خطرہ نہیں" ـــــ ڈاکٹر نے جواب دیا۔ لہجہ سرد تھا۔

"اوکے ـــــ پھر بھجوا دو" ـــــ ادھیڑ عمر نے مڑتے ہوئے کہا۔

"مگر ایک بات ہے۔ اس پر تشدد خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" ـــــ ڈاکٹر نے بھی اس کے ساتھ ہی مڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تشدد کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی"۔

ادھیڑ عمر نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر بھی اس کے پیچھے ہی باہر چلا گیا ـــــ اور اس کے جانے کے بعد باقی ڈاکٹر بھی ادویات کا ٹرے اٹھائے خاموشی سے باہر چلے گئے۔ اور نوجوان کمرے میں اکیلا رہ گیا ـــــ ڈاکٹر اور اس

ادھیڑ عمر کے درمیان ہونے والی گفتگو سے نوجوان سب کچھ سمجھ گیا تھا۔ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کٹیاک کی خوفناک خفیہ تنظیم ریڈ ماسٹرز کے ہتھے چڑھ گیا ہے ـــــ کٹیاک مشرق وسطیٰ کا ایک اسلامی ملک تھا۔ جسے تیل کے بے پناہ ذخیروں کی بنا پر پوری دنیا میں بے پناہ اہمیت حاصل تھی۔ کہا جاتا تھا کہ کٹیاک میں پوری دنیا میں پائے جانے والے تین چوتھائی تیل کے ذخیرے موجود ہیں ـــــ کسی زمانے میں کٹیاک ایک پس ماندہ اور غریب ملک تھا۔ لیکن جب سے اس ملک میں تیل دریافت ہوا تھا اس کی حالت ہی بدل گئی تھی ـــــ اور اب وہ ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں شامل ہو چکا تھا۔ تیل کی دولت نے اس ملک کی حالت یکسر بدل دی تھی۔ اس کا دارالحکومت تارام اس قدر جدید اور ترقی یافتہ ہو چکا تھا کہ پارس اور فاراک جیسے شہر بھی اس کے سامنے ماند پڑ چکے تھے ـــــ کٹیاک میں بادشاہت تھی۔ اور یہاں کا بادشاہ امیر کٹیاک کہلاتا تھا۔ امیر کٹیاک کو کٹیاک کی تعمیر و ترقی کا جنون تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا کی تمام بڑی بڑی کنسٹرکشن کمپنیوں نے یہاں اپنے دفاتر کھولے ہوئے تھے ـــــ اور ان کے پاس تعمیر و ترقی کے بڑے بڑے منصوبے تھے یہی وجہ تھی کہ کٹیاک میں دنیا کے ہر ملک کے شہری بافراط پائے جاتے تھے ـــــ لیکن کٹیاک کی سرکاری خفیہ تنظیم ریڈ ماسٹرز انتہائی خطرناک تنظیم تھی اور اُسے پورے کٹیاک میں ہر قسم کے کام کرنے کی کھلی اجازت تھی ـــــ بظاہر وہ سامنے نہ آتی تھی لیکن حکومت اور ملک کے خلاف اگر کہیں سرگوشی بھی ہو جاتی تو ریڈ ماسٹرز کو خبر ہو



جاتی اور پھر سرگوشی کرنے والے افراد ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے غائب ہو جاتے تھے ـــــ کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ ریڈ ماسٹرز کے خلاف زبان بھی ہلا سکتا۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا تھا کہ امیر کٹیاک تو صرف ایک نمائشی آدمی ہے ـــــ کٹیاک کے اصل حکمران ریڈ ماسٹرز ہیں جس کا چیف ریڈ چیف کہلاتا تھا۔ اور جس کے متعلق کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کون ہے۔ اس کے علاوہ ریڈ ماسٹرز کے ہیڈ کوارٹرز کا بھی کسی کو علم نہ تھا ـــــ غیر ملکی تو ایک طرف کٹیاک کے مقامی باشندے بھی ریڈ ماسٹرز کے نام سے اس طرح ڈرتے تھے کہ جیسے موت نے ان کے کانوں پر دستک دے دی ہو۔

نوجوان جس کا نام میتھائس تھا۔ بظاہر ایک کنسٹرکشن کمپنی میں سپروائزر تھا۔ اس کا تعلق ایک یورپی ملک اریزونا سے تھا۔ لیکن دراصل وہ یہودیوں کی بین الاقوامی خفیہ تنظیم جیوش آرگنائزیشن کا تربیت یافتہ ایجنٹ تھا ـــــ جیوش آرگنائزیشن نے کٹیاک میں یک خفیہ جگہ پر اپنا اڈہ قائم کیا ہوا تھا۔ یہ اڈہ ایک عام سی رہائش گاہ کے نیچے تہہ خانوں میں قائم کیا گیا تھا ـــــ یہ رہائش گاہ ہوسٹل نما تھی۔ س میں مزدور وغیرہ رہتے تھے۔ لیکن ان سب مزدوروں کا تعلق ی جیوش آرگنائزیشن سے ہی تھا ـــــ وہ یہاں رہ کر کٹیاک کے ل کے کنوؤں کے متعلق مفید معلومات حاصل کرتے۔ اور پھر تہائی خفیہ طور پر یہ معلومات جیوش آرگنائزیشن کے ایک خفیہ سنٹر ب پہنچا دی جاتیں۔ جو کہ کٹیاک سے بہت دور ایک مغربی مقبوضہ لاقے اسلم میں قائم کیا گیا تھا ـــــ میتھائس کٹیاک سنٹر کا تھرڈ چیف

تھا۔ آج ایک اہم معاملے پر انہوں نے اپنے سنٹر میں خفیہ میٹنگ بلائی ہوئی تھی ۔۔۔ اور میٹنگ میں شامل ہونے والے لوگ خفیہ راستے سے میٹنگ ہال تک پہنچ رہے تھے میتھائس کی ڈیوٹی حسب معمول چیکنگ پر تھی جب بھی کوئی آدمی خفیہ راستے سے داخل ہوتا۔ راستے میں لگا ہوا جدید ترین خفیہ کمپیوٹر اُسے چیک کرتا ۔۔۔ اور او۔ کے ہونے کی صورت میں اس لنکنگ کمرے کی دیوار پر سفید چوکھٹا نمودار ہو جاتا اور میتھائس رسیور میں دوبارہ یہ فقرہ دوہرا دیتا کہ "یس ۔۔۔ لائن آن ہو گئی ہے" ۔۔۔ اس کی آواز میں دوبار نکلا ہوا یہ فقرہ رسیور کے ذریعے ایک خفیہ کمپیوٹر تک پہنچتا اور وہ کمپیوٹر میٹنگ ہال کا دروازہ کھول دیتا۔ جب تک میتھائس یہ فقرہ دوبارہ نہ دہراتا دروازہ کسی صورت نہ کھل سکتا تھا ۔۔۔ آج بھی میٹنگ کے چار شرکا ٹھیک طریقے سے میٹنگ ہال میں پہنچ گئے تھے۔ کہ اچانک خفیہ راستے میں لگے ہوئے کمپیوٹر نے ریڈ کراس کا نشان ظاہر کر دیا۔ یہ نشان اس وقت ظاہر ہوتا تھا جب سنٹر کو شدید قسم کا خطرہ لاحق ہوتا ۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے میٹنگ کمپیوٹر کو ریڈ کراس کی اطلاع دے دی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ ریڈ کراس کی اطلاع ملتے ہی کمپیوٹر سارے سنٹر کو کیموفلاج کر دے گا ۔۔۔ اور پھر اس سنٹر کو کسی طرح بھی ٹریس نہ کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ ریڈ کراس کی اطلاع دینے کے بعد میتھائس خفیہ راستے کی طرف بھاگا ہی تھا کہ راہ داری کا ملبہ خوفناک گڑگڑاہٹ سے اس کے اوپر آن گرا ۔۔۔ اور اس کے کے بعد اُسے ہوش اسی ہسپتال کے کمرے میں آیا تھا اور اب ادھیڑ عمر کی شکل اور اس کی گفتگو سے اس نے یہی اندازہ لگایا تھا



ان کا تعلق ریڈ ماسٹرز سے ہے۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ سنٹر پر حملہ ریڈ ماسٹرز نے کیا تھا ۔۔۔ لیکن سنٹر کا پتہ انہیں کیسے چلا۔ اس کا اندازہ وہ نہ کر سکتا تھا۔ حالاں کہ اسی سنٹر کو کٹیاک میں کام کرتے ہوئے آٹھ سال ہو گئے تھے اور آج تک اس کا پتہ ریڈ ماسٹرز کو نہ چل سکا تھا پھر اچانک مخبری کیسے ہو گئی ۔۔۔ اب اُسے یہ فکر لاحق تھی کہ کیا ریڈ ماسٹرز کے ہتھے وہ اکیلا چڑھا ہے یا وہ لوگ میٹنگ ہال تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہو گئے تھے۔

وہ آنکھیں بند کئے یہی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور دو وارڈ بوائے اندر داخل ہوئے ۔۔۔ انہوں نے بڑی خاموشی سے اس کے بیڈ کو دروازے کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ بیڈ کے نیچے پہیے لگے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ بڑی آسانی سے کسی ٹرالی کی طرح دروازے کی طرف بڑھا جا رہا تھا ۔۔۔ کمرے سے نکل کر وہ راہ داری میں پہنچے اور پھر وہاں سے ایک لفٹ کے ذریعے باہر پورچ میں آ گئے جہاں ایک بڑی سی ایمبولینس موجود تھی۔ اس کے بیڈ کے اوپر والے حصے کو ہکوں کی مدد سے علیحدہ کیا گیا ۔۔۔ اور پھر اُسے اٹھا کر ایمبولینس میں موجود فریم سے فٹ کر دیا گیا۔ ایمبولینس کا دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا اور ایمبولینس حرکت میں آ گئی۔ میتھائس خاموش پڑا ہوا تھا۔ اس کا جسم بدستور بے حرکت تھا ۔۔۔ اگر ذرا سا بھی وہ حرکت کر سکتا تو پھر فرار ہونے کی کوشش بھی کر سکتا تھا لیکن موجودہ صورتحال تو وہ بس ایک زندہ لاش بنا ہوا تھا۔

ایمبولینس کے شیشے تاریک تھے۔ اور وہ مختلف سڑکوں پر سے گزرتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا سائرن خاموش تھا۔ اس لئے وہ جگہ جگہ رکتی بھی تھی۔ ورنہ سائرن کے بعد اس کے رکنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک ایمبولینس سفر کرتی رہی پھر جیسے کسی گہرائی میں اتر گئی۔۔۔۔۔ کافی گہرائی میں اترنے کے بعد وہ سیدھی ہوئی اور اس کے ساتھ ہی رک گئی۔ چند لمحوں بعد پچھلا دروازہ کھلا اور دو سخت گیر چہرے دروازے میں نمودار ہوئے۔۔۔۔۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے اس کے سٹریچر نما بیڈ کو باہر نکالا۔ باہر مکمل تاریکی تھی۔ لیکن وہ دونوں اُسے اٹھائے ہوئے ایک راہ داری میں بڑھ گئے تھے۔۔۔۔۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی اور میتھائس کو اپنے جسم میں لگنے والے جھٹکوں سے درد محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن وہ دانت بھینچے خاموش پڑا ہوا تھا۔

راہ داری کے اختتام پر ایک دروازہ کھلا اور وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔۔۔۔۔ یہاں درمیان میں ایک میز موجود تھی جس کا ایک سرا دوسرے سے خاصا بلند تھا۔ اس کے سٹریچر کو اس میز پر رکھ کر ہکوں کی مدد سے فٹ کر دیا گیا۔۔۔۔۔ اب میتھائس کا جسم اس انداز میں تھا کہ وہ سامنے اور دائیں بائیں اس کمرے کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ کمرے میں سوائے اس میز کے اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔۔۔۔۔ اُسے اٹھا کر لانے والے سامنے والے دروازے سے باہر نکل گئے تھے۔ اور ان کے باہر جاتے ہی



دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔ میتھائس غور سے کمرے اور اس کی ساخت کو دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ کمرے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کسی عمارت کا تہہ خانہ ہے۔ اور ابھی حال میں ہی تعمیر شدہ لگتا تھا۔ دیواروں پر کوئی رنگ نہ تھا بلکہ اُسے اُسی طرح پلستر کر کے سادہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ چوں کہ کنسٹرکشن کمپنی سے متعلق تھا اس لئے اس نے نظروں ہی نظروں میں جائزہ لے لیا تھا کہ دیواریں خاصی موٹی اور درمیان سے کھوکھلی ہیں۔۔۔۔۔ ابھی وہ جائزہ لینے میں مصروف تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور میتھائس چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس بار دروازے میں سے وہی ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ جس نے ہسپتال میں ڈاکٹر سے بات کی تھی۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے دو افراد تھے جنہوں نے سٹین گنیں اٹھائی ہوئی تھیں۔ ادھیڑ عمر آدمی میتھائس کے قریب آ کر رک گیا۔ چند لمحے تو وہ غور سے میتھائس کو دیکھتا رہا۔

"تمہارا نام میتھائس ہے۔ اور تم جنرل کنسٹرکشن کمپنی میں سپروائزر ہو۔ گزشتہ تین سالوں سے کیٹاک میں سروس کر رہے ہو"۔ ادھیڑ عمر آدمی نے یوں کہنا شروع کر دیا جیسے وہ کوئی دستاویز پڑھ رہا ہو۔

"آپ کی معلومات درست ہیں"۔۔۔۔۔ میتھائس نے جواب دیا۔

"اور تم جیوش آرگنائزیشن کے ایجنٹ ہو۔ اور جہاں سے تمہیں زخمی حالت میں گرفتار کیا گیا ہے۔ وہ تمہارا خفیہ سنٹر تھا۔

سنو ـــــ انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے پورا سنٹر راکٹوں سے تباہ کر دیا ہے۔ اور تمہارے علاوہ تمہارے باقی تمام ساتھی لاشوں کی صورت میں ملے ہیں ـــــ تمہارے سنٹر میں نصب جدید ترین کمپیوٹر اور ایسی دستاویزات بھی ملی ہیں جن سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ جیوش آرگنائزیشن کا سنٹر ہے ـــــ تم حیرت انگیز طور پر اس قدر ملبے میں دبے رہنے کے زندہ بچ گئے ہو۔ بس صرف معمولی سے زخم آئے ہیں ـــــ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ تمہارے جسم پر باریک مٹی کا انبار لگ گیا۔ اس وجہ سے تم بھی ملبے کی زد سے محفوظ رہے ـــــ بہرحال یہ تمہارا مقدر تھا کہ تم چند روز مزید زندہ رہ جاؤ" ـــــ ادھیڑ عمر آدمی نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا اور میتھائس یہ سن کر بے حد حیران ہوا کہ اس کے جسم میں کوئی فریکچر نہیں ہوا۔ تو پھر اس کا جسم حرکت کیوں نہیں کرتا۔ ٹانگیں اور بازو ساکت کیوں ہیں۔

"لیکن میرا جسم تو حرکت نہیں کر رہا" ـــــ میتھائس نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"ہم نے تمہاری دونوں ٹانگیں اور بازو کلیپ کر رکھے ہیں، تاکہ تم ہماری مرضی کے بغیر حرکت نہ کر سکو ـــــ تم نے سارا پس منظر سمجھ لیا۔ اب تم ہمارے چند سوالات کے جواب اگر درست طور پر دے دو تو ہو سکتا ہے ہم تمہیں ختم کرنے کی بجائے تمہارا تبادلہ اپنے کسی قیدی سے کر لیں ورنہ دوسری صورت میں ریڈ ماسٹرز کے متعلق تم جانتے ہو کہ ہم پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتے ہیں"



ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم پوچھو ـــــ میں تمہیں درست جواب دوں گا۔ اب غلط بتلانے کے لئے باقی رہ بھی کیا گیا ہے" ـــــ میتھائس نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں تمہارے ممبرز کی کل تعداد کیا ہے" ـــــ ادھیڑ عمر آدمی نے پہلا سوال کیا۔

"دیکھئے جناب ـــــ میں اس سنٹر کا انچارج یا سربراہ نہیں ہوں میں تو ایک معمولی سا ورکر ہوں۔ میری ڈیوٹی ٹیلی فون پر ہوتی ہے۔ اور بس ـــــ اور ہماری تنظیم کا یہ اصول ہے کہ سوائے چند لوگوں کے جو ایک دوسرے کو اصل حیثیت سے جانتے ہیں باقی کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھی کتنے اور کون سے ہیں" ـــــ میتھائس نے بڑے دھڑلے سے پہلے سوال پر ہی جھوٹ بولتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے سنٹر کا مشن کیا تھا" ـــــ ادھیڑ عمر آدمی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ دفاعی نوعیت کی اور تیل کے کنوؤں اور آئل ریفائنریز کے بارے میں ٹھوس معلومات حاصل کرنا" ـــــ میتھائس نے جواب دیا۔

"یہ معلومات تم کہاں بھیجتے تھے اور کس ذریعے سے" ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"اس بات کا مجھے علم نہیں۔ ظاہر ہے سربراہ یا انچارج ہی یہ

کام کرتا ہو گا" ۔۔۔ میتھائس نے جان بوجھ کر آسلم سنٹر کا نام چھپاتے ہوئے کہا۔

"تم اس سنٹر سے پہلے کہاں کام کرتے تھے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے پوچھا۔

"میں پہلی بار اس سنٹر میں تعینات ہوا تھا۔ جب میں نے انجینئرنگ میں ڈپلوما حاصل کیا تو مجھے سروس نہ مل رہی تھی۔ پھر جیوش آرگنائزیشن کے ایک آدمی نے مجھ سے رابطہ قائم کیا ۔۔۔ اور سروس کے سلسلے میں بلیک میل کر کے مجھے شامل کر لیا گیا۔ لیکن چوں کہ ابھی مجھے اس میں شامل ہوئے صرف تین سال ہوئے ہیں۔ اس لئے ابھی میں صرف معمولی کام کرتا ہوں" ۔۔۔ میتھائس نے جواب بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ ہمیں ایسی دستاویز ملی ہے جس میں سنٹر کے بڑے کارکنوں کے ناموں اور عہدوں کی لسٹ موجود ہے۔ لیکن یہ نام کوڈ میں ہیں ۔۔۔ ماہرین اس کوڈ کو حل کر رہے ہیں۔ اور سن لو۔ اگر اس لسٹ میں تمہارا نام شامل ہوا تو تم کتے کی موت مار دیئے جاؤ گے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ بے شک چیک کر لیں جناب ۔۔۔ اگر میرا نام اس لسٹ میں شامل ہو تو مجھے گولی مار دیجئے۔ میں نے آپ سے کوئی بات نہیں چھپائی ۔۔۔ حالاں کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے مجھے بہرحال گولی مار ہی دینی ہے" ۔۔۔ میتھائس نے بڑے ٹھنڈے اور



مطمئن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم کچھ گھنٹے اور زندہ رہ لو۔ اس وقت تک ہم اس کوڈ کو حل کر لیں گے۔ اس کے بعد میں آؤں گا۔ اور یہ بھی سن لو کہ ریڈ ماسٹرز آسان موت دینے کے قائل نہیں ہیں"

ادھیڑ عمر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ مجھے اطمینان ہے کہ میں نے آپ کے سوالوں کے جواب درست دیئے ہیں" ۔۔۔ میتھائس نے جواب دیا۔

"اوکے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"جناب ۔۔۔ میری بھی ایک درخواست ہے"

میتھائس نے اچانک اسے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے ایک جھٹکے سے واپس مڑتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"جناب ۔۔۔ میں یقیناً آپ کے کسی ہیڈ کوارٹر میں ہوں۔ یہاں سے فرار ہو جانا تو ناممکن ہے۔ اگر آپ مجھے ان بندشوں سے آزاد کر دیں تو میں آپ کا ممنون ہوں گا" ۔۔۔ میتھائس نے جواب دیا۔

ادھیڑ عمر چند لمحوں تک خاموش کھڑا رہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اس کے ہاتھ پیر کھول دو۔ یہ یہاں سے نکل کر کہاں جائے گا" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور ایک ساتھی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے میتھائس کے جسم

پر پڑا ہوا سرخ رنگ کا کمبل ہٹایا اور پھر اس نے اس کے پیر کلپوں سے آزاد کئے ___ پیروں کے بعد ہاتھوں کو بھی اس نے کھول دیا۔

" سنو میتھائس ___ یہاں سے تمہاری روح بھی ہماری اجازت کے بغیر نہیں نکل سکتی۔ اس کمرے میں ہونے والی ہر حرکت اور زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے، اس لئے کسی قسم کی غلط حرکت کر کے اپنی زندگی کے لمحے کم نہ کر لینا " ___ ادھیڑ عمر نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا ___ اس کے دونوں ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی باہر چلے گئے اور ان کے عقب میں فولاد کا مضبوط دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی میتھائس نے سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو حرکت دینے کی کوشش کی ___ ہاتھ حرکت میں تو آ گئے لیکن جسم میں درد کی لہریں تیز ہو گئیں۔ لیکن میتھائس نے درد کی پرواہ نہ کی ___ اور پھر جب بازو پوری طرح حرکت میں آ گئے تو اس نے باری باری ٹانگوں کو حرکت دی۔ اور تھوڑی سی کوشش اور تکلیف کو ضبط کرنے کے بعد اسے یہ دیکھ کر واقعی بے پناہ مسرت کا احساس ہوا کہ اس کے جسم کی تمام ہڈیاں سلامت تھیں ___ وہ آہستہ سے اس سٹریچر نما میز سے نیچے اتر آیا۔ ایک بار وہ لڑکھڑایا لیکن جلد ہی سنبھل گیا۔ اس نے دو چار قدم اٹھائے اور پھر اس نے تیزی سے حرکت کرنی شروع کر دی۔ اس کا اندازہ



ایسا تھا جیسے وہ کافی دیر تک بے حس و حرکت رہنے کی وجہ سے اب اپنے جسم کو گرم کر رہا ہو ___ جب جسم میں اٹھنے والی درد کی لہریں آہستہ آہستہ کم ہو گئیں تو میتھائس نے جسم پر بندھی ہوئی پٹیاں کھولنی شروع کر دیں ___ پٹیوں کی وجہ سے اسے الجھن سی ہو رہی تھی۔ اور تھوڑی دیر بعد فرش پر پٹیوں کا ڈھیر سا اکٹھا ہو گیا۔ اس کے جسم پر زخموں کے نشانات موجود تھے ___ جسم پر لباس وہی پرانا تھا۔ جو جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ لیکن بہر حال گزارہ ہو سکتا تھا۔

پٹیوں سے نجات پانے کے بعد میتھائس نے کمرے کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا ___ اس کے ذہن میں اب یہاں سے فرار کی کھچڑی پک رہی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جس دستاویز کا حوالہ اس ادھیڑ عمر نے دیا ہے۔ اس میں اس کا نام بھی موجود ہے۔ اور جیسے ہی وہ ڈی کوڈ ہوئی۔ وہ اس پر بھوکے کتوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے ___ وہ اس مہلت کو غنیمت سمجھ رہا تھا۔ ویسے ادھیڑ عمر کی اس بات پر وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ اس کمرے میں ٹیلی ویژن آئی اور ریسیور نصب ہیں ___ کیونکہ ایسی چیزوں کی تنصیب کی اس نے خصوصی تربیت حاصل کی ہوئی تھی۔ اور اسے ایک نظر میں ان کی موجودگی کا علم ہو جاتا تھا ___ کمرے کا جائزہ لیتے لیتے اس کی نظریں چھت کے قریب کافی بلندی پر موجود ایک روشندان پر جم گئیں۔ روشن دان کافی کھلا تھا اور اس میں لوہے کی سلاخیں نصب تھیں ___ لیکن اس روشن دان کے علاوہ اور کوئی ایسی جگہ بھی نہ تھی جہاں سے باہر نکلا جا سکتا۔ میتھائس

چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے جلدی سے ان پٹیوں کو آپس میں گانٹھ
دینا شروع کر دیا ۔۔۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک کافی لمبی رسی تیار
ہو گئی۔ اس نے اس کے ایک سرے کو مخصوص انداز میں مروڑ کر
گانٹھ دے دی ۔۔۔ اور پھر وہ سٹریچر کی طرف مڑا۔ وہ اب اُ
کلپوں کو غور سے دیکھ رہا تھا جس سے اس کے جسم کو باندھا گیا تھا
اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی ۔۔۔ اس نے ایک قدم پیچھے ہٹ
اور پھر اپنا ہاتھ اونچا کر کے اس نے پوری قوت سے اپنی ہتھیلی ک
سٹریچر کے بازو پر کلپ کے قریب مارا۔ کھٹاک کی آواز سنائی
دی اور سٹریچر کا بازو اس جگہ سے ٹوٹ گیا ۔۔۔ میتھائس نے
جھٹکا دے کر اسے دوسری طرف سے بھی توڑ دیا۔ پھر اس نے
رسی لکڑی کے اس موڑے ہوئے سرے کے ساتھ مخصوص اندا
میں باندھ دیا ۔۔۔ اس کے بعد اس نے دو قدم روشن دان کی
سمت بڑھائے اور رسی کو پکڑ کر جھلانے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے
پوری قوت سے اسے روشن دان کی طرف اچھال دیا۔ رسی کس
سانپ کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی ۔۔۔ اور پھر کھٹاک کی ہلکی سی آ
کے ساتھ وہ لکڑی روشندان کی دو سلاخوں کے درمیان پڑ
ہو کر پھنس گئی۔ رسی کا آخری سرا فرش سے لگ رہا تھا۔ اس نے
جھٹکا دے کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا ۔۔۔ اور پھر رسی کو پکڑ
دیوار کے ساتھ پیر لگائے اور کسی بندر کی طرح اوپر چڑھتا گیا۔ ز
لگنے سے اس کے جسم کا ایک ایک حصہ درد کی تیز لہروں
زد میں آ گیا ۔۔۔ لیکن اس کے سامنے زندگی بچانے کا مسئلہ



اس لئے وہ ہونٹ بھینچے اوپر چڑھتا گیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ سلاخ پر جم
گیا۔ وہ ایک ہاتھ کی مدد سے لٹکا چند لمحے سانس لیتا رہا ۔۔۔ پھر
اس نے اسے چھوڑ کر دوسرے ہاتھ سے دوسری سلاخ پکڑ لی سلاخیں
خاصی مضبوط اور موٹی تھیں ۔۔۔ اور ان سلاخوں کے درمیان فاصلہ
اتنا تنگ تھا کہ میتھائس کا ان کے درمیان سے نکلنا ناممکن تھا۔
لیکن میتھائس ایک تربیت یافتہ ایجنٹ تھا ۔۔۔ اس لئے اُسے
ایسے بے شمار طریقے آتے تھے جن سے وہ رہائی حاصل کر سکتا تھا۔
اس نے ایک ہاتھ سے وہ لکڑی چھڑائی اور اُسے واپس فرش پر
پھینک دیا ۔۔۔ اس کے بعد اس نے دونوں ٹانگیں اوپر کو اٹھائیں
اور ایک سلاخ کو دونوں ٹانگوں کے درمیان رکھ کر وہ ٹانگوں کو
دوسری طرف جہاں تک وہ جا سکتی تھیں لے گیا۔ اب وہ روشندان
کے ایک سرے پر باقاعدہ بیٹھ گیا ۔۔۔ ٹانگوں کو دوسری طرف
موڑ کر اس نے اپنے جسم کو سہارا دے دیا تھا۔ اس کے بعد اس
نے سلاخوں کے اوپر والے حصے کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔
یہ سلاخیں سیمنٹ میں نصب تھیں ۔۔۔ اور چونکہ وہ خود کنسٹرکشن
انجینئر تھا۔ اس لئے اُسے پوری توقع تھی کہ ان سلاخوں کے
سرے زیادہ لمبائی میں سیمنٹ کے اندر نہ دیئے گئے ہوں گے۔
اس نے ایک ہاتھ سلاخ کے اوپر والے سرے پر جمایا ۔۔۔ اور
پھر ہاتھ کو پوری قوت سے جھٹکا دے کر اندر کی طرف کھینچا۔ لیکن
سلاخ ذرا سی خم ہو کر پھر سیدھی ہو گئی ۔۔۔ لیکن میتھائس کے
چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی وہ سلاخ کی مضبوطی کا اندازہ

لگا چکا تھا۔ اور اس کے بعد اس نے بار بار پوری قوت سے اُسے جھٹکے دینے شروع کر دیئے ـــــ پہلے آٹھ دس جھٹکوں کا تو کوئی نتیجہ نہ نکلا لیکن اس کے بعد سلاخ کے اوپر والے حصے سے سیمنٹ اور ریت جھڑنا شروع ہو گئی ـــــ میتھائس مسلسل جھٹکے دیتا رہا۔ وہ جنون کے سے عالم میں لگا ہوا تھا۔ اور چند ہی لمحوں بعد اس کے جسم کو اندر کی طرف زوردار جھٹکا لگا ـــــ لیکن چوں کہ اس نے دوسرے ہاتھ سے دوسری سلاخ کو تھاما ہوا تھا۔ اس لئے وہ سر کے بل نیچے فرش پر گرنے سے بچ گیا ـــــ البتہ سلاخ کا اوپر والا حصہ مڑ کر باہر نکل آیا تھا۔ اور میتھائس کی توقع کے عین مطابق یہ صرف دو انچ ہی سیمنٹ کے اندر تھا اس لئے وہ نکل بھی آیا تھا ـــــ اگر چھ انچ تک سیمنٹ میں ہوتا تو پھر اس کا نکلنا ناممکن تھا۔ اس نے سلاخ کو پوری قوت لگا کر نیچے تک موڑ دیا۔ اب اتنا خلا بن گیا تھا کہ وہ سمٹ سمٹا کر اس میں سے نکل سکتا تھا ـــــ اس نے اس بار خلا کے دونوں اطراف کی سلاخیں پکڑیں اور اپنے جسم کو واپس اندر کی طرف گھسیٹ لیا۔ اب ایک بار پھر وہ سلاخوں کی مدد دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا تھا ـــــ چند لمحوں تک سانس لینے کے بعد اس نے اپنی دونوں ٹانگوں کو دوبارہ اوپر کو اٹھایا اور انہیں جوڑ کر اس خلا میں سے گزار دیا ـــــ آہستہ آہستہ وہ جسم کو دوسری طرف دھکیلتا گیا۔ پھر جب اس کا آدھا جسم دوسری طرف نکل گیا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے اور جسم کو زوردار جھٹکا دے کر الٹ لیا ـــــ اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ ان سلاخوں



کو تھام لیا۔ لیکن اس بار اس نے اُسے باہر والی طرف سے تھاما ہوا تھا۔ اب وہ آسانی سے اپنے باقی جسم کو بھی باہر کی طرف لے گیا۔ اس کی دونوں ٹانگیں دوسری طرف نیچے لٹکی ہوئی تھیں ـــــ یوں لگتا تھا جیسے دوسری طرف خلا ہو۔ اس نے ایک ہاتھ سے سلاخ کو پکڑا اور پھر اپنے سر کو باہر کی طرف نکال کر دیکھا۔ اور اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے ـــــ وہ ایک اور کمرے کی دیوار سے لٹک رہا تھا۔ لیکن اس کمرے کا کھلا ہوا دروازہ اُسے صاف نظر آرہا تھا۔ میتھائس نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور اس کا جسم تیر کی طرح نیچے فرش کی طرف آیا ـــــ میتھائس نے پیرا ٹروپنگ انداز میں گھٹنوں کو خم دیا اور جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے اس نے تیزی سے اچھل کر قلابازی کھائی اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا ـــــ اس طرح ایک تو اُسے اتنی بلندی سے گرنے کی وجہ سے چوٹ نہ آئی تھی۔ اور دوسرا زیادہ دھماکہ بھی نہ ہوا تھا۔ توازن قائم ہوتے ہی میتھائس تیزی سے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا ـــــ اس نے دروازے میں رک کر باہر دیکھا وہ ایک راہداری میں تھا جو دور تک چلی گئی تھی۔ اس راہداری میں کئی کمروں کے دروازے تھے۔ میتھائس دبے قدموں باہر آگیا اور پھر تیزی سے بائیں طرف بڑھنے لگا۔ ابھی اس نے دس بارہ قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ اچانک ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت سی لڑکی ہاتھ میں شارٹ ہینڈ کی کاپی اٹھائے تیزی سے باہر نکلی ـــــ میتھائس اس دروازے کے قریب ہی تھا۔ لڑکی کی نظریں جیسے ہی میتھائس

پڑیں۔ اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں اور چیخ کے سے انداز میں منہ کھلنے لگا۔ مگر میتھائس نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ـــــ وہ اس لڑکی کو پہچان گیا تھا۔ یہ اس کے ساتھ ہی کنسٹرکشن کمپنی میں کام کرتی تھی۔ وہ لڑکی کو اسی طرح گھسیٹتا ہوا واپس اُسی کمرے میں لے آیا جہاں سے نکلا تھا۔

"تم ـــــ یہاں" ـــــ میتھائس نے کمرے میں آتے ہی اس کے منہ سے ہاتھ اٹھا کر سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ تو تم حلقہ موت کے ممبر ہو۔ سنٹر سے یہ تمہیں اٹھا کر لے آئے ہیں۔ میں بڑی پریشان تھی" ـــــ لڑکی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا تم بھی ـــــ" میتھائس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ کیوں کہ اُسے اس لڑکی کے جیوش آرگنائزیشن جسے عرف عام میں حلقہ موت کہا جاتا تھا، کے ممبر ہونے کے متعلق قطعی علم نہ تھا۔ میتھائس نے کہا۔

"ہاں ـــــ میں ریڈ ماسٹرز میں بھی کام کرتی ہوں۔ تم ان کی گرفت سے کیسے نکل آئے تم تو زخمی بھی ہو" ـــــ لڑکی نے جس کا نام صوفیہ تھا۔ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات کو چھوڑو ـــــ میں نے فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہے" ـــــ میتھائس نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ آؤ میرے ساتھ ـــــ میں تمہیں بیرونی پوائنٹ تک پہنچا دیتی ہوں ـــــ آگے تمہاری قسمت" ـــــ صوفیہ نے کہا۔



اور پھر وہ اسے لے کر دوبارہ راہداری میں آئی۔ لیکن زیادہ آگے بڑھنے کی بجائے ایک کمرے میں داخل ہو گئی ـــــ اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور سوئچ بورڈ پر ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے وہ کمرہ کسی لفٹ کی طرح اوپر چڑھتا گیا۔ جب اس کی حرکت رک گئی تو صوفیہ نے دروازہ کھولا اور پہلے باہر جھانکا ـــــ اور پھر تیزی سے باہر آ گئی۔ یہ بھی ایک راہداری تھی جو آگے جا کر دائیں طرف مڑ گئی تھی۔

"میں یہاں سے آگے نہیں جا سکتی۔ تم آگے جا کر دائیں طرف مڑو گے تو ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ جاؤ گے جس کے باہر ڈاگ روم کی تختی لگی ہوئی ہے ـــــ اس کمرے میں جاسوس کتے رکھے جاتے ہیں۔ لیکن اس وقت یہ کتے ٹریننگ کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ اس کی عقبی دیوار میں ایک دروازہ ہے جس میں چوکھٹا سا کٹا ہوا ہے ـــــ اس چوکھٹے سے کتوں کو راتب دیا جاتا ہے۔ تم اس چوکھٹے سے آسانی سے باہر نکل سکتے ہو۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا ویرانہ ہے اس کے آگے خاردار تار کی باڑ ہے ـــــ اُسے کراس کر کے تم تیسری شاہراہ پر نکل جاؤ گے۔ وہاں سے آگے جانا تمہارا کام ہے" ـــــ صوفیہ نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ میتھائس نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے راہداری میں بڑھتا گیا۔ صوفیہ واپس اُسی لفٹ نما کمرے میں چلی گئی تھی ـــــ میتھائس ڈاگ روم میں داخل ہوا۔ وہاں عقبی دروازے میں کٹا ہوا چوکھٹا موجود تھا۔ وہ بڑی آسانی سے اس

جو کھٹے کے ذریعے دوسری طرف صحن میں نکل گیا ۔ یہ صحن دراصل عمارت کی سائیڈ میں ایک چھوٹی سی کھلی جگہ تھی ۔ جہاں شاید دربان وغیرہ آرام کرتے تھے ــــــ سامنے خاردار تار کی اونچی باڑ تھی ۔ جس کی دوسری طرف ذرا فاصلے پر تیسری شاہراہ نظر آتی تھی ۔

میتھائس تیزی سے اس باڑ کی طرف بڑھا ۔ باڑ پار کرنے کے لئے اس کے پاس ایک ہی صورت تھی کہ وہ اس پر چڑھ کر دوسری طرف کود جائے ــــــ چنانچہ وہ بھاگتا ہوا باڑ کے قریب پہنچا ۔ اور پھر ہاتھ زخمی ہونے کی پرواہ کئے بغیر اس کانٹے دار باڑ کے اوپر کسی بندر کی طرح چڑھنے لگا ــــــ اس کے ہاتھوں میں آگ سی لگ گئی اور خون بہنے لگا ۔ تار کے کانٹے اس کے ہاتھوں میں گھس گئے تھے ۔ لیکن اس وقت میتھائس کی جان پر بنی ہوئی تھی ــــــ وہ اوپر والی تار پر پہنچا ہی تھا کہ اچانک کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اُسی لمحے میتھائس نے اچھل کر دوسری طرف چھلانگ لگا دی ۔ اور عین اُسی لمحے گولیوں کی بوچھاڑ سی اس جگہ پر ہوئی جہاں وہ ایک لمحے پہلے موجود تھا ــــــ نیچے گرتے ہی میتھائس نے چھلانگ لگائی ۔ اور زگ زیگ کے سے انداز میں سڑک کی طرف دوڑنے لگا ۔ لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اس کے جسم کو دھکا لگا اور وہ اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرا ــــــ گرم سلاخ سی اس کی بائیں پنڈلی میں اتر گئی تھی ۔ میتھائس گرتے ہی دوبارہ اچھلا ۔ اور پھر لنگڑاتا ہوا آگے بھاگتا گیا ــــــ وہ لنگڑا ضرور رہا تھا ۔ لیکن پاگلوں کے سے انداز میں بھاگ رہا تھا ۔ اور پھر وہ فائرنگ رینج سے



نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ۔ کیونکہ اب فائرنگ بند ہو گئی تھی ۔ اس کی پنڈلی سے مسلسل خون بہہ رہا تھا ــــــ سڑک پر پہنچنے کے باوجود وہ تیزی سے اُسے کراس کرتا ہوا بھاگتا گیا ۔ اُسے دور ایک چھوٹی سی عمارت نظر آ رہی تھی ــــــ وہ اس عمارت کی طرف بھاگ رہا تھا ۔ اُس کو بھاگنے میں زبردست تکلیف ہو رہی تھی ۔ لیکن اس کے باوجود وہ بھاگتا جا رہا تھا ۔ جس جگہ وہ بھاگ رہا تھا وہاں اونچی اونچی جھاڑیوں کا آغاز ہو گیا تھا ــــــ اور میتھائس کے لئے یہی جھاڑیاں ہی زندگی کی نوید تھیں ۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ ان جھاڑیوں میں داخل ہو گیا ۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا ــــــ خون بہہ جانے کی وجہ سے اس کے ذہن پر اندھیرے سے چھا رہے تھے ۔ لیکن وہ اپنی پوری قوت کو بروئے کار لا کر بس بھاگا جا رہا تھا ــــــ یوں لگتا تھا جیسے بھاگنا ہی اس کی زندگی کا مقصد ہو ۔ اور پھر بھاگتے بھاگتے اُسے دور سے طاقتور جیپوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر دیکھا ۔ اور دوسرے لمحے اس نے ہونٹ بھینچ لئے ــــــ عمارت کی طرف سے دو جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں اُسی طرف آ رہی تھی جدھر میتھائس بھاگ رہا تھا ــــــ وہ ایک بار پھر بھاگنے لگا ۔ ابھی وہ چھوٹی عمارت خاصے فاصلے پر تھی اور جیپوں کی رفتار خاصی تیز تھی ۔ ان کی تیز آواز اب اس کے کانوں میں دھماکے سے پیدا کر رہی تھی ــــــ اس کا جسم بھی نڈھال پڑتا جا رہا تھا ۔ آنکھوں کے سامنے بار بار اندھیرے یلغار کرنے لگے تھے ۔ باوجود کوشش کے اس کے بھاگنے کی رفتار بڑھنے کی بجائے کم ہوتی جا

رہی تھی۔ ادھر جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے اس کے سر پر چڑھی آ رہی تھیں ـــــ میتھائس کے لئے اب بچنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی تھی۔ اور تابوت میں آخری کیل کے مصداق اب اس میں بھاگنے یا بچ نکلنے کی ہمت بھی باقی نہ رہی تھی ـــــ اس نے اب لڑکھڑانا شروع کر دیا تھا۔ اور پھر اُسے کسی جھاڑی کی جڑ سے ٹھوکر لگی۔ اور منہ کے بل نیچے گرا ـــــ اُسے آخری احساس یہی ہوا تھا کہ اس کا جسم کسی نشیب میں گر رہا ہے اور جیپوں کے انجنوں کی آوازوں اور اس کے ٹائروں کی جھاڑیوں سے رگڑ کی دھمک اس کی کھوپڑی میں ہو رہی تھی ـــــ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک پردہ پھیلتا چلا گیا۔



رات کا وقت تھا۔ اور رن وے کی سائیڈوں میں جلنے والے بلبوں کی طویل قطار کے علاوہ ادھر ادھر تاریکی کا راج تھا۔ ایک ٹوسیٹر طیارہ رن وے پہ اترنے کی تیاری میں مصروف تھا۔ اس نے ایک چکر کاٹا اور پھر وہ رن وے پر جھکتا گیا ـــــ چند ہی لمحوں بعد اس کے پہیوں نے رن وے کو چھو لیا۔ اور وہ رن وے پہ دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا ـــــ اس کی رفتار آہستہ ہوتی گئی۔ اور پھر کافی آگے جا کر وہ دائیں طرف گھوم کر ایک چھوٹی سی عمارت جو تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی کے پاس رک گیا۔ اُسی لمحے رن وے پہ جلنے والے بلب بھی بجھ گئے۔ اور اب ہر طرف تاریکی سی پھیل گئی۔ ٹوسیٹر جہاز سے دو افراد اچھل کر نیچے آ گئے ـــــ وہ دونوں لمبے قد اور چھریرے جسم کے مالک تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک سفری بیگ تھا۔ جب کہ دوسرا خالی ہاتھ تھا ـــــ اور اس

نے پیشہ ور پائلٹوں جیسی وردی پہن رکھی تھی۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اس تاریک عمارت کی طرف بڑھ گئے ــــ عمارت کے برآمدے میں انہیں تین سائے بے حس و حرکت کھڑے نظر آنے لگ گئے۔

"ہیلو ــــ ایزی فلائٹ ایسی ہی ہوتی ہے" ــــ پائلٹ نے برآمدے کے قریب پہنچتے ہی اونچی آواز میں کہا۔

"تھینک یو ــــ اب آپ واپس جا سکتے ہیں" ــــ ان تین سایوں میں سے ایک نے جواب دیا۔

اور پائلٹ سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑا۔ اور دوبارہ جہاز کی طرف بڑھتا گیا ــــ سفری بیگ والا نوجوان اچھل کر برآمدے میں پہنچ گیا۔ اور ان کے ساتھ ہی خاموش سا کھڑا ہو گیا۔

پائلٹ جہاز میں بیٹھ گیا۔ اور اس نے جہاز کو چلا کر گھمایا۔ اُسی لمحے ان کے بلب ایک بار پھر جل اٹھے اور طیارہ ــــ تیزی سے رن وے پر دوڑنے لگا ــــ اور چند ہی لمحوں بعد وہ رن وے کو چھوڑ کر فضا میں بلند ہو گیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے تاریک آسمان کا ایک حصہ بن گیا ــــ اس کی سائیڈ لائٹس بھی بند تھیں، رن وے پر جلنے والے بلب دوبارہ بجھ گئے۔

"مسٹر" ــــ اچانک ایک سائے نے سفری بیگ والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈگلس" ــــ سفری بیگ والے نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔



"آیئے" ــــ اُسی سائے نے کہا۔ وہ بھاری جسم کا ایک مرد تھا۔ اور پھر وہ عمارت کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈگلس اس کے پیچھے چل پڑا ــــ ایک ہال نما کمرے سے گزر کر وہ عقبی دروازے سے باہر آ گئے۔ یہاں بھی ایک برآمدہ تھا جس کی دوسری طرف سیاہ رنگ کی کار موجود تھی ــــ بھاری جسم والے نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور ڈگلس کو اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ڈگلس خاموشی سے کار میں بیٹھ گیا ــــ بھاری جسم والا مڑ کر دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور دوسرے لمحے کار کا انجن جاگ پڑا اور ایک جھٹکا لے کر وہ آگے بڑھتا گیا۔ کار کی ہیڈ لائٹس بند تھیں اندر کی بتی بھی نہ جل رہی تھی۔ اس لئے کار تاریکی کا ایک حصہ ہی معلوم ہوتی تھی ــــ بھاری جسم والا اُسے بڑی مہارت سے ایک کچے سے راستے پر اڑائے چلا جا رہا تھا۔ ڈگلس خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ڈرائیور نے بھی کوئی بات نہ کی تھی ــــ اس کی پوری توجہ کار کے چلانے پر ہی مرکوز تھی مختلف موڑ کاٹ کر اور کچے راستوں سے گزرتی ہوئی کار ایک پتلے سے راستے پر پہنچ کر رک گئی۔

"یہاں سے آپ کو پیدل جانا ہو گا۔ سیدھے چلے جایئے۔ تقریباً آدھے فرلانگ کے بعد درختوں کے درمیان ایک کاٹیج نظر آ جائے گا ــــ آپ نے وہاں پہنچ کر رپورٹ کرنی ہے"

بھاری جسم والے نے کار روکتے ہوئے ڈگلس سے کہا۔ اور ڈگلس سر ہلاتا ہوا اپنا سفری بیگ اٹھائے نیچے اتر آیا اور تیزی سے اس پتلے

راستے پر چلنے لگا۔ اس کی رفتار میں خاصی تیزی اور پھرتی تھی۔ سیاہ کار مڑ کر واپس چلی گئی تھی ۔۔۔۔ اور پھر آدھے فرلانگ کے بعد ڈگلس کو اونچے اونچے درختوں کے درمیان ایک کاٹیج نظر آنے لگ گیا۔ کاٹیج کی ایک کھڑکی سے روشنی کی لکیریں نظر آ رہی تھیں ۔۔۔۔ اور شاید اسی روشنی کی وجہ سے ہی اُسے کاٹیج کے محل وقوع کا پتہ چل گیا تھا۔ ورنہ وہ اُسے نہ ڈھونڈھ سکتا۔ کاٹیج کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا ۔۔۔۔ کیوں کہ کاٹیج کے برآمدے میں ایک نوجوان لڑکی جس نے ہاف پینٹ اور تنگ سی بوشرٹ پہنی ہوئی تھی۔ دو بلڈھاونڈ کتوں کی زنجیریں تھامے ساکت کھڑی تھی۔ کتے اس کے دائیں بائیں تھے ۔۔۔۔ اور ان کی آنکھیں اندھیرے میں ہیروں کی طرح چمک رہی تھیں۔

"ہیلو" ۔۔۔۔ ڈگلس نے دور سے ہی سر پہ رکھے ہوئے فلیٹ کو اتار کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم" ۔۔۔۔ لڑکی نے انتہائی کرخت آواز میں کہا۔

"مجھے ڈگلس فرنیک کہتے ہیں۔ میں پوائنٹ فور سے آیا ہوں" ڈگلس نے اونچی آواز میں کہا۔

"کس لئے" ۔۔۔۔ لڑکی کا لہجہ بدستور تند تھا۔

"حلقہ موت کے لئے ایک اہم خبر ہے میرے پاس" ڈگلس نے جواب دیا۔

"کیا خبر ہے" ۔۔۔۔ لڑکی نے سرد لہجے میں پوچھا۔ اب ڈگلس اس کے کچھ قریب پہنچ چکا تھا۔



"ابھی خبر نہیں ہے" ۔۔۔۔ ڈگلس نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔۔ دائیں طرف مڑ کر کاٹیج کے عقبی راستے سے اندر کمرے میں پہنچ جاؤ۔ ارسلان وہاں موجود ہے" لڑکی نے کہا اور ڈگلس سر ہلاتا ہوا دائیں طرف مڑ گیا۔ لڑکی کتوں کو لئے وہیں کھڑی رہی ۔۔۔۔ دائیں طرف سے چکر کاٹ کر ڈگلس کاٹیج کے عقب میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا۔ ڈگلس اندر داخل ہوا۔

"آؤ ڈگلس آؤ ۔۔۔۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا" ۔۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔ لیکن کمرے میں تاریکی تھی اس لئے بولنے والا نظر نہ آ رہا تھا ۔۔۔۔ اور پھر چٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ روشن ہو گیا۔ اور ڈگلس کو اپنے سامنے ایک دیوزاد کھڑا نظر آیا۔ اس کا قد تقریباً آٹھ فٹ تھا اور جسم بھی اُسی مناسبت سے بہت پھیلا ہوا تھا ۔۔۔۔ وہ انتہائی طاقتور اور ماہر لڑاکا نظر آ رہا تھا۔ اس نے سرخ رنگ کی ڈھیلی سی شرٹ اور جینز پہنی ہوئی تھی۔ اس کا ہاتھ مصافحے کے لئے ڈگلس کی طرف بڑھا ہوا تھا ۔۔۔۔ ڈگلس نے پسندیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا اور اُسی لمحے اُسے احساس ہوا کہ ارسلان کے ہاتھوں میں اس کی توقع سے کہیں زیادہ طاقت ہے۔

"خوب ۔۔۔۔ تمہارے متعلق جیسا سنا تھا ویسے ہی پایا" ڈگلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ بیٹھو ۔۔۔۔ مجھے بھی تم سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ حلقہ

یں اکثر تمہارے کارناموں کا ذکر ہوتا رہتا ہے "۔۔۔۔ ارسلان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ دونوں آمنے سامنے صوفوں بیٹھ گئے ۔۔۔ اسی لمحے اندرونی دروازہ کھلا اور کتوں والی حسینہ اندر داخل ہوئی۔ اور آکر ارسلان کے ساتھ بیٹھ گئی ۔ ڈگلس اس کے حسن اور شباب کو تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا ۔۔۔ ایسی پُرشباب عورتیں بہت کم ہی نظر آتی تھیں ۔

"یہ میری بیوی فرخندہ ہے "۔۔۔ ارسلان نے ڈگلس کو اس طرح گھورتے دیکھ کر کہا ۔

"اوہ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ اچھی جوڑی ہے "۔۔۔ ڈگلس نے مسکرا کر جواب دیا اور ارسلان ہنسنے لگا ۔

"اچھا ۔۔۔ اب میرے خیال میں کام کی بات ہونی چاہیے کٹیاک میں حلقہ موت کا ایک اہم سنٹر وہاں کی خفیہ سرکاری تنظیم ریڈ ماسٹرز کی نظروں میں آگیا ہے ۔۔۔ ریڈ ماسٹرز کے ہیڈ کوارٹر سے حلقہ موت کو اطلاع ملی ہے کہ اس سنٹر سے ریڈ ماسٹرز کو انتہائی اہم دستاویزات ملی ہیں ۔ اور اس سنٹر کا تھرڈ باس میتھائس زخمی حالت میں ان کے قبضہ میں آگیا ہے ۔۔۔ چنانچہ ہیڈ کوارٹر سے یہ ہدایت جاری ہوئی ہے کہ ہم نے ریڈ ماسٹرز کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر کے وہاں سے وہ دستاویزات اڑانی ہیں ۔۔۔ اور اگر میتھائس زندہ ہو تو اُسے وہاں سے چھڑانا ہے اور اگر چھڑا نہ سکیں تو اُسے گولی مار دینی ہے ۔ تاکہ وہ ریڈ ماسٹرز کو مزید کچھ نہ بتا سکے اور یہ کام میرے اور تمہارے دونوں کے ذمہ لگایا گیا ہے "



ڈگلس نے اپنا بیگ کھول کر ایک فائل نکالتے ہوئے کہا ۔

"زیرو پوائنٹ سے ٹیلکس پیغام ہے ۔ اور وہیں سے مجھے یہاں پہنچنے اور تم سے ملنے کی ہدایات دی گئی تھیں "۔۔۔ ڈگلس نے فائل کھول کر ارسلان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔ ارسلان نے اس سے فائل لی اور پھر اس میں موجود کاغذات کو غور سے پڑھنے لگا ۔۔۔ کاغذات پڑھنے اور ان پر زیرو پوائنٹ کے چیف کے مخصوص نشانات دیکھنے کے بعد اس نے مطمئن انداز میں فائل بند کی اور واپس ڈگلس کی طرف بڑھا دی ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں کٹیاک جانے کے لئے تیار ہوں ۔ ہمیں ضروری معلومات کون مہیا کرے گا "۔۔۔ ارسلان نے کہا ۔

"اس سلسلے میں انتظامات کر دیئے گئے ہیں ۔ حلقہ موت کی ایک ایجنٹ صوفیہ ریڈ ماسٹرز کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرتی ہے ۔ وہ ساری تفصیلات ہمیں مہیا کرے گی ۔۔۔ ہم جب ایئر پورٹ پر پہنچیں گے ۔ تو وہاں ہمیں ضروری کاغذات مل جائیں گے ۔ ہم وہاں کی ایک سپر کنسٹرکشن کمپنی کے سپروائزروں کے روپ میں جائیں گے ۔ کٹیاک ایئر پورٹ سے ہمیں کمپنی کی بس کمپنی میں لے جائے گی اور ہم وہاں باقاعدہ کام کریں گے ۔۔۔ اس دوران کسی بھی وقت صوفیہ کی ملاقات ہم سے ہو گی ۔ اور پھر پروگرام طے کر کے رات کو کسی بھی وقت ریڈ ماسٹرز کے ہیڈ کوارٹر میں گھس جائیں گے ۔ اور دستاویزات بھی نکال لائیں گے اور میتھائس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا ۔۔۔ اس کے بعد ہم وہاں سے باقاعدہ طور پر واپس آجائیں گے "

ڈگلس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ـــــ میں تیار ہوں ـــــ فرخندہ ہمیں ایئرپورٹ چھوڑ آئے گی ـــــ کیوں فرخندہ" ـــــ ارسلان نے اپنی بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ کب چلنا ہے" ـــــ فرخندہ نے کہا۔

"میرے خیال میں دیر نہیں ہونی چاہیئے" ـــــ ڈگلس نے کہا۔

اور فرخندہ سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔



عمران نے اپنی کار ہوٹل سلور سینڈ کی پارکنگ میں روکی اور خود نیچے اتر آیا ـــــ پچھلی سیٹوں پر موجود جوزف اور جوانا بھی اس کے ساتھ ہی اتر رہے تھے۔ وہ دونوں اپنی مخصوص خاکی یونیفارم میں تھے۔ اور ان کے پہلوؤں سے ہولسٹر لٹک رہے تھے۔ عمران نے بھی اپنا مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہن رکھا تھا ـــــ اور چہرے پر حماقتوں کے گہرے تاثرات موجود تھے۔

ہوٹل کے گیٹ سے باہر آنے اور اندر جانے والے ان کو بڑی حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے ـــــ عمران بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھا جب کہ جوزف اور جوانا فوجی انداز میں اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

عمران ایک روز پہلے ہی ساگا لینڈ سے واپس لوٹا تھا۔ اس نے وہاں ڈارک کلب[1] کے تمام ممبروں کو زندہ گرفتار کرکے کرنل فریدی

---

[illegible]

کی مدد کی تھی۔ کرنل فریدی نے اس بات پر حیرت کا اظہار بھی کیا تھا کہ آخر عمران نے انہیں زندہ گرفتار کرنے کے لئے اس قدر رسک کیوں لیا جب کہ وہ آسانی سے انہیں گولیوں سے بھون سکتا تھا۔ تو عمران نے اُسے بتایا کہ وہ ان سے پاکیشیا میں کام کرنے والے جیوش آرگنائزیشن کے کسی گروہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے ـــــ اس لئے اس نے انہیں زندہ رکھنا زیادہ بہتر سمجھا اور پھر وہی ہوا۔ ڈارک کلب کے باقی ممبرز کا تو کچھ نہ پتہ چل سکا۔ البتہ ڈارک کلب کے گنجے چیف کرافٹ سے اس نے پاکیشیا میں جیوش آرگنائزیشن کے ایک سنٹر کا راز اگلوا لیا ـــــ یہ سنٹر بظاہر ایک فلاحی ادارے کے طور پر کام کرتا تھا۔ لیکن درپردہ اس کا کام جیوش آرگنائزیشن کے مقاصد کی تکمیل تھے۔ اس کلب کا صدر جو پاکیشیا کا ایک بہت بڑا تاجر تھا جو دراصل اس سنٹر کا انچارج تھا ـــــ اس تاجر کا نام کنگ مارٹن تھا۔ کنگ بارٹن کے متعلق یہاں آکر اُسے تحقیقات کے بعد جو تفصیلات ملی تھیں وہ واقعی چونکا دینے والی تھیں ـــــ کنگ مارٹن نے خفیہ طور پر جرائم پیشہ افراد کا ایک گروپ تشکیل دیا ہوا تھا جو ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔ لیکن ان کا اصل کام سرکاری اور فوجی افسران کو بلیک میل کر کے ان سے دفاعی اور سرکاری راز حاصل کرنا تھا ـــــ ان کا طریقہ کار اس قدر سائنسی اور ٹھوس تھا کہ اتنے عرصے سے کام کرنے کے باوجود ان کے متعلق یہاں پاکیشیا میں کسی کو خبر نہ تھی۔ کنگ مارٹن تو بظاہر ان تمام معاملات سے بے تعلق رہتا تھا اور



اس کام کے لئے اس نے اپنے ساتھی اور سیکنڈ چیف ٹارٹ کو انچارج بنایا ہوا تھا ـــــ ٹارٹ جسے زیر زمین دنیا میں بلیک ٹارٹ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ نامی گرامی غنڈہ ـــــ خوف ناک لڑاکا اور انتہائی سفاک آدمی سمجھا جاتا تھا۔ اور زیر زمین دنیا میں اس کے کارنامے سے دہشت پھیلی ہوئی تھی ـــــ یہ معلومات اُسے ٹائیگر نے ہی پہنچائی تھیں۔ کیوں کہ ٹائیگر کا تعلق زیر زمین دنیا سے رہتا تھا۔ اور آج ٹائیگر کی ہی معرفت عمران پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں بلیک ٹارٹ سے ایک خصوصی ملاقات کے لئے ہوٹل سلور سینڈ میں جا رہا تھا ـــــ ہوٹل سلور سینڈ کے تہہ خانے میں بلیک ٹارٹ کی خفیہ کمین گاہ تھی۔ اور شاید ہوٹل سلور سینڈ کنگ مارٹن کی ہی ملکیت تھا۔

ہال میں داخل ہوتے ہی ایک طرف کھڑا ٹائیگر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"آپ آ گئے ـــــ وہ آپ کا منتظر ہے۔ میں نے اُسے بتایا ہے۔ کہ پرنس کسی بڑے سودے کے لئے آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ آئیے میرے ساتھ" ـــــ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر عمران سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا

"ہاں ـــــ سودا تو واقعی بہت بڑا ہے" ـــــ عمران نے مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹائیگر کی رہنمائی میں ایک راہداری سے گزر کر لفٹ کے ذریعے نیچے تہہ خانوں میں پہنچ گئے۔ ایک جگہ رک کر ٹائیگر نے بند دروازے پر دستک دی۔

"یس" ـــــ اندر سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"پرنس تشریف لائے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا۔ اور دوسرے لمحے دروازے کے درمیان سے ایک چوکھٹا سا ہٹ گیا اور کسی نے باہر جھانکا ـــــ دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا اور ٹائیگر انہیں لئے ہوئے اندر داخل ہوا۔ عمران نے دیکھا کہ یہ ایک ہال کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک دائرے کی صورت میں صوفے رکھے ہوئے تھے ـــــ اور ایک صوفے پر ایک بھرے بھرے جسم اور خبیث سی شکل والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بیٹھنے کے انداز میں بھی بڑا تکبر اور غرور تھا ـــــ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو ملک کا مالک سمجھ رہا ہو۔ اس کے پیچھے اور دائیں بائیں رکھے ہوئے صوفوں کے پیچھے چھ سٹین گنوں سے مسلح غنڈے کھڑے ہوئے تھے ـــــ وہ سب بڑی حیرت سے عمران اور اس کے پیچھے چلتے ہوئے جوزف اور جوانا کو دیکھ رہے تھے۔

"جناب پرنس آف ڈھمپ" ـــــ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر عمران کا باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اور یہ ہیں بے تاج بادشاہ جناب بلیک ٹارٹ صاحب پاکیشیا کے سب سے طاقت ور انسان" ـــــ ٹائیگر نے بڑے معنی خیز انداز میں بلیک ٹارٹ کا تعارف کرایا۔

"اوہ ـــــ پرنس ایسے ہی ہوتے ہیں ـــــ احمق سے۔ حیرت ہے" ـــــ بلیک ٹارٹ نے بڑے نخوت بھرے انداز میں عمران کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہا اور جوزف اور جوانا



دونوں کی بازوؤں کی مچھلیاں بے اختیار تڑپ اٹھیں۔

"ارے ـــــ تو تم ہو کالا ٹاٹ ـــــ تمہیں تو کوئی فقیر بھی اپنے نیچے بچھانے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ اور تم اسے طاقت ور ترین انسان کہہ رہے ہو مجھے تو یہ زنخا لگ رہا ہے" ـــــ عمران نے آخری فقرہ ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ـــــ تمہاری یہ جرأت کہ مجھے زنخا کہو" ـــــ بلیک ٹارٹ غصے سے چیختا ہوا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ ـــــ زیادہ اچھلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے سمجھے ـــــ تمہارا کنگ مارٹن میرے بوٹ چاٹنا فخر سمجھتا ہے" ـــــ عمران نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔ اور بلیک ٹارٹ عمران کے اس انداز پر اسے گھورنے لگ گیا ـــــ اس کے غنڈے ساتھیوں نے سٹین گنیں سیدھی کر لیں تھیں۔ لیکن شاید کنگ مارٹن کا نام سن کر بلیک ٹارٹ کچھ ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

"جناب ـــــ آپس میں لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کام ہونا چاہیئے جس کی خاطر یہ ملاقات ہو رہی ہے" ـــــ ٹائیگر نے درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــــ دس کروڑ ڈالر کا سودا ہے۔ کیا تم اپنے آپ کو اس قابل سمجھتے ہو کہ اس سودے میں فریق بن سکو" ـــــ عمران نے اس بار براہ راست بلیک ٹارٹ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"دس کروڑ ڈالر" ۔۔۔ بلیک ٹارٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اس کا پھولا ہوا سینہ کچھ اور پچک گیا تھا۔

"ہاں ۔۔۔ دس کروڑ ڈالر ۔۔۔ اور سنو ۔۔۔ اگر تمہارا تعلق حلقہ موت سے ہے۔ تو پھر یہ سودا تم سے ہو سکتا ہے۔ حلقہ موت کا آدمی حلقہ موت کے آدمی کو ہی فائدہ پہنچا سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر جیوش آرگنائزیشن کی بجائے حلقہ موت کے الفاظ کہے تھے ۔۔۔ کیوں کہ اُسے معلوم تھا کہ جیوش آرگنائزیشن کے تمام ممبرز آپس میں بات چیت کرتے ہوئے حلقہ موت کے ہی الفاظ بولتے ہیں۔

"حلقہ موت ۔۔۔ اوہ تو تم اس کے ممبر ہو۔ مگر ہمیں تو ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی" ۔۔۔ بلیک ٹارٹ حلقہ موت کا سنتے ہی یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"احمق آدمی تم جانتے تو ہو یہاں ایک کو دوسرے کا علم نہیں ہوتا۔ میں ڈھمپ سنٹر کا فرسٹ چیف ہوں ۔۔۔ جیسے یہاں کا چیف تمہارا باس کنگ مارٹن ہے" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا اچھا ۔۔۔ تشریف رکھیے۔ اس لحاظ سے تو آپ ہمارے ہی آدمی ہوئے۔ کنگ مارٹن تو صرف نام کا چیف ہے۔ میں سیکنڈ چیف ہوں ۔۔۔ لیکن سارا کنٹرول میرے پاس ہی ہے" ۔۔۔ بلیک ٹارٹ نے اس بار انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"اس جگہ سے راز باہر تو نہیں جائے گا۔ یا باہر سے یہاں مداخلت تو نہیں ہو گی۔ میں ایک خصوصی پیغام دینا چاہتا ہوں ۔۔۔ سودا تو



صرف ایک بہانہ تھا" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میری اجازت کے بغیر نہ یہاں سے کوئی جا سکتا ہے اور نہ کوئی آ سکتا ہے" ۔۔۔ بلیک ٹارٹ نے کہا۔

"یہ تمہارے آدمی کیا......" ۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے خاص آدمی ہیں آپ بے فکر ہو کر بات کریں" بلیک ٹارٹ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ تو سنو ۔۔۔ کنگ مارٹن کے خلاف شکایت ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی ہے۔ میں انکوائری کے لئے آیا ہوں۔ ویسے اگر تم چاہو تو اس کی جگہ تم بھی فرسٹ چیف بن سکتے ہو۔ یہ سب میری رپورٹ پر منحصر ہے ۔۔۔ بولو" ۔۔۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یو شٹ اپ ۔۔۔ میں کنگ مارٹن کے خلاف سوچنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ وہ کنگ ہے اور کنگ رہے گا" ۔۔۔ بلیک ٹارٹ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم ٹاٹ ہو اور ٹاٹ ہی رہو گے۔ کبھی مخمل نہ بن سکو گے۔ بہر حال تم نے ایک موقع گنوا دیا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ تم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو۔ اگر تم حلقہ موت سے

متعلق نہ ہوتے۔ تو تم دوسرا سانس نہ لے سکتے" ـــــ بلیک ٹارٹ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اگر کوئی زعم ہے تو نکال لو ـــــ سمجھ لو کہ میں حلقہ موت کی بجائے حلقہ زندگی سے متعلق ہوں" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ـــــ تو تم دھوکے باز ہو۔ فراڈ کر رہے ہو۔ اب تم زندہ نہیں رہ سکتے۔ حلقہ موت کا کوئی آدمی یہ الفاظ نہیں کہہ سکتا۔ اسے گولی مار دو" ـــــ بلیک ٹارٹ نے اچانک چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اور دوسرے لمحے کمرے میں گولیوں کے دھماکے گونج اٹھے۔ لیکن یہ دھماکے بلیک ٹارٹ کے آدمیوں کے ہتھیاروں سے نہیں بلکہ جوزف۔ جوانا اور ٹائیگر کے ریوالوروں سے پیدا ہوئے تھے۔ اور پلک جھپکنے میں بلیک ٹارٹ کے چھ کے چھ آدمی خون میں نہائے ہوئے فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے ـــــ بلیک ٹارٹ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کے اپنے اڈے میں داخل ہو کر کوئی اس کے ساتھیوں کو اس طرح بھی ہلاک کر سکتا ہے۔

"اب بولو بلیک ٹارٹ ـــــ کیا خیال ہے مخمل بننا پسند کرو گے یا ٹاٹ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے دھوکہ کیا ہے ـــــ بزدل آدمی" ـــــ ٹارٹ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بڑے تحقیر آمیز انداز میں کہا۔



"دھوکہ ـــــ وہ کیسے ـــــ میرے قتل کا حکم تو تم نے خود دیا تھا دھوکہ کرنے کی کوشش تو تم نے خود کی تھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم چاہتے کیا ہو" ـــــ بلیک ٹارٹ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اب تم نے اچھا سوال کیا۔ سنو۔ سنٹر کا ریکارڈ کہاں موجود ہے۔ مجھے وہ ریکارڈ چاہیئے" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ریکارڈ ـــــ کیسا ریکارڈ" ـــــ بلیک ٹارٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــــ مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس سے صرف ریکارڈ کی بابت پوچھوں گا اور بس" ـــــ عمران نے بلیک ٹارٹ کو جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھیوں سے مڑ کر کہا ـــــ اور شاید بلیک ٹارٹ اسی تاک میں تھا کہ عمران کی توجہ اس سے ہٹے تو وہ اس پر حملہ کر دے۔ اس نے شاید اپنے ذہن میں یہ پروگرام بنایا تھا کہ وہ عمران کو بے بس کر کے اس کی گردن توڑ دینے کی دھمکی دے کر اس کے ساتھیوں سے ہتھیار ڈلوا لے گا ـــــ لیکن اُسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے مقابل میں کون ہے۔ جیسے ہی بلیک ٹارٹ نے اچھل کر بجلی کی سی تیزی سے عمران پر حملہ کیا ـــــ عمران تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹا بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بھی حرکت میں آ گئے اور بلیک ٹارٹ چیختا ہوا سر کے

بل فرش پہ جا گرا۔ وہ یوں قلابازی کھا کر نیچے گرا تھا جیسے کسی بچے نے غصے میں گیند کو پٹخ دیا ہو۔

نیچے گرتے ہی بلیک ٹارٹ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس بار وہ سیدھا کھڑا ہوئے بغیر ہی عمران پر حملہ آور ہو گیا۔ عمرا
کو شاید اس سے اتنی پھرتی کی توقع نہ تھی اس لئے وہ بروقت اپ
بچاؤ نہ کر سکا ۔۔۔ اور بلیک ٹارٹ کی ٹکر بھرپور انداز میں عمران
پیٹ پر پڑی اور عمران لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا اور پھر صوفے سے ٹکرا
وہ پشت کے بل صوفے پر ہی گر گیا۔

اس کے صوفے پر گرتے ہی بلیک ٹارٹ وحشیانہ انداز میں چیخ
ہوا اس پر حملہ آور ہوا ۔۔۔ لیکن عمران صوفے پر گرتے ہی صوفے
سمیت پیچھے کی طرف الٹ گیا اور اس پر حملہ آور بلیک ٹارٹ
بروقت اپنے آپ کو نہ روک سکا ۔۔۔ اور وہ صوفے کے ساتھ
ٹکرا کر سر کے بل پیچھے فرش پر گرا۔ لیکن نیچے گرتے ہی اس نے
قلابازی کھا کر اٹھنے کی کوشش کی ۔۔۔ لیکن اسی لمحے صوفہ
اڑتا ہوا اس سے ٹکرایا اور بلیک ٹارٹ چیخ مار کر صوفے کے نیچے
دب گیا ۔۔۔ عمران اس پر صوفہ پھینکتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ایک
طرف ہٹا۔ اور اس کا یہی ہٹنا ہی اس کے لئے سود مند ثابت ہ
کیونکہ بلیک ٹارٹ نے سنبھلتے ہی صوفے کو واپس اچھال دیا تھا
"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔ مجھے بار بار زمین چاٹنے والے کیڑے
اچھے نہیں لگتے"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور بلیک ٹا
غصے کی شدت سے چیختا ہوا اٹھا اور غصے کی شدت سے بغیر سوچے



عمران پر حملہ آور ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے عمران نے بڑے ماہرانہ انداز
میں جوڈو کا وار اس کے سینے پہ کیا ۔۔۔ اس کا ہاتھ کسی تلوار کی طرح
گھومتا ہوا اس کے سینے پہ پڑا تھا اور بلیک ٹارٹ چیخ مار کر یوں
فرش پہ گرا جیسے اس کے جسم سے روح کھینچی جا رہی ہو۔ نیچے
گر کر وہ چند لمحے بے حس و حرکت سا رہا ۔۔۔ اور عمران یہی چاہتا
تھا۔ اس لئے اس نے یہ وار کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ زبردست
جھٹکا لگنے سے بلیک ٹارٹ کا سانس بند ہو جائے گا۔ اور اسے
سانس بحال کرنے کے لئے چند لمحے لازماً بے حس و حرکت رہنا پڑے
گا ۔۔۔ اور یہی ہوا۔ بلیک ٹارٹ کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اس
کا منہ بار بار کھل رہا تھا۔ وہ زبردست جدوجہد سے سینے کے اندر
اٹکا ہوا سانس باہر نکالنا چاہ رہا تھا ۔۔۔ اور اس جدوجہد میں
اسے چند لمحے بے حس و حرکت رہنا پڑا۔ عمران اس دوران اس کے
عین سر پہ کھڑا ہوا اسے غور سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔ اور پھر جیسے
ہی بلیک ٹارٹ نے گونج دار آواز سے سانس لیا۔ عمران بجلی کی سی
تیزی سے جھکا ۔۔۔ اور اس نے فرش پہ پڑے ہوئے بلیک ٹارٹ
کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر یوں اوپر اٹھا لیا جیسے وہ کوئی کھلونا ہو۔
بلیک ٹارٹ کا جسم جیسے ہی سیدھا ہوا عمران کا ایک گھٹنا تیزی سے
مڑا اور پوری قوت سے اس کی ناف کے نیچے لگا ۔۔۔ اسی لمحے عمران
نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور بلیک ٹارٹ پشت کے بل یوں فرش پہ
دوبارہ گرا جیسے کٹا ہوا درخت نیچے گرتا ہے ۔۔۔ مخصوص انداز میں
ماری گئی اس ضرب نے بلیک ٹارٹ کو کہیں کا نہ رکھا۔ اس کا منہ کھل

گیا۔ اور زبان پیاسے کتے کی طرح باہر کو نکل آئی اور وہ عجیب انداز میں جھٹکے لے لے کر سانس لینے لگا ـــــ اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

" تم ساری عمر اسی حالت میں رہ سکتے ہو۔ اگر ریکارڈ کا پتہ دو تو ٹھیک بھی ہو سکتے ہو" ـــــ عمران نے سرگوشیانہ اند میں جھک کر کہا۔

" ما ــ ما ــ مارٹن کی خواب گاہ ــ ک ــ ک ــ ای ــ ال ــ ال ...... ماری میں" ـــــ بلیک ٹارنٹ نے تقریباً جھٹکے لے لے کر اتنا فقرہ کہا۔

"کون سی رہائش گاہ ــ پتہ بتاؤ" ـــــ عمران نے تیز لہجے کہا۔

" بب ــ بب ــ بب ــ بیس ــ دل ــ دل ــ ب ــ بہار ــ ک ــ ک ...." ـــــ بلیک ٹارنٹ جھٹکے لے لے کر پتہ بتانا شروع کر دیا۔

" بس کافی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ا اس نے اس کی دائیں پنڈلی پکڑ کر دونوں ہاتھوں سے مخصوص ا میں جھٹکا دیا تو بلیک ٹارنٹ کا جسم یک لخت سیدھا ہو گیا ـــ ا کی زبان اندر چلی گئی۔ چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگا۔ اور سان بھی ہموار ہو گئی۔ ٹائیگر بڑے حیرت بھرے انداز میں یہ عجیب سا دیکھ رہا تھا ـــــ اس کی عادت تھی کہ وہ عمران کو لڑتا ہوا بڑے غور سے دیکھتا رہتا تھا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ عمران اس سٹیج پر



کہ وہ خود داؤ ایجاد کرتا رہتا تھا۔ اور یہ داؤ بھی اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔ عجیب وغریب داؤ جس نے بلیک ٹارنٹ جیسے آدمی کو اس طرح بے بس کر دیا تھا۔

" ٹھیک ہے ـــــ اب اٹھ کر بیٹھ جاؤ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک ٹارنٹ کراہتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور صوفے پر بیٹھنے کے لئے مڑا۔ لیکن مڑتے ہی اس کے جسم نے تیزی سے حرکت کی اور اس نے خلاف توقع طور پر سائیڈ میں کھڑے ہوئے ٹائیگر کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا ـــــ مگر اس سے پہلے کہ وہ گھوم کر اس ریوالور کو استعمال کرتا ایک دھماکہ ہوا اور بلیک ٹارنٹ جو عمران کی طرف گھوم رہا تھا اچھل کر فرش پر گرا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

" گڈ شو جوزف" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی یہاں آمد کا مقصد پورا ہو گیا تھا ـــــ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اپنا ریوالور اٹھایا۔ اور پھر وہ بھی ان کے پیچھے ہی چل پڑا۔

میتھائس کی آنکھ کھلی تو ایک بوڑھا شخص اس پر جھکا ہو
تھا۔ اس کی سفید داڑھی میتھائس کے سینے تک پہنچ رہی تھی۔ بوڑھ
کی آنکھوں میں پریشانی اور الجھنیں تیر رہی تھیں ۔۔۔ لیکن میتھائس کی
آنکھیں کھلتے ہی اس کی آنکھوں میں یک لخت چمک ابھر آئی۔

"اوہ ۔۔۔ مائی گاڈ ۔۔۔ تمہیں آخر ہوش آ ہی گیا" ۔۔۔ بوڑھے
نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

میتھائس نے آنکھیں کھلتے ہی بڑے خوف زدہ انداز میں ادھ
ادھر دیکھا۔ اس کے ذہن پر ابھی تک جھاڑیوں میں بھاگنے، جیپوں
کے سر پر پہنچنے اور نیچے گر کر بے ہوش ہونے کا سارا منظر نقش تھا

"گھبراؤ نہیں میتھائس ۔۔۔ اب تم محفوظ جگہ پر ہو۔ ریڈ ماسٹرز
پاگل کتوں کی طرح تمام شہر میں تمہیں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں لیکن
وہ یہاں تک نہیں پہنچ سکتے" ۔۔۔ بوڑھے نے قریب پڑی ہوئی



کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور بوڑھے کی بات سن کر میتھائس کے چہرے
پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"آپ کون ہیں محترم بزرگ" ۔۔۔ میتھائس نے پوچھا۔

"میرا نام ڈاکٹر ادغلی ہے۔ میں کٹیاک میں حلقہ موت کا سپر چیف
ہوں" ۔۔۔ بوڑھے نے جواب دیا۔ اور سپر چیف کا نام سنتے ہی
میتھائس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ سپر چیف کسی بھی
ملک میں حلقہ موت کا سب سے بڑا عہدہ ہوتا ہے۔ اور گزشتہ
تین سالوں سے میتھائس ہمیشہ یہی سوچتا رہا تھا کہ کٹیاک کا سپر چیف
کون ہو گا ۔۔۔ لیکن سپر چیف ہمیشہ پس پردہ رہ کر کام کرتا تھا۔ اور
اب قسمت سے وہ کٹیاک کے سپر چیف کو اپنی نظروں کے سامنے
دیکھ رہا تھا۔

"لیٹے رہو لیٹے رہو ۔۔۔ تمہیں تین روز بعد ہوش آیا ہے۔ میں
تو تمہاری طرف سے مایوس ہو چکا تھا۔ لیکن اللہ کا کرم ہو گیا اور تم
ہوش میں آ گئے ہو ۔۔۔ تمہاری پنڈلی میں گولی لگی تھی۔ اسے
نکال دیا گیا ہے۔ تم بس ایک دو روز آرام کر لو۔ اس کے بعد تم
دوبارہ گھوڑے کی طرح چاق و چوبند ہو جاؤ گے" ۔۔۔ بوڑھے
نے بڑے شفقت بھرے انداز میں اس کا شانہ تھپتھپاتے
ہوئے کہا۔

"مگر ۔۔۔ ریڈ ماسٹرز کی جیپیں تو میرے سر پر پہنچ
چکی تھیں۔ شاید میری پنڈلی سے بہنے والا خون ان کی رہنمائی کر
رہا تھا" ۔۔۔ میتھائس نے بے چین لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــ لیکن مقدر نے تمہیں شاید بچانا تھا۔ تم جس جگہ گرے تھے۔ وہ ایک نشیبی جگہ تھی اور جھاڑیوں سے پر ـــ تم گرتے ہوئے ان جھاڑیوں کے اندر جا گرے اور جیپیں تمہارے اوپر سے ہوتی ہوئیں آگے نکل گئیں۔ تم ان کے پہیوں کے نیچے آنے سے بچ گئے ـــ ہمیں سنٹر کے تباہ ہونے اور تمہاری گرفتاری کی اطلاع کے فوراً بعد تمہارے فرار کی بھی اطلاع مل گئی تھی۔ چنانچہ ہمارے آدمی تمہیں بچانے کے لئے تیار تھے ـــ جب جیپیں تمہیں تلاش کرتی ہوئیں کافی آگے نکل گئیں۔ اور تم جھاڑیوں میں غائب ہوجانے کی وجہ سے ان کی نظروں سے بچ گئے تو ہمارے آدمی بڑے خفیہ انداز میں تمہیں وہاں سے نکال لائے ـــ اور اب تم تین روز سے یہاں ہو۔ اور ریڈ ماسٹرز تین روز سے شکاری کتوں کی طرح ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ وہ ہر گھر کی تلاشی لے رہے ہیں۔ ہر تہہ خانہ ٹٹول رہے ہیں ـــ انہوں نے جاسوس کتوں سے بھی مدد حاصل کی ہے۔ وہ یہاں بھی آئے تھے۔ لیکن یہاں ایسے انتظامات ہیں کہ تم ان کی نظروں کے سامنے رہنے کے باوجود ان کی نظروں سے چھپے رہے" ـــ سپر چیف ڈاکٹر اوغلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر سر ـــ ہمارے سنٹر کا پتہ ریڈ ماسٹرز کو کیسے لگا" میتھائس نے کہا۔

"وہ ایک غدار تھا۔ جس کا پتہ چلا لیا گیا ہے۔ اور اُسے عبرتناک سزا بھی دے دی گئی ہے۔ اُسے حلقہ موت کے قانون کے مطابق



زندہ جلادیا گیا ہے" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور تھائس بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گیا۔ واقعی حلقہ موت کے قانون اس بارے میں انتہائی سخت تھے۔

"تم سے وہاں کیا پوچھ گچھ کی گئی تھی" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے پوچھا اور تھائس نے شروع سے لے کر آخر تک سب باتوں کا ایک ایک لفظ بتا دیا۔

"ہاں ـــ ہمارے انتہائی اہم کاغذات ریڈ ماسٹرز کے ہاتھ لگ گئے ہیں۔ انتہائی اہم ـــ گو یہ کاغذات کوڈ میں ہیں اور صوفیہ کی اب تک کی اطلاع تو یہی ہے کہ وہ اس کوڈ کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے لیکن وہ کسی بھی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان سے یہ کاغذات کی برآمدگی انتہائی ضروری ہے" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس ـــ میں ٹھیک ہو جاؤں تو میں خود اندر جا کر انہیں حاصل کر دوں گا" ـــ میتھائس نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے اس خوفناک عمارت سے جس طرح فرار کے لئے ہمت اور جرأت دکھائی ہے۔ اس نے حلقہ موت میں تمہارا رتبہ بے حد بلند کر دیا ہے ـــ تم ایک بہت بڑا کارنامہ سر انجام دے چکے ہو۔ اور ہیڈ کوارٹر نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری خدمات اب ہیڈ کوارٹر کے حوالے کر دی جائیں ـــ تم حلقہ موت کے سپر ایجنٹس گروپ میں شامل کر لئے گئے ہو" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سپر ایجنٹ" ـــــ میتھائس خوشی سے پاگل سا ہو گیا۔ سپر گروپ حلقہ موت کا سب سے اہم ترین گروپ تھا۔ جسے حلقہ موت کی دہشت کے نام سے یاد کیا جاتا تھا ـــــ جہاں حلقہ موت کو کوئی خصوصی مشن سرانجام دینا ہوتا وہاں سپر ایجنٹس بھیجے جاتے تھے۔ اور یہ سپر ایجنٹ ایسے ایسے ناممکن مشن مکمل کر دیتے کہ جن کی دوسرے ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹوں سے بھی توقع نہ رکھی جا سکتی تھی۔ اس گروپ میں شمولیت ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ اور یہ اعزاز میتھائس کو مل چکا تھا۔

"اوہ ـــــ میں پوری کوشش کروں گا کہ ہیڈ کوارٹر کی توقعات پورا اتر دوں" ـــــ میتھائس نے انتہائی تشکر آمیز لہجے میں کہا۔

"تمہیں پہلے سپر ایجنٹ کی خصوصی ٹریننگ دی جائے گی۔ اس کے بعد کوئی مشن تمہیں سونپا جائے گا ـــــ ویسے ہیڈ کوارٹر سے ریڈمار کے قبضے سے کاغذات نکلوانے کے لئے اسے کلاس سپر ایجنٹس ڈگلس اور ارسلان کو یہاں پہنچنے کا حکم دے دیا ہے۔ اور وہ شاید آج کسی بھی وقت پہنچ جائیں گے" ـــــ ڈاکٹر اوغلی نے جواب دیا۔

"کاش ـــــ میں ان سپر ایجنٹس کے ساتھ کام کر سکتا" میتھائس نے کہا۔

"تم ابھی آرام کرو" ـــــ ڈاکٹر اوغلی نے کہا اور پھر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ میتھائس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس نے آج تک سپر ایجنٹس کے کارنامے ہی سنے تھے ـــــ انہیں کبھی کام کرتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ اور اب جب کہ اسے کلاس سپر ایجنٹس یہاں آنے والے تھے تو وہ چاہتا تھا کہ ان



کے ساتھ کام کرے تاکہ ان کا طریقہ کار خود اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اُسے معلوم تھا۔ کہ سپر ایجنٹس گروپ کے تین درجے ہیں ـــــ اے بی۔ اور سی ـــــ اور پہلے سی میں شامل کیا جاتا ہے اور پھر اپنے کارناموں کی بنا پر ترقی کرتے کرتے بی اور اے میں ایجنٹس پہنچ جاتے ہیں۔ اُسے معلوم تھا کہ اُسے سی گروپ میں شامل کیا گیا ہو گا ـــــ اور اب جب کہ اے گروپ کے دو سپر ایجنٹس جن میں ارسلان کا نام تو پورے حلقہ موت میں مشہور تھا یہاں آ رہا ہے تو اس کا دل ان دونوں سے ملنے اور ان کے ساتھ کام کرنے کے لئے مچل اٹھا۔ ڈاکٹر اوغلی کے جاتے ہی میتھائس آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا ـــــ اُسے نقاہت تو ضرور محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن جسم میں درد اور تکلیف نہ تھی۔ اس کے نچلے جسم پر کمبل پڑا ہوا تھا۔ اس نے وہ کمبل ہٹایا۔ تو اس نے بائیں پنڈلی پر پٹی بندھی ہوئی دیکھی ـــــ اس نے آہستہ سے اس ٹانگ کو حرکت دی۔ اُسے کوئی درد و تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ اور ٹانگ بھی آسانی سے حرکت کرنے لگی۔ وہ دل ہی دل میں بے حد خوش ہوا۔ اور پھر ہمت کر کے بستر سے اتر آیا ـــــ ایک لمحے کے لئے تو وہ لڑکھڑایا مگر جلد ہی سنبھل گیا۔ اس کے دل میں ایک نیا جذبہ مچل رہا تھا ـ وہ ٹریننگ پہ جانے سے پہلے ہی کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دینا چاہتا تھا جس سے حلقہ موت میں اس کا نام اور رتبہ اور بھی اونچا ہو جائے وہ کمرے میں ٹہلنے لگا ـــــ چند ہی لمحوں بعد وہ اپنے آپ کو پوری طرح فٹ محسوس کرنے لگا۔

"ارے ـــــ تم تو ٹھیک طرح چل رہے ہو" ـــــ اچانک

ڈاکٹر اوغلی کی آواز دروازے سے سنائی دی ۔ اور میتھائس تیزی سے مڑا ۔

" باس ــــــ میں بالکل ٹھیک ہوں ــــــ پوری طرح فٹ "۔ میتھائس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" گڈ گاڈ ــــــ واقعی تمہارے اندر بے پناہ مدافعتی قوت ہے ۔ تم واقعی ایک اچھے سپر ایجنٹ ثابت ہوگے ہیڈ کوارٹر کا فیصلہ یقیناً درست ہے " ــــــ ڈاکٹر اوغلی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" باس ــــــ میری ایک خواہش پوری کر دیں ۔ آپ چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے ۔ میں تمام عمر آپ کا احسان مند رہوں گا "۔ میتھائس نے بے اختیار ڈاکٹر اوغلی کے قدموں میں جھکتے ہوئے کہا ۔ اور ڈاکٹر اوغلی نے بے اختیار اُسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اٹھا لیا ۔

" سنو میتھائس ــــــ تم اب سپر ایجنٹ ہو ۔ اور سپر ایجنٹ کسی کے سامنے نہیں جھکا کرتے ۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا " ڈاکٹر اوغلی نے قدرے سرد لہجے میں کہا ۔

" میں کسی کے نہیں اپنے باپ کے قدموں میں جھکا ہوں ۔ اور باپ کے قدموں میں جھکنا ایک اعزاز ہے " ــــــ میتھائس نے جذبوں سے بھرپور آواز میں کہا ۔ اس کی بات میں نجانے کیا سحر تھا کہ بوڑھے ڈاکٹر اوغلی نے بے اختیار اُسے سینے سے لگا لیا ۔ اس کی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی ۔

" میتھائس ــــــ میرے بیٹے ــــــ آج تم نے میری زندگی کی سب



سے بڑی حسرت پوری کر دی ۔ میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ ایک حادثے میں مارا گیا ۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو یقیناً تمہارا ہم عمر ہوتا ــــــ میں تب سے ہمیشہ اس حسرت میں رہا کہ کوئی تو مجھے اپنا باپ سمجھے اور کہے ۔ تم نے آج میری حسرت پوری کر دی " ــــــ ڈاکٹر اوغلی نے اُسے ایک بار پھر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا ۔ اس کا انداز واقعی حقیقی باپ کی طرح کا تھا ۔

" ڈیڈی ــــــ آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں ڈگلس اور ارسلان کے پہنچنے سے پہلے پہلے ریڈ ماسٹرز سے وہ دستاویزات اڑا لانا چاہتا ہوں ــــــ میری خواہش ہے کہ آپ کے بیٹے کا نام پورے حلقہ موت میں احترام و عزت سے لیا جائے "۔ میتھائس نے کہا ۔

" بیٹے میتھائس ــــــ تمہاری یہ خواہش دیوانگی کی حد تک حماقت آمیز ہے ۔ تم صوفیہ کی مدد سے اور اپنی ہمت سے وہاں سے نکل آنے میں کامیاب تو ہو گئے لیکن ان بھیڑیوں کے ہیڈ کوارٹر میں دوبارہ جا کر تم کبھی زندہ واپس نہیں آ سکتے " ــــــ ڈاکٹر اوغلی نے بڑے پریشان سے لہجے میں کہا ۔

" میں نہ صرف زندہ واپس آؤں گا ڈیڈی ــــــ بلکہ کامیاب بھی لوٹوں گا ۔ آپ صرف اجازت دے دیں ۔ باقی کام میں خود کر لوں گا ــــــ یقین کیجیے حلقہ موت میں آپ کا سر فخر سے بلند ہو جائے گا " ــــــ میتھائس نے کہا ۔ اس کے انداز میں بے پناہ خود اعتمادی تھی ۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــ تم نے پہلی بار مجھ سے ایک خواہش کا اظہار کیا ہے۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں" سپر ایجنٹس کل شام کو پہنچ رہے ہیں۔ تم آج رات کوشش کر سکتے ہو" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے کہا۔

"اوہ ـــ بہت بہت شکریہ ڈیڈی ـــ میں آپ کے اعتماد پر یقیناً پورا اتروں گا" ـــ میتھائس نے مسرت سے ناچتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور پھر میتھائس کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اس کمرے سے نکل کر مختلف راہ داریوں میں گھومتا ہوا ایک بڑے کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ کسی دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا ـــ ڈاکٹر اوغلی نے دروازہ اندر سے بند کر کے ایک بٹن دبایا تو دروازہ کے آگے ٹھوس دیوار سی آ گئی۔

"آؤ بیٹھو ـــ میں نے سپر ایجنٹس کے لئے ضروری تفصیلات اور نقشے صوفیہ کی مدد سے تیار کرائے تھے۔ پہلے تم انہیں دیکھ لو" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور میتھائس میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا ـــ ڈاکٹر اوغلی نے میز کی دراز سے ایک فائل نکالی اور پھر اسے کھول کر میتھائس کے سامنے رکھ دی۔

"یہ دیکھو ـــ یہ عمارت کا گیٹ ہے۔ اس عمارت کے گرد خاردار تار کی باڑھ ہے۔ چاروں کونوں میں مسلح دربان چوبیس



گھنٹے پہرہ دیتے ہیں۔ رات کے وقت سرچ لائٹس عمارت کا چپہ چپہ روشن کر دیتی ہیں ـــ اور مسلح دربان باڑھ کے گرد ٹولیوں کی صورت میں گشت کرتے ہیں۔ وہ کسی بھی مشکوک آدمی کو دیکھتے ہی گولی مار دیتے ہیں۔ اس کے متعلق تحقیقات کا مرحلہ بعد میں آتا ہے ـــ یہ عمارت پانچ منزلہ ہے۔ بظاہر اس میں ایک فوجی دفتر قائم کیا گیا ہے۔ لیکن دراصل یہ ریڈ ماسٹرز کا مین ہیڈ کوارٹر ہے۔ ریڈ ماسٹرز کا چیف سلطان ہے ـــ انتہائی ظالم اور سفاک آدمی۔ اس کا دفتر تیسری منزل پر ہے۔ اس دفتر سے ہی اس کے ذاتی ریکارڈ روم کا راستہ جاتا ہے۔ یہ راستہ صرف سلطان کے اشارے پر ہی کھل سکتا ہے ـــ وہ مخصوص آواز میں مخصوص الفاظ منہ سے نکالتا ہے تو مشرقی دیوار میں ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اندر جاتا ہے تو یہ خلا ختم ہو جاتا ہے پھر اندر سے وہ مختلف آواز میں مختلف الفاظ بولتا ہے تو یہ خلا دوبارہ پیدا ہوتا ہے اور وہ باہر آ جاتا ہے ـــ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ الفاظ اور انداز کیا ہیں۔ صرف سلطان ہی انہیں جانتا ہے۔ سلطان ہر وقت سرخ رنگ کا نقاب اوڑھے رہتا ہے صرف اس کی چراغوں کی طرح جلتی ہوئی آنکھیں ہی دیکھنے والوں کو نظر آتی ہیں ـــ ہمارے سنٹر سے ملنے والی دستاویزات اس کے اسی ریکارڈ روم میں رکھی ہوئی سرخ رنگ کی فائل میں موجود ہیں ـــ اس فائل کو ریڈ فائل کہا جاتا ہے۔ اور اس کے اوپر ایک مینڈھے کی تصویر ہے۔ یہی اس کی نشانی ہے" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے پوری تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

اور جیسے جیسے ڈاکٹر اوغلی تفصیلات بتاتا جا رہا تھا۔ میتھائس کا دل
بیٹھتا جا رہا تھا ـــــ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہاں اس قدر حفاظ
انتظامات ہوں گے۔ اس نے تو یہی سوچا تھا کہ بس وہ کسی نہ کسی
طرح عمارت میں گھس جائے گا۔ لڑتا بھڑتا کاغذات لے آئے گا
لیکن ڈاکٹر اوغلی تو کچھ اور ہی بھیر دیں سنا رہا تھا ـــــ لیکن ظاہر ہے
اب وہ پیچھے نہ ہٹ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ خاموش بیٹھا رہا۔

"اس معاملے میں صوفیہ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ اس نے
ہی کچھ کہہ دیا ہے جو بہت ہے ـــــ اب تم بتاؤ کہ تم کیسے یہ کاغذا
حاصل کرو گے" ـــــ ڈاکٹر اوغلی نے میتھائس کی طرف دیکھ
ہوئے کہا۔

"ڈیڈی ـــــ میرا خیال ہے کہ اس عمارت کی چھت یقیناً تاری
میں ڈوبی رہتی ہو گی۔ اگر میں کسی طرح چھت پر اتر جاؤں تو نیچے پہ
کر سلطان کو قابو کر سکتا ہوں اور پھر یہ دستاویزات حاصل کرنا میرے
لئے ناممکن نہیں رہے گا" ـــــ میتھائس نے اچانک ایک
خیال کے تحت کہا۔ اور ڈاکٹر اوغلی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے
چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔

"اوہ ـــــ ویری گڈ ـــــ ویری گڈ اینڈ یونیک آئیڈیا ـــــ گ
گاڈ ـــــ واقعی کتنا آسان اور سیدھا حل ہے۔ یہ لوگ نیچے ہی حفاظ
نظام قائم کئے رکھیں گے۔ جب کہ چھت سے آسانی سے اندر دا
جا سکتا ہے" ـــــ ڈاکٹر اوغلی خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔

"پر ڈیڈی ـــــ اس کے لئے اگر جہاز یا ہیلی کاپٹر استعمال کیا



تو وہ ان لوگوں کی نظروں میں آجائے گا" ـــــ میتھائس نے سوچتے
ہوئے کہا۔

"ارے ہاں واقعی ـــــ ارے اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ
آیا تھا۔ البتہ پیرا شوٹ استعمال ہو سکتا ہے" ـــــ ڈاکٹر اوغلی
نے کہا۔

"ڈیڈی اس عمارت کے قریب اس سے اونچی کوئی عمارت ہے"۔
میتھائس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے ـــــ ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل گیارہ منزلہ ہے اور اس
کے بالکل قریب ہے۔ سڑک پار ـــــ کیوں" ـــــ ڈاکٹر اوغلی
نے کہا۔

"بس پھر پیرا شوٹ کی بھی ضرورت نہیں ـــــ کنسٹرکشن کمپنی کی
تربیت کی وجہ سے عام رسی کی مدد سے بھی میں ایک عمارت سے
دوسری عمارت تک جا سکتا ہوں" ـــــ میتھائس نے کہا۔

"اچھا ـــــ وہ کیسے" ـــــ ڈاکٹر اوغلی نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"میں روپ گن کی مدد سے ـــــ رسی جس کے آگے پینتالیس
میں تیس اینگل کا آنکڑہ لگا ہو گا۔ انٹر کانٹی نینٹل کی چھت سے ہیڈ کوارٹر
کی چھت پر پھینکوں گا۔ یہ آنکڑہ کسی بھی دیوار اور روشندان میں
پھنسایا جا سکتا ہے ـــــ اس کے بعد رسی کے دوسرے سرے کو
ہوٹل کی چھت پر باندھ کر رسی کو تان دیا جائے گا۔ اور پھر میں آسانی
سے اس رسی سے پھسلتا ہوا نیچے چھت تک بغیر کسی دھماکے کے

پہنچ سکتا ہوں "۔۔۔۔ میتھائس نے کہا۔

"اوہ واقعی ۔۔۔۔ یہ تو بہت آسان حل ہے ۔ یہ گن اور مخصوص رسی تو میں حاصل کر لوں گا ۔ لیکن تم واپس کیسے آؤ گے ۔ واپسی پر تو تم پھسل نہیں سکو گے "۔۔۔۔ ڈاکٹر ادغلی نے کہا ۔

" واپسی میں پھسلنے کا کوئی سوال نہیں ہوتا ۔ بلکہ رسی پکڑ کر اوپر چڑھنے کی بات ہوتی ہے ۔۔۔۔ اور مجھے اس سلسلہ میں خصوصی مہارت حاصل ہے "۔۔۔۔ میتھائس نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"چلو یہ مسئلہ تو واقعی حل ہو گیا ۔ لیکن ریڈ چیف سلطان کو پکڑ اور اس سے وہ ریکارڈ روم کھلوانا اور وہاں سے کاغذات لے واپس آنا یہ بڑے جان لیوا مراحل ہیں "۔۔۔۔ ڈاکٹر ادغلی نے کہا

"آپ فکر نہ کریں ڈیڈی ۔۔۔۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ۔ بس آپ مجھے یہ گن اور رسی سمیت رات کے وقت انٹر کانٹی نینٹل کی چھت تک پہنچا دیں ۔ باقی کام میں خود کر لوں گا "۔۔۔۔ میتھائس نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور ڈاکٹر ادغلی نے سر ہلا دیا ۔



ریڈ ماسٹرز کے ہیڈ کوارٹر کے میٹنگ روم میں اس وقت چار افراد موجود تھے ۔۔۔۔ ایک بڑی کرسی خالی پڑی ہوئی تھی ۔ یہ چاروں افراد سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان میں وہ ادھیڑ عمر بھی شامل تھا جس کی قید سے میتھائس فرار ہو گیا تھا ۔ اور باقی تین افراد تھے ۔۔۔۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی اور آنکھوں میں الجھنوں کے ساتھ ہلکے سے خوف کے تاثرات بھی موجود تھے ۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس آدمی اندر داخل ہوا ۔۔۔۔ اس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب موجود تھا صرف آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جو سانپ کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں ۔ یہ ریڈ ماسٹرز کا چیف سلطان تھا ۔۔۔۔ ٹیاک کا طاقت ور ترین انسان ۔۔۔۔ وہ خاموشی سے آکر اپنی کرسی پر

بیٹھ گیا۔ سلطان گزشتہ ایک ہفتے سے ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ اور
آج ہی اس کی واپسی ہوئی تھی ——— اور یہاں آ کر جب اُسے حلقہ موت
کے سنٹر پہ چھاپے کے بعد میتھائس کے فرار کی رپورٹ ملی تو اس
نے ہنگامی میٹنگ کال کر لی۔

"ماسٹرز ——— یہ مجھے کیا رپورٹ ملی ہے کہ حلقہ موت کا ایک آ
آدمی ہیڈ کوارٹر سے فرار ہو گیا ہے اور اب تک اس کا پتہ نہیں
سکا" ——— سلطان نے قدرے سرد لہجے میں ان چاروں سے
مخاطب ہو کر کہا۔ یہ چاروں کٹیاک کے مختلف زونوں کے سربر
تھے ——— وہ چاروں خاموش رہے تو سلطان کی نظریں اس ادھ
پر پڑ گئیں جو اس ہیڈ کوارٹر کا بھی انچارج تھا اور سٹی زون کا بھی ا
سلطان کے بعد سب سے طاقت ور انسان سمجھا جاتا تھا۔ اس
نام صالح تھا۔

"صالح ——— تم پہلے رپورٹ دو" ——— سلطان نے ماسٹر
سے مخاطب ہو کر کہا اور ادھیڑ عمر ماسٹر صالح نے اُسے بتایا کہ
طرح ایک فون کال ٹیپ ہو جانے پر ایک آدمی کو گرفتار کیا گیا
پھر اس نے تشدد کے سامنے اس سنٹر کے متعلق تمام تفصیلا
بتائیں ——— میں نے اُسے جان بخشی کا لالچ دے کر اُس سنٹر
لے گیا۔ اور پھر ہم نے ہاک بموں کی مدد سے پورا سنٹر ہی اڑ
کیوں کہ اس سنٹر کو اس طرح بنایا گیا تھا کہ اس میں کسی صور
میں بھی کسی اجنبی یا مشکوک آدمی کا داخلہ نہ ہو سکتا تھا ——— وہ
وہاں سے فرار ہو گیا۔ لیکن دوسرے روز ہی اس کی جلی ہوئی لا



سڑک پر پڑی ملی۔ اُسے زندہ جلا دیا گیا تھا۔ بہرحال سنٹر سے ہمیں
ایک آدمی زخمی حالت میں ملا وہ ملبے میں دبا ہوا تھا ——— ہم اُسے
اٹھا لائے اور وہاں سے دستاویزات اور کاغذات بھی مل گئے۔
ڈاکٹروں نے سر توڑ کوششیں کر کے اس آدمی کو بچا لیا ——— اور
ہم اُسے ہیڈ کوارٹر لے آئے۔ ہم نے اس کے متعلق ابتدائی تحقیقات
کیں۔ وہ ایک کنسٹرکشن کمپنی میں ملازم تھا۔ اس کا نام میتھائس
تھا ——— وہ تین سالوں سے یہاں رہ رہا تھا۔ پھر ہم نے اس سے
پوچھ گچھ شروع کی۔ لیکن اس نے ہر چیز سے اپنے آپ کو لاعلم ثابت
کرنے کی کوشش کی ——— اس دوران میں نے سوچا کہ دستاویزات
ریکارڈ میں ہیں وہ سمجھ میں آ جائیں تو اس سے مزید بات چیت کی جائے
لیکن پھر وہ انتہائی حیرت انگیز طریقے سے فرار ہو گیا ——— اس نے
اپنے جسم پہ بندھی ہوئی پٹیاں اتاریں ان سے رسی بنائی۔ سٹریچر کی
ایک سائیڈ توڑ کر اس سے کمند بنا کر وہ روشن دان پر پہنچا وہاں
کا ایک سلاخ کو اس نے توڑا اور دوسرے کمرے میں اتر گیا۔
وہاں سے وہ لفٹ کے ذریعے ڈاگ روم میں پہنچا ——— اور چوکھٹے
کے ذریعے باہر صحن میں آ گیا جہاں سے وہ خاردار تار پار کر کے نکلنے
میں کامیاب ہوا۔ حفاظتی دستے نے اس پہ فائرنگ کی اس کی ٹانگ پہ گولی لگی۔
لیکن وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ——— حفاظتی عملے کی جیپوں
نے اس کا تعاقب کیا۔ اور پھر اچانک وہ جھاڑیوں میں غائب ہو
گیا۔ اس کے بعد اس کا اب تک پتہ نہیں چلا" ——— ماسٹر صالح
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ـــــ کہ ایک اجنبی آدمی ہیڈ کوارٹر سے نکل جا
اور ریڈ ماسٹرز منہ دیکھتے رہ جائیں ـــــ ماسٹر صالح تم جانتے ہو کہ
کی کیا سزا ہو سکتی ہے" ـــــ سلطان نے انتہائی کرخت
میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں باس ـــــ اور ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں"
ماسٹر صالح نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ـــــ تمہاری یہ فرمانبرداری ہمیں پسند آئی ہے۔
اسے تمہاری پہلی غلطی سمجھ کر معاف کرتے ہیں لیکن آئندہ کے
معافی کا لفظ اپنے ذہن سے نکال دینا" ـــــ ریڈ چیف نے کہا

"میں سمجھتا ہوں باس ـــــ اور میں آپ کا مشکور ہوں"
ماسٹر صالح نے جواب دیا۔

"شہر میں کیا ہوا ـــــ آخر میتھائس گیا کہاں" ـــــ سل
نے پوچھا۔

"باس ـــــ ہم سب نے انتہائی کوشش کی ہے۔
چپہ چپہ چھان مارا ہے لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ اب
ریڈ ماسٹرز ہر جگہ کی تلاشی لے رہے ہیں" ـــــ ماسٹر صالح
کہا۔

"تم نے اس بات پر غور کیا کہ آخر میتھائس یہاں سے کیسے
ہوا" ـــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"باس ـــــ میں نے تفتیش کی ہے۔ مجھے صرف ایک پر شک
لیکن آپ کی اجازت کے بغیر میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا



لئے آپ کا انتظار تھا" ـــــ ماسٹر صالح نے کہا۔

"اچھا ـــــ کون ہے وہ" ـــــ ریڈ چیف نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی سیکرٹری صوفیہ ـــــ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عین اسی لمحے
لفٹ اوپر گئی ہے۔ اور صوفیہ اس وقت گیلری نمبر دو جہاں سے
میتھائس بھاگا ہے ـــــ سیکنڈ چیف کے دفتر میں موجود تھی"
ماسٹر صالح نے کہا۔

"صوفیہ ـــــ اوہ ہو سکتا ہے ـــــ ہو سکتا ہے ـــــ میں کسی کو اس
معاملے میں علیحدہ نہیں کر سکتا۔ تمہیں اس پر پورا اختیار ہے"
ریڈ چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"تھینک یو چیف ـــــ ویسے آپ کہیں تو میں اسے یہاں بلوا
کر آپ کے سامنے پوچھ گچھ کر لیتا ہوں" ـــــ ماسٹر صالح نے
کہا۔ وہ جانتا تھا کہ ریڈ چیف صوفیہ کو بے حد پسند کرتا ہے۔ اور
صوفیہ اکثر راتیں اس کے پاس گزارتی رہتی ہے ـــــ اس لئے وہ
چاہتا تھا کہ جو کچھ ہو ریڈ چیف کے سامنے ہو۔ تاکہ بعد میں وہ کسی
انتقامی کارروائی کا نشانہ نہ بن سکے۔

"ٹھیک ہے بلوا لو ـــــ لیکن وہ آسانی سے مان جائے گی"
ریڈ چیف نے کہا۔

"نو باس ـــــ اس کے لئے ہمیں لاشعور چیک کرنے والی
مشین استعمال کرنی ہو گی" ـــــ ماسٹر صالح نے کہا۔

"تو پھر تو آپریشن روم میں چلنا ہو گا ـــــ ٹھیک ہے ـــــ باقی
ماسٹرز سے میں بعد میں رپورٹیں لوں گا۔ پہلے چل کر صوفیہ والا مسئلہ

حل کر لیں۔ اگر وہ واقعی غدار ہے تو میں اپنے ہاتھ سے اُسے گولی ما
دوں گا"۔۔۔۔ ریڈ چیف نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ماسٹر صالح اس کے پیچھے پیچھے تھا جب
کہ باقی ماسٹرز ویسے ہی بیٹھے رہے۔

مختلف راہ داریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑے کم
میں پہنچ گئے۔ جس میں سامنے کے رخ دیوار کے ساتھ ایک بڑ
مشین نصب تھی ۔۔۔۔ مشین پوری دیوار تک پھیلی ہوئی تھی۔
کے سامنے ایک سٹریچر فرش میں نصب تھا۔ جس کے ساتھ
سی تاریں منسلک تھیں اور اس کے سرہانے ایک کنٹوپ سا
ہوا تھا۔۔۔۔ کنٹوپ میں بھی بہت سی تاریں اس مشین کے
منسلک تھیں۔

"تمہارا کیا ارادہ ہے اُسے براہِ راست اس کے ذریعے
کرو گے"۔۔۔۔ ریڈ چیف نے آپریشن روم میں پہنچتے ہی
صالح سے کہا۔

"اگر آپ حکم دیں تو آپ کے سامنے ویسے پوچھ گچھ کر لو
کیوں کہ اس مشین سے چیکنگ کے بعد اس کا دماغی توازن د
نہ رہے گا"۔۔۔۔ ماسٹر صالح نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں اس پر شک صرف اسی بات پر ہے کہ وہ بھی میتھ
طرح ایک کنسٹرکشن کمپنی میں کام کرتی ہے اور اس وقت
میں موجود تھی جب میتھائس فرار ہوا ہے یا کوئی اور لیوائنڈ
ہے"۔۔۔۔ ریڈ چیف نے ماسٹر صالح سے مخاطب ہو کر



"جناب ۔۔۔۔ نمبر تھرٹی کا دفتر اُسی راہ داری میں ہے۔ اس کا
کہنا ہے کہ صوفیہ اس کے کمرے میں ڈکٹیشن کے لئے موجود تھی۔
وہ جب باہر نکلی تو اُسے شک سا ہوا کہ باہر دو آدمی ہیں وہ اٹھ کر
باہر آیا تو راہ داری خالی تھی۔ وہ واپس چلا گیا ۔۔۔۔ لیکن کچھ دیر بعد
اُسے پھر شک ہوا کہ راہ داری میں کوئی دبے پاؤں چلا ہے۔ اس
نے خیال نہ کیا ۔۔۔۔ لیکن اوپر جانے والی لفٹ کا میٹر خود کار اس
کے کمرے میں ہے۔ اُس نے اُسی وقت لفٹ اوپر جاتی چیک کی
اور پھر تھوڑی دیر بعد جب لفٹ واپس آئی تو اس نے اٹھ کر دیکھا
تو واپس آنے والی صوفیہ تھی ۔۔۔۔ اس نے اس سے پوچھا کہ تمہارے
ساتھ کون تھا اور تم اوپر کیوں گئی تھی تو اس نے بتایا کہ اس کا پرس
اوپر اس کے کمرے میں رہ گیا تھا اور وہ وہی لینے گئی تھی۔ چوں کہ
صوفیہ کا دفتر واقعی اوپر والی راہ داری میں تھا اس لئے وہ
مطمئن ہو گیا ۔۔۔۔ ویسے بھی اُسے میتھائس کے بارے میں کوئی
علم نہ تھا۔ بعد میں جب میتھائس کے فرار کا علم ہوا تو نمبر تھرٹی نے
مجھے یہ تفصیلات بتائیں۔ میں آپ کی وجہ سے خاموش رہا۔ میں
نے سوچا کہ میتھائس کو ڈھونڈ لیں پھر وہ خود ہی بتا دے گا کہ
یہاں سے فرار میں اس کی مدد کس نے کی ہے ۔۔۔۔ لیکن میتھائس
نہ مل سکا"۔۔۔۔ ماسٹر صالح نے پوری تفصیلات بتاتے
ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔۔ سنٹر میں سے ملنے والی دستاویزات اب کہاں
ہیں"۔۔۔۔ ریڈ چیف نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"وہ آپ کے ریکارڈ روم میں رینج ریسیون کے ذریعے پہنچا دی گئی ہیں۔ کیونکہ یہاں کسی سے کوڈ حل نہ ہو سکا ۔۔۔ ظاہر ہے اس کے لئے یہ دستاویزات کسی بیرونی ماہر کے پاس بھیجنی پڑیں گی اور میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی واپسی تک انہیں محفوظ کر دیا جائے" ۔۔۔ ماسٹر صالح نے جواب دیا۔

"رینج ریسیون کے ذریعے دستاویزات ریکارڈ روم میں پہنچانے کے لئے تو تمہیں صوفیہ کی مدد حاصل کرنی پڑی ہوگی" ۔۔۔ ریڈ چیف نے کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ ظاہر ہے اس کے بغیر تو دستاویزات کسی صورت اندر نہ پہنچ سکتی تھیں۔ البتہ میں مطمئن تھا کہ وہ صوفیہ کے ذریعے اندر تو جا سکتی ہیں باہر نہیں آ سکتیں۔ اور میں خود اس وقت تک صوفیہ کے ساتھ موجود رہا جب تک دستاویزات اندر نہ پہنچ گئیں" ۔۔۔ ماسٹر صالح نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ تم ایسا کرو سائیڈ روم میں صوفیہ کو بلالو۔ خود اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں" ۔۔۔ ریڈ چیف نے چند لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔

"باس ۔۔۔ ایک خدشہ ہے کہ اگر صوفیہ تربیت یافتہ ہوئی تو وہ پہلے سے ہوشیار ہونے کی وجہ سے اپنے ذہن کو بلینک کر لے گی۔ اور اس طرح ہم اصل بات معلوم کرنے سے محروم رہ سکتے ہیں" ۔۔۔ ماسٹر صالح نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر" ۔۔۔ ریڈ چیف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔



"سر ۔۔۔ بہتر یہی ہے کہ معمول کی چیکنگ کا بہانہ کر کے انہیں چیک کر لیا جائے۔ اس طرح ہم اس کا ذہن پڑھ لیں گے" ۔۔۔ ماسٹر صالح نے کہا۔

"لیکن اگر وہ غدار ثابت نہ ہوئی تو پھر یہ غیر معمولی مشین تو اسے تباہ کر دے گی ۔۔۔ اور اگر وہ حلقہ موت کی ایجنٹ ہے تو پھر اتنا تو اسے معلوم ہوگا کہ معمول کی چیکنگ اس مشین سے نہیں ہوتی اس کے لئے دوسری مشین ہے" ۔۔۔ ریڈ چیف نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

ماسٹر صالح ریڈ چیف کے جذبات کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اور اسے صوفیہ کے ساتھ اس کے تعلقات کا بھی علم تھا یہی وجہ تھی کہ وہ کھل کر بات نہ کر رہا تھا۔

"پھر جیسے آپ کا حکم ہو" ۔۔۔ ماسٹر صالح نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔۔۔ اسے بلاؤ ۔۔۔ اور مشین میں ڈال دو۔ جو ہوگا سامنے آ جائے گا" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ریڈ چیف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ماسٹر صالح نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ آپریشن رینج" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"سپیشل مشین کے آپریٹر کو مشین روم میں بھجوا دو" ۔۔۔ ماسٹر صالح نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر ایک

اور نمبر دبا دیا۔

"یس ـــ صوفیہ اٹنڈنگ" ـــ دوسری طرف سے صو
کی آواز سنائی دی وہ اس وقت اپنے دفتر میں موجود تھی۔

"مس صوفیہ ـــ چیف باس سپیشل مشین روم میں موجود ہیں
آپ کو طلب کیا ہے۔ فوراً پہنچ جائیں وہ آپ کو کچھ ہدایات د
چاہتے ہیں" ـــ ماسٹر صالح نے اصل بات کو گول کرتے
ہوئے کہا۔

"اوکے" ـــ دوسری طرف سے صوفیہ نے کہا۔ اور
ماسٹر صالح نے رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سفید ایپرن پہنے ایک نوج
اندر داخل ہوا ـــ ریڈ چیف کو وہاں موجود دیکھ کر اس نے بڑ
گھبرائے ہوئے انداز میں سلام کیا۔

"سنو ـــ مس صوفیہ ابھی آرہی ہیں۔ ہم نے انہیں چیک
کرنا ہے۔ لیکن انہیں یہی معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ صرف معمول
چیکنگ ہے۔ اور یہ مشین معمول کی چیکنگ بھی کر سکتی ہے"
ماسٹر صالح نے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ـــ ایسا ہی ہوگا سر" ـــ آپریٹر نے مؤد
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مشین کی طرف بڑھ گیا۔
ریڈ چیف خاموش بیٹھا رہا۔ اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔
لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور صوفیہ اندر داخل ہوئی۔
نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ماسٹر صالح اور ریڈ چیف کو سلام کیا



"مس صوفیہ ـــ میتھائس کے فرار کے بعد ریڈ چیف نے فیصلہ
ہے کہ معمول کی چیکنگ شروع کی جائے۔ یہ مشین معمول کی چیکنگ
ساتھ میک اپ بھی چیک کرتی ہے ـــ اگر آپ"
صالح نے کہا۔

"اوہ ـــ ٹھیک ہے ـــ ضرور ہونی چاہیئے چیکنگ"
نے بڑے خوشگوار موڈ میں جواب دیا۔

"گڈ صوفیہ ـــ تم نے یہ الفاظ کہہ کر مجھے خوش کیا ہے"
یف نے نرم لہجے میں کہا۔

"آئیے مس صوفیہ ـــ مشین تیار ہے" ـــ اسی لمحے
ر نے کہا۔ اور صوفیہ مسکراتی ہوئی سٹریچر پر لیٹ گئی اس کے
رے پر مکمل اطمینان تھا ـــ کیونکہ اُسے اس مشین کی کارکردگی
بارے میں قطعاً علم نہ تھا۔ یہ مشین ابھی حال ہی میں ہیڈ کوارٹر
صب کی گئی تھی۔

سٹریچر پر لیٹتے ہی آپریٹر نے بڑی پھرتی سے اس کے جسم پر
پ باندھے تاکہ وہ حرکت نہ کر سکے ـــ اس کے بعد اس
سر اور چہرے پر وہ کنٹوپ چڑھا کر اس نے اسے فٹ کر دیا۔
ر وہ مشین کی طرف بڑھ گیا ـــ اس نے مشین کے بٹن آن
ے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ اور
چھوٹے بڑے بلب جلنے بجھنے لگے ـــ اور ڈائلوں پر
رنگوں کی سوئیاں تھرکنے لگیں۔ آپریٹر نے ایک بڑا سا ہینڈل
سٹریچر پر لیٹی ہوئی صوفیہ کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ اور

کنٹوپ کے اندر ہلکے سفید رنگ کا دھواں سا بھر گیا۔ اس سفید رنگ
کے دھوئیں کے پیدا ہوتے ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں —— چند
لمحوں بعد دھواں غائب ہو گیا۔ لیکن صوفیہ کی آنکھیں بدستور
بند تھیں۔

"اس کا لاشعور جواب دینے کی رینج پر آگیا ہے باس۔ سوالات
آپ کریں گے یا......" —— آپریٹر نے مؤدبانہ انداز میں
ایک رسیور جس کے ساتھ تار کا گچھا موجود تھا ہاتھ میں لیتے ہوئے
کہا۔

"مجھے دو یہ رسیور" —— ماسٹر صالح نے کہا اور رسیور
آپریٹر کے ہاتھ سے لے لیا۔

"تم کرو سوالات" —— ریڈ چیف نے سخت لہجے میں کہا اور
ماسٹر صالح نے سر ہلاتے ہوئے رسیور کے ساتھ لگے ہوئے
بٹن کو دبایا۔

"تمہارا نام کیا ہے" —— ماسٹر صالح نے ابتدائی سوال
کیا۔

"صوفیہ" —— مشین سے ایک مشینی آواز بلند ہوئی جبکہ
کہ صوفیہ کے لب اُسی طرح بے حرکت رہے تھے۔ لاشعور سے
نکلنے والے جواب کو اس مشین نے خود ہی الفاظ کا جامہ پہنا دیا

"حلقہ موت کو جانتی ہو" —— ماسٹر صالح نے کہا۔

"ہاں جانتی ہوں" —— صوفیہ کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا اس سے کیا تعلق ہے" —— ماسٹر صالح نے ا



بار براہ راست سوال کر دیا۔ اور ریڈ چیف بھی اس سوال کو سن کر آگے
کی طرف جھک آیا۔

"میں حلقہ موت کی تھرڈ لائن ایجنٹ ہوں" —— مشین نے
جواب دیا۔ اور یہ جواب ایسا تھا کہ ریڈ چیف بے اختیار کرسی سے
اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جب کہ ماسٹر صالح کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ
ابھر آئی۔

"اوہ —— اوہ —— اس کا مطلب ہے کہ یہ غدار ہے۔ اور
ہمارے درمیان موجود ہے" —— ریڈ چیف نے دانت پیستے
ہوئے کہا۔

"یس باس —— اب تو بات صاف ہو گئی ہے"
ماسٹر صالح نے کہا۔

"اوہ —— حیرت انگیز —— اگر یہ جواب میرے کان خود نہ
سنتے تو شاید میں یقین نہ کرتا" —— ریڈ چیف نے کہا۔ اور اس بار
وہ بے چینی کے سے انداز میں واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی چمکدار
آنکھوں میں غصے کے چراغ سے بھڑکتے محسوس ہونے لگے تھے۔
اسے شاید اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ ایک غدار کو وہ اپنے ساتھ اس
حد تک چمٹائے ہوئے تھا۔

"صوفیہ —— میتھائس کو جانتی ہو" —— ماسٹر صالح نے
پوچھا۔

"میتھائس کیٹیاک سنٹر کا تھرڈ چیف ہے" —— صوفیہ نے
جواب دیا اور ماسٹر صالح چونک پڑا۔ اُسے خیال بھی نہ تھا کہ میتھائس

اس قدر اہمیت رکھتا تھا۔

"میتھائس ہیڈ کوارٹر سے فرار کیسے ہوا"۔۔۔ ماسٹر صالح
پوچھا اور صوفیہ نے جواب میں راہ داری میں اچانک میتھائس کے
منہ سے لے کر اسے ڈاگ روم میں داخل کرنے تک کی تمام تفصیل
بتا دی۔

"اب میتھائس کہاں موجود ہے"۔۔۔ ماسٹر صالح نے پو

"مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ مجھے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی گ
صوفیہ نے جواب دیا۔

"تم نے میتھائس کے بعد کس سے بات چیت کی ہے"
ماسٹر صالح نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"سپر چیف سے ۔۔۔ میں نے اسے دستاویزات کے متع
بتایا ہے کہ وہ ریکارڈ روم میں پہنچ گئی ہیں۔ اور سپر چیف کے پوچ
پر میں نے اسے ریکارڈ روم میں نکلنے اور بند ہونے اور ہیڈ کوا
کے اندرونی ساخت اور اس کے حفاظتی انتظامات کی تمام تفا
بتا دی ہیں"۔۔۔ صوفیہ نے جواب دیا۔

"کیا حلقہ موت کے لئے یہ دستاویزات اہم ہیں"
ماسٹر صالح نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ بے حد اہم ۔۔۔ اسی لئے سپر چیف نے بتایا
ہیڈ کوارٹر نے دو سپر ایجنٹ ڈگلس اور ارسلان کو ان دستاو
کی برآمدگی کا مشن سونپا ہے"۔۔۔ صوفیہ نے جواب دیا

"یہ دونوں ایجنٹ یہیں کٹیاک میں رہتے ہیں"۔۔۔ ماس



نے سوال کیا۔

"نہیں ۔۔۔ یہ باہر رہتے ہیں۔ اور کہاں رہتے ہیں یہ مجھے نہیں
معلوم"۔۔۔ صوفیہ نے جواب دیا۔

"یہ یہاں آ کر کس سے رابطہ قائم کریں گے۔ اور کس روپ میں
آئیں گے۔ جو تفصیلات بھی تمہیں معلوم ہوں وہ بتاؤ"
ماسٹر صالح نے پوچھا۔

"سپر چیف نے مجھے بتایا تھا کہ یہ دونوں یہاں پہنچیں گے اور پھر
جب سپر چیف مناسب سمجھے گا۔ مجھے ان سے ملا دے گا ۔۔۔ اور
میں انہیں تفصیلات بتا دوں گی۔ ہیڈ کوارٹر کے متعلق اس سے
زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے"۔۔۔ صوفیہ نے جواب دیا۔

"یہ سپر چیف کون ہے اور کہاں رہتا ہے"۔۔۔ ماسٹر صالح
نے کہا۔

"مجھے اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس سے ملاقات
ہوئی ہے اور نہ ہی میں اس کی رہائش گاہ سے واقف ہوں وہ
ہمیشہ خفیہ رہتا ہے ۔۔۔ صرف سینٹر کے معاملات کی نگرانی کرتا
ہے"۔۔۔ صوفیہ نے جواب دیا۔

"پھر تمہاری اس سے بات چیت کیسے ہوتی ہے"
ماسٹر صالح نے پوچھا۔

"بس ۔۔۔ کسی روز کسی وقت اس کا اچانک فون آ جاتا ہے۔ وہ
سپر چیف کے الفاظ کسی بھی عام فقرے میں کہہ دیتا ہے۔ میں سمجھ
جاتی ہوں اور پھر کوڈ میں اس سے گفتگو ہو جاتی ہے"۔۔۔ صوفیہ

نے جواب دیا۔

"اس کی آواز اور لہجہ کیسا ہے" ـــــ ماسٹر صالح سپر چیف کے متعلق کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کرنا چاہتا تھا۔

"ہر بار اس کی آواز اور لہجہ بدل جاتا ہے۔ صرف سپر چیف کے کوڈ الفاظ ہی اس کی پہچان ہیں" ـــــ صوفیہ نے جواب دیتے ہوئے سارے راستے بند کر دیئے تھے۔

"باس ـــــ مزید کچھ پوچھنا بے کار ہی ہو گا" ـــــ ماسٹر صا نے ریڈ چیف کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــــ میرے ذہن میں ایک نیا منصوبہ آیا ہے۔ اگ صوفیہ صحیح حالت میں مشین سے باہر آجائے تو اسے خود بھی معلوم نہ ہو گا کہ اس نے کیا بتایا ہے اور ہم اس کی طرف سے اظ کا اظہار کر دیں گے ـــــ اس کے بعد اس کی خفیہ نگرانی کی جا اس کے دفتر اور گھر کے فون ٹیپ کئے جائیں۔ اس طرح ہم سپ تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اور پھر صوفیہ یقیناً حلقہ موت کے ان دو ایجنٹس سے بھی ملے گی ـــــ اس طرح ہم اس کی نگرانی کر کے ا بھی پکڑ سکتے ہیں" ـــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"یس باس ـــــ واقعی یہ بہت اچھا منصوبہ ہے" ـــــ آپریٹر ماسٹر صالح نے ریڈ چیف کو جواب دے کر آخر میں آپریٹر سے مخا ہو کر کہا۔

"یس سر" ـــــ آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی صورت ہے کہ مشین بند ہو جانے کے بعد صوفیہ کا



توازن درست رہے" ـــــ ماسٹر صالح نے کہا۔

"یس سر ـــــ اگر مشین بند ہونے سے پہلے مس صوفیہ کو بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا جائے تو اس کا ذہن سو جائے گا۔ اور پھر مشین بند کر دی جائے تو وہ اس کے ذہن کو نقصان نہ پہنچائے گی۔ ابھی مشین آن ہے۔ اس لئے ابھی موقع ہے" ـــــ آپریٹر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ ویری گڈ ـــــ لگاؤ انجکشن" ـــــ ماسٹر صالح نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور آپریٹر نے ایک الماری سے ایک ٹیوب نکالی اس میں ایک سرنج اور محلول موجود تھا۔ اس نے اس محلول کا انجکشن مس صوفیہ کے بازو میں لگا دیا ـــــ اور ٹیوب واپس الماری میں رکھ کر وہ مشین کے ایک بڑے ڈائل کو غور سے دیکھنے لگا۔ جس کی سوئی آہستہ آہستہ واپس چلی جا رہی تھی۔ اس سوئی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ صوفیہ کا ذہن سوتا جا رہا ہے ـــــ جب سوئی صفر پر پہنچ گئی تو آپریٹر نے مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ اور پھر اس نے اس کے چہرے سے کنٹوپ بھی علیحدہ کر دیا۔ صوفیہ اب سٹریچر پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

"کتنی ڈوز دی ہے" ـــــ ماسٹر صالح نے پوچھا۔

"صرف دس منٹ بعد یہ خود بخود ہوش میں آجائے گی۔ میں نے اتنی ڈوز دی ہے کہ صرف مشین بند ہوتے وقت اس کا ذہن سویا ہوا ہو ـــــ اس کے بعد قدرتی دفاعی نظام حرکت میں آجاتا ہے۔ اور یہ دس منٹ بعد ہوش میں آجائے گی" ـــــ آپریٹر نے وضاحت

کرتے ہوئے کہا اور ماسٹر صالح نے سر ہلا دیا۔
اور پھر واقعی دس منٹ بعد صوفیہ کی پلکیں تھرتھرائیں اور ا
کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی ۔۔۔ ماسٹر صالح کے اش
پر آپریٹر نے اس کے جسم پر بندھے ہوئے سٹریپ بھی کھول د
اور چند لمحوں بعد صوفیہ مکمل طور پر ہوش میں آ گئی تھی۔
"تھینک یو مس صوفیہ ۔۔۔ آپ تو بالکل اوکے ثابت
ہیں" ۔۔۔ ماسٹر صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور صوفیہ
مسکراتی ہوئی سٹریچر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
"اب صوفیہ کو بھیج کر دوسروں کو بلاؤ" ۔۔۔ ریڈ چیف
کہا۔ اور صوفیہ کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ اور صوفیہ مطمئن ا
میں سر ہلاتی ہوئی باہر کی طرف بڑھ گئی۔



کنگ مارٹن کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے سامنے کرسیوں پر دو آدمی سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔

"تو اب اس عمران نے حلقہ موت کے معاملات میں ہاتھ ڈال دیا ہے" ۔۔۔ کنگ مارٹن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ یہی رپورٹ ہے۔ اس نے بلیک ٹارٹ سے مقامی سنٹر کے ریکارڈ کے متعلق پوچھ گچھ کی اور کوئی ایسا داؤ اس پر استعمال کیا کہ اس نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے ۔۔۔ تہہ خانے میں ہونے والے تمام واقعے کی ٹیپ اور وڈیو فلم آپ دیکھ ہی چکے ہیں" ۔۔۔ ایک آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ آج تک میں نے ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ سنٹر سامنے نہ آئے۔ اور ہمارا کام خفیہ طور پر چلتا رہے۔ اور آج تک میں اپنی

کوشش میں کامیاب رہا ہوں ۔ لیکن آخر عمران کو حلقہ موت ۔
متعلق اور مقامی سنٹر کے متعلق اس قدر معلومات کیسے مل گئیں
میں اس بات پر حیران ہوں " ـــــ کنگ مارٹن نے دانت پ
ہوئے کہا ۔ اُسے ابھی ابھی رپورٹ ملی تھی کہ بلیک ٹارٹ اور اس
ساتھیوں کو کسی پرنس اور اس کے باڈی گارڈوں نے تہہ خا
میں آکر قتل کر دیا ہے ـــــ کنگ مارٹن نے ایسا انتظام کیا ہوا
ان تہہ خانوں میں ہونے والے ہر واقعے کی نہ صرف خفیہ وڈیو فلم
تھی بلکہ ایک ایک لفظ ٹیپ ہوتا تھا ـــــ یہ فلمیں اور ٹیپس کنگ
کو پہنچ جاتی تھیں ۔

اور اس طرح کنگ مارٹن کو بلیک ٹارٹ اور اس کے گروپ
کے ایک ایک واقعے اور بولے جانے والے ایک ایک لفظ
آگاہی ہو جاتی تھی ـــــ اور وہ ذرا سے شبہے کی بنا پر متعلقہ آدمی کو
کے گھاٹ اتار دیتا تھا ۔ بلیک ٹارٹ اور اس کے ساتھیوں کے ق
کی رپورٹ ملتے ہی کنگ مارٹن نے وڈیو فلم اور ٹیپ منگوائی ۔ ا
پھر ساری صورت حال اس کے سامنے آگئی ـــــ عمران کو وہ پہچا
تھا ۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران بے حد خطرناک شخصیت ہے اور سیکر
سروس کے لئے کام کرتا ہے ـــــ لیکن چونکہ اس کے سنٹر کا ا
کام انتہائی خفیہ طور پر سرانجام پاتا تھا ۔ اس لئے آج تک عمران سم
کسی کو بھی شبہ نہ ہوا تھا ـــــ اور بظاہر بلیک ٹارٹ اور اس
گروپ عام غنڈے ہی سمجھے جاتے تھے ۔ لیکن اب نہ صرف عم
نے کھل کر حلقہ موت کا نام لیا تھا ۔ بلکہ اُسے وسیع معلومات بھی



تھیں ۔ اس نے کھلے عام کنگ مارٹن کا بھی نام لیا تھا ۔ اور سنٹر کے خفیہ ریکارڈ کے متعلق بھی معلومات حاصل کر لیں تھیں ـــــ اس نے فوری طور پر دل بہار کالونی کے خفیہ ریکارڈ روم کو فارغ کر دیا تھا ۔ اور سنٹر کا ریکارڈ ایک اور خفیہ جگہ پہنچا دیا تھا ۔ لیکن عمران کے اس طرح کھل کر سامنے آجانے سے نہ صرف سخت غصے میں تھا بلکہ ذہنی طور پر پریشان ہو گیا تھا ـــــ اُسے معلوم تھا کہ اب عمران کسی بھوت کی طرح اس کے پیچھے لگ جائے گا ۔ لیکن اُسے اپنے متعلق تو اتنی فکر نہ تھی ۔ کیونکہ اُس نے قانونی طور پر ہمیشہ اپنے ہاتھ صاف رکھے ہوئے تھے ـــــ اور پھر اس کے تعلقات بھی انتہائی اعلیٰ حکام سے نہایت دوستانہ تھے ۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ عمران اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا ـــــ لیکن مسئلہ اس کے سامنے یہ تھا کہ آخر بیٹھے بٹھائے عمران کو ان سرگرمیوں کا اتنی تفصیل سے کیسے علم ہو گیا ۔

" ـــــ یہ تو عمران ہی بتا سکتا ہے ۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو اُسے اغوا کر کے یہاں اس سے پوچھ گچھ کی جائے " ـــــ اُسی آدمی نے جواب دیا ۔ یہ بلیک ٹارٹ کا اسسٹنٹ مرفی تھا ۔ جس کی گروپ میں انتہائی نمایاں حیثیت تھی ۔ یہ دو سال قبل ہی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے اس سنٹر میں تبدیل ہو کر آیا تھا ـــــ اور شاید وہ عمران کے متعلق کچھ جانتا ہی نہ تھا ۔ اسی لئے وہ بڑے مطمئن انداز میں عمران کے اغوا کا ذکر کر رہا تھا ۔

" مرفی ـــــ تم جانتے ہو یہ پرنس آف ڈھمپ عرف علی عمران کون ہے " ـــــ کنگ مارٹن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے

سخت لہجے میں کہا۔

"میں ذاتی طور پر تو اسے نہیں جانتا باس ۔۔۔ بہرحال یہ ہمارے ہی پیشے کا کوئی آدمی ہوگا" ۔۔۔ مرفی نے جواب دیا۔

"سنو ۔۔۔ یہ عمران یہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر سر رحمان کا لڑکا ہے۔ بظاہر انتہائی احمق، مسخرہ اور فضول آدمی نظر آتا ہے ۔۔۔ لیکن دراصل یہ ایک ایسی خبیث روح ہے۔ جس کے مقابلے پر دنیا کا جو بھی مجرم آیا ہے اپنی گردن تڑوا بیٹھا ہے۔ بڑی بڑی مجرم تنظیمیں اس سے خوف کھاتی ہیں ۔۔۔ بعض اوقات یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ لیکن جہاں تک میں جانتا ہوں۔ یہ اکیلا ہزاروں سیکرٹ سروسز پر بھاری ہے ۔۔۔ تم نے بلیک ٹارٹ کے ساتھ اس کے جھگڑے کی فلم دیکھی ہے" ۔۔۔ کنگ مارٹن نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ دیکھی ہے ۔۔۔ لڑائی بھڑائی کے فن میں خاصا ماہر ہے۔ لیکن باس ہے تو بہرحال انسان ۔۔۔ اور سٹین گن سے نکلنے والی گولیاں انسانی جسم میں ہی گھستی ہیں۔ چاہے وہ عمران ہو یا اس کا باپ سر رحمان" ۔۔۔ مرفی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"گڈ ۔۔۔ تمہاری دلیری مجھے پسند آئی ہے۔ اس عمران اور اس کے ان ساتھیوں کا جن کے سامنے حلقہ موت کا ذکر آیا ہے قتل اب ہم پر فرض ہو چکا ہے ۔۔۔ ایک مقدس فرض ۔۔۔ یہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے۔ میں اسے لاش میں تبدیل ہونے کا انتظار کروں گا ۔۔۔ اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا



تمہیں اعلیٰ مقام بھی دیا جائے گا اور تمہارا حسب منشا انعام بھی" کنگ مارٹن نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ۔۔۔ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر یہ اور اس کے ساتھی جہنم رسید ہو چکے ہوں گے۔ مرفی کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے" ۔۔۔ مرفی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ وش یو گڈ لک" ۔۔۔ کنگ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا اور مرفی اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

کنگ مارٹن اس وقت اپنے ایک خفیہ پوائنٹ پر موجود تھا۔ جیسے ہی اسے بلیک ٹارٹ کے متعلق رپورٹ ملی تھی وہ فوری طور پر اس پوائنٹ پر منتقل ہو گیا تھا ۔۔۔ تاکہ عمران اس کا پتہ نہ پا سکے۔ بظاہر وہ ایک غیر ملکی دورے پر تھا۔ جہاں سے اس نے دو ہفتوں بعد واپس آنا تھا ۔۔۔ اسے یقین تھا کہ دو ہفتوں کے اندر اندر عمران کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور پھر وہ دوبارہ اپنا کام جاری رکھ سکے گا۔

مرفی کے جانے کے بعد وہ چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور اس نے اپنی پشت پر موجود ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک عجیب ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔ یہ ٹرانسمیٹر حلقہ موت کے سائنس دانوں نے ایجاد کیا تھا۔ اس پر نشر ہونے والی کال کو کسی طرح بھی یہ کیچ یا چیک نہ کیا

جاسکتا تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر صرف سنٹرز کے سربراہوں کو سپلائی کئے گئے تھے تاکہ وہ ایمرجنسی میں اپنے ہیڈ سنٹر سے اس کے ذریعے بات سکیں ۔۔۔ پاکیشیا سنٹر کا ہیڈ سنٹر ایک پہاڑی اور بین الاقوا طور پر غیر معروف ملک ٹیٹ میں قائم تھا۔ کوڈ میں اسے سپر سنٹر نام دیا جاتا تھا۔

کنگ مارٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا تو ٹرانسمیٹر میں سے سائیں سائیں کی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ۔۔۔ پاکیشیا سنٹر کنگ مارٹن کالنگ سپر سنٹر"

کنگ مارٹن نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی بار بار یہ فقرہ دوہرانا شرو کر دیا۔

"یس سپر سنٹر ۔۔۔ بینو اٹنڈنگ سپر باس" ۔۔۔ دوسر طرف سے ایک کرخت آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔ یہ سپر سنٹر کا انچا بینو تھا۔

"باس ۔۔۔ ایک اہم رپورٹ ہے" ۔۔۔ کنگ مار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے ۔۔۔ تفصیل بتاؤ" ۔۔۔ دوسری طرف بینو نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

یہ چونکہ مخصوص انداز کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس لئے ہر فقر کے بعد اوور کا لفظ نہ کہنا پڑتا تھا بلکہ یہ ٹیلی فون کے سے انداز کام کرتا تھا ۔۔۔ اور کنگ مارٹن نے عمران کے سلور سینڈ ہو میں پہنچنے اور بلیک ٹاورٹ کے ساتھ مقابلے اور اس سے سنٹر



کا پتہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اب مرفی کو آخری حکم دینے تک کی تمام تفصیلات بتا دیں۔

"ہوں ۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔ ایشیا میں حالات تیزی سے حلقہ موت کے خلاف ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ انتہائی تشویش ناک بات ہے" ۔۔۔ سپر باس بینو نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔

"ایشیا میں ۔۔۔ کیا مطلب باس ۔۔۔ میں سمجھا نہیں ۔۔۔ میں تو پاکیشیا کی بات کر رہا ہوں" ۔۔۔ کنگ مارٹن نے حیرت زدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم تو صرف پاکیشیا کی بات کر رہے ہو۔ لیکن میرے پاس جو اطلاعات ہیں وہ زیادہ پریشان کن ہیں ۔۔۔ ساگا لینڈ میں پہلے حلقہ موت کی ایک تنظیم کرنل فریدی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتری۔ جس پر ہیڈ کوارٹر نے اپنی خصوصی تنظیم ڈارک کلب کو کرنل فریدی کے قتل اور وہاں سے ایک اہم ترین دستاویزات کے حصول کے لئے بھیجا ۔۔۔ لیکن ڈارک کلب کرنل فریدی کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہو گئی۔ جن پر خفیہ مقدمہ چلایا جانا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کو اس پوری جیل کو بم سے اڑانا پڑا ۔۔۔ پاکیشیا کے علی عمران کو بھی کرنل فریدی کے ہمراہ دیکھا گیا ہے۔ اب تم بتا رہے ہو کہ عمران کھل کر سامنے آگیا ہے اور اس کے پاس تفصیلی معلومات موجود ہیں ۔۔۔ ادھر ایک اور ایشیائی ملک کٹیاک میں حلقہ موت کا ایک سنٹر تباہ کر دیا گیا ہے اور وہاں سے اہم ترین دستاویزات ایک سرکاری پارٹی لے اڑی ہے ۔۔۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ

اسلامی سربراہان کی ایک خصوصی میٹنگ ہوئی ہے جس میں حلقہ موت کے خلاف ٹھوس کارروائی کے لئے اسلامی ممالک کی سیکرٹ سروسز پر مبنی ایک خصوصی ٹیم بنانے کی تجاویز مرتب کی گئی ہیں۔ ان سب حالات سے یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ ایشیا میں حلقہ موت کے خلاف بھرپور انداز میں کام ہو رہا ہے "۔۔۔۔ دوسری طرف سے سپر باس بینو نے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا اور کنگ مارٹن کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

" اوہ باس ۔۔۔۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمران کو ساگا لینڈ سے کچھ معلومات پاکیشیا سنٹر کے متعلق ملی ہیں ورنہ یہاں تو آج تک اُسے ذرہ برابر بھی خبر نہ ہو سکی تھی "

کنگ مارٹن نے کہا۔

" یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ کیونکہ ڈارک کلب کا سربراہ کرافٹ تمہارے متعلق اچھی طرح جانتا تھا ۔۔۔۔ یقیناً اُسی نے تمہارے سنٹر اور تمہارے متعلق معلومات مہیا کی ہوں گی "۔۔۔۔ سپر باس نے جواب دیا۔

" کرافٹ ۔۔۔۔ اوہ ہاں ۔۔۔۔ کرافٹ جانتا تھا۔ وہ اور میں اکٹھے کام کرتے تھے جب مجھے پاکیشیا بھیجا گیا تھا "

کنگ مارٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" صورت حال انتہائی پریشان کن ہو گئی ہے۔ مجھے ٹاپ ہیڈکوارٹر سے بات کرنی پڑے گی تاکہ اس صورت حال کا کوئی ٹھوس حل نکالا جا سکے ۔۔۔۔ ورنہ اس طرح تو باری باری سارے سنٹر تباہ



ہوتے جائیں گے "۔۔۔۔ بینو نے کہا۔

" تو پھر میرے لئے کیا حکم ہے "۔۔۔۔ کنگ مارٹن نے پوچھا۔

" تم ایسا کرو کہ تمام ریکارڈ لے کر فوری طور پر پاکیشیا سے نکل کر یہاں ٹیٹ میں میرے پاس آ جاؤ ۔۔۔۔ پاکیشیا کا عمران انتہائی خطرناک شخص ہے۔ جب تک ٹاپ ہیڈکوارٹر کوئی ٹھوس اقدام نہ کرے تمہارا اور ریکارڈ کا پاکیشیا میں رہنا ہمارے لئے سخت خطرناک ہے "۔۔۔۔ بینو نے کہا۔

" لیکن جناب ۔۔۔۔ یہ کوئی مستقل حل تو نہیں۔ اس طرح تو ہمیں سارے سنٹر بند کرنے پڑیں گے "۔۔۔۔ کنگ مارٹن نے کہا۔

" موجودہ صورت حال میں یہی عقلمندانہ حل ہے ٹاپ ہیڈکوارٹر اس سلسلے میں خود ہی کوئی حل نکالے گا ۔۔۔۔ اور مزید ہدایات بھی دے گا۔ پھر اس پر عمل کیا جائے گا "۔۔۔۔ سپر باس بینو نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے باس ۔۔۔۔ ہمیں آج ہی ریکارڈ سمیت وہاں سے نکل آنا ہو گا "۔۔۔۔ کنگ مارٹن نے کہا۔

" ہاں ۔۔۔۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ عمران کے ہتھے کسی صورت ریکارڈ نہ چڑھ سکے۔ انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے "

سپر باس نے کہا۔

" میں جانتا ہوں باس ۔۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں نکلتے وقت اپنی اور ریکارڈ کی عمران کو ہوا بھی نہ لگنے دوں گا "۔۔۔۔ کنگ مارٹن

نے کہا۔

"اوکے ——— میں تمہارا انتظار کروں گا ——— گڈ بائی"

سپر باس بینو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کنگ مارٹن نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اُسے واپس الماری میں رکھ کر دہ کرسی پہ آ بیٹھا اور اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"راجر کو میرے پاس بھیج دو" ——— کنگ مارٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پہ پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے جھک کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کنگ مارٹن کو سلام کیا۔

"راجر ——— پوائنٹ زیرو تھری پہ میں نے دل بہار کالونی سے سونا ریکارڈ منتقل کیا ہے۔ تم اس ریکارڈ کو وہاں سے پوائنٹ ون پہ پہنچا دو ——— اور سالم کو پیغام دے دو کہ وہ ایمرجنسی راکٹ جیٹ اڑانے کے انتظامات مکمل کرے۔ میں نے ریکارڈ لے کر فوراً ہیڈ سنٹر جانا ہے۔ میں ایک گھنٹے تک وہاں پہنچ جاؤں گا" ——— کنگ مارٹن نے راجر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور راجر اثبات میں سر ہلاتا دروازے کی طرف واپس مڑ گیا۔



میتھائس ——— اور ڈاکٹر اوغلی انٹر کانٹی نینٹل کی فراخ اور اونچی
پر موجود تھے ——— ان کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ یہ ڈاکٹر اوغلی
خاص آدمی تھے۔ ان سب نے گہرے سیاہ رنگ کے سوٹ
رکھے تھے اور اندھیرے کا ایک جز بنے ہوئے تھے۔ ریڈ ماسٹر نے
ہیڈ کوارٹر کی چھت میتھائس کی توقع کے عین مطابق تاریکی میں
ڈوبی تھی ——— تمام سرچ لائٹوں کا رخ نیچے کی طرف تھا۔ اسی
یہ تاریکی کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔ میتھائس نے اپنے کوٹ کی
یں مختلف قسم کے سامان سے بھری ہوئی تھیں ——— اس نے
ح بچار کے بعد اس سامان کو منتخب کیا تھا اور ڈاکٹر اوغلی
نے کہا تھا کہ وہ صوفیہ کو کال کر کے کہہ دیتا ہے کہ وہ چھت پر
ے تاکہ میتھائس آسانی سے اس کی رہنمائی میں ریڈ چیف کے
م تک پہنچ جائے لیکن میتھائس نے اُسے منع کر دیا۔ اس کی

دلیل یہ تھی کہ صوفیہ کی کسی غلطی کی وجہ سے وہ بھی چیک ہو سکتا ہے۔
نے عمارت کا اندرونی نقشہ ذہن میں بٹھا لیا تھا ـــــ اس لئے اُس
اس بارے میں کچھ زیادہ تردد نہ تھا۔ اس کے ہاتھ میں روپ گن تھ
لمبی نال کے سرے پر ایک مخصوص انداز میں بنا ہوا فولادی آنکڑ
موجود تھا ـــــ ٹیتھا اُس گن ہاتھ میں لئے بڑے غور سے ہیڈ کو
کی چھت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اندھیرے میں مانوس ہو گئی تھ
اس لئے اُسے چھت کے تمام حصے بخوبی نظر آ رہے تھے ـــــ ا
پھر اس کی نظریں ایک روشندان پر جم گئیں۔ اس روشندان م
موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ جس کا درمیانی فاصلہ اتنا تھا کہ مخصوص
میں بنا ہوا آنکڑہ اس میں پھنس سکتا تھا ـــــ روشن دان تاریک تھا
نے اسی روشندان میں ہی کوشش کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ہوٹ
چھت پر مین انٹینا کے لئے لوہے کا ایک بہت موٹا پائپ نصب
ٹیتھا اس نے روپ گن کے ساتھ منسلک چرخی پر لپٹی ہوئی ـــــ نا
کی باریک رسی کا آخری سرا کھینچا ـــــ اور پھر اُسے اس پائپ کے
اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ گن لے کر چھت کے کنارے
کھڑا ہو گیا۔ اور اس روشندان کا ٹارگٹ لے کر اس نے ٹر
دیا ـــــ اس کے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا لگا لیکن چونکہ وہ
سے ہی چوکنا تھا۔ اس لئے اس کے ہاتھ مضبوطی سے گن پر
فائر ہوتے ہی آنکڑہ بجلی کی سی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا سیدھ
روشندان کی طرف بڑھا ـــــ اور پھر ہلکی سی ٹھک کی آوا
دی اور رسی تن گئی۔ آنکڑہ اس روشندان میں پھنس چکا تھا۔ ٹیتھا



نے جھٹکا دے کر رسی کو کھینچا۔ رسی مضبوط تھی۔ اس نے گن کے ہک کو
علیحدہ کر لیا ـــــ اب ہوٹل کے انٹینا پول اور روشندان کے
درمیان نائلون کی مضبوط رسی تنی ہوئی تھی۔ جو اوپر سے نیچے تک
ڈھلوانی صورت میں جا رہی تھی۔

"اچھا ڈیڈی ـــــ دعا کریں میں اپنے پہلے مشن میں کامیاب لوٹوں"
تھا اس نے گن ایک طرف رکھی اور پھر جیب سے مخصوص انداز کے
دستانے نکال کر اس نے ان کی ہتھیلیوں میں لگے ہوئے مخصوص انداز
کے ہک اس میں ڈال کر انہیں بند کیا اور دستانے پہن کر کلائی سے
بند کر لئے ـــــ اب اس کے ہاتھ اور اس کے درمیان مخصوص
ساخت کے ہک موجود تھے۔ وہ ہاتھوں کو گھسیٹتا ہوا ہوٹل کے
کنارے پر پہنچا اور دوسرے لمحے اس نے جھٹکا دے کر اپنے جسم
کو نیچے کی طرف جھلایا ـــــ ہکوں کی وجہ سے وہ انتہائی تیز رفتاری
سے کھسلتا ہوا ہیڈ کوارٹر کی چھت کی طرف کھسکتا گیا۔ اور دیکھتے
ہی دیکھتے اس کے پیر اس روشن دان کے قریب چھت پر جم
گئے ـــــ اس نے دستانے کھول کر ان میں سے ہاتھ نکالے۔ اور
پر دور اوپر کھڑے ہوئے ڈاکٹر اوغلی اور اس کے ساتھیوں کو ہاتھ
ہلا کر اپنے صحیح سلامت پہنچنے کا اشارہ کیا ـــــ اور پھر تیزی سے
ئیں طرف کو بڑھ گیا اُسے معلوم تھا کہ دائیں طرف ایک کمرہ بنا ہوا
ہے۔ جس میں موجود لفٹ کے ذریعے وہ آسانی سے نیچے جا سکتا ہے۔
ن اس کا ارادہ لفٹ کو استعمال کرنے کا نہ تھا ـــــ کیوں کہ
ٹ کے چلنے کی آواز کسی کو بھی چونکا سکتی تھی۔ اس نے تیسری منزل

پر پہنچا تھا۔ وہ لفٹ کی سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھا اور پھر ایک روشن
سے اس نے نیچے جھانکا ——— یہاں لفٹ کے بڑے بڑے مضـ
رسے اُسے صاف نظر آرہے تھے۔ یہ جگہ لفٹ کی مرمت کے
بنائی گئی تھی۔ وہ اس جگہ سے اندر گھسا۔ اور پھر اچھل کر اس۔
ایک رسہ پکڑا اور نیچے کھسکتا چلا گیا ——— لفٹ چونکہ سب۔
نچلی منزل پر کھڑی تھی۔ اس لئے وہ آسانی سے رسے کے ذ
گھسٹتا ہوا نیچے اتر گیا۔ اُسے اگر خطرہ تھا تو صرف اتنا کہ کہیں لا
چل نہ پڑے ——— لفٹ چل پڑی تو پھر اس کے بچنے کی کوئی صو
نہ ہوتی۔ جب کھسکتا ہوا وہ تیسری منزل پر پہنچا تو اس نے ا
ہاتھوں کی مدد سے اپنے جسم کو روکا ——— اور پھر تیزی۔
جسم کو اچھال کر اس منزل پر بنے ہوئے ویسے ہی سوراخ
ٹانگیں پھنسا دیں۔ پیروں کو دوسری طرف موڑ کر اس نے
کو چھوڑ دیا ——— اب اس کا جسم دیوار کے ساتھ الٹا لٹکا ہو
اس نے اپنے جسم کو آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھانا شروع کیا۔ و
وہ جسم کو دوسری طرف جھٹکا دیتا رہا ——— اور پھر ایک زورد
سے اس کا آدھا جسم دوسری طرف نکل گیا۔ اب وہ آ
باہر آ گیا۔ وہ ایک طویل راہداری میں کھڑا تھا۔ اس پوری را
میں سرخ رنگ کا قالین بچھا ہوا تھا ——— وہ قالین کے درمـ
چلنے کی بجائے سائیڈ پر دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا آگے
اور پھر وہ ایک فولادی دروازے پر رک گیا ——— درواز
باہر ریڈ چیف کے نام کی تختی موجود تھی۔ دروازے کے ا



رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ یہ ریڈ چیف کا دفتر تھا۔ جہاں سے ریکارڈ
روم کو راستہ جاتا تھا ——— میتھائس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے
ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کی سائیڈ سے ایریل نکال کر اس
نے باکس کے کونے میں لگا ہوا بٹن دبا دیا ——— باکس کے ایریل
پر سفید رنگ کی روشنی چمکنے لگی یوں لگ رہا تھا جیسے ایریل کے
سرے پر ہیرا لگا دیا گیا ہو۔ راہداری میں جلنے والے بلبوں کی
روشنی میں وہ چمک رہا تھا ——— باکس کے درمیان ایک چھوٹا سا
بلب جلنے بجھنے لگا۔ میتھائس نے سانس روکتے ہوئے ایریل کو
دروازے کے ساتھ لگا دیا۔ یہ باکس سرکٹ بریکر تھا۔ میتھائس
جانتا تھا کہ اگر سرکٹ بریکر نہ ہو سکا تو پھر اس کا مارا جانا لازمی تھا۔
لیکن جیسے ہی ایریل دروازے سے ٹچ ہوا۔ زوردار جھماکا ہوا اور
دروازے کے اوپر جلنے والا بلب بجھ گیا ——— البتہ باکس پر جلنے
بجھنے والا بلب اب مسلسل جلنے لگا تھا۔ میتھائس کے چہرے پر
کامیابی کی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ حفاظتی سرکٹ بریک کرنے میں
کامیاب ہو گیا تھا ——— اس نے ایریل بند کر کے باکس جیب میں
ڈالا اور پھر ایک ماسٹر کی نکال کر اس نے دروازے کے لاک میں
ڈال کر اُسے تیزی سے دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا ——— چند
لمحوں بعد ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور لاک کھل گیا۔ میتھائس
نے چابی باہر نکالی اور دروازے کو آہستہ سے دھکیل دیا۔ فولادی
دروازہ کھل گیا ——— اندر قالین بچھا ہوا تھا اور دروازے کے سامنے
ہی ایک مخصوص قسم کا خوب صورت پائیدان رکھا ہوا تھا۔ میتھائس

چند لمحے غور سے اس پائیدان کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ اچھل کر اس طر
اندر داخل ہوا کہ اس کے پیر پائیدان پر پڑنے کی بجائے قالین پ
جا پڑے۔ حالاں کہ اُسے پائیدان کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ لیکن
پائیدان کی مخصوص بناوٹ کی وجہ سے وہ چوکنا ہو گیا تھا۔ اندر
کر اس نے جلد ہی سے دروازہ بند کر دیا ـــــ اور تیزی سے کم
کی مشرقی دیوار کی طرف بڑھا۔ جس کے پیچھے وہ خفیہ ریکارڈ روم
تھا۔ ریکارڈ روم کھولنے کے لئے ریڈ چیف کو اغوا کر کے اس سے
وہ مخصوص فقرے بلوانا ناممکن تھا ـــــ اور ظاہر ہے رات کو
وقت ریڈ چیف ہیڈ کوارٹر کے نیچے تہہ خانوں میں موجود اپنے
میں سویا ہوا ہوگا۔ اس لئے اس نے ایک اور طریقہ سوچ لیا تھا
وہ چوں کہ کنسٹرکشن کمپنی میں کام کرتا رہا تھا ـــــ اور اس نے
انجینئرنگ میں ماسٹر ڈگری لی ہوئی تھی۔ اس لئے دیوار کو دیکھ
اُسے اس کی ساخت کا علم ہو گیا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ا
دیوار کے پاس پہنچا ـــــ اور پھر اس نے اندرونی جیب سے ا
چھوٹا سا آلہ نکالا۔ یہ گول چکر سا تھا۔ جس کے درمیان تیز دھار
ایک چھری لگی ہوئی تھی۔ اس نے دیوار کے کونے سے ذرا ہٹ
اس چکر پر لگی ہوئی چھری کو دیوار کے ساتھ لگایا ـــــ اور پھر اپ
جسم کا دباؤ اس چکر پر ڈال کر اس نے اس چکر کے کونے میں لگا
بٹن دبا دیا۔ سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی چھری دیوار کے ان
گئی ـــــ اب وہ چکر دیوار کے ساتھ چپک گیا تھا۔ میتھائس نے
چکر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اُسے نیچے کی طرف دبایا۔ مد



آواز کے ساتھ آہستہ آہستہ چکر نیچے ہوتا گیا۔ اور سیمنٹ اور گرد اڑ
کر قالین اور میتھائس کے جسم پر پڑنے لگی ـــــ کافی نیچے آ کر اس
دباؤ ختم کیا اور پھر اُسے کونے کی طرف دھکیلا۔ کونے تک لے
اس نے اُسے اوپر اٹھانا شروع کر دیا ـــــ اور پھر اسی طرح
والی بلندی پر لے جا کر اس نے اُسے کونے کی مخالف سمت کی
دھکیلا۔ اور پھر کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دیوار کا ایک مستطیل
الٹ کر اندر ایک دھماکے سے جا گرا ـــــ اب وہاں دیوار
ایک مستطیل خلا بن گیا تھا۔ دوسری طرف کا کمرہ صاف نظر
لگ گیا تھا وہ اس خلا کو پار کر کے اندر کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ
خاصا بڑا کمرہ تھا ـــــ جس کی دیواروں کے ساتھ الماریاں رکھی
تھیں۔ ہر الماری کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔
ریاں لوہے کی سیف نما تھیں ـــــ میتھائس اس چکر کو بند
کے واپس جیب میں ڈال چکا تھا۔ اب وہ پچھلی دیوار کے ساتھ
ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھا جس پر ایلیون کا ہندسہ لکھا ہوا
ـــــ یہ وہی الماری تھی جس میں کاغذات مخصوص مینج کے
یے پہنچائے جا سکتے تھے۔ صوفیہ نے بتایا تھا کہ دستاویزات
ال گیارہ نمبر کی الماری میں موجود ہے ـــــ کیوں کہ اس کے
نے یہ اندر پہنچائے گئے تھے۔ الماری کے اوپر سرخ رنگ کا
ل رہا تھا۔ میتھائس نے قریب پہنچ کر دوبارہ جیب سے وہی
ابریکر نکالا ـــــ اور اُسے آن کر کے اس کا سرا الماری سے
ایک زوردار جھماکا ہوا اور الماری کے اوپر لگا ہوا بلب بجھ

گیا۔ میتھائس نے جلدی سے اس کا ہینڈل پکڑ کر زور سے کھینچا
الماری کے پٹ کھل گئے ـــ اندر ایک ہی سرخ رنگ کی فائل
موجود تھی جس کے اوپر موٹے موٹے لفظوں میں حلقہ موت لکھا
صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر فائل اٹھانی چاہی
مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ
اڑتا ہوا پشت کے بل پیچھے زمین پر جا گرا ـــ اس کے ساتھ ہی د
دور تک تیز سائرن بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ میتھائس
سے آخری لمحات میں شدید حماقت ہوئی تھی ـــ فائل کو بھی حفا
انتظامات میں رکھا گیا تھا۔ اس کے گرد بھی نظر نہ آنے والی ریز
تھیں اور میتھائس نے ان کا سرکٹ بریک کئے بغیر فائل کو ا
کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تھا ـــ یہی وجہ تھی کہ وہ نہ صرف پیچھے
گرا تھا بلکہ خطرے کے سائرن بھی پوری عمارت میں بجنے لگے
ـــ اب اس کا اس جہنم سے زندہ بچ نکلنا محال تھا ـــ
وہ نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔ اور اس نے بڑی
جیب سے وہ سرکٹ بریکر نکال کر اس سے فائل کا سرکٹ ب
کیا اور فائل اٹھا کر اسے کوٹ کی جیب میں منتقل کر لیا ـــ
سخت گھبرایا ہوا تھا۔ کیوں کہ سائرن مسلسل بج رہے تھے
معلوم تھا کہ چند ہی لمحوں میں اسے گھیر لیا جائے گا ـــ فائل
ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اور پھر دفتر میں پہنچ کر وہ ا
لگا کر راہداری میں آیا اور دوڑتا ہوا اسی سوراخ کی طرف
جس کے ذریعے وہ اس راہداری میں داخل ہوا تھا ـــ



سوراخ میں داخل ہوتے ہی جمپ لگایا اور ایک رسے کو پکڑ لیا۔ دوسرے
لمحے وہ بندر کی سی پھرتی سے اوپر کو چڑھنے لگا ـــ لیکن ظاہر ہے۔
کھسکنے کی نسبت اوپر چڑھنا ہزاروں گنا محال تھا۔ اور ابھی وہ دو
چار ہاتھ ہی اوپر چڑھا تھا کہ رسے کو زوردار حرکت ہوئی - اور
میتھائس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا ورنہ وہ اس
اچانک حرکت کی وجہ سے یقیناً نیچے گر جاتا ـــ دوسرے لمحے
وہی رسا تیزی سے اوپر ہوتا گیا۔ میتھائس نے اپنی خوش قسمتی پر
دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔ لفٹ نیچے سے اوپر آ رہی تھی۔
اور یہ اتفاق تھا کہ جس رسے کو اس نے پکڑا تھا وہ اوپر جا رہا تھا۔
جب کہ اس کے ساتھ والا رسہ نیچے جا رہا تھا ـــ اس طرح جیسے
جیسے لفٹ اوپر آ رہی تھی میتھائس بھی رسے کو پکڑے اوپر چڑھا
جا رہا تھا۔ اور پھر یک لخت لفٹ رک گئی ـــ اب میتھائس
آخری منزل والے سوراخ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے جلدی
سے رسے کو پکڑ کر اپنے جسم کو اس سوراخ کی سیدھ میں کیا اور
دوسرے لمحے اس کی ٹانگیں اس سوراخ میں گھس گئیں ـــ اس
نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور وہ اچھل کر اس سوراخ
سے باہر چھت پر آ گیا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ سائرن بجنے کے
بعد وہ سب لوگ نیچے سے اوپر آئے تھے ـــ انہیں چھت کے
متعلق خیال بھی نہ تھا کہ چھت کے ذریعے سے بھی کوئی نیچے اتر
سکتا ہے۔ میتھائس دوڑتا ہوا اس تنے ہوئے رسے تک پہنچا۔
اس نے ہاتھ ہلا کر ہوٹل کی چھت کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر اس نے

جیب سے مخصوص انداز کے بنے ہوئے دوسرے دستانے نکال کر انہیں جلدی جلدی پہننا شروع کر دیا ـــ ان دستانوں کے اندر کی طرف ابھری ہوئی گانٹھیں بنی ہوئی تھیں۔ ان کی مدد سے باریک رسی کو مضبوطی سے پکڑا جا سکتا تھا۔ دستانے پہن کر اس نے اچھل کر تنی ہوئی رسی کو پکڑا ـــ اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے ان دستانوں کی مدد سے اوپر ہوٹل کی چھت کی طرف بڑھتا گیا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ اور اس کا جسم رسی کے ساتھ ہی فضا میں لٹک رہا تھا۔ وہ جلد از جلد ہوٹل کی چھت تک پہنچ جانا چاہتا تھا ـــ کیوں کہ اسے خطرہ تھا کہ اگر وہ لوگ چھت پر پہنچ گئے تو پھر اس کا بچنا محال ہو جائے گا۔ اسے دور سے گولی بھی ماری جا سکتی تھی۔ اور رسی کاٹ کر بھی اسے نیچے گرایا جا سکتا تھا ـــ چوں کہ دستانوں کی گانٹھوں کی وجہ سے اس کے ہاتھ رسی پر مضبوطی سے جم جاتے تھے۔ اور اسے کنسٹرکشن ورک کے دوران اکثر اس قسم کی رسیوں پر چڑھنے اور اترنے کی مخصوص تربیت حاصل تھی ـــ اس لئے اس کی اوپر چڑھنے کی رفتار خاصی تیز تھی۔ درمیان میں پہنچ کر اسے ہوٹل کی چھت پر کھڑے ہوئے ڈاکٹر اوغلی اور اس کے ساتھی صاف نظر آنے لگے تھے ـــ اس کے ہاتھ مسلسل تیزی سے حرکت کرتے رہے۔ اور وہ ہوٹل کی چھت کے قریب ہوتا گیا۔ اس کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ اسے نیچے عمارت میں برپا ہونے والی افراتفری کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ـــ اس کے لئے



زیادہ خطرناک جگہ ہوٹل اور اس عمارت کا درمیانی خلا تھا۔ کیوں کہ یہاں سے وہ آسانی سے نظر بھی آ سکتا تھا اور اسے ہٹ بھی کیا جا سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ اور زیادہ تیز رفتاری سے چلنے لگے۔

"جلدی آؤ میتھائس بیٹے جلدی ـــ عمارت کی چھت پر لوگ چڑھ رہے ہیں" ـــ اچانک ڈاکٹر اوغلی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور میتھائس نے اور زیادہ تیزی سے ہاتھ مارنے شروع کر دیئے ـــ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہوٹل کی چھت پر پہنچ گیا۔ وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

"بوبی ـــ رسی کاٹ کر پھینک دو ـــ ہم نیچے جا رہے ہیں" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے چیخ کر اپنے ایک ساتھی سے کہا اور خود وہ میتھائس کو پکڑے تیزی سے سیڑھیوں کی طرف دوڑتا گیا۔

"کاغذات میں لے آیا ہوں" ـــ میتھائس نے ہانپتے اور دوڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ میرا بیٹا کبھی ناکام نہیں لوٹ سکتا۔ جلدی آؤ۔ وہ لوگ ابھی سارا علاقہ گھیر لیں گے" ـــ ڈاکٹر اوغلی نے کہا۔ اور پھر وہ اسے سیڑھیاں اتار کر پہلے نیچے لے گیا۔ اس کے بعد وہ لفٹ کے ذریعے ہوٹل کے گراؤنڈ فلور پر اترنے کی بجائے نیچے تہہ خانوں میں اتر گئے۔

"یہ یہ کہاں" ـــ میتھائس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ہم فوری باہر نکلے تو دھر لئے جائیں گے۔ میں نے پہلے

سے اس کا بندوبست کر رکھا ہے"۔۔۔ ڈاکٹر اوغلی نے کہا۔
اور پھر جیسے ہی لفٹ رکی وہ باہر نکل کر تیزی سے میتھائس کو لے
ایک دروازے میں داخل ہو گیا۔۔۔ یہ ایک راہ داری تھی۔ راہدا
کے اختتام پر ویٹرز روم تھا۔ وہ میتھائس کو لے کر ویٹرز روم میں
گھس گیا۔ وہاں ایک آدمی پہلے سے موجود تھا۔

"جلدی کرو وردی پہن لو۔۔۔ تمہارا نمبر تھرٹی ہے اور تمہار
ڈیوٹی ہال میں ہے۔ جلدی کرو"۔۔۔ اس آدمی نے میتھائس سے
کہا۔ اور میتھائس یونی فارم لے کر جلدی سے چھوٹے کیبن میں
گھس گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو وہ ویٹر کی یونی فارم پہنے
ہوئے تھا۔۔۔ اس نے اپنا لباس تہہ کر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا
اس آدمی نے جلدی سے ایک تھیلا اٹھایا اور لباس اس میں
ڈال کر ڈاکٹر اوغلی کے ہاتھ میں دے دیا۔

"آپ جائیں میں اس کا چہرہ ذرا سا بدل لوں"۔۔۔ اس آد
نے ڈاکٹر اوغلی سے کہا۔ اور ڈاکٹر اوغلی لباس والا تھیلا اٹھا
تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میرا نام کبیر ہے اور میں یہاں چیف سپروائزر ہوں"۔۔۔
ڈاکٹر اوغلی کے جانے کے بعد اس آدمی نے میتھائس کو ایک کر
پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا۔ ا
اس میں سے ایک مسّہ نکال کر میتھائس کے چہرے پر چپکا د
ناک میں سپرنگ ڈال کر اسے مزید چوڑا کر دیا۔۔۔ ایک زخم



نشان جو کہ پلاسٹک کا بنا ہوا تھا وہ اس نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے
چپکا دیا۔

اور پھر ایک آئینہ اٹھا کر اس نے میتھائس کے سامنے کر دیا۔
میتھائس یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی شکل یک لخت بدل
گئی تھی۔

"گڈ شو مسٹر کبیر"۔۔۔ میتھائس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تم نے سیدھے ہال میں میرے ساتھ چلنا ہے۔ تمہاری
ڈیوٹی ٹیبل نمبر تھرٹی پر ہے۔۔۔ اور اس ٹیبل پر ڈاکٹر اوغلی موجود ہو
گا۔ اس لئے تم نے کچھ نہیں کرنا۔ صرف کاؤنٹر کے پاس کھڑے
رہنا ہے۔ باقی میں سنبھال لوں گا"۔۔۔ کبیر نے کہا اور میتھائس
نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ میتھائس کو ہمراہ لئے مختلف راہداریوں سے
گزر کر ہال میں پہنچ گیا۔ ہال آدھے سے زیادہ خالی تھا۔ میتھائس
کاؤنٹر کے پاس کھڑا ہو گیا۔۔۔ اس کی نظریں میز نمبر تین پر پڑیں۔
جس پر ڈاکٹر اوغلی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے کافی کا کپ تھا وہ
بڑے مطمئن انداز میں اس کی چسکیاں لے رہا تھا۔

اسی لمحے ہال کا مین گیٹ کھلا اور دس بارہ افراد اندر داخل
ہوئے۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے۔۔۔ میتھائس
انہیں دیکھتے ہی چونک پڑا۔ کیونکہ ان میں وہ ادھیڑ عمر آدمی بھی
موجود تھا جس نے اس سے پوچھ گچھ کی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے
سیدھے کاؤنٹر کی طرف آئے۔

"ریڈ ماسٹرز"۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کاؤنٹر مین سے انتہائی کرخت

لہجے میں کہا۔
"اوہ ــــ یس سر" ــــ کاؤنٹرمین نے بُری طرح چونک
ہوئے کہا۔
"خاموشی سے کھڑے رہو۔ میرے آدمی پورے ہوٹل کی تلاش
گے۔ ہمیں ایک مشکوک آدمی کی تلاش ہے" ــــ ادھیڑ عمر نے
اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے مختلف
فلوٹوں کی طرف بڑھ گئے ــــ ادھیڑ عمر وہیں کھڑا رہا۔ اس کی تیز
ہال کا جائزہ لے رہی تھیں جب کہ میتھائس اس کے پیچھے کھڑا
دل میں ہنس رہا تھا کہ جسے یہ لوگ تلاش کرنا چاہتے ہیں وہ ان
قریب ہی کھڑا ہے ــــ اس کے ساتھ دو تین اور ویٹر بھی کھ
تھے۔
"ہال کو چیک کرنے کے بعد وہ ادھیڑ عمر تیزی سے مڑا اور
اس کی نظریں میتھائس اور دوسرے ویٹرز پر جم گئیں۔ وہ چند
انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنا رخ موڑ لیا۔
تقریباً دس منٹ بعد اس کے ساتھی واپس آ گئے۔ ان کے
چہرے لٹکے ہوئے تھے۔
"ہم نے چیک کر لیا ہے۔ کوئی مشکوک آدمی نہیں ہے"
ان میں سے ایک نے کہا۔
"ٹھیک ہے ــــ بہرحال ہوٹل کی نگرانی جاری رکھو۔ ہو سکتا
وہ آدمی کسی ایسی جگہ چھپا ہوا ہو جہاں سے وہ بعد میں نکلے"
دھیڑ عمر نے انہیں آہستہ سے لہجے میں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔



"جناب ــــ بات کیا ہے" ــــ کاؤنٹرمین نے ڈرتے ڈرتے
کہا۔
"یوشٹ اپ" ــــ ادھیڑ عمر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ
اپنے ساتھیوں کو لئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ میتھائس
کھڑا مسکراتا رہا۔ پھر وہ آدھی رات تک وہیں رکا رہا۔ آدھی رات کو
جب ویٹرز کی شفٹ ختم ہوئی تو وہ ویٹرز کو ان کے گھروں میں چھوڑ
نے والی بس میں بیٹھ کر ہوٹل سے نکلا ــــ چیف سپروائزر کبیر اس
کے ہمراہ تھا۔ اور بس نے انہیں ہالٹ سٹاپ پر اتار دیا۔ چوں کہ
یہ ویٹرز کی مخصوص بس تھی۔ اس لئے اُسے کسی نے چیک نہ کیا۔ اور
وہ کبیر کے ساتھ چلتا ہوا بڑے اطمینان سے ڈاکٹر اوغلی کی رہائشگاہ
پہنچ گیا ــــ کبیر اُسے وہاں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ اور میتھائس
بڑے اطمینان اور سکون سے چلتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔
اس نے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دے دیا تھا جو یقیناً اس کا
مقام ہیڈ کوارٹر کی نظروں میں اور بھی بڑھا دے گا۔

ایک خاصے بڑے ہال نما کمرے کے درمیان میں ایک
کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے ـــــ ان میں ایک نوجوان
اور تین مرد تھے۔ تین مردوں میں ایک میتھائس، ڈگلس ا
ارسلان تھا جب کہ چوتھی لڑکی اس کی بیوی تھی۔ فرخندہ
سب فرخی کہتے تھے ـــــ وہ حلقہ موت کی سپیشل ایجنٹ تھی
ہیڈ کوارٹر اُسے خاص خاص مواقع پر ہی سامنے لاتا تھا۔ ورنہ
اُسی جنگل میں بنے ہوئے اپنے کاٹیج میں ہی رہتی تھی ـــــ ان
کو مخصوص آرڈرز کے تحت ایک جگہ اکٹھا کیا گیا تھا۔ میتھائس
چوں کہ ڈگلس اور ارسلان کے کٹیاک پہنچنے سے قبل ہی دستاویز
حاصل کر کے مشن مکمل کر لیا تھا ـــــ اس لئے ہیڈ کوارٹر نے
اور ارسلان کو واپس بلا لیا تھا۔ اور ڈاکٹر ادغلی کی زبردست
پر میتھائس کو براہِ راست اے کلاس سپر ایجنٹ بنا دیا گیا تھا



چار ہفتے تک ایک پہاڑی کے اندر بنے ہوئے خصوصی تربیت گاہ
میں بڑی سخت قسم کی تربیت دی گئی تھی اور میتھائس ہر امتحان
میں پورا اترا تھا ـــــ اسی تربیت گاہ سے اُسے براہ راست یہاں
لایا گیا تھا۔ اور یہاں آ کر وہ پہلی بار ڈگلس۔ ارسلان اور اس کی
بیوی فرخندہ سے ملا تھا ـــــ ان لوگوں نے اُسے بڑے کھلے
دل سے خوش آمدید کہا تھا۔ اور براہِ راست اسے کلاس سپر ایجنٹ
بننے پر مبارک باد دی تھی۔

چند لمحوں بعد میز کے درمیان میں پڑے ہوئے گل دان کے
پھولوں کا رنگ تیزی سے بدلنے لگا اور وہ چاروں چونک کر سنبھل
گئے۔

"ہیلو ـــــ ٹاپ ہیڈ کوارٹر" ـــــ چند لمحوں بعد ہی گل دان
میں سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس سر ـــــ ارسلان اٹنڈنگ سپر ایجنٹ ـــــ کوڈ نمبر
تھری زیرو تھری زیرو" ـــــ ارسلان نے سب سے پہلے اپنا
تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ ڈگلس اٹنڈنگ سپر ایجنٹ ـــــ کوڈ نمبر الیون
ہنڈرڈ الیون" ـــــ اس کے خاموش ہوتے ہی ڈگلس
بول پڑا۔

"سر ـــــ فرخندہ اٹنڈنگ سپیشل ایجنٹ ـــــ کوڈ نمبر
ون تھری فور تھری" ـــــ فرخندہ نے اپنا تعارف کرایا۔

"سر ـــــ میتھائس اٹنڈنگ سپر ایجنٹ ـــــ کوڈ نمبر

کھڑی دن کھڑی دن "۔۔۔۔ میتھائس نے سب سے آخر میں ا
دوہراتے ہوئے کہا۔

"اور کے ۔۔۔۔ تم لوگوں کو یہاں اکٹھا کرنے کا مقصد تمہیں اہم مشن پر بھیجنا ہے۔ تم چاروں پاکیشیا پہنچو گے۔ وہاں کنگ کے فلیٹ نمبر دوسو میں ایک نوجوان جو بظاہر احمق، مسخرہ اور لا سا نوجوان ہے اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے ۔۔۔۔ اس کا نا علی عمران ہے۔ اور ویسے وہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے۔ پاکیشیائی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر کا لڑکا ہے ۔۔۔۔ لیکن انہوں نے اُسے مدت سے گھر سے نکال ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فری لانسر ورکر ہے۔ دنیا سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے ۔۔۔۔ اب تک ہزاروں تعداد میں مجرم اس کے ہاتھوں ختم ہو چکے ہیں۔ بے شمار انتہا طاقت ور تنظیموں کا وہ خاتمہ کر چکا ہے ۔۔۔۔ اب وہ حلقہ موت لئے سب سے بڑا خطرہ بن چکا ہے۔ اس نے پاکیشیا میں حلا کے سنٹر کو ایک ہی روز میں تباہ کر دیا ہے ۔۔۔۔ پاکیشیا سنٹر چیف کنگ مارٹن ریکارڈ سمیت وہاں سے فرار ہو کر ہیڈ سنٹر ایک خصوصی جیٹ راکٹ کے ذریعے آنے والا تھا ۔۔۔۔ لیکن عین مو پر اُسے عمران نے پکڑ لیا اور پھر کنگ مارٹن اس کے ہاتھوں مارا گیا اور ریکارڈ بھی اس کے ہتھے چڑھ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حلقہ موت تعلق رکھنے والا ہر شخص سلاخوں کے پیچھے پہنچ گیا۔ اور ٹاپ ہیڈ کو کو یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ وہ ساگا لینڈ کے کرنل فریدی کے ساتھ



کر ٹاپ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اس لئے ٹاپ ہیڈ کوارٹر نے اس کے فوری قتل کا حکم صادر کر دیا ہے ۔۔۔۔ اور اس کے قتل کا یہ مشن تم چاروں کو سونپا گیا ہے۔ ارسلان تمہاری ٹیم کا انچارج ہوگا۔ باقی تفصیلات تمہیں فائل کی صورت میں مل جائیں گی ۔۔۔۔ اس میں علی عمران کا فوٹو بھی موجود ہے اور اس کے دو حبشی ساتھیوں کے فوٹو بھی اسی فائل میں ہیں۔ کوئی سوال۔"
گل دان سے نکلنے والی بھاری آواز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ ٹاپ ہیڈ کوارٹر کا منصوبہ وہ کیسے بنا سکتا ہے۔ دنیا میں کسی کو خبر نہیں کہ ٹاپ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ۔۔۔۔ فرخی نے پوچھا۔

"سنو ۔۔۔۔ ساگا لینڈ میں یورنیم کی کان کا ٹاپ ہیڈ کوارٹر کو پتہ چلا تو وہاں سے خفیہ طور پر یورنیم حاصل کرنے کے لئے ایک خصوصی ٹیم بھیجی گئی۔ اس ٹیم کا ایک رکن ٹاپ ہیڈ کوارٹر سے متعلق تھا۔ اس لئے اپنے طور پر کوڈ میں ٹاپ ہیڈ کوارٹر کا نقشہ بنایا ہوا تھا ۔۔۔۔ یہ ٹیم ساگا لینڈ کے کرنل فریدی کے ہاتھوں تباہ ہو گئی اور وہ نقشہ کرنل فریدی کے ہتھے چڑھ گیا۔ چوں کہ وہ نامانوس کوڈ میں تھا۔ اس لئے کرنل فریدی نے اس نقشے کو ساگا لینڈ کے ایک پرانے نقشوں پڑھنے والے ماہر کو دکھایا ۔۔۔۔ یہ ماہر حلقہ موت کا ممبر تھا۔ اس نے اس نقشے کے متعلق ٹاپ ہیڈ کوارٹر اطلاع بھجوا دی۔ چنانچہ ٹاپ ہیڈ کوارٹر نے فوری طور پر اپنی ایک ذیلی تنظیم ڈارک کلب کو کرنل فریدی سے وہ نقشہ حاصل کرنے اور اُسے قتل کرنے کے لئے

ساگا لینڈ بھیج دیا۔ وہاں اس ٹیم نے وہ نقشہ حاصل کر کے ایک لفافہ
کے ذریعے ٹاپ ہیڈ کوارٹر بھیج دیا ـــــ لیکن یہ لفافہ جب یہاں
موصول ہوا تو وہ خالی تھا۔ اس میں سے نقشہ غائب ہو چکا تھا۔ ڈارک
کلب کے تمام ممبر کرنل فریدی کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ پاکیشیا
کا علی عمران بھی اسی دوران کرنل فریدی کے ہمراہ دیکھا گیا۔ ڈارک
کلب کے تمام ممبرز کو ٹاپ ہیڈ کوارٹر نے ختم کرا دیا ـــــ لیکن
نقشہ کرنل فریدی اور علی عمران کے پاس موجود تھا۔ ڈارک کلب کا
چیف کرافٹ اور پاکیشیا سنڈ کا چیف کنگ مارٹن اکٹھے کام کر
تھے ـــــ علی عمران نے کرافٹ سے کنگ مارٹن کے متعلق معلومات
حاصل کر لیں اور اس طرح وہ پاکیشیا سنڈ کو تباہ کرنے میں کامیاب
ہو گیا ـــــ ادھر کرنل فریدی کے متعلق پتہ چلا ہے کہ وہ اس نقشے
کے کوڈ کو حل کرانے کی کوششوں میں ہے۔ اور اس کا رابطہ علی عمران
سے ہے ـــــ ادھر اسلامی ممالک کے سربراہوں نے ایک
خصوصی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک کی
سیکرٹ سروسز کے چیدہ چیدہ افراد پر مبنی ایک مخصوص ٹیم تشکیل
دی جائے جو حلقہ موت کی تباہی کے لئے کام کرے ـــــ لیکن
جو اطلاعات ملی ہیں اس کے مطابق علی عمران نے اس ٹیم میں شامل
ہونے سے اس لئے انکار کر دیا ہے کہ وہ ذاتی طور پر ٹاپ ہیڈ کوارٹر
کے خلاف کام کرنا چاہتا ہے" ـــــ گل دان سے نکلنے والی آواز
نے مزید تفصیلات بتائیں۔
"کرنل فریدی کا کیا ہوا باس" ـــــ اس بار ارسلا



نے پوچھا۔
"اس کے فوری قتل کے لئے سپر ایجنٹس کی ایک اور ٹیم بھیج دی
ئی ہے" ـــــ باس نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے باس ـــــ علی عمران کو قتل کر دیا جائے گا۔
ب ہمیں اس کی اہمیت کا پورا احساس ہو گیا ہے"
گلس نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔
"اوکے ـــــ فائل تمہیں مل جائے گی ـــــ گڈ بائی"
سری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ پھولوں کا رنگ دوبارہ
ل ہونا شروع ہو گیا۔
"آؤ ـــــ اب ہم اپنی پلاننگ کر لیں" ـــــ ارسلان نے کرسی
اٹھتے ہوئے کہا۔ اور باقی تینوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کمرے
باہر نکل کر وہ راہ داری سے گزر کر عمارت کے مین گیٹ سے
آ گئے ـــــ یہاں سیاہ رنگ کی ایک کار باہر موجود تھی۔ ڈرائیونگ
ٹ ارسلان نے سنبھال لی جب کہ فرخندہ اس کے ساتھ والی سیٹ
ور ڈگلس اور میتھائس پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے ـــــ ارسلان نے
گے بڑھا دی۔ وہ ایک فائیو سٹار ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے
اور اس وقت کار اسی ہوٹل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔
میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ ایک آدمی آخر کس طرح اتنے
ڑا سنڈ کو تباہ کر سکتا ہے" ـــــ میتھائس نے پہلی بار زبان
تے ہوئے کہا۔
لعض لوگ اپنی ذات میں ہی ایک تنظیم ہوتے ہیں۔ میرے

ساتھ کئی ایسے اشخاص کا ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں عمرا
ایسا ہی شخص ہے۔ اس لئے ٹاپ ہیڈ کوارٹر اُسے اتنی اہمیت
دے رہا ہے "۔۔۔۔ پاس بیٹھے ہوئے ڈگلس نے بڑے باد
لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے چار ایجنٹوں کی تو اس مشن میں ضرورت ہی
میں اکیلی ہی کافی ہوں "۔۔۔۔ فرخندہ نے مسکراتے ہوئے کہ
اور اس کی بات سن کر ارسلان اور ڈگلس دونوں ہنس پڑے
میتھائس خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا چونکہ یہ پہلا مشن تھا اس لئے
اپنے اعصاب پر ایک نامعلوم سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کے کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں
ایک فائل پہلے سے موجود تھی ۔۔۔ اور پھر وہ چاروں ہی فائل
میں مصروف ہو گئے۔ فائل میں عمران کا فوٹو موجود تھا۔ ٹیکنی کل
پہنے ایک خوب صورت لیکن سخت احمق قسم کا نوجوان کھڑا
رہا تھا۔

"ارے یہ ہے عمران ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ اس اُلو کے
چار سپر ایجنٹ ۔۔۔ ٹاپ ہیڈ کوارٹر بھی بعض اوقات کمال ک
ہے "۔۔۔۔ فرخندہ نے عمران کی فوٹو دیکھتے ہی بُرا سا
ہوئے کہا۔

" اس کے ساتھی تو خاصے جاندار لگ رہے ہیں اور
کچھ جانا پہچانا سا لگ رہا ہے "۔۔۔ ارسلان نے عمران
جوانا اور جوزف کے فوٹو کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔



فرخندہ کی بات پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔ ڈگلس بھی جھک کر اس فوٹو کو
دیکھنے لگا۔ اور چند ہی لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک سی پیدا
ہوئی۔

"ارے ۔۔۔ یہ نوجوان ہے ماسٹرز کلرز کا جوانا ۔۔۔ اوہ یہ تو
انتہائی خطرناک پیشہ ور قاتل ہے "۔۔۔ ڈگلس نے بے اختیار
ہو کر کہا۔

"اوہ ہاں ۔۔۔ اب مجھے یاد آ گیا۔ واقعی یہ تو جوانا ہے ماسٹر کلرز
کا جوانا ۔۔۔ یہ اس احمق کا ساتھی کیسے بن گیا یہ تو نمبر ایک وحشی آدمی
ہے "۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

"اگر یہ عمران کا ساتھی ہے تو پھر ہمیں محتاط رہنا ہوگا۔ کیونکہ
جوانا جیسا آدمی کسی احمق کا ساتھی نہیں بن سکتا۔ یہ عمران پھر واقعی کوئی
اونچی شے ہے "۔۔۔ ڈگلس نے کہا۔

"خواہ مخواہ اونچی شے ہے۔ ایسا کرو تم ان کے ساتھیوں کو سنبھال
اور عمران کو میرے حوالے کر دو ۔۔۔ دیکھو پھر چٹکیوں میں اسے
واقعی اُلو بنا دیتی ہوں یا نہیں "۔۔۔ فرخندہ نے بُرا سا منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"بہر حال جو کچھ بھی ہوگا وہاں پہنچ کر دیکھ لیا جائے گا۔ ہمیں فی الحال
کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کر لینی چاہئے "۔۔۔ ارسلان نے فائل
بند کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھوس منصوبہ بندی کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں سے ہم پاکیشیا
پہنچے ہیں۔ عمران کا فوٹو ہم نے دیکھ لیا ہے۔ اس کا پتہ ہمیں معلوم

ہے۔ بس اُسے دیکھتے ہی گولی ماردی جائے۔ یا پھر اس کے فلیٹ کو
بم سے اڑا دیا جائے ــــ بات ختم "ــــ فرخندہ نے کہا۔
"میرا خیال ہے ہمیں اکٹھے نہیں جانا چاہیئے۔ اس طرح معاملہ
خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ ہمیں گروپوں کی صورت میں جانا چاہیئے
اور ایک دوسرے سے ہٹ کر اس کے قتل کا کام مکمل کرنا چاہیئے
اپنے اپنے طریقوں سے ــــ تاکہ اگر ایک گروپ ناکام ہو جائے
دوسرا کامیاب ہو جائے۔ عمران کے بچ نکلنے کی کوئی گنجائش با
نہ رہ سکے "ــــ ارسلان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یہ بھی ٹھیک ہے "ــــ ڈگلس نے سر ہلا کر اس کی تائید کر
ہوئے کہا۔
"تو پھر ایسا کر لیتے ہیں ــــ میں اور فرخندہ ایک گروپ بن جا
ہیں۔ تم اور میتھائس دوسرا گروپ "ــــ ارسلان نے کہا۔
"میری تجویز اور ہے "ــــ خاموش بیٹھے میتھائس نے کہا
"وہ کیا" ــــ ارسلان اور اس کے ساتھیوں نے چونک
ہوئے کہا۔
"میں اکیلا کام کروں گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بحیثیت سیر ایج
یہ میرا پہلا مشن ہے ــــ اور آپ لوگ ایسے کاموں میں ماسٹر
اگر میں مسٹر ڈگلس کے ساتھ رہا تو پھر میری صلاحیتیں نہ ابھر سکیں
اس لئے پلیز مجھے اپنے طور پر کام کرنے دیجئے "ــــ میتھائس
نے کہا۔
"ٹھیک ہے ارسلان ــــ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں مسٹر



کو آزادی سے کام کرنے کا موقع ملنا چاہیئے "ــــ ڈگلس نے طنزیہ
انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے میتھائس
کا مضحکہ اڑا رہا ہو۔
"اگر تم بھی یہی چاہتے ہو تو ایسا ہی سہی ــــ پھر ہم تین پارٹیاں
بن جاتے ہیں۔ میں اور فرخندہ ایک پارٹی۔ ڈگلس دوسری اور
میتھائس تیسری ــــ سب لوگ اپنے اپنے طور پر مشن پر کام کریں
پھر دیکھیں کامیابی کس کے حصے میں آتی ہے "ــــ ارسلان نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"شکریہ ــــ مجھے یقین ہے مسٹر ڈگلس میری بات پر ناراض
نہ ہوئے ہوں گے "ــــ میتھائس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ــــ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ اس مشن کی
کامیابی کا سہرا تمہارے سر بندھے۔ تمہارا یہ پہلا مشن ہے اور ہم تو
ایسے مشنز کے عادی ہو چکے ہیں "ــــ ڈگلس نے جواب میں مسکراتے
ہوئے کہا۔
"شکریہ "ــــ میتھائس نے بڑے شکر گزار لہجے میں کہا۔
"تو ضروری تفصیلات نوٹ کر لیں۔ آپ سب کے کاغذات، کرنسی
تیار ہے۔ اپنے اپنے طور پر کام شروع کر دیجئے۔ کاغذات اور کرنسی
آپ کے کمروں میں موجود ہے "ــــ ارسلان نے کہا۔ اور اس کی بات
سنتے ہی میتھائس اور ڈگلس اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر ارسلان اور
فرخندہ سے ہاتھ ملا کر انہوں نے آپس میں مصافحہ کیا۔ اور ان کے
کمرے سے باہر نکل گئے ــــ ان دونوں کے کمرے ساتھ ہی تھے۔

اور سب اپنے اپنے ذہنوں میں اپنا اپنا پلان بنانے میں مصروف تھے۔

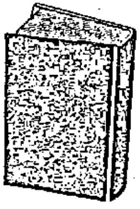

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کے ایک مضافاتی قصبے کی طرف بڑھی جا رہی تھی ــــ اس کے چہرے پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ آنکھوں میں سوچ کے گہرے سائے تھے ــــ پاکیشیا میں موجود حلقہ موت کا سنٹر تو وہ تباہ کر چکا تھا اور اب اس کا پروگرام اس نقشے کی مدد سے حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کی مکمل تباہی تھی تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس خوف ناک تنظیم اور دنیا بھر کے مسلمانوں اور مسلم ممالک کے خلاف اس کے عزائم کا خاتمہ کیا جاسکے ــــ صدر مملکت سے اس نے اس بارے میں باقاعدہ اجازت حاصل کر لی تھی۔ لیکن اب مسئلہ بن گیا تھا۔ اس نقشے کا حل ــــ وہ نشانات ایسے کوڈ میں تھے کہ بے پناہ



سوچ بچار کے باوجود ان کا کوئی سر پیر ہی سمجھ میں نہ آتا تھا اور ظاہر ہے اس نقشے کے امور کو حل کئے بغیر وہ ٹیم لے کر کہیں جا نہیں سکتا تھا ــــ اُسے یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ پاکیشیا سنٹر کی تباہی کے بعد حلقہ موت کے قاتل اس کی جان کے لاگو ہو جائیں گے لیکن اُسے اس بات کی تو ذرہ برابر بھی پرواہ نہ تھی۔ البتہ وہ اب جلد از جلد ان کے ہیڈ کوارٹر پہ کوئی کاری ضرب لگانا چاہتا تھا۔ چنانچہ کئی دنوں کی سوچ بچار کے بعد جب اس نقشے کا کوئی سر پیر اس کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے اس سلسلے میں ڈاکٹر صدیقی سے ملنے کا فیصلہ کیا ــــ ڈاکٹر صدیقی قدیم زبانوں اور آثار قدیمہ میں بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا۔ اور دارالحکومت سے تقریباً ڈھائی سو کلو میٹر دور قصبہ شان میں ایک قدیم حویلی میں رہتا تھا ــــ وہ آدم بیزار قسم کا بوڑھا آدمی تھا۔ اور ذرا خبطی اور سنکی ہونے کی وجہ سے لوگ بھی ن سے ملنے سے کتراتے تھے ــــ یہی وجہ تھی کہ وہ سوشل لائف سے یکسر کٹا ہوا تھا۔ بس اپنی حویلی میں ریسرچ ورک میں منہمک رہتا تھا اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں ہی اس کی شکل نظر آتی تھی یا پھر س کے مقالہ جات معروف بین الاقوامی رسائل میں پڑھنے کو مل جاتے تھے۔

عمران بھی اس سے پہلی بار ملنے کے لئے جا رہا تھا۔ آج سے پہلے اس سے ملاقات کی کوئی ضرورت ہی پیش نہ آئی تھی ــــ البتہ اس کے مضامین وغیرہ باقاعدگی سے پڑھتا رہتا تھا۔ اور اس فیلڈ میں اس کی بے پناہ مہارت اور قابلیت کا وہ تہہ دل سے معترف تھا۔

وہ اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں تھا۔ اور یہ فیصلہ کر کے چلا
ڈاکٹر صدیقی سے اس نقشے پر تفصیلی بحث کر کے ہی واپس لو
گا —— ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کے بعد اس
سپورٹس کار قصبہ شان کی حدود میں داخل ہو گئی۔ نام اس کا قصبہ
لیکن پھیلاؤ میں یہ تقریباً ایک چھوٹا شہر تھا —— چوں کہ پہاڑی ق
تھا اس لئے خاصا خوب صورت اور دیدہ زیب بھی تھا۔ چاروں
خوب صورت پہاڑیاں اور ان پر گھنے جنگل واقع تھے —— قصبہ
ایک باقاعدہ نقشے کے مطابق بسایا گیا تھا۔ اس لئے عمران کو یہ
بے حد پسند آیا تھا —— یہاں کی آب و ہوا اور خوب صورتی۔
اُسے بہت متاثر کیا تھا۔

قصبے کی حدود میں داخل ہوتے ہی اس نے کار ایک چھوٹے
خوب صورت ہوٹل کے سامنے جا کر روک دی —— اور پھر
اٹھائے وہ کار سے نیچے اترا اور ہال میں داخل ہو کر سیدھا
کی طرف بڑھ گیا —— کاؤنٹر پر ایک خوب صورت سا نوجوان
ہوا تھا۔ ہال میں اکا دکا افراد نظر آ رہے تھے۔ کاؤنٹر مین اُسے
اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے چہرے پر کاروباری مسکراہٹ سی
ویسے عمران کا لباس دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت اور الجھن
تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"فرمائیے سر" —— عمران کے قریب آتے ہی نوجوا
مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری —— مجھے شاعری سے کوئی شغف نہیں البتہ



سُننے کا اچھا ذوق رکھتا ہوں۔ اگر آپ فی غزل ایک چائے کی پیالی
پیش کر سکیں تو میں آپ کا پورا دیوان سن سکتا ہوں —— اور یقین کیجئے
ایسی داد دوں گا کہ آپ باقی ساری عمر شاعری ہی کرتے رہ جائیں گے"۔
عمران نے بیگ نیچے رکھ کر بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ —— میرا مطلب تھا سر —— کہ آپ کو کمرہ چاہیئے"۔
نوجوان نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"کمرہ —— اوہ —— تو کیا یہاں کمرے فروخت کئے جاتے ہیں۔
کیا قیمت ہے ایک کمرے کی" —— عمران نے حیرت بھرے انداز
میں آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"فروخت نہیں کئے جاتے سر —— کرایہ پر دیئے جاتے ہیں۔
ایک سو روپیہ فی روز —— یہ ہوٹل ہے سر" —— نوجوان نے
کہا۔ ویسے اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران عقل سے پیدل ہے۔

"چلو یہ بھی غنیمت ہے۔ دو کمرے دارالحکومت بھجوا دو۔ سلیمان
ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ فلیٹ تنگ ہے —— دو کمروں کے اضافے
سے اس کا گلہ بھی دور ہو جائے گا۔ پتہ نوٹ کر لو" —— عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کمرے کیسے بھجوائے جا سکتے ہیں جناب" —— کاؤنٹر مین
کا لہجہ اب خشک ہو گیا تھا۔

"کمال ہے —— کار کرایہ پر لی جائے تو وہ پہنچ جاتی ہے۔ لباس
کرایہ پر لیا جائے۔ قناتیں، دریاں، شامیانے، کراکری، فرنیچر
سب کچھ پہنچ جاتا ہے۔ تو کمرے کو آخر کیا تکلیف ہے —— زیادہ

سے زیادہ ریشمی ازار بند ہی باندھنا پڑے گا وہ میں باندھ دوں گا م
وعدہ رہا" ___ عمران نے کہا۔

"ریشمی آزار بند" ___ نوجوان کا حیرت سے منہ کھل گیا۔

"بھئی ___ کمر کی جمع کمرے ہوئی ناں۔ یعنی بہت سی کمریں ا
صنف نازک کی کمر ہو یا صنف کرخت کی ___ ازار بند کے بغیر تو گز
نہیں ہوتا۔ اب یہ فائیو سٹار ہوٹل تو نہیں کہ یہاں قیمتی بیلٹس
مسئلہ ہو یہاں تو آزار بند ہی چلے گا" ___ عمران نے علیحدہ ہ
بھیر دیں سنانی شروع کر دی اور نوجوان نہ چاہتے ہوئے بھی
بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا بات ہے اسلم ___ کیوں ہنس رہے ہو"
اچانک ایک راہ داری سے نکلتے ہوئے ایک خشک چہرے
والے بوڑھے نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر ___ یہ صاحب فرما رہے ہیں کہ دو کمرے دارالحک
بھجوا دو" ___ اسلم نے فوراً ہی مؤدبانہ انداز اختیار کرتے
ہوئے کہا۔

"دارالحکومت بھجوا دو ___ کیا مطلب ___ میں سمجھا نہیں
خشک چہرے والا بوڑھا حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ کی تعریف ___ بلکہ شجرہ نسب کیا ہے۔ تاکہ اس
مطابق آپ کو مطلب سمجھایا جا سکے" ___ عمران نے سنجیدہ ہو
ہوئے کہا۔



"یہ اس ہوٹل کے مالک ہیں جناب فرہاد آفندی" ___ کاؤنٹر مین
اسلم نے فوراً ہی خشک چہرے والے بوڑھے کا تعارف کراتے
ہوئے کہا۔

"اوہ ___ اچھا اچھا ___ تو یہ ہیں فرہاد ___ واہ ___ کیا خوبصورت
عاشق ہیں۔ بڑی حسرت تھی۔ ان سے ملاقات کی ___ مگر وہ بیلچہ
کہاں ہے۔ جس سے انہوں نے دودھ کی نہر نکالنے کا عزم کیا
تھا" ___ عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر زبردستی اس کا ہاتھ
پکڑ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان منہ پھیر کر ہنسنے لگا۔

"تم پاگل تو نہیں ___ میں وہ عاشق فرہاد نہیں ___ فرہاد آفندی
میرا نام ہے" ___ خشک چہرے والے بوڑھے نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

"اوہ ___ پھر تو تم سے بات کرنی ہی فضول ہے۔ میں نقلی آدمیوں
سے بات کرنا بھی توہین سمجھتا ہوں ___ ہونہہ ___ بیلچہ اٹھانا آتا نہیں
اور بن جاتے ہیں فرہاد ___ جیسے فرہاد بننا میونسپلٹی کی کونسلری ہو کہ
جس کا جی چاہتا ہے اٹھ کر کونسلر بن جاتا ہے" ___ عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ ___ کون ہو تم ___ اسلم بلاؤ آدمیوں کو۔ اور
سے دھکے دے کر باہر نکال دو" ___ فرہاد آفندی نے بری
طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ___ تو تم مسافروں کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو۔ میں تمہارا
ہوٹل سیل کر سکتا ہوں ___ سمجھے بوڑھے عاشق" ___ عمران کا

لہجہ یک لخت بدل گیا۔ اور فرہاد آفندی اس کی بدلتی جون کو دیکھ یوں ٹھٹھکا جیسے اُسے کسی نے کوڑا مار دیا ہو۔

" تت ـــ تم کون ہو " ـــ فرہاد آفندی نے عمران کے چہرے پر پھیلی ہوئی چٹانوں جیسی سختی دیکھ کر ہکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

" میرا تعلق وزارت سیاحت و ثقافت سے ہے۔ اب بولو" عمران اُسے اور زیادہ خوف زدہ کرنے پر تل گیا۔

" اوہ ـــ اوہ سر۔ ـــ معافی چاہتا ہوں سر ـــ ! آدمی ہوں۔ بلڈ پریشر کا مریض ہوں جناب ـــ آئیے جناب تش لائیے میرے دفتر میں۔ ـــ اسلم جلدی سے چائے بنواؤ۔ ار نہیں ـــ پہلے کوئی مشروب بھیجو " ـــ فرہاد آفندی وزارت سیاحت و ثقافت کا نام سنتے ہی بُری طرح بوکھلا گیا۔ کیونکہ معلوم تھا کہ ہوٹل اسی وزارت کے تحت ہوتے ہیں۔

" لہسن کھایا ہے کبھی " ـــ عمران نے اچانک احمقانہ میں کہا۔

" لہسن ـــ جج ـــ جی ہاں کھایا ہے " ـــ فرہاد آف نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

" زیادہ کھایا کرو ـــ بلڈ پریشر ٹھیک ہو جائے گا۔ ارے ارے میں یہاں آیا کیوں تھا " ـــ عمران نے اچانک یوں ما پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے اپنی کمزور یادداشت غصہ آرہا ہو۔



" آپ شاید یہاں ٹھہرنا چاہتے ہیں " ـــ خاموش کھڑے اسلم نے جلدی سے کہا۔

" ٹھہرنا ـــ کمال ہے ـــ تمہیں معلوم ہے کہ حرکت زندگی ہے اور ٹھہرنا موت ہے۔ تو تم مجھے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہو۔ ٹھہرانا چاہتے ہو ـــ میں تمہارے خلاف اقدام قتل میں پرچہ بھی درج کرا سکتا ہوں " ـــ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور اسلم جھجک کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ اس عجیب و غریب آدمی کو کس طرح ڈیل کرے۔

" جج ـــ جناب ـــ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میرا مطلب قیام سے تھا " ـــ اسلم نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" تو یہ مسجد ہے۔ لیکن تم تو اسے ہوٹل کہہ رہے تھے۔ ہوٹل کیسے مسجد ہو سکتا ہے " ـــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مسجد نہیں جناب ـــ یہ تو ہوٹل ہے " ـــ اسلم کی آنکھیں حیرت کی شدت سے اور زیادہ پھیل گئیں۔

" اگر مسجد نہیں تو پھر یہ قیام کیا ہوا۔ قیام کے بعد رکوع اور پھر سجود ـــ یہ سب کچھ تو مسجد میں ہوتا ہے۔ کیوں ـــ ہوتا ہے ناں " عمران نے اس بار قریب ہی منہ پھاڑے کھڑے فرہاد آفندی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جب ـــ بالکل ـــ بالکل جناب ـــ آپ درست کہہ رہے ہیں " ـــ فرہاد آفندی نے بے اختیار تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

" تو تم سب مل کر فراڈ کر رہے ہو۔ ہوٹل کو مسجد بنا کر یہاں کے

مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہو۔ کہاں ہے ٹیلی فون ــــ میں پو
کو فون کرتا ہوں۔ ارے ہاں ــــ کمال ہے ــــ یہ میری یادداش
واقعی خراب ہو رہی ہے ــــ ارے میں تو یہاں فون کرنے آیا
جناب اسلم صاحب ــــ کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں"۔
عمران بات کرتے کرتے گھوم گیا۔

"فون ــــ یہ لیجئے" ــــ اسلم نے جلدی سے کاؤنٹر کے
نیچے رکھا ہوا فون اٹھا کر کاؤنٹر کے اوپر رکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے ڈاکٹر صدیقی کا فون نمبر تو معلوم نہیں۔ کیا ایسا نہ
ہو سکتا کہ تم ذرا تکلیف کر کے ڈاکٹر صدیقی کے گھر چلے جاؤ او
ان سے فون نمبر پوچھ آؤ پلیز" ــــ عمران نے بڑے منت
لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صدیقی ــــ آپ نے ڈاکٹر صدیقی سے ملنا ہے"۔
اچانک فرہاد آفندی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں ــــ کیا ڈاکٹر صدیقی سے ملنے پہ پابندی ہے۔ کیا ا
سے ملنا بھی دفعہ ایک سو چوالیس کی زد میں آتا ہے"۔
عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ یہ بات نہیں ــــ ڈاکٹر صدیقی میرے بڑے بھا
ہیں" ــــ فرہاد آفندی نے جلدی سے کہا۔

"بڑے بھائی ہیں۔ پھر تو واقعی کمال کی چیز ہوں گے۔ آپ میں
کوئی کمی نہیں ہے ــــ تو آپ کے بڑے بھائی تو یقیناً بڑے بھا
ہوں گے۔ لیکن وہ صدیقی آپ آفندی۔ یہ برادرانہ ملاپ کیسے ہوگ



عمران نے سر ہلاتے ہوئے بڑے فلسفیانہ انداز میں پوچھا۔

"ان کا نام صدیق آفندی ہے۔ لیکن مشہور نام ڈاکٹر صدیقی ہے"۔
فرہاد آفندی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اُسے اب حوصلہ ہو گیا
تھا کہ اگر یہ کوئی بڑا افسر بھی ہے تب بھی اس کے بھائی سے ہی ملنے
آیا ہے۔

"تو پھر آپ ہی بتا دیں ان کا نمبر ــــ اگر آپ کے برادرانہ تعلقات
میں کوئی رخنہ اندازی نہیں ہے تو" ــــ عمران نے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں ــــ اگر آپ نے ان سے ملنا ہے تو میرے
ساتھ آئیے۔ میں آپ کو لے چلتا ہوں۔ انہوں نے ایک خاندانی معاملے
کے سلسلے میں مجھے بلوایا ہے۔ میں انہی کے پاس جا رہا ہوں"۔
فرہاد آفندی نے کہا۔

"ارے پھر ٹھیک ہے۔ خاندانی معاملات حل کرنے میں تو میری
شہرت دور دور تک ہے ــــ دارالحکومت میں ہونے والے
شادی بیاہ اور طلاق کے سارے معاملات میرے بغیر نہیں نمٹ
سکتے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو آپ ثالثی کونسل سے متعلق ہیں" ــــ فرہاد آفندی نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے ــــ آپ کی سوجھ بوجھ بھی شاید ڈاکٹر صدیقی نے
حاصل کر رکھی ہے۔ کہا تو ہے میرا تعلق وزارت سیاحت و ثقافت
سے ہے ــــ شادی کے بعد ہنی مون سیاحت کے زمرے میں
آتا ہے اور ثقافت تو شادی بیاہ اور طلاق سب کچھ ہی ثقافت کے

کے نام پہ ہوتا ہے "۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ اٹھایا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ملاقات ختم کر کے وہ واپس جا رہا ہو ۔۔۔ اور فرہاد آفندی منہ پھاڑے اُسے اس بے تعلقی اور بے نیازی سے واپس جاتے دیکھتا رہ گیا۔

" ارے آپ ابھی تک یہیں کھڑے ہیں۔ کمال ہے ۔۔۔ اگر آپ کی رفتار یہی رہی تو میرے خیال میں ہمیں ڈاکٹر صدیقی کے مزار پر ہی جانا پڑے گا "۔۔۔ عمران نے دروازے پہ رک کر مڑتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ اور فرہاد آفندی کچھ نہ سمجھتے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ عمران اس وقت تک دروازے پہ رکا رہا جب تک آفندی اس کے قریب نہ پہنچ گیا۔ اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی دروازے سے باہر نکلے ۔۔۔ اور اُسی لمحے عمران کو پیچھے اسلم کا زوردار قہقہہ گونجتا سنائی دیا۔ اور عمران مسکرا دیا۔ وہ دراصل ہوٹل میں آیا صرف فون کرنے کے لئے تھا ۔۔۔ لیکن سفر کی تھکان بھی اتارنی تھی۔ اس لئے تازہ دم ہونے کے لئے اس نے خواہ مخواہ کی بکواس شروع کر دی۔ یہ اس کی عادت تھی۔ اس طرح وہ واقعی ذہنی طور پر فریش ہو جاتا تھا۔

آفندی باہر نکل کر ایک طرف کو بڑھ گیا۔ عمران اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

" آپ نے اپنا مکمل تعارف نہیں کرایا جناب "۔۔۔ آفندی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔



" تعارف ۔۔۔ ارے ہاں ۔۔۔ وہ تو میں بھول ہی گیا۔ مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں۔ میں ریاست ڈھمپ کا اکلوتا ولی عہد ہوں "۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور آفندی یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا ۔۔۔ اب اس کے چہرے پہ مزید مرعوبیت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

" اوہ ۔۔۔ تو آپ ہز ایکسیلنسی ہیں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے۔ لائیے بیگ مجھے دے دیجئے ۔۔۔ اوہ سوری ۔۔۔ یہ چھوٹا سا قصبہ ہے اس لئے کار کی ضرورت نہیں پڑتی "۔۔۔ آفندی بُری طرح مرعوب ہو گیا تھا۔

" ہز ایکسیلنسی ۔۔۔ یہ کیا ہوتا ہے۔ ہز ماسٹرز وائس کے ریکارڈ تو سنتے تھے یہ کوئی گراما فون کمپنی ہے۔ اور ہاں کار ۔۔۔ ارے کمال ہے۔ میری کار تو وہیں ہوٹل کے باہر کھڑی ہے۔ آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔ اتنی دور پیدل چلا کر لے آئے۔ کم از کم بتا ہی دیتے کہ میری کار باہر موجود ہے۔ مجھے یاد آ جاتا "۔۔۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر آفندی کو بازو سے پکڑ کر تیزی سے واپس ہوٹل کی طرف چل پڑا۔ آفندی کے چہرے پہ ابھی تک مرعوبیت کے تاثر موجود تھے ۔۔۔ اس نے شہزادوں کے بارے میں بےشمار کہانیاں پڑھی ہوئی تھیں۔ اور آج عمران کی حرکتیں دیکھ کر اور باتیں سن کر اُسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران واقعی کسی ریاست کا شہزادہ ہے۔

عمران اُسے بازو سے پکڑے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے باہر

کھڑی اپنی نئی سپورٹس کار کے پاس لے آیا۔ اور پھر اس نے
سیٹ کا دروازہ کھول کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیئے جناب ہز ماسٹر ڈائس صاحب" ——
نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور فرہاد آفندی خاموشی سے
پر بیٹھ گیا۔

عمران نے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور
پر بیٹھ کر اس نے چابی اگنیشن میں گھمائی اور انجن سٹارٹ ہو
اس نے یک لخت کلچ چھوڑ کر ایکسیلیٹر دبایا تو سپورٹس کار نے
جمپ لگایا اور فرہاد آفندی کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل

"ارے کیا ہوا —— کیا سیٹ میں کھٹمل ہیں" —— عمر
کار کو سنبھالتے ہوئے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ —— آپ کس طرح کار چلاتے ہیں۔ مجھے تو یوں لگا تھا
میں توپ سے نکلا ہوں" —— فرہاد آفندی نے اس بار جھلا
ہوئے لہجے میں کہا۔ اپنی جان کے خوف کے باعث اسے عمر
ولی عہدی اور شہزادگی بھی یاد نہ رہی تھی۔

"یہ ہماری ریاست ڈھمپ کا خاص اسٹائل ہے۔ میرے ڈ
کنگ آف ڈھمپ تو کار سٹارٹ کر کے فضا میں بلند ہو جاتے ہ
اور جب کار منزل مقصود پہ پہنچتی ہے تو وہ بھی دھم سے واپس
سیٹ پہ آ بیٹھتے ہیں —— ان کا کہنا ہے کہ اس طرح وہ زمین
آلودگی سے بچ جاتے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو مظاہرہ کر
عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔



"ارے ارے —— پلیز خدا کے لئے ایسا نہ کیجئے"
رہاد آفندی نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو ایسا نہیں کرتا۔ لیکن آپ نے بتایا نہیں کہ ہم نے جانا کہاں
ہے۔ اچھے راہنما ہیں آپ" —— عمران نے کہا۔

"بس —— سیدھے چلے چلیئے۔ آگے جا کر بائیں طرف مڑیں گے
وہ سڑک سیدھی ہماری خاندانی حویلی تک پہنچ جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب
یں رہتے ہیں" —— فرہاد آفندی نے جلدی سے پورا نقشہ
بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب کی بیگم کس چیز میں ماہر ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ
جوتیاں چلانے میں بین الاقوامی مہارت رکھتی ہیں" —— عمران
کہا۔

"ارے نہیں —— ڈاکٹر صاحب کی بیگم تو مدت ہوئی فوت ہو چکی
ں" —— فرہاد آفندی نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ شہرت آپ کی بیگم کی ہو گی۔ میں بھول گیا ہوں گا"
ران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری بیوی بھی فوت ہو چکی ہے" —— فرہاد آفندی نے
یدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو آپ دونوں نے مل کر ان سے چھٹکارا پا لیا۔ بہت
ب —— اچھا طریقہ ہے خاندانی مسائل حل کرنے کا" —— عمران
بے اختیار سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور فرہاد آفندی خاموش رہا۔
نے کوئی جواب نہ دیا۔

"آپ ڈاکٹر صاحب سے کیوں ملنا چاہتے ہیں" ——— فرہاد آ
نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"میں کسی قدیم مصری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس کی ممی ایک عجائب گھر سے خرید لی ہے ——— اب میں ڈاکٹر سے ایسا نسخہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ جس سے وہ زندہ ہو جائے۔ سنا ہے ڈاکٹر صاحب کے پاس ایسے بے شمار نسخے ہیں" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور فرہاد آفندی یوں حیرت سے عمران کی شکل دیکھنے لگا۔ اسے اب پختہ یقین ہو گیا ہو کہ عمران سکہ بند پاگل ہے ——— ا
اس کی آنکھوں سے خوف کے آثار بھی نمایاں ہونے لگے تھے۔ یوں ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا جیسے کار کی رفتار آہستہ ہوتے ہی باہر چھلانگ لگا دے گا ——— عمران اس کی کیفیت کو دیکھ
دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔

وہ سڑک کا موڑ مڑ چکا تھا اور اب اسے دور ایک پہاڑ
چوٹی سے ذرا نیچے ایک قدیم حویلی کے آثار نظر آنے لگ گئے
کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔

"آپ کو معلوم ہے کہ یہ نئے ماڈل کی سپورٹس کار کیسے
ہے" ——— اچانک عمران نے خاموش اور ہراساں بیٹھے ہو
فرہاد آفندی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسے رکتی ہے ——— ظاہر ہے بریکوں سے ہی رکتی ہو گی"
فرہاد آفندی نے چونکتے ہوئے کہا۔



"کمال ہے ——— قصبے میں رہنے کا یہ مطلب بھی نہیں ہوتا کہ آدمی جدید دنیا سے اتنا بے تعلق ہو جائے۔ جناب جدید سپورٹس کاروں میں بریکیں نہیں ہوتیں ——— آپ جانتے ہیں سپورٹس میں تیز رفتاری ہی گولڈ میڈل دلاتی ہے۔ فتح نصیب کرتی ہے اور بریک تو تیز رفتاری کی ضد ہوتی ہے ——— اس منطق کی رو سے جس سپورٹس کار میں بریک ہو وہ کار تو ہو سکتی ہے۔ کم از کم سپورٹس کار نہیں ہو سکتی" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو ——— تو ——— پھر یہ کیسے رکے گی" ——— فرہاد آفندی نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی جھک کر سٹیرنگ کے نیچے بریک ہینڈل کو بھی دیکھنا چاہا ——— لیکن عمران کے پیروں کی وجہ سے وہ پوری طرح اسے چیک نہ کر سکا۔

"اس کا ایک طریقہ ہے ——— وہ یہ کہ جہاں کار روکنی ہو وہاں ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا جاتا ہے۔ بٹن دبتے ہی ایک بڑا سا پیراشوٹ نما غبارہ کار کے پیچھے نکل کر کھل جاتا ہے۔ اور کار کی رفتار قدرے مدھم ہو جاتی ہے ——— اس دوران ڈرائیور کا ساتھی چھلانگ مار کر کار سے اترتا ہے اور کار کے آگے آ کر دونوں ہاتھوں سے اسے روکتا ہے ——— غبارے اور روکنے والے کے ہاتھوں کی طاقت سے کار رک جاتی ہے" ——— عمران نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کار روکنے کی تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔ اور فرہاد آفندی کا جسم پسینے سے بھیگ گیا۔ خوف اور دہشت سے اس کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا تھا۔

"مم ــــ مم ــــ مگر میں تو بوڑھا آدمی ہوں۔ میں کیسے چھلانگ کر روک سکتا ہوں" ــــ فرہاد آفندی نے نڈھال لہجے میں کہا۔ خوف کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑنے لگا تھا۔

"تو کیا ہوا ــــ مت روکیئے ــــ جانے دیجئے۔ آخر کوئی نہ کوئی دیوار ــــ کوئی درخت ــــ کوئی چٹان اُسے روکنے کے لئے اپنی خدمات پیش کر ہی دے گی" ــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور فرہاد آفندی ایک جھٹکے سے نشست کے ساتھ ڈھلک گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں ــــ کیوں کہ اب حویلی بالکل قریب آ گئی تھی۔

"ارے ارے ــــ کیا ہوا" ــــ عمران نے سٹیرنگ سے ہاتھ ہٹا کر اُسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا ــــ بوڑھا فرہاد آفندی بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے اعصاب شاید اس قدر مضبوط نہ تھے کہ اتنا بڑا جھٹکا برداشت کر سکتے ــــ عمران نے کار روکی اور پھر جلدی سے اس کی ناک اور منہ بند کر کے اُسے ہوش میں لانے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد فرہاد آفندی نے آنکھیں کھول دیں۔

"ارے ــــ آپ تو سو گئے تھے۔ اتنی نیند آئی ہوئی تھی آپ کو" ــــ عمران نے جان بوجھ کر بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"کک ــــ کک ــــ کار رک گئی۔ کیسے رک گئی"

فرہاد آفندی یک لخت بدک کر اٹھا اور عمران اُسے روکتا رہ گیا لیکن اس نے عمران کی ایک نہ سنی۔ اور اچھل کر کھلی چھت کی



سے دروازہ کھولے بغیر باہر چھلانگ لگا دی۔

"ارے آفندی صاحب ــــ ارے جناب فرہاد صاحب۔ میری بات تو سنیئے" ــــ عمران نے اُسے آوازیں دیں مگر آفندی حویلی کی طرف یوں بھاگ پڑا جیسے اس کے پیروں میں پہیئے لگ گئے ہوں ــــ موت اس کا تعاقب کر رہی ہو۔ بوڑھا ہونے کے باوجود وہ اپنی استطاعت سے زیادہ تیز دوڑ رہا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کار سٹارٹ کی۔ اور پھر وہ دونوں اکٹھے ہی حویلی کے بڑے سے پھاٹک پر پہنچ گئے ــــ فرہاد آفندی تو پھاٹک کے پاس ہی نڈھال ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ حالاں کہ وہ بظاہر ہٹا کٹا وجیہہ اور معزز آدمی تھا ــــ لیکن اس وقت اس کی حالت خوف زدہ چوہے جیسی ہو رہی تھی جیسے بلی نے گھیر لیا ہو۔ اور اسے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہ آ رہا ہو۔

"جناب ــــ آپ کی یہ عمر اتنے تیز دوڑنے کی نہیں ہے۔ اگر آپ کا دل یا دماغ کی کوئی شریان ہی پھٹ جاتی تو میں ڈاکٹر صدیقی صاحب کو کیا منہ دکھاتا ــــ اٹھیئے شاباش اٹھ کر کھڑے ہو جائیے" ــــ عمران نے بڑے نرم اور تسلی آمیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے بازو سے پکڑ کر اُسے کھڑا کر دیا۔ عمران نے اپنا لہجہ اس لئے بدل لیا تھا کہ فرہاد آفندی کی مذاق مذاق میں بھی بُری حالت ہو گئی تھی ــــ اور عمران کو خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے وہ ڈھیر ہو سکتا ہے ورنہ عمران تو بس وقت گزاری کے لئے مذاق کر رہا تھا۔ اس کا مقصد فرہاد آفندی کو اس حالت تک پہنچانا نہ تھا۔

"گک ـــ کار کیسے رک گئی ـــ وہ غبارہ ـــ اور......"
فرہاد آفندی نے غور سے کار کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید اب
خیال آیا تھا کہ کار تو اپنے آپ رک چکی ہے۔

"غیرت کھا گئی ہے کہ ایک بوڑھا آدمی مجھ سے زیادہ تیز دو
ہے۔ اور میں بھی پھر رہی ہوں سپورٹس کار" ـــ عمران نے مسکر
ہوئے کہا اور فرہاد آفندی عمران کے اس فقرے پر بے اختیا
ہنس پڑا۔

"تو آپ مجھے بے وقوف بنا رہے تھے" ـــ فرہاد آفن
نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میری کیا مجال ہے ـــ بنانا بگاڑنا تو اللہ میاں کا کام ہے"
عمران نے خوب صورت انداز میں چوٹ کرتے ہوئے کہا۔ او
فرہاد آفندی جو اب اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال چکا تھا عم
کو جواب دینے کی بجائے پھاٹک کی طرف مڑ گیا ـــ اس نے
پھاٹک کے ساتھ لٹکتی ہوئی ایک رسی کو زور سے کھینچا۔ عمران
سے اُسے ایسا کرتے دیکھتا رہا ـــ دوسرے لمحے اندر دُور دُور ک
قدیم گھنٹیاں بجنے کی آواز سنائی دی۔

"واہ ـــ کیا خوب صورت کال بیل ہے۔ ایک ہمارے جد
دور کی کال بیل ہے کہ جیسے کتے بھونک رہے ہوں۔ مینڈک ٹر
رہے ہوں" ـــ عمران نے داد دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب قدیم انداز کے بڑے شائق ہیں"
فرہاد آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اُسی لمحے پھاٹک کا



چھوٹی کھڑکی کھلی اور اس میں سے جو چیز برآمد ہوئی اُسے دیکھ کر عمران
کا چہرہ حیرت سے بگڑ گیا ـــ یہ ایک بن مانس نما انسان تھا۔ یا
انسان نما بن مانس۔ اس نے باقاعدہ جینز اور شرٹ پہن رکھی تھی۔
کوئی عجیب الخلقت چیز تھی یہ۔

"اوہ آفندی صاحب ـــ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں"
بن مانس نما انسان نے آفندی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے
عمران کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔

"یہ پرنس آف ڈھمپ ہیں۔ ریاست ڈھمپ کے ولی عہد۔
ڈاکٹر صاحب سے ملنے آئے ہیں" ـــ فرہاد آفندی نے باقاعدہ
عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اور یہ صاحب کون سے جنگل سے درآمد کئے گئے ہیں۔ ان کے
متعلق بھی تو کچھ بتلائیے" ـــ عمران نے آنے والے کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے آفندی سے کہا۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو ـــ تم چڑیا کے بچے"
بن مانس نما انسان نے یک لخت غراتے ہوئے کہا۔ اس کے
بن مانسوں جیسے چہرے کے نقوش بگڑنے لگے تھے اور آنکھوں میں
بھوکے بھیڑیئے جیسی کیفیات پیدا ہو گئی تھیں۔

"ارے ارے ٹومی ـــ یہ مہمان ہیں" ـــ فرہاد آفندی نے
ذرا ہی آگے بڑھ کر عمران اور اس بن مانس نما ٹومی کے درمیان
تے ہوئے کہا۔

"ہٹ جائیے ـــ اس نے میری توہین کی ہے۔ اس مچھر نے۔

میں اس کا خون پی جاؤں گا"۔۔۔۔ ٹومی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مشتعل مزاج واقع ہوا تھا۔ اس لئے اس نے آفندی کا بازو پکڑ کر ایک طرف کو جھٹکا دیا اور فرہاد آفندی اس جھٹکے کی وجہ سے یوں دوڑتا ہوا دس بارہ قدم دور پہنچ گیا۔ جیسے کسی نے اُسے اچھال دیا ہو۔۔۔۔ اب ٹومی اور عمران آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ٹومی کی پھولی ہوئی ناک سے اب باقاعدہ شوں شوں کی آوازیں نکل رہی تھیں اور عمران خوف زدہ ہونے کی بجائے اُسے بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

"معافی مانگ لو پرنس اس سے معافی مانگ لو۔ ورنہ۔۔۔۔۔" فرہاد آفندی نے دور سے ہی چیختے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا فقرہ پورا ہونے سے پہلے ہی ٹومی کا لمبا سا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوم گیا۔۔۔۔ لیکن عمران کا جسم پارے کی طرح تڑپا اور وہ تیزی سے اس کے لمبے بازو کی پہنچ سے باہر نکل گیا۔ ٹومی نے شاید تھپڑ مارنے کے لئے پوری قوت استعمال کر لی تھی۔۔۔۔ اس لئے وہ بروقت اپنے آپ کو نہ روک سکا اور وہ کسی لٹو کی طرح گھوما۔ لیکن جیسے ہی اس کی پشت عمران کی طرف ہوئی۔ عمران نے پوری قوت سے لات اس کی پشت پر ماری اور ٹومی چیختا ہوا سامنے پھاٹک سے جا ٹکرا اچانک ٹکراؤ کی وجہ سے ٹومی کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"ارے تم تو ابھی سے کسی بچے کی طرح ٹیاؤں ٹیاؤں کرنے لگے ہو"۔۔۔۔ عمران نے اُسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔ اور ٹومی پھاٹک سے ٹکرا کر یوں پلٹا جیسے اب عمران کو کچا ہی چبا جائے گا



اس کی پہلے سے سرخ آنکھیں اور زیادہ سرخ ہو گئی تھیں اور چہرہ اب واقعی کسی درندے جیسا لگ رہا تھا۔۔۔۔ وہ اس بار دونوں بازو پھیلائے یوں عمران کی طرف بڑھا جیسے اُسے بازوؤں میں لپیٹ کر ہی مار ڈالے گا لیکن عمران بڑے مطمئن انداز میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اور پھر ٹومی چیختا ہوا عمران پر جھپٹا۔۔۔۔ اس نے بڑی طاقت سے دونوں بازوؤں کو سمیٹا۔ لیکن عمران ایک لمحے کے لئے جھکا اور دوسرے لمحے دیو جیسی قد و قامت رکھنے والا ٹومی اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پشت کے بل سڑک کے اوپر ایک زور دار دھماکے سے جا گرا۔۔۔۔ عمران اُسے اپنی پشت پر پھینکتے ہی تیزی سے مڑا۔

"ارے ارے۔۔۔۔ اتنی جلدی لیٹ گئے۔ یار تھک گئے تھے تو بتا دینا تھا۔ میں یہاں بستر ہی بچھوا دیتا"۔۔۔۔ عمران نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

ٹومی کی آنکھوں میں اب وحشت کے ساتھ ساتھ حیرت کی جھلکیاں بھی نمایاں ہونے لگی تھیں۔۔۔۔ لیکن وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سنو۔۔۔۔ اگر اپنے گروہ سے بچھڑ گئے ہو تو میرا وعدہ واپس جنگل میں بھجوا دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے اس سے مخاطب ہو کر بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

لیکن اس بار ٹومی سنبھل کر آگے بڑھ رہا تھا اُسے اندازہ ہو گیا تھا جیسے وہ حقیر مچھر اور چڑیا کا بچہ سمجھ رہا تھا وہ کوئی اور ہی چیز ہے۔ پھر قریب آتے ہی وہ یک لخت اچھلا اور اس نے بڑی مہارت

سے دونوں پیر جوڑ کر عمران کے سینے پر فلائنگ کک جمانے کی کوشش
کی ــــ اس نے انداز میں اس قدر پھرتی اور مہارت تھی کہ اگر مقابلے
میں عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کی پسلیاں تو ایک طرف اند
موجود دل بھی پچک جاتا ــــ لیکن عمران نے پلک جھپکنے میں کنی کاٹی
دوسرے لمحے ٹومی کی دونوں پنڈلیاں اس کے ہاتھوں میں تھیں
عمران نے اسے پنڈلیوں سے پکڑ کر تیزی سے گھمانا شروع کر دیا
پھر یک لخت مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اس نے اس کے جسم
پھاٹک کی طرف اچھال دیا ــــ اور فضا میں گھومتا ہوا ٹومی ایک
خوف ناک دھماکے سے حویلی کے مضبوط لکڑی کے بنے ہوئے
پھاٹک سے ٹکرایا اور پھر کٹے ہوئے شہتیر کی طرح پھاٹک کے سا
سڑک پر گر گیا ــــ یہ ٹکراؤ اس قدر شدید تھا کہ ٹومی جیسا بن مانس
بھی نیچے گر کر پھر اٹھ نہ سکا۔ وہ بے ہوش تو نہ ہوا تھا البتہ نیم بے ہوش
ساضرور ہو گیا تھا ــــ اور اس بات سے عمران نے اس کے جسم
موجود بے پناہ طاقت کا اندازہ لگا لیا۔ ورنہ جس انداز میں وہ پھا
سے ٹکرایا تھا اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً کئی گھنٹوں تک اُ
ہوش نہ آسکتا تھا۔

"یار ٹومی ــــ آخر تم بار بار نیچے کیوں لیٹ جاتے ہو۔ یہ مٹی چا
والی عادت تو بڑی گندی ہوتی ہے" ــــ عمران نے مسکرا
ہوئے کہا۔

اور ٹومی لڑکھڑا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن سر پر
والی چوٹ نے اس کا نظام توازن خراب کر دیا تھا۔ اس لئے وہ



کی کوشش کرتا اور پھر گر جاتا۔ اُسی لمحے پھاٹک کے اندر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور دوسرے لمحے ایک بوڑھا جو جسمانی طور پر خاصا جوان لگ رہا تھا ــــ البتہ اس کی سفید داڑھی کے ساتھ ساتھ پلکیں تک سفید ہو گئی تھیں ایک جھٹکے سے باہر آگیا۔ اس کے پیچھے فرہاد آفندی کی شکل دکھائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ آنے والا ڈاکٹر صدیقی ہے ــــ فرہاد آفندی نجانے کس وقت حویلی میں گیا تھا اور شاید وہی ڈاکٹر کو باہر بلا لایا تھا۔

ڈاکٹر صدیقی باہر نکلتے ہی حیرت سے عمران اور ٹومی کو دیکھنے لگا۔ جو بار بار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ــــ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔ شاید اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ ایسا منظر بھی وقوع پذیر ہو سکتا ہے ــــ وہ تو شاید اس لئے دوڑا آیا تھا کہ ٹومی کے ہاتھوں آنے والے مہمان کو بچا سکے۔

"مسٹر ٹومی کا علاج کرائیے ڈاکٹر ــــ اسے مٹی چاٹنے کی بڑی گندی عادت پڑ گئی ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے براہِ راست ڈاکٹر صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تت ــــ تت ــــ تم نے اس کا یہ حال کیا ہے" ڈاکٹر صدیقی نے حیرت کی شدت سے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے ــــ ارے قسم لے لیجئے ڈاکٹر ــــ میں تو خود اسے مٹی چاٹنے سے منع کر رہا تھا۔ مگر یہ باز ہی نہیں آتا" ــــ عمران نے خوف زدہ سے انداز میں یوں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا جیسے جابر استاد کو دیکھ کر شرارتی بچے خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹتے ہیں۔

ٹومی اسی دوران اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ لیک
وہ اب بھی سیدھا کھڑا نہ ہو پا رہا تھا بلکہ لڑکھڑا رہا تھا۔

"یہ پرنس آف ڈھمپ ہیں ڈاکٹر ۔۔۔ جن کا ذکر میں نے کیا تھ
فرہاد آفندی نے جلدی سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ ۔۔۔ اوہ کہیں تم علی عمران تو نہیں ہو
سر رحمان کے بیٹے ۔۔۔ میں نے سنا ہے وہی اپنے آپ کو پرنز
آف ڈھمپ کہلاتا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے آنکھیں پھاڑ پھا
عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور اس بار حیران ہونے کی باری عمران
کی تھی۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ ڈاکٹر صدیقی اس کا اصل نام تو
سر رحمان کا نام بھی جانتا ہوگا۔

"جج ۔۔۔ جی ۔۔۔ بندہ ناچیز کو ہی علی عمران کہتے ہیں ابن سر
مگر آپ مجھ حقیر فقیر ناقص تدبیر سے کیسے واقف ہیں" ۔۔۔ عمران
یوں شرمندہ سے لہجے میں کہا جیسے علی عمران ہونا اس کے
باعث شرمندگی ہو۔

"اوہ ۔۔۔ تو پھر ٹومی کا قصور نہیں ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا ک
ٹومی کی یہ حالت کیسے بن گئی۔ یہ تو بڑے بڑے سورماؤں کی پلک
جھپکنے میں گردنیں مروڑ دیتا ہے" ۔۔۔ اس بار ڈاکٹر صدیقی
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیل گ
ڈاکٹر صدیقی تو اسے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی جانتا تھا۔

"ٹومی ۔۔۔ تم اندر جاؤ ۔۔۔ اور سنو ۔۔۔ آئندہ میری ا
کے بغیر تم نے میرے کسی مہمان پر ہاتھ اٹھایا تو کالی بلی چھوڑ دوا



پر" ۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے بڑے سخت لہجے میں ٹومی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ڈاکٹر صدیقی کے اس فقرے سے ٹومی کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا ۔۔۔ اس کا جسم بری طرح کانپنے لگا تھا۔

"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ باس" ۔۔۔ ٹومی نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جاؤ" ۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے سخت لہجے میں کہا۔ اور ٹومی کندھے جھکائے خاموشی سے کوٹھی کے اندر چلا گیا۔ فرہاد آفندی خاموش اور حیرت زدہ کھڑا تھا۔

"آؤ عمران میاں ۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ ٹومی نے غلط رویہ اختیار کیا۔ دراصل یہ انتہائی مشتعل مزاج واقع ہوا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے بڑے بزرگانہ انداز میں عمران کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ویسے یہ بن مانس آپ نے حاصل کہاں سے کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ایک طویل کہانی ہے۔ بہرحال مختصر طور پر بتا دوں کہ ایک شکاری عورت ایک درندے کے ہاتھوں شدید زخمی ہو گئی تو اسے بن مانس اٹھا کر لے گئے ۔۔۔ اور پھر وہ بن مانسوں میں ہی رہنے لگی۔ وہاں اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ بیٹا پیدا ہونے کے بعد اس عورت کو خیال آیا کہ اگر میں اسے مہذب دنیا میں نہ لے گئی تو یہ بچہ انہی بن مانسوں میں ہی رہ کر ختم ہو جائے گا ۔۔۔ چنانچہ ایک روز وہ موقع پا کر بچے سمیت فرار ہو گئی۔ بن مانسوں نے اس کا تعاقب کیا لیکن جنگل میں اور خاص طور پر

ان بن مانسوں میں رہنے کی وجہ سے وہ ان کی عادات خصائل اور کمزو
سے اچھی طرح واقف ہوگئی تھی ـــــ اس لئے وہ ان کے ہاتھوں بچ
میں کامیاب ہوگئی اور مہذب دنیا میں پہنچ گئی۔ اُسے سخت بخار تھا
نے اس کا علاج کرایا لیکن وہ بچ نہ سکی اور بچہ میرے حوالے کر کے
فوت ہوگئی ـــــ اس وقت اس بچے کی عمر صرف ایک سال تھی۔
اسے اپنے ہمراہ لے آیا۔ میں نے اس کا نام ٹومی رکھا اور اس
پرورش کی ـــــ اب یہ میرا نوکر بھی ہے، محافظ بھی۔ دوست بھی
ڈاکٹر صدیقی نے اندر چلتے چلتے مختصر طور پر ٹومی کا پس منظر بتا دیا۔

"بہت خوب ـــــ لیکن یہ تو بتائیں کہ آپ مجھے کیسے جانتے
حالاں کہ میرے خیال میں اس سے پہلے ہماری ملاقات نہیں ہو
عمران نے اب اپنا تجسس دور کرنے کے لئے پوچھا۔

اب وہ ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے تھے۔

صدیقی نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے فرہاد آفندی
مخاطب ہو کر کہا۔

"فرہاد ـــــ تم ذرا ٹومی کا ہاتھ بٹاؤ اور اچھی سی چائے اور
پینے کا سامان لے آؤ" ـــــ اور فرہاد سر ہلاتا ہوا کمرے سے با
گیا۔

"ایک شخص ہے بلیک زیرو ـــــ اُسے جانتے ہو؟"
ڈاکٹر صدیقی نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور عمران بلیک زیرو کا نام سن کر بُری طرح چونک پڑا۔
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ساری حیرتیں اکٹھی ہو کر اس کے لئے



کر دی گئی ہیں۔ آج تک وہ لوگوں کو حیرت زدہ کرتا چلا آیا تھا، لیکن آج
واقعی اس کے حیران ہونے کی باری تھی ـــــ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ
بلیک زیرو کا نام اس طرح سامنے آئے گا۔

"بلیک زیرو یعنی کالی صفر ـــــ یہ کیا نام ہوا" ـــــ عمران نے
جان بوجھ کر کہا۔

"اسی لئے تو میں نے فرہاد کو باہر بھیج دیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے کسی
آدمی کا نام غیر متعلق آدمی کے سامنے نہیں آنا چاہیئے۔ اس کا نام ظاہر ہے
اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہے" ـــــ ڈاکٹر صدیقی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ لیکن آپ اُسے کیسے جانتے ہیں" ـــــ عمران نے
کہا۔

"وہ میرا بیٹا ہے ـــــ حقیقی بیٹا" ـــــ ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

اور عمران یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے سر پر ایٹم بم پھٹ
پڑا ہو۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ڈاکٹر صدیقی کو دیکھ رہا تھا۔

"اس قدر حیران ہونے کی کیا ضرورت ہے ـــــ کیا وہ میرا بیٹا نہیں
ہو سکتا" ـــــ ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سکتا تو کیا، بلکہ ہے ـــــ کیوں کہ اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس
کی شکل آپ سے ملتی ہے، لیکن اتنا قریب ہونے کے باوجود مجھے یہ معلوم
نہ تھا کہ وہ آپ کا بیٹا ہے ـــــ اور پھر وہ اپنے والد کا نام ڈاکٹر صدیق حسن
بتا رہا ہے۔ اور یہ تو مجھے فرہاد صاحب نے بتایا ہے کہ آپ صدیقی سے

صدیقی مشہور ہو گئے ہیں "۔۔۔ عمران نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے
کہا۔

"ہاں بات ایسی ہی ہے ۔۔۔ طاہر میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس کی
اس کی پیدائش کے وقت ہی فوت ہو گئی تھی۔ میں نے اس کی پرو
ماں بن کر کی۔ اُسے غیر ملکی اسکولوں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں
تعلیم دی ۔۔۔ اُسے شروع سے ہی کرمنالوجی کے مضمون سے ج
کی حد تک عشق تھا۔ چنانچہ اس نے کرمنالوجی میں ایم۔ اے کیا۔
کے بعد وہ نجانے کس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق
مجھے اس کی تفصیل کا تو علم نہیں ۔۔۔ لیکن میں اس بات سے خو
ہوں کہ اس طرح وہ اپنا شوق بھی پورا کر رہا ہے اور ملک کی خد
بھی کر رہا ہے۔ وہ اب کبھی کبھار فرصت نکال کر یہاں مجھ سے م
ہے ۔۔۔ اور یقین کرو وہ تمہارا اس قدر مداح ہے کہ یہاں آ
تمہاری ہی باتیں کرتا رہتا ہے۔ تمہارے کارنامے ہی سناتا رہتا
میں نے کئی بار اس سے کہا کہ وہ تمہیں کبھی یہاں لے آئے ۔۔۔
ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوا۔ بہرحال مجھے بے حد مسرت ہے کہ آ
ملاقات ہو گئی "۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ بڑی خوشی ہوئی ۔۔۔ بے حد مسرت ہوئی آپ
کر ۔۔۔ یہ رسمی فقرے نہیں بلکہ خلوص کے ساتھ کہہ رہا ہوں "۔
عمران نے اٹھ کر باقاعدہ ڈاکٹر صدیقی سے مصافحہ کرتے ہوئے
اور ڈاکٹر صدیقی نے اُسے بے اختیار یوں گلے لگا لیا جیسے و
نہ ہو اس کا بیٹا طاہر ہو ۔۔۔ اور عمران کو بھی خوشی اس بات کی



اتفاق سے طاہر کے والد سے ملاقات ہو گئی۔ اور اسے خوشی اس بات کی بھی تھی
کہ طاہر کا والد بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے۔

اُسی دوران ٹومی چائے اور دیگر خورد و نوش کا سامان لے کر آیا۔ اور
اس نے درمیانی میز پر سامان رکھ دیا ۔۔۔ وہ عمران سے نظریں نہ ملا
رہا تھا۔

"ٹومی ۔۔۔ یہ طاہر کے دوست ہیں علی عمران ۔۔۔ جن کی باتیں
طاہر تمہیں سناتا رہتا ہے "۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے ٹومی
سے کہا۔ اور ٹومی بالکل اُسی طرح حیرت بھرے انداز میں اچھلا جیسے اس
سے پہلے عمران حیرت بھرے انداز میں اچھلا تھا۔

"اوہ گڈ گاڈ ۔۔۔ تو آپ ہیں علی عمران ۔۔۔ پھر تو میں بچ گیا۔
ورنہ اس شکست کے بعد میں تو سوچ رہا تھا کہ خودکشی کر لوں۔ لیکن آپ
تو گرینڈ ماسٹر ہیں ۔۔۔ چھوٹے باس مجھے بتلاتے رہتے ہیں کہ آپ سے
دنیا کا کوئی شخص بھی نہیں لڑ سکتا "۔۔۔ ٹومی نے عقیدت بھرے لہجے
میں کہا اور دوسرے لمحے وہ یک لخت عمران کے پیروں پر جھک گیا۔

"ارے ارے ۔۔۔ میرے یہ بوٹ ملنگے کے ہیں یہ تو میں تمہیں
نہیں دے سکتا۔ البتہ تسمے میں نے خود ڈالے ہیں وہ لے سکتے ہو"
عمران نے جلدی سے جھک کر اُسے کاندھوں سے پکڑ کر اٹھاتے
ہوئے کہا ۔۔۔ اور ڈاکٹر صدیقی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔
ٹومی بھی ہنس پڑا۔

"ڈاکٹر صاحب ۔۔۔ پرنس بہت عجیب آدمی ہیں ان کے پاس
ایسا ہے۔ جس کی بریکیں نہیں ہیں اور جو توپ کے گولے کی طرح سٹارٹ

ہوتی ہے" ــــ فرہاد نے پہلی بار کہا۔
"ارے ــــ وہ میری کار تو باہر ہی رہ گئی" ــــ عمران کو ا
اپنی کار کا خیال آگیا جو پھاٹک کے باہر کھڑی تھی۔
"کوئی بات نہیں یہاں اُسے کوئی چوری نہیں کر سکتا"
ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔ اور پھر انہوں نے چائے بنائی اور ایک پیا
عمران کے سامنے اور ایک فرہاد کے سامنے رکھ دی۔ چائے
کے بعد ٹومی سامان سمیٹ کر لے گیا۔
"ہاں تو عمران میاں ــــ اب یہ بتاؤ کہ آج ادھر کیسے آنا ہو
ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"فرہاد صاحب ادھر آرہے تھے۔ یہ پیدل آرہے تھے میں
سوچا چلو انہیں لفٹ دے دوں۔ اس لئے ادھر آگیا"
عمران نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ فرہاد کے سا
تو اصل بات نہ کہہ سکتا تھا۔
"اچھا اچھا ــــ بہت بہت شکریہ ــــ فرہاد ــــ جس
کے لئے میں نے تمہیں بلایا تھا۔ اس پر پھر کبھی بات کر لیں گے
عمران صاحب اتفاق سے آگئے ہیں۔ ان سے کچھ گپ شپ"
ڈاکٹر صدیقی نے عمران سے بات کرتے کرتے فرہاد سے مخا
ہو کر کہا ــــ اور عمران ان کی عقل مندی پر دل ہی دل میں داد
لگا کہ وہ کتنی جلدی اصل بات سمجھ گئے ہیں۔
"تو پھر مجھے اجازت دیجئے ــــ میں نے ہوٹل کا ایک حصہ
سرے سے تعمیر کرانا ہے۔ میں نے ایک ٹھیکیدار سے بات کا



فرہاد نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ہاں ٹھیک ہے" ــــ ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔ اور پھر
فرہاد، عمران اور ڈاکٹر صدیقی سے مصافحہ کر کے ڈرائنگ روم سے
باہر چلا گیا۔
"ہاں اب بتاؤ ــــ میں تمہارا اشارہ سمجھ گیا تھا"
ڈاکٹر صدیقی نے فرہاد کے جانے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر
کہا۔
"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ واقعی طاہر کے والد ہیں۔ وہ
بھی اسی طرح اشارے سمجھ لیتا ہے" ــــ عمران نے ہنستے ہوئے
کہا۔ اور ڈاکٹر صدیقی ہنس پڑے۔
"ڈاکٹر صاحب ــــ آپ نے کبھی یہودیوں کی بین الاقوامی خفیہ تنظیم
جیوش آرگنائزیشن یا حلقہ موت کا نام سنا ہے" ــــ عمران نے
یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"جیوش آرگنائزیشن یا حلقہ موت ــــ ہاں ــــ بالکل سنا ہے۔
لیکن تفصیلات کا علم نہیں۔ صرف اس قدر معلوم ہے کہ یہ تنظیم صیہونی
سلطنت کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے ــــ اور یہ سلطنت وہ
سارے اسلامی ممالک کو زیر نگیں رکھ کر بنانا چاہتی ہے"
ڈاکٹر صدیقی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"بالکل درست ہے ــــ اس تنظیم کے عزائم مسلمانوں کے حق
میں انتہائی خطرناک ہیں۔ یہ پوری دنیا پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے
انتہائی خطرناک اقدامات کر رہی ہے ــــ اور اس طرح اس نے جس

صیہونی سلطنت کا نقشہ شائع کیا ہے اس میں تقریباً تمام اسلامی پاکیشیا سمیت آجاتے ہیں ـــــ اور کم از کم مسلمان اسے برداشت نہیں کر سکتے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے" ـــــ ڈاکٹر صدیقی نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمام اسلامی ممالک نے اس خوف ناک خطرے کے سدباب کے لئے کوشش کرنے کا فیصلہ کیا ہے ـــــ اور ہمارے ملک کی حکومت نے بھی اس سلسلے میں اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے ہمارا مشن یہ طے پایا ہے کہ اس تنظیم کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کا پتہ اس پر کاری ضرب لگائی جائے ـــــ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ دنیا میں کسی کو اس تنظیم کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں ہے۔ البتہ سنا گیا ہے کہ اس مرکزی ہیڈ کوارٹر میں ان لوگوں نے انتہائی ایڈوانس قسم کے اسلحہ بنانے کی خفیہ لیبارٹریاں قائم کر رکھی ہیں ـــــ اس کی ذیلی تنظیمیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جو اسلامی ممالک کو ہر لحاظ سے اخلاقی۔ معاشی۔ سماجی۔ جغرافیائی لحاظ سے تباہ کرنے کا کام کرتی رہتی ہیں ـــــ اور انہیں اسی مرکزی ہیڈ کوارٹر سے ہی کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر مرکزی ہیڈ کوارٹر اور اس سے متعلق لیبارٹریوں کو تباہ کر دیا جائے تو یہ تنظیم منتشر ہو جائے گی ـــــ اور پھر یہ کم از کم سو سال پیچھے چلی جائے گی" ـــــ عمران نے باقاعدہ تمہید باندھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اتنی باتیں عام حالات میں نہ کرتا۔ لیکن اب صورت حال بدل گئی تھی ـــــ بلیک زیرو کے والد ہونے کے ناطے



اُسے مکمل اعتماد تھا کہ ڈاکٹر صدیقی کی طرف سے کوئی خدشہ یا خطرہ نہیں ہو سکتا۔

"میں سمجھتا ہوں ـــــ لیکن میں اس سلسلے میں کیا مدد کر سکتا ہوں۔ یقین رکھو اگر میں کسی قسم کی مدد کر سکتا ہوں تو مجھے بے حد مسرت ہو گی" ڈاکٹر صدیقی نے بڑے پُرخلوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے کسی طریقے سے ایک نقشہ حاصل کیا ہے۔ جو حلقہ موت کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کا نقشہ ہے ـــــ لیکن اس نقشے میں اشارات استعمال کئے گئے ہیں جو کسی طریقے سے سمجھ میں نہیں آ رہے۔ آپ کے پاس آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اگر آپ اس نقشے کو سمجھنے میں مدد کر سکیں تو یہ ایک بہت بڑی خدمت ہو گی" ـــــ عمران نے کہا اور جیب سے ایک کاغذ نکال کر ڈاکٹر صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر صدیقی کی آنکھوں میں چمک سی پیدا ہوئی ـــــ انہوں نے نقشہ لے کر اُسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ کافی دیر تک اس نقشے کو دیکھتے رہے۔

"بڑے عجیب و غریب اشارات ہیں۔ بظاہر تو سمجھ میں نہیں آتے۔ لیکن میں پوری کوشش کروں گا کہ انہیں پڑھ لیا جائے ـــــ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ یہ نقشہ تم دو تین روز کے لئے میرے پاس چھوڑ جاؤ" ـــــ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"دو تین روز کیا آپ ایک ہفتہ لے سکتے ہیں" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس اعتماد کا شکریہ ـــــ مجھے یقین ہے کہ میں اس کا حل نکال لوں گا" ـــــ ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ پھر میں ایک ہفتے بعد حاضر ہوں گا۔ اب مجھے اجازت دیجیے" ـــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــــ میں آج سے ہی اس پر کام شروع کر دیتا ہوں" ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور انہوں نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا اور پھر عمران کے منع کرنے کے باوجود وہ اُسے خود پھاٹک تک چھوڑنے آئے ـــــ ٹومی پھاٹک کے باہر ہی موجود تھا۔ وہ شاید عمران کی کار کی حفاظت کے لئے کھڑا تھا۔ عمران ان سے الوداعی مصافحہ کر کے اور اجازت لے کر کار میں بیٹھا اور اس نے کار واپس موڑ دی۔ اُسے اب پورا یقین ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر صدیقی لازماً اس نقشے کو حل کر لیں گے اور پھر حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی مقدر بن جائے گی۔



میتھائس نے پاکیشیا پہنچتے ہی ایک ہوٹل میں کمرہ بک کرایا اور نہانے اور لباس بدلنے کے بعد وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ اپنے ذہن میں کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا جس سے وہ آسانی اور یقینی طور پر عمران کو ہلاک کر سکے ـــــ بحیثیت سپر ایجنٹ یہ چونکہ اس کا پہلا مشن تھا۔ اس لئے وہ ہر صورت میں اس مشن کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر نے جس طرح عمران کو اہمیت دی تھی۔ اس سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس جیسے آدمی کا قتل کوئی آسان کام نہ ہو گا ـــــ ورنہ حلقہ موت جیسی با وسائل اور وسیع و عریض تنظیم کے لئے ایک عام آدمی کا قتل مشکل نہیں ہو سکتا۔ مختلف طریقہ کار سوچتے سوچتے اچانک اُسے ایک خیال آیا تو وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی ـــــ اس کے ذہن میں عمران کو قتل کرنے کا ایک اچھوتا اور یقینی طریقہ کار آ گیا تھا اور اُسے یقین تھا

کہ اس طریقے سے عمران کے بچ نکلنے کا ایک فی صد چانس بھی باقی نہ رہے گا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے ہوٹل ایکسچینج کے آپریٹر نے جب ہیلو کہا۔

"میں کرائے کی ایک کار حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کار نئے ماڈل اور طاقت ور انجن کی ہو" ——— میتھائس نے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مل جائے گی جناب ——— کیا ڈرائیور بھی ساتھ ہو" ——— آپریٹر نے جواب دیا۔

"نہیں ——— میرے پاس انٹرنیشنل ڈرائیونگ لائسنس موجود ہے۔ البتہ شہر کا ایک تفصیلی نقشہ اگر مل جائے تو زیادہ بہتر ہے" ——— میتھائس نے کہا۔

"وہ بھی مل جائے گا ——— کار کتنے عرصے کے لئے چاہیئے" ——— آپریٹر نے کہا۔

"فی الحال میرا پروگرام یہاں ایک ہفتہ ٹھہرنے کا ہے۔ اس لئے ایک ہفتے کے لئے بک کر دو" ——— میتھائس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ——— دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور میتھائس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسے کمرہ نمبر اور نام بتلانے کی ضرورت نہ تھی ——— کیوں کہ آپریٹر جانتا تھا کہ کس کمرے سے کال ہو رہی ہے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔



"یس کم ان" ——— میتھائس نے بیڈ سے اٹھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر آیا۔ اس نے میتھائس کو بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میں کار لے کر حاضر ہوا ہوں ——— نئے ماڈل کی ڈاٹسن کراؤن ٹھیک رہے گی" ——— نوجوان نے کہا۔

"ہاں ——— ٹھیک ہے" ——— میتھائس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتے کے لئے ——— تین ہزار روپے میں ——— وہ پیشگی عنایت کر دیجئے اور اپنے کاغذات اور ڈرائیونگ لائسنس بھی ذرا دکھائیے تاکہ میں کنٹریکٹ فارم پر اندراجات کر لوں" ——— نوجوان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور میتھائس نے اٹھ کر الماری میں ٹنگے ہوئے اپنے کوٹ کی جیب سے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات کے ساتھ ساتھ انٹرنیشنل ڈرائیونگ لائسنس بھی نکال کر نوجوان کے سامنے پھینک دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی گڈی نکالی۔ اور اس میں سے تیس نوٹ گن کر اس نے نوجوان کو دے دیئے۔ نوجوان نے نوٹ گن کر اپنی جیب میں رکھے ——— اور پھر جیب سے ایک فارم اور رسید بک نکالی۔ پہلے اس نے رسید کاٹ کر میتھائس کو دی اور پھر فارم پر اس کے کاغذات کے مطابق اندراجات کرنے لگا ——— ڈرائیونگ لائسنس کا نمبر بھی اس نے ایک کالم میں

لکھا۔ کاغذات میتھائس کے نام سے ہی بنے ہوئے تھے۔ اُسے ایک بزنس مین ظاہر کیا گیا تھا ـــ تمام اندراجات مک کرنے کے بعد نوجوان نے کاغذات میتھائس کو واپس کر د اور پھر فارم پہ اس سے دستخط کرا کر اس نے جیب سے چابی نکا میتھائس کے حوالے کر دی۔

"نیلے رنگ کی کار ہے۔ چابی کے ساتھ اس کے نمبر کا ٹوک ہے اور کوئی خدمت" ـــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہ

"بس شکریہ" ـــ میتھائس نے چابی لے کر اس کے منسلک ٹوکن پہ کار کا نمبر پڑھتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ـــ شہر کا نقشہ دینا تو مجھے یاد ہی نہیں ر ہماری کمپنی کی سروس ہے جناب" ـــ نوجوان نے جیب۔ ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر میتھائس کو دیتے ہوئے کہا۔ ا میتھائس نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا ـــ اور نوجوان س کرتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ میتھائس نے نقشہ کھول کر میز پ اور پھر اس پہ جھک گیا ـــ وہ چند لمحے غور سے نقشے کو دیکھتا پھر اس نے جیب سے بال پوائنٹ نکال کر سب سے پہلے نقشے اس ہوٹل کے گرد دائرہ کھینچا۔ جس میں وہ اس وقت موجود تھا۔ ا اس کے بعد وہ مختلف سڑکوں اور عمارتوں کو مارک کرتا رہا ـــ وہ زندگی میں پہلی بار پاکیشیا آیا تھا۔ اس لئے وہ ہر سڑک اور گل چیک کر رہا تھا اور پھر ڈھونڈتے ڈھونڈتے اُسے کنگ روڈ نظ اس پوری سڑک پر فلیٹس بنے ہوئے تھے ـــ چند ہی لمحوں بعد



دو سو نمبر کے فلیٹ کے گرد دائرہ ڈال چکا تھا۔ نقشے کو ایک بار پھر غور سے دیکھنے کے بعد وہ اٹھا ـــ اور اس نے اپنے سوٹ کیس کے خفیہ خانے سے ریوالور اور ایک دستی بم نکال کر کوٹ کی جیب میں رکھا۔ نقشے کے ساتھ ساتھ اس نے خاصی بڑی تعداد میں کرنسی بھی جیب میں ڈالی اور سوٹ کیس بند کر کے وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ـــ کمرہ لاک کر کے وہ لفٹ کے ذریعے نیچے آیا۔ اور پارکنگ میں موجود نیلے رنگ کی ڈاٹسن تلاش کرنے میں اُسے دقت نہ ہوئی ـــ کار واقعی نئی اور اس کی مرضی کے مطابق تھی۔ چند لمحوں بعد وہ کار چلاتا ہوا اس سڑک پہ چل پڑا۔ جدھر اس نے کنگ روڈ کو مارک کیا تھا۔ راستے میں ایک پٹرول پمپ پہ رک کر اس نے کار کی ٹینکی فل کروالی ـــ اور پھر مختلف سڑکوں پہ گھومنے کے بعد وہ کنگ روڈ پہ پہنچ گیا۔ اس کی نظریں تیزی سے فلیٹس کے نمبر دیکھ رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس نے دو سو نمبر کے فلیٹ کو مارک کر لیا۔ اس نے کار فلیٹ کے نیچے روکی ـــ اور پھر کار سے اتر کر وہ بڑے مطمئن انداز میں سیڑھیاں چڑھتا گیا۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے قدموں کی آوازیں ابھریں اور دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ دروازے پہ ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا ـــ اور اس کے پیٹ پہ بندھا ہوا مخصوص ایپرن بتا رہا تھا کہ وہ باورچی ہے۔

"جی فرمائیے" ـــ اس باورچی نے سر سے پیر تک میتھائس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے علی عمران صاحب سے ملنا ہے" ——— میتھائس نے ب
باوقار لہجے میں کہا۔
"آئیے ——— تشریف لائیے" ——— باورچی نے کہا اور واپ
مڑ گیا۔ میتھائس سمجھ گیا کہ فلیٹ میں عمران موجود ہے، وہ اس
باورچی کے پیچھے چلتا ہوا آگے بڑھا ——— باورچی نے اسے ایک
چھوٹے مگر خاصے خوب صورت انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ
میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
"تشریف رکھیے ——— میں باس کو اطلاع کرتا ہوں"
باورچی نے کہا۔ اور میتھائس اس کا شکریہ ادا کر کے ایک صو
پر بیٹھ گیا وہ بڑے غور سے ڈرائنگ روم کا جائزہ لے رہا تھا۔ ا
کی رگوں میں خون سنسنا رہا تھا ——— کیوں کہ وہ ایسے آدمی ک
فلیٹ میں موجود تھا جسے حلقہ موت جیسی تنظیم بے حد اہمیت د
تھی۔ چند لمحوں بعد دروازے سے کھنکارنے کی آواز سنائی دی۔
میتھائس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا ——— درواز
پر ایک خوب صورت سا نوجوان کھڑا تھا۔ اس نے سادہ سی پتلو
اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ جسم خاصا سڈول اور ورزشی لگ رہا تھا
لیکن اس کے چہرے پر معصومیت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔
"مجھے میتھائس کہتے ہیں" ——— میتھائس نے جلدی سے
کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
"کون کہتے ہیں ——— یہ بھی بتا دیجیے تاکہ میں ان کے خلا
ہتک عزت کا دعویٰ کر سکوں۔ بھلا یہ بھی نام ہے کسی شریف آد



کو پکارنے کے لئے ——— مجھے تو یہ نام سنتے ہی میتھلیٹڈ سپرٹ کی
خوشبو آنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور آپ کو شاید بلکہ شاید کیا یقیناً یہ
معلوم نہ ہوگا کہ میں میتھلیٹڈ سپرٹ سے الرجی ہوں ——— اس کی خوشبو
سونگھتے ہی مجھے نزلہ ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے حکما کہتے ہیں کہ نزلہ
سو بیماریوں کی ایک بیماری ہے اور آپ خود اندازہ کیجیے۔ کہ
سٹنڈرڈ ان دن کس قدر خوف ناک بیماری ہو سکتی ہے"
عمران کی زبان قینچی کی طرح چل پڑی اور میتھائس حیرت بھرے انداز
میں عمران کو دیکھتا ہی رہ گیا ——— اس ٹائپ کے آدمی سے تو شاید وہ
زندگی میں پہلے کبھی نہ ملا تھا۔
"آپ ضرورت سے زیادہ باتیں کرتے ہیں ——— بہر حال مجھے
علی عمران صاحب سے ملنا ہے" ——— میتھائس نے ہونٹ
کاٹتے ہوئے کہا۔
"اوہ ——— اچھا اچھا ——— تشریف رکھیے۔ کھڑے کھڑے ملاقات
شریفوں کا شیوہ نہیں ہوتی" ——— عمران نے بڑے گرم جوشی
انداز میں کہا اور پھر ایک طرف میز پر رکھا ہوا پیڈ اٹھا کر وہ میتھائس کے
سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا اس نے جیب سے بال پوائنٹ قلم نکالا
اور اسے کھول لیا۔
"ہاں ——— اب فرمائیے آپ کی ضرورت کتنی ہے" ——— عمران
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ضرورت ——— کیسی ضرورت" ——— میتھائس نے پہلے سے
بھی زیادہ حیران ہو کر کہا۔

"ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ ضرورت سے زیادہ باتیں کرتا
تو آپ اپنی ضرورت بتا دیجیئے تاکہ میں اس سے زیادہ باتیں نہ
اور آپ کو کوئی شکوہ نہ ہو" ــــ عمران نے بڑے معصوم
لہجے میں کہا۔
"پہلے آپ اپنا تعارف کرائیے پھر ضرورت بھی بتا دوں گا"
پیتھائس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"میرا تعارف ــــ اچھا ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ مہذب آ
تعارف پہلے کرتے ہیں پھر باتیں ہوتی ہیں۔ سلیمان ــــ ا
بھائی سلیمان" ــــ عمران نے بات کے آخر میں زور
چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے سلیمان دروازے پر
ہوا۔
"یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ اپنا تعارف کراؤ۔ اب آدمی
تعارف کرانے سے رہا ــــ اس کے لئے تو لازماً کسی تیسرے
کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور اس وقت فلیٹ میں تمہارے علا
کوئی موجود نہیں۔ اور یہ بھی غنیمت ہے کہ تم موجود ہو ورنہ ش
تعارف کرانے کے لئے باہر سڑک سے کوئی آدمی پکڑ کر لانا
عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔
"لیکن مجھے تو ان صاحب کے متعلق معلوم نہیں ہے پھر
کا تعارف کیسے کراؤں گا ــــ آپ ایسا کوئی آدمی ڈھونڈھیے
دونوں کو جانتا ہو" ــــ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب
اور بڑی بے نیازی سے واپس مڑ گیا۔



پیتھائس خاموش بیٹھا یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ
رہا تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو کسی اجنبی کے ساتھ اس طرح کی باتیں شروع
کر دیتے ہیں۔
"سلیمان بھی ٹھیک کہتا ہے۔ تو پھر ایسا آدمی کون ہو سکتا ہے"
عمران نے سوچنے جیسے انداز میں کہا۔
"آپ کا نام علی عمران ہے" ــــ پیتھائس نے خود ہی پوچھ لیا۔
"علی عمران ــــ نام سنا تو ہوا ہے۔ بہرحال سلیمان زیادہ جانتا ہے۔
اس سے پھر پوچھ لیتے ہیں۔ سلیمان ــــ ارے بھائی سلیمان"
عمران نے ایک بار پھر سلیمان کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ اور
پیتھائس کے ذہن میں جھنجھلاہٹ سی پیدا ہوئی۔ ایک بار تو اس کا
جی چاہا کہ ریوالور نکال کر اس بغیر بریکوں کے بولنے والی مشین کو ہمیشہ
کے لئے خاموش کر دے ــــ لیکن پھر وہ خاموش ہو گیا۔ وہ فی الحال
اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔
"اب کیا بات ہے۔ مجھے آپ کھانا بھی پکانے دیں گے یا نہیں"
سلیمان نے ایک بار پھر نمودار ہوتے ہوئے جھلائے ہوئے لہجے
میں کہا۔
"میرا نام علی عمران تو نہیں۔ یہ صاحب پوچھ رہے ہیں۔ اگر تمہیں
یقین ہو تو بتا دو۔ ورنہ مجھے ڈیڈی سے تصدیق کرنی پڑے گی"
عمران نے کہا۔
"آپ کا نام ــــ علی عمران ــــ ٹھہریئے ذرا مجھے سوچ لینے
دیجئے۔ ارے ہاں ــــ واقعی آپ کا ہی نام تو علی عمران ہے۔ بالکل

بالکل مجھے یاد آ گیا"۔۔۔ سلیمان نے بھی باقاعدہ اداکاری کرتے
ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس چلا گیا۔

"مجبوری ہے جناب۔۔۔ اب سلیمان نے تصدیق کر دی ا
اور مجھ میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ میں اُسے چیلنج کر سکوں"۔
عمران نے یوں رو دینے والے لہجے میں کہا جیسے بادل نخواستہ
نام اپنے اوپر چپکا رہا ہو۔

"اگر آپ کا نام علی عمران ہے تو پھر میرے پاس آپ کے لئے
چیز ہے"۔۔۔ میتھائس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب ا
نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ عمران کی ٹائپ کے مطابق ہی اُسے ڈیل
کرے گا۔

"چیز۔۔۔ ارے کہاں ہے۔ جلدی سے دیجئے۔ ورنہ سلیما
نے ہنڈیا پکا لی تو پھر بڑی مشکل ہو جائے گی"۔۔۔ عمران
بڑے بے تاب سے انداز میں کہا۔

"ہنڈیا۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ میتھائس واقعی حیران
گیا۔

"جناب۔۔۔ اب کیا بتاؤں۔ آپ اجنبی ہیں اور ڈیڈی کے
ہیں اجنبیوں کو گھریلو حالات نہیں بتائے جاتے۔ لیکن اب آ
نے پوچھ ہی لیا ہے تو چلو بتا دیتا ہوں۔۔۔ آج پکانے کی کوئی
نہیں تھی۔۔۔ راشن ختم۔۔۔ پیسہ ختم۔۔۔ صرف سوئی گیس جا
تھی۔ اس لئے میں نے مجبوراً سلیمان سے کہا کہ چلو ہنڈیا تو
لو۔ کوئی نہ کوئی اللہ کا بندہ کچھ لے کر آ جائے گا۔ اور آپ تشر



بھی لے آئے۔ چلو آج چیز ہی پکا کر کھا لیں گے۔ اور کیا کر سکتے ہیں"۔
عمران نے بڑے معذرت بھرے انداز میں کہا اور اس بار میتھائس
بے اختیار ہنس پڑا۔۔۔ جھنجھلاہٹ کا اثر ختم ہونے کے بعد اب
اُسے عمران کی باتیں دلچسپ لگ رہی تھیں۔

"جو چیز میرے پاس ہے وہ پکانے کی نہیں بلکہ سننے سے تعلق
رکھتی ہے"۔۔۔ میتھائس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کام و دہن کا محاورہ تو سنا تھا۔ چلو آج کان و دہن بھی سن لیا۔
فرمائیے۔۔۔ میں ہمہ تن گوش بلکہ خرگوش بن جاتا ہوں"۔۔۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے پکانے کی بجائے سننے والی
بات سے مایوسی ہوئی ہو۔

"آپ نے کبھی حلقہ موت کا نام سنا ہوا ہے"۔۔۔ میتھائس نے
سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"حلقہ موت۔۔۔ ہاں ہاں سنا ہے۔ پھانسی دینے والے جو
پھندہ تیار کرتے ہیں اُسے حلقہ موت کہا جاتا ہے۔ اب اتنا تو میں
پڑھا ہوا ہوں۔۔۔ کیا آپ کو کہیں جلاد تو تعینات نہیں کر دیا گیا"۔
عمران نے جواب دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں چونک پڑا تھا۔

"آپ نے پھر سنا نہیں ہے۔ میرا تعلق ویسٹرن کارمن سے ہے۔
میں ایک بزنس مین ہوں۔۔۔ میں گزشتہ دنوں بزنس کے سلسلے
میں فاراک گیا۔ تو وہاں ہوٹل سلور سٹار میں اپنے کمرے میں لیٹا ہوا
تھا کہ ساتھ والے کمرے سے مجھے کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں۔
چونکہ میں اکیلا اور فارغ تھا۔۔۔ اس لئے میں نہ چاہنے کے باوجود

ان کی باتیں سنتا رہا۔ ایک عورت اور تین مردوں کی آوازیں تھیں۔ پاکیشیا کے علی عمران کی باتیں کر رہے تھے —— انہوں نے کنگ فلیٹ نمبر دو سو کا ذکر کیا کہ یہاں علی عمران کی رہائش ہے۔ اور باتوں سے مجھے معلوم ہوا کہ ان کا تعلق یہودیوں کی ایک خفیہ جیوش آرگنائزیشن جسے حلقہ موت کہتے ہیں سے ہے —— اور اس کے سپر ایجنٹ ہیں۔ اور وہ علی عمران کے قتل کے مشن پر جا ہیں۔ ان کی باتوں سے ہی مجھے معلوم ہوا کہ علی عمران کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے —— میں ان کی باتیں سنتا رہا۔ انہوں پاکیشیا کسی کو کال بھی کیا۔ اور کسی سے علی عمران کی پاکیشیا میں کی تصدیق کی۔ اس کے بعد وہ لوگ کمرے سے چلے گئے۔ صرف ایک مرد اور ایک عورت اس کمرے میں رہ گئے —— وہ میاں بیوی تھے۔ بہرحال اس کے بعد خاموشی رہی۔ صبح اٹھ کر کوشش کی کہ انہیں دیکھوں لیکن وہ لوگ مجھے نظر نہ آئے۔ میں چونکہ یہاں صبح آنا تھا —— یہاں میرا تعلق فنلے لمیٹڈ سے ہے۔ چنانچہ میں یہاں آگیا۔ اور اپنے کام سے فارغ ہو کر میں اپنے میں لیٹا ہی تھا کہ اچانک مجھے آپ کا خیال آگیا —— میں نے آپ کو اطلاع کر دوں۔ کیونکہ مجھے یہودیوں سے دلی نفرت میرے والد اور والدہ کو یہودیوں نے قتل کر دیا تھا —— ان ایک یہودی بزنس مین سے کاروباری مقابلہ کیا تھا۔ اور اس مقابلے سے بچنے کے لئے انہیں قتل کرا دیا تھا۔ تب سے میں یہودیوں کے خلاف ایک فطری نفرت سی پیدا ہو گئی۔



یہی نفرت ہی ہے جس کی وجہ سے میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں آیا ہوں۔ حالانکہ میری عقل مجھے منع کرتی رہی ہے کہ میں اس چکر میں نہ پڑوں۔ میں ایک سیدھا سادھا سا بزنس مین ہوں —— مجھے اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے" —— میتھائس نے بڑے دردمندانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران اسے غور سے دیکھتا رہا اور اس کی بات سنتا رہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ —— یہ کہ آپ نے تکلیف کی ویسے میرا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے تو شادی دفتر کھول رکھا ہے۔ اسی سے گزارا ہو رہا ہے —— انہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ اگر وہ مجھے مل جاتے تو میں ضرور ان کی غلط فہمی دور کر دیتا۔ بہرحال اب مجھے پولیس کو اطلاع دینی پڑے گی —— ویسے آپ کون سے ہوٹل میں رہائش پذیر ہیں" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں ہوٹل شالیمار میں رہ رہا ہوں۔ میں ایک ہفتہ یہاں رہوں گا پھر ویسٹرن کارمن چلا جاؤں گا —— بہرحال میرے دل نے مجھے مجبور کیا۔ اور میں نے یہ خبر آپ تک پہنچا دی۔ اس سے زیادہ میرا کوئی تعلق نہیں اور اب مجھے اجازت دیجیئے" —— میتھائس نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھئے بیٹھئے —— میں آپ کو چائے پلائے بغیر نہیں جانے دوں گا آپ نے میری خاطر اتنی تکلیف کی ہے تو اس کے جواب میں کچھ نہ کچھ مجھے بھی کرنی چاہیئے" —— عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں —— شکریہ —— میں زیادہ دیر تک یہاں نہیں رکنا چاہتا۔

یہ کوئی پراسرار سا سلسلہ ہے۔ اور میں کسی صورت بھی اس میں ملوث ہونا چاہتا تھا"۔۔۔۔۔ میتھائس نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ دروا
کی طرف مڑ گیا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اور میتھائس تیز تیز قدم اٹھا
دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رکا اور پھر مڑ کر ع
سے مخاطب ہوا۔

"ہاں۔۔۔ مجھے یاد آگیا وہ لوگ آپ کے اس فلیٹ کو بم سے
کی باتیں کر رہے تھے۔ اس لئے آپ پلیز محتاط رہیں گڈ بائی"
میتھائس نے کہا اور مڑ کر دروازے سے باہر نکل آیا۔ راہ داری
چلتے ہوئے اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر پیچھے دیکھا اور پھر اس
پھرتی سے اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی پن نکال کر راہ دا
ایک کونے میں پھینک دی۔۔۔ چند لمحوں بعد وہ فلیٹ کی بل
اتر کر اپنی کار میں آ بیٹھا۔ اور اس نے اوپر فلیٹ کی کھڑکی کی ط
دیکھے بغیر اپنی کار سٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔۔۔ حالاں کہ ا
یقین تھا کہ عمران اوپر کھڑکی سے باہر ضرور جھانک رہا ہو گا۔

اس نے دراصل عمران کے ساتھ ڈبل گیم کھیلی تھی۔ اُسے
تھا کہ عمران اس سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے ا
ہوٹل ضرور آئے گا۔۔۔ اور وہ پہلے اس کے متعلق تحقیقا
گا۔ اس نے اپنے متعلق جو کچھ بتایا تھا وہ درست تھا۔ کاغذات
مطابق اس کا تعلق ویسٹرن کارمن سے ہی تھا۔۔۔ اور وہ فا
یہاں پہنچا تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ہر قسم کا شک م
لئے یہاں کی ایک فرم فنلے اینڈ کمپنی سے اس کا کاروباری



ظاہر کیا گیا تھا۔ اس نے یہ سارا کھیل نفسیاتی انداز میں کھیلا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ تحقیقات کے بعد جب اس کی ساری باتیں درست معلوم ہوں گی عمران بالکل مطمئن ہو کر اس کے پاس آئے گا۔۔۔ اور پھر اس کے اسی اطمینان سے وہ فائدہ اٹھائے گا۔ اور کسی بھی مناسب موقع پر وہ پلک جھپکنے میں اس کا خاتمہ کر دے گا۔ کیوں کہ اُسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس سے متعلق افراد بظاہر کتنے ہی مطمئن نظر آ رہے ہوں لیکن وہ ہر لمحے اپنے سائے سے بھی چوکنے رہتے ہیں۔ اور وہ صرف عمران کا چوکناپن دور کرنا چاہتا تھا۔

اور اگر اس کی توقع کے مطابق عمران واپس نہ بھی آئے تو پھر دوسری صورت میں اس نے اس پن کو استعمال کرنا تھا۔۔۔ یہ پن اور اس کے استعمال کا طریقہ اُسے ڈاکٹر ادغلی نے خصوصی تحفے کے طور پر بتایا تھا۔ اس پن کے ایک سرے پر انتہائی سریع الاثر زہر لگا ہوا تھا۔۔۔ اور اس پن کے سرے کے اندر میگناٹ ریز کا رسیور موجود تھا۔ اس رسیور کو وائرلیس لہروں کے ذریعے آپریٹ کیا جا سکتا تھا۔ وہ جب بھی چاہتا یہاں ہوٹل میں بیٹھے بیٹھے اس پن کو راہ داری سے آپریٹ کر کے عمران کے جسم میں داخل کر سکتا تھا اور جیسے ہی وہ عمران کے جسم میں داخل ہوتی عمران پلک جھپکنے میں ختم ہو سکتا تھا۔۔۔ یہ پن میگناٹ ریز کی مدد سے صرف چھ فٹ کے دائرے یں حرکت کر سکتی تھی۔ اس لئے اس نے اُسے راہ داری میں پھینکا تھا۔ کیوں کہ عمران بہرحال آتے جاتے ہوئے اس راہ داری سے گزرتا ہو ۔۔۔ وہ جب بھی اسے آپریٹ کر دیتا۔ تو اس پن کے دائرہ کار میں

اندر کوئی بھی انسان داخل ہوتا یہ پن اس کے جسم میں خود بخود داخل ہو جا
اب صرف مسئلہ اتنا تھا کہ جب پن کو آپریٹ کیا جاتا تو اس کے دائرہ
میں عمران کو ہونا چاہیئے۔ کوئی دوسرا آدمی نہ ہو ــــــ اور اس کا طریقہ
بھی اس نے اپنے ذہن میں تیار کر لیا تھا۔ اور اس کے لئے اُسے دو
عمران کے فلیٹ تک جانا پڑتا تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ عمران جب
اس کے متعلق تحقیقات کرے گا تو پھر وہ پوری طرح مطمئن ہو گا
اس اطمینان کی صورت میں وہ مار بھی کھا جائے گا ــــــ اس
اپنا لباس بدلا اور پھر وہ دوبارہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ دل ہی دل
عمران کی باتوں پر غور کر رہا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یا تو
انتہائی خطرناک ترین شخصیت ہے یا پھر وہ حد سے زیادہ سادہ
معصوم سا آدمی ہے جسے خواہ مخواہ اتنی اہمیت دے دی گئی
وہ انہی سوچوں میں گم تھا کہ اُسے نیند آ گئی ــــــ اور پھر ٹیلی فون
گھنٹی کی آواز نے اس کو جگا دیا۔ اس نے چونک کر ساتھ ہی
پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــــ میتھائس نے خمار آلود لہجے میں کہا۔

"کوئی صاحب علی عمران آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"
دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

"اوہ ــــــ اچھا بات کراؤ" ــــــ میتھائس نے پوری
بیدار ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی
اپنا منصوبہ مکمل ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"ہیلو ــــــ ہنڈرڈ ان ون ــــــ میں علی عمران بول رہا



عمران کی زندگی سے بھرپور اور چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ آپ ــــــ فرمایئے" ــــــ میتھائس نے جان بوجھ کر لہجے کو
خشک بناتے ہوئے کہا۔

"فرمانا کیا ہے عرض کرنا ہے۔ ویسے آپ حکم کریں تو طول بھی ہو
سکتا ہے ــــــ اگر آپ کے پاس کچھ وقت فارغ ہو تو آپ سے
شناخت پریڈ کرا لی جائے" ــــــ عمران نے اپنے مخصوص لہجے
میں کہا۔

"شناخت پریڈ ــــــ کیا مطلب" ــــــ میتھائس نے بُری طرح
چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ان افراد کی آوازیں سنی تھیں۔ لیکن انہیں دیکھا نہ تھا۔
اگر میں آپ کو وہ آوازیں دوبارہ سنواؤں تو کیا آپ پہچان لیں گے۔
دراصل وہ لوگ آپ کے جانے کے بعد میرے پاس آئے تھے۔
میں نے انہیں گلہ کیا کہ آپ خواہ مخواہ میرے قتل کا منصوبہ بنا رہے
تھے ــــــ میں تو پہلے ہی عشق کی بیماری میں مبتلا ہوں اور عاشق تو
زندہ ہوتے ہی نہیں۔ اور مُردوں کو مارنا کون سی بہادری ہے۔
پر وہ اصرار کرنے لگے کہ ہم نے کوئی ایسا منصوبہ نہیں بنایا۔ آپ کو
غلط خبر دی گئی ہے ــــــ چنانچہ میں نے سوچا کہ چلو آپ سے شناخت
پریڈ کرا لوں" ــــــ عمران کی آواز سنائی دی۔

"سوری جناب ــــــ میں نے پہلے کہا ہے کہ میں اس چکر میں
مزید الجھنا نہیں چاہتا۔ شاید میں نے پہلے ہی آپ کو اطلاع دے
کر غلطی کی ہے ــــــ اب پلیز آپ مجھے اس معاملے میں مزید ملوث

نہ کریں شکریہ" ـــــ میتھائس نے انتہائی خشک لہجے میں کہا
ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ البتہ اس کے ذہن میں عمران کی
یہ بات سن کر بھونچال سا آ گیا تھا کہ عمران نے ڈگلس، ارسلان اور
فرخندہ کو نہ صرف ٹریس کر لیا ہے بلکہ ان کی آوازیں بھی ریکارڈ
لی ہیں ـــــ اور عمران کی گفتگو سے تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ان
قابو بھی پا چکا ہے اور اب صرف تصدیق کرنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ
کے خیال کے مطابق کسی صورت ممکن ہی نہ تھا ـــــ پھر اس نے
ایسی بات کیوں کی۔ اب یہی سوچا جا سکتا تھا کہ اُسے میتھائس پر ہی شک
ہو گیا ہے اور وہ اس طرح اپنے شک کی تصدیق کرنا چاہتا ہے
میتھائس کے ذہن میں کھلبلی سی مچ گئی تھی ـــــ اور ابھی وہ اس بارے
میں سوچ ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی اور میتھائس ہڑبڑا
کر بیڈ سے اتر آیا۔

"کون ہے" ـــــ اس نے جلدی سے کوٹ پہنتے ہوئے
پوچھا۔

"ہنڈرڈ ان ون" ـــــ دروازے کی دوسری طرف سے عمران
کی آواز سنائی دی۔ اور میتھائس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں
اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ عمران اس کے ذہن سے کوئی بالا
چیز ہے ـــــ اور اس نے خواہ مخواہ یہ پلان بنا کر آ بیل مجھے مار والا
کر لیا ہے۔ بہرحال وہ آگے بڑھا۔ اور اس نے دروازے کی چٹخنی
اتار دی ـــــ دوسرے لمحے عمران اندر داخل ہوا۔ وہ عجیب سے
ٹیکنی کلر لباس میں تھا۔ چہرے پر وہی ازلی معصومیت اور حماقت



کی تہیں چڑھی ہوئی تھیں۔

"اس طرح ڈسٹرب کرنا تو نہیں چاہتا تھا۔ لیکن مجھے دراصل چائے
کی بڑی شدید طلب ہو رہی تھی ـــــ میں نے سوچا کہ آپ اتنے بڑے
بزنس مین تو بہرحال ہیں کہ شالیمار جیسے مہنگے ہوٹل کے اخراجات
برداشت کر سکیں۔ تو یقیناً آپ چائے کا بل بھی ادا کر سکیں گے"۔
عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں
کہا۔ اور میتھائس نے جان بوجھ کر بُرا سا منہ بنا لیا۔

"عمران صاحب میں نے ......" ـــــ میتھائس نے ایک
بار پھر احتجاج کرنے کی کوشش کی۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ ویسے بے فکر
رہیں آپ کو کسی چکر میں نہیں پھنسایا جائے گا ـــــ البتہ چکر آپ میں
پھنس جائے تو اور بات ہے" ـــــ عمران نے اس کا فقرہ کاٹتے
ہوئے کہا اور پھر وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔
میتھائس اس کا چہرہ دیکھ کر چونک پڑا۔ کیوں کہ چند لمحے پہلے اس
کے چہرے پر نظر آنے والی حماقت اب یکسر غائب ہو چکی تھی۔
اور اس کی جگہ اس قدر سنجیدگی اور وقار تھا کہ میتھائس کو یقین نہ آ
رہا تھا۔

"کٹیاک کے ڈاکٹر اوغلی سے آپ کا کیا تعلق ہے" ـــــ عمران
نے اچانک کہا اور میتھائس اس طرح عمران کے منہ سے ڈاکٹر اوغلی
کا نام سن کر بُری طرح اچھل پڑا۔ اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ واقعی یہ الفاظ
عمران نے کہے ہیں ـــــ لیکن عمران کا چہرہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"ڈا ۔۔۔ ڈاکٹر ادغلی ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ میں سمجھا نہیں"
میتھائس نے اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھالتے ہوئے کہا۔
"کٹیاک میں ایک بوڑھا سائنس دان رہتا ہے۔ اس کا نام ڈا
ادغلی ہے ۔۔۔ وہ عجیب وغریب قسم کی ایجادات میں بین الاقوا
شہرت رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے امیر کٹیاک نے اسے کٹیاک
نہ صرف رکھا ہوا ہے بلکہ اسے بے پناہ سہولیات بھی دی ہوئی
وہ کٹیاک کی نیشنل سائنس لیبارٹری کا انچارج ہے ۔۔۔ اتنا تعا
کافی ہے یا مزید تفصیل بھی بتاؤں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ
میں کہا۔
"میں تو کبھی کٹیاک گیا ہی نہیں۔ اس لئے میرا ڈاکٹر ادغلی سے کی
میں تو سیدھا سادھا سا بزنس مین ہوں" ۔۔۔ میتھائس نے ہ
چباتے ہوئے کہا۔ اب اسے عمران سے خوف سا آنے لگا تھا
سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ شخص مافوق الفطرت قوتوں کا مالک تو نہ
"پھر ڈاکٹر ادغلی کی مخصوص ایجاد میگناٹ پن تمہارے پاس
کیسے آگئی" ۔۔۔ عمران نے اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا
اس نے تکلف ترک کر دیا تھا۔
"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میگناٹ پن ۔۔۔ یہ کیا ہوتی ہے"
میتھائس کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی خوف ناک دلدل میں
جا رہا ہو۔
"جناب میتھائس صاحب ۔۔۔ تم یہ پن میرے فلیٹ کی راہ
میں نہ پھینکتے تو شاید میں تمہاری بیان کردہ کہانی پر دل وجان



کر لیتا۔ کیوں کہ تم نے بڑے فطری انداز میں بات کی تھی۔ تم واقعی ایک
اچھے اداکار اور اچھے پلانر ہو ۔۔۔ لیکن تمہارے جانے کے بعد جب
میں راہ داری میں گیا تو مجھے یہ پن نظر آگئی۔ اور اتنی معلومات مجھے ہیں
کہ یہ پن میگناٹ پن ہے اور اس کی ایجاد کا سہرا ڈاکٹر ادغلی کے سر
ہے ۔۔۔ شاید تمہیں علم نہ ہو۔ ڈاکٹر ادغلی نے اس میگناٹ پن کے
سلسلے میں ایک سائنسی رسالے میں ایک مضمون قلم بند کیا تھا۔ ہر
سائنس دان کی طرح ڈاکٹر ادغلی میں بھی یہ فطری کمزوری موجود ہے کہ
وہ اپنی ایجادات کا کریڈٹ لینا چاہتا ہے ۔۔۔ گو اس نے اپنے مضمون
میں میگناٹ پن کی اصل تھیوری بیان نہ کی تھی۔ لیکن اس کا مضمون پڑھنے
کے بعد میں اس تھیوری کو بخوبی سمجھ گیا تھا ۔۔۔ بہرحال یہ پن ملنے کے
بعد مجھے تم پر شک گزرا اور پھر میں نے کٹیاک کی خفیہ تنظیم ہیڈ ماسٹرز
سے جب رابطہ قائم کیا تو انہوں نے مجھے تمہارا پورا شجرہ نسب بتا
دیا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
اور اب میتھائس کے لئے بچنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ چنانچہ اس نے
فیصلہ کن قدم اٹھانے کا حتمی فیصلہ کیا ۔۔۔ اور وہ یک لخت اپنی جگہ
سے اچھل کر عمران پر آیا۔ لیکن عمران نجانے کس طرح کرسی پر بیٹھے
بیٹھے کرسی سمیت ایک طرف ہٹ گیا ۔۔۔ اور میتھائس اپنے ہی
زور میں منہ کے بل قالین پر جا گرا۔
"ارے ارے کیا ہوا ۔۔۔ کیا کرسی میں کھٹمل ہیں" ۔۔۔ عمران
نے تیز لہجے میں کہا۔
لیکن نیچے گرتے ہی میتھائس بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے

لمحے جب وہ سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں وہ خوفناک بم موجود
جو اس نے پہلے سے کوٹ کی جیب میں رکھا ہوا تھا۔
"میں یہ پورا ہوٹل ہی اڑا دوں گا ـــــ خبردار اگر حرکت کی"
اس نے بم والا ہاتھ آگے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ میتھائس کا
چہرہ بگڑا ہوا تھا۔
"تم تو جلد ہی کھل گئے۔ میں نے تو صرف آئیڈیے سے
کی تھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے
سنجیدہ ہوگیا۔ کیونکہ میتھائس کے دوسرے ہاتھ میں سائیلنسر لگا
نظر آرہا تھا۔ اور میتھائس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ہر صورت میں
فائر کرنے کے لئے تیار ہے۔
"تم واقعی حد سے زیادہ خطرناک آدمی ہو۔ لیکن اب تم کسی
نہیں بچ سکتے ـــــ کسی بھی صورت" ـــــ میتھائس نے کہا
دوسرے لمحے اس نے دانت بھینچتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ عمرا
کی سی تیزی سے اچھل کر بیڈ پر جا چڑھا ـــــ اور پھر اس نے قلا
کھائی اور دوبارہ اپنی جگہ پر آگیا۔ میتھائس دانت بھینچے مسلسل
جا رہا تھا۔ گو جگہ بے حد تنگ تھی اور کرسیاں میز اور بیڈ اس
حرکت میں رکاوٹ بن رہے تھے ـــــ لیکن عمران اس کے با
اسی بیڈ کو ہی استعمال کر رہا تھا۔ تیسرے فائر پر اس نے بیڈ پر
کی بجائے الٹی سائیڈ میں چھلانگ لگا دی ـــــ اور پھر دوبارہ
پر آنے کی بجائے وہ ذرا سا پیچھے ہٹ گیا۔ سنگ آرٹ تھا
اس میں فائرنگ کرنے والے کی ذہنی سوچ کو پہلے پڑھنا پڑتا تھا



کو معلوم تھا کہ تیسری بار میتھائس لامحالہ اسی بیڈ سائیڈ پر فائر کرے گا۔
اور ہوا بھی ایسا ہی ـــــ اس طرح چار گولیاں ضائع ہوگئیں۔ مزید چند
لمحے عمران کا ناچ جاری رہا۔ یہاں تک کہ ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی۔
اور عین اسی لمحے عمران کی لات چلی اور میتھائس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا
بم ہوا میں اڑتا گیا ـــــ دوسرے لمحے وہ بم عمران کے ہاتھوں میں تھا
اور میتھائس آنکھیں پھاڑے کھڑا تھا۔
"تت ـــ تت ـــــ تم انسان نہیں ہو سکتے" ـــــ میتھائس
نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ اسے اب تک یقین نہ آرہا تھا۔ کوئی شخص
اتنے قریب سے چلائی جانے والی مسلسل سات گولیوں سے بچ سکتا ہے۔
جب کہ نشانہ بازی میں میتھائس اپنے آپ کو دنیا کا سب سے ماہر
سمجھتا تھا ـــــ لیکن اب اس کا کیا علاج تھا کہ وہ بے چارا سپر ایجنٹ
بننے کے بعد اپنے پہلے مشن میں ہی عمران جیسے شخص سے ٹکرا گیا تھا۔ اور
پھر اس سے زندگی کی سب سے بڑی حماقت یہ ہوئی کہ وہ خود عمران
سے جا ٹکرایا تھا۔

"دوسرا ریوالور جیب میں ہو تو وہ بھی نکال لو" ـــــ عمران نے
بے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور اسی لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور
لئے لگا۔

"تم مجھ سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ مجھے گولی مار دو"
ائس نے یک لخت جنونی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ
ی سے دروازے کی طرف مڑ گیا ـــــ عمران خاموش اپنی جگہ پر
ڑا رہا۔ دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ اس لئے میتھائس نے جنونی انداز

یں دروازہ کھولا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل
قالین پر آگرا ـــــ دروازے پر جوانا کھڑا ہوا تھا۔ میتھائس کے نیچے
گرتے ہی اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر پیر رکھ دیا
اور میتھائس کا جسم بُری طرح پھڑکنے لگا۔

"خیال رکھنا مر نہ جائے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور
تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگائی اور
تیزی سے مڑا اور جوانا کو پیر ہٹانے کا اشارہ کر کے اس نے بجلی کی
سے انداز میں قالین پر پڑے ہوئے میتھائس کو پلٹا ـــــ اور اس
دونوں بازو پیچھے کر کے اس کی کلائیوں میں کلپ ہتھکڑی چڑھا دی

"اب اُسے اٹھا کر کرسی پر بٹھا دو۔ بے چارہ بہت تھک گیا
گا" ـــــ عمران نے کہا اور جوانا نے میتھائس کو یوں بازو دوں سے
پکڑ کر اٹھا لیا جیسے بچہ کسی پلاسٹک کے کھلونے کو اٹھاتا ہے۔ او
اُسے ایک کرسی پر پھینک دیا ـــــ میتھائس کا چہرہ بُری طرح بگڑا
تھا۔ آنکھوں سے دھواں سا نکل رہا تھا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا
عمران نے اس کے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی ـــــ اور
ہی لمحوں بعد وہ اس کے بریف کیس کے خفیہ خانے سے وہ فائل
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جس میں عمران، جوانا اور جوزف کے
اور دیگر تفصیلات موجود تھیں ـــــ یہ اس فائل کی نقل تھی جو ہیڈ کوا
سے انہیں بھیجی گئی تھی۔ ارسلان نے اس فائل کی دو مزید نقلیں
ایک ڈگلس کو دے دی تھی اور ایک میتھائس کے حوالے کر دی
تاکہ کسی بھی وقت اگر اس کی ضرورت پڑ سکے تو وہ اسے دیکھ سکیں



کے علاوہ بھی بریف کیس کے خفیہ خانے میں عمران کی دلچسپی کا کافی
سامان موجود تھا ـــــ اس نے بریف کیس بند کیا۔ اور پھر وہ جوانا کی طرف
مڑا۔ جو کسی دیو کی طرح پیر پھیلائے میتھائس کے سر پر کھڑا تھا۔

"اسے اٹھا کر باہر چلو ـــــ فائرنگ گیٹ کی طرف" ـــــ عمران نے
کہا۔ اور اُسی لمحے اس کا ہاتھ لہرایا اور کرسی پر بیٹھے ہوئے میتھائس کی
کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور میتھائس جھٹکا کھا کر سائیڈ میں ہوا۔ اور پھر اس
کا جسم کرسی پر ہی ڈھیلا پڑ گیا ـــــ اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔ وہ
مخصوص جگہ پر مخصوص انداز میں ماری جانے والی ضرب سے بیہوش
ہو چکا تھا۔

"ہتھکڑی کھول دوں" ـــــ جوانا نے کہا۔

"ہاں میں کھول دیتا ہوں۔ اب یہ دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں
آ سکتا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کلپ ہتھکڑی
کے جوڑ پر مخصوص انداز میں دباؤ ڈالا تو کٹک کی آواز سے ہتھکڑی کھل
گئی جسے عمران نے میتھائس کی کلائیوں سے نکال کر واپس اپنی جیب
میں ڈال لیا ـــــ بم وہ پہلے ہی اپنی جیب میں منتقل کر چکا تھا۔ جوانا
نے میتھائس کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔ اور عمران نے ہاتھ میں بریف کیس
اٹھایا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر آ
گئے ـــــ راہداری میں اس وقت کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ لفٹ
کے ذریعے نیچے جانے کی بجائے فائرنگ ریسکیو گیٹ سے نکل کر
اس کی سیڑھیاں اتر کر ہوٹل کی عقبی گلی میں آ گئے ـــــ ان کی
کار وہیں موجود تھی۔ عمران جوانا کے ساتھ آیا بھی اسی طرف سے تھا۔

کیوں کہ اُسے خطرہ تھا میتھائس کی نگرانی نہ ہو رہی ہو۔ یا اس
کے ساتھی نیچے ہال میں موجود نہ ہوں ـــــ کمرے کا نمبر وہ آپر
سے پوچھ ہی چکا تھا۔ اور پہلا فون اس نے صرف میتھائس
کمرے میں موجودگی کو چیک کرنے کے لئے کیا تھا ـــــ
لمحوں بعد اس کی کار میتھائس کو لئے رانا ہاؤس کی طرف بڑھ
چلی جا رہی تھی۔



ارسلان اور فرخندہ سیاحوں کے روپ میں پاکیشیا
یے تھے۔ اور یہاں پہنچتے ہی انہوں نے کسی مشہور ہوٹل میں قیام کرنے
بجائے ایک سستے سے ہوٹل کو قیام گاہ کے طور پر منتخب کیا تھا۔
"اب کیا پروگرام ہے ـــــ مناسب سمجھو تو پہلے مجھے کوشش
نے دو" ـــــ فرخندہ نے ایک کرسی پہ بیٹھتے ہوئے ارسلان
ے مخاطب ہو کر کہا۔
"تمہارے ذہن میں کیا پروگرام ہے" ـــــ ارسلان نے
کراتے ہوئے پوچھا۔
"فی الحال تو کوئی خاص پروگرام نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں پہلے اس
ان سے مل کر اس کی ٹائپ سمجھوں ـــــ پھر اس کے مطابق اُسے ٹریپ
ں، جہاں بھی مناسب سمجھوں گی ایک گولی اس کے دل میں اتار دوں
" ـــــ فرخندہ نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔ جیسے عمران کا قتل بذات خود اس کے لئے کوئی اہمیت رکھتا ہو۔

"فرخی ڈیئر ـــــ تمہارا یہ پلان تو خاصا طویل معلوم ہوتا ہے جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ ڈگلس اور میتھائس بھی اسی مشن پہ آئے ہوئے ہیں ـــــ ایسا نہ ہو کہ تم عمران کی ٹائپ سمجھتی رہ جاؤ اور وہ دونوں ان میں سے کوئی اُسے قبر تک پہنچا دے۔ اس طرح ہمارا ریکارڈ خراب ہو جائے گا" ـــــ ارسلان نے جواب دیا۔

"ہاں ـــــ یہ بات تو تم نے درست یاد دلائی ہے۔ تو پھر ٹھیک دونوں اس کے فلیٹ میں چلتے ہیں۔ اور اُسے دیکھتے ہی دونوں ہی فائر کر دیں گے ـــــ اول تو دونوں گولیاں اپنا راستہ بنا لیں گی ایک تو لازماً اس کے جسم میں گھس ہی جائے گی" ـــــ فرخندہ بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے تم اُسے کوئی اہمیت نہیں دے رہیں۔ اگر کا قتل اتنا ہی آسان ہوتا تو ہیڈ کوارٹر چار ایجنٹ بیک وقت نہ بھیج کسی تھرڈ ریٹ آدمی کے ہاتھ میں ریوالور دے کر اُسے اس کے فل میں بھیج دیتا" ـــــ ارسلان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارسلان ـــــ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ آج سے پہلے تو تم کبھی ایسی باتیں نہیں کی تھیں۔ یہ عمران شاید تمہارے اعصاب پر ہو گیا ہے۔ یا پھر تم بوڑھے ہوتے جا رہے ہو۔ عمران ایک آدمی عام سا آدمی۔ کسی ملک کا صدر تو نہیں ہے کہ اس کے گرد کئی حصار ہوں گے۔ اور نہ ہی وہ فولاد کا بنا ہوا ہے۔ کہ گولی اس



جسم میں داخل ہی نہ ہو سکے گی" ـــــ فرخندہ نے چڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم پہلے کوشش کر لو تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم ابھی جوان ہو" ـــــ ارسلان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تم شاید ناراض ہو گئے ہو۔ ڈیئر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم واقعی وہی ارسلان رہو جس کا نام سنتے ہی بڑے بڑے بہادروں کے جسم کانپنے لگ جاتے ہیں" فرخندہ نے کہا۔

"ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔ میں قاتل ضرور ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری کھوپڑی میں عقل نام کی کوئی چیز بھی موجود ہے۔ اگر وہ واقعی عام آدمی ہوتا۔ اور اتنا آسان شکار ہوتا جتنا تم اُسے آسان سمجھ رہی ہو تو شاید اب تک ہزاروں بار قتل ہو چکا ہوتا۔ بہرحال تم کوشش کر کے دیکھو ـــــ اگر تمہارا کریڈٹ بن جائے تو مجھے زیادہ خوشی ہو گی۔ بہرحال میں اتنا ضرور چاہتا ہوں کہ ڈگلس اور میتھائس سے پہلے اُسے ہم دونوں میں سے کسی کے ہاتھوں مرنا چاہیئے" ارسلان نے جواب دیا۔

"چلو اس بار تم دیکھو کہ وہ کس طرح مرتا ہے" ـــــ فرخندہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ الماری میں لٹکا ہوا اپنا لباس اٹھا کر باتھ روم میں گھس گئی۔

ارسلان خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ نجانے کیا بات تھی کہ اس کی چھٹی حس اُسے بار بار خبردار کر رہی تھی کہ عمران اتنا آسان شکار نہیں اُسے مارنے کے لئے جان جوکھوں میں ڈالنی پڑے گی۔

تھوڑی دیر بعد فرخندہ باتھ روم سے باہر آئی تو اس نے بڑا خو
لیکن تقریباً نیم عریاں لباس پہن رکھا تھا ۔۔۔ اور اس لباس میں وہ ا
قدر پرُ شباب لگ رہی تھی کہ ارسلان حالانکہ اس کا شوہر تھا
اس لباس میں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بھی چمک ابھر آئی ۔

"تم اس لباس میں عمران کے پاس جانا چاہتی ہو" ۔۔۔ ار
نے کہا ۔

"ہاں ۔۔۔ کیوں" ۔۔۔ فرخندہ نے اپنے بریف کیس
خفیہ خانے کو کھولتے ہوئے مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"پھر ریوالور لے جانے کی ضرورت نہیں ۔ عمران چاہے پتھر کا
نہ بنا ہوا ہو وہ تمہیں دیکھتے ہی پانی بن جائے گا" ۔۔۔ ارسلان
کہا اور فرخندہ اپنی تعریف پر کھل کھلا کر ہنس پڑی ۔

"مجھے تو تمہاری نیت خراب لگ رہی ہے" ۔۔۔ اس
شرارتی سے لہجے میں کہا ۔

"نیت خراب کیا نیت میں بھونچال آیا ہوا ہے" ۔۔۔ ا
نے جواب دیا ۔

"بس چند گھنٹوں کی بات ہے ۔ پھر ہم کامیابی کا جشن منائیں"
فرخندہ نے چھوٹا سا ریوالور نکال کر اپنے گریبان میں اڑستے ہو
کہا ۔

"چلو جیسے تمہاری مرضی ۔۔۔ لیکن اس کا فلیٹ تو ڈھونڈنا
پڑے گا" ۔۔۔ ارسلان نے کہا ۔

"نیچے کاؤنٹر سے شہر کا نقشہ لے لیں گے ۔ یا پھر ٹیکسی مجھے



ہی وہاں پہنچا دے گی" ۔۔۔ فرخندہ نے کہا ۔

"اچھا چلو ۔۔۔ میں تمہیں وہاں پہنچا دوں" ۔۔۔ ارسلان نے
اٹھتے ہوئے کہا ۔

اور پھر دونوں ہی کمرے سے باہر آگئے ۔ ہال میں موجود سارے
افراد فرخندہ کو دیکھتے ہی چونک پڑے ۔۔۔ ان کے منہ کھلے کے
کھلے رہ گئے تھے ۔ اگر ارسلان ساتھ نہ ہوتا تو شاید وہ تھرڈ ریٹ
لوگ بے قابو بھی ہو جاتے ۔۔۔ لیکن ارسلان کے چہرے پر موجود
سفاکی اور اس کا جثہ دیکھ کر انہیں مجبوراً خاموش رہنا پڑا ۔ کاؤنٹر سے انہیں
شہر کا نقشہ مل گیا ۔ اور وہ دونوں نقشہ لے کر ایک خالی ٹیبل کی طرف
بڑھ گئے ۔۔۔ ویٹر کو انہوں نے شراب لانے کا آرڈر دیا اور
پھر نقشہ کھول کر اس پر جھک گئے ۔

"یہ ہے کنگ روڈ ۔۔۔ اور یہ ہے فلیٹ نمبر دو سو دو"
فرخندہ نے غور سے نقشہ دیکھتے ہوئے ایک جگہ پر انگلی رکھتے
ہوئے کہا ۔

"ہاں یہی ہے ۔۔۔ یہ تو ہوٹل سے خاصا قریب ہے ۔ ہم پیدل
بھی جا سکتے ہیں" ۔۔۔ ارسلان نے قریب ہی موجود اپنے ہوٹل
کو نقشے میں مارک کرتے ہوئے کہا ۔

"میرے خیال میں پہلے یہ پتہ کر لیا جائے کہ وہ فلیٹ میں موجود
بھی ہے یا نہیں" ۔۔۔ فرخندہ نے کہا ۔

"اس کا فون نمبر انکوائری سے پوچھ لیتے ہیں" ۔۔۔ ارسلان
نے کہا ۔ اور پھر ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس میز پر رکھ کر وہ اٹھا ۔ اور

کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ فرخندہ نے نقشہ تہہ کر کے اپنے پرس میں رکھا ——— اور پھر شراب کا گلاس اٹھا کر وہ ہال اور اس میں موجود افراد کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گئی۔ اور یہ دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا کہ ہال میں موجود ہر شخص کسی نہ کسی طریقے سے اُسے ہی دیکھ رہا تھا ——— اُسی میں دلچسپی لے رہا تھا۔ وہ مسکراتی رہی۔ اور باقی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر شراب پیتی رہی۔ چند لمحوں بعد ارسلان واپس آ گیا۔

"کیا ہوا!" ——— فرخندہ نے چونک کر پوچھا۔

"وہ فلیٹ پر موجود نہیں ہے۔ اس کا باورچی بول رہا تھا۔ اُسے بھی پتہ نہیں کیوں کہ وہ بتا کر نہیں جاتا" ——— ارسلان نے کہا۔

"چلو ——— ویسے چل کر اس کے فلیٹ کا حدود اربعہ وغیرہ تو دیکھ لیں رات کو چلے جائیں گے۔ کسی نہ کسی وقت تو بہرحال مل ہی جائے گا" ——— فرخندہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ" ——— ارسلان نے کہا۔ اس نے ویٹر کو بلا کر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کے حوالے کیا اور دونوں اکٹھے ہی ہوٹل سے باہر آ گئے ——— ہوٹل سے باہر آ کر وہ نقشے کے مطابق پیدل چلتے ہوئے تھوڑی دیر بعد کنگ روڈ پر پہنچ گئے کنگ روڈ پر ایک سائیڈ پر تمام رہائشی فلیٹس بنے ہوئے تھے اور چند ہی لمحوں بعد ڈبلیو ٹو نمبر فلیٹ ان کی نظروں کے سامنے تھا سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں ——— اور سیڑھیوں کے نیچے گیراج بنا ہوا تھا۔



"بڑی گھٹیا سی رہائش ہے اس شخص کی جسے اتنی اہمیت دی جا رہی ہے" ——— فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اپنی اپنی پسند کی بات ہے۔ اب سب تمہاری طرح ماہم کے جنگل میں کاٹیج بنا کر رہنے سے تو رہے" ——— ارسلان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور فرخندہ سر ہلا کر رہ گئی۔

وہ فلیٹ کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ اور پھر انہوں نے سڑک کراس کی۔ اور سڑک کی دوسری سائیڈ پر آ گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے" ——— ارسلان نے فرخندہ سے پوچھا۔

"کیا کریں اس شخص نے تو بور کر دیا ہے" ——— فرخندہ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے ہوٹل واپس چلیں۔ رات کو نکلیں گے۔ اس کا فون نمبر تو مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ جب فلیٹ میں ہو گا تب پہنچ جائیں گے" ——— ارسلان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور فرخندہ اس کی آنکھوں میں موجود چمک دیکھ کر ہنس پڑی۔

"میں جانتی ہوں تم کس لئے ہوٹل واپس جانے کا کہہ رہے ہو ہم نے تو یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس کا خاتمہ کر کے اطمینان سے جشن منائیں گے ——— لیکن اب اس کے مقدر میں چند گھنٹے اور زندہ رہنا ہے۔ اس لئے ٹھیک ہے ——— آؤ" ——— فرخندہ نے کہا اور ارسلان نے مسرت بھرے لہجے میں سر ہلا دیا۔ اور دونوں واپس ہوٹل کی طرف چل پڑے۔

"ڈگلس اور میتھائس نجانے کیا کر رہے ہوں گے۔ پہنچ تو وہ ہوں گے" ـــــ فرخندہ نے کہا۔

"ہاں ـــ پہنچ تو گئے ہوں گے۔ لیکن اب معلوم نہیں وہ ک میک اپ میں ہوں اور کہاں ہوں گے" ـــــ ارسلان جواب دیا۔

اسی طرح وہ باتیں کرتے ہوئے واپس ہوٹل میں پہنچ گ لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ دونوں ٹھٹھک گئے۔ کیونکہ سل ایک میز پر ڈگلس بیٹھا ہوا کھانا کھانے میں مصروف تھا ـــ وہ شکل میں تھا جس میں اس کا پاسپورٹ بنا تھا۔ اسی لمحے ڈگلس بھی انہیں دیکھ لیا اور وہ چونک پڑا۔

"آؤ ـــ ذرا اس سے ہی دو باتیں کر لیں۔ پتہ تو چلے اس نے یہ دگرام بنایا ہے" ـــ فرخندہ نے ڈگلس کو دیکھتے ہی ک تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی میز کی طرف بڑھ گئی۔

"خوش آمدید ـــ کہیں آپ لوگ کام مکمل کر کے تو نہ رہے۔ اور میں کھانا کھاتا ہی رہ گیا ہوں" ـــ ڈگلس خوشدلانہ لہجے میں دونوں کا اپنی میز پر استقبال کرتے ہوئے ک

"ارے نہیں ـــ ابھی تو ہم نے مشن کے متعلق سوچا ہی جلدی بھی کیا ہے۔ معمولی سا کام ہے کسی بھی لمحے ہو جائے گا تو ویسے ہی ذرا شہر دیکھنے نکلے تھے" ـــ فرخندہ نے کرسی بیٹھتے ہوئے کہا اور ارسلان مسکراتا ہوا بیٹھ گیا۔

"کھانا منگواؤں آپ لوگوں کے لئے ـــ میں ابھی یہاں



ہوں۔ کمرہ الاٹ کر کے میں نے سوچا پہلے کھانا کھا لیا جائے" ڈگلس نے کہا۔

"لیکن تم اس ہوٹل میں کیسے پہنچ گئے۔ تم تو ہمیشہ اعلیٰ ترین ہوٹلوں میں رہنا پسند کرتے ہو" ـــــ ارسلان نے کہا۔

"میں نے ایئرپورٹ سے شہر کا نقشہ لیا تھا۔ اور پھر میں نے کنگ روڈ کے نزدیک ترین ہی ہوٹل دیکھا ـــ چنانچہ میں یہاں چلا آیا" ـــــ ڈگلس نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ کھانے سے فارغ ہو چکا تھا۔

ارسلان اور فرخندہ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی اپنے کمرے میں کھانا منگوا کر کھا چکے تھے ـــــ اور پھر انہوں نے ڈگلس کو بتایا کہ وہ بھی اسی ہوٹل میں مقیم ہیں۔

"میرا خیال ہے۔ آپ لوگوں کی نگرانی شروع ہو چکی ہے۔ اور اب آپ کے ساتھ میری بھی ہو جائے گی" ـــــ ڈگلس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نگرانی اور ہماری ـــ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ ہم نے تو ابھی تک کوئی اقدام ہی نہیں کیا" ـــــ ارسلان اور فرخندہ دونوں چونک پڑے۔

"پھر شاید یہاں آنے والے ہر اجنبی کی نگرانی کی جاتی ہو گی۔ وہ سرخ رنگ کا رومال باندھے غنڈہ سا آدمی تم دونوں کے پیچھے ہی اندر آیا ہے اور کنکھیوں سے تمہیں ہی دیکھ رہا ہے" ـــــ ڈگلس نے آنکھ کے اشارے سے کاؤنٹر کے قریب موجود ایک لمبے تڑنگے

نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"اوہ ۔۔۔ وہ تو شاید یہاں کی انتظامیہ کا آدمی ہے۔ میں نے جب
کاؤنٹر سے فون کیا تھا۔ تب بھی وہ وہیں موجود تھا"۔۔۔ ارسلا
نے سرخ رومال والے نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"اوہ ارسلان ۔۔۔ میں نے اس کی جھلک پچھلے چوک پر اپنی
دیکھی تھی۔ مجھے اب خیال آرہا ہے"۔۔۔ فرخندہ نے تشویش
انداز میں کہا۔
"پچھلے چوک پر دیکھی تھی ۔۔۔ پھر یہ سرکاری آدمی نہیں ہوسکتا
سرکاری آدمی اس طرح غنڈوں کا لباس کبھی نہیں پہنتے۔ یہ کوئی ا
ہی چکر ہے"۔۔۔ ارسلان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے ویٹر خالی برتن اٹھانے میز پر آگیا۔
"یہ جو سرخ رومال والا کاؤنٹر کے پاس کھڑا ہے یہ سپروائزر
تمہارا"۔۔۔ اچانک ڈگلس نے پوچھا۔
"سپروائزر ۔۔۔ نہیں جناب ۔۔۔ یہ تو ایک عام سا غنڈہ ہے
ٹائیگر نام ہے اس کا ۔۔۔ کاؤنٹرمین کا دوست ہے اس لئے ا
یہاں کھڑا رہتا ہے"۔۔۔ ویٹر نے برتن اٹھاتے ہوئے جواب
دیا۔
"کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے جناب ۔۔۔ جو آپ سپروائزر
کو پوچھ رہے ہیں"۔۔۔ ویٹر نے مزید کہا۔
"ارے نہیں ۔۔۔ میں دراصل یہ چاہتا تھا کہ سپروائزر کو ہدا
کردوں کہ مجھے اپنے کمرے میں ڈسٹرب نہ کیا جائے"۔۔۔ ڈ



نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور ویٹر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور برتن اٹھا کر
کچن کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ ٹائیگر کسی کو فون کرنے میں مصروف تھا۔
اس لئے وہ ویٹر سے ہونے والی ان کی بات چیت نہ دیکھ سکا تھا۔
"میرا خیال ہے اسے چیک کر ہی لیا جائے ۔۔۔ تاکہ جو کچھ بھی ہو
سامنے آجائے"۔۔۔ ارسلان نے کہا۔
"کس طرح چیک کرو گے"۔۔۔ فرخندہ نے پوچھا۔
"میں اسے اپنے ساتھ کمرے میں لے جاتا ہوں۔ تم بعد میں آ
جانا"۔۔۔ ارسلان نے میز سے اٹھتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر کی
طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اس وقت تک فون رکھ چکا تھا۔
"مسٹر ۔۔۔ آپ میرا ایک کام کرسکتے ہیں"۔۔۔ ارسلان نے
ٹائیگر کے قریب جا کر بڑے نرم لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر چونک کر
ارسلان کو دیکھنے لگا۔
"فرمائیے ۔۔۔ کیا کام ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے
میں پوچھا۔
"آپ کا حلیہ اور شکل و صورت بتا رہی ہے کہ آپ میرا کام کر
لیں گے ۔۔۔ معقول معاوضہ دوں گا۔ یا اگر آپ نہ کرسکیں تو
کوئی آدمی بتا دیجئے۔ میں اور میری بیوی یہاں نئے آئے ہیں۔
ہمیں یہاں کے زیر زمین گروپس کا علم نہیں"۔۔۔ ارسلان نے ٹائیگر
کو بازو سے پکڑ کر ایک سائیڈ پر لے جاتے ہوئے کہا۔
"شکل و صورت بعض اوقات دھوکہ بھی دے جاتی ہے۔ بہرحال

"آپ پہلے کام تو بتلایئے" ___ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ایک آدمی کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اس کا رہن سہن ___ عادات ___ آنے جانے کا پروگرام ___ اور اس قسم کی دوسری تفصیلات" ___ ارسلان نے جواب دیا۔
"اوہ ___ یہ تو واقعی میرے مطلب کا کام ہے۔ میں نے سوچا کہیں آپ کوئی بڑا کام نہ کہہ دیں" ___ ٹائیگر نے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
"معاوضہ بڑے کام جیسا ہی دوں گا۔ اس معاملے میں تمہیں کوئی گلہ نہیں ہوگا ___ لیکن شرط صرف اتنی ہے کہ کام رازداری سے ہونا چاہیئے" ___ ارسلان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اس بارے میں بے فکر رہیں ___ ٹائیگر کا سینہ رازداری کا مدفن ہے" ___ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ___ اچھا نام ہے ___ مجھے پسند آیا ہے۔ میں اسی ہوٹل میں مقیم ہوں۔ آج ہی ہم یہاں پہنچے ہیں۔ یہاں تیسری منزل کے کمرہ نمبر تیئس ۲۳ میں مقیم ہیں ___ اس آدمی کا نام تو میں نہیں جانتا۔ البتہ اس کا پتہ اور فوٹو میرے پاس موجود ہے۔ اگر تم میرے ساتھ کمرے تک چلو تو مزید تفصیلی بات چیت ہو سکتی ہے" ___ ارسلان نے کہا۔
"آپ کی وائف تو یہاں بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ بھی اس معاملے کو جانتی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جس قدر کم لوگوں کو علم ہو اتنا ہی اچھا ہوتا ہے" ___ ٹائیگر نے کہا۔



"اس کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ بس بیوی ہی ہے۔ اس کا ایک ملنے والا اچانک یہاں ٹکرا گیا ہے ___ وہ اس سے باتوں میں مصروف ہے۔ ہم بس چند منٹوں میں فارغ ہو کر واپس آ جائیں گے" ارسلان نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔
اور پھر وہ ارسلان کے ساتھ چلتا ہوا لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچ گیا۔
"آپ کا تعلق کس ملک سے ہے" ___ راستے میں ٹائیگر نے پوچھا۔
"فاراک سے آئے ہیں۔ تم ہمارے متعلق کوئی سوال نہ کرو گے۔ تم صرف اپنے کام سے کام رکھو گے" ___ ارسلان نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔
"او کے" ___ ٹائیگر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ دونوں کمرے کے اندر پہنچ گئے۔ ارسلان نے دروازہ بند کیا لیکن چٹخنی نہ چڑھائی۔
"دیکھو عام سا آدمی ہے۔ کوئی بہت بڑی شخصیت نہیں ہے۔ نگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو ۲۰۰ میں رہتا ہے ___ اس لئے پہلے اپنا معاوضہ بتا دو تاکہ سودا ڈن ہو سکے بعد میں مزید تفصیلات بتاؤں گا" ___ ارسلان نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
"عام سے آدمی کے لئے آپ کو فاراک سے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی" ___ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے کہا ہے کہ کوئی سوال نہیں ہوگا۔ ضرورت سے زیادہ تجسس بعض اوقات نقصان پہنچا دیتا ہے" ــــ ارسلا نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے صرف نگرانی کرنی ہے یا کچھ اور بھی کرنا ہے" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"اور تم کیا کر سکتے ہو" ــــ ارسلان نے چو نکتے ہوئے پو

"میں اس کے فلیٹ میں بم بھی رکھ سکتا ہوں۔ اُسے گولی بھی سکتا ہوں۔ میرا نام ٹائیگر ہے مسٹر......" ــــ ٹائیگر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"آصف رضا" ــــ ارسلان نے اپنا پاسپورٹ واپ تبلتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ مزید کہتا کمرے کا درواز ایک دھماکے سے کھلا ــــ اور فرخندہ اور ڈگلس دونوں ان داخل ہوئے۔ اُسی لمحے ارسلان بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر خام بیٹھا رہا۔ ڈگلس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔

"ہاں ــــ اب بولو مسٹر ــــ کہ تم کس کے کہنے پر ہمارا تعا کر رہے تھے" ــــ ارسلان نے پھاڑ کھانے والے لہج ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا تعاقب ــــ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے" ٹائیگر نے اُسی طرح اطمینان سے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بجل سی تیزی سے جھک گیا ــــ اور ارسلان کا گھومتا ہوا ہاتھ ا



کے سر کے اوپر سے گزر گیا۔

"کوئی جھگڑا نہیں چلے گا مسٹر آصف رضا ــــ یہاں میرے بے شمار حمایتی موجود ہیں۔ اور کاؤنٹر مین کو معلوم ہے کہ میں تمہارے کمرے میں گیا ہوں" ــــ ٹائیگر نے سیدھا ہوتے ہوئے اُسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔ وہ اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"تمہارے حمایتی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ــــ سمجھے ــــ میں ایک لمحے میں تمہاری ہڈیاں توڑ ڈالوں گا۔ اس لئے جلدی سے بتاؤ کہ تم کس کے کہنے پر ہماری نگرانی کر رہے تھے" ــــ ارسلان نے اپنا وار خطا ہو جانے پر انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تمہیں جانتا بھی نہیں" ــــ ٹائیگر نے یوں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا جیسے وہ ان سے خوف زدہ ہو گیا ہو۔

"خواہ مخواہ وقت ضائع مت کرو۔ ڈیئر" ــــ فرخندہ نے کہا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے گریبان سے ریوالور نکال لیا ــــ ڈگلس کے ہاتھ میں بھی اب ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"تمہیں بتانا پڑے گا۔ چوہے کے بچے" ــــ ارسلان نے تیزی سے آگے بڑھ کر ٹائیگر پر جھپٹتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا بھاری جسم اچھل کر واپس فرخندہ اور ڈگلس پر آ گرا ــــ اور اس کے اس طرح اچانک واپس آ ٹکرانے سے وہ تینوں ہی نیچے گر گئے۔ ٹائیگر نے بے انتہا مہارت اور پھرتی سے اپنے اوپر جھکتے ہوئے ارسلان کے سینے پر بھرپور فلائنگ کک جمائی تھی ــــ ارسلان اور اس کے ساتھیوں کو قطعاً یہ توقع نہ تھی کہ اتنی تنگ جگہ میں فلائنگ کک

کے متعلق سوچا بھی جاسکتا ہے۔ مگر ٹائیگر نے فلائنگ کک لگا کر قلابا
کھائی اور دوسرے لمحے وہ اپنی پشت پر موجود کمرے کی کھلی کھڑکی
ایک لمحے کے لئے ہاتھوں سے جھکتا نظر آیا ـــــ اور دوسرے
وہ کھڑکی سے غائب ہو چکا تھا۔

وہ تینوں نیچے گرتے ہی تیزی سے لپٹے اور پھر تینوں بیک و
ہی کھڑکی کی طرف دوڑے۔ آگے ارسلان تھا ـــــ کھڑکی کے ق
پہنچتے ہی اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔ اور پھر خود
سے کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں اس کے
باہر نکلتے ہی اس پر فائر نہ ہو جائے ـــــ لیکن جب ایسی کوئی
نہ ہوئی تو وہ تیزی سے آگے جھکا اور اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ کھ
کے نیچے ایک شیڈ سا تھا۔ جو شاید نچلی کھڑکی کے اوپر بنا ہوا تھا
شیڈ کے ساتھ ہی پانی کی پائپ لائنیں نیچے جا رہی تھیں ـــــ
پھر اس کی نظریں انتہائی نیچے پائپ لائن سے کھسکتے ہوئے ٹائ
پڑ گئیں۔ ٹائیگر زمین کے قریب پہنچ چکا تھا ـــــ اور پھر ارسلان
دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر کھڑا ہوا۔ اور اس نے ہاتھ لہرا کر ارس
کو بڑے طنزیہ انداز میں الوداع کہا۔ اور ایک طرف دوڑ کر نظرو
سے اوجھل ہو گیا۔

"کمال ہے ـــــ اس قدر پھرتیلا آدمی ـــــ میں سوچ بھی نہ
تھا" ـــــ ارسلان ـــــ ہونٹ کاٹتے ہوئے واپس مڑا۔ فرخن
اور ڈگلس بھی اس کی بغلوں سے سر نکال کر ٹائیگر کو زمین پر پہنچتے
دیکھ چکے تھے۔



"اب یہاں سے فوراً نکلو" ـــــ ڈگلس نے تیز لہجے میں کہا۔ اور
ی سے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کا کمرہ دوسری
ل پر تھا۔ وہ لفٹ کی طرف جانے کی بجائے تیزی سے سیڑھیاں اترتے
ئے دوسری منزل کی طرف بڑھ گیا۔

جب کہ فرخندہ اور ارسلان نے انتہائی تیز رفتاری سے اپنا
ان سمیٹا۔ فرخندہ نے پھرتی سے لباس بدلا ـــــ اور پھر وہ
نوں ہی باہر آگئے۔ لیکن ارسلان نیچے ہال کی طرف جانے کی بجائے
ی لیسکیو گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ فرخندہ بھی اس کے پیچھے تھی۔
ے کی سیڑھیوں سے اتر کر وہ تھوڑی ہی دیر بعد عمارت کی عقبی
ت میں پہنچ گئے ـــــ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے سڑک پر آگئے۔
ا سڑک پر آکر رکے نہیں بلکہ انہوں نے سڑک کراس کی۔ اور
ری طرف مارکیٹ میں گھس گئے ـــــ وہ دونوں ہی اس بار اپنے
وں سے پوری طرح چوکنے تھے۔ مارکیٹ کراس کر کے وہ ایک اور
پر آگئے۔ یہاں سے انہیں ٹیکسی مل گئی۔ اور پھر وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر
البانیہ میں پہنچ گئے ـــــ اس ہوٹل کا نام انہوں نے نقشے میں
تھا۔ ہوٹل البانیہ میں انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی۔ اور پھر ٹیکسی کے
بڑھ جانے کے بعد وہ ہوٹل کے اندر داخل ہو گئے۔

انہوں نے اس ہوٹل میں ایک سوٹ بک کرایا اور پھر سوٹ میں
انہوں نے دم لیا۔

"یہاں تو آتے ہی بھاگ دوڑ شروع ہو گئی" ـــــ فرخندہ نے

ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ مجھے تو بار بار اس ٹائیگر پر حیرت ہو رہی ہے۔ اگر مجھے
سا بھی شبہ ہوتا کہ یہ اس طرح کھڑکی سے کود جائے گا تو میں اسے ا
قدم بھی نہ اٹھانے دیتا" ـــــ ارسلان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ک
پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور آپریٹر سے عمران کے فل
کا نمبر مانگا۔

"کسے فون کر رہے ہو" ـــــ فرخندہ نے چونک کر پوچھا

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ عمران فلیٹ میں پہنچ گیا ہے یا نہیں
ارسلان نے رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرخندہ کو جواب دیا

"ہیلو" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک شوخ
مردانہ آواز ابھری۔

"مسٹر علی عمران" ـــــ ارسلان نے فوراً ہی لہجہ بد
ہوئے پوچھا۔

"مسٹر علی عمران ـــــ واہ ـــــ تو کیا اب میرا نام بھی ا
چرا لیا ہے۔ مسٹر علی عمران تو برداشت کیا جا سکتا ہے لیکن مسٹر عل
ناقابل برداشت ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک چہکتی
آواز سنائی دی۔

"میں آقائے آصف رضا بول رہا ہوں۔ آپ کے لئے میر
پاس ایک پیغام ہے" ـــــ ارسلان نے کہا۔

"پیغام کہیں کوئی چیز تو نہیں۔ ایک چیز پہلے ہی میری منڈ
پک رہی ہے۔ دوسری کی فی الحال گنجائش نہیں ہے" ـــ



آواز سنائی دی۔

ارسلان نے بے اختیار بھنویں اٹھائیں۔ اُسے عمران کی بات
ہ نہ آئی تھی۔

"میں آپ کی بات نہیں سمجھا۔ آپ کا فون نمبر مجھے دیا گیا تھا۔ کہ
یغام آپ تک پہنچا دیا جائے" ـــــ ارسلان نے الجھے ہوئے لہجے
ں کہا۔

"اچھا ـــــ کیا پیغام ہے" ـــــ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے
ں کہا۔

"پیغام یہ ہے کہ آپ کے ساتھ معاہدہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔ یہ پیغام
سٹر فولے نے دیا ہے ـــــ کیمبیا کے مسٹر فولے" ـــــ ارسلان
نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے بات سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"چلو اٹھو فرخی ـــــ جلدی سے میک اپ کر لو۔ ہمیں ابھی ابھی اس کا
ہلاک کر دینا چاہیئے۔ اب اسے مزید ڈھیل دینا نقصان دہ ہوگا"
رسلان نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم بھی ساتھ چلو گے" ـــــ فرخندہ نے کرسی سے
ٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اب میں نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے ساتھ مل کر
س کا خاتمہ کر ہی دوں۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اگر ہم نے مزید
قت ضائع کیا تو ہم مصیبت میں پڑ سکتے ہیں" ـــــ ارسلان نے
ز لہجے میں کہا۔

اور پھر اپنے بریف کیس سے میک اپ باکس نکال کر وہ میک اپ

یں مصروف ہوگیا۔ جب کہ فرخندہ میک اپ باکس لے کر باتھ روم
چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اپنے چہرے اور لباس بدل چکے
میک اپ کرنے کی وجہ وہ ٹائیگر تھا ___ وہ نہیں چاہتے تھے کہ
مشن کو سرانجام دینے کے دوران کہیں راستے میں اس سے ٹکرا
ہو جائے۔

میک اپ کر کے اور جیبوں میں مختلف قسم کا اسلحہ رکھ کر وہ دو
اکٹھے ہی اس کمرے سے باہر آ گئے ___ اور چند ہی لمحوں بعد ٹیکسی
انہیں لئے ہوئے کنگ روڈ کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔ دونوں کے
چہروں پہ گہری سنجیدگی طاری تھی۔



ڈگلس ___ ارسلان اور فرخندہ کے کمرے سے نکل کر نچلی منزل
یں اپنے کمرے میں پہنچ گیا ___ اس نے ہوٹل چھوڑنے کا ارادہ بدل دیا۔
یوں کہ وہ نوجوان ٹائیگر اسے صرف شکل سے پہچانتا تھا۔ اُسے اس کمرے
علم نہ تھا۔ اس نے جلدی سے عارضی میک اپ کیا۔ اور لباس بھی
دل لیا ___ اس کے بعد اس نے کوٹ کی جیب میں ایک ریوالور
کھا۔ اور ہوٹل سے باہر آ گیا۔ اس نے حتی الوسع یہ چیک کرنے کی
وشش کی کہ شاید ٹائیگر وہاں نظر آ جائے ___ لیکن ٹائیگر غائب
فا وہ سمجھ گیا کہ وہ خوف زدہ ہو کر فرار ہو گیا ہے۔

چوں کہ نقشے میں وہ کنگ روڈ اور ہوٹل کو مارک کر چکا تھا۔ اس
لئے وہ پیدل ہی کنگ روڈ کی طرف روانہ ہو گیا ___ اُسے معلوم تھا کہ
رسلان اور فرخندہ یہ ہوٹل چھوڑ کر کہیں اور جائیں گے۔ اور اس کے
ند وہ اپنے مشن پہ توجہ دینے کے قابل ہوں گے۔ وہ اسی درمیانی

موقعے سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ فوری طور پر حرکت میں آگیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ کنگ روڈ پر پہنچ گیا ۔۔۔۔ وہاں گھومتے ہوئے اس نے فلیٹ نمبر دو سو ڈھونڈھا۔ اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ اس نے کال بیل پر انگلی رکھی ہی تھی کہ کسی کے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سنائی دی ۔۔۔۔ وہ تیزی سے مڑا۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ آنے والا علی عمران تھا۔ وہ فائل میں موجود فوٹو سے اُسے پہچان چکا تھا۔

”میری طرف سے بھی کال بیل بجا دیجئے“ ۔۔۔۔ عمران نے قریب آکر بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”یہاں کون رہتا ہے۔ دراصل میں اس ملک میں نووارد ہوں میں سامنے ایک کیفے میں بیٹھا تھا کہ میری جیب سے بٹوہ نکال لیا گیا اس میں میرے کاغذات تھے ۔۔۔۔ میں نے کیفے کے منیجر سے بات کی اور پولیس سٹیشن کا پتہ پوچھا تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ پولیس اس سلسلے میں کچھ نہ کرے گی۔ آپ سامنے والے فلیٹ میں رہنے والے ایک نوجوان علی عمران صاحب سے مل لیں ان کا تعلق پولیس سے ہے وہ پولیس میں کوئی بہت بڑے افسر ہیں وہ چاہیں تو آپ کا کام منٹوں میں ہو سکتا ہے ۔۔۔۔ چنانچہ میں یہاں آیا ہوں۔ کیا واقعی اس فلیٹ میں رہنے والے صاحب کا تعلق پولیس کے اعلیٰ حکام سے ہے“ ڈگلس نے فوراً ہی ایک کہانی بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا ۔۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ تو پھر مجھ سے یہیں باہر ہی مل لیجئے میرا نام ہی علی عمران ہے۔ لیکن میرا تعلق پولیس سے نہیں بلکہ اس



فلیٹ کا تعلق پولیس سے ضرور ہے“ ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ۔۔۔۔ تو آپ ہیں علی عمران ۔۔۔۔ لیکن آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ آپ کا نہیں فلیٹ کا تعلق پولیس سے ہے“ ۔۔۔۔ ڈگلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جناب ۔۔۔۔ اگر آپ کا تعلق محکمہ پراپرٹی ٹیکس سے نہیں تو بتا دیتا ہوں۔ یہ فلیٹ دراصل سپرنٹنڈنٹ فیاض کا ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کا تعلق پولیس سے ہے ۔۔۔۔ میں نے تو اس پر قبضہ کر رکھا ہے۔ بہرحال کال بیل آپ بجائیے۔ یہیں کھڑے کھڑے تو آپ کا کام نہیں ہو سکتا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ خود ہی بجائیے۔ آپ کا فلیٹ ہے۔ آپ کی موجودگی میں کال بیل میں بجاؤں کچھ اچھا نہیں لگتا“ ۔۔۔۔ ڈگلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

”واہ ۔۔۔۔ اسے کہتے ہیں خودداری ۔۔۔۔ مان گئے“

عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر کال بیل بجانے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اس کی بغل کے نیچے ایک خوفناک ضرب لگی اور عمران الٹ کر دروازے سے ٹکرایا ۔۔۔۔ اسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ لیکن عمران ایک لمحے پہلے دروازے سے ہٹ گیا تھا اور گولی عین اسی جگہ پر پڑی جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا ۔۔۔۔ دراصل گولی مارنے والے سے نفسیاتی غلطی ہوئی تھی۔ اس نے یہ سمجھا تھا کہ عمران دروازے سے ٹکرا کر نیچے گرے گا۔ اس لئے اس نے گولی

دروازے کے نچلے حصے میں ماری تھی۔ لیکن عمران دروازے سے ٹکرا کر نیچے گرنے کی بجائے یک لخت سائیڈ میں ہو گیا تھا۔ اور پھر ڈگلس کے دل میں دوسری گولی چلانے کی حسرت ہی رہ گئی۔ عمران نے ہٹتے ہی لات چلائی تھی اور ڈگلس کے ہاتھ میں موجود ریوالور اڑتا ہوا سیڑھیوں میں جا گرا ۔۔۔ اب ڈگلس اور عمران خالی ہاتھ آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"اس جیب کترے نے تمہارا ریوالور چوری نہیں کیا صرف بٹوہ اڑایا تھا۔ کیوں"۔۔۔ عمران نے زہر خند لہجے میں کہا۔

لیکن ڈگلس نے جواب دینے کی بجائے اچانک عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران اس کی چھلانگ سے بچنے کے لئے تیزی سے ایک طرف ہٹا اور اسی لمحے ڈگلس نے اپنے جسم کو موڑا اور وہ عمران کے قریب سے ہوتا ہوا سیڑھیوں کے درمیان میں جا کھڑا ہوا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے للکارتا وہ بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر سڑک پر پہنچا ۔۔۔ اور پھر سڑک پر آگے بڑھنے کی بجائے اس نے ایک ہی جمپ میں سائیڈ کی دیوار پھلانگی اور دوسری طرف بنے ہوئے ایک باغ میں پہنچ گیا ۔۔۔ باغ وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ باغ میں پہنچ کر وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ ہی نیچے بیٹھ گیا۔ اس کے کان دیوار کے ساتھ لگے ہوئے تھے ۔۔۔ لیکن جب کچھ دیر تک کسی کے سیڑھیاں اترنے کی آوازیں نہ سنائی دیں تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دیوار اس کے قد کے برابر تھی ۔۔۔ اس نے ایڑیاں اٹھا کر دوسری طرف جھانکا۔ عمران کے فلیٹ کی سیڑھیاں اسے صاف نظر



آرہی تھیں۔ لیکن سیڑھیوں پر پڑا ہوا اس کا ریوالور غائب ہو چکا تھا۔ ڈگلس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا ۔۔۔ آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ اس کا پہلا وار نہ صرف خالی گیا تھا بلکہ اسے فوری طور پر جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا تھا ۔۔۔ اور اسی بات نے اس کے بدن میں شعلے سے دوڑا دیئے تھے۔ اس کی فطرت تھی کہ وہ قدم آگے بڑھانے کے بعد پیچھے ہٹنا کسی صورت میں پسند نہ کرتا تھا ۔۔۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس عمران کو قتل کئے بغیر کسی صورت واپس نہ جائے گا۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ فلیٹ کے اندر کیسے جائے۔ فلیٹ کا دروازہ یقیناً بند ہو گا ۔۔۔ اور دروازہ کھلوانے کے لئے اسے دستک دینی ہو گی یا کال بیل بجانی پڑے گی۔ اس طرح وہ ایک بار پھر پھنس سکتا ہے۔ اور فلیٹ کے اندر جانے کا اور کوئی راستہ اسے نظر نہ آرہا تھا ۔۔۔ ریوالور تو اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا لیکن اس کے پاس ایک مشینی پسٹل ضرور موجود تھا۔ اس نے جھک کر پنڈلی کے ساتھ بندھا ہوا چھوٹا سا مشینی پسٹل نکالا اور اس کا لاک کھول کر اس نے اسے ہاتھ میں لے لیا ۔۔۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ وہیں چھپا کھڑا رہے۔ عمران کسی وقت تو فلیٹ سے باہر آئے گا۔ اور پھر جیسے ہی وہ سیڑھیوں پر نظر آئے گا وہ اسے یہیں سے ہی آسانی سے نشانہ بنا لے گا ۔۔۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے وہ دیوار کے ساتھ چپکا کھڑا رہا۔ البتہ دیوار کے کنارے سے اس کی نظریں مسلسل سیڑھیوں پر جمی ہوئی تھیں ۔۔۔ عارضی میک اپ اس لڑائی میں غائب ہو چکا تھا۔ نقلی مونچھیں اور داڑھی۔ اور اب وہ اصل شکل میں تھا۔ ابھی اسے

وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہوگی کہ ایک ٹیکسی فلیٹ کے سامنے آکر رکی اور اس میں سے ایک مرد اور ایک عورت باہر نکل آئے انہیں دیکھتے ہی ڈگلس بُری طرح چونک پڑا ۔۔۔ کیونکہ میک اپ میں ہونے کے باوجود ڈگلس انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ یہ ارسلان اور فرخندہ تھے ۔ انہیں دیکھ کر ڈگلس کے ذہن میں بھونچال سا اٹھا ۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ دونوں عمران کو قتل کرنے کے لئے آئے ہیں ٹیکسی کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر دروازے کی طرف بڑھ گئے ۔۔۔ ڈگلس اب بے بس سا ہوا کھڑا تھا ۔ لیکن وہ مشن کو ان دونوں کے ہاتھوں جاتے بھی برداشت نہ کر سکتا تھا ۔ اُسی لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا ۔۔۔ چنانچہ وہ اچھل کر دیوار کے اوپر چڑھا اور پھر چھلانگ لگا کر نیچے سڑک پر آگیا ۔ وہ دونوں اب کال بیل کا بٹن دبا رہے تھے ۔ وہ سیڑھیوں کے قریب ہی رک کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔ وہ اس طرح سیڑھیوں سے پشت لگا کر اور سڑک کی طرف منہ کر کے کھڑا تھا ۔ جیسے چلتے چلتے تھک کر رک گیا ہو ۔ لیکن اس کے کان سیڑھیوں کے اوپر دروازے کی طرف لگے ہوئے تھے ۔۔۔ جیب میں پڑے ہوئے مشینی پسٹل پر اس کا ہاتھ جما ہوا تھا ۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ جیسے ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنے گا وہ بھی تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ جائے گا ۔۔۔ اور پھر ان دونوں کو دھکیلتا ہوا اندر گھسے گا اور عمران کو گولی مار دے گا ۔ چند لمحوں بعد ہی اُسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے پلٹا ۔ اور



یوں بے تحاشا سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا ۔ کہ ارسلان اور فرخندہ کے ساتھ ساتھ دروازہ کھولنے والا بھی حیرت سے ڈگلس کو دیکھنے لگا ۔ دروازہ کھولنے والا عمران کی بجائے کوئی اور تھا ۔۔۔ ڈگلس نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی دروازہ کھول کر اس میں کھڑے شخص کو زوردار دھکا دیا اور وہ جیسے ہی چیختا ہوا ایک طرف ہٹا ۔ وہ بے تحاشا اندر گھس گیا ۔

"کون ہے سلیمان ۔۔۔ کوئی نئی چیز لانے والا تو نہیں ۔ آج کل تو بس چیزیں ہی آرہی ہیں" ۔۔۔ ایک کمرے سے اُسے عمران کی آواز سنائی دی ۔ اور ڈگلس بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے مشینی پسٹل کا ٹریگر دبا دیا ۔۔۔ دروازے میں گھستے ہی اس نے آواز کے لحاظ سے عمران کی نشست کا اندازہ لگایا تھا وہ عمران کو معمولی سا موقعہ بھی نہ دینا چاہتا تھا ۔۔۔ مشینی پسٹل کے دھماکوں کے ساتھ ہی ایک زوردار چیخ بلند ہوئی ۔ اس چیخ کے ساتھ ہونے والا دھماکہ مشینی پسٹل کے دھماکوں سے زیادہ گونجدار تھا ۔۔۔ اور دوسرے لمحے ڈگلس تیزی سے نیچے جھکا اور لڑکھڑاتا ہوا فرش پر گر گیا ۔ اس کی مشینی پسٹل سے چلنے والی گولیاں تو خالی صوفے پر پڑیں تھی ۔۔۔ لیکن سائیڈ میں موجود باتھ روم کے دروازے سے عمران کے ریوالور سے چلنے والی گولی ٹھیک اس کے پیٹ میں گھستی چلی گئی تھی ۔۔۔ عمران ریوالور پکڑے تیزی سے آگے بڑھا ۔ ڈگلس نے نیچے گر کر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی ۔ لیکن اُسی لمحے عمران نے پوری قوت سے اس کے

سر پر ریوالور کا دستہ مارا۔ اور ڈگلس وہیں ڈھیر ہو گیا۔ عمران اُسے پھلانگ
ہوا راہ داری کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سلیمان دروازے پر نظر آیا۔
"وہ عورت مرد دوڑ گئے۔ چلے گئے اندر چیخ اور دھماکے کی آواز
سنتے ہی" ــــ سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"مرد کو جانے دینا تھا۔ عورت تو بڑی مشکل سے اس فلیٹ تک
آئی تھی اُسے کیوں واپس کر دیا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر فرش پر جلیبی کی صورت میں پڑے ڈگلس
کو سیدھا کرنے لگا۔ ڈگلس کے پیٹ سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا
"تم خیال رکھنا میں اسے لے جا رہا ہوں" ــــ عمران نے جھک
کر ڈگلس کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے بھاگتا ہوا عقبی دروازے
کی سمت بڑھ گیا۔



ٹائیگر چوں کہ فارغ تھا۔ اس لئے وہ عادت کے مطابق زیرِ زمین دنیا کے افراد سے رابطہ مہم کے لئے ہوٹل تھری سٹار میں موجود تھا ــــ یہ ہوٹل زیرِ زمین دنیا کے افراد کے ساتھ ساتھ سیاحوں کے لئے بھی خاصا پُرکشش تھا۔ کیوں کہ یہاں ان کے مطلب کی ہر چیز وافر مقدار میں مل جاتی تھی ــــ کاؤنٹر مین ٹابی ایک بدنام غنڈہ تھا اور ٹائیگر کی اس سے دوستی تھی۔ اور اس کے ذریعے ٹائیگر کو بعض اوقات بڑی قیمتی معلومات مل جایا کرتی تھیں۔ اس لئے ٹائیگر اکثر کاؤنٹر پر ہی کھڑا اس سے گپ شپ کرتا رہتا تھا۔
"بڑی زوردار لڑکی ہے ــــ کاش اس کے ساتھ یہ بن مانس نہ ہوتا تو میں اُسے لے جانے کی ضرور کوشش کرتا" ــــ کاؤنٹر پر کھڑے ٹابی نے ہال کی ایک میز پر بیٹھے ہوئے ایک بن مانس جیسے قدوقامت والے نوجوان اور انتہائی پُرشباب اور خوب صورت

لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی ——— یہ کوئی سیاح لگتے ہیں" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— آج ہی یہاں آئے ہیں۔ آصف رضا اور بیگم آصف رضا تیسری منزل کے کمرہ نمبر تیس میں مقیم ہیں" ——— ٹابی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے وہ آصف رضا اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ اور ٹائیگر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوکا کولا کے ٹن کی چسکیاں لینا شروع کر دیں۔

"میں ایک فون کرنا چاہتا ہوں" ——— دیو قامت آصف رضا نے ٹابی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ——— ضرور جناب" ——— ٹابی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے فون اس کی طرف کھسکا دیا۔

"یہاں کا انکوائری نمبر کیا ہے" ——— آصف رضا نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"زیرو ون جناب" ——— ٹابی نے جواب دیا اور آصف رضا نے زیرو ون گھما دیا۔

"ہیلو ——— کنگ روڈ فلیٹ نمبر دو سو میں علی عمران صاحب رہتے ہیں۔ مجھے ان کا فون نمبر چاہیئے" ——— آصف رضا نے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کوکا کولا پیتے ہوئے ٹائیگر عمران اور اس کے فلیٹ کا نمبر سن کر چونک پڑا ——— لیکن اس نے اپنے چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیا۔



چند لمحوں بعد آپریٹر نے اُسے نمبر بتایا تو اس نے کریڈل دبا کر عمران کا نمبر گھمانا شروع کر دیا۔

"ہیلو ——— عمران صاحب بول رہے ہیں" ——— دوسری طرف سے شاید ہیلو کی آواز سن کر آصف رضا نے جلدی سے کہا۔

"آپ ان کے باورچی ہیں۔ ان سے ملنا تھا۔ کچھ بتا کر گئے ہیں کب آئیں گے" ——— آصف رضا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ——— میں پھر فون کر لوں گا" ——— آصف رضا نے کہا اور رسیور رکھ کر واپس اپنی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس کی بیگم اکیلی بیٹھی شراب پی رہی تھی۔

"یہ دونوں کہاں سے آئے ہیں" ——— ٹائیگر نے ٹابی سے پوچھا۔

"ناراک سے آئے ہیں" ——— ٹابی نے جواب دیا۔

"اچھا ——— میں ذرا مارش سے مل آؤں۔ ایک کام تھا"

ٹائیگر نے ان دونوں کو اٹھتے دیکھ کر ٹابی سے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا جلدی سے ہوٹل سے باہر آگیا ——— ایک سائیڈ پر اس کا موٹر سائیکل موجود تھا۔ وہ جب موٹر سائیکل کے پاس پہنچا تو اس نے آصف رضا اور اس کی بیگم کو ہوٹل سے باہر نکلتے دیکھا۔ آصف رضا کی شکل دیکھ کر ہی ٹائیگر کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی تھی۔ اور اسی لئے اس نے ان کی مکمل نگرانی کا فیصلہ کیا تھا تاکہ ان کے متعلق پوری تفصیل معلوم کر کے عمران کو بتا سکے۔

لیکن جب ٹائیگر نے ان دونوں کو پیدل ہی فٹ پاتھ پر چلتے دیکھا تو اس نے موٹر سائیکل وہیں چھوڑا اور کچھ فاصلہ دے کر خود

بھی ان کے پیچھے ہی چل پڑا۔ گو ٹائیگر احتیاط کر رہا تھا۔ لیکن اس نے
چیک کیا کہ وہ دونوں تعاقب کے سلسلے میں چیک ہی نہیں کر
وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔
پھر ٹائیگر اس وقت چونکا جب اس نے انہیں کنگ روڈ کی طرف
مڑتے دیکھا ۔۔۔ اب اس نے اپنے قدم تیز کر دیئے۔ تھوڑی د
بعد وہ ان کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ فٹ پاتھ پر خاصے لوگ چل ر
تھے ۔۔۔ اس لئے ٹائیگر کو قریب چلنے میں کوئی مشکل پیش نہ آ
اور ان دونوں میں ہونے والی ایک بات اس کے کانوں میں پڑ
بیگم آصف رضا کہہ رہی تھی کہ بڑی گھٹیا رہائش ہے اس شخص
جسے اتنی اہمیت دی جا رہی ہے ۔۔۔ اسی لمحے بیگم نے اچانک
کر دیکھا۔ اور ٹائیگر انہیں شک کا موقع دیئے بغیر تیزی سے آ
بڑھ گیا۔ اس وقت وہ عمران کے فلیٹ کے سامنے سے گزر رہ
تھے ۔۔۔ اور وہ دونوں بھی عمران کے فلیٹ کو گہری نظروں
چیک کر رہے تھے۔ ٹائیگر آگے بڑھ کر ایک سائیڈ گلی میں گھس کر
ستون کی آڑ میں رک گیا ۔۔۔ ان دونوں نے آگے بڑھ کر سڑک کرا
اور پھر سڑک کی دوسری طرف سے واپس جانے لگے۔ ان کے خاصا
بڑھ جانے کے بعد ٹائیگر گلی سے نکلا اور اس نے بھی سڑک کراس ک
اور ان کے تعاقب میں چل پڑا ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں
ہوٹل تھری سٹار میں داخل ہو گئے۔ ٹائیگر کچھ وقفہ دے کر ان کے
ہال میں داخل ہوا تو اس نے ان دونوں کو ایک تیسرے آدمی کی
بیٹھتے ہوئے دیکھا ۔۔۔ یہ تیسرا آدمی بھی غیر ملکی تھا۔ اور اس کے سا



کھانے کے برتن موجود تھے۔ ٹائیگر واپس کاؤنٹر پر چلا گیا۔
"مل گیا مارش" ۔۔۔ ٹابی نے اُسے دوبارہ کاؤنٹر پر دیکھ کر پوچھا۔
"نہیں ۔۔۔ کہیں گیا ہوا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور ٹابی سے ایک کوکا کولا دینے کے لئے کہا۔ ٹابی نے کوکا کولا کی بوتل مخصوص انداز میں کاؤنٹر کے نیچے کر کے شراب کے مگ میں بھری اور مگ ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا ۔۔۔ ٹائیگر کوکا کولا پیتے ہوئے ان تینوں کو باتیں کرتے دیکھ رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ آصف رضا ایک بار پھر اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف آ رہا تھا ۔۔۔ اس نے سمجھا کہ وہ دوبارہ ٹیلی فون کرنے آیا ہے۔ لیکن جب اس نے براہ راست ٹائیگر سے بات چیت شروع کی تو ٹائیگر حیران رہ گیا ۔۔۔ آصف رضا اس کے حلیے کو دیکھ کر اس سے نگرانی کا کوئی کام کرانا چاہتا تھا اور ٹائیگر اس کے بتائے بغیر سمجھ گیا کہ وہ عمران کی نگرانی چاہتا ہے۔ اس نے سوچا کہ چلو اس بہانے مزید تفصیلات کا علم ہو جائے گا ۔۔۔ اس لئے وہ اس کے ساتھ اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔ اور ابھی بات چیت کا آغاز ہی ہوا تھا کہ اس کی بیگم اور تیسرا آدمی کمرے میں پہنچ گئے۔ اور اسی لمحے اُسے معلوم ہوا کہ اُسے باقاعدہ ٹریپ کیا گیا ہے۔ آصف رضا اس کے تعاقب سے باخبر تھا ۔۔۔ وہ ان کا رویہ دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ بری طرح پھنس گیا ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر وہاں سے فرار ہونے کا پروگرام بنا لیا۔ دروازے کی طرف تو جانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ۔۔۔ اس لئے اس نے بڑی مہارت سے ارسلان کے سینے پر فلائنگ کک مار کر اُسے باقی دو افراد پر دھکیلا تاکہ وہ اس پر فوری

پر وار نہ کر سکیں۔ اور خود قلابازی کھا کر کھڑکی سے باہر نکل کر اس کے نیچے موجود شیڈ پر رکا ـــــ اور پھر اس نے چھلانگ لگا کر پانی کے پائپ کو پکڑا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے کھسکتا ہوا نیچے پہنچ گیا۔ نیچے پہنچتے ہوئے اس نے کھڑکی میں سے ان تینوں کو جھانکتے ہوئے دیکھا ـــــ اور ٹائیگر نے بدمعاشوں کے سے انداز میں ہاتھ ہلا کر انہیں الوداع کہا۔ اور پھر تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب وہ وہاں سے فرار ہوں گے ـــــ اور ان کے رویے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ نئے مجرم نہیں بلکہ خاصے گھاگ واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ یہ لوگ عقبی راستے سے فرار ہوں گے ـــــ چنانچہ وہ بھاگتا ہوا اپنے موٹر سائیکل کی طرف گیا، اور موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے وہ اُسے بھگاتا ہوا فوراً عقبی سمت میں پہنچ گیا۔ اس نے ایک ایسی جگہ موٹر سائیکل روکا جہاں سے وہ عقبی گلی کے ساتھ ساتھ اردگرد کا علاقہ بھی چیک کر سکے۔

اور تھوڑی دیر بعد اُس نے آصف رضا اور اس کی بیوی کو فائر ایگزٹ دروازے سے نکل کر لوہے کی سیڑھیاں اتر کر عقبی گلی میں اترتے دیکھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں بیگ تھے ـــــ آصف رضا کی بیوی کا لباس بدلا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو اپنے اندازے کے درست نکلنے پر خوشی سی ہوئی۔ وہ دونوں عقبی گلی سے نکل کر سڑک کراس کر کے مارکیٹ میں گھس گئے ـــــ ٹائیگر نے موٹر سائیکل سٹارٹ کیا اور مارکیٹ میں گھسنے کی بجائے وہ چکر کاٹ کر دوسری سڑک پر پہنچ گیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ یہ دونوں مارکیٹ سے ہو کر ادھر ہی جائیں گے ـــــ اور



چند لمحوں بعد اس نے ان دونوں کو ہی دوسری سڑک پر ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے دیکھ لیا ـــــ اس نے ٹیکسی کا تعاقب شروع کر دیا۔ اور جب ٹیکسی ہوٹل البانیہ کے کمپاؤنڈ میں مڑی تو ٹائیگر آگے بڑھ گیا۔ اُسے اب اس تیسرے آدمی کا فکر تھا ـــــ چنانچہ وہ خاصی تیز رفتاری سے موٹر سائیکل دوڑاتا واپس ہوٹل تھری سٹار پہنچا۔ اس نے جیب سے ریڈی میڈ میک اپ نکال کر اپنے چہرے کو ذرا سا بدلا۔ اور پھر ہال میں داخل ہو گیا ـــــ اس نے پہلی ہی نظر میں چیک کر لیا کہ تیسرا آدمی ہال میں موجود نہ تھا وہ ٹابی کی طرف بڑھا۔

"ارے ـــــ تم تو آصف رضا کے ساتھ اوپر گئے تھے"۔ ٹابی نے اُسے دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اس کے اس ریڈی میڈ میک اپ سے بخوبی واقف تھا۔

"میں تمہارے سامنے سے تو گیا ہوں۔ تم مصروف تھے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ـــــ کوئی کام مل گیا ہے جو میک اپ کر رکھا ہے"۔ ٹابی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس تیسرے آدمی نے اچھے خاصے کام میں رکاوٹ ڈال دی ہے اُسے ملنا پڑے گا ـــــ کون تھا وہ"۔ ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ـــــ وہ تو آصف کی بیگم کے ساتھ تمہارے پیچھے ہی اٹھ کر چلا گیا تھا۔ اس کا نام کرانو ہے۔ وہ بھی فاراک سے آیا ہے۔ وہ دوسری منزل کے کمرہ نمبر پچیس میں ہے ـــــ ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا"۔ ـــــ ٹابی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمرے میں ہوگا یا کہیں چلا گیا ہے" ـــــ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جاتے ہوئے میں نے دیکھا تو نہیں ـــــ میں چیک کر لیتا ہوں" ٹابی نے کہا۔ اور پھر کاؤنٹر کے نیچے پڑے ہوئے ایک انٹر ہوٹل فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر گھمائے ـــــ چند لمحے وہ کانوں سے رسیور لگائے کھڑا رہا پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کمرہ خالی ہے ـــــ وہ چلا گیا ہے ـــــ ورنہ فون اٹھاتا" ٹابی نے کہا۔

"اچھا چلو رات کو اس سے مل لوں گا" ـــــ ٹائیگر نے بے نیازی سے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اب وہ عمران کو ان کے متعلق آگاہ کرنا چاہتا تھا۔

ہوٹل کے برآمدے میں پہنچ کر اس نے پبلک فون بوتھ سے عمران کے فلیٹ کے نمبر گھمائے۔

"اب کون ہے ـــــ مجھے کچھ پکانے بھی دیتے ہو یا نہیں" چند لمحے گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے سلیمان کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں ٹائیگر بول رہا ہوں ـــــ عمران صاحب کہاں ہیں" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں کہاں گئے ہیں" ـــــ سلیمان نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر نے رسیور رکھ کر دوبارہ سکے ڈالے۔ اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے دانش منزل کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔



چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"سـ ـ ـ میں ٹائیگر بول رہا ہوں ـــــ عمران صاحب فلیٹ پر نہیں ہے۔ اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے" ـــــ ٹائیگر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیوں کہ اُسے جب بھی ایکسٹو کو فون کرنا پڑتا تھا اُسے خواہ مخواہ کی گھبراہٹ سی شروع ہو جاتی تھی۔

"مقصد کی بات کیا کرو ـــــ وقت مت ضائع کیا کرو" ایکسٹو نے حسب توقع اُسے بُری طرح جھاڑتے ہوئے کہا۔

"بب ـــــ بہتر جناب ـــــ میں ہوٹل تھری سٹار میں موجود تھا کہ وہاں فارلاک سے آنے والے دو سیاح جن میں سے ایک کا نام آصف رضا اور اس کی وائف تھی مقیم تھے ـــــ انہوں نے پہلے انکوائری سے عمران صاحب کے فلیٹ کا نمبر پوچھ کر عمران صاحب کو رنگ کیا۔ عمران صاحب نہ ملے تو وہ دونوں پیدل چل کر عمران صاحب کے فلیٹ کو چیک کر کے واپس ہوٹل پہنچ گئے۔ وہاں وہ آصف رضا مجھے ایک کام سونپنے کا کہہ کر اپنے کمرے میں لے گئے ـــــ وہاں ایک تیسرا آدمی بھی پہنچ گیا۔ اس کا نام بعد میں کرانو معلوم ہوا۔ وہ مجھ پر تشدد کرنے لگے کہ میں ان کا تعاقب کیوں کر رہا تھا۔ میں وہاں سے فرار ہو گیا ـــــ آصف رضا اور اس کی بیوی ہوٹل کی عقبی سمت سے نکل کر ہوٹل البانیہ میں جا ٹھہرے ہیں۔ میں نے سوچا کہ عمران صاحب کو آگاہ کر دوں" ـــــ ٹائیگر نے جلدی جلدی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ایسا کرو ــــ نزدیکی تھانے جاکر ایف ۔ آئی ۔ آر لکھوا دو "
ایکسٹو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد انتہائی کرخت لہ
میں کہا ۔
" سر ــــ ایف ۔ آئی ۔ آر ــــ میں سمجھا نہیں " ــــ ٹا
کا چہرہ سرخ ہو گیا ۔
" تمہارا بیان تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی آدمی تھانے میں جاکر ر
کٹوانے کے لئے بیان دے رہا ہو ــــ اس ساری کہانی میں ع
بات کیا ہے ۔ عمران کے فلیٹ میں کوئی فون نہیں کر سکتا یا اس
فلیٹ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ۔ آئندہ اس قسم کی باتیں کر کے میرا وقت
ضائع کیا تو میں عبرت ناک سزا دوں گا " ــــ ایکسٹو نے انتہ
سرد لہجے میں کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔
ٹائیگر حیرت سے آنکھیں پھاڑے فون کو دیکھتا رہ گیا اس
بڑے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ــــ اپنے
پر اس کے ذہن میں یہ تصور تھا کہ ایکسٹو اس کی رپورٹ سن
حیرت سے اچھل پڑے گا ۔ لیکن اب جب اس نے دوبارہ ا
بیان پر غور کیا تو باوجود غصے اور جھلاہٹ کے اس کے لبوں
مسکراہٹ تیر گئی ــــ اب اسے خیال آرہا تھا کہ یہ رپورٹ وا
ایسی نہ تھی کہ ایکسٹو کو فون کیا جاتا ۔
بہر حال اب تو جو ہونا تھا ہو چکا تھا ۔ وہ ڈھیلے قدموں سے
ہوا پبلک فون بوتھ سے باہر آیا ــــ اور پھر برآمدے سے نکل
وہ پارکنگ میں موجود اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا ۔ اس



ذہن میں آصف رضا اور کرانو کے بارے میں کھٹک موجود تھی ۔ اس
کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ یہ لوگ کوئی بہت بڑے مجرم ہیں ۔ اور
عمران کو یقیناً ان سے خطرہ ہے ــــ آخر اس نے یہی سوچا کہ وہ خود
ان دونوں سے جا ٹکرائے ۔ اور پھر ان سے اصل صورت حال معلوم
کرے ــــ چنانچہ اس نے اپنی موٹر سائیکل کا رخ دوبارہ ہوٹل البانیہ
کی طرف موڑ دیا ۔ ہوٹل البانیہ بھی متوسط درجے کا ہوٹل تھا ۔ اور
ٹائیگر کی وہاں بھی خاصی آمد و رفت تھی ــــ لیکن وہاں جاکر اُسے
معلوم ہوا کہ آصف رضا اور اس کی بیوی نے کمرہ ضرور بک کرایا ہے ۔
لیکن اب وہ کمرے میں موجود نہیں ہیں ــــ اور انہیں وہاں سے
جاتے ہوئے بھی کسی نے نہیں دیکھا ۔
ٹائیگر کچھ دیر سوچتا رہا ۔ کہ اب کیا کرے ۔ پھر اس نے یہی فیصلہ
کیا کہ ان کی واپسی کا انتظار کیا جائے ــــ چنانچہ وہ ایک خالی
میز پر جاکر بیٹھ گیا ۔
ابھی اُسے وہاں بیٹھے ہوئے کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ وہ ایک
بار پھر چونک پڑا ــــ دروازے میں سے ایک جوڑا اندر داخل ہو
رہا تھا ۔ گو اس جوڑے کی شکلیں اور لباس آصف رضا اور اس کی
بیوی جیسی نہ تھیں ــــ لیکن قد و قامت ۔ شباب اور ان کے
چلنے کا انداز وہی تھا ۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ کمرے میں پہنچنے کے بعد
میک اپ کر کے باہر گئے تھے اس لئے انہیں باہر جاتے کوئی نہیں
دیکھ سکا ــــ اور اب وہ واپس آئے ہیں ۔ وہ دونوں اوپر جانے
کی بجائے ہال کی طرف بڑھ آئے اور پھر وہ ٹائیگر کی عقبی میز پر آکر

بیٹھ گئے۔ نشستوں کا انداز اس قسم کا تھا کہ ٹائیگر کی اس میز کی طر
پشت تھی ـــــ لیکن وہ میز اتنی قریب تھی کہ اگر ٹائیگر کان لگا کر
سنتا تو اس میز پر ہونے والی سرگوشی بھی آسانی سے سن سکتا تھا
"ڈگلس نے میدان مار لیا ہے۔ تم خواہ مخواہ واپس آ گئے"
اس عورت کی آہستہ سی آواز سنائی دی۔ لیکن لہجے میں بے پناہ
جھلاہٹ تھی۔

"تو اور کیا کرتا ـــــ مسئلہ تو عمران کا خاتمہ تھا۔ وہ ختم ہو گیا تو
خواہ مخواہ اس واقعے میں ملوث ہونے کی کیا ضرورت تھی"
مرد کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے خاتمے کی بات سن کر ٹائیگر
پیشانی پر پسینہ آ گیا۔

"لیکن یہ ڈگلس اچانک وہاں کیسے پہنچ گیا۔ وہ تو اچانک جیسے
اور پھر وہ دروازہ کھولنے والے کو دھکیلتا ہوا یوں اندر گیا
جیسے وہ اس فلیٹ کے اندرونی حصوں کا پہلے سے واقف تھا"
عورت نے کہا۔

"میں ڈگلس کی طبیعت اچھی طرح جانتا ہوں۔ جہاں تک میرا خیا
ہے۔ وہ کہیں باہر ہی چھپا ہوا تھا ـــــ اس کا پروگرام اس وقت
شاید اور ہو۔ لیکن ہمیں وہاں دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ اب مشن ہم
مکمل کر لیا ہے۔ اس لئے اس نے رش کیا ـــــ اور ہم دیکھتے ہی
گئے اور وہ کام مکمل کر گیا" ـــــ مرد نے کہا۔

"لیکن ارسلان مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ عمران کو ختم کر
کے بعد وہ باہر واپس کیوں نہیں آیا ـــــ اسے تو فوراً باہر



انا چاہیئے" ـــــ عورت نے کہا۔

"ڈگلس نے یقیناً دروازہ کھولنے والے کو بھی ختم کر دیا ہو گا۔
اور پھر شاید اس نے اس فلیٹ کی تلاشی لینی شروع کر دی ہو تاکہ
اگر کوئی کام کی چیز مل سکے تو ساتھ لے جائے" ـــــ مرد جسے
ارسلان کے نام سے پکارا گیا تھا نے جواب دیا۔ حالاں کہ ٹائیگر کو
اس کا نام آصف رضا بتایا گیا تھا۔

"بہرحال ہمیں چیک ضرور کرنا چاہیئے۔ ڈگلس کے واپس باہر نہ
آنے سے مجھے شک پڑ رہا ہے کہ کہیں معاملہ گڑبڑ نہ ہو"
اس عورت نے کہا۔

"لیکن اب چیک کیسے کیا جائے" ـــــ ارسلان نے سوچنے
کے انداز میں کہا۔

"عمران کے فلیٹ میں فون کرو۔ اگر وہاں سے کوئی جواب
آئے تو سمجھ لو کہ ڈگلس اپنا کام کر کے نکل گیا ہے ـــــ اگر ڈگلس
وہاں ہوا تو وہ بات کرنے کی بجائے فون کا رسیور اٹھا کر ایک طرف
رکھ دے گا" ـــــ اس عورت نے تجویز پیش کرتے ہوئے
کہا۔

"ہاں ـــــ یہ ٹھیک ہے" ـــــ ارسلان نے کہا۔ اور اسی
لمحے شاید اس نے ویٹر کو فون سیٹ اٹھائے ایک سیٹ سے واپس
آتے دیکھا۔ اس ہوٹل میں میزوں پر ہی فون کی سہولت دی جاتی
تھی۔ اس کے لئے میزوں کے ساتھ سوئچ لگا دیئے گئے تھے۔
"ویٹر ـــــ فون ادھر لے آؤ" ـــــ ارسلان کی آواز سنائی دی۔

اور فون سیٹ اٹھائے کاؤنٹر کی طرف جاتا ہوا ویٹر ارسلان
کی طرف آیا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں فون سیٹ ا
کے سامنے میز پر رکھا اور اس کا سوئچ لگا دیا ۔۔۔ ارسلان
رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ گھنٹی بجنے کی آوا
قریب موجود ٹائیگر کے کانوں میں بھی آ رہی تھی ۔۔۔ اور پھر
ارسلان اور اس کی بیوی کے بُری طرح چونکنے کی آواز سنائی

" یس " ۔۔۔ کیوں کہ دوسری طرف سے رسیور اٹ
جانے اور سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" عمران صاحب ہیں " ۔۔۔ ارسلان نے ہونٹ کاٹ
کہا۔

" کون بول رہا ہے " ۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان
پوچھا۔

" میں ان کا ایک دوست ہوں۔ کارمن سے آیا ہوں۔ اگر
ہوں تو ان سے بات کرا دو " ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

" وہ ابھی چند لمحے پہلے کہیں چلے گئے ہیں اور بتا کر نہیں گ
سلیمان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔۔۔ وہ ڈگلس
گیا ۔۔۔ پھر مشینی پسٹل کے دھماکے اور چیخ یہ سب کچھ کیا
ارسلان کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔ رسیور وہ پہلے ہی کر
پر رکھ چکا تھا۔

" میرا خیال ہے ڈگلس کامیاب نہیں ہوا۔ اور ہو سکتا ہے



،زخمی کرکے کہیں لے گیا ہو ۔۔۔ تاکہ اس سے پوچھ گچھ کر سکے "۔
لان کی بیوی کی آواز سنائی دی۔

" تمہارا خیال درست ہے فرخندہ ۔۔۔ ہمیں یوں بھاگ کر واپس
ا چاہیئے تھا۔ مجھ سے بڑی حماقت ہوئی " ۔۔۔ ارسلان نے
اور ٹائیگر کو اس بار اس عورت کے اصل نام کا بھی پتہ چل گیا۔

ویسے ایک بات ہے۔ حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر نے اسے
و صحیح اہمیت دی ہے ۔۔۔ مجھے اب احساس ہو رہا ہے۔ کہ
ن کو میں اتنا آسان سمجھ رہی تھی وہ اتنا ہی مشکل ثابت ہو رہا ہے "۔
رہ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

ہ نام عام جگہ پر مت لو ۔۔۔ یہ جرم ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے۔
دی کو جس نے فون اٹھایا عمران کے متعلق لازمی معلوم ہو گا۔
لئے ہمیں فوراً فلیٹ پر پہنچ کر اس آدمی سے کھوج نکالنا چاہیئے "۔
ن نے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔ فرخندہ
ی اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔
نتا تھا کہ وہ سیدھے عمران کے فلیٹ کی طرف گئے ہوں گے۔
، وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا ۔۔۔ اور پھر ان کے باہر چلے جانے کے
اپنی سیٹ سے اٹھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

ا فون دکھانا " ۔۔۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان سے
ہو کر کہا۔ اور نوجوان نے فون کی طرف اشارہ کیا۔ اور خود
م میں مصروف ہو گیا ۔۔۔ ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور جلدی
ان کے فلیٹ کے نمبر گھمانے لگا۔

"ہیلو ۔۔۔ کیا مصیبت ہے ۔ ہر دو منٹ بعد فون آجاتا ہے ۔ عمران صاحب گھر پہ نہیں ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"سلیمان ۔۔۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں ۔ عمران کے فلیٹ پر دیر پہلے کوئی جھگڑا ہوا ہے ۔ کوئی فائرنگ وغیرہ" ۔۔۔ ٹائیگر نے جلدی سے پوچھا ۔

"ہاں ۔۔۔ عمران صاحب پہ فائرنگ ہوئی ۔ لیکن ان کی بجائے حملہ آور زخمی ہو گیا ۔ ایک عورت اور مرد بھی آئے تھے وہ فائرنگ ہوتے ہی بھاگ گئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان نے ٹائیگر کی آواز پہچانتے ہی کہا ۔

"عمران صاحب اُسے لے کر کہاں گئے ہیں ۔۔۔ کچھ بتا کر گئے ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے جلدی سے پوچھا ۔

"نہیں ۔۔۔ بتا کر تو نہیں گئے ۔ لیکن دو ہی تو جگہیں ہیں ۔ دانش منزل گئے ہوں گے یا رانا ہاؤس" ۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا ۔

"اچھا سنو ۔۔۔ وہ دونوں مرد اور عورت جو پہلے بھاگ گئے تھے ۔ وہ واپس فلیٹ پہ آ رہے ہیں ۔ یہ دونوں انتہائی خطرناک ہیں وہ تم پہ تشدد کر کے تم سے عمران کا پتہ پوچھنا چاہتے ہیں ۔ اس لئے فوراً فلیٹ کو تالا لگا کر کہیں ادھر ادھر ہو جاؤ" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے پلٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فلیٹ سے باہر آ گیا ۔ اس نے پارکنگ سے اپنا موٹر سائیکل اٹھایا اور



دوسرے لمحے وہ اُسے خاصی تیز رفتاری سے چلاتا ہوا عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھتا گیا ۔

کنگ روڈ پہ پہنچتے ہی وہ عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھا فلیٹ کے ارد گرد اُسے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے موٹر سائیکل سیڑھیوں کے پاس ہی سٹینڈ کی ۔۔۔ اور پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا ۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں سلیمان نے اس کی بات کا یقین نہ کیا ہو تو وہ دونوں اس پہ تشدد کریں گے ۔ اسی لئے وہ پوری طرح چیک کرنا چاہتا تھا ۔۔۔ لیکن سیڑھیاں چڑھنے کے بعد دروازے پہ لگا ہوا بڑا سا تالا دیکھ کر اُسے اطمینان سا ہوا ۔ اس کا مطلب ہے کہ سلیمان نے اس کی بات کا یقین کر لیا تھا ۔۔۔ اور وہ ارسلان اور فرخندہ تالا دیکھ کر چلے گئے ہوں گے ۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا ۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن وہ دونوں بھی اُسے نظر نہ آئے ۔ تو وہ موٹر سائیکل پہ اچھل کر بیٹھا ۔۔۔ اور اس نے کک لگا کر اُسے سٹارٹ کیا اور آگے بڑھ گیا ۔ دانش منزل تو اس نے فون کیا تھا اگر عمران وہاں ہوتا تو یقیناً ایکسٹو اس سے بات کرا دیتا ۔ اب رانا ہاؤس باقی رہ گیا تھا ۔۔۔ اس لئے اس نے خود ہی رانا ہاؤس جانے کا فیصلہ کیا تا کہ اگر عمران وہاں ہو تو وہ یہ ساری تفصیلات اسے بتا سکے ۔ موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا وہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس نے رانا ہاؤس کے بڑے سے گیٹ کے سامنے جا کر بریک لگائی ۔۔۔ موٹر سائیکل سائیڈ سٹینڈ پہ روک کر وہ نیچے اترا اور اس نے کال بیل کا بٹن دبا

دیا۔ اور خود اس نے وہیں کھڑے ریڈی میڈ میک اپ
اتار کر جیب میں ڈال لیا ــــــ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی ذیلی کھ
سے اُسے جوزف کا سر نکلتا دکھائی دیا اور ٹائیگر کو دیکھ کر وہ با
گیا۔ ٹائیگر نے اسی لئے ریڈی میڈ میک اپ صاف کر لیا تھا کہ
کہ اُسے معلوم تھا کہ جوزف یا جوانا سے پہلے بات ہو گی اور میک
میں تو وہ زندگی بھر اس سے صاف بات نہ کریں گے ــــــ اور
ویسے بھی اس کے خیال کے مطابق اب اس کی ضرورت نہ رہی تھی

"عمران صاحب ہیں جوزف" ــــــ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں ہیں" ــــــ جوزف نے اُسے پہچانتے ہوئے کہا۔

"تو پھر پھاٹک کھولو ــــــ میں نے انہیں ایک ضروری پیغا
ہے" ــــــ ٹائیگر نے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس پھاٹک
کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ٹائیگر موٹر سائیکل
سٹارٹ کر کے اندر چلا گیا۔ جوزف نے پھاٹک بند کر دیا۔



عمران نے ٹیفائس کو رانا ہاؤس میں پہنچا کر اور جوزف اور جوانا
کو اس کا خیال رکھنے کا کہہ کر خود اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑا ــــــ کیوں
کہ میگنائٹ پن وہ فلیٹ میں ہی چھوڑ آیا تھا۔ میگنائٹ پن پر اچانک
ہی اس کی نظر پڑ گئی تھی۔ اور شاید نہ بھی پڑتی۔ کیوں کہ وہ ایک تومٹیالے
رنگ کی تھی ــــــ دوسری وہ دیوار کے بالکل ساتھ اس کی جڑ میں چپکی
ہوئی تھی۔ اور عمران نے باہر جانے کے لئے جیسے ہی دروازہ کھولا۔
اسی لمحے سلیمان نے باورچی خانے سے نکل کر اُسے پکارا ــــــ وہ
اُسے سر سلطان کا پیغام دینا چاہتا تھا۔ عمران اس کی بات سننے
کے لئے جیسے ہی مڑا اس کی نظریں میگنائٹ پن پر پڑ گئیں ــــــ کیوں کہ
دروازے سے آنے والی روشنی نے اس کے سرے پر جگمگاہٹ سی
پیدا کر دی تھی۔ اور عمران اُسے غور سے دیکھنے لگا ــــــ پہلی نظر میں
اس نے اُسے عام پیپر پن ہی سمجھا لیکن جب اس نے اُسے جھک کر
دیکھا تو اس کے سرے کی عجیب سی ساخت اس کی نظروں میں گھوم گئی۔

ب یہ اتفاق تھا کہ ایک انٹرنیشنل سائنس رسالے میں اس نے حال
ہی میں کیٹاک کی نیشنل ریسرچ لیبارٹری کے ڈاکٹر ادغلی کا تفصیلی مضمون
اس بارے میں پڑھا تھا ___ ڈاکٹر ادغلی سے وہ غائبانہ طور پر واقف
تھا اور اس کے مضامین وہ شوق سے پڑھا کرتا تھا۔ میگناٹ پن ڈاکٹر
ادغلی کی ایجاد تھی۔ اور اس نے بھی اس مضمون میں اس کا صرف سرسری
سا تعارف اور کارکردگی کا ذکر کیا تھا ___ اس کی ساخت کی تفصیل
اس نے نہ دی تھی۔ عمران کو یہ آئیڈیا بے حد دلچسپ لگا تھا۔ اس
لئے اس نے اس بارے میں خود کافی غور کیا تھا ___ اس مضمون میں
ڈاکٹر ادغلی نے پن کے موٹے سرے کی ساخت پر اچھی خاصی گفتگو کی
تھی۔ کیونکہ اس پن کے اٹھنے۔ اڑنے اور پھر کسی انسانی جسم میں
گھسنے کا سارا کارنامہ اس پن کے سرے کی ساخت میں ہی پوشیدہ
تھا ___ اور راہداری میں پڑی ہوئی پن کے سرے کی ساخت دیکھتے
ہی اس کے ذہن میں میگناٹ پن گھوم گئی۔ اس نے بڑی احتیاط سے
اس پن کو وہاں سے اٹھایا ___ اور اس کے سرے پر لگے ہوئے
ہلکے سے سیاہی مائل مواد کو دیکھتے ہی ایک طویل سانس لی۔ یہ نو
توشا کا زہر تھا۔ دنیا کا خطرناک ترین زہر ___ عمران نے باہر جانے
کا ارادہ ترک کر دیا اور اسے ایک ڈبیا میں بند کر کے سیف میں رکھ
دیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ پن میتھائس نے راہداری میں گرائی
ہے ___ اور اب میتھائس کی ساری کہانی مشکوک ہو چکی تھی۔ عمران
سمجھ گیا کہ میتھائس کا تعلق حلقہ موت سے ہے۔ اور وہ صرف اسے
یہاں گرانے کے لئے آیا تھا ___ وہ شاید اسے کہیں دور دے



اپریٹ کرنا چاہتا تھا۔ ظاہر ہے یہ پن سوائے ڈاکٹر ادغلی کے اور کوئی
میتھائس کو نہ دے سکتا تھا ___ اس کا صاف مطلب تھا کہ میتھائس
اور ڈاکٹر ادغلی کا بہت قریبی تعلق ہے۔ اور چونکہ ڈاکٹر ادغلی کیٹاک
میں رہتا تھا۔ اس لئے میتھائس بھی لازمی کیٹاک میں اس کے ساتھ رہتا
ہوگا یا پھر اس سے ملتا ہوگا ___ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر ادغلی
کا تعلق بھی حلقہ موت سے ہو۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس
نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری آپریٹر سے اس نے
کیٹاک کو براہ راست فون کرنے کا کوڈ نمبر مانگا ___ کوڈ نمبر معلوم
ہونے کے بعد عمران نے اس سے کیٹاک کے دارالحکومت کا
انکوائری نمبر معلوم کیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کا رابطہ سٹلائٹ کے
ذریعے کیٹاک کے دارالحکومت کے انکوائری آپریٹر سے ہو گیا۔ اس
نے آپریٹر سے کرنل سلطان کے نمبر طلب کئے ___ اور آپریٹر سے
نمبر معلوم کرنے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔ عمران کیٹاک کی خفیہ
سرکاری تنظیم ریڈ ماسٹرز سے اچھی طرح واقف تھا اور ریڈ ماسٹرز کے
چیف کرنل سلطان سے تو اس کے خاصے گہرے تعلقات تھے۔
ایک خصوصی مشن کے سلسلے میں اس نے اور کرنل سلطان نے جب
وہ ریڈ ماسٹرز کا سپر ایجنٹ تھا اکٹھا کام کیا تھا ___ اور ظاہر ہے
عمران ایسا شخص تھا کہ جس سے ایک بار ملنے کے بعد کوئی شخص اسے
زندگی بھر نہ بھلا سکتا تھا۔ اس لئے جب سلطان کو اعزازی کرنل بنا کر
ریڈ ماسٹرز کا چیف بنا دیا گیا تو عمران کو بھی خبر مل گئی ___ اور
اس نے اسے مبارکباد کا ٹیلی گرام بھی دے دیا۔ اس طرح

اکثر و بیشتر ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہتی تھی ۔ کرنل سلطان عمران کی صلاحیتوں کا بے حد گرویدہ تھا ——— اور جب بھی اُسے موقع ملتا وہ پاکیشیا آنکلتا تھا ۔ وہ بظاہر فوج میں ایک عام کرنل تھا ۔ لیکن عمران تو جانتا تھا کہ وہ ریڈ ماسٹرز کا چیف ہے اور اُسے معلوم تھا کہ کٹیاک میں ریڈ ماسٹرز کی کیا حیثیت اور کارکردگی ہے ——— لیکن کرنل سلطان کو فون کرنے سے پہلے عمران ڈاکٹر ادغلی کے متعلق سوچ رہا تھا کہ اس کا ذکر سلطان سے کرے یا نہیں ——— کیوں کہ عمران جانتا تھا کہ اگر اس نے ڈاکٹر ادغلی کے متعلق ہلکا سا اشارہ بھی کر دیا تو سلطان ایک لمحے میں اُسے عالم الارواح کی طرف ارسال کر دے گا ——— سلطان کی عادت تھی کہ وہ ذرا سا مشکوک ہونے ہی آدمی کو مزید ایک لمحہ بھی زندہ رکھنا گوارا نہ کرتا تھا ۔ اور عمران کو مکمل یقین نہ تھا کہ ڈاکٹر ادغلی واقعی حلقہ موت سے تعلق رکھتا ہے یا نہیں ——— یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میتھائس نے کسی اور طریقے سے اس سے میگنا ٹ پن حاصل کیا ہو ۔ اور پھر میتھائس اصل نام بھی نہ ہوسکتا تھا ۔ اس لئے وہ غور کر رہا تھا کہ سلطان کو فون کر کے اُس سے کس انداز میں بات کرے کہ اُسے ضروری معلومات بھی مل جائیں اور کوئی ناحق بھی نہ مارا جائے ——— وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور کٹیاک کا کوڈ نمبر گھما کر اس نے کرنل سلطان کے نمبر گھما دیئے ۔

"یس ——— میں کرنل سلطان کا اردلی بول رہا ہوں" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔



"کرنل سلطان سے بولو پاکیشیا سے علی عمران اس سے بات ہا چاہتا ہے وہ خود مجھے فون کر لیں گے" ——— عمران نے کہا ۔ رسیور رکھ دیا ۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل سلطان جہاں کہیں بھی ہوگا ے پیغام مل جائے گا ۔ اور پھر وہ اُسے خود ہی فون کر لے گا ۔ وہی ا ——— پانچ چھ منٹوں کے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔

"یس ——— علی عمران" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"میں کرنل سلطان بول رہا ہوں عمران صاحب ——— خیریت ۔ کیسے ن کیا تھا" ——— دوسری طرف سے کرنل سلطان کی آواز سنائی ی ۔

"خیریت نہ ہوتی تو ظاہر ہے کسی ڈاکٹر کو ہی ٹیلی فون کرتا ۔ کرنل کو ن کرنے کی کیا ضرورت تھی" ——— عمران نے کہا ۔ اور دوسری نب سے کرنل سلطان کے ہنسنے کی آواز سنائی دی ۔

"بعض اوقات کرنل بھی خیریت بخش سکتے ہیں" ——— کرنل سلطان ہنستے ہوئے کہا ۔

"کرنل خیرات بخش ——— واہ ——— یہ تو میرے خیال میں حاتم طائی جدید نام ہوسکتا ہے" ——— عمران نے کہا ۔

اور اس بار کرنل سلطان کے قہقہے نے رسیور پھاڑنے کی ی کوشش کی تھی ۔

"ارے ارے ——— اتنا زور سے ہنسنے کی کیا ضرورت ہے ۔ رے ہاں کے ٹیلی فون بڑے نازک ہوتے ہیں ۔ زیادہ ہنسی برداشت یں کر سکتے ——— اور ہنسی کی بجائے ان میں سے رونے کی آوازیں

نکلنے لگتی ہیں۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہارے ریڈ ماسٹرز کی داستانوں میں کسی میتھائس نام کے آدمی کا بھی ذکر آیا ہے "۔۔۔ عمران نے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

" میتھائس ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ تمہارے پاس یہ نام کیسے پہنچ گیا"

کرنل سلطان کا لہجہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

" ابھی ابھی ڈاک کے ذریعے پہنچا ہے۔ کہو تو اسے تمہارے پاس روانہ کر دوں "۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" اوہ ۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ کیا میتھائس تم سے آ ٹکرایا ہے "

کرنل سلطان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیوں ۔۔۔ کیا میتھائس کسی مینڈھے کا نام ہے۔ جو ہر وقت لوگوں سے ٹکراتا پھرتا ہے "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" دیکھو عمران ۔۔۔ کیا تم نے میتھائس کو دیکھا ہے۔ اگر دیکھا ہے تو اس کا حلیہ بتا دو۔ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ یہ وہی میتھائس ہے جو ریڈ ماسٹرز کے ہیڈ کوارٹر سے نہ صرف فرار ہو گیا تھا بلکہ انتہائی کمال دلیری سے وہاں سے اہم دستاویزات بھی چوری کر لایا ہے"

کرنل سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے میتھائس کا حلیہ بتا دیا۔

" بالکل یہ وہی میتھائس ہے ۔۔۔ یہ ہمارا مجرم ہے "

کرنل سلطان نے کہا۔

" تو اپنے مجرم کو باندھ کر رکھا کرو ۔۔۔ فی الحال یہ بتاؤ کہ اس میتھائس کا کٹیاک سے کیا تعلق ہے "۔۔۔ عمران نے کہا۔



" اوہ ۔۔۔ یہ حلقۂ موت کا رکن ہے۔ ہم نے یہاں حلقہ موت کے ایک خفیہ سنٹر کا پتہ چلایا۔ اس پر ریڈ کیا تو باقی سب لوگ ختم ہو گئے ۔ البتہ میتھائس زخمی حالت میں ہمیں مل گیا ۔۔۔ ہم اسے ہیڈ کوارٹر لے آئے۔ لیکن پوچھ گچھ سے پہلے وہ یہاں کی ایک عورت کی مدد سے فرار ہو گیا۔ ہم نے پوری کوشش کی لیکن اس کا سراغ نہ مل سکا ۔۔۔ پھر رات کو ریڈ ماسٹرز کے ہیڈ کوارٹر میں سے اہم دستاویزات بڑے پُراسرار طریقے سے چوری کر لی گئیں ۔۔۔ اور ایسے شواہد ملے کہ اس چوری میں بھی میتھائس کا ہی ہاتھ تھا۔ ہم نے اس عورت پر تشدد کیا تاکہ وہ میتھائس کا پتہ بتا سکے ۔۔۔ لیکن اس نے خودکشی کر لی۔ اور اس کے بعد میتھائس کا نام تمہاری زبان سے سن رہا ہوں "

کرنل سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" چلو اچھا ہوا کہ سن لیا ورنہ خواہ مخواہ حسرت ہی رہتی۔ اچھا خدا حافظ پھر بات ہو گی "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ارے ارے سنو ۔۔۔ مجھے بتاؤ کہ یہ میتھائس کہاں ہے "

دوسری طرف سے کرنل سلطان نے چیختے ہوئے کہا۔

" اس نے یہاں آ کر مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن جواب میں خود ہلاک ہو گیا ۔۔۔ اس لئے اب اسے ڈھونڈھنا ہو تو تمہیں آسمان پر جانا پڑے گا "۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر میتھائس کی موت کی خبر کرنل سلطان کو سنا دی۔ کیوں کہ عمران اس کی عادت جانتا تھا کہ وہ پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جاتا ۔۔۔ اور ہو سکتا تھا کہ دوسرے روز خود پاکیشیا آ دھمکتا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ کیٹیاک میں رہا ہے؟"
کرنل سلطان نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"اس نے مرتے وقت بتایا تھا کہ وہ کیٹیاک سے آیا ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل وہ نہ بتا سکا ——— اس لئے میں نے سوچا کہ باقی کہانی تم سے سن لوں" ——— عمران نے گول مول سا جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جلدی سے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ وہ میتھائس کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر چکا تھا۔ اس کے بعد اس نے رانا ہاؤس فون کر کے جوانا کو شالیمار ہوٹل پہنچنے کو کہا ——— اور خود بھی ہوٹل شالیمار پہنچ گیا۔ وہاں جب عمران نے ڈاکٹر اوغلی اور ریڈ ماسٹرز کی بات کی تو میتھائس کھل گیا۔ اور عمران اُسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دیا ——— اور اب وہ میگنا ٹین پلازہ واپس فلیٹ آ رہا تھا۔ کیونکہ میتھائس کے سامان سے اُسے اس کا آپریٹنگ پیس مل گیا تھا اور وہ اس کا تجربہ کرنا چاہتا تھا۔ اُسے دراصل میتھائس سے زیادہ میگنا ٹین سے دل چسپی تھی ——— یہ اس کی نظر میں ایک حیرت انگیز ہتھیار تھا اور وہ اس کی تفصیلات جاننا چاہتا تھا تاکہ خود بھی ایسا ہی ہتھیار تیار کر سکے ——— میتھائس کی اب اُسے فکر نہ تھی۔ کیونکہ جوزف اور جوانا کی موجودگی میں میتھائس کا نکل جانا ناممکن تھا۔ وہ جب بھی چاہتا اس سے مزید پوچھ گچھ کر سکتا تھا۔ آپریٹنگ پیس اس کی جیب میں تھا ——— اور اب میگنا ٹین فلیٹ سے لے کر اس کا پروگرام دانش منزل جانا تھا۔ جہاں اس کی ذاتی لیبارٹری موجود تھی۔ ویسے بھی وہ بلیک زیرو سے اس کے باپ



ڈاکٹر صدیقی کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر صدیقی سے ملنے کے بعد وہ جیسے ہی فلیٹ پہنچا۔ میتھائس اس سے ٹکرا گیا تھا ——— یہی وجہ تھی کہ وہ اب تک بلیک زیرو سے ڈاکٹر صدیقی کے متعلق بات ہی نہ کر سکا تھا۔

عمران نے کار فلیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے موجود گیراج میں اُسے منتقل کر دیا ——— گیراج کا دروازہ ریموٹ کنٹرول تھا۔ اس لئے اُسے نیچے اتر کر اور دروازہ کھولنے اور بند کرنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی تھی۔ کار کو گیراج میں بند کر کے وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا جیسے ہی اوپر پہنچا اس نے دروازے پر کسی اجنبی کو کھڑے دیکھا جو کال بیل کا بٹن دبانا ہی چاہتا تھا ——— اور پھر اس اجنبی نے اُسے دیکھتے ہی دیکھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ عمران پہلے وار میں مار کھا گیا لیکن اپنی فطری صلاحیتوں سے وہ اس کی گولی سے بچ نکلا ——— اور وہ اجنبی کا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن عمران کی توقع کے برخلاف وہاں ٹھہرا نہیں بلکہ فرار ہو گیا۔ عمران اس کے پیچھے لپکا ——— لیکن اجنبی تو سیڑھیاں اترتے ہی اس طرح غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ عمران چند لمحے سیڑھیوں پر کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر واپس چلا گیا ——— البتہ اب اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا کہ آخر اس طرح پے در پے اس پر حملے شروع ہو گئے ہیں۔ پہلے میتھائس سامنے آیا ——— اس کے بعد اجنبی غیر ملکی نے اس پر حملہ کر دیا۔ اب عمران سوچنے لگا کہ کیا میتھائس کی کہانی اس حد تک درست تھی کہ حلقۂ موت نے

اس کے قتل کے لئے اپنے آدمی تعینات کر دیئے ہیں۔ وہ دروازہ
کھول کر اندر گیا ــــ اور پھر اس نے سب سے پہلے وہ ڈبیا سیف
سے نکالی جس میں میگنا ٹ پن موجود تھی۔ عمران ــ وہ ڈبیا جیب
میں ڈال کر جولیا کو فون کرنے ہی والا تھا کہ وہ کچھ ممبر ز کو اس کے
فلیٹ کی نگرانی پر تعینات کر دے ــــ تاکہ اگر دوبارہ کوئی وہاں آ
تو ان کی باقاعدہ نگرانی ہو سکے۔ کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی
دی۔ اور عمران چونک پڑا ــــ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا
کہ کہیں وہ اجنبی دوبارہ نہ آ گیا ہو۔ لیکن اس خیال کے باوجود اُسے
اجنبی سے اس قدر دیدہ دلیری کی توقع نہ تھی ــــ سلیمان دروازہ
کھولنے جا چکا تھا کہ اچانک اُسے سلیمان کی چیخ اور پھر دروازے
کے پٹوں کے دھماکے کی آواز سنائی دی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک اور شاہکار ناول

حلقۂ موت

حصّہ دوم

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

○ حلقہ موت کے خوفناک قاتلوں اور عمران کے درمیان ٹکراؤ جاری ہے۔
○ ڈگلس اور میتھائس ــــ حلقہ موت کے دو قاتل عمران کے شکنجے میں ۔
ان دونوں کا انجام کیا ہوا ــــ ؟
○ رانا ہاؤس ــــ جس پر اندھا دھند راکٹ برسائے گئے اور عمران ،
ٹائیگر اور جوانا ان راکٹوں کی زد میں آ گئے ــــ ؟
○ صفدر اور کیپٹن شکیل ــــ حلقہ موت کے قاتلوں کے شکنجے میں آ کر خوفناک
تشدد کا شکار ہوتے رہے۔ ایسا تشدد کہ ان کی روحیں بھی چیخ اٹھیں۔
○ ٹائیگر ــــ جسے حلقہ موت کے قاتلوں نے انتہائی عبرتناک اور غیر انسانی
انداز میں پھانسی چڑھا دیا۔
○ حلقہ موت کے خوفناک قاتلوں اور عمران کے درمیان اعصاب پر
طاری کر دینے والے ٹکراؤ کا آخری انجام کیا ہوا۔ ؟
○ اعصاب شکن، ایکشن اور لرزہ دینے والے سسپنس سے بھرپور

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان ۵

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعا
پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے ا
مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں

ناشران ــــــــ اشرف قریشی
ــــــــ یوسف قریشی
پرنٹر ــــــــ محمد یونس
طابع ــــــــ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ــــــــ -/45 روپے

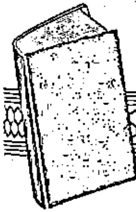

# چند باتیں

محترم قارئین! ـــــــــــ سلام مسنون!

"حلقہ موت" کا دوسرا حصہ حاضر ہے۔ حلقہ موت کی ایکشن اور سسپنس سے بھرپور کہانی اس حصے میں آکر اپنے عروج پر پہنچ گئی ہے اس لئے یقین ہے کہ آپ ہر لحاظ سے محظوظ ہوں گے۔

ملتان سے ہمارے قاری عامر خان نے ہمیں ایک دلچسپ خط لکھا ہے۔ کرنل فریدی کا تعلق کافرستان سے ہے لیکن جب بھی عمران اور سیکرٹ سروس کافرستان میں کسی مشن پر جاتے ہیں تو اس کا ٹکراؤ شاگل سے ہوتا ہے۔ آخر کرنل فریدی مقابلے پر کیوں نہیں آتا۔ کیا کرنل فریدی کو عمران کے اس مشن کا علم نہیں ہوتا یا وہ جان بوجھ کر خاموش رہتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی عمران کی طرح انتہائی محب وطن ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ آپ عمران کو فریدی سے نہ لڑایا کریں۔ کیونکہ اس طرح ہمیں کہانی کے انجام کا پتہ چل جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں برابر کی ٹکر کے ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ کرنل فریدی کو کافرستان سے ہٹا کر اُسے کسی دوست ملک کا ایجنٹ بنا دیں۔

جناب عامر خان صاحب! آپ نے واقعی اچھا نکتہ اٹھایا ہے۔ کرنل فریدی حقیقی کافرستان میں ہی رہتا ہے۔ اسی کافرستان میں جہاں شاگل بھی ہے لیکن محترم! دونوں کی فیلڈز اپنی اپنی ہیں۔ شاگل کافرستان کی سیکرٹ سروس

کا چیف ہے جب کہ کرنل فریدی سپر ایجنٹ ہے اور اپنی علیحدہ تنظیم رکھتا ہے وہ صرف ایسے معاملات میں مداخلت کرتا ہے جن کا تعلق پورے ملک کی سلامتی سے ہوتا ہے۔ یا پھر وہ ایسے مشنز میں عمران سے ٹکراتا ہے جو اس کی خصوصی فیلڈ کے ہوتے ہیں۔ عام مشنز کو سیکرٹ سروس ہی ڈیل کرتی ہے اس لئے شاگل بے چارے کو فریدی کی نسبت عمران سے زیادہ ٹکرانا پڑتا ہے۔

جہاں تک مسئلہ ہے کرنل فریدی کے عمران کے کسی دوست ملک میں ہجرت کرنے کا، تو آپ نے خود ہی لکھا ہے کہ فریدی محب وطن ہے پھر ایک محب وطن آدمی سے آپ یہ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں منتقل ہو جائے۔ کم از کم کرنل فریدی کے متعلق تو ایسا سوچنا ہی عبث ہے۔ اس لئے اُسے کافرستان میں ہی رہنے دیجئے۔ دشمنی میں بھی اسی وقت لطف آتا ہے جب دشمن برابر کی ٹکر کا ہو۔

اجازت دیجئے۔

وَالسَّلَامُ

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے ڈرائنگ روم کی طرف بے تحاشا دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سُن لی ــــ وہ اچھل کر باتھ روم کے دروازے پر جا کھڑا ہوا کیوں کہ اس طرح وہ کم از کم آنے والے کی براہِ راست زد سے بچ سکتا تھا ــــ البتہ اس سے پہلے اس نے صورت حال معلوم کرنے کے لئے سلیمان کو آواز دی تھی۔ مگر دوسرے لمحے اُس نے اُسی اجنبی کی جھلک دروازے پر دیکھی ــــ اور اس کے مشینی پسٹل کی گولیاں برسنے لگیں۔ وہ آنے والا بڑے وحشیانہ انداز میں گولیاں چلا رہا تھا۔ اسی لئے عمران نے اس پر فائر کر دیا ــــ وہ اجنبی پیٹ میں گولی کھا کر نیچے گر گیا۔ اس کے بعد اس نے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر مارا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بھاگا۔ کیوں کہ اُسے باہر

بھی کچھ لوگوں کی موجودگی کا علم ہوا تھا لیکن اُسی لمحے سلیمان آ گیا۔ اس نے بتایا کہ ایک مرد اور ایک عورت آئے تھے جو اندر گولیاں چلتے ہی فرار ہو گئے ـــــ عمران نے حملہ آور کو اٹھایا اور پھر عقبی دروازے سے نکل کر وہ اس زخمی کو لئے سیدھا رانا ہاؤس پہنچ گیا پہلے تو اس نے سوچا تھا کہ اسے دانش منزل لے جائے ـــــ لیکن اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیوں کہ اُسے مرد اور عورت کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی انداز میں اس کا تعاقب نہ کر رہے ہوں ـــــ اس طرح ان کی نظروں میں دانش منزل آ سکتی تھی۔ اور اب اُسے میتھائس کی بات درست معلوم ہو رہی تھی کہ حلقہ موت کے دو آدمی اور ایک عورت اس کے قتل کے منصوبے بنا رہے تھے ـــــ اس نے ذہنی طور پر میتھائس کی بتائی ہوئی کہانی کو اس طرح ترتیب دیا تھا کہ میتھائس خود بھی ان میں شامل تھا ـــــ اس کا مطلب تھا کہ حلقہ موت نے اپنے قاتل اس کے پیچھے لگا دیئے ہیں۔ اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ عمران کے نقشے کے متعلق معلومات ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ چکی ہیں ـــــ اور اب کرنل فریدی کی طرح اس کے لئے بھی ان قاتلوں سے جان چھڑانے کا ایک ہی طریقہ باقی رہ گیا تھا کہ وہ فوری طور پر ان کے ہیڈ کوارٹر پہ کاری ضرب لگائے۔

کرنل فریدی کے ملک سے واپسی پر اس کا اور کرنل فریدی کا باہمی پروگرام طے ہوا تھا کہ کرنل فریدی بھی کسی ماہر سے اس نقشے کی تفصیلات معلوم کرے گا ـــــ اور اسی طرح عمران بھی اپنے طور پر کوشش کرے گا۔ جس کو بھی معلومات حاصل ہو گئیں وہ دوسرے



کو اطلاع کر دے گا۔ اس کے بعد دونوں اپنی اپنی ٹیمیں لے کر ہیڈ کوارٹر پر چڑھائی کر دیں گے ـــــ کیوں کہ کرنل فریدی بھی اسی نتیجے پہ پہنچا تھا کہ جب تک اس تنظیم کو مکمل طور پہ کرش نہیں کیا جائے گا۔ ان کی زندگیوں پر منڈلانے والے خطرات دور نہیں ہوں گے ـــــ اور یہاں پہنچ کر وہ ان لوگوں کے چکر میں ایسا پھنسا تھا کہ وہ کرنل فریدی سے بھی رابطہ قائم نہ کر سکا تھا اور نہ ہی کرنل فریدی کی طرف سے کوئی اطلاع تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ کرنل فریدی بھی ابھی تک نقشے کی تفصیلات نہیں معلوم کر سکا ہو گا ـــــ وہ نقشہ تھا ہی کچھ ایسا ٹیڑھا کہ کسی طور سمجھ ہی نہ آتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی وہ حملہ آور کو اٹھا کر رانا ہاؤس کے ایک تہہ خانے میں لے گیا۔ جسے اس نے اپنے طور پہ آپریشن تھیٹر بنایا ہوا تھا ـــــ وہاں سرجری کے تقریباً تمام آلات اور ضروری سامان موجود تھا۔ عمران گو باقاعدہ سرجن تو نہ تھا لیکن اپنی ذہانت کی بنا پر وہ اچھی خاصی سرجری کر لیتا تھا۔ اس نے حملہ آور کو آپریشن ٹیبل پہ لٹایا ـــــ اور پھر جوزف کی مدد سے اس نے چند ہی لمحوں میں چھوٹا سا آپریشن کر کے حملہ آور کے پیٹ کے نچلے حصے میں موجود گولی باہر نکال لی ـــــ سٹیچنگ کر کے اس نے اُسے طاقت کے دو مختلف انجکشن لگائے اور پھر اس وقت تک اس کی نبض دیکھتا رہا جب تک اُسے اطمینان نہ ہو گیا کہ حملہ آور خطرے سے باہر ہو چکا ہے ـــــ ویسے بھی حملہ آور کی جسمانی صحت ایسی تھی کہ معاملہ زیادہ پیچیدہ نہ ہوا۔ جوزف کو اس نے ایسے کاموں میں خاصا ٹرینڈ کر دیا تھا۔ اس لئے جوزف کے ذمہ بقایا کام لگا کر

وہ آپریشن تھیٹر سے باہر آگیا تاکہ میتھائس کے متعلق صورت حال
دریافت کرسکے ۔۔۔ جوزف نے اُسے اتنا تو بتادیا تھا کہ اس کی
عدم موجودگی میں اُسے ہوش آگیا تھا ۔ لیکن جوانا نے اُسے ایک
پھر بے ہوشی کی سرحدوں میں دھکیل دیا تھا ۔

عمران جب اس کمرے میں پہنچا جہاں میتھائس موجود تھا تو
وہاں پہرے پر موجود تھا ۔۔۔ میتھائس بیڈ پر بے ہوش پڑا ہوا
"زیادہ دُور تو نہیں بھیج دیا بے چارے کو" ۔۔۔ عمران ۔
میتھائس کی نبض پکڑتے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

"نہیں ماسٹر ۔۔۔ میرا خیال ہے یہ اب ہوش میں آنے ہی
ہوگا" ۔۔۔ جوانا نے دانت نکالتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ۔۔۔ ہوش میں آرہا ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلا
ہوئے کہا ۔ اور پھر اس نے بیڈ کی سائیڈوں میں لگے ہوئے
کے کڑے اس کے جسم کے گرد لگا دیئے تاکہ وہ غیر ضرور
طور پر حرکت نہ کرسکے ۔

چند لمحوں بعد ہی میتھائس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کے
سے ایک کراہ نکلی ۔۔۔ اور چند لمحے لاشعوری کیفیت میں رہ
کے بعد اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی ۔ عمران خاموش
کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا ۔۔۔ میتھائس نے اٹھنے کی کوشش
لیکن پھر نڈھال ہو کر سر دوبارہ بیڈ پر رکھ دیا ۔

"میتھائس صاحب ۔۔۔ مجھے تمہاری کہانی پر یقین آگیا ہے
کیوں کہ جن دو آدمیوں اور ایک عورت کے متعلق تم نے بتایا تھا



ان میں سے ایک تو میں نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے" ۔۔۔ عمران
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"اوہ ۔۔۔ تو وہ لوگ بھی پکڑے گئے" ۔۔۔ میتھائس نے
دانت پیستے ہوئے کہا ۔

"تم خود ان میں شامل تھے ۔ اس لئے اب تم مجھے ان کے اصل
نام اور حلیے بتاؤ گے ۔۔۔ ورنہ جوانا کو دیکھ رہے ہو ۔ اس کو اگر میں
نے اجازت دے دی تو تمہاری ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہے
گی اور مر بھی نہ سکو گے ۔۔۔ بولو ۔۔۔ اذیت پسند کر کے جواب
دو گے یا ویسے ہی اس کا فیصلہ تم خود کر لو" ۔۔۔ عمران کا لہجہ بےحد
سرد تھا ۔

"تم کہہ رہے ہو تم نے صرف ایک کو پکڑا ہے ۔ باقی دو ابھی باہر
ہیں تو پھر تمہاری زندگی بہت تھوڑی رہ گئی ہے ۔۔۔ اور جہاں تک
کچھ بتانے کا سوال ہے ۔ اسے تم اپنے ذہن سے ہی نکال دو"
میتھائس کا لہجہ پُراعتماد تھا ۔

"گڈ ۔۔۔ اچھے فرمانبردار کارکن ہو ۔۔۔ ٹھیک ہے میں ذہن سے
نکال دیتا ہوں ۔ اب جوانا جانے اور تم" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا ۔ اور پھر جوانا سے مخاطب ہو گیا ۔

"جوانا ۔۔۔ میں باہر جا رہا ہوں ۔ اب یہ مکمل طور پر تمہارے حوالے
ہے ۔ بس اسے مرنا نہیں چاہیئے ۔۔۔ باقی اس کے ساتھ تم جو سلوک
چاہو کرو ۔ مجھے معلومات ملنی چاہئیں" ۔۔۔ عمران کا لہجہ بےحد
سرد تھا ۔

"آپ بے فکر رہیں ماسٹر ۔۔۔۔ ابھی اس کی روح اس کے گلے میں بیٹھ کر سب کچھ بتا دے گی" ۔۔۔۔ جانا نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران باہر جاتا۔ کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"ٹھہرو ۔۔۔ پہلے میں دیکھ لوں کہ کون آیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے جانا کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا باہر کی طرف چل پڑا۔

جب وہ باہر برآمدے میں پہنچا تو اس نے ٹائیگر کو موٹر سائیکل پر سوار پھاٹک سے اندر آتے دیکھا ۔۔۔۔ پھاٹک جوزف نے کھولا تھا۔ ٹائیگر نے برآمدے کے قریب پہنچ کر موٹر سائیکل سٹینڈ کیا۔ اور پھر نیچے اتر آیا۔

"تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم کوئی خاص خبر لائے ہو" ۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے شروع سے لے کر آخر تک تمام کہانی مختصر طور پر بتا دی۔ عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"میرے ساتھ آؤ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ ٹائیگر کو ہمراہ لئے حملہ آور کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ حملہ آور بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"یس باس ۔۔۔۔ یہی ہے وہ تیسرا آدمی ۔۔۔۔ کاغذات میں



اس کا نام کرانو ہے۔ لیکن وہ ارسلان اور فرخندہ اسے ڈگلس کے نام سے پکارتے رہے تھے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے ٹیبل پر پڑے ہوئے حملہ آور کو دیکھتے ہی کہا۔

"باقی دو کے حلیے بتاؤ۔ پہلے والے بھی اور میک اپ کے بعد والے بھی" ۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر نے تفصیل سے حلیے اور قد و قامت بتا دی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ اب تم جاؤ ۔۔۔۔ اور سنو ۔۔۔۔ اب یہ جیسے ہی ہوٹل میں نظر آئیں۔ تم مجھے بی الیون ٹرانسمیٹر پر کال کر کے رپورٹ دے دینا۔ اور انتہائی ہوشیاری سے نگرانی کرنا۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا موٹر سائیکل پر سوار ہو کر واپس چلا گیا۔ عمران واپس جانا والے کمرے میں پہنچ گیا۔

"اب سوال و جواب کی ضرورت نہیں رہی میتھائس ۔۔۔۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ دو آدمی ڈگلس اور ارسلان تھے۔ اور تیسری عورت کا نام فرخندہ ہے۔ ڈگلس تو میرے ہتھے چڑھ گیا ہے اب صرف ارسلان اور فرخندہ باقی رہ گئی ہیں ۔۔۔۔ انہیں میں جلد ہی کور کر لوں گا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے میتھائس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور میتھائس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔ ابھی چند لمحے پہلے تو عمران اس کی روح نکال کر بھی یہ معلومات حاصل کرنے کے درپے تھے ۔۔۔۔ لیکن اب یکایک اُسے تمام معلومات حاصل بھی ہو گئیں۔ میتھائس شاید سوچ رہا تھا کہ اس بار اس کا پالا کسی انسان سے

نہیں بلکہ کسی جن یا بھوت سے پڑ گیا ہے۔

"تم کبھی حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر بھی گئے ہو" ——— عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد میتھائس سے پوچھا۔

"وہاں کوئی نہیں جا سکتا اور نہ ہی کسی کو اس کے متعلق کچھ معلوم ہے" میتھائس نے جواب دیا۔

اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ واقعی اُسے معلوم نہیں اُسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

"ماسٹر ——— وہ آدمی ہوش میں آگیا ہے" ——— جوزف نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"اوہ ——— اچھا چلو ——— اُسی سے پوچھ لیں شاید وہ جانتا ہو"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا جوزف کے ساتھ آپریشن تھیٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"اُسے باندھ بھی آئے ہو یا کھلا چھوڑ آئے ہو" ——— عمران نے چلتے چلتے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"باندھ دیا ہے ماسٹر" ——— جوزف نے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا آپریشن تھیٹر میں داخل ہو گیا۔ ڈگلس کو واقعی ہوش آگیا تھا۔ وہ آنکھیں کھولے حیرت سے آپریشن تھیٹر کو دیکھ رہا تھا۔

"ہیلو مسٹر ڈگلس ——— اب طبیعت کیسی ہے" ——— عمران نے اس کے قریب جا کر بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

اور ڈگلس حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اُسے شاید عمران کے ہمدردانہ لہجے پر حیرت ہوئی تھی کہ جس پر اس نے اس قدر جان لیوا



حملے کئے ہیں وہ اس سے کیسے ہمدردی کر سکتا ہے۔

"میں کہاں ہوں ——— کیا یہ ہسپتال ہے" ——— ڈگلس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہسپتال تو نہیں البتہ آپریشن تھیٹر ضرور ہے۔ میں یہاں آپریشن بھی کرتا ہوں اور اگر کوئی میرے سوالوں کے جواب نہ دے تو پھر اس کی رگوں اور ریشوں کی چیر پھاڑ بھی یہیں کی جاتی ہے ——— میں نے تمہارے پیٹ کا آپریشن کر کے گولی نکال دی ہے" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ مرد اور عورت جو تمہارے فلیٹ کے دروازے پر موجود تھے وہ کہاں ہیں" ——— ڈگلس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ارسلان اور فرخندہ کی بات کر رہے ہو۔ اور تم نے اپنے دوسرے ساتھی میتھائس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا ——— کم از کم اس کی بھی خیریت پوچھ لیتے۔ شاید فرخندہ کی وجہ سے ارسلان تمہیں یاد رہ گیا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو کیا سب پکڑے گئے ہیں" ——— ڈگلس کی حیرت سے ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نجانے کن احمقوں نے تم لوگوں کو حلقہ موت کا سپر ایجنٹ بنا دیا ہے۔ میتھائس تو احمقانہ قسم کی کہانی لئے کہ خود میرے فلیٹ آ گیا ——— تم بھی تو وحشی سانڈ کی طرح مشینی پسٹل اٹھائے بھاگتے آئے۔ جیسے میں مرنے کے لئے منتظر بیٹھا تھا۔ اسی طرح ارسلان

اور فرخندہ میں۔ منہ اٹھائے یوں فلیٹ پر آگئے جیسے انہوں نے ہنی مون منانے کے لئے کرایہ پر لے رکھا ہو ۔۔۔ یہ طریقے ہوتے ہیں سپر ایجنٹوں کے کام کرنے کے "۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور ڈگلس ایسی سچوئشن میں بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ شاید اُسے اب اپنی حماقت پر ہنسی آ رہی تھی۔

"دراصل ہم نے تمہیں غلط سمجھا۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ تم اس قدر پھرتیلے اور عیار ہو تو یقیناً ہم کوئی اور منصوبہ بناتے "۔۔۔ ڈگلس نے کہا۔ اُسی لمحے جوانا اندر داخل ہوا۔

"ماسٹر ۔۔۔ فون کال آئی ہے "۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہ ہے ماسٹر کلرز کا جوانا "۔۔۔ ڈگلس نے اُسے دیکھ ہی کہا۔

"لو بھئی ۔۔۔ یہ تو تمہارا پرانا واقف ہے۔ تم اس سے گپ شپ لگاؤ۔ میں ذرا کال سن آؤں "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی سائیڈ والے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں ٹیلی فون رکھا ہوا تھا ۔۔۔ جوانا نے رسیور ایک طرف رکھا ہوا تھا۔

"ہیلو "۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھا کر سنجیدہ لہجے میں کہا کیوں کہ اُسے معلوم نہ تھا کہ کس کی کال ہے۔

"بلیک زیرو بول رہا ہوں عمران صاحب ۔۔۔ آپ قصبہ شان گئے تھے "۔۔۔ بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔



"قصبہ شان ۔۔۔ ہاں گیا تھا ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ کیا قصبے والوں نے کوئی شکایت کی ہے "۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہاں آپ ڈاکٹر صدیقی سے بھی ملے تھے "۔۔۔ بلیک زیرو کے لہجے میں بے چینی تھی۔

"ہاں بھئی ملا تھا ۔۔۔ مگر بات کیا ہے۔ یہ تم نے کیا انٹرویو شروع کر دیا ہے "۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر لاعلم بنتے ہوئے کہا حالاں کہ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈاکٹر صدیقی نے بلیک زیرو کو فون کیا ہوگا اور اس نے ہی عمران کی آمد کے متعلق تفصیلات بتائی ہوں گی۔

"آپ جانتے ہیں ڈاکٹر صدیقی کون ہیں "۔۔۔ بلیک زیرو کی آواز میں جذبات کی لرزش موجود تھی۔

"ایک بوڑھے سے شریف آدمی ہیں۔ آثار قدیمہ اور قدیم زبانوں کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر ہیں ۔۔۔ البتہ انہوں نے ایک بن مانس پال رکھا ہے۔ جسے وہ اپنا بیٹا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اس جیسا ایک بیٹا بچپن سے ہی گھر سے فرار ہو گیا تھا ۔۔۔ بے چارے بڑے دکھی ہیں اپنے بیٹے کے متعلق "۔۔۔ عمران نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف سے بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"ان کا بیٹا ایک بہت بڑے شکاری کے ہاتھ چڑھ گیا ہے۔ اس لئے اب اس کی واپسی مشکل ہے "۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس بار عمران ہنس پڑا۔

"پہلے یہ بتاؤ۔ تم نے آج تک یہ بتایا کیوں نہیں کہ ڈاکٹر صدیقی ہمارے والد ہیں "۔۔۔ عمران نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"میری سرکاری فائل میں تو ان کا نام اور پتہ لکھا ہوا ہے۔ اور ظاہر ہے آپ کو بھی معلوم تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"مگر اس میں تو ڈاکٹر محمد صدیق درج ہے۔ اب مجھے کیا معلوم کہ صدیق سے بھی صدیقی ہوتا ہے۔۔۔۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ تصدیق کرنے والے کو صدیقی کہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"ابھی ابھی ان کا فون آیا تھا وہ آپ کی بے حد تعریفیں کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ فوراً ان سے آکر ملیں۔ فوراً جس قدر جلد ہو سکے۔۔۔۔ وہ کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے میں نے آپ کو فون کیا تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا خاص بات۔۔۔۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔ میں نے پوچھنے کی بھی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ گول کر گئے۔ شاید وہ مجھے بتانا نہ چاہتے تھے"۔

بلیک زیرو نے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ ڈاکٹر صدیقی اس نقشے کے متعلق کوئی بات کرنا چاہتے ہوں گے۔۔۔۔ اور اس کی اہمیت کے پیش نظر انہوں نے اپنے بیٹے کو بھی کچھ نہ بتایا تھا۔

"اوکے۔۔۔۔ میں پہنچ جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ میتھائس اور ڈگلس کا کیا کرے دونوں ہی بے بس پڑے ہوئے تھے۔ اور وہ بے بس افراد پر



ہاتھ اٹھانے کا قائل نہ تھا۔ یہ یقیناً صرف اُسے قتل کرنے آئے تھے۔ اس لحاظ سے وہ صرف اس کے ذاتی دشمن تھے۔۔۔۔ حکومت کے خلاف ان پر کوئی الزام ثابت نہ ہو سکتا تھا۔ اب زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں پولیس کے حوالے کر دے۔ اس کے سوا اور وہ کیا کرتا۔۔۔۔ ان دونوں کے قد و قامت ایسے تھے کہ وہ اپنے بیان کا بال بھی بیکا نہ کر سکتا تھا۔ کہ ان کے میک اپ میں ہیڈ کوارٹر جاتا۔ ابھی وہ اس کمرے میں کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک عمارت خوفناک دھماکوں کی آوازوں سے گونج اٹھی۔۔۔۔ عمران بری طرح اچھلا۔ اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا ایک زوردار دھماکہ ہوا اور بند دروازہ اکھڑ کر پوری قوت سے اس سے ٹکرایا اور وہ بھاری دروازے کی چوٹ کھا کر الٹ کے بل فرش پر گرا اور دروازہ اس کے اوپر گر گیا۔ چوٹ اس قدر شدید تھی کہ عمران کے ذہن پر تاریکی کے بادل انتہائی رفتار سے پھیلتے چلے گئے۔

ارسلان اور فرخندہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل سے واپ
عمران کے فلیٹ پر پہنچے ـــــ لیکن وہاں پہنچ کر جب انہوں نے فلی
کے دروازے پر پڑا ہوا تالا دیکھا تو وہ حیران رہ گئے ٹیکسی وہ کچھ
پہلے ہی چھوڑ چکے تھے ۔
"یہ کیا ہوا ـــــ یہ تالا کیوں ڈال دیا گیا" ـــــ فرخندہ نے ح
بھرے لہجے میں کہا ۔
"میرا خیال ہے ۔ وہ آدمی جو یقیناً عمران کا باورچی ہے کہیں سو
لینے مارکیٹ گیا ہو گا ـــــ ہمیں اس کا انتظار کرنا چاہیئے"
ارسلان نے کہا ۔ اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے سیڑھیاں ا
واپس سڑک پر آ گئے ۔
"وہ سامنے ایک کیفے ہے ۔ اس میں بیٹھتے ہیں ۔ وہاں سے
فلیٹ صاف نظر آ جائے گا" ـــــ ارسلان نے کہا ۔ اور فرخ



ے اثبات میں سر ہلاتے ہی وہ دونوں تیزی سے سڑک کراس کر کے
ن کیفے کے اندر داخل ہو گئے ـــــ دروازے کے قریب ہی ایک
یز خالی تھی جہاں بیٹھ کر وہ آسانی سے فلیٹ کو چیک کر سکتے تھے ۔
ہ دونوں وہاں بیٹھ گئے اور انہوں نے ویٹر کو چائے لانے کے
لئے کہہ دیا ـــــ کیفے کا چھوٹا سا ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا ۔ اکا دکا
زاد میزوں پر نظر آ رہے تھے ۔ اور وہ سب کاروباری قسم کے
زاد دکھائی دیتے تھے ـــــ ہال کا سرسری انداز میں جائزہ لینے
کے بعد ارسلان کی نظریں دوبارہ فلیٹ پر جم گئیں ۔
"یہاں ایک مسئلہ ہے ۔ کہ ہمارے پاس کوئی کار نہیں ہے ۔
گر فوری کسی کے پیچھے جانا پڑے تو ٹیکسی کہاں سے ڈھونڈتے
پھریں گے" ـــــ فرخندہ نے چائے بناتے ہوئے کہا ۔
"ہاں ہے تو سہی" ـــــ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔
اور اُسی لمحے وہ چونک پڑا ۔ کیوں کہ اس نے ایک موٹر سائیکل سوار
کو فلیٹ کی سیڑھیوں کے پاس رکتے ہوئے دیکھا ـــــ ارسلان کو
اس طرح چونکتے دیکھ کر فرخندہ نے بھی چونک کر دیکھا ۔ اور پھر اس
کی نظریں بھی اسی موٹر سائیکل سوار پر جم گئیں ـــــ موٹر سائیکل سوار
چند لمحے اِدھر اُدھر کا جائزہ لیتا رہا ۔ پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ
کر اوپر چلا گیا ۔
"مجھے یہ وہی آدمی ٹائیگر لگتا ہے ۔ گو اس کا حلیہ اور ہے ۔ لیکن
قد و قامت اور انداز اُسی کا ہے" ـــــ ارسلان نے چائے کی
چسکی لیتے ہوئے کہا ۔ اُسی لمحے وہ موٹر سائیکل سوار سیڑھیاں اتر کر

والپس آگیا۔ اب وہ ایک بار پھر اِدھر اُدھر کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے کسی خاص آدمی کی تلاش ہو۔

"فرخندہ ـــــ تم یہیں بیٹھو ـــــ میں اسے دیکھتا ہوں"
ارسلان نے کہا اور پیالی رکھ کر وہ اٹھا اور کیفے کے بیرونی دروازے کی طرف لپکا ـــــ اُسی لمحے موٹر سائیکل سوار موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے آگے بڑھ گیا تھا۔

ارسلان تیزی سے سڑک پر آیا تو اچانک اس کی نظر ذرا فاصلے پر ایک پان سیگرٹ کی دکان کے سامنے کھڑے موٹر سائیکل پر پڑ گئی۔ موٹر سائیکل سوار اس پر بیٹھا ہوا دکان دار سے سیگرٹ طلب کر رہا تھا ارسلان تیزی سے اس کے قریب پہنچا ـــــ اس نے ایک ہاتھ ہینڈل پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے دبلے پتلے نوجوان کو گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ نوجوان چیختا ہوا سڑک پر جا گرا ـــــ اس سے پہلے کہ ارد گرد کے افراد اس صورت حال کو سمجھتے۔ ارسلان اچھل کر موٹر سائیکل پر بیٹھا اور دوسرے لمحے وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح آگے بڑھتا گیا۔ موٹر سائیکل کا مالک سڑک سے اٹھ کر چیختا ہوا اس کے پیچھے بھاگا ـــــ لیکن ظا ہے وہ موٹر سائیکل کی انتہائی رفتار کا مقابلہ تو نہ کر سکتا تھا۔ ارسلا موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا اس طرف بڑھتا گیا جدھر اس کے خیال کے مطابق ٹائیگر گیا تھا ـــــ سڑک آگے جا کر بائیں طرف مڑ گئی تھی ا جب اس موڑ کو کراس کر کے ارسلان آگے بڑھا تو اس نے دو سے ٹائیگر کو موٹر سائیکل پر جاتے چیک کر لیا ـــــ اور اس نے



اسے دیکھتے ہی رفتار آہستہ کر لی۔ وہ بڑے محتاط انداز میں اس کا تعاقب کر رہا تھا ـــــ تاکہ آگے جانے والے کو شک نہ ہو سکے۔ مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد آگے جانے والا ایک بہت بڑی قلعہ نما عمارت کے گیٹ پر جا کر رک گیا ـــــ ارسلان نے اس سے کچھ فاصلے پر ایک شیڈ کے نیچے موٹر سائیکل روک دیا۔ اس کی نظریں اس بلڈنگ کے گیٹ پر جمی ہوئی تھیں ـــــ موٹر سائیکل سوار نے کال بیل بجانے کے بعد ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اور دوسرے لمحے اس نے چہرے پر لگی ہوئی کچھ چیزیں اتار کر جیب میں ڈال لیں ـــــ اور ارسلان اپنے اندازے پر مسکرا دیا وہ واقعی ٹائیگر تھا۔ وہی ٹائیگر جو ہوٹل کے کمرے سے بھاگ نکلا تھا۔ اب وہ اُسی شکل میں تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس کا تعلق عمران سے ہے۔ ارسلان نے دل ہی دل میں سوچا ـــــ اُسی لمحے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی۔ اور پھر ایک لمبا تڑنگا دیو قامت حبشی باہر آگیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ٹائیگر سے بات کی اور پھر واپس اندر چلا گیا ـــــ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ اور ٹائیگر موٹر سائیکل سمیت اندر چلا گیا۔ پھاٹک بند ہوتے ہی ارسلان موٹر سائیکل سمیت آگے بڑھ گیا۔ اس نے کافی فاصلے پر جا کر موٹر سائیکل ایک کیفے کے سامنے روک دی ـــــ اور خود اتر کر اندر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاؤنٹر کلرک سے فون کرنے کے لئے کہا تو کاؤنٹر کلرک نے فون اس کی طرف بڑھا دیا۔

"کیفے رباط کنگ روڈ پر ہے۔ اس کا فون نمبر آپ کو معلوم ہے؟" ارسلان نے کاؤنٹر کلرک سے پوچھا۔

"زیرو دن سے پوچھ لیں انکوائری کا نمبر ہے" ۔۔۔ کاؤنٹر کلرک نے جواب دیا۔

اور ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور انکوائری کا نمبر گھما دیا ۔۔۔ چند لمحوں بعد کیفے رباط کا نمبر اُسے معلوم ہو چکا تھا۔ اُس نے وہ نمبر گھمایا۔

"یس ۔۔۔ کیفے رباط" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"دیکھئے ۔۔۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میرا ایک دوست اپنی بیوی کے ہمراہ آپ کے کیفے میں موجود ہے ۔۔۔ اس کا نام آصف رضا ہے۔ آپ اُسے فون تک بلا دیں تو مہربانی ہوگی۔ مجھے ایک ضروری پیغام دینا ہے" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ایک جوڑا تھوڑی دیر پہلے یہاں آیا تھا۔ لیکن اب ان کی بیگم تو موجود ہیں وہ خود اٹھ کر کہیں چلے گئے ہیں۔ اگر وہی آپ کے دوست ہیں تو ان کی بیگم سے بات کرا دیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پوچھ لیں ۔۔۔ اگر وہ بیگم آصف رضا ہوں تو ان سے بات کرا دیں" ۔۔۔ ارسلان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ارسلان رسیور کان سے لگائے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔



"ہیلو ۔۔۔ بیگم آصف رضا سپیکنگ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد فرخندہ کی آواز سنائی دی۔

"ارسلان بول رہا ہوں۔ میں نشاط روڈ کے کیفے الشیراز میں موجود ہوں۔ فوراً آجاؤ" ۔۔۔ ارسلان نے آہستہ سے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر اس نے کاؤنٹر پر رکھا۔ اور وہ مڑ کر ایک میز کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ ویٹر کو اس نے کوکا کولا کی بوتل لانے کا آرڈر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد فرخندہ کیفے میں داخل ہوئی۔ اور وہ سیدھی ارسلان کی میز کی طرف بڑھ گئی۔

"میں وہاں سے موٹر سائیکل اڑا لایا تھا اس لئے واپس نہیں گیا" ۔۔۔ ارسلان نے اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا۔

"ہاں وہاں خاصا ہنگامہ ہوا۔ لیکن مجھ تک کوئی نہ پہنچا۔ شاید انہیں معلوم نہ ہو سکا تھا ۔۔۔ بہرحال اس موٹر سائیکل سوار کا کیا ہوا" فرخندہ نے پوچھا۔

"وہ یہاں کی ایک قلعہ نما عمارت میں داخل ہوا ہے۔ ایک حبشی نے پھاٹک کھولا ہے ۔۔۔ وہ حبشی عمران کا ہی ساتھی ہے۔ فائل میں اس کا فوٹو موجود ہے۔ اور وہ آدمی بھی ٹائیگر ہی ہے۔ جو ہوٹل کے کمرے سے فرار ہو گیا تھا ۔۔۔ عمارت کے اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے میک اپ اتار دیا تھا" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔ اور قریب آتے ہوئے ویٹر کو اس نے فرخندہ کے لئے بھی کوکا کولا لانے کا آرڈر دے دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے۔ یہ عمارت عمران کا دوسرا اڈا ہے۔ اور عمران یقیناً اس عمارت میں موجود ہوگا" ۔۔۔ فرخندہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اور اب ہمیں اس عمارت پر ریڈ کرنا ہے۔ اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بار ہم اس عمارت کو ہی اڑا دیں۔ اگر عمران ہوا تو ختم ہو جائے گا۔ نہ ہوا تو تب بھی اس کا ایک اڈہ تو تباہ ہو جائے گا" ۔۔۔ ارسلان نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب ایسا ہی ہونا چاہیئے" ۔۔۔ فرخندہ نے کہا۔

اسی لمحے ویٹر نے کوکا کولا کی بوتل لا کر اس کے سامنے رکھ دی۔

"لیکن اب مسئلہ ہے اسلحے کے حصول کا" ۔۔۔ ارسلان نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اتنی بڑی عمارت کو اڑانے کے لئے تو انتہائی طاقتور اسلحہ چاہیئے" ۔۔۔ فرخندہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ۔۔۔ میں معلوم کرتا ہوں" ۔۔۔ ارسلان نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ اور اٹھ کر ایک بار پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر کاؤنٹر کلرک سے ٹیلی فون کرنے کی اجازت چاہی ۔۔۔ اور کاؤنٹر کلرک کے سر ہلانے پر اس نے دوبارہ انکوائری کے نمبر گھما دیئے۔

"یس انکوائری" ۔۔۔ چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی



آواز سنائی دی۔

"بلیو ڈریگن بار کا نمبر چاہیئے" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔ اور آپریٹر نے ایک لمحہ رک کر اسے نمبر دے دیئے۔

"بلیو ڈریگن بار تو یہاں سے قریب ہی ہے جناب پچھلی سڑک پر ہے" ۔۔۔ کاؤنٹر کلرک نے بلیو ڈریگن بار کا نام سنتے ہی چونک کر کہا۔

"اچھا ۔۔۔ کدھر سے راستہ جاتا ہے" ۔۔۔ ارسلان نے پوچھا۔

"ویسے تو خاصا گھوم کر اگلے چوک سے جانا پڑتا ہے۔ لیکن ہمارے کیفے کا عقبی دروازہ اسی سڑک پر کھلتا ہے ۔۔۔ آپ بائیں طرف راہ داری میں چلے جائیں تو اس دروازے تک پہنچ جائیں گے" ۔۔۔ کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

"بلیو ڈریگن بار میں ایک صاحب ہیں ماسٹر ٹونی ۔۔۔ ان سے ملنا تھا" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

"ماسٹر ٹونی ۔۔۔ اوہ اگر آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کو یہیں بھی مل سکتے ہیں۔ یہ کیفے بھی ماسٹر ٹونی کا ہی ہے۔ وہ اوپر دفتر میں موجود ہیں۔ انہیں اطلاع کر دوں" ۔۔۔ کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

اور ارسلان اس اتفاق پر حیران رہ گیا۔ ماسٹر ٹونی اس کا ذاتی دوست تھا ۔۔۔ ایک بار اس سے فارک میں ملاقات ہوئی تھی، تو اس نے بتایا تھا اس نے پاکیشیا میں رہائش رکھ لی ہے۔ اور وہ وہاں بلیو ڈریگن نام کی بار چلا رہا ہے ۔۔۔ اور اس نے

وہاں خاصا بڑا گینگ بنا رکھا ہے۔ اور یہیں بیٹھے بیٹھے اچانک اُسے ماسٹر ٹونی کا خیال آگیا تھا ـــــ اور اب یہ اتفاق تھا کہ ماسٹر ٹونی کو تلاش کرنے کے لئے اُسے لمبی چوڑی بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑی تھی۔

"ہاں ـــــ انہیں صرف اتنا کہہ دو کہ فاراک سے ارسلان آیا ہے" ـــــ ارسلان نے کہا۔

"بہتر سر" ـــــ کاؤنٹر کلرک نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر پر رکھا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر دبا دیا۔

"باس ـــــ فاراک سے کوئی صاحب ارسلان آئے ہیں۔ وہ یہاں کاؤنٹر پر موجود ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں" کاؤنٹر کلرک نے کہا۔

"ارسلان ـــــ فاراک سے ـــــ اوہ اوہ ـــــ اچھا اچھا میں خود آ رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"باس خود آ رہے ہیں" ـــــ کاؤنٹر کلرک نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔ اور ارسلان نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد ایک سائیڈ سے دبلا پتلا ادھیڑ عمر آدمی نکل کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا ـــــ یہ ماسٹر ٹونی تھا ـــــ ارسلان چونکہ میک اپ میں تھا۔ اس لئے وہ اُسے نہ پہچان سکا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"میں ارسلان ہوں ماسٹر" ـــــ ارسلان نے خود ہی آگے



بڑھ کر اس سے کہا۔

"اوہ تم ـــــ اچھا اچھا ـــــ کب آئے ہو پاکیشیا میں ـــــ مجھے اطلاع کیوں نہیں کی" ـــــ ماسٹر ٹونی نے بڑے پُرجوش انداز میں ارسلان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"اب تو اطلاع دے دی ہے ـــــ فرخی بھی ساتھ ہے" ارسلان نے میز پر بیٹھی ہوئی فرخندہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا اچھا ـــــ تو آؤ اوپر دفتر میں چلتے ہیں ـــــ آؤ" ماسٹر ٹونی نے کہا۔ اور پھر وہ ارسلان اور فرخندہ کو ہمراہ لئے اوپر اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔

"ماسٹر ٹونی ـــــ باتیں بعد میں ہوں گی۔ مجھے ایک ایمرجنسی مسئلہ درپیش ہے۔ یہاں سامنے ایک عمارت ہے۔ قلعہ نما" ارسلان نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا۔

"ہاں ہے ـــــ کوئی رانا تیمور علی صندوقی ہے۔ اس کی رہائش گاہ ہے" ـــــ ماسٹر ٹونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہاں میرا ایک دشمن چھپا ہوا ہے۔ ہم نے اس دشمن سمیت اس عمارت کو تباہ کرنا ہے ـــــ ہمیں فوری طور پر اسلحہ چاہئے" ارسلان نے کہا۔

"تمہارا دشمن میرا دشمن ہے۔ عمارت ہی تباہ کرنی ہے۔ ہو جائے گی۔ میں ابھی اپنے گینگ کو احکامات دے دیتا ہوں" ماسٹر ٹونی نے بے پرواہ سے لہجے میں کہا۔ جیسے عمارت تباہ

کرنا اس کے لئے کوئی مسئلہ ہی نہ ہو۔

"نہیں ___ ہم خود ہی ریڈ کریں گے ___ تم صرف اسلحہ دے دو" ___ ارسلان نے کہا۔

"لیکن اکیلے کام صحیح نہیں ہو سکے گا۔ ایسا کرتے ہیں میں چار آدمی منگوا لیتا ہوں ___ میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔ ہم سب مل کر کام کر لیتے ہیں" ___ ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"چلو ایسا کر لو ___ لیکن فوراً ___ ورنہ وہ آدمی نکل جائے گا۔ تم راکٹ گنیں مہیا کر سکتے ہو۔ میرا پروگرام ہے کہ ہم راکٹ گنوں سے اندر داخل ہوں۔ اور عمارت کو راکٹ مار کر اڑا دیں۔ کیونکہ پہلا چیک کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا دشمن اندر موجود ہے یا نہیں" ارسلان نے کہا۔

"راکٹ گنیں تو مل جائیں گی۔ لیکن اس طرح تو زبردست دھماکے ہوں گے ___ اور لوگوں کے ساتھ ساتھ پولیس بھی فوراً پہنچ جائے گی" ___ ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"تم کسی کار کا بندوبست کر دینا۔ ہم فرار ہو جائیں گے"۔ ارسلان نے کہا۔

"نہیں ___ ایسے بات نہیں بنے گی۔ جب کام ہی کرنا ہے تو پورے طریقے سے ہونا چاہئے" ___ ماسٹر ٹونی نے کہا۔ اور پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس بالم سپیکنگ" ___ چند لمحوں بعد ہی ایک کرخت



آواز سنائی دی۔

"ماسٹر ٹونی بول رہا ہوں۔ اس وقت اڈے میں کتنے آدمی موجود ہیں" ___ ماسٹر ٹونی نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بیس افراد موجود ہیں جناب" ___ بالم نے جواب دیا۔

"تو سنو ___ ایک بڑا آپریشن کرنا ہے۔ تم ایسا کرو کہ دس افراد کو راکٹ گنوں سے مسلح کر دو۔ باقی دس افراد سب مشین گنوں سے مسلح ہوں ___ تین راکٹ گنیں بھری ہوئیں علیحدہ ساتھ لے لینا۔ چھ کاریں بھی ہمراہ لے آؤ۔ اور یہاں نشاط روڈ پر ایک عمارت ہے رانا ہاؤس ___ اس کے گرد انہیں پھیلا دو۔ تم تین راکٹ گنیں لے کر کیفے میں آ جاؤ۔ ہم نے اس رانا ہاؤس میں گھس کر اسے تباہ کرنا ہے اور پھر وہاں سے نکلنا بھی ہے ___ تم نے سڑک کو دونوں سائیڈوں سے بلاک کر دینا ہے۔ اور لوگوں کو دور رکھنے کے لئے بے تحاشا فائرنگ کرنی ہے ___ جب ہم اس عمارت کو تباہ کر کے نکل جائیں تو تم نے بھی فرار ہو جانا ہے" ___ ماسٹر ٹونی نے باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر ___ میں سمجھ گیا" ___ بالم نے جواب دیا۔

"او کے ___ پھر جلدی کرو۔ میں یہاں کیفے کے آفس میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں" ___ ماسٹر ٹونی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہم تینوں راکٹ گنوں سمیت عمارت کے اندر داخل ہوں گے۔ جب کہ میرے آدمی ارد گرد کے لوگوں کو کور کریں گے۔ جب ہم

واپس ہونا چاہیں گے تو کار تیار ہو گی۔ ہم واپس ہو جائیں گے اس کے بعد پولیس لاکھ سر ٹپکے ہمیں تلاش نہ کر سکے گی"۔ ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک کار عمارت کے گیٹ پر موجود ہونی چاہیئے۔ تاکہ واپسی کے وقت آسانی ہو"۔۔۔ فرخندہ نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا"۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا مقامی نو اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا تھیلا تھا۔

"یہ بالم ہے۔۔۔ میرا نمبر ٹو"۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے آنے وا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور ارسلان اور فرخندہ نے ہلا دیا۔

"تمام آدمی پہنچ چکے ہیں باس۔۔۔ اس تھیلے میں تین را گنیں موجود ہیں۔ اب مزید کیا حکم ہے"۔۔۔ بالم نے مؤد انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو۔۔۔ کہ اپنے آدمیوں کو سڑک کی دونوں سائیڈوں تعینات کر دو۔ انہوں نے اس وقت حرکت میں آنا ہے جب وہاں آئے۔ اس سے پہلے نہیں۔۔۔ کیوں کہ لوگوں کی نظرت وہ دھماکوں کے وقت وہاں اکٹھے ہونے کی بجائے چھپ جائے ہم ایک کار میں بیٹھ کر اس عمارت کے پھاٹک تک پہنچیں گے۔ کار سمیت وہیں رک جانا۔۔۔ ہم تینوں راکٹ گنوں سمیت اند



جائیں گے۔ اور جب ہم واپس آئیں۔ تو تم ہمیں اسی کار میں یہاں سے لے کر نکل جانا"۔۔۔ ارسلان نے اس سے مخاطب ہو کر ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر ہو کر کام کریں۔ ہمارے ہوتے ہوئے پولیس اس عمارت کے قریب نہ پہنچ سکے گی"۔ بالم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر چلیں۔۔۔ زیادہ دیر مناسب نہیں"۔۔۔ ارسلان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی فرخندہ اور ماسٹر ٹونی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آیئے۔۔۔ ادھر دوسرے دروازے سے چلتے ہیں"۔ ماسٹر ٹونی نے کہا۔

اور پھر وہ ایک راہ داری میں گھوم کر سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے پہنچے۔۔۔ اور چند ہی لمحوں بعد کیفے سے باہر آ گئے۔

"تم کار یہیں لے آؤ۔۔۔ اور اپنے آدمیوں کو تفصیل سے ہدایات دے دو"۔۔۔ ارسلان نے بالم سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس کے ہاتھ سے تھیلا لے لیا۔

بالم سر ہلاتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر وہ عمارت موجود تھی۔ اس کا پھاٹک بند تھا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک سفید رنگ کی بڑی سی کار ان کے قریب آ کر رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بالم موجود تھا۔۔۔ ارسلان اور فرخندہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ جب کہ ماسٹر ٹونی بالم کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ ارسلان نے تھیلے میں

سے راکٹ گنیں نکالیں ۔ ایک ماسٹر ٹوفی کو دے دی ۔ ایک فرخندہ کے حوالے کی اور تیسری خود رکھ لی ـــ تینوں گنیں بالکل نئی اور لوڈڈ تھیں ۔ بالم کار چلاتا ہوا رانا ہاؤس کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے کار رانا ہاؤس کے پھاٹک کے سامنے جا کر روک دی ـــ اور اسی لمحے وہ تینوں گنیں ہاتھ میں لئے کار سے نیچے اترے ۔ اور پھر ارسلان نے پہلا فائر بند پھاٹک پر کیا ۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا ۔ اور پھاٹک کا ایک بڑا حصہ اڑ کر اندر جا گرا ـــ پھاٹک ٹوٹتے ہی وہ تینوں دوڑ کر اندر داخل ہوئے اور پھر ان تینوں نے بیک وقت سامنے کی عمارت کی طرف گنوں کا رخ کر کے راکٹ برسانے شروع کر دیئے ساتھ ساتھ وہ دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھ بھی رہے تھے خوفناک دھماکوں سے عمارت گونج اٹھی ـــ راکٹوں نے اس کے سامنے کے حصے کو بری طرح تباہ کر دیا ۔ تباہ شدہ برآمدے کے قریب پہنچتے ہی ارسلان نے سائیڈ میں بنے ہوئے ایک کمرے کے دروازے پر فائر کیا اور دروازہ اڑ کر اندر جا گرا ـــ ارسلان تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا ۔ کمرہ خالی تھا ۔ ایک کونے میں ٹیلی فون پڑا ہوا تھا ۔

"آگے بڑھو ـــ یہ خالی ہے" ـــ ارسلان نے مڑتے ہوئے چیخ کر کہا ۔ اور وہ تینوں راکٹ برساتے اندر داخل ہو گئے ۔

چند ہی لمحوں بعد انہیں دو مختلف سمتوں سے چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ تیزی سے اس طرف کو ہی گئے ـــ ارسلان ایک طرف کو بھاگا جب کہ فرخندہ اور ماسٹر ٹوفی دوسری طرف ۔ ارسلان



نے ایک راہداری میں پڑے ہوئے حبشی کو دیکھا ۔ وہ ساکت پڑا ہوا تھا ـــ اور ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کا ملبہ اس پر بکھرا ہوا تھا ۔ ارسلان اسے پھلانگتا ہوا آگے بڑھا تو وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا ۔ اس کمرے کا دروازہ بھی تباہ ہو چکا تھا ـــ اس نے جیسے ہی اندر جھانکا وہ بری طرح چونک پڑا ۔ سامنے ایک بیڈ پر میتھائس بندھا ہوا پڑا تھا ۔ وہ ہوش میں تھا ـــ ملبے کا کچھ حصہ اس کے جسم تک بھی پہنچ چکا تھا ۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا ۔

"میتھائس ـــ تم یہاں ـــ میں ارسلان ہوں" ـــ ارسلان نے قریب پہنچ کر کہا ۔ اور میتھائس چونک پڑا ۔

ارسلان نے ایک لمحے کے لئے میتھائس کے گرد بندھے ہوئے لوہے کے کڑوں کو دیکھا ـــ اور پھر اس نے بیڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک لیور کو کھینچا ۔ کڑے واپس بیڈ میں غائب ہو گئے ۔ اور میتھائس اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔

"عمران کا پتہ ہے ـــ کہاں ہے" ـــ ارسلان نے واپس مڑتے ہوئے کہا

"تھوڑی دیر پہلے یہیں تھا" ـــ میتھائس نے اس کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا ۔

اسی لمحے ماسٹر ٹوفی اور فرخندہ دوڑتے ہوئے وہاں آئے ۔ ماسٹر ٹوفی نے کاندھے پر ڈگلس کو اٹھا رکھا تھا ۔

"ڈگلس ایک کمرے میں پڑا تھا ۔ اس کا آپریشن کیا گیا ہے ۔ ایک حبشی تھا وہ مر چکا ہے ـــ اور اندر کوئی نہیں ہے"

فرخندہ نے چیختے ہوئے کہا۔

"عمران نہیں ملا ۔۔۔ اُسے ڈھونڈھو ۔۔۔ اور وہ ٹائیگر"
ارسلان نے چیختے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن اور پھر فائر
اور راکٹ بموں کے دھماکے سنائی دینے لگے۔

"نکلو ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ پولیس آگئی ہے وہ لوگ گھیرا ڈال
گے" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے چیختے ہوئے کہا۔

اور وہ سب عمران کو بھول کر پھاٹک کی طرف بھاگ کھڑے
ہوئے ۔۔۔ ارسلان نے ماسٹر ٹونی سے ڈگلس کو لے لیا تھا
کیوں کہ ڈگلس ذرا بھاری جسم کا تھا۔ اور ٹونی دبلا پتلا تھا۔ او
پھر وہ سب بھاگتے ہوئے پھاٹک کے پاس پہنچے۔ جہاں بال
کار لئے کھڑا تھا ۔۔۔ میتھائس خود ہی بھاگتا ہوا ان کے پاس
ارسلان نے ڈگلس کو کار کی پچھلی سیٹ کے درمیان لٹایا۔ اور
وہ سب تیزی سے کار میں لد گئے ۔۔۔ بالم نے ایک جھٹکے
سے کار آگے بڑھائی۔ دونوں اطراف سے سڑک پر کاریں
ترچھی کھڑی کر کے ٹریفک روک دی گئی تھی۔ اور بالم کے آدم
دونوں اطراف سے مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ بالم کار کو سا
لے جانے کی بجائے ایک سائیڈ گلی میں لے گیا ۔۔۔ اور پھر ا
طرح مختلف گلیوں سے وہ اُسے نکالتا ہوا ایک بڑی سڑک پر
پہنچ گیا ۔۔۔ جہاں ٹریفک بدستور جاری تھی۔ ان کی کار بھی ا
ٹریفک میں شامل ہو گئی۔



"اب ٹھیک ہے ۔۔۔ اب کوئی ہمیں چیک نہیں کر سکتا۔ بالم
ے پر چلو" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے
کہا۔

ارسلان کو عمران کے نہ ملنے کا افسوس تو ضرور تھا۔ لیکن اُسے
شی تھی کہ وہ نہ صرف میتھائس اور ڈگلس کو بچا لایا تھا ۔۔۔ بلکہ
ن نے عمران کا ایک بڑا اڈہ بھی تباہ کر دیا تھا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اس کے ذہن میں رانا ہاؤس میں ہونے والے دھماکے اور پھر بھاری دروازے کا اڑ کر اس سے ٹکرانے کی فلم سی چل پڑی اور وہ چونک کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"آپ کو ہوش آگیا" ___ اچانک ایک سائیڈ سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی جب کہ باقی جسم سلامت تھا ___ اس نے بلیک زیرو کو دروازے سے اندر آتے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اب وہ اس کمرے کو پہچان گیا تھا۔ یہ دانش منزل کا ہی کمرہ تھا۔

"یہ میں رانا ہاؤس سے یہاں کیسے پہنچ گیا" ___ عمران نے بیڈ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے قدم لڑکھڑائے مگر دوسرے لمحے وہ مضبوطی سے کھڑا



ہو گیا۔

"آپ حیرت انگیز طریقے سے بچ گئے عمران صاحب ___ ورنہ جس وحشیانہ انداز میں رانا ہاؤس پر راکٹ برسائے گئے تھے۔ ایسی صورت میں آپ کے زندہ بچ نکلنے کا ایک فی صد بھی چانس نہ بنتا تھا" ___ بلیک زیرو نے عمران کو بازو سے پکڑ کر ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ وہ جوزف اور جوانا ___ ان کا کیا ہوا" ___ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ خاصے زخمی ہوئے ہیں۔ لیکن اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے ___ راکٹوں کے فولادی ریزوں نے ان کے جسم کو بے حد نقصان پہنچایا تھا۔ یہ تو انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ بچ بھی گئے" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

"دو آدمی اور بھی تھے وہاں ___ دو غیر ملکی" ___ عمران نے پوچھا۔

"دو غیر ملکی ___ نہیں وہاں آپ جوزف اور جوانا کے علاوہ اور کوئی نہ تھا" ___ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اور عمران سر ہلانے لگا۔ اب بات واضح ہو گئی تھی کہ حملہ آور ان دونوں کو چھڑانے آئے تھے۔ لیکن آنے والوں کو اس جگہ کا پتہ کیسے چلا ___ میتھائس اور ڈگلس کے سلسلے میں تو عمران کو یقین تھا کہ ان کے متعلق کسی کو پتہ نہیں ___ اب ایک ہی صورت باقی رہ جاتی تھی کہ ٹائیگر وہاں آیا تھا۔ یہ لوگ یقیناً ٹائیگر کا پیچھا کرتے ہوئے آئے ہوں گے۔

لیکن حملہ تو ٹائیگر کے جانے کے کافی دیر بعد ہوا تھا۔ تو کیا ٹائیگر ان کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ اور انہوں نے ٹائیگر پر تشدد کر کے اس سے یہ معلومات حاصل کیں۔

" ذرا ٹرانسمیٹر تو لے آؤ "۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

" ٹرانسمیٹر "۔۔۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا اور بلیک زیرو اٹھ کھڑا ہوا۔

" اچھا ٹھہرو۔۔۔ میں تمہارے ساتھ آپریشن روم میں چلتا ہوں میں اب چل سکتا ہوں "۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" یہ حملہ آور کافی تعداد میں تھے۔ انہوں نے پولیس کو آتے دیکھ کر دونوں اطراف سے سڑکیں بلاک کر دیں۔ اور راکٹ فائر کرنے لگے ۔۔۔ پھر یک لخت بھاگ گئے۔ پولیس جب اندر پہنچی تو وہاں دروازے کے نیچے آپ بے ہوش پڑے تھے۔ آپ کے سر پر چوٹ آئی تھی ۔۔۔ ایک کمرے کے باہر جوانا پڑا تھا۔ وہ شدید زخمی تھا۔ اور اس پر ایک دیوار کا ملبہ گرا ہوا تھا۔ اور ایک کمرے کے اندر جوزف پڑا ہوا ملا۔ وہ بھی شدید زخمی تھا "۔۔۔ آپریشن روم کی طرف چلتے ہوئے بلیک زیرو نے کہا۔

" تمہیں کیسے اطلاع ملی "۔۔۔ عمران نے آپریشن روم میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

" مجھے آپ کو ایک بات بتانی یاد نہ رہی تھی ۔۔۔ سر سلطان کا



م تھا کہ آپ فوراً ان سے ملیں۔ کوئی سرکاری مسئلہ تھا۔ چنانچہ نے دس پندرہ منٹ بعد خیال آتے ہی دوبارہ فون کیا تو اس ت پولیس کے ایک آفیسر نے فون اٹھایا ۔۔۔ اور پھر مجھے حالات لم ہوا۔ تو میں نے آپ، جوزف اور جوانا کو پولیس سے لے کر صفدر بلیٹن شکیل کے ذریعے سپیشل ہسپتال پہنچا دیا ۔۔۔ وہاں آپ سر کا ایکسرے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ محفوظ ہیں۔ صرف ٹ کی وجہ سے گہری بے ہوشی طاری ہے ۔۔۔ چنانچہ میں پ کو یہاں لے آیا۔ آپ کو یہاں آئے چار گھنٹے ہو چکے ہیں " ک زیرو نے جواب دیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر اٹھا کر عمران کے سامنے دیا۔

عمران نے ٹائیگر کی فریکونسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا ا۔ چند لمحوں تک تو رابطہ قائم نہ ہوا۔ لیکن پھر ٹائیگر نے کال کر لی۔

" یس ۔۔۔ ٹائیگر سپیکنگ اوور "۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی ی۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ ٹائیگر کی طرف سے طرح مطمئن انداز میں جواب کا مطلب تھا کہ اس کا خیال غلط ا ۔۔۔ ٹائیگر کو پکڑا نہیں گیا۔

" تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی اب تک اوور "۔۔۔ عمران نے نت لہجے میں کہا۔

" ۔۔۔ رپورٹ کس بات کی دیتا۔ وہ دونوں ابھی تک ل واپس ہی نہیں آئے۔ میں یہاں ان کا منتظر ہوں اوور "

ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اب ان کی واپسی مشکل ہے۔ وہ تمہارا تعاقب کرتے ہوئے رانا ہاؤس پہنچے ——— اور پھر انہوں نے رانا ہاؤس پر راکٹوں سے حملہ کر دیا۔ میں ابھی ہسپتال سے واپس پہنچا ہوں۔ جوزف اور جوانا ابھی تک ہسپتال میں ہیں ——— وہ اپنے دونوں آدمیوں کو چھڑا کر لے گئے ہیں۔ اور پولیس رپورٹ کے مطابق ان کی تعداد خاصی تھی۔ ان میں کچھ لوگوں نے سڑک کو دونوں اطراف سے بلاک کیا ہوا تھا ——— اور انہوں نے پولیس پر بھی راکٹ برسائے اوور" عمران نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز سر ——— یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔ میں نے اپنی طرف سے تو بے حد احتیاط کی تھی۔ لیکن وہ تو دو تھے اور یہاں ان کی واقفیت بھی کسی سے نظر نہ آتی تھی ——— پھر اتنے سارے لوگ وہاں کیسے پہنچ گئے اوور" ——— ٹائیگر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے انہوں نے کسی مقامی گینگ کا تعاون حاصل کیا ہے۔ تم اب ہوٹل سے اٹھو اور انہیں تلاش کرو۔ خاص طور پر اس مقامی گینگ کو ——— جنہوں نے رانا ہاؤس پر حملے میں ان کی مدد کی ہے۔ میک اپ میں رہنا اوور" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں معلوم کر لوں گا اوور" ——— ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔



"یہ کیا سلسلہ ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیے۔ سیکرٹ سروس کی باقی ٹیم تو ایک طرف اب آپ نے بھی مجھ سے تعلق ختم کر دیا ہے" ——— بلیک زیرو نے روٹھنے والے انداز میں کہا۔ اور عمران ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں طاہر ——— دراصل کچھ سلسلہ ہی ایسا چل پڑا کہ پہلے تم سے رابطہ قائم کرنے کی بھی فرصت نہیں ملی" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے میتھاس کی فلیٹ میں آمد سے لے کر اب تک کے تمام حالات مختصر طور پر بتا دیئے۔

"تو یہ حلقہ موت کے آدمی ہیں۔ اور آپ کے قتل کا مشن لے کر آئے ہیں" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔ انہیں شاید یہ اطلاع مل گئی ہے کہ میں نے کرنل فریدی کے ساتھ مل کر نہ صرف ڈارک کلب کا خاتمہ کیا ہے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نقشے کے متعلق بھی انہیں اطلاع مل گئی ہو ——— اور انہوں نے قاتلوں کو میرے پیچھے لگا دیا ہو"

عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"نقشہ ——— وہی نقشہ جو آپ کرنل فریدی سے لے آئے تھے ان کے ہیڈ کوارٹر کا" ——— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی نقشہ ——— وہ لوگ کرنل فریدی کے پیچھے بھی اسی لئے پڑ گئے تھے۔ ڈارک کلب کا مشن بھی یہی تھا۔ نقشے کی واپسی اور کرنل فریدی کی موت" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو وہ نقشہ آپ کے پاس ہے۔ آپ نے مجھے تو دکھایا ہی نہیں صرف ذکر کیا تھا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہیں دکھانے کی بجائے میں نے تم سے زیادہ عقل مند آدمی کو یہ نقشہ دکھانا مناسب سمجھا"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھ سے زیادہ عقل مند۔۔۔ مجھ سے تو سب ہی زیادہ عقل مند ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرے خیال میں اب تمہارا باقاعدہ علاج ہونا ضروری ہے۔ تم میں اب نسوانی جراثیم بڑھتے جا رہے ہیں۔۔۔ بات بات پر روٹھنا۔ طنزیہ باتیں کرنا"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو خجالت آمیز لہجے میں ہنس دیا۔

"آپ بات ہی ایسی کرتے ہیں۔۔۔ اب میں کیا کروں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بھئی۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی تمہارے والد یقیناً تم سے زیادہ عقل مند ہیں۔ اس لئے کہ تم جیسے عقلمند کے باپ ہیں۔ میں نے نقشہ انہیں دیا ہے کہ شاید وہ اس کا راز حاصل کر سکیں اسی سلسلے میں وہاں میں گیا تھا"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات تھی تو آپ نقشہ سر رحمان کے حوالے کر دیتے۔ وہ تو آپ جیسے عقل مند کے والد ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔



"اگر تم مجھے عقل مند کہہ رہے ہو تو پھر مجھے تمہاری عقل ٹسٹ نی ہو گی۔۔۔ ورنہ سارے تو مجھے احمق اعظم کہتے ہیں۔ اور ن اعظم کے والد تو......"۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ورا چھوڑ دیا۔ اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا تم ایسا کرو کہ جولیا کو فون کرو۔۔۔ اور چلو۔۔۔ میں خود ہی لیتا ہوں۔ میں خود انہیں ان لوگوں کے حلیے بتا دوں گا"۔ ان نے کہا۔ اور سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز رسیور ابھری۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا۔۔۔ چار افراد کے حلیے نوٹ کرو۔ ان میں سے ایک رت اور تین مرد ہیں"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے ں کہا۔

"یس سر فرمائیے"۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لیا کی آواز سنائی دی۔

اور عمران نے میتھائس اور ڈگلس کے حلیے اور قد و قامت یل سے بتا دیئے۔۔۔ اور اس کے بعد ارسلان اور فرخندہ کے حلیے اور قد و قامت بھی نوٹ کرا دی۔ یہ معلومات ٹائیگر نے

اُسے مہیا کی تھیں۔ ان چاروں کو تم نے شہر میں تلاش کرنا ہے۔ اگر ایک بھی نظر آجائے تو اس کی کڑی نگرانی کی جائے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔۔ میں ابھی سیکرٹ سروس کے ممبران کی ڈیوٹی لگا دیتی ہوں۔ کیا سر کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے "۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔ انتہائی اہم کیس ہے۔ جیوش ورلڈ آرگنائزیشن کے بارے میں کچھ جانتی ہو "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جیوش ورلڈ آرگنائزیشن۔۔۔۔ نام تو سنا ہوا ہے سر۔۔۔ یہودیوں کی خفیہ عالمی تنظیم ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل کا علم نہیں "۔ جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ دنیا کی ایک خطرناک ترین تنظیم ہے۔ جس کے مقاصد اسلام اور اسلامی حکومتوں اور ریاستوں کا خاتمہ کر کے یہودی سلطنت کا قیام اور پھر پوری دنیا پر اقتدار قائم کرنا ہے۔۔۔۔ اسے عرف عام میں حلقہ موت بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی شاخیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے مقاصد کے لئے مسلسل کام کر رہے ہیں۔۔۔۔ ساگالینڈ کے کرنل فریدی کے ہاتھ ان کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا نقشہ لگ گیا۔ جس پر حلقہ موت کے قاتل اس پر چڑھ دوڑے۔۔۔۔ لیکن عمران اتفاق سے اس سے ملنے گیا ہوا تھا۔ عمران اور کرنل فریدی نے مل کر ان قاتلوں کا خاتمہ کر دیا۔۔۔۔ اور وہاں سے وہ نقشہ عمران اپنے ہمراہ لایا۔ یہ نقشہ کوڈ میں ہے اور سمجھ میں نہیں آرہا۔ ادھر اسلامی ملکوں کے سربراہوں نے حلقہ موت کے خاتمے کے لئے ایک



[...]ا بنایا ہے کہ ان کے خلاف مل کر جدوجہد کی جائے۔ چوں کہ [...]شیا حکومت ان یہودیوں کا سب سے بڑا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ [...]لئے پاکیشیا حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سیکرٹ سروس [...]ذریعے ان کے ہیڈ کوارٹر پر کاری ضرب لگائی جائے۔ عمران [...]وہ نقشہ میرے حوالے کر دیا۔۔۔۔ اب ماہرین اس کا جائزہ لے [...]ہے ہیں تاکہ اس کا کوڈ حل کیا جا سکے۔ کوڈ حل ہو جانے کے بعد میں [...]لوگوں کو اس مشن پر روانہ کر دوں گا۔۔۔۔ لیکن اس دوران حلقہ موت [...]ہیڈ کوارٹر کو بھی اس بات کی اطلاع مل گئی ہے کہ عمران وہ نقشہ [...]آیا ہے۔۔۔۔ چنانچہ اس نے اپنے چار بہترین ایجنٹ عمران کے [...]پر مامور کر دیئے ہیں۔ یہ جن چار افراد کے حلیے میں نے تمہیں [...]ٹ کرائے ہیں۔ یہ حلقہ موت کے وہی ایجنٹ ہیں۔۔۔۔ انہوں [...]یہاں آتے ہی عمران پر پے در پے حملے کئے ہیں۔ لیکن عمران [...]ان میں سے دو کو پکڑ لیا۔۔۔۔ لیکن باقی دو نے جن میں ایک [...]رت جس کا نام فرخندہ بتایا جاتا ہے اور ایک مرد جس کا نام [...]سلان بتایا گیا ہے۔ رانا ہاؤس پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ اور [...]اپنے دو ساتھیوں میتھائس اور ڈگلس کو چھڑا کر لے گئے۔ عمران [...]ن اور جوانا زخمی ہو گئے۔۔۔۔ عمران تو اب ٹھیک ہو گیا ہے [...]ن جوزف اور جوانا ہسپتال میں ہیں "۔۔۔۔ عمران نے جولیا کو [...]ی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ شکریہ سر۔۔۔۔ آپ نے تفصیل بتا دی ہے اب [...]م زیادہ احتیاط سے کام کریں گے۔۔۔۔ بے حد شکریہ "۔

جولیا کا لہجہ مسرت سے سرشار تھا۔ کیوں کہ اس سے پہلے شاید ہی
ایکسٹو نے اُسے اس قدر تفصیل بتائی ہو۔
"ٹھیک ہے ۔۔۔ جتنا مناسب سمجھنا اپنے ممبرز کو بھی بتا
دینا۔ لیکن نقشے کا ذکر نہ کرنا۔ گڈ بائی"۔۔۔ عمران نے کہا۔ ا
رسیور رکھ دیا۔
"آج تو آپ نے جولیا پر بڑی مہربانی کی ہے۔ کہ سب کچھ اُ
بتا دیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
"بھئی آخر وہ تمہاری نمبر ٹو ہے۔ کسی بھی وقت اس کی ترقی ہو
ہے۔ اس لئے اُسے حالات کا علم ہونا چاہیئے۔ اچھا اب میں جا
ہوں ۔۔۔ میں ذرا راناہاؤس کا حال بھی دیکھوں گا۔ اور خود بھی ا
مقامی گروپ کا پتہ کروں گا"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہ
کہا۔ اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران ڈریسنگ
کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو اس
اپنا حلیہ مکمل طور پر بدلا ہوا تھا۔ سر پر بندھی ہوئی پٹی کو چھپا
کے لئے اس نے سر پر ایسی ٹوپی پہن لی تھی۔ جیسی عام طور پر ملا
پہنتے ہیں ۔۔۔ اس وقت وہ ملاحوں جیسے لباس میں ملبوس تھا
"اگر ٹائیگر کی طرف سے یا سیکرٹ سروس کے ممبران
طرف سے کوئی رپورٹ آئے تو مجھے بی الیون ٹرانسمیٹر پر اطلاع
دینا ۔۔۔ بی الیون میں ہمراہ لئے جا رہا ہوں"۔ عمران نے ڈریسنگ
سے باہر نکلتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا۔
"ٹھیک ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے مختصر سا جواب دیا۔ اور



عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

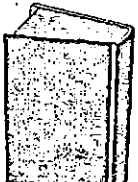

ڈرائنگ روم نما کمرے میں حلقہ موت کے چاروں سپر ایجنٹ
بیٹھے ہوئے تھے ۔۔۔ ان میں سے میتھائس اور ڈگلس کے چہرے
لٹکے ہوئے تھے۔ جب کہ ارسلان اور فرخندہ کی آنکھوں میں فتحمندی
کے تاثرات نمایاں تھے ۔۔۔ یہ جگہ ماسٹر ٹونی کی تھی۔ ماسٹر ٹونی نے
انہیں ایک کوٹھی میں پہنچا دیا تھا۔ جہاں دو کاریں بھی موجود تھیں۔ اور
ایک ملازم بھی ۔۔۔ تاکہ وہ اطمینان سے اپنا کام کر سکیں۔ ماسٹر ٹونی
نے ارسلان سے اس کے دشمن کا اتہ پتہ پوچھنے کی بہت کوشش
کی تھی لیکن ارسلان نے اُسے ٹال دیا تھا ۔۔۔ اس نے جان بوجھ
کر عمران کا نام نہ لیا تھا۔ کیوں کہ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں ماسٹر ٹونی
اور عمران کے درمیان کوئی دوستانہ تعلق ہوا تو ہو سکتا ہے
ماسٹر ٹونی ہی ان سے غداری کر جائے۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ عمران تو بچ گیا ہے۔ یہ بات تو طے شدہ ہے" ۔۔۔ فرخندہ نے خاموشی کو ختم کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ وہ اس عمارت میں نہیں تھا۔ ورنہ وہ ضرور نظر آ جاتا" ۔۔۔ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں وہ اس عمارت میں تھا۔ دھماکوں سے تھوڑی دیر پہلے وہ ایک فون کال سننے گیا تھا ۔۔۔ اگر وہ باہر جاتا تو پھر یقیناً پھاٹک کی طرف سے جاتا۔ جب کہ تم کہتے ہو پھاٹک اندر سے بند تھا" ۔۔۔ ڈگلس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ اچانک کہاں غائب ہو گیا۔ اگر وہ موجود ہوتا تو اس کی لاش نظر آتی یا وہ خود مقابلے پر آتا ۔۔۔ کم از کم واپسی کے وقت تو وہ ضرور حملہ کرتا۔ اس وقت تو ہم فائرنگ نہ کر رہے تھے" ارسلان نے کہا۔

"میرا خیال ہے اب اس بحث کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اپنے مشن کی تکمیل کے لئے کچھ سوچنا چاہئے ۔۔۔ پہلے بھی ہم سے حماقتیں ہوئی ہیں۔ اب ہمیں ان حماقتوں سے بچنا چاہئے" میتھائس نے کہا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں علیحدہ رہ کر نہیں بلکہ مل کر کوئی ایسا پلان بنانا چاہئے۔ جس میں عمران کو پھنسایا جا سکے" ۔۔۔ ارسلان نے کہا اور باقی سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

"اگر کسی کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو بتلائیے" ۔۔۔ فرخندہ نے کہا۔



یرے ذہن میں ایک تجویز ہے" ۔۔۔ میتھائس نے کہا۔
ہاں بتاؤ" ۔۔۔ سب نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔
عمران مجھے اچھی طرح پہچانتا ہے۔ اور اسے یہ بھی یقیناً علم ہے
چار ہیں ۔۔۔ وہ ارسلان اور فرخندہ کے بارے میں تمام
ات رکھتا ہے بلکہ ان کے قد و قامت اور حلیے بھی اسے
ہیں" ۔۔۔ میتھائس نے تجویز کی تمہید باندھتے ہوئے کہا۔
اسی بات پر تو مجھے حیرت ہے۔ کہ وہ ہمارے اصل نام کیسے
ہے ۔۔۔ ہمارے حلیے اور قد و قامت کی تفصیلات تو یقیناً
ایگر نے اسے بتائی ہوں گی۔ لیکن نام تو اسے بھی معلوم
" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔
مجھے تو وہ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک لگتا ہے۔ کچھ عجیب سی
ت ہے اس کی ۔۔۔ اب دیکھو میتھائس اور میں نے اس پر
ملے کئے۔ اس نے ہمیں گرفتار بھی کر لیا۔ لیکن اس نے ہمیں
نہیں ماری بلکہ الٹا میرا علاج کرتا رہا ۔۔۔ حالاں کہ اگر ایسی
ت حال میں عمران کی جگہ میں ہوتا تو میں اپنے قاتل کو دیکھتے ہی
سے اڑا دیتا" ۔۔۔ ڈگلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
م تجویز بتا رہے تھے میتھائس" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔
یں شہر میں گھومتا ہوں۔ آپ لوگ مختلف حلیوں میں میری
نی کریں ۔۔۔ عمران مجھے پہچانتے ہی فوری مجھے پکڑنے
لئے اقدامات کرے گا۔ اس طرح وہ آپ لوگوں کے سامنے
ئے گا ۔۔۔ آپ تینوں اسے تین اطراف سے گولیاں چلا کر

چھلنی کر سکتے ہیں - اور اگر اس نے میرا تعاقب کیا تو میں اُسے ا پیچھے لگا کر یہاں لے آؤں گا —— اور پھر اس پر قابو پا کر اس پر گ کی بارش کی جا سکتی ہے" —— میتھائس نے کہا -

"تجویز تو اچھی ہے - لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ عمران اکیلا ہ اس کا ایک ساتھی تو ہماری نظروں میں آ چکا ہے —— ہو سکتا ایسے اس کے کئی اور ساتھی بھی ہوں - اس طرح ہم خود بھی اس ہاتھوں پھنس سکتے ہیں" —— فرخندہ نے کہا -

"اگر اس کا ساتھی ٹائیگر ہمارے ہتھے چڑھ جائے تو ہم زیا آسانی سے عمران پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں —— وہ اس کا قریبی سا ہے - اس کا رابطہ لازماً عمران سے ہو گا - اگر ٹائیگر کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے تو اس سے تمام تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ٹائیگر کے لب و لہجے میں عمران بات کر کے اُسے کسی مخصوص جگہ بلایا بھی جا سکتا ہے" —— ا بار فرخندہ نے کہا -

"گڈ —— یہ بھی اچھی تجویز ہے - لیکن ٹائیگر کو تلاش کرنے ک لئے ہمیں باہر تو نکلنا ہی پڑے گا - اور ہو سکتا ہے ٹائیگر کے سامنے آنے سے پہلے ہم عمران کی نظروں میں آ جائیں" ڈگلس نے جواب دیا -

"اس کی ایک اور صورت بھی ہے - کہ ہم ماسٹر ٹونی کے گینگ کے ذریعے ٹائیگر کو اغوا کرا لیں —— اس طرح ہمارا سامنے آنے کا خدشہ ختم ہو جائے گا" —— ارسلان نے کہا -



"اگر یہ بات ہے تو ماسٹر ٹونی کے ذریعے ہم عمران کو بھی تو اغوا کرا سکتے ہیں" —— میتھائس نے کہا -

"یہ بھی ہو سکتا ہے لیکن میں دانستہ ایسا کرنا نہیں چاہتا - ماسٹر ٹونی یہاں عرصے سے رہ رہا ہے —— ہو سکتا ہے عمران سے اس کے ذاتی تعلقات ہوں - اور ایسی صورت میں وہ ہمارے خلاف بھی مخبری کر سکتا ہے —— اس لئے میں نے جان بوجھ کر اُسے عمران کی ہوا نہیں لگنے دی - اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم حلقہ موت کے سپر ایجنٹ ہیں —— اگر سارا کام ہم نے نچلے درجے کے مقامی بدمعاشوں سے کرانا ہے تو پھر ہمارا یہاں آنے کا کیا فائدہ" —— ارسلان نے کہا -

"ایک بات اور بھی ہے - اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ عمران جیسا آدمی ان مقامی بدمعاشوں کی ٹکر کا بھی نہیں —— اگر ہم نے براہِ راست عمران کے خلاف ماسٹر ٹونی یا اس کے ساتھیوں کو استعمال کیا تو ہو سکتا ہے کہ ان کے ذریعے وہ براہِ راست ہم تک آ پہنچے" —— ڈگلس نے کہا -

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا —— بہرحال ٹائیگر والی تجویز درست ہے" —— میتھائس نے کہا -

اور ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے درمیان میں رکھی میز پر موجود ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر ماسٹر ٹونی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے —— یہ نمبر ماسٹر ٹونی نے اُسے خاص طور پر بتلائے تھے -

"یس آرک لیمپ اینڈ کمپنی" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ماسٹر ٹونی کو پیغام دے دو کہ فاداک اس سے بات کرنا چاہتا ہے" ۔۔۔ ارسلان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ماسٹر ٹونی اُسے تفصیل بتا چکا تھا کہ اس طرح وہ جہاں کہیں بھی ہو گا اُسے پیغام مل جائے گا اور پھر وہ خود ہی اُسے فون کرے گا۔ ارسلان کا کوڈ نام فاداک ہی طے ہوا تھا ۔۔۔ اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ارسلان نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ فاداک سپیکنگ" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

"ماسٹر ٹونی بول رہا ہوں ۔۔۔ کیا بات ہے ۔۔۔ خیریت ہے" ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ خیریت ہی ہے ۔۔۔ ایک کام ہے۔ کسی ٹائیگر نامی آدمی کو جانتے ہو۔ لمبا تڑنگا سڈول جسم رکھتا ہے۔ میک اپ میں رہتا ہے ۔۔۔ اس کی ایک نشانی ہے کہ اس کے ایک کان کی لو ذرا سی نوک دار ہے۔ یہاں کا مقامی آدمی ہے" ارسلان نے کہا۔

"میں سمجھ گیا ۔۔۔ ٹائیگر ہی اس کا نام ہے۔ فری لانسر قسم کا بدمعاش ہے۔ کیا کرنا ہے اس کا ۔۔۔ گولی مارنی ہے اُسے" ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ گولی نہیں مارنی ۔۔۔ اُسے اغوا کرنا ہے" ارسلان نے کہا۔



"یہ تو معمولی بات ہے ۔۔۔ ہو جائے گا ۔۔۔ کہاں پہنچایا جائے اسے" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس بھجوا دو ۔۔۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ کسی کو پتہ نہ چلے" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ اس کے اپنے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔ میں ابھی ہدایات دے دیتا ہوں۔ وہ جہاں بھی مل گیا اُسے اغوا کر کے آپ کے پاس پہنچا دیا جائے گا" ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ شکریہ" ۔۔۔ ارسلان نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر عمران کی کال ملتے ہی ہوٹل سے باہر نکل آیا۔
وہ سب سے پہلے اپنی رہائش گاہ پر گیا ——— اور وہاں سے اس نے اپنا حلیہ اور لباس بدلا۔ اور پھر موٹر سائیکل لے کر وہ ارض بار کی طرف چل پڑا ——— ارض بار ہر قسم کے بدمعاشوں کا مخصوص اڈہ تھا۔ وہاں بڑے بڑے دھاکڑ قسم کے بدمعاش آتے رہتے تھے سو وہیں ایک بوڑھا بھی آتا تھا۔ جس کا نام چارلی تھا ——— چارلی معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا تھا۔ اس لئے ٹائیگر نے سوچا کہ ہو سکتا ہے چارلی کو ان بدمعاشوں کے بارے میں کچھ علم ہو ——— جنہوں نے ارسلان اور فرخندہ کے ساتھ مل کر رانا ہاؤس پر حملہ کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ارض بار میں پہنچ گیا۔ اور پھر اسے چارلی کو تلاش کرنے میں بھی کوئی دقت پیش نہ آئی ——— وہ ایک کونے میں



لی گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس کے سامنے رکھی ہوئی شراب تل خالی ہو چکی تھی۔

"وہسکی کی ایک پوری بوتل لاؤ" ——— ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھنے پہلے قریب موجود ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور چارلی اس کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اور پھر غور سے ٹائیگر یکھنے لگا۔ اس کی چندھی چندھی آنکھوں میں دلچسپی کے آثار ر آئے تھے۔

"یہ بوتل میں نے تمہارے لئے منگوائی ہے۔ فی الحال میرا پینے کا موڈ نہیں ہے" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے رلی سے کہا۔

"لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ ایک بوتل دے کر تم کچھ معلومات سے حاصل کر لو گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے" رلی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ تو صرف دوستانہ آفر ہے چارلی ——— معلومات کی قیمت لیحدہ ہوگی اور تمہاری مرضی کے مطابق ——— لیکن شرط یہ ہے معلومات درست ہوں" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ہا۔ اسی لمحے ویٹر نے ایک بوتل لا کر میز پر رکھ دی اور ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"باقی تم رکھ لینا" ——— ٹائیگر نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور ویٹر ادب سے سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"خاصے شاہ خرچ واقع ہوئے ہو" ——— چارلی نے بوتل کو

اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ دراصل اس طرح ویٹر ول
رعب رہتا ہے۔ اور پھر آئندہ وہ زیادہ عجلت سے آرڈرز کی تعمیل کر
ہیں" ــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور چارلی نے
ہلاتے ہوئے بوتل کھول کر اپنے سامنے رکھا ہوا جام بھرنا شروع
کر دیا۔

"چارلی ــــ مجھے اس گروپ کا پتہ چاہیئے۔ جس نے نشاط روڈ
ایک عمارت پر راکٹ برسائے۔ اور پولیس کو روکنے کے لئے دونوں
اطراف سے سڑک بلاک کئے رکھی" ــــ ٹائیگر نے آگے ہو کر
سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"یہ کب کی بات ہے" ــــ چارلی کا ہاتھ رک گیا

"آج کی ــــ سات آٹھ گھنٹے پہلے کی" ــــ ٹائیگر نے کہا۔

"پہلے تم اپنا تعارف تو کراؤ۔ میں نے پہلے تمہیں کبھی نہیں دیکھ
اور میں اجنبیوں سے کوئی سودا نہیں کیا کرتا" ــــ چارلی نے شر
کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر کو جانتے ہو ــــ میں اس کا دوست ہوں۔ راکا میرا نام ہے
نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں دولت آباد رہتا ہوں" ــــ
ٹائیگر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ ٹائیگر کو تو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن وہ تمہارے
ساتھ کیوں نہیں آیا" ــــ چارلی نے جام ختم کر کے اُسے میز پر
رکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کی چندھی چندھی آنکھوں میں اب چمک سی



بھر آئی تھی۔

"اس نے کہا ہے کہ میرے جانے کی ضرورت نہیں ــــ چارلی
کے لئے صرف میرا نام ہی کافی ہے" ــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ بالکل ٹھیک ہے ــــ لیکن ان معلومات کے
لئے مجھے ایک گھنٹہ چاہیئے۔ مجھے اڑتی اڑتی خبریں ملی ہیں۔ لیکن میں
نے دھیان نہیں دیا ــــ اگر تم سودا کر لو تو میں اپنے آدمی کام پر
لگا دیتا ہوں۔ ایک گھنٹے بعد تمہیں تفصیلی معلومات مل جائیں گی" ــــ
چارلی نے دوسرا جام بھرتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ــــ بولو کتنی رقم دوں" ــــ ٹائیگر نے طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ اُسے چارلی کی صلاحیتوں اور اس کے
نیٹ ورکنگ کا علم تھا۔ اس نے معلومات کے حصول کے لئے پوری فوج
بھرتی کر رکھی تھی ــــ لیکن یہ سب نوجوان لڑکوں پر مبنی تھی۔ بوٹ
پالش کرنے والے۔ چھوٹے چائے خانوں میں بیرا گیری کرنے
والے۔ بار اور ہوٹلوں میں پلیٹیں دھونے والے۔ پٹرول پمپ پر
ٹینک فل کرنے والے ــــ اور اسی قسم کے چھوٹے موٹے
کاموں میں مصروف رہنے والے لڑکے اس کے مخبر تھے۔ جو
معمولی سی رقم کے عوض اُسے معلومات مہیا کرتے رہتے تھے۔
اور چارلی یہیں ہوٹل میں بیٹھے بیٹھے ان معلومات کو ادھر ادھر فروخت
کر کے ہزاروں روپے کما لیتا تھا۔

"تم ٹائیگر کے دوست ہو اس لئے تم سے صرف ایک ہزار روپے
لوں گا۔ ورنہ کوئی اور ہوتا تو پانچ ہزار سے کم میں بات نہ کرتا"

چارلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے منظور ہے ۔۔۔ لیکن معلومات درست ہونی چاہئیں"۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اس میں سے دس نوٹ کھینچ کر اس نے چارلی کے حوالے کر دیئے ۔۔۔ چارلی نے نوٹ لے کر انہیں جیب میں ڈال لیا۔

"مسٹر راکا ۔۔۔ تم نئے آدمی ہو اس لئے تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ آج تک چارلی کو کوئی چیلنج نہیں کر سکا۔ چارلی سو فی صد درست معلومات مہیا کرتا ہے ۔۔۔ سمجھے ۔۔۔ آئندہ ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالنا۔ اب بولو کہاں ملو گے۔ فون نمبر بتا جاؤ۔ تاکہ تمہیں معلومات مہیا کر دی جائیں"۔۔۔ چارلی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں ایک گھنٹے بعد خود یہیں آجاؤں گا"۔۔۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور چارلی نے سر ہلا دیا۔

ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ارض بار سے باہر نکل آیا۔ اسے پورا یقین تھا کہ ایک گھنٹے بعد اسے مکمل اور صحیح معلومات مل جائیں گی۔ اب مسئلہ تھا ایک گھنٹہ گزارنے کا ۔۔۔ اس نے موٹر سائیکل اٹھایا اور پھر وہ نشاط روڈ کی طرف نکل گیا۔ اس نے سوچا کہ وہ خود ایک نظر رانا ہاؤس کو دیکھ لے ۔۔۔ رانا ہاؤس کے قریب پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل ایک سائیڈ پر روکا اور پھر پیدل چلتا ہوا رانا ہاؤس کے سامنے سے گزرا ۔۔۔ عمارت کا سامنے کا حصہ بری طرح تباہ ہو چکا تھا۔ ہر طرف ملبے کے ڈھیر نظر آرہے تھے۔ دو پولیس



لے ابھی تک گیٹ کے قریب موجود تھے۔ وہ رانا ہاؤس کا ہری سا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھتا گیا ۔۔۔ کافی فاصلے پر پہنچ کر ڑک کراس کرتا ہوا دوسری سائیڈ پر چلتا ہوا واپس مڑا ہی تھا چانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ تیزی سے ایک ستون کی آڑ ہو گیا ۔۔۔ اس نے کیفے رباط کی سیڑھیوں پر چارلی کو ایک ی سے بات کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ دونوں اس طرح سرگوشیوں بات کر رہے تھے جیسے کوئی خاص بات ہو رہی ہو ۔۔۔ ٹائیگر چارلی یکھ کر ٹھٹکا تھا۔ کیونکہ وہ چارلی کو ارض بار میں چھوڑ کر آیا تھا اور ر جانتا تھا کہ سوائے کسی خاص مقصد کے چارلی کبھی باہر نہ نکلتا تھا لکہ اس کی سب پارٹیاں اسے ارض بار میں ہی ملتی تھیں ۔۔۔ چارلی سے باتیں کر رہا تھا ٹائیگر اسے اچھی طرح جانتا تھا یہ ماسٹر ٹونی کا انچارج بالم تھا۔ انتہائی خطرناک قسم کا بدمعاش تھا ۔۔۔ اور میں اس کا خاصا اثر تھا۔ ٹائیگر اس ستون کی آڑ سے نکلا۔ اور پھر ہستہ آہستہ کھسکتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر وہ ان دونوں سے دم کے فاصلے پر رک گیا۔

"وہ میرے پاس پہنچے گا تو میں سر پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کر دوں گا۔ م نے وہاں اس پر ہاتھ نہیں ڈالنا ۔۔۔ کیونکہ اس طرح میری خراب ہو گی"۔۔۔ چارلی نے بالم سے کہا۔

"تمہیں پورا یقین ہے کہ وہی ٹائیگر ہے ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کسی آدمی کو پکڑ لیں"۔۔۔ بالم نے کہا۔

"میں اس کی آنکھوں کو پوری طرح پہچانتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو"۔

چارلی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"او۔ کے ۔۔۔ ٹھیک ہے"۔۔۔ بالم نے کہا اور چارلی سر
ہلاتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے اترا اور پھر ایک طرف کھڑی ہوئی ٹیکسی پر
بیٹھ گیا۔۔۔ ٹیکسی اس کے بیٹھتے ہی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ بالم
اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک ٹیکسی آگے نہ بڑھ گئی۔ پھر وہ
واپس مڑا اور کیفے کے اندر چلا گیا۔
ٹائیگر ان کی گفتگو سن کر حیران رہ گیا۔ وہ دونوں اُسی کے متعلق با
کر رہے تھے۔۔۔ لیکن کیا وہ پارٹی جس کو وہ تلاش کر رہا ہے بالم
ہے۔ اس کا امکان تو ہوسکتا تھا۔ کیوں کہ کیفے رباط رانا ہاؤس کے
سامنے ہے۔۔۔ لیکن یہی بات ان کے خلاف بھی جاتی تھی۔ یا پھر
ایسا ہوسکتا ہے کہ بالم وغیرہ نے ٹائیگر کی تلاش کے لئے چارلی سے
بات کی ہو۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔ بات کچھ پلے نہ پڑ رہی تھی۔ اس نے
سوچا کہ چارلی کے پاس جانے سے پہلے وہ بالم کو کیوں نہ ٹٹول لے
تاکہ بات پہلے ہی واضح ہوجائے۔۔۔ یہی سوچ کر اس نے قدم آ
بڑھانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اچانک اس کے بازو پر کسی نے ہاتھ
اور ٹائیگر تیزی سے مڑا۔۔۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیر
سے پھیلنے لگیں کیوں کہ اس کے سامنے ایک ملاح کھڑا ہوا تھا۔
"تمہارا نام ٹائیگر ہے"۔۔۔ ملاح نے آہستہ سے کہا۔
"تم کون ہو"۔۔۔ ٹائیگر نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے
"میں نے چارلی اور بالم کی باتیں سن لی ہیں۔ تم چارلی کے پا
گئے تھے تاکہ رانا ہاؤس پر حملہ کرنے والی پارٹی کا پتہ چلے۔ جب تم



اری تلاش میں تھا۔ اس نے چارلی کو پہلے ہی کہلا بھیجا تھا کہ جیسے ہی
گا پتہ چلے اُسے اطلاع دی جائے۔۔۔ چنانچہ چارلی نے تمہیں
ں گھنٹے کا کہا اور پھر وہ خود یہاں آ گیا۔ مجھے خطرہ تھا کہ جب تم
نا ہاؤس کے سامنے سے گزر رہے تھے اس وقت یہ دونوں باہر
ہائیں۔۔۔ چنانچہ میں نے انہیں چند لمحوں کے لئے الجھا دیا تھا"۔
ح نے کہا۔ اور ٹائیگر حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گیا۔ وہ
چ بھی نہ سکتا تھا کہ ایک اجنبی اس قدر واقف بھی ہوسکتا ہے۔
"سنو۔۔۔ تم نے چارلی کے پاس جانا ہے۔ وہاں سے بالم کے
ی تمہیں اغوا کر کے کہیں لے جائیں گے۔ تم نے اغوا ہو جانا ہے
روری ہے"۔۔۔ ملاح نے کہا۔ اور اس کے آخری الفاظ سنتے
ٹائیگر بُری طرح اچھلا۔
"عمران صاحب آپ"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔
"ہاں۔۔۔ میں یہاں آیا تھا۔ مجھے اچانک خیال آگیا کہ شاید
رباط میں سے کسی نے حملہ آوروں کو دیکھ کر پہچان لیا ہو کیوں کہ
یفے سامنے ہے۔۔۔ اور پھر میں جانتا تھا کہ اس کیفے کا تعلق
ٹونی گروپ سے ہے۔ یہاں پہنچ کر ابھی میں کسی کو ٹٹولنا چاہتا تھا
ں نے چارلی کو بالم سے بات کرتے دیکھا۔۔۔ چارلی کو میں اچھی
جانتا ہوں۔ چنانچہ میں مشکوک ہوا۔ میں نے ان کی باتیں سنیں۔
ی بات سامنے آگئی۔ ماسٹر ٹونی گروپ ہی اصل پارٹی ہے۔
ا وہ شاید مجھے تلاش کرنے کے لئے تمہارا سہارا لے رہے
میں نے تمہیں رانا ہاؤس کے سامنے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے

ین انہیں ذرا سا الجھا کر پچھلی سمت سے گھوم کر ادھر آگیا تھا"۔
عمران نے اس بار اصل آواز میں اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔
" ٹھیک ہے ــــــ ایسا ہی ہو گا۔ ویسے آپ کہیں تو ماسٹر ٹونی
براہِ راست ٹٹولا جائے"۔ ــــــ ٹائیگر نے کہا۔
" اس کے جسم پر گوشت بہت کم ہے۔ ٹٹولنے کی ضرورت
نہیں ہے ــــــ مجھے ان سے زیادہ ارسلان اور اس کے ساتھ
کی فکر ہے۔ ویسے ماسٹر ٹونی غائب ہے ورنہ میں اُسی پر ہاتھ ڈا
کر ان کا پتہ اگلوا لیتا"۔ ــــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر کے سر ہلا
ہی عمران واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا عقبی گلی میں گھس گیا
سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اب وہ کیفے میں جانے کی بجائے
اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔



کیپٹن شکیل اور جولیا کار میں بیٹھے شہر میں آوارہ گردی
رتے پھر رہے تھے ــــــ جولیا نے تقریباً سب ہی ممبرز کو ارسلان
اور اس کے ساتھیوں کی تلاش پر مامور کر دیا تھا۔ اور وہ دو دو کی ٹکڑیوں
بٹے علیحدہ علیحدہ شہر کا گشت لگا رہے تھے ــــــ جولیا نے
ب کو حلقہ موت کے سلسلے میں بریف کر دیا تھا۔ لیکن سارا شہر
ھومنے کے باوجود اب تک انہیں ایک بھی مشکوک آدمی نظر نہ
یا تھا۔

" مجھے حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے مس جولیا ــــــ کہ جو بھی اس
ں میں آتا ہے سیدھا جا کر عمران سے ٹکرا جاتا ہے"۔
ٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"عمران دراصل اب شیطان کی طرح مشہور ہو چکا ہے۔ ہم
ں کو تو کوئی جانتا نہیں اس لئے وہ عمران کا ہی سہارا لیتے ہیں"۔

جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے عمران جس طرح ان اچانک حملوں سے بچ نکلتا ہے بعض اوقات مجھے اس پر بے حد حیرت ہوتی ہے ——— ورنہ اندھیرے کے تیر کی طرح اچانک کسی طرف سے چلائی جانے والی گولی اچھے اچھوں کو لمحوں میں ڈھیر کر دیتی ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے بھی اس بات پر اکثر غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ وہ لوگ عمران کے متعلق ایسی باتیں سن کر آتے ہیں کہ ان کے ذہن میں عمران کی شکل وصورت کا کچھ اور ہیولہ ہوتا ہے ——— لیکن عمران جیسے معصوم اور الوؤں جیسی شکل والے نوجوان کو دیکھ کر انہیں یقین نہیں آتا کہ یہی وہ عمران ہے۔ چنانچہ وہ کنفرمیشن کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ اس طرح عمران ہوشیار ہو جاتا ہے" ——— جولیا نے کہا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوتا ہوگا ہم اگر عمران کو نہ جانتے ہوں تو ہم بھی عمران کو دیکھ کر اسی انداز میں سوچیں" ——— کیپٹن شکیل نے اس کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی۔ کار کے ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں ——— جولیا نے تیزی سے کار کو سائیڈ پر کرنا شروع کر دیا اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر لے جا کر کار کو روک دیا ——— اور ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کے نیچے ایک بٹن دبا دیا۔



"یس ——— جولیا سپیکنگ اوور" ——— بٹن دبلتے ہی جولیا نے کہا۔

"عمران بول رہا ہوں مس جولیا نافٹز واٹر ——— تمہارے باس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں کال کر سکتا ہوں اوور" دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لیکن کسی کام کی بات کے لئے بکواس کی ضرورت نہیں اوور" جولیا نے لہجے کو بڑا سخت بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا جب ضرورت پڑے تو مجھے کال کر لیا کرو میرے پاس اس کا سٹاک زیادہ ہے اوور" ——— عمران نے جواب دیا۔

"کال کرنے کا مقصد بتاؤ خواہ مخواہ وقت ضائع مت کرو اوور" ——— جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"مقصد ——— ہاں مقصد تو میں بھول ہی گیا تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ تمہاری مترنم گھنٹیوں جیسی آواز سنے عرصہ ہو گیا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو کچھ کانوں کو ہی بہلا لوں ——— اگر ہو سکے تو ایک گانا ہی سنا دو اوور" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن شکیل جو جولیا کے ساتھ بیٹھا ہوا سب باتیں سن رہا تھا۔ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم اس سے بات کرو۔ ورنہ اس کی شیطانی گفتگو کا دائرہ پھیلتا چلا جائے گا" ——— جولیا نے بٹن آف کرتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور پھر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو عمران صاحب ——— میں شکیل بول رہا ہوں۔ ہم اس

وقت ایک روڈ سائیڈ پر موجود ہیں۔ اور یہاں زیادہ دیر ٹھہرے تو ٹریفک پولیس چیکنگ کرنے آ ٹپکے گی ۔۔۔ اس لئے فرمایئے کیا حکم ہے اوور "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ارے اب اتنی بھی دیدہ دلیری اچھی نہیں ہوتی۔ کیا تمہارے فلیٹ ۔۔۔ ہوٹلوں کے کمرے ۔۔۔ ساحلوں پر بنے ہوئے ہٹس نیشنل پارک کے گھنے کنج سب ختم ہو گئے ہیں جو تم روڈ سائیڈ پر آ دھمکے ہو ۔۔۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو اوور "۔۔۔ عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور کیپٹن شکیل تو ہنس پڑا۔ البتہ جولیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔

" اب خبردار جو مجھے کال کیا اوور اینڈ آل "۔۔۔ جولیا نے انتہائی تیز لہجے میں کہا اور بٹن آف کر دیا۔

" ارے ارے ٹرانسمیٹر بند نہ کرنا۔ تم نہ سہی تمہاری آواز ہی سہی لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم موجود کہاں ہو ۔۔۔ تاکہ میں اس سائیڈ پر پولیس گشت ہٹوا دوں اوور "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔۔۔ ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں جنہوں نے آپ پر حملہ کیا تھا اوور "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔۔۔ واہ ۔۔۔ پھر تو میں رات کو چین کی نیند سو سکوں گا ویسے کون سا سپرے لے کر تلاش کر رہے ہو۔ ڈی۔ ڈی۔ ٹی تو اب ان پر اثر نہیں کرتی اوور "۔۔۔ عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔



" ڈی۔ ڈی۔ ٹی ۔۔۔ کیا مطلب اوور "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" بھئی حملہ آوروں کی بات کر رہے ہو۔ بڑے ڈھیٹ حملہ آور ہیں۔ روزانہ رات کو کھیں کھیں کرتے آن ٹپکتے ہیں۔ اتنا کاٹتے ہیں کہ سارا جسم سوج جاتا ہے ۔۔۔ ویسے ایک بات ہے۔ اگر میں دبلے لوگوں کو موٹے ہونے کا یہ نسخہ بیچنا شروع کر دوں تو خوب دھندہ چل نکلے اوور "۔۔۔ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ اس بار جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی ۔۔۔ عمران کی باتیں ہی ایسی ہوتی تھیں۔ کہ نہ چاہنے کے باوجود ہنسی آجاتی تھی۔ وہ تو ارسلان اور اس کے ساتھیوں کی بات کر رہے تھے اور عمران بات کو مچھروں کی طرف لے گیا تھا ۔۔۔ ہنسی تو ظاہر ہے آنی ہی تھی۔

" تو ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ کو یہ دھندہ مبارک ۔۔۔ ہم تو اپنا کام کریں اوور "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

" واہ ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اب میں اتنا بھی بخیل نہیں ہوں کہ اپنے ساتھیوں کو اتنے بڑے منافع سے محروم کر دوں۔ چنانچہ تم جولیا سے کہو کہ وہ اپنے سب ساتھیوں کو کال کر کے ارجن بار پہنچ جائے ۔۔۔ ٹائیگر وہاں ایک بزنس مین کے میک اپ میں جائے گا۔ اس کی خاص نشانی یہ ہے کہ اس نے سرخ پھولوں اور نیلی زمین والی ٹائی باندھ رکھی ہے ۔۔۔ وہ ارجن بار میں ایک شخص جارلی سے ملے گا۔ پھر جب وہ باہر نکلے گا تو ایک پارٹی اس کی باہر منتظر ہو گی۔ جو اسے اغوا کر کے کہیں لے جائیں گے ۔۔۔ تم سب نے بڑے

محتاط انداز میں ان کا تعاقب کرتا ہے۔ یہ لوگ ضرورت سے زیادہ ہوشیار بھی ہو سکتے ہیں ـــــ اس لئے تعاقب انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ جس جگہ ٹائیگر کو لے جایا جائے۔ اس جگہ کی مکمل نگرانی ضروری ہے۔ میں جہاں ضرورت پڑی آپ لوگوں سے آملوں گا سمجھ گئے پھر لمبا منافع ہوگا ـــــ اور تم سب اس منافع میں شریک ہو گے۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے ٹائیگر کو عمران نے چارے کے طور پر استعمال کیا ہے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"وہ اس قسم کے جال بچھایا کرتا ہے۔ یہ اس کا مخصوص طریقہ ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جولیا ہاتھ بڑھا کر اپنے ممبرز کی مخصوص فریکونسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا وہ انہیں کال کرنے میں مصروف ہو گئی۔ تاکہ عمران کی ہدایات کے مطابق عمل کر سکے۔



ٹائیگر بڑے مطمئن انداز میں ارض بار میں داخل
...اور سیدھا چارلی کی مخصوص میز کی طرف بڑھ گیا ـــــ اس کی
...ل میں اطمینان تھا۔

"ہیلو انکل ـــــ میرے خیال میں گھنٹہ گزر ہی گیا ہے"
...گر نے چارلی کی میز کے قریب پہنچتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور
...اطمینان سے کرسی پہ بیٹھ گیا ـــــ چارلی کی آنکھوں میں اسے دیکھ
...چمک پیدا ہوئی۔

"ہاں ـــــ گزر گیا ہے۔ معلومات تو میں نے بہت پہلے حاصل
...لی تھیں۔ ویسے تمہیں ایک گھنٹہ کہہ دیا تھا" ـــــ چارلی نے
...کراتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے بتاؤ ـــــ کون سی پارٹی ملوث ہے"
...گر نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

"سنو — تم نئے آدمی ہو۔ میرا نام درمیان میں نہیں آنا چاہئے"
چارلی نے آگے کی طرف جھک کر سر پر اس طرح ہاتھ پھیرتے ہوئے
بات کی جیسے اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو سنوارنا چاہتا ہو اور ٹائیگر
دل ہی دل میں ہنس پڑا۔

"تم فکر نہ کرو — چارلی — تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے
گا" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

اور اسی لمحے اس نے کنکھیوں سے دیکھا کہ مختلف میزوں پر
بیٹھے ہوئے تین آدمی اٹھے اور بار سے باہر کی طرف چلے گئے۔

"ماسٹر ٹونی گروپ اس میں ملوث ہے — میں نے معلوم کر
لیا ہے" — چارلی نے درست معلومات دیتے ہوئے کہا۔
اور ٹائیگر اس کی اس عجیب قسم کی ایمان داری پر حیران رہ گیا کہ اپنے
اصول کے مطابق اس نے درست معلومات مہیا کر دی تھیں لیکن
ساتھ ہی دوسری پارٹی سے رقم بھی وصول کر لی تھی — عجیب ڈبل
گیم تھی چارلی کی — ویسے اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا
اس مشن کے ختم ہونے کے بعد وہ چارلی کو اس ڈبل گیم پر
ضرور دے گا۔

"ماسٹر ٹونی گروپ — اوہ — وہ بلیو ڈریگن بار اور کیفے والا
والا" — ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں وہی — ایک اور بات بھی بتا دوں۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک
ہیں۔ اس لئے محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے ہتھے چڑھ جاؤ۔ انسانی
جان کو چیونٹی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے" — چارلی نے



تے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو چارلی — مجھے ان سے براہِ راست کوئی دلچسپی
میں بھی تمہاری طرح معلومات فروخت کرتا ہوں۔ ایک ہزار
ادا کر کے دس ہزار روپے وصول کر لینا خاصا منافع بخش
ہے" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ — تو یہ بات ہے۔ پھر تو واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے
رقم طلب کرنی چاہئے تھی" — چارلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کا فیصلہ بعد میں ہو گا کہ تم نے اس سودے میں واقعی ہزار
کمایا ہے یا زیادہ — فی الحال اجازت" — ٹائیگر نے
لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف
گیا۔ چارلی حیرت سے آنکھ پھاڑے اسے دیکھتا رہ گیا۔
ٹائیگر دروازے سے باہر نکل کر تیزی سے اپنے موٹر سائیکل
ف بڑھا — لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں
کہ اچانک دو لمبے تڑنگے آدمی ستونوں کی آڑ سے نکل کر اس
پہلوؤں میں چلنے لگے۔

"خبردار — ہماری جیبوں میں ریوالور ہیں اور ہم ایک لمحے میں
ڈھیر کر سکتے ہیں۔ چلتے جاؤ" — ان میں سے ایک نے
کرخت لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کک — کیا مطلب" — ٹائیگر ایک لمحے کے لئے
گا۔ لیکن پھر اس نے قدم آگے بڑھا دیئے۔ البتہ اس کے
ے پر شدید الجھن اور ہلکے سے خوف کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"مطلب بھی سمجھ میں آجائے گا۔ ہم نے تم سے صرف چند باتیں پوچھنی ہیں اور بس ___ اس لئے زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں پارکنگ میں کھڑی نیلے رنگ کی کار کی طرف خاموشی سے چلے چلو" اُسی آدمی نے کہا۔

"تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو ایک سیدھا سادھا بزنس مین ہوں" ___ ٹائیگر کے لہجے میں خوف کی لرزش تھی۔ لیکن ان میں سے کسی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ نیلے رنگ کی کار کے قریب پہنچ گئے ___ وہاں دو آدمی پہلے سے موجود تھے انہوں نے ان کے قریب پہنچتے ہی کار کے پچھلے دروازے کھول دیئے ___ پارکنگ چونکہ ایک سائیڈ پر تھی۔ اس لئے انہوں نے اب اپنے ریوالور نکال لئے تھے۔ اور پھر کار میں بٹھانے سے پہلے انہوں نے بڑی پھرتی سے ٹائیگر کے سر پر اچانک ریوالور کا دستہ دے مارا ___ ٹائیگر کے ذہن میں یہ دستہ مارنے والی بات کا تصور نہ تھا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ اُسے اس طرح بٹھا کر لے جائیں گے۔ اس لئے ضرب کھاتے ہی وہ سائیڈ میں گرنے لگا ___ لیکن اُسی لمحے دوسری طرف اس کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور ٹائیگر کا ذہن حقیقتاً تاریکیوں میں ڈوبتا گیا ___ اور پھر شاید ہچکولوں کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک تیز رفتار موٹر بوٹ پر موجود تھا ___ اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف کر کے باندھ دیئے گئے تھے اور پیروں کو بھی ملا کر رسی باندھ دی گئی تھی ___ اس وقت بوٹ میں صرف ایک آدمی



موجود تھا۔ جو موٹر بوٹ چلانے میں مصروف تھا۔ ٹائیگر نے آہستہ سے اپنے جسم کو کھسکایا ___ اور پھر وہ بوٹ کے ذرا اونچے بنچ پر چڑھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ موٹر بوٹ کھلے سمندر میں انتہائی تیز رفتاری سے سفر کر رہی تھی ___ دور دور تک پانی ہی پانی تھا۔ اُسی لمحے پائلٹ نے مڑ کر دیکھا اور پھر ٹائیگر کو یوں بنچ پر بیٹھے دیکھ کر وہ موٹر بوٹ چلانا بھول گیا۔ وہ بالم تھا ماسٹر لوٹی کا نمبر ٹو۔

"کمال ہے ___ تمہیں ہوش بھی آگیا اور تم اٹھ کر بنچ پر بھی بیٹھ گئے اور مجھے پتہ ہی نہیں چلا" ___ بالم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر میرے ہاتھ آزاد ہوتے تو تمہیں اس وقت پتہ چلتا جب تم سمندر میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے" ___ ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"گڈ ___ خاصے جی دار واقع ہوئے ہو" ___ بالم نے موٹر بوٹ کا انجن بند کرتے ہوئے کہا۔ اور موٹر بوٹ کی رفتار آہستہ ہوتے ہوتے ختم ہو گئی ___ اور اب وہ سمندر کی لہروں پر ہچکولے کھانے لگی۔

"یہ آخر میری کون سی ادا تمہیں پسند آگئی ہے کہ تم یوں مجھے سمندر کی سیر کرانے لے آئے ہو ___ ویسے یقین کرو کھلے سمندر کی ہوا میری صحت کے لئے بے حد مفید ہے" ___ ٹائیگر نے کہا۔ اس کے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ البتہ آہستگی سے اپنے کام میں

میں مصروف تھے۔ عمران نے اپنے ناخنوں کی طرح یہ بلیڈ ٹائیگر کے ناخنوں میں بھی فٹ کرا دیئے تھے اور ان کا مخصوص استعمال بھی اُسے سکھا دیا تھا۔

"تمہاری نگرانی پر تو پورا ایجنگ موجود تھا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ تمہیں کھلے سمندر میں لے آیا جائے ـــــ تاکہ تمہارے چاہنے والے مایوس ہو کر واپس چلے جائیں" ـــــ بالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری نگرانی پر پورا ایجنگ ـــــ بھائی تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں تو دولت آباد کا ایک عام سا غنڈہ ہوں رسی۔ آئی۔ اے کا ایجنٹ نہیں ہوں" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں آئینہ نہیں ہے ـــــ ورنہ میں تمہیں تمہاری شکل ضرور دکھا دیتا۔ میں نے راستے میں تمہارا میک اپ صاف کر دیا تھا۔ اب تم اصل شکل میں ہو" ـــــ بالم نے جواب دیا اور ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا۔ اُسے بالم سے اتنی ذہانت کی امید نہ تھی۔

"اب کیا باقی ساری عمر یہیں سمندر میں ہی گزارنی ہے"
ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ـــــ بہر حال مجھے کاشن ملے گا کہ راستہ صاف ہے تو پھر میں واپس جاؤں گا" ـــــ بالم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اس لئے مطمئن بیٹھا تھا کہ ٹائیگر کے ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے ہیں۔ اور پھر اس کی جیب میں کوئی اسلحہ نہیں ہے ـــــ اور اس کھلے سمندر میں اگر وہ کوئی حرکت کرتا بھی تو ظاہر ہے کھلے سمندر میں اس



لاش مچھلیوں کی خوراک ہی بنتی۔ ادھر ٹائیگر رسی کو اس حد تک کاٹ چکا تھا کہ اب صرف ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ آزاد کرا سکتا تھا لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا ـــــ کیونکہ عمران نے اُسے اغوا ہونے کی ہدایت کی تھی۔ اور وہ اس پر پورا پورا عمل کرنا چاہتا تھا۔

"یہ آخر تمہیں مجھ سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ حالانکہ میرا اور تمہارا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں۔ البتہ تمہاری ملاقات کے میرے مہمان خواہش مند ہیں" ـــــ بالم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا اچانک بالم کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں ـــــ اور بالم نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال لیا۔

"یس ـــــ بالم اٹنڈنگ اوور" ـــــ اس نے ڈبے کی ایک سائیڈ میں موجود بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"فلر بول رہا ہوں باس ـــــ وہ لوگ ساحل سے چلے گئے ہیں صرف ایک آدمی ابھی تک وہیں موجود ہے۔ میں نے ماسٹر سے بات کی تھی۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس آدمی کو واپس لے آنے کی بجائے شیطان جزیرے پر پہنچا دیا جائے ـــــ مہمان وہاں پہنچ جائیں گے اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ـــــ یہ ٹھیک ہے ـــــ پھر میں اسے شیطان جزیرے کی طرف لے جاؤں اوور" ـــــ بالم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ تم وہاں پہنچ جاؤ۔ ماسٹر خود مہمانوں کو لے کر وہاں پہنچ

جائے گا اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"او۔ کے اوور اینڈ آل"۔۔۔ بالم نے کہا اور بٹن بند کر کے اس نے ڈبہ جیب میں ڈالا اور پھر مڑ کر واپس انجن کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد موٹر بوٹ سٹارٹ ہوئی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے ایک سائیڈ پر بڑھتی گئی۔

ٹائیگر شیطان جزیرے کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ ساحل سے خاصے فاصلے پر ایک خوف ناک اور ویران جزیرہ تھا۔۔۔ جزیرہ پرانے زمانے کا ایک قید خانہ بنا ہوا تھا۔ سنا تھا کہ کسی زمانے میں خطرناک قیدیوں کو یہاں رکھا جاتا تھا۔ اور وہ وہاں سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے تھے۔

اس لئے ان کی روحیں اب بھی اس جزیرے پر بھٹکتی رہتی تھیں اور یہ بات اس قدر مشہور ہوئی تھی کہ اس جزیرے کی طرف کوئی رخ بھی نہ کرتا تھا۔۔۔ عام لوگ تو ایک طرف جرائم پیشہ افراد بھی اس کا رخ کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔

"یہ تمہارے مہمان کون ہیں۔ اور ان کا مجھ سے کیا تعلق ہے"۔ ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔۔۔ ماسٹر ٹونی جانتا ہے۔ میں تو بس احکا کی تعمیل کر رہا ہوں"۔۔۔ بالم نے مڑے بغیر جواب دیا۔

اور پھر دور سے ٹائیگر کو شیطان جزیرے کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ موٹر بوٹ انتہائی تیز رفتاری سے اس جزیرے کی طر بڑھی جا رہی تھی۔۔۔ اور اب ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ اُسے خود ہ



…ھ کرنا ہوگا۔ کیوں کہ عمران کا تو اس جزیرے تک پہنچنا ناممکن تھا۔ …زیادہ سے زیادہ اُسے ساحل کے قریب ہی تلاش کرتا رہے گا۔ …ر مہمانوں سے وہ سمجھ گیا تھا کہ آنے والے ارسلان اور اس کے ساتھی ہوں گے اور وہ کیا چاہتے تھے۔۔۔ اس بات کو بھی وہ سمجھتا تھا۔ وہ اُسے عمران کو قتل کرنے کے لئے چارے کے طور پر استعمال کرنا چاہتے تھے۔۔۔ اور ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ وہ انہیں عمران بطور تحفہ خود پیش کر دے۔ وہ یہی بیٹھا سوچ رہا تھا کہ موٹر بوٹ جزیرے کی ایک کھاڑی میں پہنچ کر رک گئی۔

"اگر میں تمہارے پیر کھول دوں تو تم کوئی غلط حرکت نہیں کرو گے۔۔۔ ویسے یہ بتا دوں کہ اس جزیرے کے گرد خونخوار شارک مچھلیاں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ غلط حرکت کا نتیجہ شارک مچھلیوں کے پیٹ میں پہنچنے کے مترادف ہوگا"۔۔۔ بالم نے ایک …ان سے موٹر بوٹ باندھ کر جیب سے ایک بھاری ریوالور نکالتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری جان اتنی فالتو نہیں ہے دوست۔۔۔ جتنی تم سمجھ رہے …پھر میرے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں۔ میں تو کسی اندھے …طرح بے بس ہو چکا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

اور بالم نے آگے بڑھ کر اس کے پیروں میں بندھی ہوئی رسی گانٹھ کے ایک سرے کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ تو رسی کھل …اور چند لمحوں بعد ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"چلو اوپر جزیرے کی طرف" —— بالم نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اُسے سہارا دے کر موٹر بوٹ سے اوپر جزیرے پر لے آیا —— لیکن وہ زیادہ اندر نہ گیا۔ بلکہ اس نے اُسے ایک طرف بیٹھنے کے لئے کہا اور ریوالور لے کر اس سے دو قدم ہٹ کر کھڑا ہو گیا —— وہ اب سمندر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ ٹائیگر کی طرف سے بھی بے حد چوکنا تھا۔ لیکن ٹائیگر بڑے مطمئن انداز میں چٹان کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں دُور سے ایک نقطہ سا سمندر کی سطح پر ابھرتا دکھائی دیا —— نقطہ آہستہ آہستہ واضح ہوتا گیا یہ ایک خاصی بڑی لانچ تھی جو اسی جزیرے کی طرف ہی بڑھی چلی آ رہی تھی —— ٹائیگر خاموش بیٹھا اس لانچ کو دیکھتا رہا۔ اور پھر لانچ موٹر بوٹ کے قریب آ کر رک گئی۔ ٹائیگر نے دیکھا کہ لانچ پر فرخندہ ارسلان —— میتھائس اور ڈگلس کے ساتھ ماسٹر ٹونی بھی تھا اور تیلے ماسٹر ٹونی کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا —— وہ تیزی سے اتر کر جزیرے پر چڑھ آئے۔ اور پھر جلد ہی وہ ٹائیگر کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ ٹائیگر اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"یہ تو بہت اچھی جگہ تجویز کی ہے تم نے پوچھ گچھ کے لئے۔ یہاں اس ٹائیگر کی چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہو گا" —— ارسلان نے بھیڑیئے کے سے انداز میں دانت نکالتے ہوئے ماسٹر ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک اور تجویز بھی ہو سکتی ہے۔ کیوں نہ کسی طرح عمران کو



یہاں لایا جائے اور پھر اطمینان سے اس کا شکار یہاں کھیلا جائے" فرخندہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بتائیے گا کہ عمران کہاں مل سکتا ہے" —— ارسلان نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر خاموش کھڑا تھا۔

"اگر آپ لوگ عمران کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ بات آپ اس بارے میں بھی پوچھ سکتے تھے —— اس کے لئے اتنی دور آنے کی کیا ضرورت تھی" —— ٹائیگر نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر ٹونی —— یہاں کوئی ایسا درخت ہے جس کا ایک ٹہنا خاصا لمبا ہو۔ میں اس سے نئے انداز سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں" ارسلان نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو تم کانگا قبائلیوں والا طریقہ استعمال کرنا چاہتے ہو" —— فرخندہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— بڑا عرصہ ہوا ہے کسی انسان کی زوردار چیخیں سنے ہوئے" —— ارسلان نے کہا۔ اور پھر اس کی گھومتی ہوئی نظریں ایک درخت پر جم گئیں۔ جس کا ایک ٹہنا خاصے فاصلے تک چلا گیا تھا۔

ٹائیگر کانگا قبائلیوں والا طریقہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ ارسلان اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے —— اُسے معلوم تھا کہ جب کانگا کے وحشی افریقی کسی کو سزا دیتے ہیں تو زمین پر دو کھونٹے گاڑھ کر مجرم کی دونوں ٹانگیں مضبوطی سے اس سے باندھ دیتے ہیں —— اور

پھر لمبے تنے کے سرے پر رسا باندھ کر وہ اُسے کھینچ کر نیچے لے آتے ہیں ــــ اور اس کا ایک سرا اپنے شکار کے دونوں بازوؤں کے نیچے باندھ دیتے ہیں اور دوسرا سرا کھونٹے کے ساتھ ــــ پھر وہ کھونٹے والے رسے کو آہستہ آہستہ چھوڑتے ہیں جس سے تنا جو جبراً نیچے جھکا ہوا ہوتا ہے اوپر کی طرف اٹھتا ہے ۔ اور شکار کے اوپر والا جسم اس کے ساتھ اوپر کو اٹھتا ہے جب کہ اس کا نچلا جسم کھونٹوں کے ساتھ ہی بندھا رہ جاتا ہے ــــ یہ ایک ایسی خوف ناک سزا تھی کہ اس کا تصور کر کے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے ــــ ٹائیگر نے بھی ایک جھرجھری لی ۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اُسے فوری حرکت میں آجانا چاہئے ۔ ورنہ ایک بار وہ اس خوف ناک شکنجے میں پھنس گیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے نہ بچا سکے گی ۔"

" مگر اس کے لئے تو خاصے بڑے رسے کی ضرورت پڑے گی ۔" ــــ ڈگلس نے کہا ۔

" رسہ لانچ میں موجود ہے ــــ اگر کہو تو میں لے آؤں ۔" ماسٹر ٹونی نے کہا ۔

" میں لے آتا ہوں باس ۔" ــــ بالم نے فوراً کہا ۔

" ہاں لے آؤ ــــ اور سنو ــــ کھونٹے ٹھونکنے کے لئے اگر کوئی ہتھوڑا وغیرہ مل جائے تو وہ بھی لیتے آنا ۔" ــــ ارسلان نے کہا ۔

اور بالم سر ہلاتا ہوا واپس لانچ کی طرف مڑ گیا ۔



" اگر آپ لوگ صرف عمران کا پتہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو وہ میں بتا دیتا ہوں ــــ اس ساری محنت مشقت کا کیا فائدہ ۔" ــــ ٹائیگر نے خوف زدہ لہجہ بناتے ہوئے کہا ۔

" بتا دینا بھائی بتا دینا ــــ اتنی بھی جلدی کیا ہے ۔ وہ تو تم بتاؤ گے ہی ۔ دراصل یہ ویران جزیرہ دیکھ کر مجھے کچھ لطف لینے کا خیال آ گیا ہے ۔" ــــ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

اور ٹائیگر نے سر گھما کر دیکھا تو بالم نیچے اتر چکا تھا ۔ اس کے ساتھ ماسٹر ٹونی کھڑا تھا ۔ جس کے ہاتھ میں ریوالور تھا ــــ باقی لوگ خالی ہاتھ کھڑے تھے ۔ البتہ ان کی جیبوں میں ریوالوروں کی موجودگی صاف دکھائی دے رہی تھی ۔

ٹائیگر کے لئے یہ موقع اچھا تھا ۔ اس نے اچانک اپنے بازوؤں کو مخالف سمتوں میں جھٹکا دیا تو اس کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسی ٹوٹ گئی ــــ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے ۔ ٹائیگر نے بجلی کی تیزی سے ماسٹر ٹونی کے ریوالور پر جھپٹا مارا ۔ اور ماسٹر ٹونی الٹا ہوا پشت کے بل نیچے گرا ــــ اور اس کا ریوالور اب ٹائیگر کے ہاتھوں میں تھا ۔

" خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے بھون دوں گا ۔ منہ دوسری طرف کر لو ــــ جلدی کرو ۔" ــــ ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا ۔ اور خود وہ تیزی سے دو تین قدم پیچھے ہٹتا گیا ۔

ارسلان اور اس کے ساتھی حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگے ۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انسان کی بجائے اپنے سامنے کسی بھوت

کو دیکھ رہے ہوں۔ وہ تو اس لئے مطمئن کھڑے تھے کہ وہ جزیرے پر آتے ہی یہ دیکھ چکے تھے کہ ٹائیگر کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے ہیں ——— ماسٹر ٹونی نیچے گرتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں غصے کے چراغ سے جلنے لگے تھے۔ لیکن ٹائیگر کے ہاتھ میں ریوالور کی وجہ سے وہ خاموش تھے۔

"گھوم جاؤ جلدی" ——— ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے اسے چٹان سے بالم کا سر ابھرتا نظر آیا۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور بالم پر فائر کر دیا ——— دھماکے کے ساتھ ہی بالم کے حلق سے چیخ نکلی اور یہ چیخ ڈوبتی ہوئی نیچے پانی تک چلی گئی ——— لیکن ٹائیگر کا اس طرح گھوم کر فائر کرنا اس کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوا۔ اس کی نظریں ایک لمحے کے لئے سامنے کھڑے ہوئے افراد سے ہٹیں ——— اور بالم پر فائر کر کے ابھی اس کا ہاتھ واپس نہ آیا تھا کہ ارسلان گولی کی طرح اڑتا ہوا اس سے آٹکرایا۔ اور ٹائیگر کو ساتھ لیتا ہوا نیچے چٹان پر جا گرا ——— آخری لمحات میں ٹائیگر نے ہٹنے کی کوشش کی لیکن ارسلان کی پھرتی حیرت انگیز تھی۔ دھکا لگنے اور نیچے گرنے کی وجہ سے ریوالور ٹائیگر کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔

اس نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اپنے اوپر آئے ہوئے ارسلان کو پشت پر اچھالنا چاہا ——— مگر اسی لمحے ماسٹر ٹونی ——— جھپٹ کر اس کی دونوں ٹانگوں کے اوپر آگرا۔ اور اس طرح ٹائیگر بے بس ہو گیا ——— متھائس، ڈگلس اور فرخندہ بھی اس پر چڑھ دوڑیں۔ اور



انہوں نے اس طرح ٹائیگر کو بے بس کر دیا۔ کہ ٹائیگر باوجود کوشش کے حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔

"اسے گولی مار دو ——— مار ڈالو" ——— ماسٹر ٹونی نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ——— گولی اس کے لئے آسان موت ہو گی۔ اس کے ہاتھ پیر باندھ دو۔ فرخندہ رسی دو" ——— ارسلان نے چیختے ہوئے کہا۔ اور فرخندہ بھاگ کر اس چٹان کی طرف بڑھی جہاں سے بالم نیچے گرا تھا ——— رسیوں کا بنڈل اب بھی چٹان پر پڑا نظر آرہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں فرخندہ رسیاں لے کر واپس پہنچ گئی۔ اور پھر ٹائیگر کے ہاتھ اور پیروں کے ساتھ ساتھ اس کے بازوؤں کو بھی اس کے جسم کے ساتھ اس طرح باندھ دیا گیا کہ وہ سوائے سر کے اور اپنے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔

تسلی کر لینے کے بعد وہ سب ٹائیگر سے علیحدہ ہوئے تو ٹونی بجلی کی سی تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھا۔ جہاں بالم کو گولی ماری گئی تھی ——— اور تھوڑی دیر بعد وہ زخمی بالم کو کاندھے پر اٹھائے واپس آگیا۔ بالم گولی کھا کر نیچے موٹر بوٹ میں جا گرا تھا۔ گولی اس کے سینے پر لگی تھی۔ لیکن ابھی تک وہ زندہ تھا۔

"ٹھہرو ——— میں اس کی گولی نکال دوں۔ شاید یہ بچ جائے" ڈگلس نے کہا۔ اور پھر اس نے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا اور تیزی سے بالم پر جھک گیا ——— اس نے بڑی مہارت سے اس کے سینے پر موجود سوراخ کو چاقو کی مدد سے ذرا سا چوڑا کیا اور پھر چاقو اندر ڈال کر اس

نے گولی کی پوزیشن چیک کی۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"گولی سینے کی ہڈیوں میں پھنس گئی ہے۔ اندر دل میں نہیں گھسی" ڈگلس نے کہا۔ اور پھر اس نے چاقو کی نوک کی مدد سے بڑے ماہرانہ انداز میں گولی کو جھٹکا دے کر باہر نکال لیا ـــــ پھر اس نے بڑی پھرتی سے اپنی جیب سے ایک رومال نکالا اور لائٹر نکال کر اس نے رومال کو آگ لگا دی ـــــ رومال تیزی سے جلنے لگا۔ چند لمحوں میں ہی رومال جل کر راکھ ہو گیا۔ ڈگلس نے ماسٹر ٹونی کی قمیض پھاڑ کر اس کی پٹی بھی بنا لی ـــــ اور زخم کے اوپر رکھنے کے لئے تہہ دار کپڑا بھی ـــــ راکھ ٹھنڈی ہوتے ہی اس نے راکھ کو زخم کے اندر بھرنا شروع کر دیا۔ راکھ نے زخم سے نکلنے والے خون کو بند کر دیا، پوری راکھ بھر کر اس نے تہہ دار کپڑا زخم پر رکھا اور پھر پٹی باندھ دی ـــــ یہ سارے کام وہ بڑے ماہرانہ انداز میں کر رہا تھا جیسے وہ ساری زندگی یہی کام کرتا آیا ہو۔ پٹی باندھ کر اس نے بالم کی نبض چیک کی۔

"ماسٹر ٹونی ـــــ اسے فوراً موٹر بوٹ میں ڈال کر ہسپتال پہنچاؤ۔ ابھی اس کی حالت خطرے سے باہر نہیں۔ لیکن اب یہ ہسپتال تک پہنچ جائے گا ـــــ اگر اسے طبی امداد مل گئی تو یہ بچ بھی جائے گا۔ فوری خطرہ دور ہو گیا ہے" ـــــ ڈگلس نے اٹھ کر ماسٹر ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا جو دانت بھینچے بالم کے سرہانے کھڑا تھا۔

"اور آپ اور یہ ٹائیگر ـــــ اس کی تو میں اپنے ہاتھوں سے بوٹیاں



ادوں گا" ـــــ ماسٹر ٹونی نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہماری فکر نہ کرو۔ لانچ یہیں چھوڑ جاؤ۔ ہم اس سے تمہارا انتقام ی لے لیں گے ـــــ تم اسے ہسپتال پہنچاؤ" ـــــ ارسلان لے کہا۔

"اس کو اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک میں واپس نہ آ باؤں۔ یہ میری درخواست ہے" ـــــ ماسٹر ٹونی نے سرد لہجے ں کہا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ تم فکر نہ کرو۔ بالم کو لے جاؤ۔ جلدی۔ ورنہ یہ مر بائے گا" ـــــ ارسلان نے کہا۔

اور پھر ماسٹر ٹونی اور میتھائس نے مل کر بے ہوش پڑے ہوئے بالم کو اٹھایا اور دونوں اُسے احتیاط سے موٹر بوٹ کی طرف لے گئے ـــــ تھوڑی دیر بعد میتھائس واپس آ گیا۔ اور موٹر بوٹ کے انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر انہیں موٹر بوٹ سمندر میں جاتی ہوئی دکھائی دینے لگی ـــــ وہ خاموش کھڑے اُسے جاتا دیکھتے رہے۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ تو وہ سب زمین پر بندھے پڑے ٹائیگر کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہتھوڑا ابھی چٹان پر پڑا ہے۔ دم لے آؤ فرخندہ ـــــ تاکہ کارروائی شروع کی جا سکے" ـــــ ارسلان نے کہا۔

"اس چکر کو چھوڑو ـــــ جو کچھ اس سے پوچھنا ہے پوچھ کر اسے گولی مار کر سمندر میں پھینک دو ـــــ ماسٹر ٹونی نے بتایا ہے کہ اس جزیرے کے گرد شارک مچھلیاں کثیر تعداد میں ہیں۔ وہ اس کا

گوشت مزے سے کھائیں گی" ـــ فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مرنا تو اس نے ہے ہی ـــ تو کیوں نہ اس کو ایسے طریقے سے مارا جائے کہ اس کی روح بھی صدیوں بلبلاتی رہے ـــ تم ہتھوڑا لے آؤ" ـــ ارسلان نے کہا۔ وہ ابھی تک اپنے طریقے پر بضد تھا۔

فرخندہ سر ہلاتی ہوئی چٹان کی طرف مڑی۔ اور پھر اس نے وہاں سے ہتھوڑا اٹھایا اور لا کر ارسلان کو دے دیا۔

"میں کھونٹے تیار کرتا ہوں ـــ تم اسے گھسیٹ کر اس درخت کے تنے کے نیچے لے چلو" ـــ ارسلان نے میتھائس سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور میتھائس نے زمین پر پڑے ہوئے ٹائیگر کے سر کے بال پکڑے۔ اور پھر اسے بڑے بے دردانہ انداز میں گھسیٹ کر اس درخت کی طرف لے جانے لگا ـــ ناہموار زمین پر اس بے دردی سے گھسیٹے جانے پر ٹائیگر کے کپڑے پھٹ گئے اور اس کے جسم پر زخم آنے شروع ہو گئے ـــ لیکن ٹائیگر نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ بازی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ اور اب چیخنے چلانے کا کوئی فائدہ نہ تھا ـــ اس سے غلطی ہوئی تھی کہ ریوالور ہاتھ میں لیتے ہی اس نے ان پر فائر نہیں کھول دیا ـــ وہ انہیں زندہ گرفتار کرنے کے چکر میں مار کھا گیا تھا۔ اور اب اسے یقین تھا کہ دردناک موت اس کا مقدر بن چکی



ہے، ظاہر ہے یہاں اسے بچانے کے لئے کوئی پہنچ ہی نہ سکے گا حال جب تقدیر ہی خلاف ہو جائے تو پھر کیا ہو سکتا تھا۔

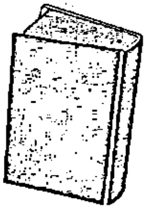

عمران نے ارض بار سے کچھ فاصلے پر اپنی سپورٹس کار میں بیٹھا ہوا تھا ـــ اس کی نظریں ارض بار کے گیٹ پر لگی ہوئی تھیں اس نے سیکرٹ سروس کے ممبران کی چار کاریں بھی ارض بار کے گرد پھیلی ہوئیں چیک کر لی تھیں ـــ اور پھر ٹائیگر ارض بار سے باہر نکلا۔ اور اس کے بعد اس کے اغوا ہو کر نیلے رنگ کی کار کی طرف بڑھتے اور پھر کار کے قریب اس کے سر اور کنپٹی پر ضربیں لگا کر اسے بے ہوش ہوتے بھی اس نے دیکھ لیا۔

چند لمحوں بعد نیلے رنگ کی کار سڑک پر آ گئی۔ تو سیکرٹ سروس کی کاریں بھی حرکت میں آ گئیں ـــ عمران کچھ دیر رکا رہا کہ شاید

ماسٹر ٹونی پارٹی کی کوئی کار بعد میں تعاقب نہ کرے۔ لیکن جب اس نے ایسی کوئی کار نہ دیکھی تو اس نے بھی آگے کار بڑھا دی۔ سیکرٹ سروس کی کاریں آگے پیچھے ہو کر بڑے محتاط انداز میں نیلے رنگ کی کار کا تعاقب کر رہی تھیں ــــ لیکن جلد ہی عمران نے محسوس کر لیا کہ نیلے رنگ کی کار والے اپنے تعاقب سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ کیونکہ نیلے رنگ کی کار نے اب خواہ مخواہ مختلف سڑکوں پہ گھومنا شروع کر دیا تھا ــــ اور پھر مختلف سڑکوں پہ گھومنے کے بعد اس کا رخ ساحل سمندر کی طرف ہو گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ ساحل سمندر کے قریب ہی کسی فلیٹ میں ارسلان اور اس کے ساتھی موجود ہوں گے۔ کیونکہ شہر کی نسبت یہ جگہ بے حد محفوظ تھی۔

ساحل سمندر پہ پہنچ کر نیلے رنگ کی کار شمالی طرف ہٹس کی جانب جانے والی ریتلی سڑک پر بڑھ گئی ــــ اب تعاقب واضح ہو گیا تھا۔ کیونکہ سیکرٹ سروس اور عمران کی کاروں کے علاوہ اور کوئی کار درمیان میں نہ رہی تھی ــــ گو یہاں پہنچتے ہی سیکرٹ سروس والوں نے فاصلہ بڑھا دیا تھا لیکن پھر بھی صورت حال واضح ہو چکی تھی ــــ نیلے رنگ کی کار ہٹس کی سائیڈ سے ہو کر آگے بیچ لگژری کی طرف بڑھ گئی۔ اور عمران سوچنے لگا کہ آخر وہ کہاں جا رہے ہیں ابھی وہ اس بارے میں غور کر ہی رہا تھا کہ اس نے نیلے رنگ کی کار کو دور ساحل کے ساتھ رکتے دیکھا ــــ وہاں دو موٹر بوٹس موجود تھیں۔ کار میں موجود افراد باہر نکل کر تیزی سے ان بوٹوں پہ چڑھے۔ اور ٹائیگر کو بھی ایک بوٹ پہ منتقل کر دیا گیا۔ دوسرے



ے دونوں بوٹس انتہائی تیز رفتاری سے کھلے سمندر کی طرف بڑھ ہیں۔ اور جب تک سیکرٹ سروس کی کاریں اور عمران کی کار لے رنگ کی کار کے قریب پہنچتیں دونوں موٹر بوٹس کھلے سمندر ں پہنچ کر تقریباً غائب ہو چکی تھیں۔

عمران کار روک کر نیچے اتر آیا۔ سیکرٹ سروس کے ارکان ں کاروں سے باہر آ گئے تھے۔

"یہ تو نیا کام کیا ہے انہوں نے" ــــ عمران نے کار سے نیچے ترتے ہی کہا۔

اور سیکرٹ سروس کے ارکان سر ہلانے لگے۔ وہ عمران کو ں کی مخصوص کار کی وجہ سے پہلے ہی پہچان چکے تھے ــــ اس ے انہوں نے راستے میں بھی اس سے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔

"ہمیں فوراً ساحل سمندر کی طرف جانا چاہیئے۔ یہ لوگ گھوم کر ہیں جائیں گے" ــــ صفدر نے کہا۔ اور عمران نے بھی سر ہلا ا۔ چنانچہ سارا قافلہ دوبارہ کاروں میں لد گیا۔ اور کاریں انتہائی رفتاری سے دوڑتی ہوئیں واپس ساحل سمندر کی طرف بڑھ گئیں۔

احل سمندر پہ پہنچ کر وہ جیسے ہی گھاٹ پہ پہنچے۔ انہوں نے دونوں ٹر بوٹس وہاں ایک سائیڈ پہ کھڑی دیکھیں ــــ عمران تیزی ے موٹر بوٹس کے انچارج کی طرف بڑھا۔

"میرا تعلق پولیس سے ہے ــــ یہ موٹر بوٹس کب واپس پہنچی ں" ــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ابھی جناب چند لمحے ہوئے ــــ یہ ایک گھنٹہ پہلے تفریح کیلئے

کرایہ پر لی گئی تھیں جناب خیریت ہے ــــ کیا ہوا" ــــ موٹر بوٹس کے انچارج نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"کتنے افراد لے گئے تھے اور کتنے واپس آئے ہیں" عمران نے کہا۔

"دو آدمی تھے جناب لے جانے والے ــــ لیکن جب وہ واپس آئے تو ان کی تعداد چھ تھی۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ان کے یہ چار آدمی فش سٹیمر پر تھے وہ واپس انہیں لے آئے ہیں" انچارج نے جواب دیا۔

"کوئی بے ہوش یا زخمی بھی ساتھ تھا" ــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب ــــ وہ سارے صحیح سالم اور ٹھیک ٹھاک تھے۔ غنڈے ٹائپ لگتے تھے۔ وہ چار آدمی ــــ میں نے تو جناب ان کی شکلیں اور لباس دیکھ کر زیادہ پوچھ گچھ نہیں کی تھی" ــــ انچارج نے جواب دیا۔

"یہ فش سٹیمر سمندر میں کہاں ہے" ــــ عمران نے پوچھا۔

"جناب ــــ کھلے سمندر میں تو مختلف کمپنیوں کے فش سٹیمر گھومتے رہتے ہیں" ــــ انچارج نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھی کاروں میں ہی موجود تھے۔

"میرا خیال ہے ہمیں ٹلانے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ موٹر بوٹس سمندر میں ہی ہیں ــــ ان جیسی دو موٹر بوٹس یہاں پہلے سے کھڑی ہیں۔ اور انچارج ان کا ہی آدمی ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم مایوس ہو کر واپس چلے جائیں گے تو وہ دوبارہ



لا یہ آجائیں گے۔ کیونکہ یہ دونوں موٹر بوٹس کی حالت بتا رہی ہے۔ انہیں کھلے سمندر میں نہیں لے جایا گیا۔ ورنہ پانی کے نشانات ان کناروں تک موجود ہوتے" ــــ عمران نے جا کر اپنے ساتھیوں کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہمارے واپس آتے ہی وہ واپس اپنی طرف پہنچ گئے ہوں اور کار وہ آگے بیچ لگڑزی سے نکال کر گوٹھ کی سائیڈ سے بیرونی سڑک پر نکال کر لے جائیں ــــ اور ہاں ساحل پر ہی کھڑے ان کا انتظار کرتے رہیں" شکیل نے کہا۔

"ہاں یقیناً ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اب انہیں ڈاج دینے کا ایک ریقہ ہے کہ جولیا اور کیپٹن شکیل کار لے کر اس نیلے رنگ کی کی طرف جائیں ــــ صفدر اور نعمانی اپنی کار میں سڑک پر کیفے ب کی سائیڈ میں رک جائیں۔ تنویر، چوہان اور صدیقی آخری چوک قریب رکیں۔ میں یہیں رہوں گا تاکہ وہ کسی بھی طرف سے نہ سکیں ــــ کار ٹرانسمیٹر پر ایک دوسرے سے رابطہ قائم ہوتا ے گا" ــــ عمران نے انہیں ہدایات دیں اور اس کی ہدایات مطابق وہ سب روانہ ہو گئے۔ عمران بھی اپنی کار میں بیٹھا اور ران نے کار واپس موڑ دی ــــ لیکن کچھ فاصلے پر جا کر اس کار کو سائیڈ روڈ پر ٹرن کیا۔ اور اسے گھما کر پارکنگ کی عقبی سائیڈ لے آکر روک دیا۔ اور خود وہ کار سے اتر کر ایک اونچے سے ٹیلے ٹ گیا ــــ یہاں سے ساحل سمندر کی طرف آتی ہوئی سڑک

کے ساتھ ساتھ وہ گھاٹ کو بھی آسانی سے چیک کر سکتا تھا۔ گھاٹ پر
موٹر بوٹس آجا رہی تھیں ـــــ لیکن مطلوبہ افراد میں سے کسی کی شکل نظر
نہ آئی تھی۔ جب عمران کو انتظار میں تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا تو عمران
سوچنے لگا کہ اس سے واقعی غلطی ہوئی ہے ـــــ اُسے ماسٹر ٹونی
بالم کو پکڑ کر اس سے پتہ چلا لینا تھا۔ اب اُسے کچھ کچھ یقین ہوتا جا رہا
تھا کہ شاید وہ لوگ واقعی نکل نہ گئے ہوں ـــــ لیکن وہ کچھ دیر مزید
انتظار کرنا چاہتا تھا۔ ایک بار اُسے خیال آیا تھا کہ وہ لانچ کو کھلے سمندر
میں چیک کرے ـــــ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا کیونکہ
اس طرح وہ ٹائیگر کو بھی نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اُسی لمحے ٹوں ٹوں
آوازیں اس کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر پر ابھریں تو اس نے
ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"یس ـــــ عمران سپیکنگ اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں ـــــ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے ہمیں یہاں
کب تک یہاں کھڑے رہیں اوور" ـــــ تنویر کی اکتائی ہوئی
آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ واپس فلیٹوں میں چلے جائیں۔ ضرورت
پڑی تو میں کال کر لوں گا اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا۔
پھر اس نے فریکونسی بدل کر جولیا کو بھی یہی کہا۔ ظاہر ہے وہ انہیں
کب تک روک سکتا تھا ـــــ اور پھر تھوڑی دیر بعد جولیا اور کیپٹن
شکیل کی کار اس نے ہٹس کی طرف سے واپس آتی دیکھی۔ عمران
خاموش ٹیلے پر لیٹا رہا ـــــ اس کی نظریں اب بھی گھاٹ پر جمی



تھیں۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ لوگ واپس نہیں آئے۔ لیکن پھر آخر
گئے کہاں ـــــ ویسے یہ فش سٹیمر والی بات بھی درست ہو سکتی
تھی لیکن ماسٹر ٹونی جیسے عام بدمعاش سے وہ اتنی ذہانت کی توقع
نہ رکھتا تھا کہ وہ ارسلان اور اس کے ساتھیوں کو پہلے کسی فش
سٹیمر پر منتقل کرے گا اور پھر ٹائیگر کو وہاں لے جائے گا۔
اور پھر دس منٹ مزید انتظار کرنے کے بعد اس نے واپس
جانے کا فیصلہ کیا ـــــ اب اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ ماسٹر ٹونی
کو تلاش کرے گا۔ اور پھر اس سے ارسلان اور اس کے ساتھیوں
کے ساتھ ساتھ ٹائیگر کا بھی پتہ نکال لے گا۔
ابھی وہ اٹھا ہی تھا کہ اچانک اُسے دور سے ایک موٹر بوٹ
تیزی سے گھاٹ کی طرف بڑھتی دکھائی دی ـــــ موٹر بوٹ جس
تیزی سے اڑی آ رہی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسی ایمرجنسی
میں آ رہی ہے۔ ورنہ گھاٹ کے قریب پہنچتے ہی عام طور پر موٹر بوٹس
کی رفتار کم کر دی جاتی تھی ـــــ مگر یہ موٹر بوٹ طوفان کی طرح گھاٹ
کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور پھر عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ گھاٹ
پر رکی ـــــ اور دوسرے لمحے عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی
کیونکہ وہ موٹر بوٹ بالکل ویسی ہی تھی جیسی موٹر بوٹ پر ٹائیگر کو لے
جایا گیا تھا ـــــ موٹر بوٹ رکتے ہی ایک سائیڈ سے ایک آدمی بھاگتا
ہوا موٹر بوٹ کے قریب پہنچا۔ اور پھر عمران یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ
موٹر بوٹ پر ماسٹر ٹونی موجود تھا ـــــ وہ آنے والے کو کچھ ہدایات
دے رہا تھا اور وہ آدمی موٹر بوٹ سے اتر کر تیزی سے دوڑتا ہوا

واپس پارکنگ کی طرف دوڑتا گیا۔

چند لمحوں بعد سیاہ رنگ کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی گھاٹ کے قریب جاکر رکی۔ اور وہ آدمی جو پہلے موٹر بوٹ میں گیا تھا نیچے اترا اور موٹر بوٹ میں گھس گیا ــــ اس نے موٹر بوٹ کے اندر موجود کسی آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور موٹر بوٹ سے اتر کر واپس کار کی طرف بڑھا ــــ ماسٹر ٹونی اسی طرح موٹر بوٹ میں ہی کھڑا رہا۔ جس آدمی کو کندھے پر اٹھایا گیا تھا وہ بے ہوش تھا۔ اس کی قمیض غائب تھی۔ اور قمیض کے ٹکڑے سے اس کے سینے پر پٹی باندھی گئی تھی ــــ جب وہ آدمی اس زخمی کو کار کی پچھلی سیٹ پر لٹانے لگا تو عمران کو اس کی شکل دکھائی دے گئی اور وہ چونک پڑا۔ کیوں کہ یہ بالم تھا ماسٹر ٹونی کا نمبر دو ــــ سیاہ رنگ کی کار بالم کو لے کر تیزی سے واپس مڑی اور شہر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔ جب کہ ماسٹر ٹونی گھاٹ کے انچارج سے باتوں میں مصروف ہو گیا ــــ اور پھر چند لمحوں بعد اس نے موٹر بوٹ واپس کھلے سمندر کی طرف دوڑا دی۔ جب وہ کچھ دور نکل گیا تو عمران تیزی سے ٹیلے سے نیچے اترا اور تیزی سے دوبارہ گھاٹ کے انچارج کی طرف بڑھا ــــ گھاٹ کا انچارج جو کسی ملاح سے باتوں میں مصروف تھا۔ عمران کو دوبارہ اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گیا۔

"تمہیں میں نے پہلے بتایا تھا۔ کہ میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے یاد ہے نا تمہیں" ــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر یس سر ــــ مجھے یاد ہے جناب" ــــ گھاٹ



رج نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایک طرف ہو کر میری بات سن لو۔ خفیہ پولیس کو اطلاع ہے کہ مجرم بھاری مقدار میں منشیات لے کر اس گھاٹ پر پہنچنے لے ہیں ــــ اور تم چوں کہ یہاں کے انچارج ہو اس لئے پولیس اعلیٰ حکام نے تمہیں اعتماد میں لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ تمہیں ں سے تعاون کرنا ہو گا ورنہ" ــــ عمران نے سخت لہجے لہا۔ اور ورنہ کے بعد جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"اوہ جناب ــــ میں تو ہمیشہ پولیس سے تعاون کرتا رہا ہوں۔ حکم فرمایئے" ــــ منشیات کا سن کر انچارج کے چہرے پر لخت اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اور یہی عمران چاہتا عمران اسے لے کر ایک طرف کھڑی ہوئی موٹر بوٹ میں چڑھ

"موٹر بوٹ چلا کر ایک طرف سمندر میں لے چلو ــــ بہت اہم لہ ہے" ــــ عمران نے کہا اور انچارج نے سر ہلاتے ہوئے بوٹ کی پارکنگ رسی ہک سے نکال کر اور اس کا انجن سٹارٹ کے اسے ایک سائیڈ پر لے گیا ــــ موٹر بوٹ کی رفتار آہستہ

بس جناب ــــ اب تو کافی فاصلہ ہو گیا ہے" ــــ انچارج لہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر شکوک و شبہات کی پرچھائیاں رنے لگی تھیں۔

ہاں ٹھیک ہے ــــ روک دو" ــــ عمران نے بڑے مطمئن

لہجے میں کہا اور انچارج نے انجن بند کر دیا۔

"جناب فرمائیے" ۔۔۔ انچارج نے مڑتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ ماسٹر ٹونی موٹر بوٹ لے کر کہاں گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں پوچھا۔

"کیا ۔۔۔ کیا ماسٹر ٹونی ۔۔۔ میں تو......" ۔۔۔ انچارج نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ انتہائی تیزی سے پتلون کی پچھلی جیب کی طرف گیا ۔۔۔ مگر اسی لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور چٹاخ کی زوردار آواز سے عمران کا بھرپور تھپڑ انچارج کے چہرے پر پڑا اور وہ چیختا ہوا بوٹ کے فرش پر گرا ۔۔۔ اس نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر عمران نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں لات جما دی اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے انچارج کے حلق سے درد میں ڈوبی ہوئی چیخ نکلی اور وہ دوبارہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا ۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر پوری قوت سے اس کے سینے پر کک لگائی اور انچارج یوں تڑپنے لگا جیسے اس کی روح جسم سے کھنچی جا رہی ہو۔

"جلدی بتاؤ ۔۔۔ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا"

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کی پسلیوں میں ایک اور ضرب جما دی۔

"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بتاتا ہوں" ۔۔۔ انچارج نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جلدی بکو ۔۔۔ میرے پاس وقت نہیں ہے" ۔۔۔ عمران



پھرتی سے جیب سے ایک پتلی دھار کا خنجر نکالا اور جھک کر اس کی نوک انچارج کی گردن پر جما دی۔

"وہ شیطان جزیرے پر گیا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ بوٹ میں چالیس لیٹر تیل ہے ۔۔۔ شیطان جزیرے تک جانے واپس آنے کے لئے کافی ہے یا اور تیل لینا پڑے گا۔ میں نے بتایا کہ کافی ہے" ۔۔۔ انچارج نے ہکلاتے ہوئے اور خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے پہلے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا تھا" ۔۔۔ عمران نے خنجر پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا اور انچارج کی گردن سے خون کی بہنے لگی اور وہ بری طرح چیخنے لگا۔

"بتاؤ ۔۔۔ ورنہ ابھی شہ رگ کاٹ دوں گا" ۔۔۔ عمران نے لہجے میں کہا۔

"مجھے دو ہزار روپے دیئے گئے تھے کہ جو پوچھنے آئے اسے ٹال دوں اور ان کے ایک آدمی کو اشارہ کر دوں" ۔۔۔ انچارج نے جواب دیا اور عمران نے خنجر واپس کھینچ لیا۔

"چلو سمندر میں چھلانگ لگاؤ اور تیر کر واپس جاؤ ۔۔۔ اور سنو ۔۔۔ اگر کسی کو میرے متعلق بتایا تو ایک ایک ہڈی توڑ دوں" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اور انچارج تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے یوں سمندر میں چھلانگ لگا دی جیسے وہ موت کے پنجے سے نکل رہا ہو۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے تیرتا ہوا واپس ساحل کی طرف جانے لگا۔

عمران جانتا تھا کہ وہ ماہر تیراک ہو گا اور آسانی سے ساحل تک پہنچ
جائے گا ــــ اس لیے اس نے جلدی سے موٹر بوٹ کا انجن سٹا
کیا۔ پیٹرول ٹینکی فل تھی۔ اس نے انتہائی تیز رفتاری سے موٹر بوٹ
کو کھلے سمندر کی طرف دوڑا دیا ــــ شیطان جزیرہ کافی فاصلے
پر تھا۔ اور اب اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ ٹائیگر کو وہیں لے جایا گیا
ہے۔ اور شاید ٹائیگر نے ہی بالم کو زخمی کیا ہو گا ــــ بہرحال اب
ٹائیگر کی جان شدید خطرے میں تھی۔ اس لئے وہ موٹر بوٹ کو اس
انتہائی رفتار پر دوڑائے چلا جا رہا تھا ــــ اور پھر اُسے دور سے
شیطان جزیرے کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ اس نے موٹر بوٹ
کا رخ موڑ دیا ــــ وہ اس جزیرے کی عقبی طرف سے اس پر چڑھ
چاہتا تھا۔ کیوں کہ ماسٹر لوٹی اسی طرف سے گیا تھا۔ اور یقیناً وہ لو
اسی طرف ہوں گے ــــ اور ادھر سے اسے دور سے چیک کیا
جا سکتا تھا۔ وہ لمبا چکر کاٹ کر جزیرے کی عقبی سمت پر گیا اور پھر
اس نے موٹر بوٹ کا انجن بند کر دیا تاکہ اس کی آواز جزیرے تک
نہ پہنچ جائے ــــ موٹر بوٹ اپنے زور پر جزیرے کی طرف بڑھتی
گئی۔ لیکن عمران قریب پہنچنے پر چونک پڑا۔ کیوں کہ اس طرف کوئی
ایسی کھاڑی نہ تھی جس میں وہ موٹر بوٹ روک کر جزیرے پر چڑھ
بلکہ سیدھی اور سپاٹ چٹانیں تھیں جن پر عام حالات میں چڑھنا
محال تھا ــــ موٹر بوٹ چٹانوں کے قریب پہنچ کر رک گئی اور
عمران چٹانوں پر چڑھنے کے بارے میں کوئی ترکیب سوچ رہا تھا
کہ اُسے دور سے ایک انسانی چیخ ہوا کی لہروں پر تیرتی ہوئی سنا



دی پھر جیسے چیخوں کا طوفان سا آ گیا۔ اور دوسری چیخ سنتے ہی
پارے کی طرح تڑپا ــــ یہ چیخیں ٹائیگر کی تھیں۔ ٹائیگر جس
ں چیخ رہا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ اس پر غیر انسانی انداز
ند کیا جا رہا ہے ــــ اب سوچنے کا وقت نہ تھا۔ عمران
ن دوبارہ سٹارٹ کیا اور پھر موٹر بوٹ کو اڑاتا ہوا چکر کاٹ
بارہ سامنے کے رخ کی طرف بڑھا۔ وہ موٹر بوٹ کو جزیرے
ں کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا تاکہ اوپر سے نظر نہ آ سکے ــــ اور
ین تھا کہ ان دل ہلا دینے والی چیخوں میں انجن کی آواز سنائی
ی گی ــــ چند لمحوں بعد وہ سامنے کے رخ پر پہنچ گیا۔ یہاں
ی لانچ کے ساتھ وہی موٹر بوٹ موجود تھی جس پر ماسٹر لوٹی
ــــ ٹائیگر کی دل ہلا دینے والی چیخیں اب قریب سے سنائی
ہی تھیں اور عمران نے موٹر بوٹ کو ہک کرنے میں بھی وقت
نہ کیا اور چٹان پر چھلانگ لگا دی ــــ دوسرے لمحے وہ کسی
طرح چھلانگیں لگاتا ہوا اوپر چڑھتا گیا۔ ٹائیگر کی چیخوں نے
ے خون کو پارے میں بدل دیا تھا۔

ٹائیگر درخت کے پاس زمین پر پڑا خاموشی سے ارسلان اور اس کے ساتھیوں کو اپنی موت کا سامان کرتے دیکھ رہا ۔۔۔ وہ حرکت کرنے سے قطعاً معذور ہو چکا تھا۔ اس سوائے خاموش پڑے رہنے کے اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ ارسلان نے درخت کا ایک ٹہنا اپنی طاقت سے توڑا ۔۔۔ اور اس کے دو کھونٹے بنا کر اس نے ہتھوڑے کی مدد سے انہیں تنے کے نیچے زمین میں گاڑھ دیا۔ اس کے بعد اس نے رسی کا گچھا اٹھا کر اُسے مخصوص انداز میں تیار کرنے لگا ۔۔۔ اس کے ساتھی خاموش کھڑے تھے۔ ارسلان شاید اس کام میں ماہر تھا۔ اس نے رسہ سیٹ کیا۔ اور پھر اُسے اٹھا کر وہ درخت کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی طرح اوپر چڑھتا گیا ۔۔۔ اس باہر نکلے ہوئے تنے پر وہ تیزی سے رینگتا ہوا اس کے آخری سرے پر پہنچ



...کے بوجھ کی وجہ سے کچھ جھک گیا تھا۔ لیکن وہ ٹوٹا نہ تھا۔ اس ...ک موجود تھی ۔۔۔ اور شاید اسی لچک کی وجہ سے ارسلان نے ...رخت کو منتخب کیا تھا۔ اس نے رسے کے ایک سرے کو ...کے سرے پر انتہائی مضبوطی سے باندھا اور پھر اُسے کھینچ کر ...گانٹھ کی مضبوطی کا اندازہ کیا ۔۔۔ اور باقی رسہ نیچے پھینک دیا۔ ...کے دو سرے نیچے گرے تھے اور پھر ارسلان نے خود بھی ...لانگ لگا دی۔

"آؤ ۔۔۔ اب مل کر اس تنے کو جھکاؤ جس حد تک یہ جھک سکے"۔ ...ان نے رسے کے دونوں سروں کو ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا۔ ...گلس اور میتھائس اس کے ساتھ مل گئے ۔۔۔ اور پھر انہوں نے ...پوری قوت سے زور لگایا اور درخت کا لچکیلا تنا نیچے جھکتا آیا۔ ...ارسلان نے دیکھا کہ اب اس سے زیادہ اگر جھکایا تو وہ ٹوٹ ...ئے گا تو اس نے ایک رسے کو ایک کھونٹے کے ساتھ اس ...زمین بل دے کر باندھا کہ وہ جب چاہے اُسے ان بلوں کی ...سے واپس اوپر کھسکا سکے۔

...رسے کو پکڑے رہنا ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ کھونٹا بھی زور سے نکل ...ئے"۔ ۔۔۔ ارسلان نے ڈگلس اور میتھائس سے کہا اور ان ...ہ سر ہلاتے ہی وہ خود رسے کو چھوڑ کر ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ "آؤ مسٹر ٹائیگر ۔۔۔ تمہیں اب پتہ چلے گا کہ تشدد کہتے کسے ...ہے" ۔۔۔ ارسلان نے بھوکے بھیڑیئے کے سے انداز میں ...ت گھورتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو میں شاید عمران کا پتہ بتا دیتا۔ لیکن اب تم کچھ بھی معلوم کر سکو گے ـــ یہ میرا فیصلہ ہے" ـــ ٹائیگر نے بڑے اعتما بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی تم کتے کی طرح بھونکنے لگو گے" ـــ ارسلان نے سفاکانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھک کر ٹائیگر اٹھایا اور اسے کندھے پر لاد کر ان کھونٹوں کی طرف بڑھنے لگا۔ کھونٹوں کے قریب پہنچ کر اس نے ٹائیگر کو ان کے پاس فرش پر لٹا دیا ـــ اس کے بعد اس نے ٹائیگر کے دونوں گھٹنوں سے علیحدہ علیحدہ رسی باندھی اور کچھ فاصلہ دے کر ان رسیوں کو دونوں کھونٹوں کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا ـــ درخت کے جھکے ہوئے ٹہنے سے ایک رسی اس نے ٹائیگر کے دونوں بازوؤں کے نیچے دے کر باندھی اور اسے مضبوطی سے گانٹھ دی ـــ اب ٹائیگر اس خوفناک تشدد کے لئے پوری طرح تیا ہو چکا تھا۔

"ایک موٹر بوٹ آ رہی ہے" ـــ اچانک فرخندہ نے کہا اور وہ سب چونک کر سمندر کی طرف دیکھنے لگے۔ موٹر بوٹ انتہا تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جزیرے کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔

"میرے خیال میں یہ ماسٹر ٹونی ہے" ـــ ارسلان نے کہا اور چند لمحوں بعد اس کے خیال کی تائید ہو گئی۔ کیوں کہ اب ماسٹر ٹونی پہچانا جا رہا تھا۔

"چلو یہ اچھا ہوا کہ وہ بروقت پہنچ گیا ہے" ـــ ارسلان نے



اور پھر تھوڑی دیر بعد ماسٹر ٹونی چٹانوں پر چڑھتا ہوا ان کے قریب یا۔

"ین وقت پر پہنچ گئے ہو ماسٹر ـــ اب دیکھو کہ ہم تمہارا انتقام لیتے ہیں" ـــ ارسلان نے کہا۔ اور کھونٹے سے بندھی رسی کے دوسرے سرے کو پکڑ کر اس نے آہستہ سے جھٹکا اس کی مخصوص انداز میں بندھی ہوئی گانٹھ کھل گئی اور رسی بل کھلنے لگی ـــ اس کے کھلتے ہی درخت کا جھکا ہوا ٹہنا اوپر ا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا بندھا ہوا جسم بھی اوپر کو اٹھتا ـــ ارسلان رسی ڈھیلی کرتا گیا۔ اور ٹائیگر کا جسم اوپر کو اٹھتا گیا۔ وں بعد اس کا جسم سیدھا ہو گیا۔ اور پھر کھونٹوں اور اس کے ن سے بندھی ہوئی رسیاں تن گئیں ـــ ارسلان نے ذرا ور رسی ڈھیلی کی تو ٹائیگر کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اسے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی تمام رگیں ربڑ کی طرح کھچ رہی ـــ ارسلان نے رسی کو اور ڈھیلا کیا اور ٹائیگر نے دانت لئے۔ اس کی نس نس میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی۔ اور جسم کا خون جیسے سر میں جمع ہونے لگ گیا ـــ ارسلان نے رسی ر ڈھیلا کیا تو ٹائیگر کے حلق سے نہ چاہنے کے باوجود درد میں ہوئی چیخ نکل گئی ـــ اب اس کی حالت انتہائی خراب ہو گئی رگیں تو ایک طرف اب تو اسے اپنی ہڈیاں بھی ٹوٹتی ہوئی ہو رہی تھیں اور چیخیں اب اس کے کنٹرول سے باہر ہو گئی ـــ اس کا ذہنی توازن ہی درست نہ رہا تھا اور پھر ارسلان

نے ذراسی اور ڈھیل دی اور ٹائیگر کی چیخوں نے پورے جزیرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

"اب بولو کہاں ہے عمران" ۔۔۔ ارسلان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ٹائیگر کی چیخیں سن کر لطف اندوز ہو رہا تھا۔

لیکن ٹائیگر کی چیخیں اور زیادہ بلند ہو گئیں۔ اب وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہا تھا۔

"ذرا رسی کو کھینچو ۔۔۔ تب ہی جواب دے گا" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ اُسے بھی شاید تشدد کا یہ طریقہ بے حد پسند آیا تھا۔

اور ارسلان نے رسی کو زور لگا کر واپس کھینچا تو ٹائیگر کی چیخیں ذرا ہلکی پڑ گئیں۔

"اب بھی وقت ہے بتا دو عمران کہاں ہے ۔۔۔ ورنہ ایک ایک رگ توڑ دوں گا" ۔۔۔ ارسلان نے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو ارسلان ۔۔۔ پلیز ۔۔۔ اگر یہ بتا دے تو اس کی جان بخشی کر دو۔ میں سفارش کرتی ہوں" ۔۔۔ فرخندہ نے ٹائیگر سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے مخصوص انداز میں آنکھ مار دی۔

"عمران تمہاری موت ہے کمینو ۔۔۔ تم اپنی موت سے نہیں بچ سکو گے۔ وہ تمہیں اسی طرح تڑپا تڑپا کر مارے گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے ہذیانی انداز میں جواب دیا۔



"اوہ ۔۔۔ ابھی دم خم ہے ۔۔۔ تو پھر بھگتو" ۔۔۔ ارسلان نے کٹیلے لہجے میں کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کی آنکھیں ابل کر باہر نکل آئیں۔ درد و تکلیف کی شدت سے اس کا خوب صورت چہرہ بُری طرح مسخ ہو گیا ۔۔۔ اس کا جسم بُری طرح کانپ رہا تھا۔ اور اس بار تو اس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں نے آسمان سر پہ اٹھا لیا تھا۔ لیکن ارسلان اور اس کے ساتھی بڑے مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اس ویران جزیرے اور دور دور تک پھیلے ہوئے سمندر میں ٹائیگر کی چیخیں کوئی نہیں سن سکتا۔

ارسلان آہستہ آہستہ رسی ڈھیلی کرتا جا رہا تھا اور ٹائیگر کی چیخیں اسی نسبت سے بلند ہوتی جا رہی تھیں۔

"اگر مزید لطف لینا ہے ارسلان تو رسی کو کچھ دیر کے لئے واپس کھینچ لو ۔۔۔ ورنہ یہ ابھی دم توڑ دے گا" ۔۔۔ ڈگلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے" ۔۔۔ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رسی کو واپس کھینچ لیا۔ ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے ٹائیگر کو کہاں مرنے دیتا تھا۔

رسی کے کھنچتے ہی ٹائیگر کی چیخیں مدھم پڑ جاتیں اور جب ارسلان رسی کو ڈھیلا کرتا تو اس کی چیخیں پھر بلند ہو جاتیں ۔۔۔ ارسلان اور اس کے ساتھی اس وحشیانہ کھیل سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہے تھے ۔۔۔ اور ارسلان کے چہرے سے

تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بچے کو اس کا نہ صرف من پسند کھلونا مل گیا ہو بلکہ اُسے اس بات کی بھی پوری اجازت دے دی گئی ہو کہ وہ اس سے دل بھر کر کھیلے ——— البتہ ان کے شکنجے میں پھنسا ہوا ٹائیگر اس غیر انسانی اور وحشیانہ تشدد کا نشانہ بن گیا تھا اور یہ شاید اس کی بدقسمتی کی انتہا تھی۔



عمران ٹائیگر کی چیخیں سنتا ہوا چٹانیں پھلانگتا اوپر چڑھا جا رہا تھا ——— اور پھر ایک چٹان سے سر باہر نکالتے ہی اُسے وہ کھیل نظر آ گیا جس کا نشانہ ٹائیگر بن رہا تھا۔ ٹائیگر درخت کے جھکے ہوئے ٹہنے اور زمین میں گاڑھے ہوئے کھونٹوں کے درمیان پھنسا ہوا تھا۔ اور ایک آدمی رسی پکڑے کھڑا تھا ——— جب کہ ڈگلس اور میتھائس ایک سائیڈ پر کھڑے تھے۔ ان کا رخ عمران کی طرف تھا۔ جب کہ رسی پکڑے ہوئے آدمی اور اس کی ساتھی عورت کی پشت عمران کی طرف تھی ——— ماسٹر ٹونی ایک سائیڈ میں سینے پر ہاتھ باندھے بڑے اطمینان سے کھڑا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ رسی پکڑنے والا ارسلان ہو گا اور اس کی ساتھی عورت فرخندہ ہو گی ——— اس نے ریوالور جیب سے نکال لیا۔ ٹائیگر کی چیخوں سے اس کے کان پھٹے جا رہے تھے

ٹائیگر کی دل ہلا دینے والی چیخیں اُسے اپنی رگ رگ میں اترتی محسوس ہو رہی تھیں ـــــ ایک لمحے کے لئے اس کا دل چاہا کہ وہ ان پانچوں کو گولیوں سے چھلنی کر دے۔ لیکن پھر اُس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس ارادے سے باز رکھا ـــــ کیوں کہ اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ارسلان یا اس کے کسی ساتھی پر فائر کیا تو ارسلان کے ہاتھ سے رسی چھوٹ جائے گی اور درخت کا جھکا ہوا ٹہنا پوری قوت سے اوپر کو اٹھے گا ـــــ اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ٹائیگر کا جسم یا تو دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا یا پھر اس کے جسم کی ہر رگ کھچ کر ٹوٹ جائے گی اور انتہائی اذیت ناک موت ٹائیگر کا مقدر بن جائے گی ـــــ وہ دانت بھینچے دیکھتا رہا۔ اور پھر اس نے چیک کر لیا کہ اُسے پہلے کھونٹوں اور ٹائیگر کے گھٹنوں سے بندھی ہوئی رسیاں توڑنی ہوں گی۔ اس کے بعد اگر ارسلان نے رسی چھوڑ بھی دی تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ٹائیگر کا جسم ٹہنے کے ساتھ فضا میں لٹک جائے گا ـــــ لیکن وہ موت سے بچ جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور پرابلم بھی اس کے ذہن میں تھی ـــــ نائلون کی باریک رسی کو اتنے فاصلے سے ریوالور کی گولی سے توڑنا کارے وارد تھا۔ اور پھر ایک رسی بھی نہیں بلکہ دو رسیاں ـــــ اور ان دونوں کو اس نے بغیر کسی وقفے کے کاٹنا تھا اگر ایک رسی ٹوٹی اور دوسری نہ ٹوٹی تو ارسلان نے بدکھلا کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی رسی چھوڑ دینی ہے ـــــ اور پھر پلک جھپکنے میں ٹائیگر کی موت اذیت ناک انداز میں واقع ہو جائے گی۔ اور ایک اور بات یہ کہ ایک کھونٹے کے سامنے ارسلان کھڑا تھا ـــــ اور کھونٹا اور اس



کے ساتھ بندھی ہوئی رسی کا صرف تھوڑا سا حصہ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نظر آ رہا تھا ـــــ یہ عمران کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ اس کی مہارت اور نشانہ بازی پر ٹائیگر کی موت اور زندگی کا دارومدار تھا۔ اور ایک غلطی کا نتیجہ ٹائیگر کی موت کی صورت میں نکلنا لازمی تھا ـــــ لیکن دوسری صورت بھی نہ تھی۔ عمران کو یہ رسک اٹھانا تھا۔ اس وقت تو سب کی توجہ ٹائیگر کی طرف تھی۔ لیکن اگر انہیں ذرا بھی عمران کی موجودگی کا احساس ہو جاتا تو پھر یقیناً ارسلان نے رسی یک لخت ڈھیلی کر دینی تھی ـــــ اس کے سوا اس کے پاس چارہ بھی نہ ہوتا۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ریوالور کو چٹان کے ساتھ لگا کر سیدھا کیا ـــــ اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اُسی لمحے عمران نے ہاتھ کو ذرا سی حرکت دی اور پہلے دھماکے کے ساتھ ہی دوسرے دھماکے سے فضا گونج اٹھی ـــــ اور اتنے فاصلے سے بھی نائلون کی باریک رسیاں کٹ چکی تھیں۔ پہلی گولی ارسلان کی ٹانگوں کے درمیان سے ہوتی ہوئی رسی کو کاٹ گئی تھی۔ اور دوسری گولی نے دوسرے کھونٹے کے ساتھ بندھی ہوئی رسی کو کاٹ دیا تھا ـــــ یہ واقعی عمران کی مہارت کا نقطۂ عروج تھا۔ ورنہ ایسے موقعے پر بڑے سے بڑا نشانہ باز دل چھوڑ جاتا تھا۔

دونوں دھماکے ہوتے ہی ارسلان سمیت سب لوگ بری طرح اچھلے اور توقع کے عین مطابق ارسلان کے ہاتھوں سے رسی چھوٹ گئی اور ٹائیگر ٹہنے کے ساتھ ہی ایک زوردار جھٹکے سے فضا میں اٹھتا گیا ـــــ عمران ٹائیگر کی زندگی بچانے میں تو کامیاب ہو چکا تھا۔ لیکن

اُسے تیسری گولی چلانے کا موقع نہ ملا۔ کیونکہ یکلخت جھکنے میں فرخندہ اور ڈگلس حرکت میں آ گئے تھے ——— اور عمران کی طرف گولیوں کی بوچھاڑ سی ہونے لگی۔ اور عمران نے تیزی سے سر اور ہاتھ کو نیچے کر لیا۔ وہ سب بھی زمین پر گر چکے تھے۔

عمران نیچے جھکتے ہی تیزی سے واپس پلٹا اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے چٹانوں کو پھلانگتا ہوا جزیرے کی شمالی سمت میں بڑھتا گیا ——— اوپر سے فائرنگ مسلسل ہو رہی تھی۔ اور اب دھماکے ساحل کے نزدیک آتے جا رہے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اُسی طرف بڑھتے آ رہے ہیں جدھر سے عمران نے گولیاں چلائی تھیں ——— عمران کافی فاصلہ دے کر اوپر چڑھنے لگا۔ اور پھر جب وہ اوپر پہنچا تو وہ درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں تھا۔ اس نے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن اب فائرنگ بند ہو گئی تھی وہ شاید کنارے پر پہنچ کر رک گئے تھے۔ کیونکہ وہاں انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا تھا ——— عمران درختوں کی آڑ لے کر تیزی سے آگے بڑھ آیا۔ اور پھر اُسے دور سے وہ پانچوں کنارے پر کھڑے نظر آنے لگے ——— وہ پانچوں چاروں سمتوں میں دیکھ رہے تھے ان کے چہروں سے اتنے فاصلے کے باوجود شدید حیرت کے آثار صاف نظر آ رہے تھے ——— اور عمران نے ایک درخت کی اوٹ لیتے ہوئے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ایک زوردار چیخ بلند ہوئی اور دوسرے لمحے میتھائس چکراتا ہوا چٹانوں پر سے لڑھکتا ہوا نیچے سمندر میں جا گرا۔



باقی سب نے انتہائی تیزی سے گھوم کر نیچے چٹانوں میں چھلانگیں ادیں۔ البتہ ماسٹر ٹونی نے ایک پتھر کی اوٹ لے کر اُس جھنڈ کی ن فائر کھول دیا ——— عمران کے ریوالور میں صرف آٹھ گولیاں تھیں ن میں سے تین وہ فائر کر چکا تھا اور پانچ باقی تھیں اس کے علاوہ اس ے پاس فالتو میگزین نہ تھا ——— اس لیے اب وہ احتیاط سے فائر ا چاہتا تھا۔ کیوں کہ ریوالور خالی ہونے کا مطلب ٹائیگر کے ساتھ اتھ اس کی بھی یقینی موت تھی۔

اور پھر اچانک فائرنگ رک گئی۔ عمران نے درخت کی اوٹ سے ر باہر نکالا تو اُس نے ماسٹر ٹونی کو بھی غائب پایا۔ یا تو وہ کسی اور پتھر اوٹ میں تھا یا پھر نیچے اتر گیا تھا ——— عمران جھپٹ کر آگے والے خت کی اوٹ میں ہو گیا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی فائر نہ ہوا تو ران اسی طرح جھپٹ جھپٹ کر درختوں کی اوٹ میں آگے بڑھنے لگا۔ نکہ اُسے خطرہ تھا کہ معمولی سی کوتاہی سے وہ گولی کی زد میں آ سکتا ہے ہ ابھی وہ کھلے میدان کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اس کے انوں میں لانچ کا انجن سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی ——— اور ران یہ آواز سنتے ہی تیزی سے کنارے کی طرف بھاگا۔ لیکن کنارے پہنچ کر اس نے جب ایک چٹان کی اوٹ سے سر باہر نکال کر دیکھا اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا ——— وہ سب لانچ میں ار ہو رہے تھے۔ ان کی موٹر بوٹ لانچ کے ساتھ ہی بندھی ہوئی ی اور وہ عمران کے ریوالور کی رینج سے باہر نکل چکے تھے۔ اب ان پر گولیاں چلانا فضول تھا ——— عمران چٹان کی اوٹ میں رکا

دور انہیں دیکھتا رہا۔ لانچ انتہائی تیز رفتاری سے کھلے سمندر میں دوڑی
چلی جا رہی تھی ——— عمران کو اپنی موٹر بوٹ بھی نظر نہ آ رہی تھی اور اسی
وقت اُسے خیال آیا کہ ٹائیگر کی چیخوں کی وجہ سے وہ بوٹ کو کسی چٹان
کے ساتھ باندھ نہ سکا تھا ——— وہ کنارے کے ساتھ ساتھ بھاگتا گیا۔
کہ شاید اس کی بوٹ کسی دوسری طرف کنارے کے ساتھ موجود ہو۔
لیکن کچھ فاصلے پر آنے کے بعد وہ ایک بار پھر رک گیا ——— اُسے
اپنی موٹر بوٹ نظر آ گئی تھی جو جزیرے سے کافی دور سمندر کی لہروں
پر اچھل رہی تھی۔ اور لہریں اُسے جزیرے سے دور ہی دھکیلے چلی جا
رہی تھیں ——— عمران کو اس جزیرے کے ارد گرد موجود خوفناک
اور خونی شارک مچھلیوں کا بھی اچھی طرح علم تھا۔ اس لئے وہ سمندر
میں تیر کر بھی موٹر بوٹ تک نہ پہنچ سکتا تھا ——— سمندر میں اس
طرح اچھلتے ہی شارک مچھلیوں کے گروہ نے اس پر حملہ کر دینا تھا۔
اور پھر اس کا ان خونی مچھلیوں کی زد سے بچ کر نکل جانا ناممکن تھا۔
عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا واپس پلٹا اور تیزی سے اس
درخت کی طرف بڑھنے لگا جس کے ٹہنے کے ساتھ ٹائیگر لٹکا ہوا تھا۔
قریب جا کر اس نے دیکھا کہ ٹائیگر کی آنکھیں بند تھیں ——— اور وہ
کسی لاش کی طرح لٹک رہا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ شدید ترین
تکلیف اور اذیت کے بعد اچانک تکلیف کے ختم ہو جانے کا نتیجہ
لازمی بے ہوشی تھی ——— عمران درخت پر چڑھا۔ اور پھر اس نے
ٹہنے پر بیٹھ کر خنجر کی مدد سے اس رسی کو کاٹ دیا جس سے ٹائیگر
بندھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے سرے کو اس نے تھام رکھا تھا۔ اور



اس نے آہستہ سے رسی کو اس انداز میں چھوڑا کہ ٹائیگر کو نیچے چٹانوں کے
رے فرش پر گرنے سے تکلیف نہ ہو ——— ٹائیگر جب زمین پر
ٹ گیا تو عمران نے اوپر سے چھلانگ لگا دی اور پھر اُس نے اُسی
ی مدد سے اس کے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹنی شروع
یں ——— ٹائیگر کا رنگ خوفناک اذیت کی وجہ سے سیاہ پڑ چکا
اور اس کے چہرے کی ساخت ابھی تک کافی حد تک مسخ ہو چکی
——— عمران نے رسیاں کاٹنے کے بعد ٹائیگر کے سینے پر ہاتھ
ر اس کے دل پر آہستہ آہستہ مالش کرنی شروع کر دی کیونکہ
طرح اس کے خون کا دوران نارمل ہو سکتا تھا ——— اور ٹائیگر
ت ناک حالت سے باہر نکل آتا ورنہ اگر وہ اُسے ویسے ہی
ں میں لے آنے کی کوشش کرتا تو یقیناً ٹائیگر کے دماغ کی
رگ پھٹ جاتی یا پھر اس کے منہ اور ناک سے خون بہہ نکلتا۔
اس طرح ٹائیگر کی حالت شدید خطرے کی زد میں آ جاتی ——— اور
ان کو معلوم تھا کہ وہ اس جزیرے پر قید ہو چکا ہے۔ اس لئے
وئی خطرہ مول نہ لے سکتا تھا ——— دل کی مالش کرنے سے ٹائیگر
چہرے سے سیاہی دور ہونے لگ گئی۔ اور اس کے چہرے
تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ اور اس کے کھنچے ہوئے
ے بھی آہستہ آہستہ ڈھیلے پڑنے لگے ——— عمران مسلسل
ص انداز میں مالش کرتا رہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کا چہرہ
نارمل ہو گیا ——— اب وہ سانس بھی ٹھیک طرح لینے لگ گیا
عمران نے مالش جاری رکھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ٹائیگر نے

آنکھیں کھول دیں۔ البتہ اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک موجود تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ آہستہ آہستہ اس کا ذہن بھی نارمل ہو جائے گا چنانچہ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر واپس کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے اب یہاں سے نکلنے کی فکر سوار ہو گئی تھی ____ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خطرہ تھا کہ ماسٹر ٹونی اپنے بہت سے مسلح آدمیوں سمیت واپس آکر اگر حملہ آور ہوا تو پھر بہت بڑی مشکل کھڑی ہو جائے گی اس لئے وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتا تھا ____ لیکن بظاہر کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔

ابھی وہ کنارے پر کھڑا سمندر کو دیکھ رہا تھا کہ اُسے اپنے پیچھے ٹائیگر کی کراہ سنائی دی وہ تیزی سے مڑا تو اس نے دیکھا کہ ٹائیگر اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ اور کراہتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ عمران واپس مڑ گیا۔

"اب کیسی طبیعت ہے" ____ عمران نے اس کے قریب جا کر انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب ____ ان لوگوں نے خوفناک تشدد کیا ہے انتہائی خوفناک" ____ ٹائیگر نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ عمران نے اُسے سہارا دیا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے ____ لیکن مردوں کی زندگی میں ایسے لمحات آتے ہی رہتے ہیں۔ ویسے مجھے خوشی ہے کہ تم اس قدر خوفناک اذیت جھیل کر بھی زندہ ہو ورنہ عام آدمی تو کب کا ختم ہو چکا ہوتا" عمران نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر کا چہرہ عمران



ا سے تعریف سن کر کھل اٹھا۔ اب وہ اپنا توازن درست کر ا۔

اوہ ____ مجھے خیال ہی نہیں آیا آپ کیسے ادھر آ گئے" نے چونکتے ہوئے کہا۔

جب میرے دوستوں کو تکلیف ہوتی ہے تو مجھے خود بخود پتہ لتا ہے ____ ارسلان اور اس کے ساتھی تو نکل گئے ہیں۔ البتہ م اس شیطان جزیرے میں پھنس گئے ہیں" ____ عمران نے تے ہوئے کہا۔ وہ جان بوجھ کر انتہائی نرم انداز میں باتیں کر ____ کیونکہ وہ مذاق میں بھی ٹائیگر کے ذہن کو کوئی دھچکا اس نہ پہنچانا چاہتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ دھچکا ٹائیگر کی موجودہ ی وجہ سے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

ہ زندہ نکل گئے ہیں" ____ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

ان ____ فی الحال تو زندہ ہی نکل گئے ہیں۔ البتہ پیتھائس کے بارے لہ نہیں سکتا۔ وہ گولی کھا کر نیچے تو گرا تھا۔ اس کے بعد اس ہوا۔ اُسے شارک مچھلیاں کھا گئیں یا وہ لوگ اُسے ہمراہ لے گئے۔ ی چیخوں کی وجہ سے میں اپنی موٹر بوٹ تک نہیں کر سکا۔ اور ٹ سمندر کی لہروں پر اچھلتی ہوئی کھلے سمندر میں غائب ہو ہے ____ اب جزیرے کے باہر شارک مچھلیاں ہیں۔ اور ے کے اوپر ویرانی" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یرے پاس بی الیون ٹرانسمیٹر ہے شاید وہ کام آ جائے" نے اپنی جیبوں کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

" وہ تو میرے پاس بھی ہے۔ لیکن اس کا دائرہ کار محدود ہے۔ وہ یہاں کام نہیں دے سکتا ——— اب ہمیں خود ہی یہاں سے نکلنے کی کوئی تجویز سوچنی ہو گی" ——— عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس کی نظریں ایک سوکھے ہوئے درخت کے تنے پر پڑ گئیں جو اندر سے کھوکھلا ہونے کی وجہ سے آدھا رہ گیا تھا۔ اور اسے دیکھتے ہی عمران کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی ——— وہ تیزی سے اس درخت کی طرف بڑھا۔ اس نے قریب جا کر اس کھوکھلے تنے کو زور زور سے ہلانا شروع کر دیا ——— شروع شروع میں تنا اپنی جگہ پر مضبوطی سے جما رہا۔ لیکن پھر ایک زوردار جھٹکے سے وہ ہل گیا۔

" میں آپ کے ساتھ ......" ——— ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" نہیں ابھی نہیں ——— ابھی تمہاری حالت پوری طرح درست نہیں ہوئی" ——— عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر پوری قوت سے تنے پر زور آزمائی میں مصروف ہو گیا ——— اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ اس کھوکھلے تنے کو گرانے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس نے ایک اور درخت کی دو قدرے موٹی شاخیں توڑیں اور اس کے پتے اور پتلی شاخیں توڑ کر انہیں صاف کر لیا۔

" آؤ ——— اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں" ——— عمران نے کھوکھلے تنے کو اٹھا کر کاندھے پر لادتے ہوئے کہا۔

" مگر عمران صاحب ——— یہ تو مذاق ہی لگ رہا ہے" ——— ٹائیگر



سکراتے ہوئے کہا۔

" بعض اوقات مذاق ہی زندگی بچا لیا کرتے ہیں ——— آؤ جلدی و" ——— عمران نے کہا اور ٹائیگر نے وہ دونوں ڈنڈے اٹھا ۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ چٹانیں پھلانگتے ہوئے گھاٹ پر پہنچ گئے ن نے کھوکھلے تنے کو سمندر میں اتارا تو کھوکھلا تنا سمندر میں نے لگا۔

" چلو جلدی کرو ——— اس پر چڑھ جاؤ" ——— عمران نے تنے کے ارے کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر اچھل کر پر سوار ہو گیا تنا اس کے وزن کی وجہ سے ذرا سا ڈولا۔ پھر سیدھا ہو گیا۔ دونوں ڈنڈے ٹائیگر ہمراہ لے گیا تھا۔ مران بھی اچھل کر اس پر سوار ہو گیا۔

" یہ ڈنڈے مجھے دو" ——— عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر دونوں ڈنڈے عمران کے حوالے کر دیئے۔ عمران نے ڈنڈوں پوؤں کے سے انداز میں پکڑا اور پھر انہیں چٹان کے ساتھ رکھ زور سے جھٹکا دیا تو کھوکھلا تنا تیزی سے کھلے سمندر کی طرف نے لگا ——— چونکہ یہاں کھاڑی میں پانی کی گہرائی نہ ہونے کے بر تھی اس لئے ڈنڈوں کے زور سے عمران اس تنے نما شتی کو کھلے سمندر میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا ——— لیکن ڈنڈے کام نہ دے رہے تھے۔ لیکن اسی لمحے ایک شارک لی نے اچانک اچھل کر کشتی پر حملہ کیا اور عمران نے بجلی کی سی ی سے اس پر ڈنڈے کا وار کر دیا ——— اور مچھلی واپس غوطہ

کھا گئی۔
"ایک ڈنڈا مجھے دے دیجئے۔ یہ تو واقعی کام آرہے ہیں"
ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ڈنڈا ہر جگہ کام آجاتا ہے —— یہ دنیا میں سب سے زیادہ کام کی چیز ہے" —— عمران نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا اور ایک ڈنڈا اٹھا ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر عمران کے فقرے پر ہنس پڑا۔ اب وہ پوری طرح فٹ ہو چکا تھا۔

اور پھر کشتی سمندر کی لہروں پر ڈولتی ہوئی آہستہ آہستہ کھلے سمندر کی طرف بڑھتی گئی —— البتہ وہ دونوں ہی شارک مچھلیوں کے خلاف زوردار جنگ میں مصروف ہو گئے۔ مچھلیاں بار بار دونوں اطراف سے حملہ کرتیں —— لیکن عمران اور ٹائیگر کے ہاتھ ان سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آجاتے۔ اور نتیجہ یہ کہ ان کا ہر حملہ ناکام ہو جاتا —— ویسے ایک بات تھی اگر یہ ڈنڈے ان کے پاس نہ ہوتے تو پھر ان کا شارک مچھلیوں سے بچ نکلنا ناممکن تھا کیونکہ کھوکھلا تنا تقریباً اوپر سطح تک سمندر میں ڈوبا ہوا تھا —— اور وہ دونوں یوں محسوس کر رہے تھے جیسے سمندر کی لہروں پر بیٹھے سفر کر رہے ہوں —— یہی وجہ تھی کہ وہ شارک مچھلیوں کی براہ راست زد میں تھے۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ ان مچھلیوں کی سمندر میں ایک حد ہوتی ہے۔ اور اس حد سے یہ باہر نہیں جاتیں —— اس لئے وہ مطمئن تھا۔ اور پھر وہی ہوا۔ آہستہ آہستہ مچھلیوں کے حملوں کی تعداد میں کمی ہونے لگ گئی —— اور پھر ایک وقت آیا کہ مچھلیوں کے



ختم ہو گئے۔ اور عمران اور ٹائیگر نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب اس شیطان جزیرے سے کافی فاصلے پر پہنچ چکے تھے —— لیکن لی اس کشتی کی رفتار بے حد سست تھی۔ کیونکہ اس کے چلنے کا تمام تر انحصار سمندر کی لہروں پر ہی تھا —— عمران اپنی موٹر بوٹ دجہ سے یہ تو سمجھ چکا تھا کہ لہریں اس جزیرے سے ٹکرا کر واپس ٹی ہیں اس لئے اس نے اس کشتی کا سہارا لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ ظاہر ہے باہر نکلنا ناممکن ہو جاتا اب ایک آسرا تو بن گیا تھا۔
"یہ کہاں پہنچے گی" —— ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ دل کہ اس کے اندازے کے مطابق کشتی ساحل کی طرف براہ راست نے کی بجائے شمال مشرقی سمت کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں سے اٹ بہت زیادہ فاصلے پر تھا —— اور اس گھاٹ تک اس کشتی پہنچنے کے لئے ایک ہفتہ نہیں تو کم از کم تین روز تو ضرور ہی جاتے۔
"کہیں تو پہنچے گی —— بشرطیکہ پہنچ جائے" —— عمران نے کراتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک انہیں دور سے دو ی بڑی لانچیں انتہائی تیز رفتاری سے اپنی طرف آتی دکھائی دیں۔ ی رفتار بے حد تیز تھی۔ اور ان کا رخ جزیرے کی طرف ہی تھا۔
"یہ ماسٹر ٹونی کے آدمی ہیں —— سمندر میں کود جاؤ —— جلدی یہ بھون دیں گے۔ لیکن رہنا اسی تنے کے نیچے ورنہ مسئلہ بن ئے گا" —— عمران نے کہا اور دوسرے لمحے ان دونوں نے

سمندر میں چھلانگیں لگا دیں۔ وہ دونوں ہی اب تنے کی اوٹ میں تیر رہے تھے ـــــ ان دونوں نے ہی تنے کو پکڑا ہوا تھا۔ اور تنے کی اوٹ سے وہ اپنی طرف بڑھتی ہوئی لانچوں کو دیکھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد لانچیں ان کے قریب پہنچ گئیں اور اب ان کی رفتار بھی آہستہ ہو گئی تھی ـــــ لانچوں میں بہت سے افراد سوار تھے ایک لانچ میں عمران کو ارسلان اور اس کے ساتھی اور ماسٹر ٹونی نظر آ گیا تھا جب کہ دوسری لانچ میں ماسٹر ٹونی کے آدمی بھرے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں ـــــ لانچوں کے قریب آتے ہی ان دونوں نے غوطہ لگا دیا۔ لانچیں ان کے قریب سے ہوتی ہوئیں تیزی سے آگے بڑھتی گئیں۔ خالی اور کھوکھلے تنے کو دیکھ کر شاید ان کے ذہن میں بھی نہ آیا ہو گا۔ کہ عمران اور ٹائیگر اس کے ذریعے باہر آئے ہوں گے ـــــ انہوں نے یہی سمجھا کہ کوئی لکڑی ٹوٹ کر سمندر میں گری ہے اور اب تیرتی پھر رہی ہے۔

لانچیں آگے بڑھ گئیں تو عمران اور ٹائیگر نے سر باہر نکالے اور لانچوں کو جزیرے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھتے رہے۔ جب لانچیں جزیرے کے قریب پہنچ گئیں ـــــ تو وہ دونوں اچھل کر ایک بار پھر اس تنے پر چڑھ گئے۔ لیکن وہ بیٹھنے کی بجائے اس پر لیٹے ہوئے تھے تاکہ دور سے انہیں چیک نہ کیا جا سکے۔

"یہ لوگ وہاں سے چیک کرنے کے بعد واپس آئیں گے۔" ٹائیگر نے کہا۔



"ہاں ـــــ اور میں اسی انتظار میں ہوں۔ ورنہ اب بھی میں لانچ کے نیچے جمپ کر کے اوپر چڑھ جاتا۔ لیکن شارک مچھلیاں مجھے راستے میں ہی جھپٹ لیتیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا وہ ساری بات سمجھ گیا تھا۔

"لیکن عمران صاحب ـــــ ان کی تعداد بھی زیادہ ہے اور وہ مسلح بھی ہیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے ـــــ اسی لئے میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہم فی الحال لانچوں کے نیچے جمپ کر کے گھاٹ تک پہنچیں گے۔ کم از کم اس طرح ساحل تک تو پہنچ ہی جائیں گے" ـــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ وہ عمران کی تجویز سمجھ گیا تھا۔ اور ان حالات میں اس سے زیادہ اور کچھ ہو بھی نہ سکتا تھا ـــــ اس طرح کم از کم وہ بخیریت ساحل تک پہنچ ہی جاتے۔

وہ کشتی پر پڑے جزیرے کی طرف دیکھتے رہے۔ کشتی سمندر کی لہروں پر ڈولتی ہوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی۔ اب وہ جزیرے پر پہنچ چکے تھے ـــــ اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی انہوں نے لانچوں کو واپس آتے دیکھا۔

"اس بار یہ اس تنے پر خاص توجہ دیں گے۔ کیونکہ ارسلان وغیرہ کافی ذہین لوگ ہیں ـــــ اور یہ ہمارے حق میں بہتر ہو گا۔ کیونکہ وہ رفتار آہستہ کرنے پر مجبور ہوں گے۔ تم لانچوں کے نزدیک آتے ہی تیزی سے سرخ رنگ والی لانچ کے نیچے پہنچ جانا ـــــ وہاں اگلے اوپر اٹھے ہوئے حصے کے نیچے بریک ہک کے ساتھ چمٹ جانا۔

میں نیلی لانچ کے نیچے جاؤں گا۔ دیر نہ کرنا ——— ہوسکتا ہے وہ شک
مٹانے کے لئے تنکے کے اردگرد فائرنگ کریں" ——— عمران نے
ٹائیگر کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ لانچیں جزیرے سے کچھ فاصلے پر
واپس آئیں تو وہ دونوں آہستہ سے پانی میں اتر گئے۔



پے در پے دو دھماکے ہوتے ہی ارسلان بجلی کی سی تیزی
ے اچھلا ——— پہلا دھماکہ تو اسے بالکل اپنی ٹانگوں کے درمیان محسوس
ا تھا۔ دھماکہ ہوتے ہی ارسلان اور اس کے ساتھی مخصوص تربیت
ا وجہ سے بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف زمین پر لیٹ گئے بلکہ
ہوں نے اس طرف فائرنگ بھی شروع کر دیں جدھر سے گولیاں
ا تھیں ——— یہ وہی جگہ تھی جہاں سے وہ جزیرے پر چڑھے تھے۔
ن دونوں دھماکوں کے بعد اور کوئی گولی نہ چلی تو ارسلان کے
ارے پر وہ تیزی سے رینگتے ہوئے اس طرف بڑھنے لگے۔
ایک دوسرے کی سیدھ میں چلنے کی بجائے پھیل کر آگے
ہ رہے تھے ——— اس دوران انہوں نے مسلسل فائرنگ
ی رکھی اور پھر آخری چٹان کے قریب پہنچ کر ارسلان نے
آگے کر کے نیچے فائرنگ کی لیکن کوئی جواب نہ پا کر اس نے ذرا

سامنے آگے بڑھ کر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا چٹانیں خالی پڑی ہوئی تھیں ۔۔۔ وہاں کوئی بھی آدمی نہ تھا۔ ارسلان کو اٹھتے دیکھ کر باقی افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے یہ موٹر بوٹ ۔۔۔ یہ کھاڑی سے خالی واپس جا رہی ہے۔ اسے باندھا نہیں گیا۔ لیکن آنے والا گیا کہاں۔ اور کون تھا"۔ ڈگلس نے ایک طرف بہتی ہوئی موٹر بوٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ۔۔۔ وہ ٹائیگر تو زندہ سلامت درخت سے لٹکا ہوا ہے۔ اوہ دھاگوں سے اس کے گھٹنوں کی رسیاں کاٹی گئی ہیں"۔ اسی لمحے فرخندہ کی آواز سنائی دی ۔۔۔ اور وہ سب بھی چونک کر واپس دیکھنے لگے انہیں اب ٹائیگر کا خیال آیا تھا۔

"رسیاں فائروں سے نا ممکن اتنا ماہرانہ نشانہ ۔۔۔ اور اتنی دور سے ۔۔۔ میں نہیں مان سکتا"۔۔۔ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسے تو گولی مار دیں"۔۔۔ اچانک ماسٹر ٹونی نے کہا۔ اور تیزی سے واپس مڑنے لگا۔ وہ شاید دوبارہ درخت کے قریب جا کر ٹائیگر پر گولی چلانا چاہتا تھا ۔۔۔ لیکن اس کی یہی حرکت اس کی زندگی تو بچا گئی البتہ شمالی سمت میں موجود درختوں کے جھنڈ سے آنے والی گولی نے اس کی بالکل سیدھ میں کھڑے ہوئے میتھائس کے جسم میں اپنا نشانہ تلاش کر لیا ۔۔۔ اور میتھائس چیخ مار کر لڑکھڑایا اور دوسرے لمحے وہ چٹانوں پر لڑھکتا ہوا نیچے سمندر میں جا گرا۔ اس کی چیخ کی بازگشت دیر تک چٹانوں میں گونجتی رہی۔ میتھائس



کے اس طرح گولی کھا کر نیچے گرتے ہی ارسلان، فرخندہ اور ڈگلس بجلی کی تیزی سے حرکت میں آئے اور انہوں نے از خود نیچے چٹانوں پر چھلانگیں لگا دیں ۔۔۔ کیونکہ اب آنے والی گولیوں سے بچ نکلنے کا یہی طریقہ تھا۔ البتہ ماسٹر ٹونی نے نیچے چھلانگ لگانے کی بجائے نزدیکی پتھر کی اوٹ لے کر جھنڈ کی طرف فائر کھول دیا۔

"نیچے آجاؤ ماسٹر ٹونی ۔۔۔ بجانے یہ کتنے آدمی ہیں۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہیے"۔۔۔ ارسلان نے چیختے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے ماسٹر ٹونی اچھل کر کنارے پر آیا اور پھر وہ بھی نیچے اتر آیا۔ میتھائس کی لاش کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔ شاید اسے شارک مچھلیاں گھسیٹ کر لے گئی تھیں۔

"پوزیشن واضح نہیں ہے۔ ہم خطرے میں بھی گھر سکتے ہیں جلدی نکلو یہاں سے"۔۔۔ ارسلان نے لانچ میں پہنچتے ہی کہا۔

اور ماسٹر ٹونی بھی اچھل کر لانچ میں پہنچا البتہ وہ اپنی موٹر بوٹ کی رسی چٹان سے کھول کر ساتھ لے آیا تھا ۔۔۔ اور پھر اس نے یہ رسی لانچ کے ہک کے ساتھ باندھ دی۔ ڈگلس نے لانچ سنبھالی ہوئی تھی۔ دوسرے لمحے لانچ انتہائی تیز رفتاری سے کھلے سمندر میں دوڑنے لگی۔

موٹر بوٹ اس کے ساتھ بندھی ہوئی تیر رہی تھی۔ ان سب کی نظریں جزیرے پر لگی ہوئی تھیں ۔۔۔ لیکن جزیرے پر کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن جب وہ جزیرے سے کچھ دور پہنچے تو انہوں نے ایک آدمی کو انہی چٹانوں پر کھڑا دیکھا جہاں سے وہ نیچے اترے تھے۔

وہ آدمی انہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"یہ عمران ہے ۔۔۔ بالکل عمران ہے" ۔۔۔ ڈگلس نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہمارا ایک ساتھی کم ہو گیا ہے بے چارہ میتھائس ۔۔۔ کاش میں اُسے بچا سکتی" ۔۔۔ اُسی لمحے فرخندہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہم میتھائس کا انتقام لیں گے ۔۔۔ بھرپور انتقام ۔۔۔ حلقہ موت کے سپر ایجنٹ کا انتقام نہ لیا جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں اس عمران کی بوٹی بوٹی اڑا دوں گا ۔۔۔ ڈگلس لانچ واپس موڑ دو" ارسلان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں مسلح آدمیوں کے بغیر واپس نہیں جانا چاہئے ہو سکتا ہے عمران اکیلا نہ ہو ۔۔۔ اس کے اور ساتھی ادھر ادھر موجود ہوں" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"لیکن آدمیوں کو لاتے لاتے تو یہ نکل جائے گا" ۔۔۔ فرخندہ نے کہا۔

"نہیں میڈم ۔۔۔ یہ اب یہاں سے نکل نہیں سکے گا۔ اس کی موٹر بوٹ کھلے سمندر میں جا پہنچی ہے۔ اور جزیرے کے گرد شارک مچھلیوں کے غول موجود ہیں ۔۔۔ اب یہ جزیرے پر قید ہو چکا ہے، بے بس" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"تو پھر آدمی کہاں سے آئیں گے" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

"میں گھاٹ پر پہنچتے ہی فون کر دوں گا اور دس مسلح آدمی تھوڑی



دیر میں گھاٹ پر پہنچ جائیں گے۔ پھر ہم پوری قوت سے جزیرے پر ریڈ کریں گے ۔۔۔ اور ان دونوں کی یا ان کے اور ساتھی ہوئے تو سب کی بوٹیاں اڑا دیں گے" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا چاہئے ۔۔۔ یہ اچھا ہوا کہ ہم نے اپنے ایک ساتھی کی قربانی دے کر عمران کو یہاں قید کر لیا۔ اب ہم اس سے باقاعدہ شکار کھیلیں گے ۔۔۔ اور اگر ہو سکا تو اسے بھی ٹائیگر کی طرح شکنجے میں کس کر ماروں گا۔ میں اس کے حلق سے نکلنے والی بے بسی میں لپٹی ہوئی چیخیں سننا چاہتا ہوں" ۔۔۔ ارسلان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اور ماسٹر ٹونی نے آگے بڑھ کر ڈگلس سے لانچ کا چارج لے لیا کیونکہ اُسے اس گھاٹ کے راستے کا علم تھا ۔۔۔ جہاں وہ پہنچنا چاہتا تھا۔ یہ اس گھاٹ سے فاصلے پر دوسرا گھاٹ تھا جہاں سے وہ موٹر بوٹ پر گیا تھا کیونکہ موٹر بوٹ میں طویل سفر نہیں ہو سکتا تھا ۔۔۔ لانچ انتہائی تیز رفتاری سے دوسرے گھاٹ کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

"مجھے تو اب بھی یقین نہیں آ رہا کہ ان چٹانوں پر کھڑے ہو کر کوئی اتنے فاصلے سے کھونٹوں سے بندھی ہوئی باریک رسیاں دو فائروں میں کاٹ سکتا ہے۔ یہ تو مہارت کی انتہا ہے" ۔۔۔ ڈگلس نے ارسلان کے ساتھ بنچ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی انتہائی حیرت انگیز نشانہ ہے اس شخص کا ۔۔۔ اور ہوا اس نے بیک وقت دو فائر کئے صرف دو فائر۔ اور دونوں

رسیاں جو مختلف کھونٹوں سے بندھی ہوئی تھیں کٹ گئیں۔ اس کا ایک نشانہ بھی ضائع نہیں ہوا" ــــ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے یہ اس کے لئے بہت بڑا رسک تھا۔ بہت ہی بڑا۔ اگر اس کا ایک نشانہ بھی غلط ہو جاتا تو دھماکے کی وجہ سے لازماً ارسلان کے ہاتھ سے رسی نکل جاتی اور پھر ٹائیگر کو اذیت ناک موت سے کوئی نہ بچا سکتا ــــ اس نے اپنی مہارت سے اپنے ساتھی کی زندگی بچائی ہے۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ کیا چیز ہے"۔ فرخندہ نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"بہر حال اب موت اس کا مقدر ہو چکی ہے۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ کہاں بچ کر جاتا ہے" ــــ ارسلان نے کہا۔

اور پھر مسلسل سفر کرتے کرتے وہ دوسرے گھاٹ پر پہنچ گئے۔

"آپ لوگ اسی لانچ میں ٹھہریں میں فون کر کے آتا ہوں۔ دوسری لانچ کا بھی بندوبست کرتا ہوں" ــــ ماسٹر ٹونی نے کہا اور اچھل کر نیچے اتر گیا۔

"خاصے کام کا آدمی ثابت ہو رہا ہے یہ ماسٹر ٹونی" ماسٹر ٹونی کے جاتے ہی ڈگلس نے کہا۔

"ہاں ــــ پرانی دوستی نبھا رہا ہے۔ ویسے بے حد ذہین بھی ہے ورنہ جس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں نے ٹائیگر کی نگرانی کا پروگرام بنایا تھا۔ وہ ٹائیگر کے ساتھ ہماری گردنوں پر سوار ہو جاتے" ــــ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔



"سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر عمران کو ان سب باتوں کا علم کیسے ہو جاتا ہے ــــ چارلی والا قصہ تو ایک طرف رہا۔ اب دیکھو وہ اچانک جزیرے پہ آ پہنچا" ــــ فرخندہ نے کہا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ ماسٹر ٹونی جب بالم کو چھوڑنے گیا۔ عمران وہیں گھاٹ پر ہی موجود ہوگا ــــ اور پھر وہ ماسٹر ٹونی کا پیچھا کرتے ہوئے شیطان جزیرے تک آ پہنچا ہے" ــــ ڈگلس نے کہا۔

"بالکل یہی بات ہے۔ اگر مجھے پہلے سے اندازہ ہوتا تو میں ماسٹر ٹونی کو اس بارے میں ہدایات دے دیتا" ــــ ارسلان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

وہ اسی طرح باتیں کرتے رہے کہ کچھ دیر بعد ماسٹر ٹونی واپس آ گیا ــــ ان سب نے سوالیہ نظروں سے ماسٹر ٹونی کی طرف دیکھا۔

"سب بندوبست ہو گیا ہے۔ میں نے آپ لوگوں کے لئے فالتو میگزین منگوا لیا ہے ــــ ابھی تھوڑی دیر میں چھ مسلح افراد پہنچ جائیں گے" ــــ ماسٹر ٹونی نے کہا اور ان سب نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے۔

اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد نیلے رنگ کی لانچ گھاٹ سے نکل کر ان کی طرف بڑھتی آئی ــــ اور اس لانچ کو دیکھ کر ماسٹر ٹونی اٹھ کھڑا ہوا۔ لانچ جب قریب پہنچی تو اس میں چھ افراد موجود تھے۔ نیلے رنگ کی لانچ ان کے قریب آ کر رک گئی۔

"اسلحہ لے آئے ہو" ___ ماسٹر ٹونی نے ان سے تحکمانہ انداز میں مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ___ ایک لمبے تڑنگے آدمی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ایک بڑا سا بیگ لانچ سے اٹھا کر ماسٹر ٹونی کی طرف بڑھا دیا۔

"ہمارے پیچھے چلے آؤ" ___ ماسٹر ٹونی نے بیگ ارسلان کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور خود سٹیرنگ کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد دونوں لانچیں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں دوبارہ جزیرہ کی طرف بڑھنے لگیں۔

"تمہارے آدمی بالم کا کیا حال ہے" ___ اچانک ارسلان نے خیال آتے ہی ماسٹر ٹونی سے پوچھا۔

"وہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا ہے" ___ ماسٹر ٹونی نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا اور ارسلان خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے وہ کہتا بھی کیا۔

جزیرے پر پہنچنے سے پہلے انہیں ایک درخت کا کھوکھلا تنا سمندر میں تیرتا ہوا نظر آیا۔

"یہ کیا چیز ہے" ___ ارسلان نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور ماسٹر ٹونی نے لانچ کی رفتار آہستہ کر دی۔

"کسی درخت کا کھوکھلا تنا ہے۔ ٹوٹ کر سمندر میں گر گیا ہو گا، کہ تیرتا ہوا ادھر آ پہنچا" ___ ماسٹر ٹونی نے کہا اور لانچ کی رفتار ایک بار پھر بڑھا دی۔ دونوں لانچیں تنے کے قریب سے گزرتی



ہیں جزیرے کی طرف بڑھ گئیں۔ چند لمحوں بعد ماسٹر ٹونی نے لانچ اڑی میں روک دی ___ دوسری لانچ بھی رک گئی۔ وہ سب ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے اوپر دیکھ رہے تھے۔ لیکن کسی طرف کوئی دمی نظر نہ آ رہا تھا۔

"ہوشیاری سے اور پھیل کر اوپر چڑھو ___ جو نظر آئے اُسے بھون ڈالو" ___ ماسٹر ٹونی نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور پھر وہ سب لانچوں سے اتر کر چٹانوں پر چڑھتے گئے۔ وہ بکھر کر اور انتہائی محتاط انداز میں اوپر چڑھ رہے تھے۔

اور پھر اوپر والی چٹانوں پر پہنچ کر وہ رک گئے۔ ارسلان نے سر اوپر کر کے دیکھا ___ اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ جزیرے کی وہ سمت خالی تھی۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر اوپر چڑھ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی اور ماسٹر ٹونی کے آدمی بھی اوپر پہنچ گئے۔

ٹائیگر بھی غائب تھا۔ اس کے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں ابھی تک اُسی درخت کے نیچے پڑی ہوئی تھیں ___ نہ ہی وہاں عمران نظر آ رہا تھا۔ ماسٹر ٹونی کے ساتھی جزیرے میں پھیل گئے تھے۔

"وہ نکل گئے ___ یقیناً نکل گئے ہیں" ___ اچانک ارسلان نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کسی طرح بھی نہیں نکل سکتے۔ اگر انہوں نے کوشش کی ہے تو پھر وہ یقیناً شارک مچھلیوں کے پیٹ میں پہنچ چکے ہوں گے" ___ ماسٹر ٹونی نے بڑے پُریقین لہجے میں کہا۔

"آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ وہ کیسے نکلے ـــ میں سمجھ گیا ہوں"
ارسلان نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں کھوکھلے تنے والا درخت عمران نے گرایا تھا ـــ وہاں اب بھی چھوٹا سا گڑھا موجود تھا۔

"یہ دیکھو ـــ یہاں سے انہوں نے وہ کھوکھلا تنا نکالا ہے۔ یہ سوکھا ہوا درخت تھا اور پھر اس پر سوار ہو کر وہ نکل گئے۔ وہ تنا تو ہمیں راستے میں ملا تھا۔ یقیناً وہ یہی تھا ـــ اور وہ دونوں ہمیں آتے دیکھ کر سمندر میں اتر گئے ہوں گے" ـــ ارسلان نے کہا۔

"لیکن بغیر چپوؤں کے وہ کیسے گھاٹ تک پہنچ سکتے ہیں اور پھر اس تنے پر بیٹھ کر تو وہ شارک مچھلیوں سے نہیں بچ سکتے" ڈگلس نے کہا۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے فائرنگ کر کے مچھلیوں کو خوف زدہ کر دیا ہو ـــ اور پھر شارک مچھلیاں بھی تو ایک حد تک ہی پیچھا کرتی ہیں" ـــ ارسلان نے کہا۔

اسی لمحے ماسٹر ٹونی کے آدمی جو جزیرے میں پھیلے ہوئے تھے واپس آ گئے۔

"ماسٹر ـــ جزیرے پر کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ ہم نے سارا جزیرہ دیکھ لیا ہے" ـــ ان میں سے ایک نے کہا۔

"آؤ واپس چلیں ـــ وہ تنا ابھی تک سمندر میں ہو گا۔ ہم انہیں اب بھی شکار کر سکتے ہیں" ـــ ارسلان نے تیز لہجے میں کہا اور



سب واپس لانچوں کی طرف دوڑ پڑے۔

اور چند ہی لمحوں بعد دونوں لانچیں پوری رفتار سے دوڑتی ہوئیں واپس ہونے لگیں ـــ ارسلان اور ڈگلس غور سے سمندر میں وہ سپاٹ ڈھونڈھ رہے تھے جہاں انہیں وہ کھوکھلا تنا نظر آیا تھا۔ لیکن دوربین نہ ہونے کی وجہ سے وہ انہیں نظر نہ آ رہا تھا ـــ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ تنا ماسٹر ٹونی کو نظر آ گیا۔ اور اس نے اپنی لانچ کا رخ ادھر موڑ دیا۔ تنا ویسے ہی سمندر کی لہروں پر ڈول رہا تھا۔ دونوں لانچیں اس کے قریب جا کر روک دی گئیں۔

"اوہ ـــ ابھی دو آدمی اس تنے پر موجود تھے۔ دیکھو تنے پر پانی کے نشانات اس انداز کے ہیں کہ دو آدمی اس پر آڑے لیٹے رہے ہیں" ـــ ارسلان نے غور سے تنے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ یقیناً ٹائیگر اور عمران ہوں گے۔ اور لانچیں دیکھ کر سمندر میں اتر گئے ہوں گے ـــ فائر کرو ـــ اس تنے کے اردگرد ایک ایک انچ جگہ پر فائر کرو ابھی ان کی لاشیں اوپر آ جائیں گی"
ماسٹر ٹونی نے چیختے ہوئے اپنے آدمیوں سے کہا۔ اور پھر اس کے آدمیوں کے ساتھ ساتھ اس نے خود بھی پانی میں مشین گن سے فائرنگ شروع کر دی ـــ ارسلان، ڈگلس اور فرخندہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ تنے کے اردگرد ایک ایک انچ پر گولیاں برس رہی تھیں ـــ لیکن نہ ہی کوئی لاش ابھری تھی۔ اور نہ ہی خون کا کوئی رنگ پانی میں نظر آیا تھا۔

"رک جاؤ۔۔۔۔ خواہ مخواہ گولیاں ضائع کر رہے ہو۔"
ارسلان نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور فائرنگ روک دی گئی۔
"وہ لانچیں پہنچنے سے تھوڑی دیر پہلے اس تختے پر موجود تھے۔ ورنہ اگر زیادہ دیر ہو جاتی تو پانی لازماً خشک ہو چکا ہوتا۔۔۔۔ پھر اتنی دیر میں آخر وہ کہاں چلے گئے۔ اتنی دیر تو پانی کے اندر سانس بھی نہیں روکا جا سکتا۔"۔۔۔۔ ارسلان نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ ارسلان۔۔۔۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری لانچوں کے نیچے چھپے ہوتے ہوں۔"۔۔۔۔ اچانک فرخندہ نے کہا۔ اور ارسلان بے اختیار اچھل پڑا۔
"گڈ آئیڈیا۔۔۔۔ واقعی ایسا ہی ہو گا۔ ماسٹر ٹونی۔۔۔۔ لانچوں کو یک لخت اور انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھاؤ تاکہ اچانک لانچیں ہٹنے سے وہ دونوں سامنے آجائیں۔"۔۔۔۔ ارسلان نے کہا اور ماسٹر ٹونی نے دوسری لانچ والوں کو حکم دیا اور خود لانچ کو ایک زوردار جھٹکے سے آگے بڑھا لے گیا۔۔۔۔ دوسری لانچ نے بھی ایسا ہی کیا۔ کچھ فاصلے پر پہنچ کر انہوں نے لانچیں دوبارہ روک دیں اور غور سے سمندر کے اس حصے کو دیکھنے لگے جہاں وہ چند لمحے پہلے موجود تھے۔۔۔۔ اسی لمحے ارسلان اور ڈگلس نے اس حصے پر فائرنگ شروع کر دی۔ اور ان کی دیکھا دیکھی ماسٹر ٹونی اور ان کے ساتھی بھی فائرنگ میں شامل ہو گئے۔۔۔۔ کافی دیر تک یہ اندھا دھند فائرنگ جاری رہی۔ لیکن



وہی پہلے والا ہی نکلا۔ نہ ہی کوئی لاش ابھری اور نہ کوئی خون کی لکیر آئی۔
"یہ لوگ جن ہیں یا بھوت۔۔۔۔ آخر یہ کہاں غائب ہو گئے۔"
ٹونی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کچھ دیر اور ٹھہر کر دیکھ لو۔ شاید انہیں زیادہ دیر تک سمندر کے اندر رہنے کی پریکٹس ہو۔۔۔۔ لیکن بہرحال یہ تو طے ہے کہ ان کے پاس آکسیجن سلنڈر نہیں ہیں۔ اس لئے یہ اگر سمندر کے اندر رہیں تو زیادہ دیر تک نہ رک سکیں گے۔"۔۔۔۔ ارسلان نے کہا۔
"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ سمندر کے اندر تیرتے ہوئے دوبارہ ہماری لانچوں کے نیچے پہنچ گئے ہوں۔"۔۔۔۔ فرخندہ نے کہا۔
"ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے مجھے خود سمندر کے اندر اترنا ہو گا تبھی اصل صورت حال سامنے آئے گی۔"
ارسلان نے گن ایک طرف رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔
"لیکن غوطہ خوری کا لباس تو موجود نہیں ہے۔"۔۔۔۔ فرخندہ نے چونکتے ہوئے کہا۔
"کوئی بات نہیں۔۔۔۔ کچھ دیر تک تو میں سانس روک سکتا ہوں۔"
ارسلان نے کہا۔ اور پھر اس نے گن اٹھائی اور اچھل کر سمندر کے اندر چھلانگ لگا دی۔۔۔۔ اور وہ سب سانس روکے اس طرف دیکھتے رہے۔ دونوں لانچیں ایک دوسرے کے متوازی کھڑی تھیں۔
اور پھر چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ارسلان کی آواز سنائی

دی اور وہ سب تیزی سے دوسری طرف کو مڑ گئے۔ ارسلان دوسری
لانچ کی پچھلی طرف سے ابھرا تھا ——— اور پھر وہ چند ہی لمحوں بعد ماسٹر
ٹونی کے آدمیوں والی لانچ پر چڑھ آیا۔

"نیچے کوئی موجود نہیں ہے۔ میں نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔
ہم نے خواہ مخواہ وقت ضائع کیا ہے" ——— ارسلان نے چھلانگ
لگا کر واپس اپنی لانچ کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ——— پھر یہ لوگ آخر گئے کہاں" ——— سب نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ کسی اور طریقے سے نکل گئے ہیں۔ میں لانچوں کے نیچے
سے ہو کر دوسری طرف نکلا ہوں ——— لیکن سمندر صاف ہے"
ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب واپس چلیں" ——— ماسٹر ٹونی نے مایوس سے
لہجے میں کہا۔

"ہاں واپس چلو ——— اور سنو ماسٹر ٹونی ——— اب عمران
براہ راست تم سے ٹکرائے گا۔ اب وہ تمہارے ذریعے ہم تک
پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے ساحل سے ہم تم سے علیحدہ
ہو جائیں گے" ——— ارسلان نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو آپ کو یہاں بے حد تکالیف ہوں گی۔ آپ
بے فکر رہیں۔ میں آپ کو ایسی جگہ پہنچا دوں گا جہاں عمران کے
فرشتے بھی آپ کا پتہ نہ چلا سکیں گے" ——— ماسٹر ٹونی نے لانچ
کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔



"تمہیں غلط فہمی ہے۔ ہم عمران سے ڈر کر کہیں فرار نہیں ہو رہے۔
ا تو مشن ہی عمران کا خاتمہ ہے ——— تم ہماری فکر نہ کرو ہم اپنا
ندوبست کر لیں گے" ——— ارسلان نے اس بار قدرے تلخ لہجے
ں کہا اور ماسٹر ٹونی خاموش ہو گیا ——— ظاہر ہے وہ زبردستی تو
ہیں نہ روک سکتا تھا۔

اور پھر آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد دونوں
یں گھاٹ سے ذرا ہٹ کر ساحل کے ساتھ لگا دی گئیں۔ اور
سلان، ڈگلس اور فرخندہ لانچوں سے اترے اور ماسٹر ٹونی کا
یہ ادا کر کے وہ تیزی سے گھاٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ماسٹر ٹونی
ے اپنے آدمیوں کو لانچیں واپس کرنے اور پھر اڈے پر پہنچنے
ی ہدایات کیں ——— اور خود اتر کر وہ بھی گھاٹ کی طرف بڑھ گیا۔
ر دونوں لانچیں تیزی سے گھاٹ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

ماسٹر ٹونی دور موجود ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتے ہوئے یہی
چ رہا تھا کہ آخر عمران اور ٹائیگر جزیرے سے کیسے نکلے ——— کوئی
ت اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ خود
نے گینگ کی مدد سے عمران کا کھوج نکالے گا۔ اور پھر وہ اس
ے وہاں سے نکلنے کا حل پوچھنے کے ساتھ ساتھ بالم کی موت کا
ام بھی لے گا ——— بالم اس کا ایسا ساتھی تھا جس نے پورے گینگ
ے اچھے طریقے سے سنبھال رکھا تھا اور اسے بالم کی موت سے نہ
ف جذباتی طور پر بلکہ کاروباری طور پر شدید دھچکا پہنچا تھا۔ یہی وجہ
ہ بار بار اس کے ذہن میں بالم کے انتقام لینے کی لہر اٹھ رہی تھی۔

لانچوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر عمران اور ٹائیگر پانی میں اتر گئے ـــــ وہ تختے کے قریب ہی سمندر میں موجود تھے - انہوں نے اپنے سر پانی سے باہر نکالے ہوئے تھے۔ جب لانچیں بہت قریب پہنچ گئیں تو انہوں نے اپنے سر اندر کر لئے ـــــ عمران کی توقع کے عین مطابق دونوں لانچیں تختے کی دونوں سائیڈوں پر آ کر رک گئیں - اور عمران اور ٹائیگر ان کے رکتے ہی انتہائی تیز رفتاری سے لانچوں کے نیچے پہنچ گئے ـــــ دونوں لانچیں پرانے ماڈل کی تھیں - اس لئے ان کے عقب میں جہاں پنکھا نصب تھا - وہاں ایک بڑا سا حصہ خالی تھا - جس میں آسانی سے اس طرح چھپا جا سکتا تھا کہ پنکھے کی سائیڈ سے ہو کر اندر دوہرا ہو کر اس خالی حصے کے ساتھ جسم کو دونوں اطراف میں دبا کر اپنے آپ کو نیچے گرنے سے روکا جا سکتا تھا ـــــ عمران کا خیال تھا کہ دونوں لانچیں جدید ماڈل کی ہیں - کیونکہ



ے ان کو جدید بنایا گیا تھا - لیکن ان کا اصل ڈھانچہ پرانے ماڈل
تھا ـــــ چونکہ ان کا مقصد صرف ساحل تک پہنچنا تھا - اس لئے
وں ہی اس خالی حصے میں گھس گئے - لانچیں چونکہ رک گئی تھیں -
ے ان کے پنکھے ساکت ہو گئے تھے ـــــ اور ساکت ہونے کی وجہ
ہوں نے گزرنے کا راستہ بنا لیا تھا - چند لمحوں بعد ہی پانی میں
ں اور تیز فائرنگ شروع ہو گئی ـــــ یوں لگتا تھا جیسے وہ دو
ں کی بجائے پوری فوج کے خلاف فائرنگ کر رہے ہوں - لیکن
اور ٹائیگر دونوں اطمینان سے بیٹھے فائرنگ ہوتی دیکھ رہے
ـــــ تھوڑی دیر بعد اچانک پنکھے پوری رفتار سے چلے - اور
ایک زوردار جھٹکے سے آگے بڑھیں - عمران اور ٹائیگر دونوں
ن زوردار جھٹکوں سے اپنا توازن بڑی مشکل سے قائم کیا کیونکہ
ے بیٹھنے کی تو کوئی جگہ نہ تھی ـــــ وہ تو خالی حصے کی ایک سائیڈ
بت لگا کر اور سامنے والے حصے سے دونوں پیر لگا کر مخالف
ایں زور لگا کر اس خالی حصے میں جمے ہوئے تھے اور ان کے
اسا پنکھا پوری رفتار سے گھوم رہا تھا ـــــ اگر وہ اس چلتے
پنکھے پر گر جاتے تو پھر ان کے جسم ایک لمحے میں قیمہ میں
ہو جاتے - اور اچانک اور زوردار جھٹکے نے کام تو ایسا ہی
تھا ـــــ وہ ذرا سے کھسکے تو ضرور تھے - لیکن انہوں نے اپنے
بروقت سنبھال لیا تھا - یہ حصہ پنکھے کی حد تک پانی کے اندر
ن اوپر والا خالی حصہ پانی کی سطح سے باہر تھا ـــــ اور ویسے بھی
دم سے ہوا اندر آ رہی تھی - گو اس میں ناقابل برداشت بُو بھی

شامل تھی۔ لیکن کم از کم اس طرح وہ دم گھٹنے سے تو محفوظ تھے۔ لانچیں ذرا سا آگے بڑھ کر پھر رک گئیں ـــــ اور ایک بار پھر پانی میں فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن اس بار فائرنگ کا ٹارگٹ فاصلے پہ تھا۔ عمران او ٹائیگر ایسی جگہ پہ پھنسے ہوئے تھے جہاں سے وہ یہ کارروائی نہ دیکھ سکتے تھے ـــــ لیکن ظاہر ہے انہیں کارروائی دیکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ وہ ایسی جگہ پہ موجود تھے جہاں سے انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ جب تک کہ پنکھے بند کر کے باقاعدہ ان کے عین نیچے آ کر چیک نہ کیا جاتا۔ یا پھر انجن روم میں فرش کو کھولا نہ جاتا۔

کافی دیر تک فائرنگ ہونے کے بعد رک گئی۔ اور پھر انہیں محسوس ہوا کہ کوئی آدمی سمندر میں کودا ہے ـــــ پانی میں چھپ چھپ کی آواز سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن یہ آوازیں لانچ کی مین باڈی کے نیچے سے آ رہی تھیں۔ کوئی شخص تیرتا ہوا گزر رہا تھا ـــــ تھوڑی دیر بعد لانچیں ایک بار پھر حرکت میں آ گئیں۔ اس بار ان کی سپیڈ خاصی تیز تھی ـــــ ٹائیگر اور عمران اطمینان سے بیٹھے سفر کر رہے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد دونوں لانچیں رک گئیں۔ لیکن ان کے پنکھے چل رہے تھے ـــــ اور چلتے ہوئے پنکھوں کی وجہ سے وہ باہر نہ آ سکتے تھے۔ اس لئے وہ دونوں ہی خاموش بیٹھے رہے ـــــ چند لمحوں بعد لانچیں ایک بار پھر حرکت میں آ گئیں لیکن اس بار ان کی رفتار آہستہ تھی۔ اور پھر انہیں دوسری لانچوں کے چلنے اور لوگوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سمجھ گئے کہ وہ گھاٹ پہ پہنچ گئے ہیں ـــــ لانچیں آہستہ ہوتے ہوتے رک گئیں۔ اور پھر



کے پنکھے بھی بند ہو گئے۔ عمران اور ٹائیگر دونوں ہی بیک وقت خالی حصے سے نکل کر سمندر میں اتر گئے ـــــ عمران نے ٹائیگر ۔۔نے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں سمندر کے اندر ۔۔تے ہوئے گھاٹ سے کچھ فاصلے پہ پہنچ کر باہر ابھر ے۔ اس ۔۔ٹ پہ ہر طرف لانچیں ہی لانچیں نظر آ رہی تھیں ـــــ وہ ایک ۔۔کے ذریعے گزر کر ساحل پہ پہنچ گئے۔ لیکن ان کے جسم اور ۔۔پانی میں شرابور تھے۔ اور ایسی حالت میں ٹیکسی اسٹینڈ کی ۔۔جانا اپنے آپ کو مشکوک کرنا تھا ـــــ اس لئے عمران ایک ۔۔سنسان سی سڑک کی طرف چل پڑا۔ اس نے ایک سائیڈ پہ بیٹھ کر ۔۔جیب سے بی الیون ٹرانسمیٹر نکالا۔ چونکہ یہ ٹرانسمیٹر واٹر پروف ـــ اس لئے اُسے یقین تھا کہ یہ اتنی دیر پانی میں رہنے کے باوجود ۔۔رے گا۔ اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے زوں زوں ۔۔ازیں نکلنے لگیں ـــــ اب چونکہ وہ ساحل پہ پہنچ گئے تھے۔ اس ۔۔مران کا خیال تھا کہ اب ٹرانسمیٹر کام کرے گا اور چند لمحوں بعد ۔۔خیال درست نکلا۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی

۔۔ں ـــــ صفدر سپیکنگ اوور“

۔۔مران بول رہا ہوں پیارے ـــــ صف شکن کیا کر رہے ہو ـــــ عمران نے کہا۔

۔۔ہ عمران صاحب ـــــ آپ ـــــ میں اس وقت ہوٹل مالابار ۔۔ن شکیل کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ٹرانسمیٹر کال سنائی دی۔

ہم لوگ ویسے ہی چائے پینے ادھر آ نکلے تھے اوور ۔۔۔ دوسری
طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران سر ہلانے لگا
وہ جانتا تھا کہ مالا بار ہوٹل ساحل سمندر اور شہر کے درمیانی حصے
میں واقع ہے ۔ اس لیے فاصلہ کم ہونے کی بنا پر کال مل گئی۔
" واہ ۔۔۔ بہت خوب ۔۔۔ اگر آپ دونوں نے چائے پی
ہو تو برائے کرم۔ ساحل سمندر سے شہر کی طرف جانے والی
سڑک کی ناکہ بندی کر لیجئے ۔۔۔ ارسلان اور اس کے ساتھی
اور ماسٹر ٹونی لانچ گھاٹ سے شہر کی طرف آ رہے ہیں۔ اگر یہ دو
گروپ علیحدہ ہوں تو تم نے صرف ارسلان اور اس کے ساتھیوں
نگرانی کرنی ہے ۔۔۔ اور اگر اکٹھے ہوں تب تو مزید ہدایات
ضرورت ہی نہیں ہے اوور " ۔۔۔ عمران نے کہا۔
" وہ کس چیز میں شہر آ رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے اگر پرائیو
کار ہے تو اس کا رنگ۔ ماڈل تاکہ چیکنگ میں آسانی ہو اوور
صفدر نے پوچھا۔
" مجھے تو معلوم نہیں ۔۔۔ ہو سکتا ہے ٹیکسی میں ہوں۔ پرائیو
میں ہوں یا پھر پیدل آ رہے ہوں۔ ویسے مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ
بات پوچھو گے تو میں ان سے کہہ دیتا کہ وہ راستے میں تمہیں اپ
کر کے آگے جاتے اوور " ۔۔۔ عمران نے ناگواری سے لہجے میں کہا
" اوہ اچھا ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ ٹھیک ہے ہم ابھی روانہ ہو
ہیں اوور " ۔۔۔ صفدر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔
" اوور اینڈ آل " ۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف



ا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ صفدر انہیں لازماً تلاش کر لے گا۔

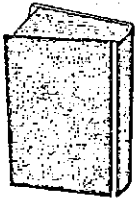

ارسلان اپنے ساتھیوں کے ساتھ لانچ سے اتر کر گھاٹ
ذرا ہٹ کر بنے ہوئے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔
اب کیا پروگرام ہے ۔۔۔ کیا واپس ہوٹل چلیں " ۔۔۔ ڈگلس
کہا۔
نہیں ۔۔۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں اب ہوٹل میں نہیں ٹھہرنا
ہئے۔ ہم شہر پہنچ کر کسی پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے کوئی کوٹھی کرایہ
صل کر لیتے ہیں ۔۔۔ اسی طرح کرایہ پر کاریں بھی۔ اس کے بعد
ہاں بیٹھ کر اطمینان سے عمران کے خلاف کام کرنے کا کوئی
منصوبہ بنائیں گے " ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔
لیکن رقم وغیرہ کا کیا ہو گا۔ وہ تو وہیں ماسٹر ٹونی کی کوٹھی میں
ہیں رہ گئی " ۔۔۔ ڈگلس نے کہا۔

"وہ منگوا لیں گے ۔۔۔ ویسے ہنگامی صورت حال کے لئے میرے پاس رقم موجود ہے" ۔۔۔ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ تینوں ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچ گئے۔

"یس سر" ۔۔۔ باری میں سب سے پہلے کھڑی ہوئی ٹیکسی کے ڈرائیور نے غیر ملکی مسافروں کو دیکھتے ہی باچھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ غیر ملکی مسافر ہمیشہ بھاری ٹپ دیتے ہیں۔

"شہر چلو" ۔۔۔ ارسلان نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ اور فرخندہ پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے جب کہ ڈگلس فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا ۔۔۔ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے میٹر ڈاؤن کیا۔ اور پھر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

ساحل سمندر سے نکل کر ٹیکسی شہر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی ۔۔۔ وہ تینوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اس سڑک پر ٹریفک قریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ اکا دکا کاریں اور ٹیکسیاں آجا رہی تھیں۔

"یہاں ایسی کمپنیاں ہیں جو کرایہ پہ کاریں دیتی ہوں" ڈگلس نے ڈرائیور سے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ کئی کمپنیاں ہیں" ۔۔۔ ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کوئی قریب بھی ہے" ۔۔۔ پیچھے بیٹھے ہوئے ارسلان نے پوچھا۔



بن سر ۔۔۔ ایک کمپنی یہیں قریب ہی موجود ہے۔ شہر سے ں کا شوروم ہے۔ خاصی بڑی کمپنی ہے" ۔۔۔ ڈرائیور اب دیا۔

اور کے ۔۔۔ پہلے وہیں لے چلو" ۔۔۔ ارسلان نے کہا اور ر نے سر ہلا دیا۔

یکسی تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔ شہر کی عمارتیں دور سے نے لگ گئی تھیں کہ روڈ پہ ایک پٹرول پمپ کی سائیڈ پہ ل کا شوروم نظر آ گیا ۔۔۔ ٹیکسی اسی شوروم کی طرف بڑھ

ینشنل کار بائرنگ ایجنسی ہے جناب" ۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور وروم کے سامنے ٹیکسی روکتے ہوئے کہا۔

اور ارسلان سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر گیا۔ اس نے فرخندہ ساتھ آنے کا اشارہ کیا ۔۔۔ چنانچہ وہ بھی اس کے پیچھے اتر گئی۔ س البتہ کار میں بیٹھا رہا۔ ارسلان اور فرخندہ شوروم کی سائیڈ تے ہوئے دفتر میں چلے گئے۔ ڈگلس خاموش بیٹھا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ارسلان اور فرخندہ دفتر سے باہر نکلے۔ ان ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اور وہ تینوں شوروم میں چلے ۔۔۔ ڈگلس بھی انہیں دیکھ کر ٹیکسی سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں رسلان شوروم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ٹیکسی کی طرف آ

تنا کرایہ ہوا" ۔۔۔ ارسلان نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے

ڈرائیور سے پوچھا۔

"صرف آٹھ روپے جناب" ——— ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید اس قدر کم کرایہ وصول کرنے کی توقع نہ تھی اور شاید وہ دل میں سوچ رہا ہو کہ خواہ مخواہ غیر ملکیوں کو اس ایجنسی کے متعلق بتا دیا ——— کسی دور افتادہ ایجنسی میں لے جاتا تو لازماً زیادہ کرایہ بنتا۔

ارسلان نے جیب سے پچاس کا نوٹ نکالا اور ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

"باقی تم رکھ لو ——— انفارمیشن کا شکریہ" ——— ارسلان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ڈرائیور کا چہرہ اس قدر بھاری ٹپ پا کر گلاب کی طرح کھل اٹھا ——— اس نے زور زور سے سلام کیا اور پھر ٹیکسی کو آگے بڑھا لے گیا۔

"مل گئی کار" ——— ڈگلس نے ٹیکسی کے جاتے ہی پوچھا۔

"ہاں کام ہو گیا ——— ماسٹر ٹونی کا کارڈ کام آ گیا ہے۔ میری جیب میں پڑا ہوا تھا" ——— ارسلان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈگلس نے سر ہلا دیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ تینوں سفید رنگ کی کار میں بیٹھے شو روم سے باہر آ گئے ——— قریبی پٹرول پمپ سے انہوں نے پٹرول ٹنکی فل کرائی اور کار آگے بڑھا دی۔

"اب کوٹھی کا مسئلہ رہ گیا ہے" ——— ڈگلس نے کہا۔



"ہاں وہ میں نے معلوم کر لیا ہے ——— شہر شروع ہوتے ہی پراپرٹی ڈیلر کا دفتر ہے" ——— ارسلان نے کار چلاتے ہوئے جواب دیا اور ڈگلس نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ شہر پہنچ گئے۔ اس بار فرخندہ فرنٹ سیٹ پر اور ڈگلس پچھلی سیٹ پر تقریباً لیٹنے والے انداز میں بیٹھا تھا ——— ارسلان اور فرخندہ پراپرٹی ڈیلر کے دفتر کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں گھما رہے تھے۔ لیکن وہ انہیں کہیں نظر نہ آ رہا تھا اس لئے وہ مختلف سڑکوں پر گھومتے پھر رہے تھے۔

"ہمارا تعاقب ہو رہا ہے" ——— اچانک پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈگلس کی آواز سنائی دی۔ اور ارسلان اور فرخندہ دونوں بری طرح چونک پڑے۔

"تعاقب" ——— ارسلان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— وہ نیلے رنگ کی کار کافی دیر سے ہمارے آگے پیچھے ہو رہی ہے۔ میں اُسے چیک کر رہا ہوں۔ اس میں دو افراد ہیں" ڈگلس نے کہا اور ارسلان نے سر ہلا دیا۔

اب بیک مرر میں وہ نیلے رنگ کی کار کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ اس نے رفتار آہستہ کر دی ——— اور نیلے رنگ کی کار کچھ دیر بعد ان کے ساتھ سے ہوتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اس میں موجود افراد ان کی طرف دیکھے بغیر ہی آگے بڑھ گئے تھے ——— لیکن ارسلان اور اس کے ساتھیوں نے انہیں غور سے چیک کیا تھا۔

"یہ دونوں اپنے ہی قبیل کے آدمی لگتے ہیں" ——— ارسلان

نے کہا۔

"میرا خیال ہے انہیں کسی سنسان جگہ پر چھاپ لیا جائے۔ سکتا ہے یہ عمران کے آدمی ہوں ـــــ ان سے عمران کا پتہ مل جا تو ہم اُسے ختم کر کے واپس چلے جائیں مجھے تو اس مشن پر بے گھبراہٹ ہو رہی ہے" ـــــ ڈگلس نے الفاظ کو چباتے ہوئے کہا۔

"کھل کر کام کرنے کا موقع جو نہیں ملا ـــــ ٹھیک ہے ـ ہمارا ہو جاؤ انہیں چھاپنے کے لئے ـــــ کیوں فرخندہ" ارسلان نے کہا۔

"لیکن ہم انہیں چھاپ کر کہاں لے جائیں گے ـــــ یا تو کی کار ہی اڑا دو۔ انہیں گولی مار دو تب تو اور بات ہے۔ ورنہ ا اٹھا کر ہم کہاں لے جائیں گے" ـــــ فرخندہ نے کہا۔

"یہ بات بھی ٹھیک ہے ـــــ میرا خیال ہے اب صورت حال ہو چکی ہے۔ ایسا کرتے ہیں میں کسی پبلک بوتھ سے ماسٹر ٹونی کو ف کرتا ہوں۔ وہ ہمیں کوئی کوٹھی دے دے ـــــ ہم اس کوٹھی میں انہیں لے جا کر ان سے پوچھ گچھ کریں اور پھر فوراً وہاں سے نکل جائیں" ـــــ ارسلان نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا ـــــ اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ لو صرف ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ خود ہی اس کوٹھی تک ہمارے پیچھے آجائیں گے وہاں انہیں آسانی سے پکڑا جا سکتا البتہ کوئی کوٹھی کسی اکیلی اور سنسان جگہ پر مل جائے تو"



ن نے کہا۔

ٹھیک ہے ـــــ میں بات کرتا ہوں" ـــــ ارسلان نے کہا۔

جیسے ہی روڈ سائیڈ پر لگا ہوا ایک پبلک بوتھ اُسے نظر آیا۔ نے کار پبلک بوتھ کے قریب روک دی ـــــ انہوں نے نیلے کی کار کو ایک گلی میں گھومتے دیکھ لیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تعاقب کرنے والے واقعی بے حد ہوشیار تھے ـ اب یقین ہو گیا تھا کہ ان کا تعلق لازماً سیکرٹ سروس سے ہے۔

وہ کار سے اتر کر پبلک بوتھ میں گیا اور پھر اس نے ماسٹر ٹونی کا نمبر گھما کر اُس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر ـــــ چند ہی لمحوں بعد ماسٹر ٹونی سے رابطہ قائم ہو گیا۔

ارسلان بول رہا ہوں ماسٹر ٹونی" ـــــ ارسلان نے کہا۔

اوہ ارسلان صاحب ـــــ خیریت ہے" ـــــ ماسٹر ٹونی ہنستے ہوئے کہا۔

کسی سنسان اور اکیلی جگہ پر کوئی کوٹھی فارغ مل سکتی ہے۔ دو آدمیوں کو پکڑا ہے ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں" سلان نے کہا۔

ہاں ہاں ـــــ کیوں نہیں ـــــ آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں" ونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

موتیا روڈ ہے ـــــ پبلک بوتھ سے بات کر رہا ہوں" ن نے کہا۔

ٹھیک ہے ـــــ آپ ایسا کریں موتیا روڈ سے اگلے چوک پر

سے دائیں طرف مڑ جائیں وہاں سے آگے جو چوک آئے اس سے
دائیں طرف مڑ کر سیدھے چلے جائیں تقریباً تین میل چلنے کے
ایک نئی اور نو تعمیر شدہ کالونی ہے ——— شاداب کالونی ——— اس
کالونی کی مین روڈ پر آخری کوٹھی ہے ۔ نیلے رنگ کے پتھروں سے
ہوئی ——— یہ بالکل سنسان اور غیر آباد جگہ پر ہے ۔ وہاں میرا
ایک آدمی موجود ہے ۔ آپ اُسے صرف ماسٹر ٹونی کا نام لیں گے
وہ آپ کو کوٹھی کھول دے گا ——— وہ میرا خاص آدمی ہے ۔ آپ
بے فکر ہو کر چلے جائیں ۔ میں اُسے فون کر دیتا ہوں "
ماسٹر ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" شکریہ " ——— ارسلان نے کہا ۔

" یہ جو آدمی آپ نے پکڑے ہیں یہ ہیں کون ——— کیا عمران کے
آدمی ہیں " ——— ماسٹر ٹونی نے پوچھا ۔

" لگتا تو ایسا ہی ہے ——— یہ تو پوچھ گچھ پر ہی پتہ چلے گا "
ارسلان نے گول مول سا جواب دیا ۔

" اوکے ——— آپ بے فکر ہو کر چلے جائیں " ——— ماسٹر ٹونی نے
کہا ۔ اور ارسلان نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھا اور پھر
بوتھ سے باہر نکل کر دوبارہ کار میں آ بیٹھا ۔

" کیا ہوا " ——— فرخندہ نے پوچھا ۔

" ہو گئی بات ——— کوٹھی مل گئی ہے ——— ہے بھی اکیلی اور سنسا
جگہ پر " ——— ارسلان نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا ۔ اس
کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں ——— لیکن نیلے رنگ کی کار اُسے



آ رہی تھی ۔

" سنو ——— اب انہیں چھاپنے کا پروگرام بنا لیتے ہیں "
س نے کہا ۔

" وہ کار ہی اب نظر نہیں آ رہی ——— چھاپیں گے کیسے "
لان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" کہیں نہ کہیں سے گھوم کر آ جائیں گے ۔ وہ اتنی آسانی سے پیچھا
نے والے نظر نہیں آتے " ——— ڈگلس کی بجائے فرخندہ
جواب دیتے ہوئے کہا ۔

اور پھر وہی ہوا ——— جیسے ہی ارسلان نے اگلے چوک سے کار
ں طرف موڑی ۔ چند ہی لمحوں بعد نیلے رنگ کی کار انہیں نظر
لگ گئی ۔

" ہاں ——— وہ دوبارہ آ گئے ہیں " ——— ارسلان نے مطمئن
ہیں کہا ۔

" تم ایسا کرو کسی سنسان جگہ پر کار کی رفتار آہستہ کر دو ۔ یہ
مٹانے کی خاطر آگے نکلیں گے پھر جیسے ہی ان کی کار قریب
ے تم اپنی کار تیزی سے ان کی طرف موڑ دینا ——— یہ دب کر کار
کنے پر مجبور ہو جائیں گے ۔ اس دوران میں اور فرخندہ نکل کر
پر چڑھ دوڑیں گے ——— اور پھر ریوالوروں کے زور پر انہیں اپنی
یں لے آئیں گے " ——— ڈگلس نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ——— اگر کوئی شرارت ہو تو بے شک ایک کو ٹھنڈا
بینا ۔ پوچھ گچھ کے لئے ایک ہی کافی رہے گا " ——— ارسلان

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ارسلان نے تھوڑے سے ہی فاصلے کے بعد پروگرام پر عمل کر دیا ـــــ یہ سڑک بالکل سنسان تھی۔ ارسلان نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ نیلے رنگ کی کار تیزی سے چلتی ہوئی جیسے ہی قریب آئی اس نے تیزی سے سٹیرنگ گھمایا اور نیلے رنگ کی کار نے ایکسیڈنٹ سے بچنے کے لئے لاشعوری طور پر جیسے ہی کار کو تیزی سے سائیڈ پر گھمایا اس کی کار ایک زوردار دھماکے سے سائیڈ پر موجود ایک درخت سے ٹکرا گئی ـــــ اسی لمحے ڈگلس اور فرخندہ ہاتھوں میں ریوالور اٹھائے چلتی ہوئی کار سے کود ے۔ اور پلک جھپکنے میں وہ نیلے رنگ کی کار کے قریب پہنچ گئے ـــــ لیکن انہیں بے ہوش کرنے یا ریوالور کے زور پر انہیں لے جانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ـــــ درخت سے اچانک ٹکرانے کی وجہ سے کار کا انجن تباہ ہو چکا تھا۔ اور وہ دونوں کار کے ڈیش بورڈ اور سٹیرنگ پر ترچھے مڑے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے ـــــ ڈگلس اور فرخندہ نے دروازے کھول کر انہیں باہر گھسیٹ لیا۔ ارسلان بھی اس دوران کار روک کر ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"یہ اچھا ہوا ـــــ دونوں ہی بے ہوش ہیں۔ انہیں اٹھا کر کار میں ڈالو ـــــ جلدی کرو" ـــــ ارسلان نے کہا اور پھر ارسلان اور ڈگلس نے ایک ایک کو اٹھایا اور اپنی کار کی پچھلی سیٹوں کے درمیان ڈال دیا ـــــ اور اب ڈگلس اور فرخندہ دونوں ہی ریوالور پکڑے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ان دونوں نے اپنے پیر بے ہوش افراد



ے جسموں پر رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ بے حد چوکنا نظر آرہے تھے رسلان نے کار آگے بڑھا دی ـــــ اب اس نے کار کی رفتار انتہائی حد تک بڑھا دی تھی۔ وہ ان کے ہوش میں آنے سے پہلے پہلے اس ٹھی تک پہنچ جانا چاہتا تھا ـــــ اور پھر تقریباً دس منٹ کی تیز ترین رائیونگ کے بعد وہ اس کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ ملازم نے اسٹر ٹونی کا نام سنتے ہی پھاٹک کھول دیا۔ اور ارسلان کار اندر ے گیا ـــــ اور اس نے پورچ میں جاکر کار روک دی۔ پھر ان کے نیچے رنے تک ملازم پھاٹک بند کر کے واپس آ گیا تھا۔

"یہاں رسی وغیرہ مل جائے گی ـــــ ان دو آدمیوں کو باندھنا ہے"۔ رسلان نے ملازم سے کہا۔

"بالکل جناب ـــــ یہاں ہر چیز موجود ہے۔ مجھے ماسٹر ٹونی نے تادیا ہے کہ آپ نے دو آدمیوں سے پوچھ گچھ کرنی ہے۔ یہاں اس مقصد کے لئے ہم نے ایک کمرہ بنایا ہوا ہے۔ میں آپ کو وہیں لے لتا ہوں" ـــــ ملازم نے جو گٹھے ہوئے جسم کا خاصا تندرست می تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ارسلان نے سر ہلا دیا۔

ایک بار پھر ارسلان اور ڈگلس نے دونوں بے ہوش افراد اٹھایا اور پھر اس ملازم کے پیچھے چلتے ہوئے عمارت کے اندر بل دو کمروں سے گزر کر سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک بڑے سے ہہ خانے میں پہنچ گئے ـــــ اس بڑے کمرے میں پہنچتے ہی ان ے منہ سے حیرت کی سیٹی نکل گئی۔ کمرہ واقعی کوئی عقوبت گاہ لگ ہا تھا۔ جسمانی تشدد کی تقریباً ہر قسم کی چیزیں موجود تھیں۔ کمرے

کے درمیان میں دو لوہے کی کرسیاں موجود تھیں۔

"ان پر بٹھا دیجئے۔ میں انہیں کرپ کر دیتا ہوں۔ پھر یہ حرکت بھی نہ کر سکیں گے" ـــ ملازم نے کہا۔ اور ارسلان اور ڈگلس نے جیسے ہی ان دونوں کو ان کرسیوں پر بٹھایا ملازم نے ان کرسیوں کے پچھلے پائے پر مخصوص انداز میں ٹھوکریں ماریں اور کرسی کے بازوؤں اور نچلے حصے سے لوہے کے مضبوط راڈ نکل کر دوسری طرف اندر چلے گئے ـــ اب دونوں بے ہوش افراد لوہے کے ان راڈوں کے درمیان جکڑے گئے تھے۔

"تمہارا نام کیا ہے" ـــ ارسلان نے پوچھا۔

"مجھے شیرٹن کہتے ہیں" ـــ ملازم نے جواب دیا اور ارسلان نے سر ہلا دیا۔

"آپ پوچھ گچھ کے لئے کس قسم کا طریقہ پسند کریں گے" شیرٹن نے پوچھا۔

"کیا خیال ہے ڈگلس" ـــ ارسلان نے ڈگلس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان کا تعلق اگر سیکرٹ سروس سے ہے تو ان پر جسمانی تشدد بیکار ثابت ہوگا" ـــ ڈگلس نے کہا۔

"تو پھر" ـــ ارسلان نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کو میرے حوالے کر دو ـــ پھر دیکھو یہ کس طرح خاموش رہتے ہیں" ـــ اچانک فرخندہ نے کہا۔

"تم کیا کرو گی" ـــ ڈگلس نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔



"میں پہلے ان کے دانت توڑ دوں گی۔ پھر ان کی انگلیاں کچل دوں گی۔ اس کے بعد ان کی آنکھیں نکالوں گی ـــ اور اگر یہ پھر بھی نہ بولے تو میں ان کے ناک کاٹ دوں گی۔ کہیں نہ کہیں تو بولیں گے" فرخندہ نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب ـــ اگر آپ اجازت دیں تو ایک طریقہ میں بھی بتا دوں۔ یہ طریقہ خالصتاً میری ایجاد ہے۔ اور آج تک ناکام نہیں ہوا" شیرٹن نے کہا۔

"اچھا ـــ کون سا طریقہ ہے" ـــ تینوں نے چونک کر شیرٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــ سرخ مرچوں کا تھیلا بھر کر میں ان کے منہ پر چڑھا دیتا ہوں۔ یہ جیسے ہی سانس لیں گے سرخ مرچیں ان کی ناک اور حلق سے گزر کر ان کے پھیپھڑوں میں پہنچ جائیں گی ـــ اور اس کے بعد ان کی جو حالت ہوگی وہ آپ دیکھ لینا" ـــ شیرٹن نے کہا۔

"اوہ واقعی انتہائی سادہ اور دلچسپ طریقہ ہے" ارسلان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر یہ بولیں گے کیسے ـــ یہ تو کھانستے کھانستے مر جائیں گے" ـــ ڈگلس نے کہا۔

"جناب ـــ یہ بولنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ تو میں ایک محلول کا سپرے ان کی ناک اور حلق میں کر دوں گا جس سے مرچوں کی تیزی ختم ہو جائے گی ـــ اور اگر یہ پھر بگڑے تو پھر وہ تھیلا چڑھا دیں

گے۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ کس طرح بولتے ہیں" ـــــ شیرٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے شیرٹن ـــــ واقعی یہ نیا طریقہ ہے۔ چلو تم ہی شروع کرو۔ دیکھتے ہیں ان کا کیا ردعمل ہوتا ہے" ـــــ ارسلان نے کہا۔

اور شیرٹن مسکراتا ہوا کمرے کی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی ـــــ اور اس میں رکھا ہوا ایک تھیلا اٹھا لیا۔ خاصا بڑا سا تھیلا تھا۔ جس کے ساتھ ڈوریاں منسلک تھیں اور تھیلے کا منہ زپ سے بند تھا۔

"کس سے پہلے پوچھنا ہے" ـــــ شیرٹن نے ان دونوں کی کرسیوں کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"پہلے انہیں ہوش میں لے آؤ۔ پھر ان سے ابتدائی بات چیت میں پتہ چلے گا کہ ان میں سے کون سا ہمارے مقصد کا ہے" ارسلان نے کہا۔

"یہ کام میں کر دیتا ہوں" ـــــ ڈگلس نے کہا اور آگے بڑھ کر پہلے اس نے ایک آدمی کے منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے ـــــ چند ہی لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت شروع ہو گئی۔ تو وہ اُسے چھوڑ کر دوسرے کی طرف بڑھ گیا۔ اور اس نے دوسرے کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش شروع ہو گئی ـــــ جب وہ ہوش میں آنے لگا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ چند ہی لمحوں بعد ان دونوں نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ تھوڑی دیر تو آنکھیں کھولے ادھر اُدھر



دیکھتے رہے۔ جیسے انہیں ماحول کی سمجھ نہ آ رہی ہو۔ اور پھر ان کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی۔

"ہم کہاں ہیں" ـــــ ان میں سے ایک نے ارسلان، ڈگلس اور فرخندہ کو اپنے سامنے کھڑے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"تم ایسی جگہ ہو جہاں سے تم ہماری مرضی کے بغیر نہیں نکل سکتے" ارسلان نے غراتے ہوئے کہا۔

"ایسی جگہ تو صرف جہنم ہو سکتی ہے" ـــــ اس نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ارسلان نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹھیک ہے ـــــ پہلے اسی کے منہ پر تھیلا چڑھاؤ۔ یہ ضرورت سے زیادہ بولنے کا عادی ہے" ـــــ ارسلان نے کہا۔

اور شیرٹن نے آگے بڑھ کر ہاتھ میں پکڑا ہوا تھیلا جس میں پسی ہوئی سرخ مرچیں بھری ہوئی تھیں ـــــ اس آدمی کے منہ پر چڑھا کر اس کی ڈوریاں اس کے سر کی پشت پر اس انداز میں باندھ دیں کہ اس آدمی کو تھیلے کے اندر ہی سانس لینے پر مجبور ہونا تھا ـــــ اب اس کی صرف آنکھیں اور پیشانی تھیلے سے باہر تھیں۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس آدمی کی آنکھیں پھٹنے لگیں اور چہرہ متغیر ہونا شروع ہو گیا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی اُسے زوردار چھینکیں آنا شروع ہو گئیں۔ لیکن ان چھینکوں سے تھیلے میں بھری ہوئی مرچیں اور زیادہ اڑ اڑ کر اس کی ناک اور حلق میں گھسنے لگیں۔ بلکہ وہ ان چھینکوں کی وجہ سے اب تھیلے کے منہ سے نکل کر اس کی آنکھوں میں بھی پڑ گئی تھیں ـــــ اور دوسرے لمحے اس آدمی کی

حالت تیزی سے خراب تر ہوتی چلی گئی ۔ اس کا پورا جسم
اس طرح کانپنے لگا جیسے اُسے لرزے کا بخار چڑھ آیا ہو۔ آنکھیں
سوج کر پھٹنے کے قریب ہو گئیں ۔ اور ان میں سے آبشار کی طرح
پانی بہنے لگا ـــــ شیرٹن نے آگے بڑھ کر ڈوریاں کھولیں اور
مرچوں کا تھیلا اس کے منہ سے ہٹا لیا ۔ دوسرے لمحے اس آدمی
کا جسم پھڑکنے لگا ـــــ اس کا چہرہ مسخ ہو گیا اور وہ چھینکنے کے
ساتھ ساتھ بُری طرح چیخنے لگا ۔



جب عمران اور ٹائیگر کے کپڑے کچھ سوکھ گئے تو وہ دونوں
ٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ گئے ـــــ چند
ں بعد ٹیکسی انہیں لئے ہوئے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی
ی ۔

شہر میں پہنچ کر عمران نے ٹائیگر کو ٹیکسی سے اتارا اور اُسے
الحال آرام کرنے کے لئے کہا ـــــ اور خود وہ دانش منزل کی
ف چل پڑا ۔ دانش منزل کے پہلے چوک پر اس نے ٹیکسی چھوڑ
ی اور اس کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ پیدل ہی دانش منزل
طرف بڑھ گیا ۔

" عمران صاحب ـــــ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے "
یک زیرو نے عمران کو دیکھتے ہی کہا ۔

" غائب ہونے کا عمل سیکھنے کے لئے ایک بڑا مشکل وظیفہ پڑھنا

پڑتا ہے۔ اور میں یہ وظیفہ پڑھنے کے لئے شیطان جزیرے پہ پہنچ گیا تھا ـــــ وہاں ٹائیگر مجھ سے پہلے پہنچا ہوا تھا۔ اور غلط وظیفہ پڑھنے کی وجہ سے اس وظیفے کے جنوں کے ہاتھوں مار کھا رہا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر مجھے اپنا وظیفہ تو بھول گیا۔ البتہ اس بیچارے کو بچا کر لے آنا بھی مشکل ہو گیا" ـــــ عمران نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ تو آپ شیطان جزیرے پر گئے تھے"

بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے اسے مختصر طور پہ سارے حالات کی تفصیل بتا دی۔

"ماسٹر ٹونی ـــــ تو وہ اب اتنا آگے بڑھ آیا ہے"

بلیک زیرو نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تم اسے جانتے ہو" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس نے ایک گینگ بنا رکھا ہے۔ لیکن اب تک وہ چھوٹی موٹی بدمعاشیوں میں مبتلا رہتا تھا ـــــ اب اس نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے ہیں تو اس کا سر کچلنا پڑے گا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اب یہ ضروری ہو گیا ہے ـــــ صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف سے کوئی اطلاع ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ـــــ انہوں نے تو رابطہ قائم نہیں کیا"

بلیک زیرو نے کہا۔



"ذرا ٹرانسمیٹر پہ ان سے رابطہ قائم کرو ـــــ دیکھیں وہ کیا کر رہے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے میز پہ ایک طرف پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پہ فریکونسی سیٹ کی ـــــ اور پھر بٹن دبا کر صفدر کو کال کرنے لگا۔ لیکن کافی دیر تک کوشش کے باوجود رابطہ قائم نہ ہوا تو اس نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"وہ تو کوئی جواب نہیں دے رہے" ـــــ بلیک زیرو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے وہ کسی مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ ماسٹر ٹونی کو فوری طور پہ ڈھونڈھنا پڑے گا" ـــــ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تنویر سے کہہ دیتا ہوں وہ ماسٹر ٹونی کو ڈھونڈھ نکالے گا۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تنویر اور ماسٹر ٹونی کے درمیان خاصا یارانہ ہے۔ تنویر اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"تنویر اور ماسٹر ٹونی کے درمیان یارانہ ـــــ کیا مطلب۔ تنویر کو ان بدمعاش سے دوستی کی کیا ضرورت پڑ گئی" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس کی ہدایت اسے میں نے کی تھی۔ ایک بار تنویر نے مجھے اطلاع دی تھی کہ ایک مقامی بدمعاش ماسٹر ٹونی مشہور سمگلنگ میں ملوث ہے ـــــ اسے اچانک اس کی اطلاع ملی تھی۔ تو میں نے اسے ہدایت کی تھی وہ اسے ٹٹولے۔ چنانچہ تنویر نے اس سے

تعلقات بڑھا لئے۔ لیکن پھر پتہ چلا کہ وہ اس بین الاقوامی ریکٹ سے
متعلق نہیں ہے ـــــ بس چھوٹی موٹی بدمعاشیاں کرتا رہتا ہے"
بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اُسے ملکی سمگلنگ ریکٹ
کے کیس کا علم تھا۔

عمران نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر اس نے
سب سے پہلے تنویر کے نمبر گھمائے۔

"تنویر سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ماسٹر ٹونی کو تلاش کرو کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہوگا۔ لیکن جس
قدر جلد ممکن ہوسکے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ماسٹر ٹونی ـــــ بہتر سر ـــــ میں ابھی ٹیلی فون پر ہی اُسے تلاش
کرلیتا ہوں۔ مجھے اس کے سب اڈوں اور ان کے کوڈ ورڈز کا علم
ہے" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اُسے تلاش کرکے مجھے اطلاع دو"
عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے
جولیا کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی
دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس باس" ـــــ جولیا نے کہا۔



"جولیا ـــــ صفدر اور کیپٹن شکیل اپنی کار میں ہوٹل مالابار میں
ود تھے کہ عمران نے انہیں ارسلان اور اس کے ساتھیوں کی
نی پر مامور کیا تھا ـــــ ارسلان اور اس کے ساتھی ساحل سے
ی طرف جا رہے تھے۔ لیکن اب صفدر اور شکیل سے رابطہ
م نہیں ہو رہا ـــــ تنویر کو میں نے ایک اور کام سونپا ہے۔ تم
ممبرز کو کال کرکے ہدایت دے دو کہ وہ شہر میں پھیل کر صفدر
یپٹن شکیل کو تلاش کریں ـــــ اور جیسے ہی کوئی رپورٹ ملے
فوری اطلاع دو" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے
اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے جولیا نے جواب
اور عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ مسئلہ خواہ مخواہ ہی طویل ہوگیا ہے۔ میں اس کی وجہ سے
ہارے والد کے پاس بھی نہیں جا سکا ـــــ ٹھہرو ـــــ میں انہیں
ن کرلیتا ہوں" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور اس
رسیور اٹھا کر ڈاکٹر صدیقی کے نمبر ڈائریکٹ لائن پر گھمانے
ع کر دیئے۔

"یس ٹومی سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
ف سے ڈاکٹر صدیقی کے بن مانس نما ملازم ٹومی کی غراتی ہوئی
ی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ ـــــ ڈاکٹر صاحب سے بات
اؤ" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس وقت

صفدر اور کیپٹن شکیل کی وجہ سے ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔ اس لئے اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

" اوہ پرنس آپ ___ ڈاکٹر صاحب موجود ہیں۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے " ___ دوسری طرف سے ٹومی کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر چند لمحوں بعد رسیور سے ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

" یس ڈاکٹر صدیقی سپیکنگ " ___ ڈاکٹر کے لہجے میں بے حد ٹھہراؤ تھا۔

" ڈاکٹر صاحب ___ میں عمران بول رہا ہوں۔ آپ کے ناخلف الرشید صاحبزادے نے آپ کا پیغام مجھ تک پہنچا دیا تھا لیکن میں ایک اہم کام میں الجھا ہوا ہوں اس لئے حاضر نہ ہو سکا " ___ عمران نے معذرت کرنے کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو کو بھی ناخلف کا لقب عطا کر دیا اور بلیک زیرو کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

" تو اب آجاؤ " ___ ڈاکٹر صدیقی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ڈاکٹر صاحب ___ شاید ابھی ایک دو روز تک حاضر نہ ہو سکوں گا۔ ایک پیچیدہ مسئلے میں الجھا ہوا ہوں " ___ عمران نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے ___ جب فرصت ملے آجانا۔ میں نے اس نقشے پر کام شروع کر رکھا ہے۔ تقریباً پچھتر فیصد اشارات تو میں نے حل کر لئے ہیں۔ اور شاید باقی بھی حل ہو جائیں ___ البتہ دو تین اشارات



ا طرح بھی سمجھ نہیں آ رہے " ___ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

" کون کون سے ڈاکٹر " ___ عمران نے اشتیاق آمیز لہجے ا پوچھا۔

" ایک تو ادھوری مثلث ہے جس کے اندر دو نقطے ہیں۔ کلیانی ن میں مثلث کسی پہاڑی کا اشارہ ہے ___ لیکن ادھوری مثلث ر اس کے اندرونی نقطوں کا کوئی جواز سمجھ نہیں آ رہا " لڑ صدیقی نے کہا۔

" اوہ ڈاکٹر ___ یہ ادھوری مثلث کہیں مصری قدیم زبان کا ثارہ تو نہیں۔ اس میں ادھوری مثلث کا مطلب دلدل ہوتا ہے " ران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں ___ میں نے اس پر بھی غور کیا تھا۔ لیکن دلدل کسی دریہ بھی نقشے میں فٹ نہیں بیٹھتی۔ نقشے کے مطابق یہ تمام علاقہ ن کے متعلق نقشہ اشارہ کر رہا ہے سمندری ہے ___ اور تم بانتے ہو سمندر میں دلدل کا کوئی تک نہیں بنتا۔ البتہ پہاڑی تو ہ سکتا ہے لیکن ادھوری مثلث اور نقطے کسی جگہ فٹ نہیں ہوتے " اکٹر صدیقی نے کہا۔

" یہ کون سے سمندر کی طرف نقشہ اشارہ کر رہا ہے " مران نے پوچھا۔

" جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ یہ میڈیٹرین سی کا علاقہ بنتا ہے۔ یکن اس علاقے میں دلدل کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی ہاڑی ہے " ___ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر صاحب ——— اگر یہ وہی علاقہ ہے۔ اور لازماً وہی علاقہ
ہوگا۔ کیونکہ اسرائیل اسی سمندر سے ملحق ہے۔ تو پھر اس علامت کے
معنی کسی جزیرے پر موجود کوئی غار بھی تو ہو سکتی ہے"۔ ——— عمران
نے کہا۔

"جزیرے پر غار ——— میرا خیال ہے تم نے نقطوں کی وجہ سے
انہیں غار سمجھ لیا ہے۔ اس حد تک درست ہے۔ اور اسی وجہ سے
میں اسے پہاڑی قرار دے رہا تھا ——— لیکن ادھوری مثلث کبھی
بھی جزیرے کے لئے استعمال نہیں ہوئی"۔ ——— ڈاکٹر صدیقی
نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ڈاکٹر کہ کسی جزیرے پر کوئی دلدل موجود ہو"۔
عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہو سکتا ہے ——— بہرحال میں مزید ریسرچ کر رہا ہوں تمہیں
بلانے کا مقصد ایک اور تھا۔ اس نقشے میں ایک اشارہ ایسا ہے،
جو کسی شیطان کی طرف اشارہ کرتا ہے ——— لیکن شیطان نام کی
کوئی پہاڑی یا جزیرہ اس علاقے میں نہیں پایا جاتا۔ میں نے سوچا کہ شاید
تم اس مسئلے کو حل کر سکو"۔ ——— ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر ——— آپ نے بڑے کام کی بات بتائی ہے میڈیٹرین
سی میں ایک جزیرہ ہے نکویش ——— اس جزیرے پر قدیم زمانے
سے ایک مندر موجود ہے۔ جسے شیطان کا مندر کہا جاتا ہے"۔
عمران نے کہا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— ارے کمال ہے عمران۔ تم نے تو سارا



سئلہ حل کر دیا۔ اوہ ٹھیک ہے۔ یہ ادھوری مثلث مندر کی
ہی کرتی ہے ——— یہ قدیم انگولی زبان کا اشارہ ہے۔ قدیم
زبان میں ادھوری مثلث عبادت گاہ یا مندر کے لئے استعمال
تی تھی۔ اور نقطے بھی اب غاروں کا پتہ نہیں دیتے بلکہ اس مندر
جود دو کمروں کی نشاندہی کرتے ہیں ——— کسی دو خاص کمروں کی"۔
صدیقی نے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہوگا"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ ——— اب میں جلد ہی اس پیچیدہ نقشے کو حل کر لوں گا"۔
صدیقی نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"تھینک یو ڈاکٹر ——— یہ آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔ اب
ت دیجئے۔ میں جلد از جلد حاضر ہونے کی کوشش کروں گا"۔
ن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ڈاکٹر کی طرف سے اوکے
الفاظ سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یار ——— تمہارے والد صاحب تو بہت قابل ہیں۔ کاش
ی قابلیت کا کچھ حصہ تم نے بھی حاصل کر لیا ہوتا"۔ ——— عمران
رسیور رکھ کر بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ بھی ہیں آپ سے کم ہیں ——— اسی لئے تو میں ان کی بجائے
کے پاس آگیا ہوں"۔ ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
ھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
ن نے سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ ——— عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے

میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب ـــ ابھی ابھی چوہان نے رپورٹ دی ہے کہ شاداب کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر صفدر کی کار موجود ہے ـــ وہ ایک درخت سے ٹکرا کر تباہ ہو چکی ہے لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل موجود نہیں ہیں" ـــ جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کار کا رخ کس طرف ہے" ـــ عمران نے ہونٹ بھینچے ہوئے پوچھا۔

"شاداب کالونی کی طرف ہی بتایا گیا ہے۔ چوہان نے وہاں موقع دیکھ کر بتایا ہے کہ صفدر کی کار کو کسی کار کی مدد سے سائیڈ سے دبایا گیا ہے ـــ جس کی بنا پر وہ درخت سے ٹکرائی ہے۔ کار کے اندر خون کے نشانات بھی موجود ہیں۔ اس کے دونوں فرنٹ دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں" ـــ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمام ممبرز کو ہدایت کر دو کہ وہ شاداب کالونی اور ارد گرد کے علاقے کی چیکنگ کریں اگر کوئی کلیو ملے تو مجھے اطلاع دو" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کو ٹریپ کر لیا گیا ہے ـــ اب ماسٹر ٹونی کی فوری تلاش ضروری ہو گئی ہے" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی ـــ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔



"ایکسٹو" ـــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں جناب ـــ ماسٹر ٹونی کو میں نے تلاش کر لیا ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے شاداب کالونی میں اپنی نئی تعمیر شدہ کوٹھی ا گیا ہے" ـــ تنویر نے جواب دیا۔

"کیسے معلوم ہوا" ـــ عمران نے کہا۔

"اس کا ایک خاص آدمی میرا دوست ہے۔ اس نے بڑے زدارانہ انداز میں بتایا ہے ـــ اس کے ساتھ اس نے بتایا ہے ماسٹر ٹونی کے نمبر ٹو بالم کو قتل کرنے والے گروپ کے سلسلے میں ی ماسٹر ٹونی ادھر گیا ہے" ـــ تنویر نے جواب دیا۔

"گڈ ـــ تم نے بہت اچھا کلیو تلاش کیا ہے۔ اس کوٹھی اور حدود اربعہ" ـــ عمران نے کہا۔

"جناب ـــ یہ کوٹھی شاداب کالونی کی مین روڈ کے آخر میں ہے لے رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے" ـــ تنویر نے جواب یا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم وہاں پہنچ جاؤ۔ میں جولیا کو کہہ کر باقی بروں کو بھی بھیجتا ہوں۔ عمران بھی وہاں پہنچ جائے گا۔ وہ تمہیں ئیڈ کرے گا۔ اس کوٹھی پر فوری ریڈ کرنا ہے ـــ لیکن جیسے عمران ے ویسے ہی کرنا۔ کیونکہ کوٹھی میں خطرناک ترین لوگ موجود ہیں" ران نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل با دیا۔

"تنویر تنگ کرتا ہو گا اس لئے اسے خاص طور پر ہدایت کرنے

کی ضرورت پیش آئی ہے" ___ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ___ اکثر یہ جلدی بگڑ جاتا ہے۔ اور یہاں پوزیشن بڑی ٹائٹ ہو گی" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے ایک بار پھر جولیا کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ___ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ___ عمران نے کہا۔

"یس سر ___ میں نے ممبران کو ہدایات دے دی ہیں" جولیا نے ایکسٹو کی آواز سنتے ہی کہا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ تنویر نے وہ کوٹھی تلاش کر لی ہے۔ جس میں یہ لوگ موجود ہیں ___ میں نے تنویر کو وہاں پہنچنے کی ہدایت کر دی ہے۔ تم باقی تمام ممبران کو بھی شاداب کالونی کے مین روڈ پہ سب سے آخری کوٹھی جو نیلے رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے اکٹھا کر لو ___ عمران کو میں وہاں بھیج رہا ہوں۔ سب کو پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا" ___ عمران نے کہا اور پھر جولیا کا جواب سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔



ٹائیگر نے عمران والی ٹیکسی سے اترتے ہی اپنے ل جانے کی بجائے دوسری ٹیکسی پکڑی اور سیدھا بلیو ڈریگن بار رف بڑھ گیا ___ اُسے ماسٹر ٹونی پہ شدید رنج تھا۔ اور اس نے لہ کر لیا تھا کہ وہ ماسٹر ٹونی سے انتقام لئے بغیر کسی صورت ہوٹل ل نہ جائے گا۔

چند لمحوں بعد ٹیکسی نے اُسے بلیو ڈریگن بار کے سامنے اتار دیا وہ ٹیکسی کو فارغ کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا بلیو ڈریگن بار میں داخل یا ___ بلیو ڈریگن بار ہر قسم کے بدمعاشوں اور غنڈوں سے ہوا تھا۔ منشیات کی مختلف اقسام وہاں کھلے عام استعمال کی ی تھیں۔ اس لئے بار کا ہال منشیات کی ملی جلی لیکن انتہائی تیز بُو مہک رہا تھا۔

ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہی اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر دُور موجود

ایک ویٹر کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ یہ ویٹر اس کا دوست تھا ــــــ ٹائیگر نے ایسے لوگوں سے جان بوجھ کر تعلقات بڑھائے ہوئے تھے تاکہ ان سے اہم معلومات حاصل کی جا سکیں، وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھتا گیا۔

"ہیلو ٹارچر" ــــــ ٹائیگر نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"اوہ سلطان تم" ــــــ ٹارچر نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے زیر زمین دنیا میں اپنا نام سلطان مشہور کر رکھا تھا۔ البتہ کہیں کہیں وہ ٹائیگر کے نام سے بھی جانا پہچانا جاتا تھا۔

"یار ــــــ کس وقت فارغ ہو رہے ہو" ــــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں ــــــ خیریت ہے" ــــــ ٹارچر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ــــــ خیریت ہے۔ بس گپ شپ لگانی تھی" ــــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"آدھا گھنٹہ انتظار کرنا ہوگا پھر میں فارغ ہو جاؤں گا" ٹارچر نے کہا۔

"اچھا میں انتظار کر لیتا ہوں" ــــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور مڑ کر ایک خالی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔

چند ہی لمحوں بعد ٹارچر نے شراب کا گلاس اس کے سامنے رکھ دیا اور واپس مڑ گیا ــــــ ٹائیگر نے گلاس اٹھایا اور آہستہ آہستہ چسکیاں لینے لگا۔ وہ عام طور پر شراب نہ پیتا تھا۔ لیکن کبھی کبھی پی لینے میں ہرج نہ سمجھتا تھا ــــــ اور ویسے اس قسم کی بار روم



ہو رہی تھی۔ ابھی اُسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ
ہ نے کاؤنٹر کی سائیڈ والی راہداری سے ماسٹر ٹونی کو نکل کر
نٹر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ــــــ ٹائیگر اُسے دیکھ کر چونک
۔ وہ ماسٹر ٹونی کی تلاش میں ہی آیا تھا اور ماسٹر ٹونی اس کے
منے موجود تھا ــــــ اب اُسے ٹارچر سے ملنے کی ضرورت نہ
ا تھی۔ ماسٹر ٹونی نے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان سے کچھ کہا۔ اور
یز تیز قدم اٹھاتا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا ــــــ اس کے
ر نکلتے ہی ٹائیگر اٹھا اور بیرونی گیٹ سے باہر آ گیا۔ اس نے
ٹونی کو پارکنگ میں کھڑی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار میں
تے ہوئے دیکھا ــــــ کار میں اس کے ساتھ تین اور آدمی بھی موجود
۔ ٹائیگر برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے کھڑا رہا۔ اس
، کمپاؤنڈ گیٹ کے قریب سڑک پر کھڑے ہوئے ایک موٹر سائیکل
ر کو تاڑ لیا تھا ــــــ وہ فٹ پاتھ پر پیر رکھے ایک نوجوان لڑکی سے
ں کر رہا تھا۔ لڑکی اپنے لباس اور چال ڈھال سے نرس لگتی تھی۔
نوجوان کے چہرے پر موجود تاثرات کو دور سے دیکھنے کے
جود ٹائیگر کو یہ سمجھنے میں ذرا بھی دقت نہ ہوئی کہ روڈ سائیڈ پر
ان بگھارا جا رہا ہے ــــــ وہ نوجوان شاید اس لڑکی کو کہیں لے
نے کے متعلق بات چیت کر رہا ہے جب کہ لڑکی اس کے ساتھ
نے سے ہچکچا رہی تھی ــــــ ماسٹر ٹونی کی کار جب دائیں طرف
ا آگے بڑھ گئی تو ٹائیگر ستون کی آڑ سے نکل کر دوڑنے کے
ے انداز میں سڑک پر پہنچ گیا ــــــ اس وقت لڑکا موٹر سائیکل

اسٹارٹ کر رہا تھا۔

"ٹھہرو"۔۔۔۔ ٹائیگر نے ان کے قریب جا کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ لڑکی تو اس کی آواز سنتے ہی اچھل کر دور ہو گئی جب کہ لڑکا چونک کر ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے"۔۔۔۔ لڑکے نے نڈر بنتے ہوئے کہا۔ موٹر سائیکل ویسے وہ سٹارٹ کر چکا تھا۔

"بدمعاشی کرتے ہو"۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما۔ اور لڑکا چیختا ہوا اچھل کر سڑک پر جا گرا۔۔۔۔ ٹائیگر نے ایک ہاتھ ہینڈل پر رکھ لیا تھا۔ لڑکے کے گرتے ہی ٹائیگر اچھل کر موٹر سائیکل پر بیٹھ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ لڑکا سڑک سے اٹھتا ٹائیگر نے گیر لگا کر کلچ چھوڑ دیا۔۔۔۔ موٹر سائیکل توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح اچھل کر آگے بڑھا۔ ٹائیگر کو اپنے پیچھے لڑکے کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔۔۔۔ لیکن اس نے ایک لمحے کے لئے بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اور سپیڈ بڑھاتے آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ماسٹر ٹونی کی سیاہ رنگ کی کار کو چیک کر لیا۔۔۔۔ کار کو چیک کرتے ہی ٹائیگر نے اپنی رفتار آہستہ کر لی اور پھر بڑی احتیاط سے تعاقب میں مصروف ہو گیا۔

ماسٹر ٹونی کی کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد شاداب کالونی کی سڑک پر مڑ گئی۔۔۔۔ یہ سڑک چونکہ سنسان رہتی تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سڑک سوائے شاداب کالونی کے اور کسی



ن کو نہ مڑتی تھی۔ اس لئے ٹائیگر نے عقب میں رہنے کی بجائے آگے
ر کر پہلے شاداب کالونی پہنچنے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔ چنانچہ اس نے
مڑتے ہی خاصی تیز رفتاری سے موٹر سائیکل دوڑانی شروع کر
ی۔۔۔۔ لیکن پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ایک درخت کے ساتھ
شدہ کار کے قریب ماسٹر ٹونی کی کار رکی ہوئی تھی۔ لیکن ٹائیگر
طرح موٹر سائیکل دوڑاتا قریب سے گزرتا چلا گیا۔۔۔۔ قریب
ے گزرتے ہوئے اس نے منہ جان بوجھ کر دوسری طرف کر لیا
۔۔۔۔ کیونکہ ماسٹر ٹونی اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ لیکن اس کے
تھ ہی اس کے ذہن میں آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں کیونکہ
ب سے گزرتے ہوئے وہ صفدر کی کار کو پہچان گیا تھا تباہ شدہ
صفدر کی ہی تھی۔۔۔۔ اس نے کافی آگے جا کر سائیڈ مرر سے دیکھا
سیاہ رنگ کی کار کو اس نے اپنے پیچھے آتے ہوئے دیکھا۔ وہ
ے بڑھتا گیا۔۔۔۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شاداب کالونی کے
چوک پر پہنچ گیا۔ اس نے موٹر سائیکل ایک پان سگریٹ کے کھوکھے
سائیڈ میں جا کر روک دی اور اتر کر اسے سٹینڈ کرنے لگا۔۔۔۔ اس
نداز ایسا تھا جیسے جگہ ناہموار ہونے کی وجہ سے موٹر سائیکل صحیح
پر سٹینڈ نہ ہو رہی ہو اور وہ اسے آگے پیچھے کر کے ایڈجسٹ کر رہا
۔۔۔۔ لیکن کنکھیوں سے وہ چوک کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ اور چند لمحوں
سیاہ رنگ کی کار پہلے چوک پر پہنچ کر دائیں طرف مڑی۔ اور پھر
ھی آگے بڑھتی چلی گئی۔۔۔۔ ٹائیگر چند لمحے کھڑا اسے جاتے دیکھتا
وہ مین روڈ پر سیدھی جا رہی تھی۔ اور ٹائیگر جانتا تھا کہ سڑک آگے

جاکر ختم ہو جاتی ہے ۔ اس لئے اس نے پیچھے جانے کی ضرورت نہ سمجھی اور پھر اُسے دُور سے کار ایک الگ تھلگ کوٹھی کے گیٹ پر رکتی ہوئی نظر آئی ـــــ کار میں سے اتر کر ایک آدمی نے کال بیل بجائی ۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کھلا اور ایک آدمی باہر آگیا ۔ باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے واپس اندر گیا اور پھر کار پھاٹک کے اندر چلی گئی ۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل دوبارہ سنبھالی اور پھر وہ اُسے بھگاتا ہوا اس کوٹھی کی طرف بڑھتا گیا ـــــ اس نے موٹر سائیکل ایک زیر تعمیر کوٹھی کے عقب میں جاکر روک دی ۔ اور پھر اس کے عقب سے نکل کر وہ آہستہ آہستہ اس کوٹھی کی طرف بڑھتا گیا ۔ جس میں ماسٹر ٹونی کی کار گئی تھی ـــــ اس کے پاس ریوالور موجود نہ تھا ۔ لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ماسٹر ٹونی کو چھوڑے گا نہیں ۔ چاہے اُسے ہاتھوں سے ہی کیوں نہ اس کی ہڈیاں توڑنی پڑیں ـــــ کوٹھی کے عقبی حصے میں پہنچ کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا ۔ عقبی دیوار خاصی بلند تھی ۔ لیکن دیوار کے ساتھ ہی ایک پرانا سا درخت موجود تھا ۔ جس کی ایک شاخ اندر تک چلی گئی تھی ـــــ ٹائیگر اس درخت پر چڑھا اور پھر اس نے عقبی حصے پر نگاہ دوڑائی ۔ عقبی حصہ ویران تھا ۔ وہاں پائیں باغ بھی نہ تھا ۔ بس تارکول کے پرانے ڈرم اور تعمیرات کا مختلف سامان بکھرا پڑا تھا ۔ ٹائیگر اس تنے پر کھسکتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے ایک مناسب جگہ دیکھ کر نیچے چھلانگ لگا دی ـــــ ہلکا سا دھماکہ ہوا ۔ لیکن ٹائیگر کے پیر جیسے ہی زمین سے لگے وہ دوڑتا ہوا ایک ڈرم کے پیچھے چھپ گیا لیکن جب کوئی ردِ عمل محسوس نہ ہوا تو وہ ڈرم کے پیچھے سے اٹھا اور



تیزی سے عمارت کی سائیڈ کی گلی میں گھستا گیا ۔ اس سائیڈ پر پانی کے پائپ اوپر جارہے تھے ـــــ وہ بندر کی سی تیزی سے اوپر چڑھتا گیا اور چند لمحوں بعد وہ چھت پر پہنچ کر سیڑھیاں اترنے لگا ۔ درمیانی منزل کی گیلری میں جیسے ہی وہ پہنچا وہ گھوم کر درمیانی راہداری میں ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا ـــــ وہ پہلے نیچے کی صحیح صورت حال کا جائزہ لینا چاہتا تھا ۔ اور پھر اُسے ایک بڑے سے روشندان میں سے جو کھلا ہوا تھا ۔ باتوں کی آوازیں سنائی دیں ـــــ وہ دبے دبے قدموں چلتا ہوا اس روشندان کے قریب پہنچ گیا ۔ اس نے روشندان میں جھانکا تو دوسرے لمحے بُری طرح چونک پڑا ـــــ کیونکہ اس کمرے میں ماسٹر ٹونی کے ساتھ ارسلان ۔ ڈگلس اور فرخندہ موجود تھے ۔ آپس میں باتیں کر رہے تھے ۔

"ان دونوں کی حالت خراب ہو گئی ہے ۔ لیکن وہ یہی بتاتے ہیں کہ انہیں عمران کا کوئی پتہ نہیں ـــــ وہ کسی ایک جگہ نہیں رہتا ۔ عمران نے انہیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی تھی کہ ساحل سے یہ لوگ واپس شہر کی طرف آرہے ہیں ان کی نگرانی کی جائے " ـــــ ارسلان نے کہا ۔

"لیکن یہ بات سوچنے کی ہے کہ آخر عمران کیسے ساحل پر پہنچ گیا ۔ اس نے انہیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی " ـــــ ماسٹر ٹونی نے کہا ۔

"ہم نے یہ بات بھی پوچھی ہے ۔ لیکن انہیں تو شیطان جزیرے کا علم نہیں ـــــ عمران نے انہیں ساحل سے ہی واپس بھیج دیا " ـــــ ارسلان نے کہا ۔

"وہ جھوٹ بول رہے ہیں ـــــ میں ان سے پوچھتا ہوں ۔ میں دیکھتا

ہوں وہ کیسے نہیں بتاتے ـــــ شیرٹن کہاں چلا گیا ہے "
ماسٹر ٹونی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہ ان دونوں کے پاس تہہ خانے میں ہے۔ پوچھ گچھ بھی اُسی نے کی ہے۔ مرچوں کا تھیلا چڑھا کر "ـــــ ارسلان نے کہا۔

" اوہ ـــ اُسے بس یہی کچھ آتا ہے ـــ آؤ میرے ساتھ، میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں "
ماسٹر ٹونی نے کہا۔

اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سایہ میں بنے ہوئے ایک دروازے کی طرف بڑھ گئے ـــ ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ وہ کن دونوں کا ذکر رہے ہیں۔ اور پھر اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ اُسے راستے میں صفدر کی تباہ شدہ کار کا خیال آگیا اور وہ سمجھ گیا کہ ان دونوں میں لازماً ایک صفدر ہوگا دوسرا سیکرٹ سروس کا کوئی بھی ممبر ہو سکتا ہے۔

ٹائیگر کمرہ خالی ہوتے ہی تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اور پھر دوبارہ راہداری میں سے ہوتا ہوا سیڑھیوں کی طرف آیا ـــ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ فوری طور پر عمران کو اس کی اطلاع کر دے کیونکہ کوٹھی میں ارسلان اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ ماسٹر ٹونی اور اس کے ساتھی موجود تھے اور وہ سب مسلح تھے۔ جب کہ ٹائیگر کے پاس ریوالور تک نہ تھا ـــ اس لئے وہ اکیلا ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ دوبارہ سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا چھت پر پہنچا۔ مگر جیسے ہی اس نے سیڑھیوں سے نکل کر چھت پر قدم رکھا اس کے سر پر



بانک، قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ اور وہ اچھل کر منہ کے بل چھت پر گرا۔ ...ن نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی ـــ لیکن اُسی لمحے ...ن کی کنپٹی پر ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے بعد ہوش و حواس اس ...ا ساتھ چھوڑ گئے۔

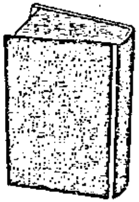

صفدر اور کیپٹن شکیل کرسیوں پر بندھے ہوئے بیٹھے ...تھے۔ ان کے منہ اور آنکھیں بُری طرح سوجی ہوئی تھیں ـــ آنکھوں ناک ...منہ سے پانی بہہ رہا تھا۔ اور بار بار آنے والی چھینکوں نے ان کے ...رے جسم کے نظام کو ہلا کر رکھ دیا تھا ـــ ارسلان اور اس ...ے ساتھیوں نے اس بار ان کے ساتھ انتہائی عجیب سلوک کیا تھا۔ ...سرخ مرچوں کے تھیلے نے ان کے سارے کس بل نکال دیئے تھے۔ ...سے کے مضبوط راڈوں کی وجہ سے وہ کسی صورت بھی اپنے آپ ...نہ بچا سکتے تھے ـــ گو تھیلے چڑھانے والے نے ان کے ناک

اور منہ پر کسی محلول کا اسپرے کیا تھا جس سے ان کی تیزی سے بگڑتی ہوئی حالت سنبھل گئی تھی ــــ لیکن اس کے باوجود ناک اور حلق میں سوزش موجود تھی۔ صفدر کی حالت زیادہ خراب تھی۔ کیونکہ تشدد کا یہ عجیب و غریب طریقہ سب سے پہلے اسی پر آزمایا گیا تھا۔ اور جب اس نے بتایا کہ اسے عمران کے ٹھکانے کا علم نہیں ہے تو پھر کیپٹن شکیل کے ساتھ بھی یہی حشر کیا گیا ــــ لیکن ظاہر ہے چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جاتا دانش منزل کا پتہ تو وہ بتا نہ سکتے تھے۔ اور دانش منزل میں عمران رہتا بھی نہ تھا ــــ انہوں نے رانا ہاؤس کے متعلق بتا دیا کہ ایک ٹھکانہ اس کا وہ ہے لیکن وہ تو تباہ ہو چکا ہے اور ارسلان وغیرہ خود بھی جانتے تھے کہ رانا ہاؤس تباہ ہو چکا ہے ــــ باقی ٹھکانہ فلیٹ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ ان کی پوچھ گچھ پر انہوں نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع کے متعلق تفصیلات بتا دیں۔ ان کے پاس بی۔ ایون ٹرانسمیٹر تھے جو خصوصی تکنیک کے حامل تھے۔ اس لئے صفدر اور کیپٹن شکیل نے انہیں یہی بتایا کہ اس ٹرانسمیٹر پر صرف کال وصول ہو سکتی ہے۔ ارسال نہیں کی جا سکتی اور بی ایون ٹرانسمیٹر کی ساخت ہی ایسی تھی کہ ارسلان اور اس کے ساتھیوں کو ان کی بات تسلیم کرنی پڑی۔

اور پھر انہیں کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ سب شیرٹن سمیت اس تہہ خانے سے باہر نکل گئے۔

"یہ تو بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ ہمیں یہاں سے کسی صورت نکلنا چاہئے" ــــ ان کے باہر جاتے ہی کیپٹن شکیل



نے جھنکتے ہوئے کہا۔

"کوئی صورت بھی تو نظر آئے۔ فی الحال تو ہماری اپنی ہی صورت بگڑ گئی ہے۔ ظالموں نے بالکل ہی نیا کام کیا ہے" ــــ صفدر نے زبردستی ہنسنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا ورنہ یہ لوگ تو گولی مار دیں گے" کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس نے اپنے جسم کو زور زور سے جھٹکے دینے شروع کر دیئے ــــ لیکن فولادی راڈز کی گرفت بے حد سخت تھی۔

"تمہاری ٹانگیں مجھ سے لمبی ہیں کیپٹن ــــ ذرا سا نیچے کھسک کر پچھلے پائے پر ٹھڈ کی مارنے کی کوشش کرو" ــــ صفدر نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے اپنی ٹانگ کو کھینچ کر پیچھے لے جانے کی کوشش کی ــــ لیکن کرسی سے نکلے ہوئے راڈ اس کے جسم میں اس سختی سے پیوست تھے کہ وہ ذرا سا بھی نیچے نہ کھسک سکا۔ اس طرح ان کی یہ کوشش بھی ناکام ہو گئی ــــ لیکن ان کا کوئی حربہ بھی کارآمد نہ ہو رہا تھا۔

"واقعی برے پھنسے ہیں" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ انہیں کوئی ایسا چکر دیا جائے کہ نہ صرف ہماری موت کو ملتوی کر دیں بلکہ ہمیں یہاں سے نکال کر لے جانے پر بھی مجبور ہو جائیں ــــ تب ہی اس مصیبت سے چھٹکارا ہو سکتا ہے" ــــ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مثلاً کیسا چکر" ___ کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا۔
"مجھے سوچنے دو" ___ صفدر نے کہا۔ اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

لیکن چند ہی لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ارسلان اور اس کے ساتھی دوبارہ اندر آ گئے ___ اس بار ان کے ساتھ ماسٹر ٹونی بھی تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ماسٹر ٹونی کو شکل سے پہچانتے تھے ___ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ماسٹر ٹونی کا گروپ ٹائیگر کو اغوا کر کے لے گیا تھا اور ساحل سمندر تک انہوں نے اس کی نگرانی کی تھی۔

"تو یہ ہیں" ___ ماسٹر ٹونی نے اپنی کرنجی آنکھوں سے بغور صفدر اور شکیل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا صفدر کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے کمرہ چٹاخ کی آواز سے گونج اٹھا ___ ماسٹر ٹونی کا بھرپور تھپڑ صفدر کے گال پر پڑا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے ماسٹر ٹونی بری طرح چیختا ہوا پیچھے ہٹا ___ صفدر نے فوری جوابی وار کیا تھا۔ ماسٹر ٹونی چونکہ اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا اور صفدر کی دونوں ٹانگیں اس حد تک حرکت کر سکتی تھیں کہ وہ اس کی پنڈلی پر اپنے بوٹ کی ٹو مار سکے ___ اس لئے صفدر نے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے ماسٹر ٹونی کی پنڈلی میں مار دی اور ماسٹر ٹونی ___ بری طرح چیختا ہوا پیچھے ہٹا ___ وہ اپنی پنڈلی دونوں ہاتھوں سے پکڑے بری طرح ناچ رہا تھا۔ ارسلان اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنسنے لگے۔



"میں انہیں گولی مار دوں گا" ___ ماسٹر ٹونی نے بھڑکتے ہوئے ہیں کہا اور اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

"ٹھہرو ماسٹر" ___ ارسلان نے تیزی سے آگے بڑھ کر ا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"چھوڑ دو مجھے ___ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا" ٹر ٹونی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ___ یہ کوئی عام بدمعاش یا لے نہیں کہ تم انہیں تھپڑ مار کر ان کا منہ کھلوا لوگے۔ اور ابھی نے ان سے بہت کچھ پوچھنا ہے" ___ ارسلان نے اسے ھاتے ہوئے کہا۔

"پوچھ تو لیا ہے تم نے" ___ ماسٹر ٹونی نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"ابھی کہاں پوچھا ہے ___ یہ کارروائی تو تمہارے آدمی نے کی ، ہم نے تو ابھی تک ہاتھ بھی نہیں ہلایا" ___ ارسلان نے ب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ماسٹر ٹونی کوئی جواب دیتا اچانک کمرے دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے ___ انہوں نے ایک ش آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔

"باس ___ یہ درمیانی راہداری میں موجود تھا۔ راجر نے ٹ سنی تو وہ اسے ڈھونڈتا ہوا چھت پر گیا۔ جب راجر واپس تھا تو یہ چھت کی طرف جا رہا تھا ___ راجر نے اسے ضرب لگا ے ہوش کر دیا ہے" ___ انہوں نے بے ہوش آدمی کو

فرش پر لٹا کر کہا۔

"اوہ ٹائیگر ۔۔۔ ٹائیگر یہاں کیسے پہنچ گیا" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے
حیرت بھرے لہجے میں بے ہوش آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ارسلان۔ ڈگلس اور فرخندہ بھی اُسے حیرت سے دیکھ رہے
تھے۔ ادھر صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ٹائیگر کی اس طرح اچانک آمد
پر حیران تھے۔

"ٹائیگر کی یہاں موجودگی کا مطلب ہے کہ عمران بھی یہاں موجود
ہے" ۔۔۔ ارسلان نے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات پر تبصرہ کرتا اچانک
بیرونی راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور
پھر دروازہ کھلا اور شیرٹن اندر داخل ہوا۔

"باس ۔۔۔ کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ایک آدمی سامنے
موجود ہے۔ اور ایک اور کار بھی میں نے رکتے دیکھی ہے"
شیرٹن نے کہا۔

"نکلو یہاں سے نکلو ۔۔۔ ہمیں گھیرا جا رہا ہے" ۔۔۔ ارسلان
نے تیز لہجے میں کہا۔

"ان کا کیا کرنا ہے" ۔۔۔ ڈگلس نے ارسلان سے کہا اور
پھر تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"ٹھہرو ڈگلس ۔۔۔ فائر نہ کرنا۔ ورنہ وہ یک لخت حملہ کر دیں گے
ٹائیگر اندر موجود تھا اور ہمیں علم تک نہ ہوا۔ ہم اپنے رسک پر انہیں
نہیں مار سکتے۔ ماسٹر ٹونی کوئی خفیہ راستہ ہے یہاں سے نکلنے کا"



سلان نے ڈگلس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے ۔۔۔ لیکن ہماری کاریں" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے گھبرائے
ئے لہجے میں کہا۔

"گولی مارو کاروں کو ۔۔۔ میں نے ایک اور ترکیب سوچی ہے۔
لدی کرو" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ سب
زی سے دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے باہر
اتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل نے اطمینان کے طویل سانس
لئے ۔۔۔ وہ سب قدرتاً ہی بچ گئے تھے۔ ورنہ ان کو یقین تھا کہ
ہر نکلنے سے پہلے انہیں کم از کم گولی ضرور ماردی جائے گی۔ لیکن
کانے ارسلان کے ذہن میں کیا سکیم تھی۔

"ٹائیگر ۔۔۔ ٹائیگر ۔۔۔ ہوش میں آؤ" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے
یخ کر کہا۔ لیکن ٹائیگر بدستور بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ظاہر ہے وہ
ن کے صرف پکارنے سے تو ہوش میں آ نہیں سکتا تھا۔

عمران نے کار شاداب کالونی کے پہلے چوک کے پاس ایک سائیڈ میں کر کے روک دی اور خود اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آخری کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا ۔۔۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ ایک زیر تعمیر کوٹھی کی سائیڈ سے جولیا باہر آ گئی اور عمران اسے دیکھتے ہی ادھر ہی مڑ گیا۔

"کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ عمران نے جولیا کے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"سب ممبرز پہنچ چکے ہیں۔ کوٹھی کے گرد نگرانی کی جا رہی ہے۔ تنویر سب سے پہلے پہنچا ہے ۔۔۔ اس کے کہنے کے مطابق اندر پورچ میں دو کاریں موجود ہیں۔ لیکن آدمی کوئی نظر نہیں آ رہا۔ اور جب سے وہ آیا ہے کوئی آدمی باہر نہیں نکلا" ۔۔۔ جولیا نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔



"او کے ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور زیر تعمیر کوٹھی کی سائیڈ سے نکل کر دوبارہ آخری کوٹھی کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ وہ دونوں یوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے جیسے کوئی شادی شدہ جوڑا ٹہلنے کے لئے نکلا ہو۔ عمران نے جولیا کو اس لئے ہمراہ لے لیا تھا کہ اس طرح دور سے یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ کوئی جوڑا وہاں سے گزر رہا ہے۔

آخری کوٹھی سے پہلے ایک سائیڈ کی دیوار کے پیچھے رک کر اس نے گہری نظروں سے کوٹھی کا جائزہ لیا ۔۔۔ کوٹھی دو منزلہ تھی اور اوپر کی منزل پر ایک کمرہ ایسا تھا جس کی لمبی اور چوڑی کھڑکی سے سڑک کے دونوں اطراف کا جائزہ آسانی سے لیا جا سکتا تھا۔ لیکن وہ کھڑکی بند تھی ۔۔۔ اور اس میں شیشے بھی ایسے لگے ہوئے تھے جن کے آر پار دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ ویسے کوٹھی گہرے سکوت میں غرق نظر آ رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہے ہو" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں دیکھ رہا ہوں ہمارے ہنی مون کے لئے یہ کوٹھی کیسی رہے گی" ۔۔۔ عمران نے بغیر مڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھ یہی مصیبت ہے کام کے وقت بھی بکواس سے باز نہیں آتے" ۔۔۔ جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ تو تم ہو ۔۔۔ اب تم اپنا نام جو چاہے رکھ لو۔ جولیا

یا مصیبت ــــ مجھے کوئی اعتراض نہیں " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر دیوار سے نکل کر آگے بڑھ گیا۔ اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ جولیا آرہی ہے یا نہیں ــــ لیکن ظاہر ہے جولیا وہاں رک تو نہ سکتی تھی۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کے پھاٹک کے پاس پہنچ گیا ــــ پھاٹک کی درمیانی جھری سے اس نے آنکھ لگا کر اندر جھانکا۔ تو پورچ میں دو گاڑیاں موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔

" میرے خیال میں کوٹھی خالی ہو چکی ہے یا پھر تنویر کو غلط اطلاع دی گئی ہے " ــــ عمران نے چند لمحوں بعد سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ وہ کافی دیر تک اسے بجاتا رہا ــــ لیکن جب دوسری طرف سے کوئی رد عمل نہ سنائی دیا۔ تو اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی سی پھرتی سے پھاٹک پر بنے ہوئے فولادی بیل بوٹوں پر پیر رکھ کر اوپر چڑھ گیا ــــ اوپر پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا، دوسرے لمحے وہ اندر کود گیا۔ جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑے باہر کھڑی رہ گئی ــــ اُسے حیرت اس بات پر تھی کہ ایکسٹو کے کہنے کے مطابق کوٹھی میں ارسلان اور اس کے ساتھی موجود ہیں جو انتہائی خطرناک لوگ ہیں ــــ اور عمران یوں اندر کود گیا ہے جیسے یہ اس کی اپنی کوٹھی ہو اور وہ چابی گم کر بیٹھا ہو۔ اس لئے پھاٹک سے کود کر اندر گیا ہو۔ لیکن بہرحال وہ اُسے روک نہ سکتی تھی۔ لیڈر وہی



۔ چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کھل گیا۔

" آؤ جولیا ــــ کوٹھی واقعی خالی ہے " ــــ عمران نے اندر سے ...یا سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جولیا سر ہلاتی ہوئی پھاٹک کراس کر گئی۔ عمران بڑے محتاط ...از میں آگے بڑھ رہا تھا ــــ اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں ...۔ جولیا بھی عمران کو محتاط دیکھ کر خاصی محتاط ہو گئی تھی۔ اس نے ...ہ رنگ کی چست پتلون اور جیکٹ پہن رکھی تھی ــــ وہ جب بھی ...ی ریڈ پارٹی میں شرکت کرتی تو ہمیشہ یہی لباس استعمال کرتی تھی۔ ...نکہ اس لباس میں وہ آزادی سے نہ صرف حرکت کر سکتی تھی۔ ...ضرورت پڑنے پر لڑائی بھڑائی میں بھی آسانی سے شرکت کر لیتی ... ــــ جولیا کا ہاتھ جیکٹ کی جیب میں تھا اور جیب میں موجود ...الور کے دستے پر وہ ہاتھ جما ہوا تھا۔

وہ دونوں محتاط انداز میں کاروں کے قریب سے گزرتے ہوئے ...رت میں داخل ہو گئے ــــ عمارت واقعی خالی تھی۔ کسی کمرے ...کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ مختلف کمروں سے گھومتے ہوئے وہ ...ے ہی ایک کمرے میں پہنچے۔ انہیں مدھم سی آواز سنائی دی۔ ...ز ان کے قدموں میں سنائی دے رہی تھی ــــ عمران تیزی ...جھک گیا اور اس نے فرش سے کان لگا دیئے۔ لیکن آواز ...ازہ سنائی نہ دی تھی۔ عمران اٹھا اور اس نے اِدھر اُدھر کی دیواروں ...ٹونکنا شروع کر دیا ــــ وہ شاید کوئی خفیہ راستہ تلاش کر رہا تھا۔ ...یا بھی سمجھ گئی تھی کہ عمران کیا تلاش کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے

ایک دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھی۔ اُسے اس الماری کا عین دیوار کے درمیان موجود ہونے پر شک تھا ــــ اس نے الماری کو کھولا تو الماری خالی تھی۔ اس نے الماری کے اندر ہاتھ ڈال کر اس کی دیواروں کو ٹھونکنا شروع کر دیا۔ لیکن اندر کوئی چیز نہ تھی ــــ عمران بھی اب اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وہ غور سے الماری کو دیکھ رہی تھی۔

"ٹھہرو جولیا" ــــ عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

عمران نے الماری کو ایک سائیڈ سے زور لگا کر دھکیلنا شروع کیا تو گڑگڑاہٹ کی آواز سے الماری دوسری سائیڈ میں دیوار کے اندر غائب ہو گئی ــــ اب وہاں ایک دروازہ سا بن گیا تھا۔ اور سیڑھیاں نیچے جاتی صاف نظر آ رہی تھیں۔

"کون ہے" ــــ اچانک صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور صفدر کی آواز سنتے ہی وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"ارے صف درصف یہاں موجود ہے" ــــ عمران نے صفدر کا نام بگاڑ کر زور سے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا گیا ــــ جولیا اس کے ساتھ تھی۔ اور چند لمحوں بعد دونوں اس بڑے کمرے میں موجود تھے۔ جہاں صفدر اور کیپٹن شکیل کرسیوں پر بندھے بیٹھے تھے اور ٹائیگر فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"ارے ــــ تم دونوں کو کیا ہوا ــــ کیا روتے رہے ہو" عمران نے ان کی سوجی ہوئی شکلیں دیکھتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



"جب سرخ مرچوں سے بھرا ہوا تھیلا منہ پر چڑھا دیا جائے تو آدمی کو رونا ہی پڑتا ہے" ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ اچھا اچھا ــــ میں سمجھ گیا۔ پھر تو خاصا دلچسپ تماشا ہوا ہوگا" ــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے کرسیوں کے پچھلے پایوں پر یکے بعد دیگرے ٹھوکریں ماریں اور کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں کے جسموں کے گرد موجود راڈ غائب ہو گئے ــــ اور وہ دونوں طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ادھر جولیا ٹائیگر کو ہوش میں لے آنے کی کوششوں میں مصروف تھی۔

"یہ تم سے ہوش میں نہیں آئے گا جولیا ــــ تم لوگ باہر چلو میں اسے لے آتا ہوں" ــــ عمران نے ٹائیگر کی طرف بڑھتے ہوئے جولیا سے کہا اور جولیا پیچھے ہٹ گئی۔

"لیکن یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے" ــــ جولیا نے کہا۔

"وہ کسی خفیہ راستے سے فرار ہو گئے ہیں۔ پہلے ٹائیگر اندر آیا۔ تو اسے ٹریپ کر لیا گیا ــــ پھر ان کے آدمی نے انہیں اطلاع دی کہ کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے تو وہ فوراً ہم سب کو چھوڑ کر فرار ہو گئے" صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کتنے آدمی تھے" ــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ارسلان اور ان کے ساتھیوں کے علاوہ ماسٹر ٹونی بھی تھا۔ اور اس کے آدمی بھی تھے" ــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ــــ تو پورا گینگ تھا۔ لیکن یہ ٹائیگر ادھر کیسے پہنچ گیا"

عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا - اور اس نے جھک کر ٹائیگر کی ناک اور منہ بند کر دیا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر نے آنکھیں کھول دیں اور عمران ہٹ گیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا باہر جا چکے تھے۔

"آپ عمران صاحب ۔۔۔ میں آپ کو کال کرنے جا رہا تھا کہ انہوں نے اچانک ٹریپ کر لیا" ۔۔۔ ٹائیگر نے گردن کو جھٹکا دے کر سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ تو یہ پبلک فون بوتھ ہے۔ میں سمجھا کسی کی رہائشی کوٹھی ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹائیگر ہنس پڑا۔ اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں ساری کہانی سنا دی۔

"اوہ گڈ ۔۔۔ تم بعض اوقات اچھے جاتے ہو۔ اب یہاں سے چلیں۔ یہاں سے تو پرندے اُڑ ہی گئے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ ٹائیگر کو ہمراہ لئے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ اچانک ایک خوف ناک دھماکہ ہوا ۔۔۔ عمران اور ٹائیگر کے قدموں تلے سے زمین بُری طرح لرزی اور عمران ٹائیگر کا بازو پکڑ کر بجلی کی سی تیزی سے کمرے کی دیوار کی جڑ میں جا گرا۔

پہلے دھماکے کی آواز ختم ہی نہ ہوئی تھی کہ دوسرا خوف ناک دھماکہ ہوا اور پھر زوردار گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی کمرے کی چھت فرش پر آ گری ۔۔۔ اور عمران اور ٹائیگر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا ہر طرف سیمنٹ کا ڈھیر اور اس کی گرد چھا گئی تھی۔ عمران اور ٹائیگر کو یوں



ں ہوا جیسے ان کے جسموں پر چھوٹی چھوٹی کنکریوں کی تیز بارش شروع ی ہو۔ اور وہ کنکریوں کے لادے میں دبتے جا رہے تھے۔ چھت گرنے سے زوردار دھماکے سے چھت کا ملبہ نیچے گرا تھا ۔۔۔ لیکن وہ دیوار کی بالکل جڑ میں موجود تھے۔ اس لئے ان پر براہِ راست ملبہ ا تھا۔

دوسرے دھماکے کے بعد خاموشی چھا گئی تھی۔ عمران سانس روکے ا تھا ۔۔۔ گرد و غبار کا زور ابھی تک کم نہ ہوا تھا۔ لیکن اب کنکریوں بارش کم ہو گئی تھی جو ان کے جسموں پر آبشار کی صورت میں گر رہی ۔۔۔ جب گرد و غبار اور کنکریوں کی بارش کا زور بالکل ختم ہو گیا۔ ہر طرف خاموشی سی چھا گئی تو عمران نے اپنے جسم کو زور سے ہلانا ع کر دیا ۔۔۔ پہلے تو اس کے جسم نے حرکت کرنے سے بھی انکار دیا لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ حرکت میں آ گیا اور عمران اپنے اوپر د ڈھیر کو ہٹانے میں کامیاب ہو گیا ۔۔۔ اور چند لمحوں بعد وہ اٹھ ڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے اسے زوردار چھینک آ اور ناک میں گھستی ہوئی گرد جھٹک گئی ۔۔۔ شاید پوری کوٹھی ن بوس ہو چکی تھی۔ گرد و غبار ابھی تک ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ اسی اُسے ٹائیگر کا خیال آ گیا ۔۔۔ اس نے جھک کر ڈھیر کو دوبارہ ھر اُدھر کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ڈھیر میں سے گر کو برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ٹائیگر بے ہوش تھا۔ عمران نے اُسے اٹھا کر کاندھے پر لادا ر پھر وہ ملبے کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

"عمران صاحب عمران صاحب" ——— اُسی لمحے اُسے دُور سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"تنویر ——— ہم یہاں ہیں" ——— عمران نے زور سے کہا اور پھر عمران کو تین چار سائے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ چند لمحوں بعد وہ عمران کے قریب پہنچ گئے ——— یہ تنویر، صدیقی، چوہان صفدر اور کیپٹن شکیل تھے۔

"آپ ٹھیک ہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں ——— ایک تو یہ ٹائیگر کو بے ہوش ہونے کا بڑا شوق ہے جب موقع ملتا ہے جلدی سے بے ہوش ہو جاتا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چوہان نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کو اس کے کاندھے سے لے لیا۔

"یہ تباہی کیسے ہوئی" ——— عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ ہم باہر نکلے ہی تھے کہ اچانک ایک بم جیسے ہوا میں اڑتا ہوا کوٹھی کے چھت پر گرا۔ دوسرا اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر خوف ناک دھماکوں سے ہر طرف گرد و غبار چھا گیا۔

"جولیا کہاں ہے" ——— عمران نے سڑک پر آتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم نہیں ——— وہ کوٹھی سے نکل کر اپنی کار کی طرف گئی تھی" تنویر نے جواب دیا۔ اور اُسی لمحے انہیں دُور سے فائر بریگیڈ اور پولیس کی گاڑیوں کے سائرن سنائی دیئے۔

"چلو نکل چلو ——— ورنہ پولیس کارروائی میں پھنسنا پڑ جائے گا" عمران نے سائرن سنتے ہی کہا اور وہ سب تیزی سے اپنی اپنی کاروں کی طرف لپکے



جولیا اپنی کار کے ساتھ پشت لگائے کھڑی تھی۔ وہ
ا سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس اپنی کار کی طرف آگئی تھی کیونکہ
کے خیال کے مطابق اب سوائے واپسی کے اور کوئی پروگرام
——— کہ اچانک اس کے کانوں میں سیٹی کی آواز سنائی دی۔
نے چونک کر اوپر دیکھا ——— دوسرے لمحے وہ بُری طرح اچھلی۔
نے ایک میزائل نما بم کو نیلے پتھروں والی کوٹھی کے بائیں طرف
ئی سفید رنگ کی کوٹھی کی چھت سے نکل کر نیلے پتھروں والی کوٹھی
ف بڑھتے دیکھا ——— وہ چونکہ اس سفید کوٹھی کی عقبی دیوار کے
موجود تھی۔ اس لئے اُسے سیٹی کی آواز سنائی دی تھی پہلے بم
پیچھے ہی دوسرا بم بھی اُسی کوٹھی سے نکلا ——— بموں کی ساخت
ہی جولیا سمجھ گئی کہ یہ گن میزائل ہیں۔ اُسی لمحے یکے بعد دیگرے
ناک دھماکے ہوئے اور جولیا کی نظروں کے سامنے نیلے رنگ

کے پتھروں والی کوٹھی کے پیچھے اڑ گئے۔ جولیا نے دانت بھینچ لئے۔ اُ
معلوم تھا کہ عمران اور ٹائیگر کوٹھی کے اندر ہی ہیں ـــــ ہر طرف
گرد و غبار کا طوفان سا کھڑا ہو گیا۔ اس گرد و غبار کے طوفان میں ظاہر
ہے وہ فوری طور پر اندر نہ جا سکتی تھی۔ اور پھر اُسے کسی کار کے چلنے
کی آواز سنائی دی ـــــ یہ آواز اُسی سفید کوٹھی میں سے سنائی دی
تھی۔ جولیا تیزی سے مڑی اور دوڑتی ہوئی اُس کوٹھی کے سامنے
کے رخ پر پہنچ گئی ـــــ وہاں پہنچتے ہی اس نے دیکھا کہ اس سفید
رنگ کی کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور یکے بعد دیگرے دو کاریں باہر
نکلیں اور انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں بائیں طرف کو چلی
گئیں ـــــ ان میں سے ایک نیلے رنگ کی تھی جب کہ دوسری
سیاہ رنگ کی۔ وہ انتہائی رفتار سے چوک کی طرف بڑھتی جا رہی
تھیں ـــــ جولیا انتہائی تیز رفتاری سے واپس بھاگی اور پھر اس
نے کار میں بیٹھنے اور اُسے چلا کر سڑک پر لے آنے میں انتہائی پھ
دکھائی ـــــ چند لمحوں بعد ہی اس کی کار بھی چوک کی طرف اڑی چلی
جا رہی تھی۔ اُسے چونکہ معلوم تھا کہ شاداب کالونی سے پختہ سڑک
ایک ہی شہر کی طرف جاتی ہے ـــــ اس لئے دونوں کاریں لازماً
اُسی طرف ہی گئی ہوں گی۔ لیکن جولیا شہر پہنچنے کا ایک شارٹ کٹ
بھی جانتی تھی ـــــ لیکن یہ سڑک پختہ نہ تھی۔ لیکن جولیا نے اس کی
ناپختگی کا خیال کئے بغیر کار اس کچی سڑک پر موڑ دی اور کار گرد و غبا
کے بادل اڑاتی آگے بڑھتی گئی ـــــ تقریباً دس منٹ بعد وہ گھوم
اس چوک پر پہنچ گئی جہاں سے شاداب کالونی سے آنے والی سڑک



ی۔ جولیا نے ذرا سا آگے کر کے ایک طرف کار روک دی۔
ں ایک پٹرول پمپ تھا ـــــ اور وہاں چند کاریں اور بھی موجود
ں۔ جولیا کی نظریں عقبی آئینے پر جمی ہوئی تھیں اور وہ دانتوں پر
ت جمائے خاموش بیٹھی تھی ـــــ اُسے یقین تھا کہ عمران اور ٹائیگر
رے نہیں ہوں گے تو شدید زخمی ضرور ہو گئے ہوں گے۔ اور
ہ اس کے ذہن میں عمران کے انتقام کی وحشت پوری طرح سوار
ـــــ چند ہی لمحوں بعد اُسے بیک مرر میں وہ دونوں کاریں نظر
یں۔ وہ اب چوک سے مڑ کر ادھر ہی آ رہی تھیں اور پھر وہ دونوں
بعد دیگرے اس کے قریب سے گزرتی گئیں ـــــ جولیا نے
ھا کہ نیلے رنگ کی کار میں ارسلان اور اس کے ساتھی سوار ہیں۔
ب کہ سیاہ رنگ کی کار میں اُسے ماسٹر ٹونی اور کچھ مقامی لوگ نظر
ئے تھے ـــــ سیاہ رنگ کی کار نیلے رنگ کی کار سے آگے تھی۔
کے کافی آگے بڑھ جانے کے بعد جولیا نے کار آگے بڑھائی۔
بڑے محتاط انداز میں ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ وہ انہیں کسی شک
مبتلا نہ کرنا چاہتی تھی ـــــ دونوں کاریں شہر کی مختلف سڑکوں
ے گزرتی ہوئی ایک اور رہائشی کالونی کی طرف بڑھ گئیں۔ اور پھر
ونوں کاریں ایک خاصی بڑی کوٹھی کے سامنے رک گئیں۔ سیاہ
ک کی کار سے مخصوص انداز میں ہارن بجایا گیا ـــــ اور چند
وں بعد پھاٹک کھل گیا۔ اور پھر دونوں کاریں آگے پیچھے چلتی ہوئیں
ں کوٹھی کے اندر چلی گئیں۔
جولیا نے کار ایک خالی جگہ پر روکی ہوئی تھی۔ اس کے

آس پاس اور کوئی کار یا آدمی موجود نہ تھا۔ اس لئے اس نے ڈیش بو
کے نیچے لگا ہوا ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ جولیا کالنگ اوور" ۔۔۔ بٹن دبا کر اس نے
بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ۔۔۔ عمران اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد اس
کے کانوں میں عمران کی آواز پڑی۔ اور عمران کی آواز سنتے ہی اس
کے دل میں بے اختیار بے پناہ مسرت کی ایک لہر سی دوڑ گئی
عمران کے جواب دینے کا مطلب تھا کہ وہ نہ صرف زندہ تھا۔ بلکہ
ٹھیک بھی تھا۔

"میں نے ارسلان اور اس کے ساتھیوں کی نئی پناہ گاہ تلاش
کر لی ہے اوور" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ارے واقعی ۔۔۔ اب نجوم تو نہیں سیکھ لیا اوور"
عمران کی آواز میں بے ساختہ قسم کی حیرت تھی۔

"تم شاید اب تک یہی سمجھتے رہے ہو کہ نجوم صرف تمہیں ہی آ
ہے اوور" ۔۔۔ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے یہ بات نہیں ۔۔۔ نجوم تمہیں ہی مبارک۔ اس
لئے تو نجوم جاننے والے کو نجومی کہتے ہیں اگر نجوم کسی مرد کو آتی تو
یقیناً نجومی کی بجائے نجوما کہا جاتا ۔۔۔ بہرحال یہ لوگ کہاں ہیں
عمران نے کہا اور جولیا اس کے اس مذکر مؤنث کے چکر پہ ہنس پڑ

"یہ ذیشان کالونی کے چوتھے بلاک کی ایک کوٹھی میں گئے ہیں
اس کوٹھی کے بالکل سامنے سینما گھر ہے ۔۔۔ اس کا بورڈ مجھے نظ



ہے۔ ذیشان سینما اوور" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ تم وہیں رکو ہم پہنچ رہے
ہیں اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا۔

جولیا اب بڑے مطمئن انداز میں کار میں بیٹھی اس کوٹھی کی
نگرانی کر رہی تھی۔

چند لمحوں بعد اس نے کوٹھی کا پھاٹک ایک بار پھر کھلتے ہوئے
دیکھا اور وہ چونک پڑی ۔۔۔ سیاہ رنگ کی کار پھاٹک سے باہر
آئی تھی۔ اس کے باہر آتے ہی پھاٹک بند ہو گیا۔ کار اسی طرف آ
رہی تھی جدھر جولیا موجود تھی ۔۔۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد کار اس کے
قریب سے گزرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ جولیا نے دیکھا کہ کار میں
ماسٹر ٹونی اور اس کے ساتھی موجود تھے ۔۔۔ ارسلان اور اس کے
ساتھی نہ تھے۔ اس لئے اس نے ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہ
سمجھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے تنویر اور اس کے ساتھیوں کی کاریں
اپنے قریب رکتی ہوئی دیکھیں تو وہ کار سے نیچے اتر آئی ۔۔۔ تمام
ساتھی تین کاروں میں آئے تھے۔ ٹائیگر بھی ان میں موجود تھا۔ عمران
اور ٹائیگر دونوں کے لباس بے حد خراب ہو رہے تھے۔

"کوئی باہر تو نہیں آیا" ۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر جولیا سے
پوچھا۔

"ماسٹر ٹونی اور اس کے ساتھی واپس چلے گئے ہیں۔ ارسلان

اور اس کے ساتھی اندر ہی ہیں" ۔۔۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں کیسے چیک کیا" ۔۔۔ عمران نے اس کوٹھی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ شاید اس کا حدود اربعہ چیک کر رہا تھا۔

اور جولیا نے مختصر لفظوں میں بموں سے لے کر یہاں تک کے تعاقب کی تفصیل بتا دی۔

"تمہارے پاس کس قسم کا اسلحہ ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سوائے ان گن میزائلوں کے اور ہر قسم کا اسلحہ ہے" ۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"کیا آپ بھی ان کی طرز پہ کوٹھی تباہ کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اول تو میں ایسا کرتا ہی نہیں اور یہاں تو قطعاً ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ گنجان آبادی ہے۔ کوٹھی کی تباہی کا مطلب خاصا جانی نقصان ہونا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں انہیں اغوا کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ان سے پوچھ گچھ بھی کرنی ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کی فرنٹ سیٹ اٹھائی۔ اور اس کے نیچے موجود باکس کھول کر اس میں سے دو چھوٹے چھوٹے



بم نکال کر جیب میں ڈال لئے۔

"میں انہیں بے ہوش کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم سب اطمینان سے اندر جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم یہیں رکیں" ۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ فی الحال یہیں رکو۔ ہو سکتا ہے وہ نگرانی کر رہے ہوں۔ میں تمہیں اشارہ کر دوں گا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر سڑک کراس کرتا ہوا دوسری سائیڈ پہ چلا گیا کیونکہ کوٹھی اسی طرف تھی۔

سڑک کراس کر کے عمران ایک سائیڈ گلی میں گھس کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

ماسٹر ٹونی ' ارسلان اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ
ساتھ اپنے آدمیوں کو لے کر ایک خفیہ سرنگ کے ذریعے کافی
فاصلے پر موجود ایک اور کوٹھی میں جانکلا ـــــ اس کوٹھی میں بھی
اس کے آدمی موجود تھے۔

"یہ تم نے کتنی کوٹھیاں لے رکھی ہیں" ـــــ ڈگلس نے ماسٹر ٹونی
سے مخاطب ہو کر کہا اور ماسٹر ٹونی اس کی حیرت پر ہنس پڑا۔

"اب تک میرا کام محدود تھا۔ لیکن گذشتہ ایک برس سے میں
نے اس کا دائرہ پھیلا دیا ہے ـــــ اور میں بین الاقوامی پیمانے پر
تنظیم قائم کرنے میں مصروف ہوں۔ ایسی تنظیم جس کی کارکردگی پوری
دنیا میں نمایاں رہے ـــــ یہ کوٹھیاں میں نے اس تنظیم کے ہیڈکوارٹر
کے طور پر تیار کرائی ہیں۔ اس کوٹھی اور نیلے پتھروں والی کوٹھی کے
درمیان جو خالی پلاٹ موجود ہے وہ بھی میری ہی ملکیت ہے۔ میں



وہاں ایک بہت بڑا جوا خانہ تعمیر کرنے کا پروگرام بنا رہا ہوں"
ماسٹر ٹونی نے بڑے فخریہ انداز میں تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

ارسلان اور فرخندہ اس دوران اس کوٹھی کی اوپر والی منزل
پر چلے گئے تھے۔ وہ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک
کرنا چاہتے تھے ـــــ چند لمحوں بعد ارسلان دوڑتا ہوا سیڑھیوں
سے نیچے آیا۔ اس کے چہرے پر جوش کے آثار نمایاں تھے۔

"عمران اور اس کے ساتھی کوٹھی کے اندر ہیں اگر کوٹھی کو کسی
طرح اڑا دیا جائے تو ان کی موت یقینی ہے" ـــــ ارسلان
نے کہا۔

"لیکن یہ کوٹھی تو میں نے بڑے کثیر سرمایے سے تعمیر کرائی ہے۔
اسے کیسے اڑایا جا سکتا ہے" ـــــ ماسٹر ٹونی نے بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو ماسٹر ٹونی ـــــ ہمارا تعلق جس تنظیم سے ہے وہ اس کوٹھی
کی لاگت سے تمہیں ڈبل ادا کر سکتی ہے۔ یہ سب سے اچھا موقع
ہے۔ اس کے بعد شاید یہ موقع پھر کبھی نہ آئے" ـــــ ارسلان
نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب ـــــ یہ ناممکن ہے ـــــ میں یہ کوٹھی تباہ نہیں
کر سکتا ـــــ ویری سوری" ـــــ ماسٹر ٹونی نے بڑی سختی
سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک اور بات بھی ہے کہ ہمارے پاس ایسا اسلحہ بھی تو
موجود نہیں ہے جس سے ہم کوٹھی کو اڑا سکیں ـــــ اس لئے یہ آئیڈیا

ہی فضول ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے ہم سٹین گنیں لے کر سارے اکٹھے ہی چڑھ دوڑیں اور جو نظر آئے اسے بھون ڈالیں" ۔۔۔ ڈگلس نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ یہ اس بار پورا گینگ سامنے آیا ہے۔ ہو سکتا ہے ان کے ساتھی باہر پہرے پر بھی موجود ہوں۔ ایسی صورت میں ہم پھنس بھی سکتے ہیں" ۔۔۔ ارسلان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو ماسٹر ٹونی ۔۔۔ تین گنا قیمت لے لو۔ اور فوری فیصلہ کرو" ۔۔۔ ارسلان نے ماسٹر ٹونی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"جناب ۔۔۔ میرے اس کوٹھی پر بیس لاکھ روپے خرچ آئے ہیں۔ میں اسے کیسے تباہ کر دوں اور وہ بھی اپنے ہاتھوں سے" ماسٹر ٹونی نے کہا۔

"ساٹھ لاکھ روپے تمہیں مل جائیں گے ۔۔۔ جلدی کرو وہ نکل جائیں گے" ۔۔۔ ارسلان نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"ساٹھ لاکھ ۔۔۔ کیا واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں" ماسٹر ٹونی کی آنکھیں پھیلتی گئیں۔ اس نے تو جان بوجھ کر پانچ لاکھ کو بڑھا کر بیس لاکھ کہہ دیا تھا تاکہ ارسلان اس ارادے سے باز آ جائے ۔۔۔ لیکن ساٹھ لاکھ سے تو وہ ایسی دس کوٹھیاں اور بنا سکتا تھا۔

"بالکل درست ۔۔۔ نقد ملیں گے ۔۔۔ مجھ پر اعتماد کرو" ارسلان نے کہا۔

"او کے ۔۔۔ مجھے اعتماد ہے ۔۔۔ میرے پاس یہاں پورا



اسلحہ خانہ ہے۔ اس میں میزائل گنیں بھی موجود ہیں۔ دو میزائل اس کوٹھی کے لئے کافی رہیں گے کیا خیال ہے" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"میزائل گنیں ۔۔۔ اوہ ویری گڈ ۔۔۔ اس قدر جدید تباہ کن ہتھیار کی موجودگی کا تو مجھے تصور بھی نہ تھا۔ جلدی کرو جلدی ۔ یہ گن لے کر چھت پر آجاؤ" ۔۔۔ ارسلان نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور ٹونی سر ہلاتا ہوا دوڑ کر عمارت کے اندر چلا گیا۔ جب کہ ارسلان ڈگلس کو لئے واپس اوپر والی منزل کی طرف دوڑا۔ جہاں فرخندہ موجود تھی۔

"اس کے پاس واقعی میزائل گن ہو گی" ۔۔۔ ڈگلس کو شاید اب تک یقین نہ آ رہا تھا۔

"جب وہ کہہ رہا ہے تو ہو گی ۔۔۔ سرمایہ ہو تو یہ گنیں حاصل کرنا مشکل نہیں ہے" ۔۔۔ ارسلان نے دوسری منزل پر پہنچتے ہوئے کہا۔

"وہ سب باہر نکل رہے ہیں" ۔۔۔ فرخندہ نے ارسلان کو دیکھتے ہی کہا۔ وہ ایک بڑی سی کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔

"عمران نکل گیا" ۔۔۔ ارسلان نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ عمران اور ٹائیگر ابھی تک باہر نہیں آئے ۔ وہ اندر ہیں" ۔۔۔ فرخندہ نے کہا۔

اور اسی لمحے سیڑھیوں پر کسی کے دوڑ کر آنے کی آوازیں سنائی

دیں۔ اور پھر ماسٹر ٹونی وہاں پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ترین میزائل گن موجود تھی۔

"اس کے میگزین میں دو بم ہوتے ہیں۔ جنہیں مسلسل فائر کیا جاسکتا ہے"۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"گڈ ماسٹر ٹونی۔۔۔ اب مجھے واقعی یقین آگیا ہے۔ کہ تم میں بین الاقوامی تنظیم کے چیف باس بننے کی پوری صلاحیتیں موجود ہیں"۔ ڈگلس نے کہا اور ماسٹر ٹونی کا سینہ اور پھول گیا۔

ارسلان نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے گن لے لی اور اس کی چوڑی نال کھڑکی میں رکھ کر اس کا رخ نیلے پتھروں والی کوٹھی کی طرف کر دیا۔

"ماسٹر ٹونی یہاں کاریں بھی ہیں"۔۔۔ ارسلان نے اچانک مڑ کر پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ یہاں دو کاریں موجود ہیں۔۔۔ ارے ہاں۔۔۔ کوٹھی کے ساتھ میری کار بھی تباہ ہو جائے گی۔ اس کا معاوضہ"۔ ماسٹر ٹونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ایک نہیں دو کاریں۔۔۔ دوسری کرائے والی کار بھی تمہارے ہی کارڈ پر آئی ہے۔۔۔ بہرحال ان کی ادائیگی علیحدہ۔۔۔ تم ایسا کرو نیچے جا کر کاریں تیار کرو۔ کوٹھی کے تباہ ہونے سے جو گرد و غبار اٹھے گا ہم اس کی آڑ میں آسانی سے یہاں سے نکل جائیں گے"۔ ارسلان نے کہا۔ اور ماسٹر ٹونی سر ہلاتا ہوا واپس سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔



"فائر کرو ارسلان۔۔۔ کیا سوچ رہے ہو"۔۔۔ فرخندہ نے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر عمران باہر آجائے تو براہِ راست اسی کا ٹارگٹ لے کر فائر کروں اس طرح اس کی موت یقینی ہو جائے گی"۔ ارسلان نے کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو۔ میزائل گن سے نکلنے والا میزائل باقاعدہ آواز پیدا کرتا ہے۔۔۔ اور اس کی آواز سن کر وہ شیطان بھاگ جائے گا۔ تم فائر کرو۔ کوٹھی تباہ ہو جانے کے بعد وہ کیسے بچ نکلے گا"۔ فرخندہ نے کہا۔

"او۔ کے۔۔۔ یہ بھی ٹھیک ہے"۔۔۔ ارسلان نے کہا۔ اور پھر اس نے گن کو مضبوطی سے پکڑ کر اسے سیدھا کیا اور پھر ایک جھٹکے سے ٹریگر دبا دیا۔۔۔ ٹیں کی آواز سے ایک میزائل گن سے نکلا اور پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز پیدا کرتا ہوا نیلے پتھروں والی کوٹھی کی طرف بڑھا۔ ارسلان نے فوراً ہی دوسری بار ٹریگر دبا دیا۔۔۔ اور ٹیں کی آواز سے دوسرا میزائل بھی فائر ہو گیا۔ اب وہ نیلے پتھروں والی کوٹھی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد پہلا میزائل کوٹھی کے درمیانی حصے کی چھت سے ٹکرایا اور پھر ایک خوفناک اور اعصاب شکن دھماکہ ہوا۔۔۔ ابھی پہلے دھماکے کی گونج ختم نہ ہوئی تھی کہ دوسرے میزائل نے اس جیسا دوسرا دھماکہ کر دیا اور پھر ارسلان، ڈگلس اور فرخندہ کو نیلے پتھروں والی کوٹھی تنکوں کی طرح بکھرتی نظر آئی۔۔۔ اس کے ساتھ ہی ہر طرف

گرد و غبار کا ایک طوفان سا پیدا ہوا۔ اور ہر چیز اس گرد میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"وہ مارا ——— ہمارا مشن مکمل ہو گیا" ——— ارسلان نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اور پھر گن کو ایک طرف پھینک کر وہ سب تیزی سے واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے ——— نیچے پورچ میں دو کاریں موجود تھیں ایک نیلے رنگ کی اور دوسری سیاہ رنگ کی ——— ماسٹر ٹونی کے ساتھی سیاہ رنگ کی کار میں موجود تھے۔ اور یہ کار پھاٹک کے قریب موجود تھی جب کہ نیلے رنگ کی کار اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ ماسٹر ٹونی سیاہ رنگ کی کار کے قریب کھڑا تھا۔

"جلدی کرو نکل چلیں ——— ورنہ ابھی پولیس پورے علاقے کو گھیر لے گی" ——— ماسٹر ٹونی نے انہیں سیڑھیوں سے اترتے دیکھ کر چیخ کر کہا۔

اور ارسلان، ڈگلس اور فرخندہ دوڑ کر اس نیلے رنگ کی کار میں سوار ہو گئے ——— ماسٹر ٹونی سیاہ رنگ کی کار میں سوار ہو گیا پھاٹک کے پاس ماسٹر ٹونی کا آدمی موجود تھا۔ دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے دونوں کاروں کے انجن سٹارٹ ہوئے۔ ماسٹر ٹونی کے آدمی نے پھاٹک کھول دیا ——— اور وہ دونوں کاریں تیزی سے پختہ فرش پر پھسلتی ہوئیں سڑک پر آئیں۔ اور پھر بائیں طرف مڑ کر خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی گئیں نیلے رنگ کی کار کا سٹیرنگ ارسلان کے ہاتھوں میں تھا ——— فرخندہ



کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی جب کہ ڈگلس پچھلی سیٹ پر ود تھا۔ ارسلان کی نظریں عقبی آئینے پر جمی ہوئی تھیں ——— لیکن کوئی اسے نظر نہ آ رہی تھی اور پھر وہ چوک پر پہنچ کر شہر کی طرف نے والی سڑک پر مڑ گئے۔

"ڈگلس ——— تم خاموش کیوں بیٹھے ہوئے ہو" ——— فرخندہ مڑ کر پچھلی سیٹ پر خاموش بیٹھے ہوئے ڈگلس سے مخاطب کر کہا۔

"مشن مکمل ہو گیا ——— اس خوشی میں خاموش بیٹھا ہوا ہوں" س نے مسکراتے ہوئے کہا اور فرخندہ کے ساتھ ساتھ ارسلان ہنس پڑا۔

"میتھائس بیچارے کا پہلا ہی مشن تھا اور پہلے ہی مشن میں وہ لیوں کی خوراک بن گیا" ——— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سلان نے کہا۔

"اس گیم میں تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ نجانے ہم ہر روز کتنی بار ت کے منہ سے بچتے ہیں اور نجانے کب نہ بچ سکیں" س نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔ اور ارسلان اور فرخندہ سر ر خاموش ہو گئے۔

جس سڑک پر ان کی کاریں دوڑ رہی تھیں اس پر ٹریفک نہ ہونے برابر تھی ——— البتہ انہیں اب دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن طرف آتے سنائی دینے لگ گئے تھے اور ان کے اعصاب نا ہو گئے تھے لیکن چند ہی لمحوں بعد پولیس گاڑیاں جو تعداد میں

چار تھیں سائرن بجاتی ہوئیں انتہائی تیز رفتاری سے ان کے قریب سے گزر گئیں ۔۔۔ ان کے پیچھے فائر بریگیڈ کی دو گاڑیاں بھی تھیں۔ اور ان تینوں نے ان کے اس طرح گزر جانے پر اطمینان کا سانس لیا۔

"اب کیا پروگرام ہے واپسی کا" ۔۔۔ فرخندہ نے ارسلان سے پوچھا۔

"ماسٹر ٹونی نے اس مشن میں واقعی بہت تعاون کیا ہے۔ میں ہیڈکوارٹر کال کر کے مشن کی تکمیل کی رپورٹ کے ساتھ ساتھ اس کے لئے رقم بھی طلب کر دوں گا ۔۔۔ اس لئے دو چار روز تو ہمیں یہاں رہنا ہی پڑے گا" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔

"میرا خیال ہے آپ لوگ یہاں رہیں میں پہلی فلائٹ سے واپس چلا جاؤں ۔۔۔ میں نے کچھ ذاتی کام نمٹانے ہیں" ۔۔۔ ڈگلس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب یہاں رہنے کا کوئی مقصد تو نہیں ہیں میں تو صرف ماسٹر ٹونی کی وجہ سے رک رہا ہوں" ۔۔۔ ارسلان نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

اس دوران ان کی کاریں مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک اور رہائشی کالونی میں داخل ہو گئیں ۔۔۔ اور پھر ماسٹر ٹونی نے کار کا ہارن مخصوص انداز میں بجا کر پھاٹک کھلوایا۔ اور دونوں کاریں اندر پہنچ گئیں۔

"یہ میرا سیکنڈ ہیڈکوارٹر ہے" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے کار سے



باہر نکلتے ہی ارسلان سے کہا۔

"تم تو میری توقع سے بھی بڑے آدمی ہو" ۔۔۔ ارسلان نے کہا اور ماسٹر ٹونی مسکراتا ہوا انہیں ہمراہ لئے عمارت کے اندر پہنچ گیا ۔۔۔ اس کے ساتھی وہیں باہر ہی رہ گئے۔ وہ سب ڈرائنگ روم کی طرز پر بنے ہوئے کمرے میں آکر صوفوں پر بیٹھ گئے

"اب تمہارا کام تو مکمل ہو گیا ۔۔۔ میری رقم کا کیا ہو گا" ماسٹر ٹونی نے صوفے پر بیٹھتے ہی کہا۔

"بے فکر رہو ۔۔۔ تمہاری رقم بھی مل جائے گی۔ بلکہ انعام بھی ساتھ ملے گا۔ میں آج رات اپنے ہیڈکوارٹر رپورٹ دوں گا۔ مجھے امید ہے ایک دو روز میں تمہاری رقم مل جائے گی ۔۔۔ کتنی رقم کہوں" ۔۔۔ ارسلان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساٹھ لاکھ تو کوٹھی کے کہے تھے۔ کار اور دیگر اخراجات وغیرہ بھی ساتھ لگا لو تو کم از کم دو لاکھ اور ہونے چاہئیں ۔۔۔ ویسے تو اس چکر میں میرا بہترین آدمی بالم ضائع ہو گیا ہے۔ لیکن بہر حال یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے خالصتاً کاروباری لہجے میں کہا۔

"باسٹھ لاکھ ہوئے ۔۔۔ میں پینسٹھ لاکھ منگوا دوں گا۔ تین لاکھ میری طرف سے انعام سمجھ لینا" ۔۔۔ ارسلان نے کہا۔ اور ماسٹر ٹونی پینسٹھ لاکھ روپے کی رقم کا سنتے ہی بے اختیار اٹھا اور ارسلان کو سیلوٹ مار دیا ۔۔۔ اس کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔ ارسلان، ڈگلس اور فرخندہ اس کے اس انداز پر قہقہہ

مار کر ہنس پڑے۔

"ماسٹر ٹونی ۔۔۔ یہاں سے ایکریمیا جانے والی پہلی فلائٹ میں میری ٹکٹ بک کرا دو" ۔۔۔ ڈگلس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ اکٹھے نہیں جائیں گے" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ ہمارا آپس کا تعلق صرف مشن کی حد تک تھا۔ اور میں نے کچھ ذاتی کام نمٹانے ہیں۔ ارسلان اور فرخندہ ابھی یہیں رہیں گے" ۔۔۔ ڈگلس نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ میں کرا دیتا ہوں۔ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔ یہاں کوٹھی میں میرے چار آدمی موجود ہیں۔ وہ آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے" ۔۔۔ ماسٹر ٹونی نے کہا۔

پھر ارسلان فرخندہ اور ڈگلس سے مصافحہ کر کے ماسٹر ٹونی کمرے سے باہر چلا گیا ۔۔۔ ارسلان، ڈگلس اور فرخندہ بھی اس کے پیچھے ہی باہر آئے اور پھر ماسٹر ٹونی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھ کر واپس چلا گیا ۔۔۔ جب کہ نیلے رنگ کی کار وہیں موجود تھی۔ ماسٹر ٹونی کے چار ساتھی برآمدے میں موجود تھے۔ انہوں نے ارسلان سے اپنا تعارف کرایا۔

"ہم اب آرام کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ ارسلان نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئیے ۔۔۔ میں آپ کو کمرے دکھا دوں" ۔۔۔ ان چاروں میں سے ایک نے کہا۔



"ویسے اس کی ضرورت تو نہیں۔ لیکن احتیاط اچھی چیز ہے۔ آپ لوگوں کو ارد گرد کی نگرانی ضرور کرنی چاہئے" ۔۔۔ ارسلان نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ یہ تو ہماری ڈیوٹی ہے" ۔۔۔ اس آدمی نے کہا۔ اور پھر وہ انہیں اپنے ہمراہ لئے ان کے لئے مخصوص کمروں کی طرف بڑھ گیا۔ ایک آرام دہ ڈبل بیڈ روم ارسلان اور فرخندہ نے سنبھال لیا جب کہ ملحقہ خواب گاہ ڈگلس نے پسند کر لی۔

"ویسے اس مشن میں مجھے کوئی خاص مزہ نہیں آیا۔ نہ ہی کسی لڑائی بھڑائی کی نوبت آئی ۔۔۔ بس بھاگ دوڑ ہی ہوتی رہی۔ اور آخر میں مشن مکمل" ۔۔۔ فرخندہ نے ایک آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ان لوگوں نے کیا لڑنا تھا۔ اس مشن میں اتنی بھاگ دوڑ بھی اس عمران کی ذہانت اور پھرتیلے پن کی وجہ سے ہوئی ورنہ تو ایک آدمی کا قتل چند لمحوں میں ہی مکمل ہو جاتا ہے" ۔۔۔ ارسلان نے ایک ریک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس ریک پر مختلف قسموں کی شرابوں کی بوتلیں اور جام وغیرہ موجود تھے۔ ارسلان نے تیز قسم کی وہسکی کے دو بڑے جام بنائے ۔۔۔ اور پھر ایک لا کر فرخندہ کو دیا اور دوسرا خود لے کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ارسلان ۔۔۔ مجھے بار بار ایک خیال آتا ہے۔ میں نے ڈگلس کے سامنے اسے ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھا" ۔۔۔ فرخندہ نے وہسکی کا گھونٹ لیتے ہوئے پر اسرار سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— کھل کر بات کرو" ——— ارسلان نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ارسلان ——— یہ پہلا مشن ہے۔ جس میں ہم نے اپنے شکار کی لاش اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی۔ کیا واقعی عمران کوٹھی تباہ ہونے سے مر چکا ہے ——— ہو سکتا ہے ایسا نہ ہوا ہو۔ ہو سکتا ہے وہ بچ گیا ہو۔ اکثر کوٹھیاں تباہ ہونے کے باوجود لوگ زندہ بچ جاتے ہیں۔ یا صرف زخمی ہوتے ہیں مرتے نہیں" ——— فرخندہ نے آہستہ سے کہا اور ارسلان کا چہرہ یک لخت سرخ پڑ گیا۔

"تمہاری بات درست ہو سکتی ہے فرخندہ ——— اگر کوٹھی اس طرح تباہ نہ ہوتی جیسے ہوئی ہے اس کا ایک ایک پرزہ اڑ گیا ہے۔ ایسی صورت میں عمران کا بچنا تو ایک طرف اس کی سالم لاش بھی نہیں مل سکتی ——— ویسے میں کل ماسٹر ٹونی کو کہوں گا کہ وہ اس بات کی تصدیق کرا دے" ——— ارسلان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھے ہوئے ہے۔

"بہرحال میرا ایک خیال تھا۔ ضروری نہیں کہ ایسا ہوا ہو" فرخندہ نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو فرخندہ ——— ہمیں واقعی تصدیق کرنی چاہیئے" ارسلان نے فرخندہ کی بات پر فوراً نارمل ہوتے ہوئے کہا۔

اور فرخندہ نے ذاتی باتیں چھیڑ کر موضوع ہی بدل دیا۔ وہ شراب پیتے رہے اور باتیں کرتے رہے کہ اچانک دروازے پر



ہلکی سی دستک ہوئی۔ اور وہ دونوں چونک پڑے۔

"یس کم ان" ——— ارسلان نے اونچی آواز سے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ماسٹر ٹونی کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"جناب ——— ہماری کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ایک آدمی عقبی طرف موجود ہے" ——— اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔

"نگرانی ہو رہی ہے ——— کیا مطلب" ——— ارسلان نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ فرخندہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"آیئے میں دکھاؤں ——— میں تو اُسے مار گراتا لیکن آپ کی اجازت ضروری تھی" ——— اس آدمی نے کہا۔ اور پھر وہ انہیں ہمراہ لئے باہر آ گیا۔ ڈگلس بھی آوازیں سن کر باہر آ گیا تھا۔ ارسلان نے اُسے بھی نگرانی کا بتایا تو وہ بھی حیرت بھرا چہرہ لئے ہمراہ ہو گیا ——— دوسری منزل کے ایک کمرے میں پہنچتے ہی جب ایک پردے کی درز سے انہوں نے باہر دیکھا تو وہ تینوں یوں اچھلے جیسے ان کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

عقبی طرف سڑک کے دوسرے سرے پر ایک ستون کے قریب عمران موجود تھا ——— وہی عمران جسے وہ اپنے طور پر کوٹھی میں دفن کر آئے تھے۔

"یہ ——— یہ آدمی نہیں ہے ——— یہ بدروح ہے" ——— فرخندہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے عمران نے سڑک کراس کی۔ اس کا ایک ہاتھ جیب

میں تھا۔ وہ کوٹھی کی دیوار کے قریب پہنچا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا ——— اور زن سے کوئی چیز اڑتی ہوئی کھلی کھڑکی سے اندر کمرے میں آگری۔ وہ تینوں بُری طرح اچھلے ——— یہ ایک چھوٹا سا بم تھا۔ جو ان کے قدموں میں گر کر پھٹ چکا تھا۔

اچانک چاروں ہی بیک وقت دھڑام سے اوندھے منہ گر کر پہلے کھڑکی کی چوکھٹ سے ٹکرائے پھر فرش پر گر گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکے تھے



عمران سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا مطلوبہ کوٹھی کے عقب میں ہنچ گیا اور پھر اُسے دوسری منزل کے ایک کمرے کی کھڑکی میں کسی دمی کا سایہ نظر آ گیا ——— وہ ایک ستون کی آڑ میں رک کر اُسے دیکھتا ہا۔ یہ کوئی مقامی آدمی تھا۔ اور اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوٹھی کی قبی سمت کی نگرانی کر رہا ہو ——— اُسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ اس سے پہلے اس نے یہی سوچا تھا کہ عقبی سمت سے خود کوٹھی کے اندر داخل ہو گا اور پھر اس مخصوص کمرے تک پہنچ کر جہاں ارسلان اور اس کے ساتھی موجود ہوں گے یہ بم پھینک کر انہیں بے ہوش کر دے گا ——— اس بم کے اندر الف۔ ٹی گیس بھری ہوئی تھی۔ جو دزن میں تو خاصی ہوتی ہے جیسے کوئی ٹھوس مادہ ہو لیکن یہ گیس نظر نہیں آتی اور انتہائی زود اثر ہوتی ہے۔

لیکن نگرانی کرنے والے کو دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک اور

ترکیب آگئی تھی۔ اس طرح اس کا رسک کم ہو جاتا تھا کیونکہ اُسے یہ علم نہ تھا کہ کوٹھی کے اندر ارسلان اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ اور کتنے افراد موجود ہیں ــــ اس ترکیب سے رسک کم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ وہ ستون کی آڑ سے نکلا اور اس نے جان بوجھ کر ایسی حرکتیں شروع کر دیں جس سے نگرانی کرنے والے کو یقین ہو جائے کہ وہ کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہے ــــ اُسے معلوم تھا کہ اس نگرانی کی اطلاع ارسلان اور اس کے ساتھیوں کو ضرور کی جائے گی ــــ اور انسانی نفسیات کے مطابق وہ چیک کرنے کے لئے اس کمرے میں ضرور آئیں گے۔ اور وہی ہوا۔ نگرانی کرنے والا اچانک غائب ہو گیا ــــ اور پھر تھوڑی دیر بعد کھڑکی کا پردہ ہلا تو عمران نے ارسلان کی جھلک دیکھ لی۔ اس کے ساتھ دوسرے افراد کی موجودگی کا بھی اندازہ ہو رہا تھا کیونکہ ان سے حماقت یہ ہوئی تھی کہ انہوں نے کمرے کی اندرونی لائٹ بند نہ کی تھی اور پردے کی دوسری طرف سے ان کے سائے عمران کو واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔

جیسے ہی عمران کو یقین ہوا کہ ارسلان اور اس کے ساتھی اس کمرے میں موجود ہیں اس نے تیزی سے سڑک کراس کی۔ اس کا ہاتھ جیب میں موجود بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم پر جما ہوا تھا ــــ سڑک کراس کر کے جیسے ہی وہ دیوار کے قریب پہنچا۔ اس نے ہاتھ جیب سے نکالا اور پوری قوت سے ہاتھ گھما کر گیس والا بم اس کھڑکی کی طرف اچھال دیا۔ وزن دار گیس



نے کی وجہ سے بم اس کے ہاتھ سے نکل کر گولی کی طرح اڑتا کھلی کھڑکی کے اندر غائب ہو گیا ــــ وہ پردے سے ٹکرا کر ران کے قدموں کے قریب ہی جا گرا تھا۔ عمران کو دیوار کے ب تھا لیکن چونکہ دوسری منزل کا یہ کمرہ خاصی بلندی پر تھا۔ ں لئے اُسے وہ کمرہ دیوار کے قریب سے بھی صاف نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں گرتے ہی اس نے سائے آگے کی طرف جھکتے دیکھے پھر وہ سب سائے اوندھے منہ گر کر کھڑکی کی چوکھٹ سے ائے اور پھر فرش پر گر کر اس کی نظروں سے غائب ہو ے ــــ عمران اپنی کامیاب ترکیب پر مسکرا دیا۔ اس نے اِدھر ھر دیکھا۔ آس پاس کسی کو نہ دیکھ کر وہ دوڑ کر اچھلا اور دوسرے ے اس کے ہاتھ دیوار کے سرے پر جم گئے ــــ اور پھر وہ ی جمناسٹک کے ماہر کی طرح بازوؤں کے بل پر اوپر چڑھا اور ن ایک لمحے دیوار پر رہنے کے بعد اس نے اندر چھلانگ لگا ں ــــ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور عمران باڑ کے پیچھے دبک گیا لیکن ب اس ہلکے سے دھماکے کا کوئی اثر نہ ہوا تو وہ باڑ کے پیچھے سے ا اور تیزی سے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا سائیڈ گلی میں گھس گیا۔ یڈ گلی سے نکل کر وہ عمارت کے سامنے کے رخ پر پہنچا۔ اور ا نے وہاں رک کر سائیڈ پر جھانکا تو اُسے وہاں برآمدے میں ں مسلح افراد کھڑے نظر آئے ــــ ان سب کی نظریں عمران کی یڈ کی مخالف سمت میں سیڑھیوں پر جمی ہوئی تھیں اور وہ آہستہ ستہ باتیں کر رہے تھے ــــ عمران آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا آگے

بڑھا اور پھر برآمدے کے قریب پہنچ کر وہ دیوار کے ساتھ چمٹ گیا

"کافی دیر ہو گئی ہے سٹوارٹ ——— مہمان اوپر گئے ہیں ہمیں معلوم کرنا چاہیئے" ——— ایک آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ——— تم اوپر جاؤ ہم یہیں رکتے ہیں"

دوسری آواز سنائی دی۔ اور اسی لمحے عمران نے جیب سے ہاتھ نکالا اور ہاتھ گھما کر دوسرا بم برآمدے میں پھینک دیا۔ چٹاخ کی ہلکی سی آواز ابھری ——— اور چند لمحے انتظار کر کے عمران نے ذرا سا آگے ہو کر جھانکا تو وہ تینوں ہی برآمدے میں اوندھے منہ گرے پڑے تھے ——— ان کے گرنے کے انداز سے ہی واضح تھا کہ وہ گیس کا شکار ہوئے ہیں ——— عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور تیزی سے برآمدے میں آ گیا۔ گو برآمدہ کھلا تھا اور اسے معلوم تھا کہ گیس کے اثرات بکھر گئے ہوں گے ——— لیکن پھر بھی اس نے سانس روک لیا تھا۔ برآمدہ کراس کر کے وہ عمارت میں داخل ہوا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں اس نے عمارت کی نچلی منزل چیک کر لی۔ ساری منزل خالی پڑی تھی ——— اس کے بعد وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔ کمرے میں ارسلان۔ فرخندہ۔ ڈگلس اور ایک مقامی آدمی کھڑکی کے پاس ہی اوندھے منہ گرے ہوئے تھے۔

عمران مسکراتا ہوا واپس مڑا۔ اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ بھاگتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھا ——— اس نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھولی اور باہر نکل کر زور زور سے ہاتھ ہلانا شروع کر دیا۔ اس



ساتھی جہاں موجود تھے وہ جگہ کچھ دور تو تھی لیکن اس کا اشارہ انہوں نے دیکھ لیا تھا ——— اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب تیز تیز قدم تے عمران کے پاس پہنچ گئے۔

"ایک کار اندر لے آؤ ——— کام ہو گیا ہے" ——— عمران نے باسے کہا۔

"وہ بے ہوش ہو گئے ——— کوئی ہنگامہ نہیں ہوا" ——— صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے چھو منتر پڑھ کر انہیں بے ہوش کیا ہے۔ ہنگامہ کیوں اتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر تنویر تو کار لینے واپس چلا گیا جب کہ باقی ساتھی عمران ساتھ ہی اندر آ گئے ——— عمران نے پھاٹک کھول دیا۔ اور انہیں کے بے ہوش ہونے کی تفصیلات بتانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سلان۔ فرخندہ اور ڈگلس کو اوپر کی منزل سے اٹھا کر نیچے آیا گیا۔

"اب کیا کرنا ہے" ——— جولیا نے کہا۔

"انہیں کار میں لاد کر ساحل سمندر پر لے چلو۔ میں ان سے کچھ کرنا چاہتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساحل سمندر پر پوچھ گچھ ——— کیا مطلب" ——— جولیا اور باقی نموں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— انہوں نے شیطان جزیرے پر ٹائیگر سے پوچھ گچھ لئے ایک نیا طریقہ استعمال کیا تھا۔ مجھے وہ طریقہ بے حد پسند

آیا ہے۔ میں بھی وہی طریقہ استعمال کرنا چاہتا ہوں "۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ عمران ان سے اس کا انتقام انہی کے انداز میں لینا چاہتا ہے۔

"تم انہیں کار میں ڈال کر لے آؤ ۔۔۔ لانچ گھاٹ کے پاس سے ہوتے ہوئے آگے ٹیکری پر پہنچ جانا۔ میں تم سے پہلے وہاں پہنچ کر ان کا انتظام کرتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پہاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔

"باقی لوگوں کا کیا کرنا ہے"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"پڑا رہنے دو۔ یہ چھوٹے مہرے ہیں"۔۔۔ عمران نے مڑے بغیر کہا اور آگے بڑھ گیا۔



شیطان جزیرے کے اسی درخت کا تنا جس سے ارسلان نے ٹائیگر کو باندھا تھا۔ ایک بار پھر جھکا ہوا تھا ۔۔۔ اس سے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اور ان رسیوں کے ساتھ ارسلان اور ڈگلس بالکل ٹائیگر کے سے انداز میں بندھے ہوئے تھے ۔۔۔ ڈگلس کے لئے دو اور کھونٹے گاڑے گئے تھے۔ یہ سب کچھ عمران اور ٹائیگر نے کیا تھا جب کہ سیکرٹ سروس کے باقی ممبران حیرت سے اس عجیب و غریب تماشے کو دیکھ رہے تھے۔ عمران نے فرخندہ کو نہ باندھا تھا ۔۔۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق عورت کو ایسی سزا دینا ظلم تھا۔ ارسلان۔ ڈگلس اور فرخندہ ابھی تک بے ہوش تھے۔

"یہ تو انتہائی خوف ناک سزا ہے غیر انسانی ظلم ہے"۔۔۔ جولیا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہے تو سہی ——— لیکن انہوں نے ٹائیگر کے ساتھ ہی غیر انسانی ظلم روا رکھا تھا تو پھر ان کے ساتھ کیوں نہ ہو" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس عورت کے ہاتھ پیر باندھ دیئے جائیں تو زیادہ بہتر ہے" ٹائیگر نے فرخندہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ——— یہاں اتنے سارے لوگ موجود ہیں۔ یہ بیچاری بھاگ کر کہاں جائے گی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کھونٹے کے ساتھ درخت کے جھکے ہوئے تنے کے سرے سے بندھی ہوئی رسی کو مخصوص انداز میں گھما کر گانٹھ باندھ دی۔

"اب پردہ اٹھنا چاہیئے ——— شو تیار ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف زمین پر پڑی ہوئی فرخندہ کی طرف بڑھ گیا۔

"پہلے اسے ہوش دلا دوں تاکہ یہ ہوش و حواس میں رہ کر یہ شو دیکھ سکے" ——— عمران نے فرخندہ کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جھک کر فرخندہ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے ——— اس نے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دبا رکھا تھا۔ چند ہی لمحوں بعد فرخندہ کے بے حس جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی۔ اور جب اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں تو عمران پیچھے ہٹ گیا ——— فرخندہ چند لمحے لمبے لمبے سانس لیتی رہی اور لاشعوری کیفیت میں اِدھر اُدھر دیکھتی رہی۔ پھر اچانک



وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اب وہ پوری طرح ہوش میں آ چکی تھی ——— اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں جھکے ہوئے تنے اور ان کے ساتھ مخصوص انداز میں بندھے ہوئے ارسلان اور ڈگلس پر پڑیں جو ابھی تک بے ہوشی کے عالم میں زمین پر پڑے ہوئے تھے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں فرخندہ صاحبہ ——— میرے ساتھی ٹائیگر سے بھی تو تم لوگوں نے پوچھ گچھ کے لئے یہی طریقہ استعمال کیا تھا ——— میں نے سوچا کہ یہ طریقہ آپ لوگوں کو زیادہ پسند ہے۔ اس لئے میں بھی آپ لوگوں کی پسند کی خاطر یہی طریقہ اپنا رہا ہوں" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی ٹھوس سنجیدگی طاری تھی۔

فرخندہ تیزی سے عمران کی طرف مڑی۔

"نہیں نہیں ——— یہ ظلم ہے ——— میں ایسا نہیں ہونے دوں گی" ——— فرخندہ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"ظلم ——— بہت خوب ——— تو یہ لفظ تم لوگ بھی جانتے ہو لیکن شاید یہ اب تمہیں یاد آیا ہے۔ ٹائیگر سے پوچھ گچھ کے وقت یہ لفظ شاید تمہارے حافظے سے غائب ہو گیا تھا ——— اور دوسری بات سنو ——— اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو تم بھی انہی کے ساتھ باندھی جا سکتی ہو" ——— عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم ——— تم آخر چاہتے کیا ہو" ——— فرخندہ نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو سنبھال چکی تھی۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے فرخندہ کے قریب کھڑی ہوئی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جولیا ــــ اس کا خیال رکھنا" ــــ عمران نے کہا۔ اور خود اس کھونٹے کی طرف بڑھ گیا جس کے ساتھ اس نے تنے کو جھکانے والی رسی باندھ رکھی تھی۔

جولیا نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نال فرخندہ کے پہلو سے لگا دی ــــ فرخندہ خاموش کھڑی اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں اور چہرے پر الجھنوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ وہ شاید سوچ رہی تھی کہ اتنے بہت سے آدمیوں سے وہ بیک وقت کیسے لڑ کر ارسلان اور ڈگلس کو بچا سکتی ہے ــــ عمران نے رسی کو پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو گانٹھ کھل گئی اور عمران نے آہستہ آہستہ رسی ڈھیلی کرنی شروع کر دی۔ درخت کا جھکا ہوا تنا رسی کے ڈھیلے ہوتے ہی آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھنا شروع ہوا ــــ اور اس کے ساتھ زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے ارسلان اور ڈگلس کے جسم بھی فضا میں بلند ہونا شروع ہو گئے۔ عمران رسی چھوڑتا گیا ــــ جب ان دونوں کے جسم فضا میں تن گئے تو عمران نے ذرا سی رسی کو اور ڈھیلا کیا۔ دوسرے لمحے ان دونوں کے جسموں کو ایک زوردار جھٹکا لگا ــــ یہ جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ ان دونوں کی بے ہوشی ٹوٹ گئی اور ان کی آنکھیں کھلنے کے ساتھ ساتھ ان کے منہ سے بے اختیار کراہیں سی



نکل گئیں۔ عمران نے ذرا سی رسی اور ڈھیلی کی تو ان دونوں کے جسم پھڑپھڑانے لگے اور ان کے منہ سے چیخیں نکل گئیں چہرے بگڑنے لگے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ــــ ارسلان نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کراہتے ہوئے کہا۔

"وہی کچھ جو تم نے ٹائیگر کے ساتھ کیا تھا" ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ارسلان کی آنکھیں خوف کی شدت سے پھیلتی گئیں۔ وہ شاید اب صورت حال کو صحیح طور پر سمجھا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی اچانک جولیا کے قریب کھڑی ہوئی فرخندہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور جولیا کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اڑتا ہوا دور جا گرا ــــ فرخندہ نے انتہائی پھرتی اور مہارت سے جولیا کو جھپٹ کر اپنے سینے سے لگایا اور اس کا ایک بازو جولیا کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد جم گیا ــــ اور وہ اسی انداز میں جولیا کو گھسیٹتی ہوئی چار قدم پیچھے ہٹ گئی۔ جولیا شاید ارسلان اور ڈگلس کی حالت دیکھنے کی وجہ سے فرخندہ کی طرف سے غافل ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ مار کھا گئی ــــ جولیا نے اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے بے حد کوشش کی لیکن فرخندہ کی گرفت انتہائی سخت تھی۔ جولیا کا جسم اس کے ہاتھوں میں بری طرح پھڑپھڑا رہا تھا۔ اس کی گردن پر اس قدر دباؤ تھا کہ اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب

ہو گئی تھیں۔

" چھوڑ دو ان کو چھوڑ دو ـــــ ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گی " ـــــ فرخندہ نے چیختے ہوئے کہا۔

" اور اگر میں رسی چھوڑ دوں تو ارسلان اور ڈگلس دونوں کی ایک ایک رگ ٹوٹ جائے گی ـــــ بولو ـــــ ایک کی قربانی منظور ہے یا دو کی " ـــــ عمران نے ذراسی رسی اور ڈھیلی کرتے ہوئے کہا اور ارسلان اور ڈگلس دونوں کے حلق سے ذبح ہونے والے جانوروں جیسی آوازیں نکلیں۔

" چھوڑ دو ـــــ انہیں چھوڑ دو " ـــــ فرخندہ نے ارسلان اور ڈگلس کی کربناک آوازیں سنتے ہی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور شاید وہ جوش میں اپنے جسم کو آگے کی طرف جھکانے کی حماقت کر گئی تھی ـــــ کیونکہ دوسرے ہی لمحے جولیا نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور فرخندہ اس کے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی نیچے زمین پر آگری ـــــ وہ توازن کے ساتھ ساتھ اپنی گرفت بھی ختم کر بیٹھی تھی۔

" زندہ باد جولیا " ـــــ عمران نے اُسے شاباش دیتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے جولیا کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی ـــــ فرخندہ نے نیچے گرتے ہی انتہائی حیرت انگیز مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قلابازی کھا کر جولیا کے سینے پر فلائنگ کک رسید کر دی تھی ـــــ اور جولیا اچھل کر پشت کے بل زمین پر گری۔ فرخندہ فلائنگ کک مار کر ایک بار پھر قلابازی کھا کر



سیدھی ہوئی۔

" رک جاؤ تنویر " ـــــ اچانک عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا ریوالور والا ہاتھ ایک جھٹکے سے نیچے ہو گیا۔ وہ شاید جولیا کی حمایت میں فرخندہ کو گولی مارنا چاہتا تھا۔

" جولیا تم سے کم نہیں ہے ـــــ اُسے اپنی برتری ثابت کر لینے دو " ـــــ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور تنویر دانت کاٹتا ہوا خاموش ہو گیا۔

جولیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اور اب وہ دونوں عورتیں آمنے سامنے تھیں ـــــ ایک حلقہ موت کی سپر ایجنٹ تھی۔ اور دوسری سیکرٹ سروس کی انچارج اور ایکسٹو کی نمبر ٹو۔ مقابلے کی ٹکر تھی۔

" فرخندہ ـــــ اگر تم جولیا کو شکست دے دو تو میں ارسلان اور ڈگلس دونوں کو چھوڑ دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ اور سنو جولیا ـــــ اگر تم نے فرخندہ کو شکست نہ دی تو پھر اس سمندر کے پار تمہاری کوئی جگہ نہ ہوگی " ـــــ عمران نے رسی کو کھونٹے سے گرہ دیتے ہوئے کہا۔

عمران کے الفاظ میں چھپی ہوئی دھمکی سے جولیا کے اعصاب میں اور زیادہ تناؤ پیدا ہو گیا ـــــ ویسے بھی پوری سیکرٹ سروس اور عمران کے سامنے شاید پہلی بار اس کی صلاحیتوں کا مظاہرہ ہونے کا موقع پیدا ہوا تھا۔

اسی لمحے فرخندہ نے اچانک جولیا پر چھلانگ لگائی۔ جولیا

تیزی سے دائیں طرف کو پلٹی۔ لیکن فضا میں اڑتی ہوئی فرخندہ نے حیرت انگیز طور پر اپنا رخ موڑ لیا —— اور جولیا چیختی ہوئی پہلو کے بل زمین پر گری۔ فرخندہ نے بڑے خوف ناک انداز میں اس کی پسلیوں پر جوڈو کا داؤ استعمال کیا تھا —— جولیا کا جسم کمان کے سے انداز میں زمین کی طرف جھکا۔ اور فرخندہ داؤ لگا کر جیسے ہی سیدھی ہونے لگی جولیا نے الٹی قلابازی کھائی اور اس بار فرخندہ کے حلق سے کربناک چیخ نکل گئی —— جولیا کی لاتیں قوس کی صورت میں گھومتی ہوئیں فرخندہ کے پہلو پر بڑے بھرپور انداز میں پڑی تھیں۔ فرخندہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گری —— اُسی لمحے جولیا اس کے اوپر آ گری۔ اور اس نے پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر مارنے کی کوشش کی لیکن فرخندہ نے دونوں ٹانگیں سمیٹ کر جولیا کو اپنے سر کے اوپر سے زمین پر اچھال دیا۔ اور خود ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی —— جولیا بھی نیچے گرتے ہی کسی سپرنگ کی طرح اچھلی اور پوری قوت سے اٹھتی ہوئی فرخندہ سے آ ٹکرائی۔ اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر اکٹھی ہی زمین پر گریں —— فرخندہ نے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے گھٹنا جولیا کی کمر پر رسید کیا۔ اور جولیا کراہ کر پلٹی اور دوسرے لمحے اس کی لات فرخندہ کے پہلو پر پڑی اور وہ بھی جولیا کے ساتھ ہی چیختی ہوئی زمین پر گری —— اور دوسرے لمحے وہ دونوں ایک بار پھر اٹھ کر آمنے سامنے کھڑی تھیں۔ دونوں کا انداز کھٹکنی بلیوں جیسا تھا۔ دونوں جسامت اور قد و قامت میں تقریباً ایک جیسی تھیں —— وہ دونوں آنکھوں ہی آنکھوں میں



ایک دوسرے کو تول رہی تھیں۔ دونوں کے چہرے بگڑے ہوئے تھے۔ اور اس بار جولیا نے پہل کی —— اس نے برق رفتاری سے فرخندہ پر حملہ کیا اور فرخندہ بجلی کی سی پھرتی سے اچھل کر ایک طرف کو ہٹی لیکن جولیا شاید اس کا اندازہ پہلے ہی کر چکی تھی —— کیونکہ اس نے بھی انتہائی تیز رفتاری سے اپنا رخ موڑا تھا۔ اور دوسرے لمحے فرخندہ یوں فضا میں اچھلی جیسے اس کے پیروں تلے اچانک سپرنگ آ گئے ہوں —— اور پھر وہ چیختی ہوئی سر کے بل زمین پر گری لیکن اس کی دونوں پنڈلیاں جولیا کے ہاتھوں میں تھیں۔ جولیا نے انتہائی تیزی سے جھک کر اُسے اوپر کو اچھلنے کا موقع دیا تھا اور یہی فرخندہ کی حماقت تھی —— کہ اس نے جولیا کو جھکتے دیکھ کر نفسیاتی طور پر اپنے آپ کو اچھال کر بچانا چاہا تھا۔ اس طرح جولیا کی گرفت میں اس کی دونوں پنڈلیاں آسانی سے آ گئی تھیں —— جولیا پنڈلیاں پکڑنے برق رفتاری سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کی ایک ٹانگ نے فرخندہ کے جسم کو آگے کی طرف پھسلنے سے روک لیا —— اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے اپنے جسم کا پورا دباؤ سر کے بل جھکی ہوئی فرخندہ کے جسم پر ڈالا۔ اور فرخندہ کے حلق سے بے اختیار کربناک چیخیں نکلنے لگیں —— اس کا جسم بُری طرح پھڑپھڑا رہا تھا۔ وہ ایکاڈو کے انتہائی خوف ناک داؤ میں پھنس کر بُری طرح پھڑپھڑا رہی تھی۔

"ویل ڈن جولیا —— ویل ڈن" —— عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اُسی لمحے جولیا نے اپنے جسم کو زوردار جھٹکا دے کر اپنا

پوری قوت سے فرخندہ پر ڈال دیا۔ ایک ہلکے سے کڑاکے کی آواز سنائی دی اور فرخندہ کا اکڑا ہوا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ اور جولیا بھی اس کے ڈھیلے جسم کے اوپر ہی گر گئی ـــــ دوسرے لمحے جولیا اچھل کر پیچھے ہٹی تو فرخندہ ٹیڑھے میڑھے انداز میں زمین پر پڑی تھی۔ اس کا چہرہ بگڑ چکا تھا اور آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں ـــــ اس کی گردن اور ریڑھ کی ہڈی بیک وقت ٹوٹی تھی۔ وہ مر چکی تھی۔

"میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا" ـــــ اچانک ارسلان نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

جولیا ایک طرف کھڑی لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ اس نے واقعی اپنی بے پناہ صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا تھا۔ ورنہ فرخندہ اس سے کم نہ تھی ـــــ سیکرٹ سروس کے دوسرے ارکان کے چہروں پر بھی تحسین کے آثار نمایاں تھے۔

"گڈ جولیا ـــــ تم نے اپنی برتری ثابت کر دی ہے۔ ویری گڈ" عمران نے آگے بڑھ کر جولیا کا کندھا تھپکتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے۔

"ہاں تو ارسلان اور ڈگلس ـــــ اب تمہاری باری ہے۔ سنو ـــــ میں تمہیں یہاں صرف تماشے کے لئے نہیں لے آیا۔ فرخندہ تو اپنی حماقت کی وجہ سے مری ہے۔ اور اگر ایسی ہی حماقت تم نے کی تو پھر تمہیں بھی مرنے سے کوئی نہ بچا سکے گا ـــــ تم میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو میں تمہیں اس عذاب



سے نجات دلا سکتا ہوں" ـــــ عمران نے رسی کا سرا ایک بار پھر پکڑ کر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ اس طرح گرہ کھل گئی۔

"تم ہمیں مار ڈالو ـــــ سمجھے ـــــ مار ڈالو ـــــ بس مار ڈالو" ارسلان نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"اتنی آسانی سے نہیں جتنی آسانی سے تم سمجھ رہے ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسی کو ذرا سا ڈھیلا کیا۔ ارسلان اور ڈگلس کے حلق سے خوفناک چیخیں نکلنے لگیں ـــــ ان کے پورے جسموں سے پسینے کی دھاریں بہہ اٹھیں۔ چہرے مسخ ہونے لگے۔

"میں دیتا ہوں میں دیتا ہوں جواب ـــــ خدا کے لئے رک جاؤ" اچانک ڈگلس نے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے رسی کو ذرا سا کھینچ لیا تو ان دونوں کے پھڑپھڑاتے ہوئے جسم ساکت ہو گئے۔

"بولو ـــــ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم ـــــ کسی کو نہیں معلوم" ـــــ اس بار ارسلان اور ڈگلس دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"تمہیں کون ہدایات دیتا ہے ـــــ کس نے تمہیں میرے قتل پر مامور کیا تھا" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ٹاپ ہیڈ کوارٹر سے ٹرانسمیٹر کال آتی ہے۔ مشینی آواز۔ گلدان نما بنے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ـــــ ایسے ٹرانسمیٹر سے جس

کی کال کا سراغ نہیں لگایا جا سکتا۔۔۔۔۔۔ ہمیں نہیں معلوم ٹاپ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔۔۔۔۔۔ ارسلان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"سنو۔۔۔۔۔۔ ٹاپ ہیڈ کوارٹر کے متعلق جو کچھ بھی معلوم ہو بتا دو۔ ورنہ میں رسی چھوڑ دوں گا۔ اور تم خود اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہو گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسی کو ذرا سا ڈھیلا کیا۔ ارسلان اور ڈگلس دونوں کی چیخیں ایک بار پھر شیطان جزیرے میں گونجنے لگیں۔

"ہمیں نہیں معلوم۔۔۔۔۔۔ ہمیں ......"۔۔۔۔۔۔ ان دونوں نے بری طرح پھڑپھڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا اچانک شیطان جزیرہ ایک زوردار دھماکے سے گونج اٹھا۔۔۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے عمران کے قریب کھڑا ہوا چوہان چیختا ہوا عمران سے ٹکرایا۔ یہ ٹکراؤ اس قدر اچانک تھا کہ رسی یک لخت عمران کے ہاتھوں سے نکل گئی اور عمران منہ کے بل زمین پر گرا۔۔۔۔۔۔ چوہان اس کے اوپر تھا۔ اسی لمحے اچانک جھکا ہوا تنا پوری قوت سے اوپر کو اٹھا۔ اور پھر شیطان جزیرہ ارسلان اور ڈگلس کی انتہائی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔۔۔۔۔۔ تنے نے پوری قوت سے اٹھتے ہوئے ان دونوں کے جسموں کو درمیان سے ادھیڑ دیا تھا۔ اور ان دونوں کے اوپر والے جسم تنے کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے جب کہ نچلے جسم کھونٹوں سے بندھے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔ ان دونوں کے پیٹ



ٹ چکے تھے۔ اور صرف پیٹ کی بڑی آنتیں گچھے وار تار کی طرح نوں کے جسموں کے دو ٹکڑوں کے درمیان تنی ہوئی تھیں زمین خون ہی خون پھیل گیا تھا۔

نیچے گرتے ہی عمران نے انتہائی پھرتی سے چوہان کو ایک طرف کیلا۔ لیکن اس کے اٹھنے سے پہلے ہی تنویر کے ریوالور سے دھماکے سنائی دیئے۔۔۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی سامنے یک درخت کی اوٹ سے ایک انسانی جسم دھماکے سے نیچے را۔۔۔۔۔۔ اور وہ سب اس گرنے والے جسم کی طرف دوڑ پڑے۔ ولی چوہان کے بازو میں لگی تھی۔ اس لئے ایک طرف ہٹتے ہی وہ ز دوبارہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔۔ عمران اٹھ کر اس نے والے جسم کی طرف بھاگا جس کی طرف سے فائر کیا گیا تھا۔ ر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ رخت کے ساتھ میتھائس پڑا تڑپ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ تنویر کی دونوں ولیاں اس کی ناف کے نیچے لگی تھیں۔ اس کا ریوالور قریب ہی پڑا وا تھا۔ جس کی نال سے ابھی تک دھواں نکل رہا تھا۔ وہی میتھائس و پہلی بار عمران کی گولی کھا کر نیچے سمندر میں گرا تھا۔۔۔۔۔۔ اور جس کے متعلق اس کے اپنے ساتھیوں کا خیال تھا کہ اسے شارک ھلیاں کھا چکی تھیں ان کے سامنے پڑا تھا۔

"کک۔۔۔۔۔۔ کک۔۔۔۔۔۔ کاش۔۔۔۔۔۔ کمزوری کی وجہ سے میرا ہاتھ بہک جاتا تو میرا مشن مکمل ہو جاتا"۔۔۔۔۔۔ میتھائس نے تڑپتے وئے بھی عمران کو سامنے دیکھ کر کہا۔

"تم زندہ بچ گئے تھے ـــــ کیسے" ـــــ عمران نے اس پر جھکتے ہوئے پوچھا۔

"گولی میرے بازو میں لگی تھی اور میں نیچے چٹانوں میں گر اتھا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو سب جا چکے تھے ـــــ میں یہاں بھوک اور پیاس سے تڑپتا رہا۔ میرا زخم گل سڑ گیا۔ میں یہاں ایک غار میں پڑا مر رہا تھا کہ میں نے چیخوں کی آوازیں سنیں اور میں رینگتا ہوا باہر آ گیا ـــــ اور پھر میں نے دیکھا کہ میرا شکار عمران میرے سامنے تھا میرا مشن سامنے تھا۔ میرے ریوالور میں ایک ہی گولی تھی۔ میں نے ارسلان اور ڈگلس کو درخت کے ساتھ بندھے دیکھا ـــــ میں نے فرخندہ کو زمین پر مردہ پڑے ہوئے دیکھا۔ مجھے معلوم تھا کہ عمران کے مرتے ہی ارسلان اور ڈگلس بھی مر جائیں گے لیکن میں نے پرواہ نہ کی ـــــ میں اپنا مشن مکمل کرنا چاہتا تھا لیکن کمزوری کی وجہ سے میرا ہاتھ بہک گیا۔ اور گولی دوسرے آدمی کو جا لگی۔ کاش یہ ہاتھ نہ بہکتا۔ کاش میں اپنا مشن مکمل کر لیتا پھر میں سکون سے مرتا۔ کا...... کا...... ش...... ش" ـــــ میتھائس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر کاش کہتا ہوا اس کا جسم پھڑپھڑایا اور ساکت ہو گیا وہ مر چکا تھا۔ اس کی کھلی ہوئی بے نور آنکھوں میں ابھی تک مشن مکمل نہ ہونے کی حسرت جھلک رہی تھی۔ سیکرٹ سروس کے ارکان دم بخود کھڑے تھے۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا سیدھا ہو گیا۔

"ایسے لوگ کسی بھی تنظیم کے لئے باعث فخر ہوتے ہیں۔ یہ عظیم



دمی تھا" ـــــ عمران نے گھمبیر لہجے میں کہا اور سیکرٹ سروس کے ارکان نے اثبات میں سر ہلا دیئے وہ بھی میتھائس کی اس فاداری سے بے حد متاثر تھے ـــــ حالانکہ اگر میتھائس چاہتا تو ن کی جان بچ سکتی تھی لیکن اس نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانوں پر اپنے مشن کو ترجیح دی اور یہی اس کی عظمت کا ثبوت تھا۔

"صفدر ـــــ تم چوہان کے بازو پر بینڈیج کر دو کہیں خون زیادہ نکل جائے" ـــــ عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"کیپٹن شکیل ـــــ میتھائس اعزاز کے ساتھ دفن ہونے کے الق ہے۔ لانچ میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے بیلچہ موجود ہے وہ لے آؤ۔ تاکہ یہاں اس جزیرے پر اس کی قبر کھود کر اسے فن کر دیا جائے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور یہ باقی افراد" ـــــ جولیا نے پوچھا۔

"انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دو۔ یہ مچھلیوں کی خوراک بننے ے قابل ہیں۔ یہ سب میتھائس کے مقابلے میں حقیر اور گھٹیا مجرم ہیں" مران نے گھمبیر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھیوں نے اس انداز ں سر ہلائے جیسے وہ سب عمران کی بات سے سو فی صد متفق ہوں

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی منفرد اور یادگار کہانی

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

# وے ٹو ایکشن

حلقہ موت کے خوفناک قاتل ایک بار پھر عمران پر جھپٹ پڑے۔ وہ ہر قیمت پر عمران کو پاکیشیا میں ہی دفن کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ عمران حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر کا رخ نہ کر سکے۔

عمران حلقہ موت کے خوفناک قاتلوں کے شکنجے میں آ جانے کے باوجود کیسے بچ نکلا ——؟ حیرت انگیز لمحات

وہ لمحہ جب عمران اور سیکرٹ سروس حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر کی تباہی کے لئے نکل پڑے۔ لیکن کیسے ——؟ زمین' آسمان' سمندر ہر طرف موت کا جال تان دیا گیا۔ پاکیشیا سے باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ رہی۔ لیکن عمران پھر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت اس جال کو توڑ کر نکل گیا۔ آخر کس طرح ——؟

پاکیشیا سے حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر تک ہزاروں میل کا ایسا خوفناک سفر جہاں ہر قدم پر حلقہ موت کی ایک کے بعد ایک خوفناک تنظیمیں موت بن کر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر جھپٹتی رہیں۔

آبدوزوں' کاروں' ٹرینوں' ہیلی کاپٹروں اور جیٹ جہازوں سے طے ہونے والا یہ سفر اس قدر خوفناک اور ہلاکت خیز ثابت ہوا کہ ہر قدم لاشوں کے ڈھیر چھوڑتا گیا

انتہائی منفرد کہانی' قدم قدم ایکشن' لمحہ لمحہ سسپنس — شائع ہو گئی ہے

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں یکسر منفرد انداز کا انتہائی دلچسپ ایڈونچر

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

# ویلاگو

سپیشل نمبر

**شوشو پجاری** افریقہ کے قدیم ترین قبیلے کا وچ ڈاکٹر جو جادو اور سحر کا ماہر تھا۔

**شوشو پجاری** جو روحوں کا عامل تھا اور اس نے پاکیشیا کے سردار کی روح پر قبضہ کر لیا۔ کیا واقعی ——؟

**وہ لمحہ** جب سید چراغ شاہ صاحب نے عمران کو شوشو پجاری کے مقابلے پر جانے کے لئے کہا۔ لیکن عمران نے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا ——؟
قدیم افریقی وچ ڈاکٹروں' جادوگروں اور شیطان کے پجاریوں کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کا اصل مشن کیا تھا ——؟

**ویلاگو** ایک ایسا خوفناک اور دل ہلا دینے والا مقابلہ۔ جس کے تحت خوفناک آگ کے الاؤ میں سے عمران کو گزرنا تھا۔ ایسا الاؤ جس میں سے کسی انسان کے زندہ سلامت گزر جانے کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔

**وہ لمحہ** جب آگ کے اس خوفناک الاؤ میں سے شوشو پجاری زندہ سلامت گزر جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کیسے ——؟

انتہائی حیرت انگیز' انتہائی دلچسپ' انتہائی خوفناک
اور
دل ہلا دینے والے واقعات سے بھرپور

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی یا کُلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ------ اشرف قریشی
------ یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس
طابع ------ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------ -/40 روپے

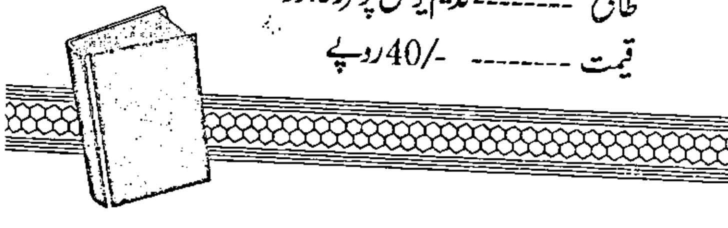

# چند باتیں

محترم قارئین! ———— سلام مسنون!

نیا ناول دے ٹو ایکشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پوری دنیا میں آکٹوپس کی طرح پھیلی ہوئی یہودیوں کی وہ خوف ناک تنظیم جسے عرفِ عام میں حلقہ موت کہتے ہیں۔ ایک ایسی تنظیم ہے جو اپنے وسائل اور طاقت کے لحاظ سے شاید دنیا کی سب سے مضبوط تنظیم کہلائی جاسکتی ہے ایک ایسی تنظیم جس کے تحت بلامبالغہ سینکڑوں خوف ناک تنظیمیں کام کر رہی تھیں اور جب یہ تنظیم علی عمران کے قتل کے لئے اپنی پوری طاقت اور سینکڑوں ذیلی تنظیموں کے ساتھ میدان میں آگئی تو عمران کا زندہ بچ جانا ایک معجزہ ہی کہلا سکتا ہے اور پھر جب عمران سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت اس خوف ناک تنظیم کے مرکز کو تباہ کرنے کے لئے نکل پڑے تو صورت حال اور بھی زیادہ گھمبیر ہو جاتی ہے۔

عمران کو قتل کرنے کے لئے کیا کیا حربے اختیار نہ کئے گئے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھتے ہوئے عمران کے قدموں کو روکنے کے لئے اس تنظیم نے اپنے پورے وسائل اور اپنی پوری طاقت مقابلے پہ جھونک دی۔

لیکن کیا عمران کے قدم روکے جاسکے؟ یہ اسی خوف ناک سفر کی ایک ایسی روئیداد ہے جس میں ہر قدم پہ موت اپنی پوری طاقت کے ساتھ

عمران اور اس کے ساتھیوں پر مسلسل جھپٹتی رہی ہے۔

ایک ایسا سفر جس میں ایک کے بعد ایک انتہائی خوف ناک تنظیمیں اپنے پورے وسائل کے ساتھ عمران کے مقابلے پر اترتی چلی آتی ہیں۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی ہر قدم پر لاشوں کے ڈھیر چھوڑتے آگے ہی آگے بڑھتے رہے۔

کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی ان سب خوف ناک تنظیموں کے مقابلے پر آجانے کے باوجود اپنے ٹارگٹ پر پہنچ گئے؟ یا ان کا یہ سفر موت کی اندھی وادی میں اختتام پذیر ہوا۔

مجھے یقین ہے کہ شروع سے آخر تک کہانی کا ہر لفظ آپ سے خراجِ تحسین حاصل کرنے میں کامیاب رہے گا۔

اپنی آرا سے مجھے ضرور مطلع کیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب سے سر ہٹائے بغیر ساتھ پڑے ہوئے فون سے رسیور اٹھالیا۔

"یس ——— علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) مصروف مطالعہ سپیکنگ" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مصروف مطالعہ بھی اب ڈگری بنالی ہے تم نے" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ بڑا مصروف دور ہے۔ چنانچہ اس مصروف دور میں جو شخص مطالعے جیسی عیاشی کرسکتا ہے۔ اُسے یہ ڈگری لازماً ملنی چاہیئے" ——— عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کتاب اس نے بند کر کے میز پر رکھ دی تھی۔ میز پر مختلف

سائز کی کتابوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔

"تمہاری بات ہے تو درست ـــ بہرحال اگر تم اپنی اس مصروفیت سے چند لمحے نکال سکو۔ تو میرے پاس دفتر آ جاؤ ایک ضروری بات کرنی ہے" ـــ سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"چند لمحوں کی تو خیر کوئی بات نہیں۔ وہ تو رسیور رکھنے میں ہی گزر جائیں گے" ـــ عمران نے شرارتی لہجے میں کہا اور سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"میرا مطلب تھا کہ اتنے لمحے کہ تم مجھ سے مل سکو" سر سلطان نے کہا۔

"پھر یہ چند لمحے آپ کو سلام کرنے میں گزر جائیں گے۔ اس لئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اس جدید دور کی ایجاد سے فائدہ اٹھائیں۔ اور فون پر ہی چند لمحے گزار لیں" ـــ عمران نے کہا۔

"نہیں ـــ بات فون پر کرنے کی نہیں۔ بس تم آ جاؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں" ـــ دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ان کی بات کا جواب دیتا انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے ـــ لوگ اتنے مصروف ہو گئے ہیں کہ فون پر بھی بات نہیں کر سکتے" ـــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے کتاب اٹھا کر اس میں نشانی کے طور پر کاغذ رکھ کر اسے باقاعدہ بند کر دیا۔



"سلیمان ـــ جناب سلیمان صاحب ـــ اگر آپ اپنی مصروفیت کچن سے چند لمحے نکال سکیں تو میرے پاس آ جائیں۔ ایک ضروری بات کرنی ہے" ـــ عمران نے سر سلطان کے لہجے میں انہی کی بات کو دوہراتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے ـــ میرے پاس فضول وقت نہیں ہے کہ آپ کی طرح فضول کتابیں پڑھتا رہوں۔ اگر آپ نے کوئی بات کرنی ہے تو یہاں آ جائیے" ـــ کچن میں سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"میرے خیال میں اب تمہیں کسی تعلیم بالغاں کے سنٹر میں داخل کرانا پڑے گا ـــ کتابیں کبھی فضول نہیں ہوتیں۔ کتابیں تو علم کا سمندر ہیں" ـــ عمران نے سخت اور ناراض لہجے میں کہا۔

"تو آپ ہی اس سمندر میں غوطہ لگاتے رہیئے ـ مجھے معاف رکھیئے" سلیمان نے جواب دیا۔

لیکن اس بار اس کی آواز دروازے کے قریب سے آئی تھی۔ اور دوسرے لمحے سلیمان دروازے میں نمودار ہوا ـــ اس نے ایپرن باندھ رکھا تھا۔ اور ہاتھ میں ایک بڑا سا چمچ تھا۔

"ارے ارے تم تو مسلح ہو کر آ گئے ـــ بھائی ـــ میرا دل بڑا کمزور ہے۔ اس قدر خوفناک اسلحہ تمہارے ہاتھ میں دیکھ کر میرا ہارٹ فیل ہو گیا تو ......" ـــ عمران نے چہرے پر خوف کے آثار پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ کتابیں نہ پڑھا کریں۔ کتابیں پڑھنے والے عموماً بزدل ہو جاتے ہیں۔ وہ کسی سے جھگڑا کرنے سے پہلے بیٹھے سوچتے

رہتے ہیں کہ جھگڑے کے بعد پولیس آئے گی ہتھکڑی لگائے گی ۔ پولیس دین پہ دھکے دے کر چڑھائے گی۔ پھر حوالات میں بند کرے گی اور آخر میں باقی عمر جیل میں گزرے گی ——— چنانچہ وہ آنکھیں بند کر لیتے ہیں “ ——— سلیمان نے کہا۔

” تو ہوتا تو ایسے ہی ہے “ ——— عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

” خاک ہوتا ہے ——— آپ کسی کا سر پھاڑ دیں اور ساتھ ہی کہہ دیں کہ پولیس کے پاس گئے تو آنتیں باہر نکال دوں گا۔ بس وہیں معاملہ ختم “ ——— سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

” اچھا ——— تو تم اب نہ صرف میرا سر پھاڑنے آئے ہو بلکہ ساتھ ہی آنتیں نکالنے کی دھمکی بھی دینا چاہتے ہو ——— بھائی میں پڑھا کو قسم کا آدمی ہوں ۔ مجھے تو معاف ہی کر دو ۔ یہ شغل اگر تم جوانا کے ساتھ کرنا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں “ ——— عمران نے کہا۔

” جوانا ——— اوہ ——— وہ بے چارہ کیا جھگڑا کرے گا مجھ سے ۔ وہ تو چھری سے پیٹ پھاڑنے کی بجائے چھری کانٹے سے کھانا کھانے بیٹھ جائے گا ——— اب تہذیب اس کا نام رہ گیا ہے کہ چھری کانٹا ہاتھ میں پکڑا اور کھانا کھانا شروع کر دیا۔ اور اپنے آپ کو تسکین دے لی کہ جناب ہمارے ہاتھ میں تو دن میں تین بار چھری رہتی ہے “ ——— سلیمان نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا اور عمران اس کی اس خوب صورت منطق پر بے اختیار ہنس پڑا۔

” اچھا اب آپ ہنستے ہی رہیں گے ادھر ہنڈیا جل جائے گی ۔



آج میں نے ہمسائے کی خصوصی دعوت کی ہوئی ہے ۔ بٹیرا مسلم پکا رہا ہوں “ ——— سلیمان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

” بٹیرا مسلم ——— ارے مرغ مسلم تو سنا تھا یہ بٹیرا مسلم کہاں سے آ گیا “ ——— عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

” حصہ بقدر جثہ ہوتا ہے جناب ——— وہ بے چارہ خود مرغ جتنا نہیں اُس نے مرغ مسلم دیکھ کر خواہ مخواہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جانا ہے اس لئے بٹیرا مسلم ٹھیک رہے گا “ ——— سلیمان نے کہا۔ اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ کتابوں سے ذہن پر چھائی ہوئی سنجیدگی کی گرد سلیمان کی باتوں سے پوری طرح جھڑ گئی تھی ۔

” مگر اس ہمسائے میں آخر خصوصیت کیا ہے ۔ کہ اسے اتنی مہنگی ڈش کھلائی جا رہی ہے “ ——— عمران نے کہا۔

” آپ کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے ۔ آپ اپنے کام سے کام رکھیں ——— اب میں آپ کو کیوں بتاؤں کہ اس کی بیٹی کا صرف رنگ سانولا ہے ۔ اور صرف ایک ہاتھ اور ٹانگ سے معذور ہے ۔ ذرا سا اونچی سنتی ہے ۔ تھوڑا سا ٹیڑھا دیکھتی ہے ——— یہ باتیں بتانے کی نہیں ہوتیں ۔ اس لئے آپ نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے “ ——— سلیمان نے جواب دیا ۔

” اچھا تو یہ بات ہے ——— لیکن کسی ہمسائے کی بیٹی کے متعلق اس طرح سوچنا تو سراسر بد معاشی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں بد معاشی برداشت نہیں کر سکتا “ عمران نے جان بوجھ کر لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"میں سوچ کب رہا ہوں۔ یہ کام تو میں نے آپ پر چھوڑا ہوا ہے۔ ساری عمر سوچتے رہے ہے ۔۔۔۔ میں تو صرف اُس کے باپ کو بٹیرا مسلّم کھلاؤں گا اور بس ۔۔۔۔ ویسے یہ بھی بتا دوں کہ ہمسائے کی بیٹی ہمسائے کے ساتھ نہیں رہتی۔ اپنے خاوند کے ساتھ کسی اور شہر میں رہتی ہے۔ لیکن اس کے خاوند کا ایکسیڈنٹ بھی تو ہو سکتا ہے وہ اُسے طلاق بھی تو دے سکتا ہے ۔۔۔۔ بینگی تعلقات اچھے ہوتے ہیں۔ امید پر تو دنیا قائم ہے" ۔۔۔۔ سلیمان نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا ۔۔۔۔ تم اُسے بٹیرا مسلّم کھلاؤ یا ہاتھی مسلّم ۔۔۔۔ میں نے تمہارے چند لمحے اس لئے ضائع کئے ہیں کہ میں سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں۔ میری واپسی تک ان کتابوں کو نہ چھیڑنا"

عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"دعا کریں سوئی گیس کی سپلائی بند نہ ہو جائے ورنہ بٹیرا مسلّم تو بہرحال پکنا ہی ہے ۔۔۔۔ سوئی گیس سے نہ سہی کتابوں سے سہی" ۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ۔۔۔۔ تو یہ ارادے ہیں ۔۔۔۔ لیکن بس اس بات کا خیال رکھنا کہ بٹیرا مسلّم پک سکتا ہے تو سلیمان مسلّم بھی کسی نہ کسی دیگ میں آ جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کے لئے تو یہ کتابیں تھوڑی پڑیں گے۔ پوری لائبریری پھونکنی پڑے گی ۔۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ لائبریری پھونکنے کا رسک



ہرگز نہ لیں گے" ۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

عمران ہنستا ہوا ڈریسنگ روم میں داخل ہوا۔ اور چند لمحوں بعد وہ لباس بدل کر باہر نکلا اور سلیمان کو دروازہ بند کرنے کا کہہ کر سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا ۔۔۔۔ گیراج سے کار نکال کر وہ سر سلطان کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ایک خاصے بڑے ہال نما کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی ایک میز کے گرد چار بوڑھے بیٹھے ہوئے تھے ـــــ ان چاروں کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے ۔ انہوں نے سیاہ رنگ کے لمبے چوغے پہنے ہوئے تھے ـــــ ان کے چہروں پر خباثت اور شیطانت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی ۔ آنکھوں میں شیطانی چمک تھی ۔ ان چاروں کے چوغوں پر سنہرے دھاگے سے نمبر کڑھے ہوئے تھے ـــــ ایک کرسی خالی تھی ۔ ان کے نمبر دو ۔ تین ۔ چار او[ر] پانچ تھے ۔ وہ چاروں خاموش بیٹھے ہوئے تھے ۔ لیکن ان کے اند[از] سے ہلکی سی بے چینی نمایاں تھی ـــــ جیسے ان پر ایک ایک لمحہ قیام[ت] بن کر گزر رہا ہو ۔ اور پھر کمرے کی ایک دیوار درمیان سے پھٹی اور ا[س] میں پیدا ہونے والے خلا سے ایک اور بوڑھا اندر داخل ہوا ۔ ا[س] کا قد خاصا لمبا تھا ـــــ بھنویں برف کی طرح سفید تھیں ۔ لیکن ا[س]



کا سر انڈے کے چھلکے کی طرح صاف شفاف تھا ۔ اس نے آنکھوں پر سیاہ رنگ کا دھوپ کا چشمہ لگا ہوا تھا ـــــ اس کے چوغے کا رنگ سنہرا تھا اور اس پر سیاہ دھاگے سے نمبر ایک کڑھا ہوا تھا ۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا خالی کرسی کی طرف بڑھا ـــــ میز کے گرد بیٹھے ہوئے چاروں بوڑھے اُسے اندر آتا دیکھ کر استقبالیہ انداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے ـــــ اور پھر جیسے ہی وہ کرسی کے قریب پہنچا وہ چاروں سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کے سامنے رکوع کے بل جھکتے چلے گئے ۔

"ہم چاروں آپ کا تہہ دل سے استقبال کرتے ہیں جناب سپر گرینڈ چیف" ـــــ ان چاروں نے جھک کر بیک آواز ہو کر کہا ۔

"شکریہ ـــــ اب تم بیٹھ سکتے ہو" ـــــ سپر گرینڈ چیف نے تحکمانہ لہجے میں کہا ۔

اور وہ چاروں مؤدبانہ انداز میں دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ پانچواں بوڑھا جسے سپر گرینڈ چیف کے نام سے پکارا گیا تھا ۔ خالی کرسی پر بیٹھ گیا ۔

"آج کی اس میٹنگ کا مقصد بے حد اہم ہے ۔ ہم نے اس میٹنگ میں اہم فیصلے کرنے ہیں ۔ اس لئے سب کو حاضر دماغ رہنا چاہیئے" ـــــ چیف باس نے بھاری لہجے میں کہا ۔

"ہمارے دماغ حاضر ہیں چیف باس ـــــ آپ حکم فرمایئے" ـ چاروں نے جواب دیا ۔

"آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر شدید خطرے

میں ہے" ۔۔۔۔ چیف باس نے پر اسرار سے لہجے میں کہا۔
اور اس کے الفاظ نے ان چاروں بوڑھوں پر یوں اثر کیا جیسے ان کے سروں پر ایٹم بم پھٹ پڑے ہوں ۔۔۔۔ وہ بُری طرح اچھل پڑے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"یہ کیسے ممکن ہے چیف باس ۔۔۔۔ یہ ہم کیا سن رہے ہیں۔ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر خطرے میں ۔۔۔۔ یہ تو ناممکن ہے" ان چاروں نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں اپنے باس کی بات کا یقین نہ آرہا تھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں ۔ میں اسے شدید خطرے میں گھرا ہوا دیکھ رہا ہوں ۔۔۔۔ ایک خوفناک طوفان اس ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھنے والا ہے ۔ انتہائی خوفناک طوفان ۔۔۔۔ ہم نے اس طوفان کو روکنا ہے ۔۔۔۔ ہر قیمت پر ہر صورت میں"
چیف باس کی آواز بلند ہو گئی۔

"اوہ ۔۔۔۔ تفصیل بتائیے چیف ۔۔۔۔ وہ کون سا طوفان ہے ہمیں بھی تو پتہ چلے۔ ٹاپ ہیڈ کوارٹر کا علم تو ہم پانچوں افراد کے علاوہ دنیا میں کسی کو نہیں ہے ۔۔۔۔ اور پھر ٹاپ ہیڈ کوارٹر کا راستہ ایسا ہے کہ ہماری مرضی کے بغیر اس میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ کسی ذی روح میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اس کے متعلق سوچ بھی سکے اور آپ فرما رہے ہیں کہ طوفان آ رہا ہے" ۔۔۔۔ نمبر دو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں راجر سٹوارٹ کے کیس کا تو علم ہو گا۔ وہ ہمارے لئے



کتنا اہم تھا۔ ہم نے اُسے برین واشنگ کے لئے ہیڈ کوارٹر میں رکھا تھا" ۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے ۔ وہ دنیا کا بہترین انجینئر ہے ۔ اس کا ہیڈ کوارٹر کی تعمیرات میں بڑا حصّہ ہے" نمبر تین نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ وہی راجر سٹوارٹ ۔۔۔۔ ہم نے اُسے یہاں سے فارغ ہونے کے بعد واپس بھیج دیا تھا اور ہیڈ کوارٹر کے قانون کے مطابق اس کا ذہن صاف کر دیا تھا تاکہ اس کے ذہن میں ہیڈ کوارٹر کے متعلق کوئی سوچ بھی باقی نہ رہے ۔۔۔۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ راجر سٹوارٹ نے اپنے طور پر یہاں رہتے ہوئے ہیڈ کوارٹر کا ایک نقشہ بنایا تھا جو اس کے ساتھ ہی ہیڈ کوارٹر سے باہر چلا گیا۔ راجر سٹوارٹ گروپ نمبر دو سو بارہ میں تھا ۔۔۔۔ اس گروپ کو ہم نے ساگالینڈ ایک مشن پر بھیجا تاکہ وہاں موجود پلاٹینیم کی کان کے متعلق مشن مکمل کر سکے" باس نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔۔ ہمیں معلوم ہے ۔ اور راجر سٹوارٹ اس مشن میں کام آ گیا تھا ۔ اور مشن بھی ناکام ہو گیا تھا کیونکہ گروپ کے بیشتر افراد مر گئے تھے ۔ اور وہ کان بھی صحیح نہیں تھی ۔ ہمارے کام کی نہ نکلی تھی" ۔۔۔۔ نمبر پانچ نے جواب دیا۔ کیونکہ گروپ نمبر دو سو بارہ اُسی کے تحت کام کرتا تھا۔

"تو تمہیں یہ بھی علم ہو گا کہ وہاں اس گروپ کا خاتمہ کرنے والا کرنل فریدی تھا جو دنیا کا معروف ترین آدمی ہے ۔ اور نقشہ بھی اس

کے ہاتھ چڑھ گیا۔ اس نے یہ نقشہ ایک ایسے ماہر کو پڑھنے کے لئے دیا جو حلقہ موت کا ممبر تھا ۔۔۔ اس نے اس نقشے کی موجودگی کے بارے میں اور کرنل فریدی کے بارے میں ہمیں تفصیلات بھجوائیں۔ جس پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ڈارک کلب کے ذریعے یہ نقشہ واپس حاصل کیا جائے اور کرنل فریدی کا بھی خاتمہ کر دیا جائے ۔۔۔ ڈارک کلب حلقہ موت کی ایک اہم تنظیم تھی جس کے ریکارڈ میں بے شمار شاندار کارنامے شامل تھے ۔۔۔ لیکن ڈارک کلب ساگالینڈ جا کر بُری طرح ناکام رہی۔ وہاں ایک اور آدمی سامنے آیا یہ پاکیشیا کا علی عمران تھا ۔۔۔ اس نے کرنل فریدی کے ساتھ مل کر ڈارک کلب کی تباہی میں اہم حصہ لیا۔ چنانچہ ہمیں نقشہ تو واپس نہ ملا البتہ یہ نقشہ پاکیشیا کے علی عمران کے ہتھے چڑھ گیا ۔۔۔ علی عمران کے متعلق تحقیقات کرائی گئی تو پتہ چلا کہ یہ بظاہر احمق، مسخرہ اور بھولا بھالا سا نوجوان ہے۔ لیکن دراصل دنیا کا خوفناک ترین انسان ہے ۔۔۔ اس کے ہاتھوں بلا مبالغہ سینکڑوں بین الاقوامی مجرم تنظیمیں ختم ہو چکی ہیں۔ یہ وہی علی عمران ہے جو فلسطینیوں پر اسرائیل کی بمباری کے انتقام کے طور پر تل ابیب پر چڑھ دوڑا تھا ۔۔۔ اور اس نے وہاں چند ہی دنوں میں ہر چیز کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے علاوہ اسرائیل کے بے شمار مشنز کا خاتمہ بھی اس کے ہاتھوں ہوا ۔۔۔ چنانچہ اس کے فوری خاتمے کا پروانہ جاری کر دیا گیا۔ اور اس کے لئے حلقہ موت نے اپنے اہم ترین سپر ایجنٹ ارسلان، ڈگلس اور ایک نئے سپر ایجنٹ میتھائس کے ساتھ ساتھ سپیشل ایجنٹ فرخندہ کو تعینات کیا۔ یہ سارے سپر ایجنٹ ہیں جو آج تک کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوئے لیکن ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ یہ سب علی عمران کے ہاتھوں عبرتناک انجام کو پہنچ چکے ہیں" ۔۔۔ چیف باس نے ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور وہ چاروں یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے باس کو دیکھ رہے تھے جیسے بچے الف لیلیٰ کی کوئی حیرت انگیز کہانی سن رہے ہوں۔

"سپر ایجنٹ ختم ہو گئے اور ایک احمق نوجوان جیت گیا۔ یہ تو ہم گرینڈ چیفس کی توہین ہے ۔۔۔ یہ تو حلقہ موت کی بہت بڑی ناکامی ہے۔ اگر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہمارے ممبرز کو علم ہو جائے تو کیا ہو گا" ۔۔۔ نمبر تھری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کون بتلائے گا ان ممبرز کو ۔۔۔ کس میں جرات ہے کہ وہ ناکامی کی بات باہر نکال کر لے جائے" ۔۔۔ چیف باس کا لہجہ یک لخت کڑکدار ہو گیا۔

"کوئی بھی بتا سکتا ہے جناب ۔۔۔ ہمیں اس پہلو پر ضرور سوچنا چاہیے" نمبر تین نے اُسی طرح خود کلامی کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ تو یہ بات ہے" ۔۔۔ چیف باس نے آنکھوں پر لگائی ہوئی تاریک شیشوں والی عینک اتار دی۔ چاروں چیفس نے اُسے عینک اتارتے دیکھ کر جلدی سے اپنے سر نیچے کی طرف جھکا لئے۔ جیسے وہ عینک اتارنے کے بعد چیف باس کی آنکھوں کی طرف نہ دیکھنا چاہتے ہوں۔

"نمبر تین کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔۔۔ چیف باس نے کڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور گرینڈ چیف نمبر تین یوں جھٹکے سے کھڑا ہو گیا جیسے ایک لمحے کی بھی دیر سے اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"میری طرف دیکھو" ۔۔۔۔۔ چیف باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں چیف باس ۔۔۔۔۔ میں بے قصور ہوں۔ مجھے تکلیف مت دو چیف باس ۔۔۔۔۔ میں پیشگی معافی چاہتا ہوں" نمبر تین نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے سارے جسم سے پسینہ بہہ نکلا تھا۔ اور وہ بری طرح کانپنے لگا تھا۔

"میری طرف دیکھو فوراً" ۔۔۔۔۔ چیف باس نے چیختے ہوئے کہا اور نمبر تین کا سر ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر اس کا چہرہ چیف باس کی طرف گھوم گیا ۔۔۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ چیف باس کی طرف نہ دیکھنا چاہتا ہو۔ لیکن کوئی پُراسرار قوت اس کا چہرہ زبردستی چیف باس کی طرف گھماتی جا رہی ہو۔

اور پھر جیسے ہی اس کی سہمی ہوئی نظریں چیف باس کی نظروں سے ٹکرائیں۔ وہ ایک زوردار چیخ مار کر اچھلا اور پھر کرسی سمیت فرش پر گر گیا ۔۔۔۔۔ وہ بری طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جانکنی کے سخت ترین عذاب سے گزر رہا ہو۔ اس کا چہرہ مسخ ہو کر سیاہ پڑ چکا تھا ۔۔۔۔۔ سر کے بال یوں کھڑے ہو گئے تھے جیسے انہیں سیدھا کر کے ان پر گوند لگا دی گئی ہو۔ اس کے منہ سے انتہائی کربناک انداز میں کراہیں نکل رہی تھیں اور اعضا عجیب سے انداز میں مڑتے جا رہے تھے ۔۔۔۔۔ جب کہ باقی تینوں گرینڈ چیفس اپنی اپنی کرسیوں پر بت بنے سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"اب کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔۔۔ چیف باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد دوبارہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور فرش پر تڑپتا ہوا گرینڈ چیف نمبر تین جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔۔۔ اس کا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا۔ لیکن اس کے اعضا مڑنے تڑنے بند ہو گئے تھے۔

"بولو ۔۔۔۔۔ اب بھی حلقہ موت کی ناکامی کی خبر ہیڈ کوارٹر سے باہر جائے گی" ۔۔۔۔۔ چیف باس نے پُراسرار لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف باس ۔۔۔۔۔ بالکل نہیں جا سکتی ۔۔۔۔۔ قطعاً نہیں جا سکتی ۔۔۔۔۔ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ۔۔۔۔۔ نمبر تین کے منہ سے الفاظ رک رک کر نکلے۔

"آئندہ احتیاط رکھنا اور سوچ کر لفظ منہ سے نکالنا ۔۔۔۔۔ ورنہ ذلیل ترین عذاب کا شکار ہو جاؤ گے۔ اب بیٹھ جاؤ" چیف باس نے کہا، اور میز پر رکھی ہوئی عینک اٹھا کر دوبارہ آنکھوں پر لگا لی ۔۔۔۔۔ اس کے عینک لگاتے ہی نمبر تین کا کانپتا ہوا جسم یکلخت نارمل ہو گیا۔ اس نے فرش پر گری ہوئی کرسی سیدھی کی اور پھر اس پر بیٹھ کر گردن جھکا لی۔

"اب ایک اور مسئلہ بھی حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے آیا ہے۔ وہ یہ کہ تمام اسلامی ممالک نے ایک خفیہ میٹنگ میں یہ طے کیا ہے کہ تمام ممالک کی سیکرٹ سروسز مل کر ایک ٹیم

کی صورت میں حلقہ موت کے خلاف کام کریں اور اپنے اپنے ملک میں بھی اس کی شاخیں ختم کر دیں ـــــ چنانچہ اس میٹنگ کے نتیجے میں اسلامی ممالک کی خفیہ تنظیمیں فوری طور پر حرکت میں آ گئیں۔ کیٹاک میں ہماری شاخ کا سراغ لگا لیا گیا اور اُسے تہس نہس کر دیا گیا ـــــ سارے ممبر زمارے گئے۔ ہماری خفیہ دستاویزات ان کے قبضے میں چلی گئیں۔ لیکن ایک ممبر میتھائس نے اپنی جان پر کھیل کر دستاویزات واپس اڑا لیں ـــــ اس ممبر میتھائس کی بے پناہ دلیری۔ ذہانت اور پھرتی کو دیکھتے ہوئے اُسے سپر ایجنٹ کے عہدے پر ترقی دے دی گئی لیکن وہ بھی علی عمران کے مقابلے میں آ کر مارا جا چکا ہے ـــــ ادھر ایک سپیشل گروپ کرنل فریدی کے خاتمے کے لئے تعینات کیا گیا۔ لیکن وہ گروپ بھی مارا گیا۔ البتہ یہ گروپ کرنل فریدی کو شدید زخمی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور کرنل فریدی کو کسی خفیہ مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے ـــــ اس کے زخموں کی حالت ایسی بتائی گئی ہے کہ اس کا زندہ بچ جانا معجزہ ہی ہو گا۔ اس طرح حلقہ موت ایک دشمن کو کم از کم مفلوج کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے ـــــ چند دیگر اسلامی ممالک میں بھی حلقہ موت کے خلاف آپریشنز کئے گئے ہیں لیکن وہاں کوئی قابل ذکر کام دیکھنے میں نہیں آیا" ـــــ چیف باس نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر چیف باس ـــــ وہ طوفان جس کا ذکر آپ نے ابھی کیا ہے وہ کیا ہے" ـــــ نمبر دو نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔



"میں اسی طرف آ رہا ہوں" ـــــ چیف باس نے کہا۔ اور گرینڈ چیف نمبر دو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ایک اطلاع ملی ہے کہ علی عمران نے اس نقشے کو سمجھ لیا ہے۔ اور اب وہ اپنی ٹیم کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے ـــــ اس پروگرام کی اطلاع ملتے ہی ہیڈ کوارٹر فوراً حرکت میں آ گیا۔ چنانچہ ہم نے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک ایسی اطلاعات بھجوائی ہیں۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ ہیڈ کوارٹر صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں واقع ہے ـــــ ہمارا مقصد یہ ہے کہ عمران اپنی ٹیم کے ساتھ صحرائے اعظم پہنچ جائے جہاں ہمارے خوف ناک دستے اس کے استقبال کے لئے موجود ہوں گے اور اس کی قبر ریت میں ہی بنا کے جا سکیں" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"باس ـــــ مجھے کچھ بولنے کی اجازت ہے" ـــــ نمبر تین نے ایک بار پھر کہا۔ لیکن اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ہاں بولو ـــــ کیا کہنا چاہتے ہو" ـــــ چیف باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ ہیڈ کوارٹر پر طوفان اُمڈ آنے کی بات کر رہے تھے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طوفان کا رخ صحرائے اعظم کی طرف موڑ دیا ہے۔ پھر ہیڈ کوارٹر کو کیا خطرہ ہے ـــــ ظاہر ہے ہیڈ کوارٹر صحرائے اعظم میں تو نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ آپ کے کہنے کے مطابق عمران ہیڈ کوارٹر کا نقشہ سمجھ گیا ہے ـــــ ایسی صورت میں وہ صحرائے اعظم کی طرف کیوں جائے گا"

نمبر تین نے کہا۔
"گڈ ——— تمہاری ذہانت واقعی بے مثال ہے۔ اسی وجہ سے میں تمہیں اکثر معاف کر دیتا ہوں ——— اب میں تمہارے دونوں سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ جہاں تک نقشے کا تعلق ہے۔ ساگا لینڈ کے ماہر نے اس کی ایک نقل ہمیں بھیجی تھی ——— وہ کرنل فریدی والا نقشہ ہمیں یوں نہ بھیج سکتا تھا کہ اس طرح کرنل فریدی چوکنا ہو جاتا اور وہ آدمی وہاں حلقہ موت کے اہم مشن میں مصروف ہے ——— ہم اسے ضائع نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس نقل سے ہیڈ کوارٹر کو معلوم ہوا ہے کہ یہ نقشہ دراصل ہیڈ کوارٹر کے اندرونی حصوں کا ہے۔ راجر اسٹوارٹ نے اس میں عجیب پیچیدہ علامات استعمال کی ہیں۔ جنہیں سمجھنا محال ہے ——— لیکن ہمارے ماہرین نے ان علامات کو سمجھ لیا۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ نقشہ اندرونی حصوں کا ہے۔ اس میں کوئی محل وقوع نہیں بنایا گیا ——— آپ تو جانتے ہیں کہ اندرونی حصوں کی سچوئشن کیا ہے۔ اور اگر ان علامات کو ذرا سا بدل دیا جائے تو یہی علامات ریت کے سمندر میں بھی تبدیل ہو سکتی ہیں۔ اسی وجہ سے صحرائے اعظم کی ٹپ عمران کو دی گئی ——— اور ہمیں یقین ہے کہ وہ اس ڈاج میں آ جائے گا ——— اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ عمران کے متعلق جو تحقیقات کی گئی ہیں ان سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے ——— ہو سکتا ہے وہ ڈاج میں نہ آئے اور اصل صورت حال سمجھ کر یہاں کا رخ کرے" ——— چیف باس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔



"باس ——— میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں" ——— نمبر پانچ نے کہا۔
"ہاں ——— تم بھی بولو ——— تم کافی دیر سے خاموش بیٹھے ہو" چیف باس نے کہا۔
"باس ——— حلقہ موت کے پاس سینکڑوں کی تعداد میں قاتل۔ بین الاقوامی شہرت کی مالک مجرم تنظیموں کے علاوہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے لاکھوں یہودی ہیں جو حلقہ موت کے ایک اشارے پر پوری دنیا کو تہس نہس کر سکتے ہیں ——— ان سب باتوں کے باوجود صرف ایک آدمی کے متعلق ہیڈ کوارٹر کی اس قدر تشویش کچھ سمجھ میں نہیں آتی ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ایک سرکلر جاری کر دیں۔ اسی علی عمران کے فوٹو پوری دنیا میں پھیلا دیں۔ تمام قاتلوں کو اس کے پیچھے لگا دیں ——— تمام مجرم تنظیموں کو اس کے قتل پر مامور کر دیں۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تمام یہودیوں کو اس کے قتل کا حکم دے دیں ——— مجھے یقین ہے کہ یہ علی عمران چاہے کس قدر بھی عیار ذہین اور خطرناک کیوں نہ ہو چند سانسوں سے زیادہ نہ لے سکے گا" ——— نمبر پانچ نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔
"اسی بات کو طے کرنے کے لئے تو یہ میٹنگ بلائی گئی ہے لیکن تمہاری تجویز قابل عمل نہیں ہے ——— اس طرح ایک آدمی کے بارے میں ہدایات دینے سے ہیڈ کوارٹر کا رعب ختم ہو جائے گا۔ اور سب یہ سمجھنے لگیں گے کہ ہیڈ کوارٹر ایک آدمی کے سامنے بے بس ہو کر رہ گیا ہے ——— اور ہم یہ تاثر نہیں دینا چاہتے"

چیف باس نے کہا۔

"جناب ـــــ پھر آپ ایسا کریں کہ مجھے حکم دے دیں۔ پھر دیکھیں کہ علی عمران کس طرح فنا ہوتا ہے۔ میں اس پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑوں گا" ـــــ نمبر دو نے کہا۔

"نہیں ـــــ ہیڈ کوارٹر کا کوئی چیف ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس طرح خطرات بڑھ بھی سکتے ہیں" ـــــ چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر آپ کے ذہن میں کیا حل ہے ـــــ اگر عمران صحرائے اعظم کی طرف جانے کی بجائے ادھر آ گیا" ـــــ نمبر چار نے کہا۔

"میں نے اس کا ایک اور حل سوچا ہے۔ ایک سادہ اور آسان حل ـــــ عمران چاہے صحرائے اعظم کی طرف جائے یا ہماری طرف آئے۔ وہ بہر حال کسی جہاز میں سوار ہو کر ہی آئے گا۔ اگر اس جہاز کو اڑا دیا جائے ـــــ فضا میں ہی ختم کر دیا جائے تو کیسا رہے گا" ـــــ چیف باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس ـــــ اس جہاز کا پتہ کیسے چلے گا"

دو بوڑھوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"اس کا بندوبست ہو جائے گا۔ پاکیشیا سے نکلنے والے ہر جہاز کو ایسی فوٹو ریز سے چیک کیا جائے گا کہ اس میں موجود افراد میک اپ کے باوجود اصل شکل میں سامنے آ جائیں گے ـــــ اور جیسے ہی کسی جہاز میں عمران کی شکل نظر آئی۔ راستے میں موجود خفیہ اڈوں سے میزائل اس کی تباہی کے لئے فضا میں اڑ پڑیں گے"



چیف باس نے کہا۔

"لیکن باس ـــــ ایسا نہ ہو کہ کوئی فوجی جھگڑا شروع ہو جائے۔ اور دوسری بات یہ کہ ضروری نہیں کہ عمران اور اس کی ٹیم ہوائی جہاز سے ہی ملک سے باہر نکلے ـــــ وہ ٹرین کے ذریعے۔ سمندری جہاز کے ذریعے ـــــ کاروں کے ذریعے یا پیدل سیاحوں کے روپ میں بھی نکل سکتے ہیں۔ ہم کس کس چیز پہ پہرہ دیں گے" ایک بوڑھے نے کہا۔

"تمہاری بات واقعی سوچنے والی ہے" ـــــ چیف باس نے بات میں وزن محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ میرے خیال میں ہمیں پاکیشیا میں ہی کوئی زبردست ٹیم بھیجنی چاہیئے۔ وہ اسے وہیں ختم کر دے۔ یہ کام سب سے آسان رہے گا" ـــــ ایک اور باس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کام تو ہم پہلے بھی کر چکے ہیں اور ناکام ہو چکے ہیں" چیف باس نے کہا۔

"باس ـــــ پہلے ہم نے صرف چند افراد بھیجے جن کے پاس کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کوئی پلاننگ نہ تھی۔ نہ وہ کسی کو رپورٹ دینے کے پابند تھے۔ نہ انہیں کوئی گائیڈ کرنے والا تھا۔ اگر ہم ایسی تنظیم بھیجیں جو بہت زیادہ وسائل رکھتی ہو ـــــ وہ خاص منصوبہ بندی کے تحت کام کرے۔ اسے ساتھ ساتھ کنٹرول کیا جائے تو یہ کام اتنا مشکل بھی نہیں جتنا سمجھا جا رہا ہے"

نمبر تین نے کہا۔

"اوہ باس ــــ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ اگر عمران اس تنظیم کے ہاتھ نہ آئے اور وہاں سے باہر نکلے تو وہ ٹیم اس کا پیچھا کرتی جائے اس پر مسلسل وار کرتی رہے ــــ اس طرح راستے میں جہاں جہاں سے عمران اور اس کی ٹیم گزرے گی ہماری مختلف تنظیمیں اس کا راستہ روکتی رہیں گی اس پر وار کرتی رہیں گی ــــ آخر وہ انسان ہے۔ کہیں نہ کہیں تو اس کا خاتمہ ہو ہی جائے گا"

نمبر چار نے کہا۔

"گڈ ــــ یہ واقعی اچھا اور مکمل طریقہ ہے۔ اس طرح عمران کی تمام تر کارگزاری براہِ راست ہماری نظروں میں رہے گی اور ہم اس خطرے کا سدِباب کر لیں گے ــــ ٹھیک ہے ــــ اب میرا فیصلہ سن لو۔ نمبر دو میں تمہیں یہ مشن سونپتا ہوں۔ تم اپنی مرضی کی کوئی تنظیم تیار کر کے پاکیشیا فوری طور پر بھیج دو ــــ لیکن تم نے اسے یہیں سے کنٹرول کرنا ہے۔ ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں جانا۔ اگر عمران اور اس کی ٹیم پاکیشیا سے نکل آنے میں کامیاب ہو جائے ــــ تو پھر وہ جس جس چیف کے علاقے میں سے گزرے گی۔ وہی کمینڈ چیف اس کے خاتمے کے لئے اپنی اپنی تنظیمیں اپنے اپنے پروگرام کے مطابق عمل میں لائے گا ــــ اور اس سارے مشن کو میں خود مجموعی طور پر کنٹرول کروں گا۔ اور ہدایات دوں گا" ــــ چیف باس نے کہا۔

"آپ کا فیصلہ درست ہے چیف باس" ــــ سب بوڑھوں



نے سر ہلاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نمبر دو ــــ تم ایک گھنٹے بعد میرے کمرہ خاص میں حاضر ہونا اور اپنی مکمل پلاننگ لے کر آنا" ــــ چیف باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور تمام بوڑھے بھی اس کے اٹھتے ہی اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے سامنے جھک گئے ــــ چیف باس سر ہلاتا ہوا واپس اسی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے دیوار کے قریب پہنچتے ہی اس میں پہلے جیسا خلا پیدا ہوا۔ اور چیف باس اس خلا میں غائب ہو گیا۔

"میں [illegible] باہر جا سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سرسلطان کے دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ اندر داخل ہو کر باہر جانے کا کیا مطلب"

سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے چند لمحے کہے تھے ۔۔۔ وہ تو اجازت لینے میں ہی گزر جانے تھے اور گزر بھی چکے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے جاؤ" ۔۔۔ سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہوئی ۔۔۔ میں بھی کہوں کہ آدمی بوڑھا ہونے کے بعد کنجوس کیوں ہو جاتا ہے۔ نہ چائے نہ پیسٹری نہ خاطر نہ خدمت سوکھے



منہ کہہ دیا جاؤ ۔۔۔ کم از کم پٹرول کے پیسے ہی دے دیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں بٹیرا مسئلہ چھوڑ کر آیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔

"بٹیرا مسئلہ ۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں نے سلیمان سے پوچھی تھی جس کے لئے مجھے ہمسائے کی شادی شدہ بیٹی کی خصوصیات سننی پڑی تھیں" عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ بہرحال یہ کاغذ دیکھو" سرسلطان نے دراز کھول کر اس میں سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کاغذ مسئلہ ۔۔۔ بس ہماری قسمت میں یہی کاغذ لکھے رہ گئے ہیں بٹیرے نہیں" ۔۔۔ عمران نے کاغذ کو کھولتے ہوئے کہا۔ اور سرسلطان مسکرا دیئے۔

عمران نے کاغذ کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ کاغذ پڑھتا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات گہرے ہوتے جا رہے تھے ۔۔۔ سرسلطان خاموش بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔

"حیرت انگیز اطلاع ہے" ۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ انتہائی خفیہ طریقے سے یہ اطلاع حکومت کیام کو

تھی ہے۔ اور چونکہ گیامم اس کانفرنس کا صدر تھا جہاں جیوش آرگنائزیشن کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ ہوا تھا ۔۔۔ اس لئے انہوں نے یہ اطلاعات تمام اسلامی ممالک کو سپلائی کر دی ہیں۔ ہمیں یہ اطلاع حکومت گیامم کے ایک خاص ایلچی نے پہنچائی ہیں۔ سرسلطان نے کہا۔

"ان اطلاعات کے مطابق تو جیوش آرگنائزیشن جسے حلقہ موت بھی کہتے ہیں کا خفیہ ہیڈ کوارٹر صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں واقع ہے ۔۔۔ اور صحرائے اعظم کا شمالی حصہ ہی سب سے زیادہ دشوار گزار اور خوفناک ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ایسی تنظیمیں ایسے ہی علاقوں میں ہیڈ کوارٹر بناتی ہیں" سرسلطان نے کہا۔

"لیکن جو نقشہ سامنے آیا ہے۔ اس کے مطابق تو یہ ہیڈ کوارٹر میڈیٹرن سی کا علاقہ بنتا ہے ۔۔۔ صحرائے اعظم اور میڈیٹرن سی میں بڑا فرق ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں فرق تو بہت ہے ۔۔۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں نقشہ سمجھنے میں غلطی لگی ہو۔ بہرحال یہ اطلاع تو مصدقہ لگتی ہے۔ کیونکہ گیامم کے خفیہ سیارے نے جو تصاویر بھیجی ہیں۔ وہ اسی علاقے کی ہیں" ۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اس لحاظ سے تو یہی علاقہ ہونا چاہئے۔ تصاویر کی تفصیل بھی اس میں درج ہے۔ بہرحال میں مزید چیک کر لوں گا"



عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اب اس مشترکہ ٹیم کے بارے میں گیامم کو کیا جواب دینا ہے ۔۔۔ شکلنت بھی کئی بار پوچھ چکے ہیں" ۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"لیکن جناب ۔۔۔ آپ تو جانتے ہیں میں مشترکہ ٹیم کے چکر میں نہیں پڑا کرتا۔ وہاں باتیں زیادہ ہوتی ہیں کام نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ انہیں جواب دے دیں کہ ہم اپنے طور پر کام کریں گے" ۔۔۔ عمران نے دو ٹوک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران بیٹے ۔۔۔ ملکی تعلقات کی بنا پر ہم اس طرح کا جواب نہیں دے سکتے۔ ہمیں ٹیم میں کسی نہ کسی صورت میں حصہ تو لینا ہی پڑے گا ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ دو تین ایجنٹ بھیج دو" سرسلطان نے کہا۔

"میرے پاس سینکڑوں ایجنٹ تو نہیں ہیں کہ ان میں سے دو تین بھیج دوں ۔۔۔ لے دے کے چند آدمی ہیں۔ اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک وقار ہے۔ اگر میں کسی عام سے آدمی کو بھیج دوں تو یہ وقار بھی خراب ہو سکتا ہے ۔۔۔ اور کام کے آدمی کو میں بھیج نہیں سکتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"طاہر کو بھیج دو ۔۔۔ وہ تو سمجھدار ہے" ۔۔۔ سرسلطان نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"اگر ایکسٹو چلا گیا تو باقی کیا رہ جائے گا اور اس دوران یہاں پیچھے کوئی مسئلہ کھڑا ہو گیا تو اسے کون نمٹائے گا" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن خانہ پُری کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا"۔
سر سلطان اپنے خارجہ تعلقات کی نزاکت کی وجہ سے بضد تھے۔

"تو ٹھیک ہے ——— میں سلیمان کو بھیج دیتا ہوں"۔
عمران نے کہا۔ اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"سلیمان ——— تمہارا باورچی ——— وہ کیا اس ٹیم کا کھانا بنائے گا"۔ ——— سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں اور طاہر ایکسٹو ہیں تو سلیمان ایکس ون ہے۔ آپ اسے نہیں جانتے ——— آپ کو معلوم ہے کہ صدر مملکت میرے فلیٹ میں آئے تھے ایکسٹو سے ملاقات کے لئے"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ——— اچھی طرح یاد ہے۔ وہ ایکسٹو کی ذہانت سے بے حد متاثر تھے"۔ ——— سر سلطان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ جس ایکس ٹو کی ذہانت کے گن گا رہے تھے۔ وہ سلیمان ہی تھا"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سلیمان ——— اب تم میرے ساتھ مذاق کرو گے"۔
سر سلطان نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں ——— مذاق نہیں کر رہا"۔ ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— سلیمان ——— کمال ہے ——— سلیمان نے کس طرح صدر مملکت کو سنبھال لیا۔ مجھے تو واقعی یقین نہیں آ رہا"۔



سر سلطان کی آنکھوں میں واقعی ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔

"جو مجھ جیسے آدمی کو مونگ کی دال کھلا کھلا کر اب تک سنبھالے آ رہا ہے۔ اس کے سامنے صدر مملکت کیا حیثیت رکھتے ہیں"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان ہنس پڑے۔

"اگر واقعی ایسی بات ہے تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں ——— بھیج دو سلیمان کو سیکرٹ سروس کا نمائندہ بنا کر ——— بس یہ دیکھ لینا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مذاق نہ اڑے"۔ ——— سر سلطان نے کہا۔

"لیکن سلیمان باتیں تو کر لیتا ہے لیکن کام شاید نہ کر سکے۔ پھر ایسا ہے کہ میں چوہان اور صدیقی کو بھیج دیتا ہوں ——— ہو سکتا ہے وہاں کوئی ایسی بات سامنے آ جائے جو ہمارے لئے بھی مفید ثابت ہو۔ اس طرح ہمارا رابطہ تو رہے گا"۔ ——— عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور سر سلطان کا چہرہ کھل اٹھا۔

"یہ ٹھیک رہے گا"۔ ——— سر سلطان نے کہا۔

"او کے ——— میں طاہر سے کہہ دیتا ہوں وہ ان دونوں کو تیار کر دے گا۔ باقی تفصیلات آپ اس سے طے کر لینا کہ انہوں نے کب جانا ہے اور کہاں جانا ہے"۔ ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہارا اپنا پروگرام کیا ہے"۔ ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"میں اب فارغ ہو گیا ہوں۔ اب حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی خود میرے لئے مجبوری بن گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجبوری اور تمہارے لئے۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ مجھے تفصیل بتاؤ"۔۔۔ سر سلطان نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں کرنل فریدی سے نقشہ لے آیا تھا۔ اور پھر میں نے یہاں حلقہ موت کی شاخ کا بھی خاتمہ کر دیا۔۔۔ اس طرح میں حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کی نظروں میں آگیا اور انہوں نے میری موت کا پروانہ جاری کر دیا۔ اس کے چار قاتل یہاں آئے جو بیچارے خود قتل ہو گئے۔۔۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ حلقہ موت کیسی تنظیم ہے۔ وہ چار آدمیوں کو بھیج کر مطمئن نہیں ہو گی بلکہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ان کے آدمی اس وقت تک میرا پیچھا کرتے رہیں گے۔۔۔ جب تک وہ مجھے مار نہیں ڈالتے اور میں مسلسل خوف اور خطرے کی زد میں رہ نہیں سکتا۔ اس لئے اب دو ہی صورتیں باقی رہ گئی ہیں یا تو یہ پوری تنظیم ہی ختم ہو جائے یا پھر میں ختم ہو جاؤں۔۔۔ یہی بات میں نے کرنل فریدی سے کہی تھی اور اسی لئے میں نے آپ سے کہا تھا کہ اس سلسلے میں مجھے باقاعدہ ٹیم لے کر جانے کی اجازت دی جائے"۔۔۔ عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"اوہ واقعی۔۔۔ یہ تو انتہائی خطرناک صورت حال ہے"۔ سر سلطان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ انہیں اب حالات کی سنگینی کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا۔



"اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا جائے۔ اس طرح اس تنظیم پر اتنی کاری ضرب لگائی جا سکتی ہے کہ پھر یہ دس بیس سال تک نہ سنبھل سکے گی۔۔۔ ورنہ اس کے قاتل اور اس کی تنظیمیں یہاں آتی رہیں گی۔ میں کب تک اندھیرے کے تیروں سے بچ سکوں گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تم ضرور ان کا خاتمہ کرو حکومت کی طرف سے تمہیں ہر قسم کا تعاون ملے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے"۔۔۔ سر سلطان نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ایک کام کر ہی دیجئے"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا"۔۔۔ سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر یہیں پاکیشیا میں منگوا لیں۔ کم از کم حکومت خرچے سے تو بچ جائے گی"۔۔۔ عمران نے کہا اور سر سلطان شرمندہ سی ہنسی ہنس دیئے۔

"خرچے کی بات نہیں عمران بیٹے۔۔۔ حکومت کسی نہ کسی نظم و ضبط کی پابند ہوتی ہے۔ اس لئے بعض اوقات مجبوری آن پڑتی ہے"۔ سر سلطان نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجبوری و معذوری۔۔۔ ان دو لفظوں کے معنی میں قبر میں جا کر دیکھوں گا۔ یہاں دنیا میں رہتے ہوئے مجبوری و معذوری کے الفاظ بے معنی ہوتے ہیں۔۔۔ اس لئے اگر آپ میری ذات پر احسان کرنے کے لئے کوئی تعاون کرنا چاہتے ہیں تو قطعاً نہ کیجئے"۔

عمران کا لہجہ قطعاً سنجیدہ تھا۔

"ارے تم خواہ مخواہ اس قدر سنجیدہ ہو گئے ۔۔۔ تمہاری ذات پورے ملک کی ذات ہے۔ تم نے اپنے آپ کو ملک سے الگ کب سمجھنا شروع کر دیا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے ناراض ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

"لیکن آئین میں تو ملک کی ذات کہیں نہیں لکھی۔ البتہ مذہب لکھا ہوا ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ۔۔۔ مجھے معلوم ہے تم کیوں ناراض ہو رہے ہو۔ صدر مملکت کا خیال صرف اتنا تھا کہ اگر سارے اسلامی ممالک مل کر ٹیم کی صورت میں کام کریں تو بین الاقوامی تعلقات کو تقویت ملے گی ۔۔۔ لیکن اب جو صورت حال تم نے بتائی ہے۔ ایسی صورت میں پورا ملک ہر لحاظ سے تمہارے ساتھ ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ اتنے بڑے ملک کو میں کہاں ساتھ گھسیٹتا پھروں گا۔ مجھ سے پہلے ہی جوانا۔ جوزف اور سلیمان کے خرچے پورے نہیں ہوتے" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور سر سلطان بھی اس کا موڈ دوبارہ خوشگوار ہوتے دیکھ کر مطمئن انداز میں ہنس دیئے۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ حلقہ موت کا حلقہ اب ان کے گرد تنگ ہو جائے گا اور بالآخر حلقہ تنگ ہوتے ہوتے موت بن جائے گا"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ ہلاتا ہوا واپس دروازے کی طرف مڑ گیا ۔۔۔ سر سلطان بڑی عقیدت مندانہ نظروں سے



اُسے جاتا دیکھتے رہے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ جس ملک میں ایسے خوددار افراد موجود ہوں اس ملک کی طرف کون ٹیڑھی نظروں سے دیکھنے کی جرأت کر سکتا ہے۔

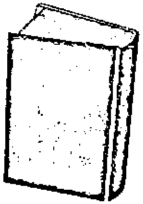

ڈاکٹر صدیقی اپنے خاص کمرے میں میز پر حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کا نقشہ پھیلائے بیٹھے تھے ۔۔۔ لمبی چوڑی میز پر بے شمار کتابیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایک ٹیبل لیمپ کی تیز روشنی نقشے کے اوپر پڑ رہی تھی ۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نقشے میں ڈوبا ہوا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی چونک پڑا۔ دروازے پر ٹومی کھڑا ہوا تھا۔

"باس ۔۔۔ پرنس آئے ہیں" ۔۔۔ ٹومی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پرنس ۔۔۔ اوہ اچھا ۔۔۔ یہیں بلا لو انہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی

نے کہا۔

"چھوٹے مالک بھی ساتھ ہیں" ـــ ٹومی نے دوبارہ کہا۔

"چھوٹا مالک ـــ کیا مطلب ـــ طاہر آیا ہے ـــ میرا بیٹا"

ڈاکٹر صدیقی طاہر کا نام سنتے ہی چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یس باس ـــ وہ دونوں اکٹھے ہی آئے ہیں۔ چھوٹے مالک نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کو اطلاع دوں ـــ اس دوران وہ پرنس کو حویلی کی سیر کرا دیں" ـــ ٹومی نے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ـــ ٹھیک ہے ـــ میں خود آتا ہوں"

ڈاکٹر صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ٹیبل لیمپ بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا ـــ ٹومی ایک طرف ہٹ گیا۔ ڈاکٹر صدیقی نے کمرے کو لاک کیا اور پھر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی انہیں بلیک زیرو سامنے صوفے پر بیٹھا نظر آیا۔

"طاہر ـــ طاہر بیٹے" ـــ ڈاکٹر صدیقی بے اختیار دونوں بازو کھول کر بلیک زیرو کی طرف بڑھے۔

"ڈیڈی" ـــ طاہر نے بھی بے اختیار ہو کر کہا۔ اور وہ ڈاکٹر صدیقی کے سینے سے لگ گیا۔

"تم کتنے سالوں کے بعد آ رہے ہو۔ تمہیں اپنے باپ کی بھی تو پرواہ کرنی چاہیئے" ـــ ڈاکٹر صدیقی نے اسے سینے سے چمٹائے ہوئے گلوگیر لہجے میں کہا۔



"باپ کی پرواہ تو خلف الرشید قسم کے بیٹے کرتے ہیں۔ آپ نے اس کا نام خلف الرشید رکھ دینا تھا" ـــ عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور ڈاکٹر صدیقی نے ایک جھٹکے سے طاہر کو علیحدہ کیا۔ اور پھر مسکراتے ہوئے عمران کی طرف بڑھے۔

"واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ـــ نام مجھے یہی رکھنا چاہیئے تھا"

ڈاکٹر صدیقی نے عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"اب رکھ دیں ـــ نام کی تبدیلی کا اشتہار تو اخبار میں سستا چھپ جاتا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر صدیقی ہنس پڑے۔

اسی لمحے ٹومی ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ جس پر چائے کے ساتھ ساتھ مختلف اقسام کے لوازمات موجود تھے۔

"واہ ـــ ایسی ایسی خاطریں ہوں پھر بھی طاہر اگر خلف الرشید نہ بن سکے تو حیرت ہے۔ ایک ہم ہیں کہ قبلہ والد صاحب کے سامنے پہنچے نہیں اور انہوں نے بوٹ کے تسمے کھولے نہیں" ـــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو اور ڈاکٹر صدیقی دونوں ہنس پڑے۔

"پھر تو سر رحمان سے بھی غلطی ہو گئی ـــ انہیں بھی نام خلف الرشید رکھنا چاہیئے تھا" ـــ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور عمران ان کے خوبصورت طنز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کہیں آپ انہیں مشورہ نہ دے دیجئے گا" ـــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور ڈاکٹر صدیقی مسکرا دیئے۔

"ارے نہیں ـــ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنے نام کے ساتھ رحمان کا اضافہ کر لوں۔ تاکہ میرے بجائے ایک کے دو بیٹے ہو جائیں" ڈاکٹر صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات طاہر کے سامنے کہہ رہے ہیں۔ یہ بے چارہ پوری حویلی کی آس لگائے بیٹھا ہے آپ اُسے آدھا کرنا چاہتے ہیں" عمران نے کہا۔

"میں پوری حویلی آپ کے نام کرنے کو تیار ہوں" ـــ طاہر نے پہلی بار زبان کھولی اور ڈاکٹر صدیقی کا چہرہ اپنے بیٹے کی اس بات پر کھل اٹھا۔

"اچھا ڈاکٹر صاحب ـــ آپ اس نقشے کے متعلق کہاں تک پہنچے" ـــ عمران نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"کیا طاہر کے سامنے بات ہو سکتی ہے۔ میں تو اسی لئے خاموش تھا" ـــ ڈاکٹر صدیقی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور عمران ڈاکٹر صدیقی کی اس اصول پسندی پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔

"یہ میرا باس ہے ـــ ڈاکٹر صاحب" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر صدیقی حیرت بھرے انداز میں چونک پڑے۔

"طاہر تمہارا باس ہے ـــ کیا مطلب" ـــ ڈاکٹر صدیقی نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"یہ مذاق کر رہے ہیں ڈیڈی ـــ ہم دونوں اکٹھے ہی سیکرٹ سروس



میں کام کرتے ہیں ـــ بس" ـــ طاہر نے فوراً ہی بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو یہ تمہارا آپس کا مسئلہ ہے ـــ اگر ایسی بات ہے تو پھر میرے کمرے میں چلو۔ وہاں نقشے کے متعلق بات کرتے ہیں" ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے ـــ اس دوران وہ چائے پی چکے تھے۔

"ٹومی ـــ تم خیال رکھنا ـــ کوئی مداخلت نہ ہو" ڈاکٹر صدیقی نے ایک طرف کھڑے ٹومی سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹومی نے سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر صدیقی۔ طاہر اور عمران کو لئے اپنے کمرے میں آ گئے۔ انہوں نے میز کے گرد پڑی ہوئی کرسیوں پر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ کر ٹیبل لیمپ دوبارہ جلا دیا۔

"اس نقشے نے مجھے زبردست الجھن میں ڈالا ہوا ہے۔ میڈیٹرن سی والے آئیڈیے پر جب میں نے تحقیقات کی تو ایسے شواہد سامنے آئے ہیں کہ وہ کسی صورت نہیں بن سکتا ـــ کیونکہ دیگر علامات اس سچویشن پر فٹ نہیں آتیں" ـــ ڈاکٹر صدیقی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے ـــ ذرا تفصیل بتائیں" ـــ عمران نے پوچھا۔

"دیکھو یہ ستون اور اس کے اوپر مثلث جو اس کونے میں ہے۔ اگر اسے مد نظر رکھا جائے تو یہ نقشہ کسی ایسی جگہ کا بنتا ہے جہاں کوئی اونچا پہاڑ ہو ـــ اور اس پہاڑ کی چوٹی کے اوپر کوئی عمارت ہو۔

"جب کہ میڈیٹرن سی کے ارد گرد کوئی وسیع پہاڑ نہیں ہے"۔
ڈاکٹر صدیقی نے نقشے کے ایک کونے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ پہاڑ کی بجائے ریت کا بڑا ٹیلا بھی تو ہو سکتا ہے"۔
عمران نے کہا۔

"ریت کا ٹیلا ۔۔۔ لیکن میڈیٹرن سی میں ریت کا ٹیلا کہاں سے آ گیا"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"جسے ہم میڈیٹرن سی سمجھ رہے ہیں اگر اسے صحرائے اعظم سمجھ لیا جائے تو پھر کیا نتیجہ نکلے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"صحرائے اعظم ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ یہ بھی آئیڈیا ہو سکتا ہے"۔
ڈاکٹر صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ نقشے پر جھک گئے ان کی تیز نظریں بڑے گہرے انداز میں نقشے کا مجموعی جائزہ لے رہی تھیں۔

"نہیں ۔۔۔ یہ ناممکن ہے ۔۔۔ صحرائے اعظم ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ صحرائے اعظم کا نقشہ ہے تو پھر یہ مین پوائنٹ جو کہ محراب کی صورت میں ہے کسی صورت فٹ نہیں ہوتا ۔۔۔ محراب کا مطلب متفقہ طور پر ایسا علاقہ ہے جہاں ٹھوس جگہ ہو"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"ٹھوس جگہ ۔۔۔ محراب ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ لیکن یہ تو علم ہندسہ کے تحت اصطلاح استعمال کی جاتی ہے"۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ علم ہندسہ کی ہی تو بات کر رہا ہوں۔ قدیم زمانے میں



تو محراب استعمال ہی نہیں ہوتی تھی۔ یہ اصطلاح پہلی بار مسلمان علم ہندسہ کے ماہرین نے ایجاد کی تھی۔ اور آج کل انجینئرنگ میں اسے عام استعمال کیا جاتا ہے"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"انجینئرنگ میں ۔۔۔ ارے ہاں ۔۔۔ واقعی اس پہلو پر تو میرا ذہن ہی نہیں گیا۔ یہ نقشہ جس آدمی سے ملا ہے وہ انجینئر تھا۔ یا انجینئروں کے ساتھ تھا ۔۔۔ بہرحال اس کا تعلق انجینئرنگ سے لازمی تھا۔ کیونکہ وہ ایک کان کے سلسلے میں ساگالینڈ آئے تھے"۔
عمران نے اٹھ کر نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"انجینئر"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور وہ بھی نقشے پر جھک گئے۔ طاہر ایک طرف خاموش بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"ارے عمران بیٹے ۔۔۔ اس پہلو سے تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جاتا ہے ۔۔۔ اوہ اوہ واقعی ۔۔۔ یہ ایسا ہی ہے۔ خواہ مخواہ ہم دماغ تھکاتے رہے۔ اور قدیم اشاراتی زبانوں کی اصطلاحات میں گھرتے رہے"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی کا چہرہ مسرت کی یلغار سے سرخ پڑ گیا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہوں نے کوئی بہت بڑا قلعہ فتح کر لیا ہو۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا ہوا"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ٹھہرو ۔۔۔ میں ابھی بتاتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ایک طرف پڑا ہوا خالی کاغذ اٹھا کر نقشے کے سامنے رکھا۔ اور پھر ان کا قلم تیزی سے اس کاغذ پر حرکت کرنے لگا ۔۔۔ وہ مختلف

تشکلیں بنا رہے تھے۔ جن میں عمارتیں۔ سڑکیں۔ سرنگیں۔ کمرے اور چھوٹے ہال اور اسی انداز کی شکلیں تھیں ــــ عمران غور سے ان اشکال کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے جیسے ڈاکٹر صدیقی کا قلم چل رہا تھا ویسے ویسے عمران کی آنکھوں میں چمک بھی بڑھتی جا رہی تھی۔

" یہ ہے اس نقشے کی حقیقت " ــــ ڈاکٹر صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے قلم ایک طرف رکھ دیا۔

" یہ تو ایک پورے شہر کا نقشہ ہے " ــــ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" ہاں ــ بالکل پورا شہر ہے۔ بہت بڑا شہر ــــ میرا آئیڈیا ہے کہ یہ شہر وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا ہے " ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

" لیکن ڈاکٹر صاحب ــــ اس نقشے میں ایک کمی ہے۔ اس شہر کا کوئی مین راستہ نہیں ہے۔ اندر جانے کا یا باہر آنے کا" عمران نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" راستہ ــ ہاں ــــ راستہ تو ہونا چاہیے۔ راستے کے بغیر شہر کا کیا مطلب " ــــ ڈاکٹر صدیقی نے چونک کر کہا اور ایک بار پھر نقشے پر جھک گئے۔ وہ کافی دیر تک مختلف زاویوں سے نقشے کو دیکھتے رہے ــــ ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات امڈ آئے تھے۔

" واقعی ــــ اس شہر کا کوئی راستہ نہ ہی ظاہر کیا گیا ہے اور نہ ہی اس نقشے کے مطابق بنتا ہے ــــ لیکن بغیر راستے کے شہر



کا کیا مطلب ــــ اندرونی سڑکیں تو موجود ہیں لیکن یہ سب کسی عمارت سے نکلتی ہیں اور کسی عمارت میں غائب ہو جاتی ہیں " ڈاکٹر صدیقی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ شہر زیر زمین بنایا گیا ہو۔ یا پھر سمندر کے نیچے بنایا گیا ہو " ــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" سمندر کے اندر ــــ نہیں ــــ اتنا بڑا شہر سمندر کے اندر بنانا ناممکن ہے۔ اور اگر بنا ہوتا تو لازماً دنیا کو اس کا علم ہوتا۔ ابھی ہماری انجینئرنگ اس کمال تک نہیں پہنچی کہ سمندر کی تہہ میں اتنا بڑا شہر بنا لیا جائے ــــ البتہ زیر زمین ہو سکتا ہے۔ لیکن زیر زمین ہونے کی صورت میں کوئی نہ کوئی راستہ اوپر سے اندر جاتے ضرور دکھایا جاتا " ــــ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

" یہ ضروری نہیں کہ راستہ بنایا جائے ــــ ہو سکتا ہے یہ صرف اندر کا نقشہ ہو۔ راستہ دکھانا مقصود ہی نہ ہو " ــــ عمران نے کہا۔

" ہاں ــــ ایسا بھی ہو سکتا ہے " ــــ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

" یہ بات تو پھر بھی طے نہ ہوئی کہ یہ شہر کہاں واقع ہے۔ دنیا کے کس خطے میں کس جگہ " ــــ طاہر نے پہلی بار تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں ــــ اس نقشے سے واقعی یہ وضاحت نہیں ہو سکتی " ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر اس نقشے کے

باوجود بھی خفیہ ہے۔ اب پوری دنیا کی زمین یا سمندر کی تہیں تو نہیں کھنگالی جاسکتیں ــــ البتہ اس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ حکومت گیام کی اطلاع درست ہو۔ یہ شہر صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں زیر زمین واقع ہو" ــــ عمران نے کہا۔

"حکومت گیام کی اطلاع ــــ کیا مطلب" ــــ ڈاکٹر صدیقی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"حکومت گیام کے ایک خفیہ سیارے نے ایسی تصاویر کھینچی ہیں جن سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں ہے ــــ انہوں نے ہمیں یہ اطلاع بھیجی ہے" عمران نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر ڈاکٹر صدیقی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر صدیقی نے کاغذ کو پڑھنا شروع کر دیا۔

"اطلاع سے تو یہی معلوم ہوتا ہے" ــــ ڈاکٹر صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ واپس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب ــــ آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی اس نقشے کو حل کر کے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ باقی میں خود معلوم کر لوں گا کہ یہ کہاں واقع ہے۔ کم از کم اندرونی صورت حال تو سامنے آ گئی" ــــ عمران نے کہا۔

"یہ سب کچھ تو تمہارے اسی کلیو سے ممکن ہوا کہ نقشہ بنانے والے کا تعلق انجینئرنگ سے تھا ــــ ورنہ تو شاید میں ساری عمر سر کھپاتا رہتا تو یہ نقشہ حل نہ ہوتا" ــــ ڈاکٹر صدیقی نے نقشہ



اور اس کا حل شدہ کاغذ تہہ کر کے عمران کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب اجازت دیجئے" ــــ عمران نے کاغذات جیب میں رکھتے ہوئے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ طاہر بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ابھی کہاں ــــ کھانا کھاؤ ــــ ایک دو روز میرے پاس ٹھہرو" ــــ ڈاکٹر صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی ــــ اس وقت تو اہم کام سرانجام دینے ہیں۔ میں پھر آؤں گا" ــــ طاہر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"جب بھی آتے ہو یہی کہتے ہو" ــــ ڈاکٹر صدیقی نے گلہ کرتے ہوئے کہا۔

"اب ضرور آؤں گا" ــــ طاہر نے وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں ڈاکٹر صدیقی سے اجازت لے کر ٹومی کی رہنمائی میں حویلی کے پھاٹک کی طرف روانہ ہو گئے ــــ عمران کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں مصروف ہے۔ شاید اسی نقشے کے متعلق ہی اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔

سیاہ رنگ کی کار اندھیرے میں دوڑتی ہوئی ایک سنسان اور تاریک سڑک پر بڑھی جا رہی تھی ـــــ اس کی ہیڈ لائٹس بند تھیں اور وہ اردگرد پھیلے ہوئے اندھیرے کا ایک حصہ معلوم ہو رہی تھی۔ سڑک کے دونوں اطراف میں گھنے درختوں کا ایک طویل سلسلہ موجود تھا ـــــ جس نے تاریکی کو اور زیادہ گہرا کر دیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں ونڈ سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جب کہ ساتھ والی سیٹ پر ایک قوی الجثہ آدمی موجود تھا۔ پچھلی سیٹ خالی پڑی ہوئی تھی۔

کافی دور جا کر نوجوان نے کار کو آہستہ کر کے ایک سائیڈ روڈ پر موڑ دیا۔ اور پھر اس کی رفتار بڑھا دی ـــــ لیکن اس نے ہیڈ لائٹس ویسے ہی بند کر رکھی تھیں۔ اس کے کار چلانے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ راستہ اس کا دیکھا بھالا ہوا ہے۔



کچے راستے کا اختتام ایک کافی بڑی فارم نما عمارت کے گیٹ پر جا کر ہوا تو نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر تین بار وقفے وقفے سے ہیڈ لائٹس جلا کر بجھا دیں۔

دوسرے لمحے پھاٹک کھل گیا۔ اور نوجوان نے کار آگے بڑھا دی۔ پھاٹک کے درمیان میں ایک سیاہ پوش کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی ـــــ اس نے مکمل طور پر سیاہ لباس پہنا ہوا تھا۔ عمارت بھی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ نوجوان نے کار اس آدمی کے قریب جا کر روک دی۔

"پاس ورڈ" ـــــ مشین گن بردار نوجوان نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔

"حلقہ موت" ـــــ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ـــــ نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ نوجوان کار اندر عمارت میں لیتا گیا۔ عمارت کے پورچ نما برآمدے میں جا کر اس نے کار روک دی ـــــ اور وہ قوی الجثہ آدمی کار سے باہر آ گیا۔

"آئیے جناب" ـــــ برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے سے ایک اور مسلح آدمی نے باہر آتے ہوئے اس قوی الجثہ آدمی سے مخاطب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا ـــــ اور قوی الجثہ آدمی نے سر ہلا دیا۔ اس کے بعد وہ اس آدمی کی رہنمائی میں چلتا ہوا تاریکی میں ڈوبی عمارت میں داخل ہو گیا ـــــ ایک کمرے میں داخل ہو کر مسلح

آدمی نے دروازہ بند کیا اور پھر چٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرے میں روشنی پھیل گئی۔

"آیئے" ——— مسلح آدمی نے ایک دیوار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور اس نے دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو دیوار ایک طرف ہٹ گئی۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں اور قوی الجثہ آدمی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ایک دروازے پر پہنچ گیا ——— اُسے لے آنے والا اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر مسلح شخص نے آگے بڑھ کر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کون ہے" ——— دروازے کی سائیڈ پر لگے ہوئے ایک سپیکر نما آلے سے ایک بھاری آواز گونجی۔

"نمبر تھری حاضر ہوں باس ——— مہمان آ گئے ہیں" مسلح شخص نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ جب کہ وہ قوی الجثہ ویسے ہی خاموش کھڑا رہا۔

"سب او۔ کے ہے" ——— اندر سے دوبارہ پوچھا گیا۔

"یس باس ——— آل او۔ کے" ——— نمبر تھری نے اُسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی دروازہ خودبخود کھل گیا اور قوی الجثہ شخص نے قدم آگے بڑھا دیئے جب کہ نمبر تھری وہیں کھڑا رہا ——— قوی الجثہ شخص کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ اس کے عقب میں خودبخود بند ہو گیا۔ کمرے میں ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ایسی روشنی جس کا غالب عنصر اندھیرا تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی چٹ کی آواز ابھری اور کمرے میں یک لخت تیز روشنی پھیل گئی ——— قوی الجثہ شخص نے جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں۔



یک لخت تیز روشنی ہو جانے کی وجہ سے اس کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔ لیکن چند لمحوں بعد اُسے سب کچھ واضح نظر آنے لگا۔

"خوش آمدید مسٹر شولڈر" ——— کمرے کے کونے سے بھاری آواز سنائی دی۔

"تھینک یو" ——— قوی الجثہ شخص نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور کمرے کے کونے میں موجود ایک بھاری سی میز کے پیچھے کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ جس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہوا تھا۔ شولڈر نے مصافحہ کیا۔

"بیٹھو" ——— کمرے میں موجود شخص نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور قوی الجثہ شخص بڑے مطمئن انداز میں کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"تم یقیناً ہمارے متعلق جاننا چاہتے ہو گے۔ لیکن تفصیلی تعارف ممکن نہیں۔ بس نمبر ایک کافی ہے اور ہمارا تعلق حلقہ موت کے راجگام سنٹر سے ہے ——— راجگام نمبر ایک کہہ لو۔ ہمیں ہدایات دی گئی ہیں کہ تم سے رابطہ قائم کیا جائے" ——— میز کے پیچھے موجود شخص نے اونچی نشست کی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے بھی ہدایات مل گئی تھیں۔ اس لئے میں خاموشی سے یہاں چلا آیا ہوں۔ میرا تعلق حلقہ موت کے نشدرم سنٹر

سے ہے۔ اور نشورم سنڈر نے مجھے یہاں اس لئے بھیجا تھا کہ میں طو
عرصے تک یہاں کام کر چکا ہوں۔ یہ شہر اور ملک میرے لئے نیا
نہیں ہے"۔۔۔ شولڈر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔۔ تمہیں یہ تو بتایا گیا ہوگا کہ اصل مشن کیا ہے"۔
نمبر ایک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ میں نے یہاں آ کر علی عمران اور اس
کے ساتھیوں کی نگرانی کرنی ہے۔۔۔ علی عمران سے میں بہت اچھی
طرح واقف ہوں۔ مجھے اس کے کام کرنے کے طریقے۔ اس کی
عادات وغیرہ سے بڑی گہری شناسائی ہے۔ میں اس کے
دو تین ساتھیوں کو بھی جانتا ہوں"۔۔۔ شولڈر نے جواب دیا۔

"کیسے۔۔۔ کیا اس شناسائی کی تفصیلات تم بتا سکو گے۔ تاکہ
مجھے صحیح اندازہ ہو سکے"۔۔۔ نمبر ایک نے کہا۔

"میں یہاں منشیات کے ایک ریکٹ کا سربراہ تھا۔ عمران کی ڈیل
منشیات نہیں ہے۔۔۔ لیکن یہاں عمران کا ایک قریبی دوست ہے
سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض۔۔۔ فیاض بے حد راشی
قسم کا آفیسر ہے۔ منشیات کے ریکٹ کی وجہ سے میں اسے بھاری
رشوت ہر ماہ دیا کرتا تھا۔۔۔ اور میں نے فیاض سے بڑے دوستا
تعلقات استوار کر رکھے تھے۔ اسی فیاض کی وجہ سے میرے عمرا
سے بھی خاصے تعلقات قائم رہے ہیں۔۔۔ میں بظاہر بڑی الائچی
کا کاروبار کرتا تھا۔ اور وہ بھی مجھے اسی حیثیت سے جانتا ہے یہاں



سے جانے سے پہلے میرے اس سے خاصے اچھے تعلقات تھے۔ اسی
وجہ سے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے۔۔۔ اور میں نے یہاں آتے ہی
عمران کے متعلق کچھ رپورٹیں ہیڈ کوارٹر بھیجی ہیں۔ اس کے بعد مجھے
ہدایت دی گئی کہ آپ سے تعاون کروں۔۔۔ چنانچہ میں حاضر ہوں"۔
شولڈر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا مشن کیا ہے"۔۔۔ نمبر ایک نے
پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ مجھے اب تک صرف نگرانی کا حکم ملا تھا اور خاص طور
پر اس بات کی ہدایت کی تھی کہ اگر عمران ملک سے باہر جانے لگے
تو ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دوں"۔۔۔ شولڈر نے سر ہلاتے ہوئے
جواب دیا۔

"تو سنو۔۔۔ ہمارا مشن عمران کا خاتمہ ہے۔۔۔ فوری خاتمہ"۔
نمبر ایک نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن یہ ناممکن ہے"۔۔۔ شولڈر نے
بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا۔۔۔ ناممکن۔۔۔ یہ لفظ تم نے کیوں استعمال کیا"۔
نمبر ایک کا لہجہ یک لخت تلخ ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے
نکلنے لگے۔

"اس لئے کہ وہ شیطان ہے۔۔۔ عفریت ہے۔۔۔ بدروح
ہے۔۔۔ اس کی ہزار آنکھیں ہیں۔۔۔ گولی اسے چھو نہیں سکتی۔
موت اس کے قریب نہیں جاتی۔۔۔ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے

کہ ہزاروں آدمی۔ بڑے بڑے پیشہ ور قاتل اسی مقصد کو لے کر آئے اور خود موت کا ذائقہ چکھنے پر مجبور ہو گئے ——— لیکن عمران کا کوئی بال بھی بیکا نہ کر سکا "——— شولڈر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ایک حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ حلقہ موت میں دشمن کے متعلق ایسے الفاظ کہنے والے کا انجام کیا ہوتا ہے "——— نمبر ایک کا لہجہ مزید تلخ ہو گیا۔

" مجھے حقیقت بیانی کے لئے کہا گیا ہے۔ اور جو حقیقت تھی وہ میں نے بیان کر دی ہے "——— شولڈر نے جواب دیا۔

" تو تمہارا مطلب ہے ہم عمران کو چھیڑے بغیر واپس چلے جائیں " نمبر ایک نے کہا۔

" یہ میں نے کب کہا ہے ——— آپ نے مجھ سے رائے مانگی میں نے دے دی۔ اب آپ حکم دیں گے تو میں ہزاروں کے مجمع میں عمران پر گولی چلانے سے دریغ نہیں کروں گا ——— میں تو حکم کا پابند ہوں۔ حکم کی تعمیل میرا فرض ہے۔ البتہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے "——— شولڈر نے جواب دیا۔

" گڈ ——— اب تم نے درست لائن پر بات کی ہے۔ اور سنو۔ راجہ سنٹر کے سامنے عمران کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہم اُسے کسی حقیر کیڑے کی طرح پیر کے نیچے مسل دینے کی طاقت بھی رکھتے ہیں اور وسائل بھی ——— تم صرف ہمیں معلومات مہیا کر دو۔ اس کے بعد دیکھو



کہ عمران کس طرح موت کے گھاٹ اترتا ہے "——— نمبر ایک نے کہا۔

" آپ کیسی معلومات چاہتے ہیں "——— شولڈر نے کہا۔

" اس وقت عمران کہاں ہے۔ اور اس کی کیا مصروفیات ہیں۔ اس کا حلیہ وغیرہ تمام تفاصیل بتا دو "——— نمبر ایک نے کہا۔

اور شولڈر نے عمران کا حلیہ قد و قامت اور دیگر تفصیلات بتلانے کے بعد اس کے فلیٹ کا نمبر بھی بتا دیا ——— اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ آج کل وہ زیادہ تر فلیٹ میں ہی رہتا ہے۔

" فلیٹ کی نگرانی ہوتی ہے "——— نمبر ایک نے پوچھا۔

" نہیں ——— کبھی نہیں ——— اس کا ایک باورچی اس کے ساتھ رہتا ہے "——— شولڈر نے جواب دیا۔

" اگر اس کا فلیٹ بم سے اڑا دیا جائے تو "——— نمبر ایک نے کہا۔

" اڑایا جا سکتا ہے انتہائی آسانی سے ——— اور شاید اب تک ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار اڑایا جا چکا ہے۔ لیکن عمران آج تک نہیں مرا "——— شولڈر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اگر وہ فلیٹ میں ہے اور فلیٹ کو بم سے اڑا دیا جائے تو پھر اس کے بچ نکلنے کا کیا سوال "——— نمبر ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اسی سوال کا جواب تو آج تک معلوم نہیں ہو سکا۔ بہر حال اب

تک یہی ہوتا آیا ہے" ۔۔۔ شولڈر نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم اُسے کسی ایسی جگہ لے آ سکتے ہو۔ جہاں اُسے آسانی سے گولی ماری جا سکے" ۔۔۔ نمبر ایک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"مثلاً کیسی جگہ" ۔۔۔ شولڈر نے پوچھا۔

"کسی بھی کھلی جگہ پر ۔۔۔ کسی کیفے ۔۔۔ کسی ہوٹل ۔۔۔ ساحل پر" ۔۔۔ نمبر ایک نے کہا۔

"بالکل ہو سکتا ہے ۔۔۔ وہ چلا آئے گا" ۔۔۔ شولڈر نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ پھر تم ایسا کرو کہ اُسے کسی کھلی جگہ پر لے آؤ۔ وقت اور جگہ تم منتخب کرو میرے آدمی وہاں موجود ہوں گے پھر دیکھنا عمران کے جسم میں کتنے سوراخ ہوتے ہیں" ۔۔۔ نمبر ایک نے کہا۔

"لیکن اس کا ایک اور نتیجہ بھی نکل سکتا ہے۔ کہ اگر عمران اس حملے سے بچ گیا تو پھر میں اس کی نظروں میں مشکوک ہو جاؤں گا کیونکہ میں ہی اُسے وہاں لے جانے کا ذمہ دار ہوں" ۔۔۔ شولڈر نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ ۔۔۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ میں تمہیں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ گو عمران کے بچ نکلنے کا میری نظر میں کوئی امکان نہیں ہے ۔۔۔ لیکن تمہاری بات اصول کے تحت اپنی جگہ درست



ہے۔ اس لئے اس میں اگر ترمیم کر لی جائے کہ تم عمران کی نگرانی کرو۔ اور جیسے ہی وہ کسی پبلک جگہ پر پہنچے مجھے اطلاع کر دو ٹرانسمیٹر پر۔ میرے آدمی وہاں پہنچ جائیں گے ۔۔۔ اس کے بعد عمران کا خاتمہ میری ذمہ داری ہو گی" ۔۔۔ نمبر ایک نے کہا۔

"بالکل یہ درست رہے گا ۔۔۔ آپ اپنی فریکونسی بتا دیں میں کال کر دوں گا" ۔۔۔ شولڈر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

نمبر ایک نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر شولڈر کی طرف بڑھا دیا ۔۔۔ "اس کے کونے میں لگا ہوا بٹن دبا دو گے تو میرے ساتھ بات ہو جائے گی ۔۔۔ کوڈ حلقہ موت ہی ہو گا" ۔۔۔ نمبر ایک نے کہا۔

"اس کی رینج کتنی ہے" ۔۔۔ شولڈر نے ڈبہ نما ٹرانسمیٹر اٹھا کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دو سو کلو میٹر" ۔۔۔ نمبر ایک نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ ٹھیک ہے" ۔۔۔ شولڈر نے کہا اور ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

نمبر ایک نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا بٹن دبایا۔ اور شولڈر کو واپس چھوڑ آنے کی ہدایات دے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔ اس نے شولڈر سے مصافحہ کیا اور شولڈر واپس مڑ گیا۔ وہ جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچا دروازہ کھل گیا اور شولڈر باہر چلا گیا۔

"اَب کیا ہوگا ——— مسئلہ تو حل نہ ہوا" ——— بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت ڈاکٹر صدیقی کی حویلی سے واپس دارالحکومت کی طرف لوٹ رہے تھے۔ اسٹرنگ بلیک زیرو کے ہاتھوں میں تھا۔ اور عمران ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں ——— اب ایک ہی صورت ہے کہ مجھے حلقہ موت کا کوئی ایسا آدمی تلاش کرنا ہوگا جو ہیڈکوارٹر کے محل وقوع کو جانتا ہو۔ یا پھر ایسا ہے کہ میں صحرائے اعظم میں جا کر قسمت آزمائی کردوں" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو صحرائے اعظم والی ٹپ درست لگ رہی ہے۔ ایسی تنظیمیں ایسی ہی جگہوں پہ ہیڈکوارٹر قائم کرتی ہیں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔



"ہاں ——— لیکن نجانے کیا بات ہے۔ میرے حلق سے یہ ٹپ نیچے نہیں اتر رہی۔ جس آسانی سے یہ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ وہی مجھے کھٹک رہی ہیں ——— پھر یہ بتایا گیا ہے کہ ان تصاویر میں ایک ایسے آدمی کو دیکھا گیا ہے جس کا تعلق حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر سے ہے۔ لیکن اس آدمی کا کوئی اتہ پتہ نہیں دیا گیا" ——— عمران نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو گیام کی سیکرٹ سروس کے چیف سے تفصیلی بات چیت ہو سکتی ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ——— میں نے بھی یہی سوچا ہے کہ کرنل ڈکسن سے خود بات کردوں" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل ڈکسن" ——— بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ——— گیام سیکرٹ سروس کا چیف کرنل ڈکسن ہے۔ تم شاید اسی لئے حیران ہو رہے ہو کہ ایک اسلامی ملک کی سیکرٹ سروس کا چیف غیر ملکی کیسے ہو سکتا ہے تو تمہاری سیکرٹ سروس کی نمبر ٹو چیف جولیا بھی تو غیر ملکی ہے ——— کرنل ڈکسن پہلے ایکریمی سی۔آئی۔اے میں تھا وہ مسلمان ہو گیا اور گیام سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا گیا۔ پھر ترقی کرتے کرتے چیف بن گیا ——— البتہ اس کا نام وہی رہا۔ خاصا ہوشیار اور ذہین آدمی ہے" ——— عمران نے اس کے متعلق تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے جواب دینے کی بجائے سر ہلا دینے پر اکتفا کیا ——— وہ اس وقت دارالحکومت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اور سڑک پہ ٹریفک بھی خاصی ہو گئی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شہر میں داخل ہوگئے۔
"مجھے ہوٹل اوریگا کے سامنے اتار کر تم دانش منزل چلے جاؤ۔ مجھے یہاں ایک آدمی سے ملنا ہے" ——— عمران نے شہر میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو سے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ہوٹل اوریگا کی چار منزلہ خوب صورت عمارت کے سامنے اس نے کار روک دی ——— اور عمران نے نیچے اترنے سے پہلے نقشہ اور گیام حکومت کی طرف سے آنے والا اطلاعی کاغذ جیب سے نکال کر بلیک زیرو کو دے دیا کہ وہ انہیں دانش منزل لے جائے اور خود وہ کار سے نیچے اتر آیا ——— بلیک زیرو نے کار آگے بڑھا دی۔ عمران کندھے اچکاتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا ——— مین گیٹ میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ عمران صاحب ——— آپ ——— فرمائیے" ——— کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم تو شاید مالابار ہوٹل میں تھے" ——— عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا کیا ہے عمران صاحب ——— جہاں تنخواہ زیادہ ملے وہیں پہنچ جاتے ہیں" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایک اور جگہ بتا دوں وہاں تنخواہ سب سے زیادہ ملتی ہے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— کون سی جگہ ہے" ——— نوجوان نے ہنستے ہوئے



کہا وہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔

"سنٹرل جیل میں جلادوں کی جگہ خالی ہے ——— تنخواہ بھی ملے گی اور فی پھانسی بونس بھی ——— مزے سے آدمیوں کی گردن دبائی اور تنخواہ کے ساتھ بونس بھی وصول کیا" ——— عمران نے کہا اور نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو میری شکل جلادوں جیسی لگتی ہے" ——— نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس تھوڑا سا فرق ہے ——— شادی کر لو وہ بھی دور ہو جائے گا" عمران نے کہا اور نوجوان قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا بعد میں اطمینان سے ہنس لینا۔ مجھے کچھ معلومات چاہئیں" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور نوجوان کی ہنسی کو یک لخت بریک لگ گئی۔

"جی ——— جی فرمائیے" ——— نوجوان کاؤنٹر مین نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مارکر سے ملنا چاہتا ہوں ——— میں نے سنا ہے اس نے یہاں مستقل کمرہ لیا ہوا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"مارکر ——— اوہ ہاں ——— وہ موجود ہے ——— کمرہ نمبر چالیس تیسری منزل ——— اُسے فون کر دوں" ——— کاؤنٹر مین نے کہا۔

"نہیں ——— میں خود مل لوں گا" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند منٹوں بعد وہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر چالیس کے سامنے موجود تھا۔ اس نے دروازے پر دستک

دی۔

"کون ہے؟" ـــ اندر سے ایک کرخت سی آواز نکلی۔

"بوجھو تو کون ہو سکتا ہے" ـــ عمران نے اونچی آواز سے کہا۔

"ارے ارے ـــ یہ آواز تو عمران کی لگتی ہے" ـــ اندر سے حیرت بھری آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔

"ارے واقعی ـــ عمران صاحب آپ" ـــ دروازے میں کھڑے ہوئے نوجوان نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اور یوں آگے بڑھا جیسے عمران سے بغلگیر ہونا چاہتا ہو۔ اس کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔

"بس بس ـــ میں نے اپنی پسلیاں نکلوا دی ہیں۔ ابھی ہسپتال سے سیدھا آرہا ہوں" ـــ عمران نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بڑے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور مارکر بے اختیار ہنس پڑا۔

"پسلیاں تو میری ٹوٹتی تھیں ـــ بہرحال خوش آمدید" مارکر نے ہنس کر خود ہی پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو پسلیاں نکلوا دی ہیں۔ ورنہ ٹوٹی ہوئی پسلیوں کے ساتھ کون خوش آمدید کہہ سکتا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مارکر ہنس پڑا۔ عمران کمرے میں داخل ہوا۔ کمرہ خاصا صاف ستھرا تھا اور مارکر شاید بستر پر لیٹا ہوا تھا کیونکہ اس پر پڑی ہوئی شکنیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"آج کل آرام ہو رہا ہے" ـــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے



کہا۔

"ہماری قسمت میں تو آرام ہی آرام ہے۔ خاصا کما لیا ہے۔ اب ہمیں آرام سے کون روک سکتا ہے" ـــ مارکر نے دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو میں نے روک دیا ہے۔ دیکھو تم بستر کی بجائے کرسی پر نظر آرہے ہو ـــ اچھا یہ بتاؤ کبھی صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں بھی گئے ہو" ـــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں ـــ نہیں ـــ کئی دفعہ جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن وہ حصہ اس قدر دشوار گذار ہے کہ کوئی ساتھ جانے کو تیار ہی نہیں ہوتا۔ اور آپ تو جانتے ہیں اکیلا آدمی ایسے علاقے میں سفر ہی نہیں کر سکتا" ـــ مارکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ اس علاقے میں ایسے ایسے نوادرات موجود ہیں کہ دنیا بھر میں اس جیسا ایک بھی نہیں ملتا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نوادرات اور صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں ـــ نہیں عمران صاحب ـــ میں نے تو کسی سے نہیں سنا۔ ورنہ میں اکیلا بھی چلا جاتا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ نوادرات میری کمزوری ہیں" مارکر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہاری کمزوری بھی نوادرات ہیں اور معاشی خوشحالی کی وجہ بھی یہی ہے" ـــ اور تم نے پوری دنیا اس سلسلے

میں گھوم ڈالی ہے۔ اور نوادرات کے ضمن میں تمہارا نام بین الاقوامی اتھارٹی کے طور پر لیا جاتا ہے ـــــ لیکن اس کے باوجود تمہاری معلومات ابھی تک نامکمل ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔ اور مارکر کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ عمران ایک ایسی بات کر رہا تھا جو شاید دنیا کا کوئی بھی شخص مارکر کے سلسلے میں کبھی نہ کہتا۔

"نوادرات کے سلسلے میں آپ میری معلومات کو چیلنج کر رہے ہیں مجھے اس پر حیرت ہے" ـــــ مارکر نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس لہجے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا بتاؤ ـــــ تمہیں بیس ہزار سال پرانی انسانی کھوپڑی کہاں سے دستیاب ہوئی تھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صحرائے اعظم سے ـــــ لیکن وہ تو مشرقی حصہ تھا۔ شمالی نہیں" مارکر نے کہا۔

"لیکن تم نے کبھی چالیس ہزار سال پرانی کھوپڑی کے متعلق سنا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"چالیس ہزار سال پرانی کھوپڑی تو آج تک دستیاب ہی نہیں ہو سکی ـــــ سب سے قدیم کھوپڑی وہی بیس ہزار سال پرانی ہے" مارکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں نوادرات کے سلسلے میں تمہاری معلومات نامکمل ہیں ـــــ پروفیسر گڈانی کو جانتے ہو" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"پروفیسر گڈانی ـــــ ہاں ـــــ اچھی طرح جانتا ہوں"



مارکر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس نے صحرائے اعظم کے شمالی حصے سے یہ کھوپڑی برآمد کی ہے۔ وہ وہاں بلیک فیور کا شکار ہو گیا۔ اس لئے اسے واپس آنا پڑا ـــــ اس کا بیان ہے کہ صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں ایسے ایسے نوادرات بکھرے ہوئے ہیں جو دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں لازماً صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں جاؤں گا۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر ـــــ لیکن عمران صاحب ـــــ کیا آپ مجھے صرف یہی اطلاع دینے آئے ہیں" ـــــ مارکر نے کہا۔

"نہیں ـــــ یہ تو صرف باتوں میں بات چل نکلی ہے۔ میں تو صرف یہ پوچھنے آیا تھا کہ تم صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں کبھی گئے ہو یا نہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو صحرائے اعظم کے اس حصے سے کیوں دلچسپی پیدا ہو گئی" ـــــ مارکر نے کہا۔

"دراصل میں بھی اب تمہارے جیسا پیشہ اختیار کرنے کا سوچ رہا ہوں ـــــ گھومو پھرو ـــــ سیر کرو ـــــ سیاحت کرو ـــــ اور شہرت بھی کماؤ اور دولت بھی" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ اگر آپ جیسا آدمی ہماری فیلڈ میں آ جائے۔ تو یہ یقیناً ایک خوشگوار اضافہ ہو گا" ـــــ مارکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ کمرے میں موجود

ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ مارکر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہاں موجود ہیں" ۔۔۔ مارکر نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق کسی کو اس کی یہاں موجودگی کا علم نہ تھا۔ پھر اس کے نام کال کیسے آسکتی تھی۔

"عمران صاحب ۔۔۔ میں کاؤنٹر سے بول رہا ہوں ٹونی ۔۔۔ کچھ لوگ یہاں نیچے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کی حرکات بڑی مشکوک سی ہیں۔ مجھے وہ مسلح لگتے ہیں۔ ان میں غیر ملکیوں کی تعداد زیادہ ہے" ۔۔۔ کاؤنٹر مین ٹونی نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ میرا انتظار کر رہے ہیں" عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ جب اوپر گئے تو ہال میں بیٹھا ہوا ایک مقامی آدمی میرے پاس آیا ۔۔۔ اس نے یوں سرسری طور پر پوچھا کہ آپ کس سے ملنے گئے ہیں۔ اس نے بتایا کہ وہ آپ کا دوست ہے۔ اور آپ سے ملنا چاہتا ہے ۔۔۔ میں نے اسے بتا دیا جس پر وہ اوپر جانے کی بجائے واپس ہال میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باتھ روم میں چلا گیا۔ اور پھر واپس آگیا ۔۔۔ اس کی نظریں لفٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک غیر ملکی ہال میں داخل ہوا۔ وہ علیحدہ میز پر بیٹھ گیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ مقامی آدمی اور اس غیر ملکی کے درمیان پُراسرار اشارے ہو رہے ہیں ۔۔۔ میں ٹھٹھک گیا۔ پھر وہ دونوں



اٹھ کر باہر چلے گئے۔ کچھ دیر بعد پھر وہ اکیلے اکیلے اندر آئے ہیں۔ ان کی تعداد چار کے لگ بھگ ہے ۔۔۔ اور ان سب کی نظریں لفٹ کی طرف ہیں۔ لفٹ میں سے جو بھی نکلتا ہے وہ اُسے دیکھ کر اس مقامی کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور جب وہ نہیں کے سے انداز میں سر ہلاتا ہے تو وہ دوبارہ لفٹ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ۔۔۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں" ۔۔۔ ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔۔۔ تم تو پورے شرلاک ہومز بن گئے ہو۔ اس مقامی کو پہچانتے ہو یہ کون ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ میں نہیں جانتا" ۔۔۔ ٹونی نے جواب دیا۔

"او۔ کے ۔۔۔ شکریہ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب" ۔۔۔ مارکر نے پوچھا۔

"کچھ لوگ ہمیں صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں جانے سے روکنا چاہتے ہیں۔ میں ذرا ان سے پوچھ لوں کہ وہ کیوں ایسا کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مارکر خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ مارکر سے اس کی پرانی دوستی تھی ۔۔۔ اور مارکر جانتا تھا کہ عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔

عمران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ راہداری خالی تھی - وہ

بجائے لفٹ سے نیچے جانے کے فائر ڈور کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فائر ڈور کا ایمرجنسی لاک کھولا اور پھر عقبی سمت میں جاتی ہوئی سیڑھیاں اترتا گیا ——— تھوڑی دیر بعد وہ عقبی گلی میں سے ہوتا ہوا سڑک پار کر کے ایک کیفے میں داخل ہو گیا۔ کیفے کے برآمدے میں پبلک بوتھ موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کئے۔

"جولیا سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جولیا ——— تم کیپٹن شکیل کو لے کر فوراً ہوٹل اوریگا پہنچو۔ دونوں نے علیحدہ علیحدہ کاروں میں پہنچنا ہے۔ وہاں عمران کسی بھی میک اپ میں موجود ہو گا ——— وہ خود ہی تم سے رابطہ قائم کرے گا۔ کچھ لوگوں کی نگرانی کرنی ہے" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ پبلک فون بوتھ سے باہر نکلا اور کیفے کے ساتھ ہی ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور میں داخل ہو گیا ——— اس نے وہاں سے ایک نئے کوٹ کے ساتھ ریڈی میڈ میک اپ کے لئے کچھ سامان خریدا اور پھر واپس کیفے میں آ گیا۔ کیفے کے باتھ روم میں جا کر اس نے وہ نیا کوٹ پہن لیا ——— پرانا کوٹ اس لفافے میں ڈال لیا جس میں نیا کوٹ پیک تھا۔ اور پھر اس نے ریڈی میڈ میک اپ کر لیا۔ اس طرح



اس کی شکل خاصی حد تک بدل گئی تھی۔

پرانے کوٹ والا پیکٹ اٹھائے وہ کیفے سے نکلا اور سیدھا اوریگا ہوٹل کی طرف بڑھتا گیا ——— کمپاؤنڈ گیٹ سے لے کر اندرونی گیٹ تک پہنچتے پہنچتے اس کی تیز نظروں نے چند مشکوک افراد کو تاڑ لیا۔ یہ واقعی غیر ملکی تھے۔ اور ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ بڑی بے چینی سے کسی کے منتظر ہیں ——— عمران سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اس نے یوں ایک نظر ہال پر ڈالی جیسے کسی خاص آدمی کو تلاش کر رہا ہو ——— اور پھر اس انداز میں سر جھٹک کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا ——————— کاؤنٹر پر کافی لوگ موجود تھے اور ٹونی خاصا مصروف نظر آ رہا تھا ——— عمران کاؤنٹر پر جا کر رک گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ٹونی کے فارغ ہونے کا منتظر ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظریں ہال میں موجود افراد کا جائزہ لے رہی تھیں ——— اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے صورت حال کو چیک کر لیا۔ تین مختلف میزوں پر دو دو کی ٹولیوں میں غیر ملکی موجود تھے۔ جن کی نظریں ہر بار لفٹ کی طرف اٹھ جاتیں اور پھر گھوم کر وہ ایک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ایک مقامی کی طرف مڑ جاتیں۔ مقامی انہیں دیکھ کر نگاہیں پھیر لیتا ——— مقامی کے سامنے شراب کی بوتل اور جام پڑا ہوا تھا۔ عمران اس مقامی کو دیکھتے ہی چونک پڑا ——— یہ فیاض کا دوست شولڈر تھا۔ بڑی الائچی کا کاروبار کرنے والا ——— کسی زمانے میں فیاض سے اس کی بڑی گہری چھنتی تھی اور پھر وہ غائب ہو گیا۔ فیاض نے بتایا تھا کہ اس نے

اپنا کاروبار کسی اور ملک میں پھیلا لیا ہے۔

"جی فرمایئے" ـــــ اُسی لمحے ٹونی کی آواز سنائی دی وہ عمران سے مخاطب تھا۔

"ایک ٹیلی فون کرنا ہے" ـــــ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب اُسے ٹونی سے بات کرنے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ ورنہ وہ آیا اسی لئے تھا کہ ٹونی سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ کر سکے ـــــ ٹونی نے ٹیلی فون عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اور خود دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا۔ اور ایک نمبر گھما دیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل اوریگا پہنچ جاؤ" ـــــ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اور پھر جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر اس نے کاؤنٹر پہ رکھا اور تیزی سے واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا ـــــ ٹونی دوسرے لوگوں میں الجھا ہوا تھا اس لئے وہ عمران کی طرف متوجہ ہی نہ تھا۔

عمران مین گیٹ سے نکلا اور پھر کمپاؤنڈ گیٹ سے ہوتا ہوا سڑک پر آ گیا ـــــ اُسی لمحے اُسے دور ایک سائیڈ گلی کے قریب جولیا کی کار کھڑی نظر آ گئی۔ جولیا سٹیرنگ کی بجائے ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھی ہوئی تھی ـــــ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کار کا ڈرائیور اتر کر کہیں کام گیا ہے اور جولیا اس کا انتظار کر رہی ہے۔ یہ ایک



سیدھا اور خاصا اچھا طریقہ تھا ورنہ اگر وہ سٹیرنگ پہ بیٹھتی تو پھر زیادہ دیر وہاں رکنے کا کوئی جواز نہ پیدا ہوتا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک کراس کر کے جولیا کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا نے اُسے ایک نظر دیکھا اور پھر منہ پھیر لیا ـــــ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی کوئی جھلک نہ ابھری تھی۔ عمران مسکرا دیا اور وہ کار کے نزدیک پہنچ کر گھوما اور دوسرے لمحے ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا ـــــ جولیا بری طرح چونکی۔ اس کا ہاتھ تیزی سے اپنے ہینڈ بیگ کی طرف بڑھا۔

"کیپٹن شکیل کہاں ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے اصل لہجے میں کہا اور جولیا نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

"بالکل ہی نیا میک اپ کیا ہے تم نے" ـــــ جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں موجود ہے ـــــ ہوٹل سے کچھ فاصلے پہ پیچھے اس کی کار موجود ہے۔ لیکن چکر کیا ہے" ـــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوٹل کے اندر ہال میں اور باہر کچھ غیر ملکی ہیں وہ اور ایک مقامی آدمی عمران کو گھیرنا چاہتے ہیں شاید وہ اُسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ عمران اس مقامی آدمی کے ساتھ ہوٹل سے باہر آئے گا۔ تم نے اس مقامی آدمی کی نگرانی کرنی ہے اور اگر ہو سکے تو اُسے اغوا کر کے

دانش منزل پہنچا دینا۔ وہ غیر ملکی عمران کو قتل کر کے فرار ہوں گے۔ کیپٹن شکیل نے ان کی نگرانی کرنی ہے۔ صرف نگرانی"۔ عمران نے دوبارہ بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب — کیا تم عمران نہیں ہو"— جولیا نے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں عمران کا ہمزاد ہوں"— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

جولیا خاموش بیٹھی اُسے دیکھتی رہی۔ اس کے ذہن میں شک کے کنکھجورے رینگ رہے تھے— وہ سوچ رہی تھی کہ شاید یہ آدمی واقعی عمران نہ ہو بلکہ ایکسٹو ہو۔ عمران اگر دوسروں کا لہجہ اپنا سکتا ہے تو ایکسٹو بھی تو ایسا کر سکتا ہے۔

عمران سڑک کراس کر کے دوبارہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہو گیا۔ اس بار وہ سیدھا مقامی آدمی شولڈر کی میز کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں"— عمران نے اس کے قریب پہنچ کر بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔ شولڈر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا— اور پھر اس کی آنکھوں میں ناگواری کی جھلکیاں ابھر آئیں۔

"کیا تمہیں اور میزیں خالی نظر نہیں آ رہیں۔ یہاں میرے دوست آنے والے ہیں"— شولڈر نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس نے آنا تھا وہ تو چلا بھی گیا"— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور شولڈر اس کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔



"کیا مطلب — کیا کہہ رہے ہو تم"— شولڈر نے گہری نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں عمران کو ٹٹول رہی تھیں۔

"سوپر فیاض کا انتظار کر رہے ہو نا تم — سوپر فیاض تو آج کل ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ ریفریشر کورس کے لئے"— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو تم مجھے جانتے ہو — لیکن میں نے تو تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا"— شولڈر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں سوپر فیاض کا اسسٹنٹ ہوں — انسپکٹر اکرم" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ اچھا — اچھا — لیکن میں سوپر فیاض کا انتظار نہیں کر رہا۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ بہرحال اب تم بیٹھ سکتے ہو"— شولڈر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شولڈر — میں سوپر فیاض کا راز دار ہوں۔ اس لئے مجھ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں۔ آج کل مجھے اس کا قائم مقام سمجھو۔ تم کافی عرصے بعد یہاں نظر آ رہے ہو — میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حاضر ہوں"— عمران نے سرگوشیانہ انداز میں آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ اور شولڈر کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں نے ہر قسم کا دھندہ چھوڑ دیا ہے۔ میں تو یہاں صرف چند دوستوں سے ملنے آیا تھا"— شولڈر

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران سے باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ بار بار لفٹ کی طرف بھی دیکھ رہا تھا۔

"سوچ لو ___ ہو سکتا ہے ___ تمہیں ضرورت پڑ جائے۔ ہاں ___ فیاض صاحب آج کل یہاں نہیں ہیں۔ اور چیف باس سر رحمان کے بیٹے عمران سے بچ کر رہنا۔ اس نے آج کل فیاض جگہ سنبھال رکھی ہے۔ اور دونوں ہاتھوں سے کھال اتار رہا ہے" عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کس کی بات کر رہے ہو ___ کون عمران" ___ شولڈر چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے تم اُسے بھول گئے ___ سوپر فیاض کا دوست علی جو ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان کا بیٹا ہے۔ ابھی باہر مجھے نظر آیا ہے ___ اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں اس کی طرف سے خبر کر دوں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باہر نظر آیا ہے عمران ___ کہاں" ___ شولڈر بری طرح چونک پڑا۔

"وہ عقبی سڑک سے نکل کر ایک کار کی طرف بڑھ رہا تھا جب میں اندر آ رہا تھا ___ کیوں کیا ہوا" ___ عمران نے حیرت اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"عقبی سڑک سے ___ اوہ کون سی کار ___ ذرا مجھے دکھاؤ مجھے اس سے انتہائی ضروری کام ہے" ___ شولڈر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ پُرجوش ہو گیا تھا۔



"اگر وہ باہر موجود ہے تو میں ضرور دکھا سکتا ہوں ___ آؤ" عمران نے کہا اور بڑے بے نیازانہ انداز میں مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

شولڈر نے غیر ملکیوں کو اپنے پیچھے آنے کا مخصوص اشارہ کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا عمران کے پیچھے چلتا ہوا مین گیٹ سے باہر آ گیا ___ باہر برآمدے میں موجود غیر ملکی انہیں دیکھ کر چونک پڑے۔

"نہیں ___ وہ شاید چلا گیا ہے۔ نیلے رنگ کی کار سامنے کھڑی تھی۔ اُسی کی طرف جا رہا تھا۔ بہرحال اس سے ملنے کی ضرورت نہیں میں جو حاضر ہوں ___ تم حکم کرو" ___ عمران نے کہا۔

"خواہ مخواہ گلے پڑ گئے ہو۔ ایک بار کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ دھندہ چھوڑ دیا ہے" ___ اس بار شولڈر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"تو ناراض کیوں ہو رہے ہو۔ چلا جاتا ہوں۔ میں تو تمہارے فائدے کے لئے کہہ رہا تھا" ___ عمران نے بھی جھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر اُسی انداز میں چلتا ہوا کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا ___ اُسی لمحے اُسے ایک خالی ٹیکسی نظر آ گئی۔ عمران نے اُسے ہاتھ دیا۔ اور پھر جیسے ہی ٹیکسی اس کے قریب رکی وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"سیدھے چلئے" ___ عمران نے ہوٹل کی طرف دیکھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔ اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ عمران نے

دیکھا کہ شولڈر ان غیر ملکیوں سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ اور پھر وہ اندر چلے گئے۔

"ارے ارے ـــــ ٹیکسی روکنا بھائی" ـــــ اچانک عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے بوکھلا کر بریک لگا دیئے۔

"ویری سوری مسٹر ڈرائیور ـــــ میں اپنا بٹوہ تو گھر بھول آیا۔ شکر ہے میں نے چیک کر لیا ورنہ خواہ مخواہ جھگڑا ہو جاتا" ـــــ عمران نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب ـــــ آپ بیٹھیں میں پہنچا دیتا ہوں"

ٹیکسی ڈرائیور نے عمران کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے اداکارانہ تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ شکریہ ـــــ شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا واپس ہوٹل کی طرف بڑھنے لگا ـــــ ٹیکسی میں تو وہ صرف شولڈر کو دکھانے کے لئے بیٹھا تھا تاکہ وہ اس کی طرف سے پوری طرح مطمئن ہو جائے ـــــ تھوڑی دیر بعد اسے کیپٹن شکیل کی کار نظر آ گئی۔ کیپٹن شکیل کار سے باہر نکل کر فٹ پاتھ پر یوں ٹہل رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو ـــــ عمران اس کی کار کے قریب سے گزرتے ہوئے ایک جھٹکے سے رکا اور دوسرے لمحے دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"ارے ارے ـــــ کون ہو تم" ـــــ کیپٹن شکیل چیختا



ہوا اس کی طرف لپکا۔

"یار ـــــ مجھ میں مرض ہے۔ جہاں خالی کار نظر آتی ہے۔ میں اس میں بیٹھ جاتا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں قریب پہنچتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل عمران کی آواز سن کر ٹھٹھک گیا ـــــ اس کی آنکھوں میں موجود غصے کی چمک یک لخت غائب ہو گئی۔

"اوہ عمران صاحب آپ ـــــ میں سمجھا کوئی ہے"

کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود بھی دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ـــــ عمران سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

"یہ تم فٹ پاتھ پر ٹہل رہے تھے۔ اس دوران اگر مجرم نکل جاتے تو کیا ہوتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو مجرموں کا پتہ ہی نہیں کہ کون ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا جولیا نے تمہیں کال نہیں کیا" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جولیا نے ـــــ نہیں تو" ـــــ کیپٹن شکیل نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تم باہر تھے ـــــ اس لئے اس کی کال نہ سن سکے ہو گے" عمران نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کے نیچے سے ایک مائیک نکال کر اس کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن پریس کیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ عمران کالنگ جولیا اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس ـــ جولیا بول رہی ہوں اوور" ـــ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن شکیل کو صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے اوور" عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن شکیل کار میں موجود نہیں ہے۔ وہ کال اٹنڈ نہیں کر رہا اوور" ـــ دوسری طرف سے جولیا نے جواب دیا۔

"وہ صاحب باہر فٹ پاتھ پر چہل قدمی فرما رہے تھے۔ کہنے لگے کہ ریس لگنے سے پہلے نٹ بولٹ کس لوں۔ اس لئے اب وہ پیدل ریس لگائیں گے ـــ وہ مقامی اور غیر ملکیوں کی کیا پوزیشن ہے اوور" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ تو تم کیپٹن شکیل کی کار میں موجود ہو۔ لیکن تم تو ٹیکسی پر بیٹھ کر چلے گئے تھے اوور" ـــ جولیا نے کہا۔

"وہ میرا بٹوہ کسی نے اڑا لیا تھا۔ اس لئے معذرت سے اتر آیا اوور" ـــ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔

"تمہارے جانے کے بعد وہ مقامی اور چند غیر ملکی واپس ہوٹل میں چلے گئے ہیں۔ ابھی تک باہر نہیں آئے اوور" ـــ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــ جیسے ہی وہ باہر آئیں مجھے کال کر لینا۔ ایک بار پھر سن لو کہ تم نے مقامی کا تعاقب کرنا ہے۔ اور اگر آسانی سے ہو سکے تو اسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دینا۔ میں کیپٹن شکیل کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اوور" ـــ عمران نے کہا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"تم ہوٹل کے سامنے کھڑی جولیا کی کار میں پہنچ جاؤ۔ کوشش کرنا کہ اس مقامی کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دو" ـــ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔

عمران کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر ہو گیا۔ اب اس نے خود غیر ملکیوں کے تعاقب کا فیصلہ کیا تھا ـــ اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ٹوں ٹوں کی آوازیں ڈیش بورڈ سے ابھریں اور عمران نے جلدی سے مائیک باہر نکال لیا۔

"یس ـــ عمران اٹنڈنگ اوور" ـــ عمران نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"وہ مقامی غیر ملکیوں کے ساتھ ہی ایک کار میں بیٹھ رہا ہے۔ باقی غیر ملکی دو کاروں میں بیٹھ رہے ہیں اوور" ـــ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کن رنگوں کی کاریں ہیں اوور" ـــ عمران نے پوچھا اور جولیا نے تینوں کاروں کے رنگ بتا دیئے۔

اور عمران نے رابطہ ختم کیا۔ اور گاڑی کو آگے بڑھا دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ ہوٹل کے سامنے پہنچ گیا ـــ اور پھر اسے سیاہ رنگ کی کار اپنی طرف مڑتی نظر آ گئی۔ عمران نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور کار کو آگے بڑھا لے گیا ـــ اگلی کراسنگ سے اس نے کار کو موڑا اور پھر واپس چل پڑا۔ چونکہ تینوں کاریں ایک دوسرے

کے پیچھے جا رہی تھیں۔ اس لئے عمران نے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی ـــــ شولڈر اُسے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے منہ دو… طرف کر لیا تھا۔

جولیا کی کار ان تینوں کاروں کے آگے پیچھے دوڑ رہی تھی… اس لئے عمران خاصے فاصلے پر ہی رہا ـــــ شولڈر چونکہ علیحدہ… جانے کی بجائے ان غیر ملکیوں کے ساتھ ہی تھا۔ اس لئے اب… اس کے اغوا کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ـــــ اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے سے مائیک نکالا اور بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ عمران کالنگ اوور" ـــــ عمران نے کہا…

"یس ـــــ جولیا اٹنڈنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا ـــــ اب اس مقامی کو اغوا کرنے کی کوشش… البتہ اگر یہ غیر ملکی اُسے کہیں راستے میں اتار دیں تو اور بات… بس صرف نگرانی کرتی رہو اوور" ـــــ عمران نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے جولیا نے… اور عمران نے بٹن دبا کر مائیک کو واپس ہک میں پھنسا دیا۔

"غیر ملکیوں کی کاریں اب شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف مڑ رہی تھیں اس طرف ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی… لئے عمران نے فاصلہ اور زیادہ بڑھا دیا ـــــ جولیا کی کار بھی آ… ہو گئی تھی۔



تھوڑی دیر بعد تینوں کاریں اچانک ایک بائی روڈ پر مڑ گئیں۔ اور پھر عمران نے جولیا کی کار کو بھی ان کے پیچھے مڑتے ہوئے دیکھا۔ چند لمحوں بعد عمران کی کار بھی بائی روڈ پر مڑ گئی ـــــ اس سڑک پر درختوں کا گھنا سایہ دونوں اطراف میں موجود تھا۔ عمران کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ لیکن نہ ہی جولیا کی کار نظر آ رہی تھی اور نہ ہی مجرموں کی کاریں ـــــ عمران ادھر اُدھر دیکھتا آگے بڑھتا رہا۔ اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی اُسے انتہائی قوت سے بریک لگانے پڑے کیونکہ جولیا کی کار ٹیڑھی ہو کر رکی ہوئی تھی ـــــ عمران نے ایک لمحے کے لئے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اب وہ تیزی سے جولیا کی کار کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"خبردار ـــــ ہاتھ اٹھا لو ـــــ ورنہ" ـــــ اچانک ایک تیز گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا مگر دوسرے لمحے اس نے طویل سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا لئے ـــــ سڑک کے دونوں اطراف سے چار غیر ملکی ہاتھوں میں ریوالور لئے نظر آ رہے تھے۔ شولڈر بھی ان کے ساتھ تھا۔

"تو تم ہو عمران ـــــ مجھے پہلے شک تھا" ـــــ شولڈر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"عمران اور میں ـــــ اب تم عینک لگوا لو مسٹر شولڈر" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ غیر ملکی اب قدم اٹھاتے اس کے قریب پہنچ چکے تھے ـــــ دوسرے لمحے ان میں سے دو عقاب کی طرح عمران پر جھپٹے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے عمران کو

الٹا کر زمین پر گرایا اور پھر کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ عمران کے
دونوں ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑی پڑ گئی۔ دوسرے لمحے اُسے جبر
اٹھا کر کھڑا کر دیا گیا

"اب بولو کہاں ہے عمران" ـــــ ایک غیر ملکی نے زور سے
عمران کے چہرے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ چٹاخ کی آواز سے
ماحول گونج اٹھا تھا۔

"مجھے کیا معلوم کہاں ہے عمران ـــــ میں تو ادھر اپنے سسرال
میں جا رہا تھا کہ تم لوگوں نے پکڑ لیا" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ میک اپ میں لگ رہا ہے۔ اس کا قدو قامت بالک
عمران جیسا ہے" ـــــ شولڈر نے آگے بڑھ کر غور سے عمران
کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے شولڈر ـــــ اور تم نے ایک سرکا
آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ تمہیں اس کا نتیجہ بھگتنا ہوگا" ـــــ عمران
نے اس بار بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

"انہیں باس کے پاس لے چلو۔ وہ خود ہی چیک کر لے گا
ایک غیر ملکی نے کہا۔ اور پھر وہ عمران کو دھکیلتے ہوئے ایک
سائیڈ پر لے کر بڑھنے لگے ـــــ درختوں کے اندر سے گزر کر
وہ ایک خالی قطعے میں پہنچ گئے وہاں ان کی تینوں کاریں موجود تھیں
خالی قطعہ چاروں طرف سے درختوں اور جھاڑیوں سے اس طرح
ڈھکا ہوا تھا کہ نزدیک سے ہی ان کاروں کی موجودگی کا پتہ چل سکا



تھا۔ ایک کار میں جولیا اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ ان کے ہاتھ بھی
پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔ اور ان کے منہ پر ٹیپ لگے ہوئے
تھے ـــــ عمران کو بھی ان کے ساتھ ہی کار میں دھکیل دیا گیا۔ یہ
تینوں سیاہ رنگ کی کار کی پچھلی سیٹ پر تھے۔ شولڈر اور ایک
اور غیر ملکی سامنے والی سیٹ پر بیٹھ گئے ـــــ باقی لوگ دوسری
کاروں میں سوار ہو گئے۔ کار کے شیشے مرکری تھے جن میں سے
صرف اندر بیٹھے باہر کا نظارہ ہو سکتا تھا لیکن باہر سے اندر نہ دیکھا جا
سکتا تھا ـــــ عمران۔ جولیا اور کیپٹن شکیل کو اندر بٹھا کر شیشے چڑھا
دیئے گئے۔ اور دوسرے لمحے کاریں تیزی سے سٹارٹ ہو کر مڑیں
اور پھر درختوں کے درمیان سے ہوتی ہوئیں واپس اُسی سڑک پر
پہنچ گئیں جو آگے جا کر مین روڈ سے مل جاتی تھی۔

کاریں مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک بائی پاس
پر مڑیں اور پھر ایک فارم نما عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئیں
تھوڑی ہی دیر بعد ان تینوں کو کار سے اتار کر ایک کمرے میں
لے جایا گیا اور دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا ——— ان کے ساتھ چار
مسلح غیر ملکی کھڑے رہے جب کہ شولڈر کار سے اتر کر کہیں چلا
گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازے سے شولڈر ایک اور غیر ملکی کے
ساتھ اندر آیا ——— اُس غیر ملکی کو آتے دیکھ کر کمرے میں موجود چاروں
مسلح غیر ملکی چوکنے ہو گئے۔

"ان کی تلاشی لے لی ہے" ——— آنے والے غیر ملکی نے سخت
اور تحکمانہ لہجے میں چاروں غیر ملکیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو
کر کہا۔



"نہیں باس" ——— ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو پہلے تلاشی لو ——— اس کے بعد انہیں ستونوں سے باندھ
دو۔ مجھے یہ تینوں ہی خطرناک لگ رہے ہیں" ——— غیر ملکی نے
کہا۔

"مسٹر ——— ایک یہ آدمی جو اپنے آپ کو سی۔ آئی۔ ڈی انسپکٹر
بتا رہا ہے عمران لگتا ہے۔ اور بہر حال ٹرانسمیٹر پر اس عورت سے
عمران نے ہی بات کی تھی ——— ہماری کار کے ٹرانسمیٹر نے اس
کال کو بخوبی کیچ کیا تھا" ——— شولڈر نے اس غیر ملکی سے کہا اور
عمران نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب اُسے معلوم ہوا تھا کہ
ان لوگوں کو ان کے تعاقب اور موجودگی کی خبر کیسے ہوئی۔

"یہ میک اپ میں ہے تو اس کا میک اپ صاف ہو سکتا
ہے" ——— غیر ملکی نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب ——— ابھی ہمارے ملک میں مردوں کے میک اپ کا
رواج نہیں پڑا۔ البتہ آپ ان محترم کا میک اپ اتار دیں تو یقیناً اندر
سے کسی چڑیل کی شکل نظر آ جائے گی ——— میں نے سنا ہے کہ آج کل
چڑیلیں میک اپ کا سہارا لے کر خوب صورت بن رہی ہیں"
عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔
اس دوران ان تینوں کی تلاشی لے لی گئی تھی ——— چونکہ ان کا
اسلحہ کاروں میں تھا۔ اس لئے ان کے پاس سے کچھ برآمد نہ ہوا۔
عمران کی خفیہ جیب میں موجود چھوٹا پستول ویسے ہی محفوظ تھا۔ اس
تک کسی کا ہاتھ پہنچا ہی نہ تھا ——— اور پھر انہیں تین ستونوں کے

ساتھ رسیوں کی مدد سے باندھ دیا گیا۔ چونکہ عمران نے اپنے بندھ جانے پر کوئی حیل وحجت نہ کی تھی۔ اس لئے جولیا اور کیپٹن شکیل نے بھی کوئی مزاحمت نہ کی ——— انہیں تو ویسے بھی معلوم نہ تھا کہ یہ سارا چکر ہے کیا۔

پھر اس غیر ملکی باس نے عمران کا میک اپ صاف کرنے کا حکم دیا اور چند لمحوں بعد عمران کا چہرہ ایمونیا سے دھو کر رگڑا جانے لگا ——— لیکن عمران کا چہرہ ویسے کا ویسا ہی رہا۔ اس نے سٹور سے جو سامان لے کر میک اپ کیا تھا وہ ایمونیا سے نہ دھل سکتا تھا اس لئے ایمونیا کا اس کے چہرے پر کوئی اثر نہ پڑا۔

"یہ تو میک اپ میں نہیں ہے" ——— غیر ملکی باس نے شولڈر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو پھر یہ عمران نہیں ہو گا۔ وہ کہیں نکل گیا ہو گا" ——— شولڈر نے بے بسی کے سے انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں عمران کی تلاش کیوں ہے ——— میں نے تو شولڈر سے کہا ہے کہ میں سوپر فیاض کی جگہ کام کر رہا ہوں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتایئے۔ لیکن یہ تو میری سنتے ہی نہیں" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس لڑکی سے تو بہرحال عمران نے بات کی ہے۔ اس لئے یہ بتائے گی کہ عمران کہاں ہے" ——— غیر ملکی باس نے عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے جولیا کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس سے تو اب بھی بات ہو سکتی ہے ——— کیوں مس جولیا"



عمران اس بار اپنے اصل لہجے میں بول پڑا اور اس کا لہجہ سنتے ہی شولڈر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ ——— یہ عمران ہے ——— یہ لہجہ بالکل عمران کا ہے" شولڈر نے چیختے ہوئے کہا۔

"زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں مسٹر شولڈر ——— میں تو تمہارے لہجے میں بھی بات کر سکتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور اس بار شولڈر کے ساتھ ساتھ سب غیر ملکی بھی چونک پڑے۔ اس بار واقعی عمران کا لہجہ ہوبہو شولڈر جیسا تھا۔

"تم واقعی باکمال آدمی ہو ——— کون ہو تم ——— مجھے تفصیل بتاؤ" ——— غیر ملکی باس نے آگے بڑھ کر عمران کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔

"میں نے شولڈر کو پہلے بتایا ہے کہ میرا تعلق سی۔ آئی۔ ڈی سے ہے ——— میں انسپکٹر اکرم ہوں۔ یہ میرے ساتھی ہیں انسپکٹر عدنان اور انسپکٹر مس جولیا ——— ہمیں شولڈر کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ ہوٹل اوریگا میں موجود ہے۔ شولڈر چونکہ پہلے منشیات کا سمگلر تھا۔ اور ہمارے باس سوپر فیاض کو بھاری رقم دیا کرتا تھا۔ سوپر فیاض ایک کورس کے سلسلے میں ملک سے باہر ہے ——— اور میں اس کی جگہ کام کر رہا ہوں۔ شولڈر کافی عرصے بعد نظر آیا تھا۔ اس لئے میں نے یہی سمجھا کہ یہ پھر منشیات کے کسی چکر میں آیا ہے ——— چنانچہ میں نے ہوٹل کے اندر جا کر اس سے ملاقات کی۔ وہاں میں نے چند غیر ملکیوں کو بھی دیکھا جو اس سے اشارے کر رہے تھے۔ اس سے

میں یہی سمجھا کہ اس بار منشیات کا کوئی لمبا چکر ہے۔ لیکن شولڈر نے مجھے گھاس نہ ڈالی اور عمران کے متعلق زیادہ دلچسپی اختیار کی جس پر میں نے اسے بتایا کہ جب میں ہوٹل میں آ رہا تھا تو میں نے عمران کو عقبی سمت سے آکر ایک کار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ___ لیکن جب میں اور شولڈر باہر آئے تو عمران اور اس کی کار دونوں غائب تھے ___ شولڈر کی حرکات خاصی مشکوک تھیں۔ اس لئے میں اسے ڈاج دینے کے لئے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی ہی دور میری کار موجود تھی میں وہاں اتر گیا ___ میں نے جولیا کے کار ٹرانسمیٹر کے ذریعے شولڈر کو اغوا کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ شولڈر سے اصل حالات پوچھے جائیں ___ لیکن جب شولڈر بہت سے غیر ملکیوں کے ساتھ روانہ ہوا تو میں نے اغوا کا پروگرام ختم کر کے صرف نگرانی کا پروگرام بنایا اور اسی نگرانی کے چکر میں ہم تمہارے ہاتھوں پھنس گئے" ___ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم نے جولیا سے عمران کے لہجے میں کیوں بات کی تھی" شولڈر نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

" یہ بات تم جولیا سے پوچھتے تو زیادہ بہتر تھا ___ بہرحال اب میں بتا دیتا ہوں۔ انسپکٹر یہ جولیا عمران کے عشق میں اس بری طرح گرفتار ہے کہ عمران کے لہجے میں بات کی جائے تو آگ کے سمندر میں بھی کود پڑنے پر تیار ہو جاتی ہے ___ اب ظاہر ہے نگرانی کوئی سرکاری کام تو نہ تھا۔ مسئلہ تو بھاری نذرانے کا تھا۔ اس لئے میں نے عمران کا لہجہ اختیار کیا تو جولیا کسی حیل وحجت کے بغیر



تیار ہو گئی" ___ عمران نے کہا۔ اور کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھا جس نے نظریں جھکا لی تھیں۔

" اوہ ___ تو یہ عمران کی محبوبہ ہے ___ اوہ ویری گڈ ___ پھر تو اسے عمران کے لئے چارے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے" غیر ملکی باس نے چونک کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" واہ واہ ___ کیا خوب صورت لفظ استعمال کئے ہیں تم نے۔ عمران کی محبوبہ ___ لیکن ایک بات ہے یہ چارے والا لفظ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اور وہاں عمران کا ایک رقیب ہے تنویر ___ اس کے سامنے یہ الفاظ استعمال نہ کرنا ورنہ وہ جان پر کھیل جائے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔ جس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا ___ وہ جانتی تھی کہ عمران جان بوجھ کر اسے چھیڑنے کے لئے بار بار محبوبہ کا لفظ استعمال کر رہا ہے۔

" سنو انسپکٹر اکرم ___ تم شولڈر کے پاس اس لئے گئے تھے کہ تمہیں بھاری رقم درکار تھی۔ اگر تم ہمارا کام کر دو تو شولڈر سے زیادہ بھاری رقم ہم تمہیں دے سکتے ہیں" ___ غیر ملکی باس نے اس بار نرم لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تو کیا تم بھی منشیات سے منسلک ہو" ___ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" نہیں ___ ہمارا منشیات سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمیں تو صرف عمران چاہئے۔ زندہ یا مردہ ہر حالت میں ___ اگر تم اس سلسلے

میں ہماری مدد کر سکو تو ہم تمہیں تمہاری توقع سے بھی بڑھ کر رقم دے سکتے ہیں"۔۔۔۔ غیر ملکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم کیسی مدد چاہتے ہو۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ عمران ہمارے باس سوپر فیاض کا دوست ہے۔۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کل اس سے میری شکایت کر دے۔ سوپر فیاض تو پاگل کتے کی طرح مجھ پر چڑھ دوڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم بے فکر رہو۔۔۔۔ ایک بار وہ ہمارے ہتھے چڑھ گیا تو پھر وہ کسی سے کچھ کہنے کے قابل نہ رہے گا"۔۔۔۔ غیر ملکی باس نے بھینچتے انت نکالتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ اور یہی وہ جاننا چاہتا تھا۔ "اگر ایسی بات ہے تو پھر مجھے بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔ اور تم مجھے کتنی رقم دو گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پہلے ایک بات سن لو۔ اگر میں چاہوں تو تم تینوں کی ایک بوٹی بھی یہاں سے باہر نہیں جا سکتی۔۔۔۔ لیکن میں تم پر اعتبار کر رہا ہوں۔ البتہ تمہارے یہ دونوں ساتھی میرے پاس یرغمال کے طور پر رہیں گے۔ تم عمران کو یہاں لے آ سکتے ہو کسی بھی طرح" غیر ملکی باس نے کہا۔

"یہ تو بڑا معمولی کام ہے۔ جب میں نے اسے بتایا کہ اس کی محبوبہ جولیا یہاں تمہارے قبضے میں ہے تو وہ سر کے بل دوڑتا آئے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔۔۔۔ یہ پروگرام غلط ہے۔ عمران بے حد کایاں



اور عیار ہے۔ وہ فوراً مشکوک ہو جائے گا اور اس کے بعد ہو سکتا ہے یہ جگہ ہمارے لئے محفوظ نہ رہے"۔۔۔۔ شولڈر نے جو اب تک خاموش کھڑا تھا لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم بتاؤ۔۔۔۔ کہ کیا ہونا چاہئے"۔۔۔۔ غیر ملکی باس نے شولڈر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میں تو کہتا ہوں ان تینوں کو مار کر یہیں دفن کر دو۔ میں دوبارہ کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔ اس بار تو نجانے وہ کیوں عقبی راستے سے نکل گیا ہے۔ لیکن دوسری بار وہ بچ کر نہ نکل سکے گا"۔۔۔۔ شولڈر نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ عمران کے اس طرح عقبی راستے سے نکل جانے سے میں مشکوک ہو گیا ہوں۔ ضرور اسے تمہارے متعلق کوئی ایسی اطلاع ملی ہو گی۔ اب میں صرف تم پر اکتفا نہیں کر سکتا۔ اور ویسے بھی یہ بات میرے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتی کہ مجھ جیسا آدمی یہاں بیٹھا صرف تمہاری کال کا انتظار کرتا رہے۔۔۔۔ ہو سکتا ہے عمران تمہیں نظر آنے سے پہلے اپنی ٹیم سمیت ملک سے چلا جائے اور ہم یہاں بیٹھے رہ جائیں"۔۔۔۔ غیر ملکی باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے اب تک رقم تو بتائی نہیں۔۔۔۔ اگر تم بھاری رقم دینے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں ایسی ترکیب بتا سکتا ہوں کہ عمران یوں چٹکی بجانے میں تمہارے قبضے میں آ جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"رقم مل جائے گی، رقم کی فکر مت کرو۔ لیکن پہلے وہ ترکیب

بتاؤ" ـــــ غیر ملکی نے چونک کر دوبارہ عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بات سب کے سامنے بتلانے والی نہیں۔ یا تو ان سب کو کہیں باہر بھیج دو ــــ جولیا اور انسپکٹر عدنان کو بھی ــــ یا مجھے کسی اور جگہ لے چلو۔ بات ایسی ہے کہ قبل از وقت اگر کسی کو پتہ چل گیا تو معاملہ خراب بھی ہو سکتا ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"ہوں ــــ اسے کھول کر میرے کمرے میں لے آؤ" غیر ملکی باس نے چند لمحے سوچنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ــــ اس کی ہتھکڑی بھی کھولنی ہے یا صرف رسیاں کھول دیں" ــــ ایک مسلح غیر ملکی نے پوچھا۔

"صرف رسیاں ــــ ہتھکڑی ابھی رہنے دو۔ جب میں پوری طرح مطمئن ہو جاؤں گا تب ہتھکڑی کھولی جائے گی" غیر ملکی باس نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ شولڈر نے اس کی پیروی کی ــــ غیر ملکیوں نے عمران کے جسم سے بندھی ہوئی رسیاں کھولیں اور پھر وہ اسے بازو سے پکڑے دروازے کی طرف بڑھ گئے ــــ عمران نے ان کی آنکھ بچا کر جولیا اور کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا اور مخصوص انداز میں پلکیں جھپکا کر انہیں اشارہ کیا اور پھر دروازے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھا۔ کمرے



میں ایک میز اور اس کے سامنے چار کرسیاں موجود تھیں۔ غیر ملکی باس میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ شولڈر کمرے میں موجود نہ تھا ــــ اُسے شاید غیر ملکی باس نے کہیں اور بھیج دیا تھا۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو۔ اور تم جاؤ" ــــ غیر ملکی باس نے عمران کو لے آنے والوں کو تحکمانہ لہجے میں حکم دیا اور وہ عمران کو میز کے سامنے والی کرسی پر بٹھا کر واپس چلے گئے ــــ ان کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

"ہاں اب بتاؤ ــــ کیا بات ہے" ــــ غیر ملکی باس نے کہا۔

"سنو ــــ کہیں تمہارا تعلق حلقہ موت سے تو نہیں اگر ہے تب بھی صاف بتا دو اگر نہیں تو تب بھی" ــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"حلقہ موت ــــ وہ کیا ہوتا ہے" ــــ غیر ملکی باس حلقہ موت کا نام سن کر بُری طرح چونکا۔ لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال کر لہجے کو سوالیہ کر دیا۔

"چلو ٹھیک ہے ــــ اس کا مطلب ہے تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ــــ پھر ٹھیک ہے" ــــ عمران نے بڑے پُر اسرار سے لہجے میں کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو" ــــ غیر ملکی باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔ جب تمہارا اس سے تعلق نہیں تو پھر اس کے متعلق بات کرنی فضول ہے۔ تم اپنی بات کرو۔ میں عمران کو تمہارے تک پہنچا سکتا ہوں۔ جس طرح بھی کروں یہ میرا کام ہے ۔۔۔ تم بتاؤ تم کتنی دو گے" ۔۔۔ عمران نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم بتاؤ ۔۔۔ حلقہ موت کے بارے میں تم کیا کہنا چاہتے تھے۔ تم یہی سمجھ لو کہ میرا تعلق حلقہ موت سے ہے" ۔۔۔ غیر ملکی باس عمران کی توقع کے عین مطابق اصل بات پر آگیا۔

"اگر یہ بات ہے تو ان معلومات کا معاوضہ میں علیحدہ لوں گا۔ سن لو" ۔۔۔ عمران نے لالچی سوداگر جیسے انداز میں کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی بات کیا ہے ۔۔۔ اگر کام کی بات ہوئی تو تمہیں گلہ نہیں رہے گا" ۔۔۔ غیر ملکی باس نے کہا۔

"حلقہ موت کوئی بہت بڑی تنظیم ہے ۔۔۔ عمران آج کل اس کے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ اس کے پاس کوئی نقشہ ہے۔ جسے وہ حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کا نقشہ کہتا ہے۔ یہاں ایک بوڑھا آدمی ہے جو قدیم زبانوں کا ماہر ہے ۔۔۔ عمران نے مجھے کہا تھا کہ میں اس بوڑھے سے اس کی ملاقات کراؤں کیونکہ وہ بوڑھا رشتے میں میرا چچا لگتا ہے۔ انتہائی خبطی قسم کا آدمی ہے ۔۔۔ کسی سے بات تک نہیں کرتا۔ صرف میری بات مانتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے عمران کی ملاقات کرا دی۔ اور اب تم سے کیا چھپانا ۔۔۔ میں نے اس ملاقات کے لئے رقم بھی وصول کر لی تھی۔ میرے چچا اور عمران کے درمیان جو بات ہوئی۔ اس سے



مجھے پتہ چلا کہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر صحرائے اعظم کے شمالی حصے میں ہے جو انتہائی دشوار گزار علاقہ ہے ۔۔۔ لیکن عمران اس بات سے اتفاق نہ کر رہا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر کہیں سمندر کے نیچے ہے۔ کیونکہ اس نقشے میں جو کچھ دیا گیا ہے اس کے مطابق اس ہیڈ کوارٹر کو جانے کے لئے کسی راستے کا وجود نقشے میں نہیں ہے۔ اس لئے عمران کا کہنا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر سمندر کے اندر ہے ۔۔۔ لیکن وہ ابھی تک اس معاملے میں متفق نہیں ہو سکے" ۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ نقشہ اب کس کے پاس ہے ۔۔۔ کیا تمہارے چچا کے پاس ہے" ۔۔۔ غیر ملکی باس نے انتہائی پرجوش لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ میرے چچا نے کہا تھا کہ عمران وہ نقشہ اس کے پاس چھوڑ جائے لیکن عمران نہ مانا۔ وہ اسے ساتھ لے گیا تھا" ۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اب میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ عمران ہوٹل اوریگا کے اس کمرے میں مارک سے ملنے کیوں گیا تھا۔ مارک بین الاقوامی شہرت کا سیاح اور ماہر آثار قدیمہ ہے ۔۔۔ وہ یقیناً اس سے اس سلسلے میں بات چیت کرنے گیا ہو گا" ۔۔۔ غیر ملکی باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عمران بڑا کائیاں آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے اس مارک کو اصل بات نہ بتائی ہو صرف ٹٹولا ہو" ۔۔۔ عمران نے اپنی ہی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"سنو انسپکٹر اکرم ——— مجھے اب وہ نقشہ چاہیئے ——— ہر قیمت پر۔ میں تمہیں لاکھوں ڈالر دے سکتا ہوں اگر تم کسی طرح یہ نقشہ مجھے لا دو" ——— غیر ملکی باس نے کہا۔

"لاکھوں ڈالر کے لئے تو میں اپنی جان پر بھی کھیل سکتا ہوں لیکن عمران سے نقشہ حاصل کرنا جوئے شیر کے مترادف ہے ——— البتہ ایک کام ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ چال کھیلی جا سکتی ہے" عمران نے کہا۔

"کیسی چال" ——— غیر ملکی باس نے کہا۔

"میں اسے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک انتہائی ماہر آدمی میرے چچا سے ملنے آیا ہے ——— میرا چچا بھی اس کی تعریف کر رہا تھا۔ اور میرے چچا نے اس سے اس نقشے کے متعلق بات کی تو اس ماہر نے کہا کہ اُسے معلوم ہے کہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اور یہ کہ میں اس آدمی سے عمران کی ملاقات کرا سکتا ہوں ——— اگر عمران مجھے معقول معاوضہ دے ——— مجھے یقین ہے کہ عمران فوراً تیار ہو جائے گا۔ اور پھر میں اس سے تمہاری ملاقات کرا سکتا ہوں، وہ نقشہ تمہیں دکھائے گا تم اُسے لے اڑنا ——— یہ تمہاری اپنی ہمت ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ ——— یہ واقعی انتہائی ذہانت آمیز تجویز ہے۔ شکر ہے میں نے تمہیں فوری طور پر گولی نہیں مار دی۔ ورنہ شولڈر مجھے بار بار کہہ رہا تھا" ——— غیر ملکی باس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔



"شولڈر احمق ہے ——— وہ سمجھتا ہے کہ وہ خود عمران کو گھیر کر تم سے انعام و اکرام لے سکے گا۔ حالانکہ اگر عمران کو ذرا سا بھی شک ہو گیا تو پھر شولڈر تو ایک طرف تم خود اس کے پنجے میں بری طرح پھنس جاؤ گے ——— اور سنو ——— عمران کو یہاں لے آنے کی ضد نہ کرنا۔ وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے سائے سے بھی بھڑک جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم شہر میں کسی جگہ کوئی کوٹھی لے لو۔ اپنے ساتھیوں کو کہیں دور چھپا لینا صرف دو چار کو ملازموں کی صورت میں سامنے رکھنا۔ اور کوٹھی سے باہر اپنے نام کی کوئی نیم پلیٹ لگا دینا ——— جس کے ساتھ ماہروں جیسی ڈگریوں کی لمبی قطار ہو۔ اور پھر خود بھی بوڑھے پروفیسر جیسا میک اپ کر لینا۔ اس طرح عمران کو شک نہ ہو گا" ——— عمران نے خود ہی اُسے تجویز بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ایسا ہی ٹھیک رہے گا مگر ایک بار عمران نقشے سمیت میرے سامنے آ جائے اس کے بعد وہ کسی صورت بچ کر نہ جا سکے گا" ——— غیر ملکی باس نے فوراً ہی اس کی تجویز پر رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں ——— آتے ہی اس پر حملہ نہ کر دینا۔ اس طرح وہ بدک جائے گا۔ پہلے اُسے باتوں میں الجھا دینا تاکہ وہ پوری طرح مطمئن ہو جائے اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ جائیں ——— اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ نقشہ پہلے ساتھ نہ لے آئے۔ جب وہ مطمئن ہو جائے گا۔ تب ہی نقشہ سامنے آئے گا ——— وہ ایسا ہی آدمی ہے" عمران نے کہا۔

"لیکن میں نقشہ کا ماہر تو نہیں ہوں پھر کیسے عمران کو باتوں میں الجھا گا" —— غیر ملکی باس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا ایک بڑا اچھا طریقہ ہے۔ اگر تمہیں اس حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں کچھ معلومات ہوں تو ان معلومات پر بات شروع کر دینا عمران مطمئن ہو جائے گا" —— عمران نے کہا۔

"ہاں اتفاق سے مجھے ہیڈکوارٹر کے متعلق معلوم ہے۔ ٹھیک ہے میں اسے الجھا لوں گا —— ویسے بھی وہ زندہ تو واپس نہ سکے گا اس لئے اُسے اصل بات بتا دینے میں کوئی حرج بھی نہیں غیر ملکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اب میرا انعام بھی مجھے دے دو اور میرے ہاتھ بھی کھول میرے تو بازو ہی اکڑ گئے ہیں" —— عمران نے مسکراتے کہا۔

"ہاں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو انعام ضرور ملے گا۔ تم انتہائی اہم انکشاف کیا ہے —— لیکن اس بات کی گارنٹی کیا ہے کہ تم یہاں سے واپس جا کر ہم سے دھوکہ کر جاؤ۔ اور بجا عمران کو یہاں لانے کے تم عمران سے مل جاؤ" —— غیر ملکی نے کہا۔ اور عمران نے پہلی بار محسوس کیا کہ غیر ملکی باس اس ق احمق نہیں ہے جتنا وہ اُسے سمجھ رہا تھا۔

"اس کی جو گارنٹی تم چاہو لے سکتے ہو" —— عمران نے مطمئن میں کہا۔

"تو ٹھیک ہے —— تمہارے دونوں ساتھی یہاں رہیں گے ہما



باس —— ہم انہیں مہمانوں کی طرح رکھیں گے۔ جب تک عمران ہمارے پاس نہیں پہنچ جاتا اور انعام بھی اُسی وقت اکٹھا ملے گا۔ بولو منظور ہے" —— غیر ملکی نے کہا۔

"ساتھیوں کی مجھے فکر نہیں ہے۔ وہ بے شک تمہارے پاس رہیں —— لیکن انعام والی بات غلط ہے۔ وہ میں پہلے لوں گا" عمران بھی اکڑ گیا۔

"چلو ایسا کر لیتے ہیں —— آدھا انعام تمہیں پہلے دے دیتے ہیں آدھا بعد میں" —— غیر ملکی باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— چلو ایسے ہی سہی —— لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر میرے ساتھیوں کو ذرہ برابر بھی تکلیف ہوئی تو تمہارا میرا معاہدہ ختم ہو جائے گا" —— عمران نے کہا۔

"تم فکر مت کرو" —— غیر ملکی باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"اس کی ہتھکڑی کھول دو۔ اور اس کے ساتھیوں کو بھی کھول کر انہیں کسی کمرے میں بند کر دو —— انہیں کوئی تکلیف نہ ہو" غیر ملکی باس نے کہا۔

اور غیر ملکی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے عمران کو کھڑا کر کے اس کی کلپ ہتھکڑی کو درمیان سے مخصوص انداز میں دبایا تو کلک کی آواز سے ہتھکڑی کھل گئی اور عمران کے ہاتھ آزاد ہو گئے —— عمران نے دونوں ہاتھ آگے کر کے انہیں اس طرح ملنا شروع کر دیا جیسے

وہ سُن ہو گئے ہوں۔

"میرا انعام ـــــ وہ تو دو" ـــــ عمران نے بڑے لالچی انداز میں کہا۔

"وہ بھی مل جاتا ہے ـــــ جاؤ ـــــ ایک لاکھ ڈالر کی رقم بریف کیس میں ڈال کر لے آؤ" ـــــ غیر ملکی باس نے کہا۔ اور آنے والا غیر ملکی خاموشی سے سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں میک اپ میں تمہارے ساتھ چلا چلوں اور عمران سے مل لوں ـــــ میں دراصل جلد از جلد اس مسئلے کو نپٹانا چاہتا ہوں" ـــــ غیر ملکی باس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے ـــــ لیکن تم عمران کی جگہ پہ جا کر اس سے نمٹو گے کیسے" ـــــ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے آدمی ساتھ لے جاتا ہوں جو عمران کی اس جگہ کو گھیر لیں گے۔ وہ کہاں رہتا ہے" ـــــ غیر ملکی باس نے کہا۔

"اپنے فلیٹ میں ہی رہتا ہے اور کہاں رہتا ہے۔ وہاں اس کا باورچی اس کے ساتھ رہتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ـــــ میرے آدمی اس فلیٹ کو گھیر لیں گے اور ہم دونوں اندر عمران کے پاس چلے جائیں گے۔ اس کے لئے چونکہ ہماری آمد قطعاً اچانک ہو گی۔ اس لئے وہ اپنی حفاظت کا کوئی بندوبست بھی نہ کر سکے گا" ـــــ غیر ملکی باس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ یہ ٹھیک رہے گا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے



کہا۔ اُسے غیر ملکی باس کی اس احمقانہ تجویز پہ اور بھی خوشی ہو رہی تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے اس نے لمبی بات صرف اس لئے کی تھی کہ غیر ملکی باس کو کوئی شک نہ ہو۔

"باس ـــــ بریف کیس تیار ہے" ـــــ اسی غیر ملکی نے اندر آتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں نیلے رنگ کا ایک بریف کیس تھا۔

"یہ اسے دے دو ـــــ اور سنو ـــــ دس آدمی تیار کر دو۔ میں اور یہ یہاں سے جائیں گے انہیں ہمارے ساتھ چلنا ہے۔ باقی ہدایات میں انہیں وہیں باہر ہی دوں گا" ـــــ غیر ملکی باس نے کہا اور غیر ملکی نے بریف کیس عمران کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــــ غیر ملکی باس نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور عمران اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔

"سنو ـــــ اب اگر تم نے فوری طور پہ عمران کو پکڑنے کی تجویز کر لی ہے تو پھر میرے دونوں ساتھیوں کو بھی ساتھ لے لو۔ وہ تمہارے ساتھیوں کے ساتھ فلیٹ سے باہر رہیں گے۔ جب تم اپنی کارروائی مکمل کر لینا تو انہیں چھوڑ دینا" ـــــ عمران نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے" ـــــ غیر ملکی باس نے رضامند ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اور کیپٹن شکیل بھی آزاد ہو کر باہر پہنچ گئے البتہ ان دونوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں موجود تھیں ـــــ غیر ملکی باس

ان سے علیحدہ ہو کر اپنے آدمیوں کو ہدایات دیتا رہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد چار کاروں کا قافلہ اس زرعی فارم سے باہر نکل آیا۔۔۔۔ عمران اس غیر ملکی باس کے ساتھ پہلی کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں پچھلی نشست پر تھے۔ جب کہ ڈرائیور کے ساتھ ایک اور غیر ملکی موجود تھا۔۔۔ باس کے دوسرے ساتھی جولیا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ پچھلی کاروں میں تھے۔

عمران انہیں مختلف سڑکوں سے گھماتا ہوا آخر کار اپنے فلیٹ کے سامنے لے آیا۔

"یہ ہے عمران کا فلیٹ"۔۔۔ عمران نے اپنے فلیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آؤ"۔۔۔ باس نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران اس کے ساتھ اتر آیا۔ بریف کیس اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ اسے یہیں کار میں چھوڑ دو۔ اس کی وجہ سے عمران مشکوک ہو سکتا ہے۔ یہ تمہیں واپسی میں مل جائے گا"۔۔۔ غیر ملکی باس نے سخت لہجے میں کہا۔

اور عمران نے یوں بیگ واپس کار میں اس طرح رکھا جیسے بادل نخواستہ ایسا کر رہا ہو۔۔۔ باس نے اس دوران دوسری کاروں میں موجود اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب ادھر ادھر کاریں لے گئے۔

عمران اور غیر ملکی باس سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گئے لیکن دوسرے لمحے غیر ملکی باس چونک پڑا۔۔۔ کیونکہ فلیٹ کے



دروازے کے باہر تالا لٹک رہا تھا۔

"یہ تو تالا لگا ہوا ہے"۔۔۔ غیر ملکی باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہم اندر بیٹھ جاتے ہیں۔ باورچی سودا سلف لینے جاتا ہے تو تالا لگا کر جاتا ہے۔۔۔ چابی مجھے معلوم ہے۔ اوپر خانے میں رکھ جاتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر چابی اٹھائی اور غیر ملکی باس کے کچھ کہنے سے پہلے تالا کھول کر دروازہ دھکیل دیا۔

"آئیں جناب۔۔۔ آپ باہر کیوں رک گئے"۔۔۔ عمران نے مڑ کر غیر ملکی باس سے کہا۔

مگر اسی لمحے غیر ملکی باس نے انتہائی برق رفتاری سے ریوالور نکال کر عمران کی طرف کر دیا۔

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہے"۔۔۔ غیر ملکی باس کے لہجے میں گہرے شکوک کے انداز موجود تھے۔

"ارے کمال ہے۔۔۔ آپ اتنی سی بات سے بھڑک اٹھے۔ اس بات کا پتہ تو پوری دنیا کو ہے۔ عمران ایسے معاملات میں بڑا لاپرواہ واقع ہوا ہے۔۔۔ حد ہو گئی۔ میں نے آپ کی سہولت کی کہ باہر نہ کھڑے رہ جائیں آپ الٹا مجھ پر ہی ریوالور نکال رہے ہیں۔ اگر آپ نہیں چاہتے تو نہ سہی۔ میں دوبارہ تالا لگا دیتا ہوں"

عمران نے دروازے کو کھینچ کر دوبارہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"۔۔۔ غیر ملکی عمران کے اس انداز سے مطمئن ہو

گیا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ غیر ملکی کے ہاتھ میں اٹ
یک ریوالور موجود تھا ۔۔۔ لیکن اس نے اُسے جھکا رکھا تھا۔ ڈرائنگ
میں داخل ہو کر عمران بڑے مطمئن انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ غیر ملکی با
گہری نظروں سے ڈرائنگ روم کا جائزہ لینے کے بعد ایک صو
پر بیٹھ گیا ۔۔۔ وہ محتاط نظر آرہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کسی نا
خطرے نے اس کے ذہن کو بے چین کر دیا ہو۔ ایسا خطرہ جو اس کے
شعور کی گرفت میں نہ آرہا ہو۔

"آپ پروفیسر بن کر آئے ہیں جناب ۔۔۔ اس لئے پروفیسر دا
جیسے انداز اختیار کر لیجئے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے غیر م
باس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور غیر ملکی باس شرمندہ سے انداز
مسکرا کر ڈھیلا ہو کر بیٹھ گیا ۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیخ کر ا
عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا اور اس کے ہ
میں پکڑا ہوا تالا اس کے اس ہاتھ پر لگا تھا جس میں اس نے ریوا
پکڑ رکھا تھا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے جا گرا۔

"خبردار ۔۔۔ اب اپنے ہاتھ اٹھا دو" ۔۔۔ عمران نے مسکرا
ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں وہ خفیہ پستول موجود تھا جو غیر ملکی تلا
لینے والوں کی دستبرد سے محفوظ رہا تھا۔

"تو تم سامنے آ گئے" ۔۔۔ غیر ملکی باس نے دانت پیٹ
ہوئے کہا۔

"سامنے تو میں شروع سے ہی رہا ہوں۔ لیکن تمہاری میک اپ
کے بارے میں تعلیم ابھی نامکمل ہے ۔۔۔ ایمونیا سے دھلنے وا



میک اپ تو قصہ پارینہ بن چکے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کا فقرہ مکمل ہوتا۔ غیر ملکی باس بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے عمران پر حملہ کر دیا تھا ۔۔۔ لیکن عمران تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ غیر ملکی باس اس کے ہٹتے ہی تیزی سے مڑا ۔۔۔ مگر اُسی لمحے عمران کی لات پوری قوت سے اس کی پنڈلی پر پڑی اور وہ چیختا ہوا منہ کے بل صوفے پر گرا۔ اور صوفے سمیت دوسری طرف الٹ گیا ۔۔۔ عمران نے ریوالور ایک طرف اچھالا اور صوفے کو ہٹا کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے غیر ملکی پر چھلانگ لگا دی۔

"تم اچھے میزبان ثابت نہیں ہوئے۔ تم نے چائے تک نہیں پوچھی۔ ورنہ شاید میں تمہاری اس سے بھی زیادہ اچھی خاطر خدمت کرتا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی کنپٹی پر مکے مارنے کے ساتھ ساتھ پوری قوت سے اس کے زیر ناف گھٹنا جماتے ہوئے کہا ۔۔۔ اور غیر ملکی باس چیختا ہوا پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔ عمران یک لخت اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں پیر اس کے پیٹ پر ایک دھماکے سے پڑے۔ اور غیر ملکی باس کا چہرہ یک لخت بگڑ گیا ۔۔۔ عمران اچھل کر نیچے ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹو مار دی ۔۔۔ غیر ملکی باس یک لخت تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ غیر ملکی باس گہری بے ہوشی میں مبتلا ہو چکا تھا۔ عمران نے جھک

کر اُسے اٹھایا اور لے کر ملحقہ باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے اس کا لباس اتار دیا۔ اور پھر اپنا لباس اتار کر اس نے غیر ملکی کا لباس پہن لیا ـــــ اس کے بعد اس نے الماری کا وہ خانہ کھولا جس میں ماسک میک اپ کا جدید ترین سامان موجود تھا۔

ماسک چہرے پر چڑھا کر اس نے بڑی تیزی سے اُسے اپنے چہرے پر فٹ کیا اور پھر بالوں کا رنگ اور ان کا انداز بدل کر وہ زیادہ سے زیادہ چھ منٹ کے اندر غیر ملکی باس کے میک اپ میں آ گیا۔ آئینے میں اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اس نے جھک کر غیر ملکی باس کے ہاتھ پیر باندھے ـــــ اس کے منہ میں رومال ڈال کر اس نے منہ پر ٹیپ چپکا دی اور پھر باتھ روم کا دروازہ کھول کر وہ باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ فلیٹ کی سیڑھیاں اترتا نیچے سڑک پر آ گیا۔ اس نے دور کھڑی مجرموں کی کار دیکھ لی ـــــ اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ کار سٹارٹ ہوئی اور پھر گھومتی ہوئی اس کے قریب آ رکی ـــــ جولیا اور کیپٹن شکیل پچھلی سیٹوں پر موجود تھے۔ رنگ دار شیشوں کی وجہ سے وہ باہر سے نظر نہ آ سکتے تھے۔

"یس باس" ـــــ ڈرائیور نے کار سے اترتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسئلہ طے ہو گیا ہے۔ ہم کامیابی کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ ان دونوں کی ہتھکڑیاں کھول کر انہیں اوپر فلیٹ پر بھیج دو۔ اور تم اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلے جاؤ ـــــ میں جلد ہی خود وہاں پہنچ جاؤں گا" ـــــ عمران نے غیر ملکی باس کے لہجے میں



تحکمانہ انداز میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ـــــ ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر پچھلا دروازہ کھول کر اس نے ایک پیر اندر رکھ دیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل کے منہ سے ٹیپ ہٹا کر اس نے ہتھکڑیاں کھول دیں۔

"خاموشی سے اوپر چلے چلو ـــــ عمران سے تمہارے متعلق بات چیت ہو چکی ہے" ـــــ عمران نے از خود جولیا اور کیپٹن شکیل کے باہر نکلتے ہی کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے مخصوص انداز میں آنکھ کا کونا دبا دیا ـــــ جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں ایک لمحے کے لئے چونکے اور پھر خاموشی سے سیڑھیاں چڑھتے اوپر چلے گئے۔

"اب ہم واپس جائیں باس" ـــــ ڈرائیور نے قدرے ہچکچاتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"تم نے میری بات نہیں سنی ـــــ میں خود تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ڈرائیور سر ہلاتے ہوئے واپس مڑا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار کو آگے بڑھا دیا۔ عمران سیڑھیاں چڑھتا اوپر پہنچ گیا۔

"اس غیر ملکی کو اٹھا کر خفیہ دروازے سے تم دانش منزل پہنچا دو" ـــــ عمران نے اندر آتے ہی حیران و پریشان کھڑے جولیا اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر اصل لہجے میں کہا۔

"یہ سب تم کیا چکر چلا رہے ہو ـــــ کہاں ہے وہ غیر ملکی" جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید مسلسل ٹیپ سے

منہ بند رہنے کی وجہ سے بہت جھلائی ہوئی تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ——— میں نے سانپ کو صرف بین بجا کر قابو کر لیا ہے" ——— عمران نے ہاتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر اس نے بے ہوش اور بندھے ہوئے غیر ملکی کو سامنے کر دیا۔

"اور اس کے ساتھی" ——— جولیا نے کہا۔

"وہ غیر اہم ہیں تم اسے پہنچاؤ ——— یہ کام کا آدمی ہے"

عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے جھک کر غیر ملکی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا ——— عمران انہیں خود عقبی دروازے سے باہر لے آیا اور پھر وہاں خفیہ گیراج میں کھڑی کار کی چابیاں اس نے ان کے حوالے کر دیں ——— جولیا اور کیپٹن شکیل غیر ملکی کو اس میں ڈال کر جب آگے بڑھ گئے تو عمران واپس پلٹا اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ایکسٹو کے نمبر ڈائل کئے۔

"ایکس ٹو" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ——— ایک غیر ملکی کو جولیا اور کیپٹن شکیل لے کر آ رہے ہیں اُسے گیسٹ روم میں حفاظت سے رکھنا۔ میں خود اس سے آ کر پوچھ گچھ کروں گا" ——— عمران نے جلدی سے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اس خفیہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں اس نے مخصوص اسلحہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں چند مخصوص قسم کے گیس بم نکالے اور انہیں جیبوں میں ڈال



کر وہ ڈرائنگ روم میں آیا۔ اس نے اپنے اور غیر ملکی کے ریوالور کے ساتھ ساتھ وہ تالا بھی اٹھا لیا۔ چابی اس میں موجود تھی۔ ریوالور اس نے جیبوں میں منتقل کئے ——— اور پھر وہ فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اس نے تالا دوبارہ فلیٹ کو لگایا۔ کیونکہ سلیمان ابھی تک واپس نہ آیا تھا۔ عمران نے چابی مخصوص جگہ پر رکھی اور پھر فلیٹ کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا ——— اس نے پہلے اچھی طرح جائزہ لے لیا کہ غیر ملکی کے ساتھی تو اردگرد موجود نہیں ہیں۔ پھر اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ لیکن وہ ٹیکسی خالی نہ تھی ——— وہ رکنے کی بجائے آگے بڑھتی گئی۔ ابھی عمران کھڑا اِدھر اُدھر ٹیکسی کا انتظار کر رہا تھا کہ دور ایک گلی سے سیاہ رنگ کی کار باہر نکلی اور تیزی سے بڑھتی ہوئی عمران کی طرف آ گئی ——— عمران کار کو دیکھ کر چونک پڑا۔ کیونکہ یہ وہی کار تھی جس میں سے جولیا اور کیپٹن شکیل کو اس نے اتارا تھا۔ کار عمران کے قریب آ کر رکی اور پھر وہی ڈرائیور نیچے اتر آیا۔

"تم گئے نہیں" ——— عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ——— آپ میری عادت جانتے ہیں۔ میں نے باقی کو بھیج دیا ہے۔ اور خود رک گیا تھا کہ شاید اچانک ضرورت پڑ جائے" ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں ——— چلو اچھا ہے مجھے ٹیکسی نہیں کرنی پڑی ——— چلو" عمران نے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ڈرائیور نے اپنی سیٹ سنبھالی ——— اور کار مڑ کر واپس چل پڑی۔

"باس ——— مجھے اس سارے کھیل کی سمجھ نہیں آئی"

ڈرائیور نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جس کھیل کی سمجھ آجائے وہ کھیل نہیں رہتا ۔۔۔ سمجھے ۔۔۔ میں ایک گہری چال چل رہا ہوں۔ اس لئے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے ورنہ عام اور سیدھے انداز میں کام کرنے والے اور بہت تھے"

عمران نے جان بوجھ کر گول مول سے انداز میں کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس بائی روڈ پر مڑ گئی جس پر وہ زرعی فارم موجود تھا ۔۔۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اندر پہنچ گیا۔ عمران کو اس کمرے کا راستہ معلوم تھا جہاں سے اُسے لے جایا گیا تھا ۔۔۔ اور چند لمحوں بعد وہ اُسی کرسی پر بیٹھا تھا جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ غیر ملکی باس موجود تھا۔ ڈرائیور اُسے وہاں پہنچا کر کھڑا تھا شاید وہ مزید ہدایات لینا چاہتا تھا۔

" ایسا کرو سب کو ایک جگہ اکٹھا کرو میں خاص ہدایات دینا چاہتا ہوں۔ اہم صورت حال ہے ۔۔۔ جلدی کرو اور مجھے اطلاع دو"

عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور ڈرائیور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ہی ڈرائیور اندر آیا۔

" باس ۔۔۔ سب بڑے کمرے میں موجود ہیں"

ڈرائیور نے کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر وہ آگے پیچھے چلتے



ہوئے راہداری میں آ گئے ۔۔۔ اب عمران کو چونکہ بڑے کمرے کا پتہ نہ تھا۔ اس لئے اس نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی رہ تو نہیں گیا" ۔۔۔ عمران نے مڑ کر کہا۔

"نہیں جناب ۔۔۔ سب موجود ہیں" ۔۔۔ ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ایسا کرو تم بھی وہیں چلو میں ایک کاغذ لے آؤں"

عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

ڈرائیور چند لمحے حیرت بھرے انداز میں کھڑا رہا۔ پھر کندھے جھٹکتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔۔۔ شاید عمران کا یہ پراسرار رویہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ عمران راہداری کے موڑ پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو ڈرائیور راہداری کے آخری حصے میں موجود ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تھا ۔۔۔ عمران چند لمحے وہاں رکا رہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اُسی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچتے ہی اس کے قدم رک گئے۔ اندر سے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

" معاملہ مشکوک ہے جیگر ۔۔۔ باس کی حرکات سمجھ میں نہیں آرہیں" ۔۔۔ اُسی ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔

" جلدی مت کرو سٹارک ۔۔۔ ہو سکتا ہے باس کسی خاص الجھن میں ہو۔ بہر حال اب وہ آئے گا تو کسی طریقے سے اُسے چیک کریں گے" ۔۔۔ دوسری آواز سنائی دی۔

اور عمران دبے قدموں پیچھے ہٹا اور آٹھ دس قدم پیچھے ہٹ کر

وہ اس طرح چلتا ہوا آگے بڑھا تاکہ اس کے قدموں کی آوازیں اس کمرے کے اندر پہنچ جائیں ——— باتوں کی آوازیں ختم ہو گئی تھیں۔ عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال کمرہ تھا۔ اس میں رکھی ہوئی کرسیوں پر پندرہ کے قریب افراد موجود تھے ——— ڈرائیور جسے سٹارک کے نام سے پکارا گیا تھا ایک اور لمبے تڑنگے آدمی کے ساتھ دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ تین کرسیاں سامنے کے رخ پر تھیں۔

"بیٹھو" ——— عمران نے اندر داخل ہوتے ہی سٹارک اور جیکر سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا اور وہ دونوں مودبانہ انداز میں ان تین کرسیوں میں سے دو پر بیٹھ گئے۔

"تم سب حیران ہو گے کہ میں کیا کر رہا ہوں ——— میں چاہتا ہوں کہ کچھ وضاحتیں ہو جائیں" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھنے کی بجائے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس ——— ہم شدید الجھن محسوس کر رہے ہیں" سٹارک نے اٹھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے اندازہ ہے سٹارک ——— اس لئے تو میں نے تم سب کو بلایا ہے" ——— عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے دوبارہ بیٹھنے کے لئے کہا۔

"باس ——— آپ کی عدم موجودگی میں گرینڈ چیف کی کال آئی تھی۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ آپ عمران کے سلسلے میں گئے ہیں۔ اس پر انہوں نے حکم دیا ہے کہ انہیں رپورٹ دی جائے"



سامنے بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند لمحے وہ خاموش کھڑا رہا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا۔ جس میں اس نے مخصوص قسم کے گیس بم رکھے ہوئے تھے۔

"کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے" ——— عمران نے جیب سے ایک بم نکالتے ہوئے کہا۔ یہ ٹینس بال جیسا تھا۔ سفید اور شفاف ——— اس میں ہلکے نیلے رنگ کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ وہ سب غور سے اس بم کو دیکھنے لگے۔

"یہ کیا چیز ہے باس" ——— سٹارک نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اس کی تلاش میں عمران کے پیچھے گیا تھا۔ اس میں اس نے حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کا نقشہ چھپایا ہوا تھا ——— لیکن اس میں ایک عجیب کاریگری کی گئی ہے کہ یہ اس صورت میں کھل سکتا ہے اگر اسے زور سے زمین پر پھینکا جائے ورنہ اس پر آپ ایٹم بم ماردیں یہ نہیں کھلے گا ——— اور نہ ہی اسے کھولنے کا اور کوئی طریقہ ہے۔ یہ دیکھو یہ اس طرح کھلتا ہے" ——— عمران نے شعبدہ بازوں جیسے انداز میں کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر زور سے وہ بم فرش پر پھینک دیا۔ فرش پر گرتے ہی بم دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا جیسے ٹینس بال کو درمیان میں سے کاٹ دیا گیا ہو۔ لیکن دونوں ٹکڑے خالی تھے۔ عمران نے سانس روک لیا تھا۔

"لیکن یہ تو خالی ہے باس" ——— ہال میں موجود ہر شخص نے

غور سے ان خالی ٹکڑوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران خاموش رہا۔
نے کوئی تبصرہ نہ کیا ——— اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ سب یک
چونکے۔ انہوں نے تیزی سے اپنے گلے دونوں ہاتھوں سے پکڑ
ان کی آنکھوں میں حیرت اور خوف کی ملی جلی پرچھائیاں ایک لمحے
لئے نظر آئیں۔ اس کے بعد وہ سب کرسیوں پر ہی ڈھیر ہو گئے
عمران نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا اور خود باہر آ گیا ——— اُسے م
تھا کہ اب یہ لوگ چار گھنٹوں سے قبل ہوش میں نہ آ سکیں گے۔



"ایکس ٹو" ——— عمران کے نمبر ڈائل کرتے ہی دوسری
طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ——— وہ غیر ملکی پہنچ گیا ہے" ——— عمران
نے پوچھا۔

"ہاں ——— جولیا اور کیپٹن شکیل اُسے چھوڑ گئے ہیں ——— وہ
گیسٹ روم نمبر ایک میں ہے۔ میں نے اس کی تلاشی لے لی تھی۔
اور دانتوں کا بھی معائنہ کر لیا تھا" ——— بلیک زیرو نے رپورٹ
دیتے ہوئے کہا۔

"کتنے دانت ہیں پتہ چلا" ——— عمران نے کہا اور دوسری طرف
بلیک زیرو کا قہقہہ فون پر سنائی دیا۔

"میں نے زہریلے کیپسول کی وجہ سے اس کے دانتوں کا معائنہ
کیا تھا" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــ سنو ـــ جولیا کو کہو کہ سب ممبر
اس جگہ آجائے جہاں انہیں اغوا کر کے لے جایا گیا تھا۔ میں
اس غیر ملکی کے پندرہ ساتھیوں کو یہاں بے ہوش کر دیا ہے
پندرہ کے متعلق انہیں کہہ دینا کہ انہیں کیمپ ہاؤس میں پہنچ
ہو سکتا ہے ان کی ضرورت پڑ جائے" ـــ عمران نے کہا۔

"پندرہ ساتھی ـــ لیکن یہ چکر کیا ہے۔ مجھے تو بتائیں؟
بھی پوچھ رہی تھی لیکن میں نے اسے ٹال دیا تھا" ـــ بلیک
نے کہا۔

"یہ غیر ملکی اور اس کے پندرہ ساتھیوں کا تعلق حلقہ موت
ہے" ـــ عمران نے کہا اور پھر اس نے اورینگا ہوٹل سے
کر اب تک کی تمام باتیں مختصر طور پر بلیک زیرو کو بتا دیں۔

"اوہ ـــ تو اس غیر ملکی کو ہیڈ کوارٹر کا علم ہے"
بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا اندازہ ہے کہ کچھ نہ کچھ اسے معلوم ہے۔ دوسری با
یہ کہ میں یہاں کی تلاشی لوں گا شاید کچھ دستیاب ہو جائے۔
ابھی ابھی مجھے پتہ چلا ہے کہ ان کا کوئی گرینڈ چیف بھی ہے۔ اس
کال آئی تھی ـــ ہو سکتا ہے اس کی دوبارہ کال آئے تو
چیک کر دوں گا کہ یہ کال کہاں سے آ رہی ہے" ـــ عمران۔
اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــ میں ابھی انہیں بھیجتا ہوں"
بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ



وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے دوبارہ رسیور اٹھا کر نمبر
ملانے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ این زیڈ سکس سنٹر" ـــ چند لمحوں بعد ایک
نسوانی آواز رسیور سے ابھری۔

"اٹ از ایکسٹو ـــ شیروانی سے بات کراؤ" ـــ عمران
نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ یس سر" ـــ دوسری طرف سے بوکھلائی
ہوئی آواز سنائی دی۔

اور چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد
مؤدبانہ تھا۔

"شیروانی اٹنڈنگ سر"

"ایکسٹو ـــ سنو اپنی چیکنگ مشین پوائنٹ فور پر فوکس کر
دو۔ یہاں فار رینج ٹرانسمیٹر کال آئے گی۔ تم نے اس کال کے
دوسرے مرکز کو چیک کرنا ہے ـــ مکمل لوکیشن" ـــ عمران
نے تحکمانہ اور سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے
اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اب وہ مطمئن تھا کہ اگر اس گرینڈ چیف کی دوبارہ کال آئی تو
یہ مخصوص سنٹر لوکیشن چیک کر لے گا ـــ یہ ایک ایسا خفیہ ادارہ
تھا جسے ایکسٹو نے ہی قائم کیا تھا۔ اس میں ایسی جدید ترین مشینیں
نصب تھیں جو پاکیشیا میں ہونے والی ٹرانسمیٹر کالوں کو نہ صرف

چیک کر سکتی تھیں بلکہ ان کی لوکیشن بھی تلاش کر سکتی تھیں۔ عام طور پر ادارہ ملٹری ورک میں مصروف رہتا تھا ۔۔۔ لیکن ایکسٹو اُسے ضرورت پڑنے پر اپنے لئے بھی استعمال کر لیتا تھا۔

عمران اٹھ کر کمرے سے باہر آیا اور پھر اُسی کمرے کی طرف گیا جہاں اس نے مخصوص گیس بم پھاڑ کر پندرہ افراد کو بے ہوش کیا تھا ۔۔۔ اس نے کھلے دروازے سے اندر نگاہ ڈالی تو وہ سب اُسی طرح کرسیوں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران مطمئن ہو کر مڑا اور پھر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

گیٹ پر پہنچ کر وہ کچھ دیر وہاں رکا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے چار کاریں گیٹ کی طرف آتی دکھائی دیں ۔۔۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ آنے والی سیکرٹ سروس کی کاریں تھیں۔

پہلی کار عمران کے قریب آ کر رکی۔ اس میں کیپٹن شکیل اور جولیا موجود تھے ۔۔۔ پچھلی سیٹ پر نعمانی بیٹھا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل نے کار عمران کے قریب روک دی۔

"واہ واہ ۔۔۔ واقعی زمانہ الٹا ہو گیا ہے۔ پہلے مرد بارات لے کر عورت کے گھر جایا کرتے تھے۔ اب عورتیں بارات لے کر مردوں کے گھروں میں آتی ہیں ۔۔۔ خوش آمدید ۔۔۔ خوش آمدید۔ مولوی صاحب کو ساتھ لے آئے ہو۔ میرا مطلب ہے تنویر آیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ تمہیں تو ہر وقت مذاق کی سوجھتی رہتی ہے" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔



"یہ مذاق نہیں محترمہ ۔۔۔ پوری زندگی کا سوال ہے۔ آیئے آیئے تشریف لایئے ۔۔۔ خوش آمدید" ۔۔۔ عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ پچھلی کار میں صفدر اکیلا تھا اور اس کے پیچھے تنویر اور صدیقی کی کار تھی۔ سب کاریں پورچ میں رک گئیں۔ وہاں پہلے سے تین کاریں موجود تھیں۔

"آیئے مس جولیانا فٹز واٹر ۔۔۔ شکار گاہ تیار ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ پندرہ افراد بے ہوش پڑے تھے۔

"اوہ ۔۔۔ یہ سب اکٹھے کیسے بے ہوش ہو گئے" ۔۔۔ جولیا اور تنویر نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"آدھے تو مس جولیا کی آمد کا سن کر خوشی سے اور باقی آدھے جناب تنویر کی آمد پر دہشت سے بے ہوش ہو گئے ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب انہیں کیمپ ہاؤس پہنچانا ہے" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ انہیں کاروں میں لاد لو۔ ضرورت پڑے تو ان کی اپنی ہی دو کاریں لے جا سکتے ہو۔ یہ سیاہ رنگ کی کار یہیں چھوڑ جانا۔ میں نے بطور احتجاج پیدل چلنے کی ہڑتال کر رکھی ہے تاکہ پیدل چلنے والے اس ملک کے لاکھوں لوگوں کو ان کے حقوق دلا سکوں" عمران نے لیڈرانہ انداز میں کہا ۔۔۔ اور اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

"چلو بھئی اٹھاؤ انہیں" ـــــ صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور عمران باہر نکل آیا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ہی باہر آگئی۔ باقی ممبرز نے انہیں اٹھا کر کاروں کی پچھلی سیٹوں کے درمیان ڈالنا شروع کر دیا۔

"تم یہیں رہو گے" ـــــ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ـــ مجھے دوسری بارات کا استقبال کرنا ہے۔ اسلام نے تو چار تک کی ہی اجازت دے رکھی ہے۔ لیکن موجودہ مہنگائی کے دور میں دو ہی کافی ہیں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا منہ بناتی ہوئی کار کی طرف بڑھ گئی۔

اس گروپ کی دو کاروں کو بھی تیار کر لیا گیا تھا۔ ان کی ڈرائیونگ سیٹیں نعمانی اور صدیقی نے سنبھال لی تھیں ـــ اور پھر کاروں کا یہ کارواں گیٹ سے نکل گیا۔

عمران ایک طویل سانس لے کر واپس مڑا اور پھر اس نے سب سے پہلے اس خاص کمرے سے مکمل تلاشی کا آغاز کر دیا۔ دو گھنٹے تک مسلسل محنت کے بعد اس نے پورے فارم کی تلاشی مکمل کر لی ـــ اُسے وہاں سے اور تو کچھ نہ مل سکا البتہ ایک فائل ایسی مل گئی جس سے اُسے پتہ چلا کہ یہ حلقہ موت کا سپیشل گروپ نمبر تیرہ ہے ـــ اس کا مرکز زاجکام ہے۔ انہیں عمران کے قتل کی خصوصی ہدایات دے کر بھیجا گیا تھا۔

ابھی عمران فائل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔



عمران نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ عمران نے غیر ملکی باس کے لہجے میں کہا۔

"میں شولڈر ہوں جناب ـــ وہ تین افراد جو ہم نے گرفتار کئے تھے ان کا آپ نے کیا کیا" ـــــ شولڈر کا لہجہ بے حد پُرجوش تھا۔

"کیوں ـــ تم کیوں پوچھ رہے ہو" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"جناب ـــــ وہ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس میں کوئی انسپکٹر اکرم نہیں ہے۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی یہیں موجود ہے۔ میں نے اُسے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ جولیا عمران کی دوست لڑکی ہے ـــ اور شاید یہاں کی سیکرٹ سروس کی رکن ہے جناب۔ وہ انسپکٹر اب مجھے یقین ہے خود عمران ہی ہے۔ اس نے کوئی خاص میک اپ کر رکھا ہو گا جناب" ـــــ شولڈر نے جلدی جلدی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــ وہ ابھی تک میری قید میں ہیں۔ وہ مشکوک افراد تھے اس لئے میں نے انہیں قید کر رکھا ہے۔ تم ایسا کرو خود میرے پاس آجاؤ۔ میں چاہتا ہوں تم خود ان سے پوچھ گچھ کرو" عمران نے اسبار نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــ میں آجاتا ہوں" ـــــ شولڈر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــ ساری ٹیم ایک خاص مشن پر گئی ہوئی ہے ـــ میں ہیڈ کوارٹر میں اکیلا ہوں۔ اس لئے گیٹ میں خود کھولوں گا۔ جلدی آجاؤ بغیر وقت ضائع کئے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا سر ۔۔۔ بہت اچھا سر" ۔۔۔ شولڈر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ سوپر فیاض کو ایسا سبق ضرور دے گا کہ وہ غیر متعلقہ آدمی کو جولیا کے متعلق آئندہ کچھ بتلانے کے قابل ہی نہ رہے گا۔

عمران اب وہاں بیٹھا گرینڈ چیف کی کال کا منتظر تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد اُسے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی ۔۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر راہداریوں سے گزر کر گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گیٹ کھولا تو شولڈر کار لئے اندر آگیا ۔۔۔ عمران نے گیٹ بند کر دیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس لوٹ آیا۔ پورچ میں کار روک کر شولڈر نیچے اتر آیا تھا۔

"وہ قیدی کہاں ہیں باس" ۔۔۔ شولڈر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ ۔۔۔ تمہیں حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق کچھ معلوم ہے" ۔۔۔ عمران نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے ۔۔۔ مجھے باس کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ سوائے چند مخصوص افراد کے اور کسی کو معلوم نہیں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ۔۔۔ شولڈر نے حیرت بھرے انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ گرینڈ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ تم نے عمران کو یہ پتہ



بتا دیا ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے عمران کو بتا دیا ہے اور گرینڈ چیف کو اطلاع ملی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔۔۔ پہلی بات تو یہ کہ مجھے علم ہی نہیں ہے۔ اور میں عمران کو بتا دوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ یہ ناممکن ہے ۔۔۔ اور پھر یہ بات گرینڈ چیف تک پہنچ جائے ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" شولڈر کی حیرت دیکھنے والی تھی۔

"کیوں گرینڈ چیف تک بات کیوں نہیں پہنچ سکتی" ۔۔۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ آپ تو راجگام جیسے سنٹر سے آئے ہیں جو حلقہ موت کا سب سے اہم سنٹر ہے۔ آپ تو مجھ سے بہتر جانتے ہیں میری تو آپ کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے ۔۔۔ میں تو ایک معمولی سا کارکن ہوں۔ مجھے تو صرف یہاں اس لئے بھیجا گیا تھا کہ میں عمران کو جانتا ہوں اور آپ سے تعاون کر سکتا ہوں ۔۔۔ جہاں تک گرینڈ چیف کا تعلق ہے آپ تو جانتے ہیں کہ گرینڈ چیف ہیڈ کوارٹر میں رہتے ہیں۔ وہ سپر باس ہیں۔ وہاں تک اتنی معمولی بات کیسے پہنچ سکتی ہے" ۔۔۔ شولڈر نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے گرینڈ چیف بھی خفیہ طور پر یہاں پہنچے ہوئے ہوں" عمران نے اُسے ٹٹولنے کے لئے کہا۔

"آج تک تو یہی سنتے آئے ہیں کہ گرینڈ چیف کبھی ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں آتے ۔۔۔ وہ سب سپر گرینڈ چیف کے ساتھ ہیڈ کوارٹر میں ہی رہتے ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے آپ کی بات درست ہو"

شولڈر نے کہا۔
"یہ بات تم نے کس سے سنی ہے ــــ یہ تو بڑی اہم بات ہے
اس بات کا علم بھی کم ہی لوگوں کو ہے۔ لوگ تو گرینڈ چیف کے نام
سے بھی واقف نہیں ہیں" ــــ عمران نے حیرت کا اظہار کرتے
ہوئے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے باس ــــ واقعی ایسا ہے لیکن
میرا ایک دوست تھا اجر اسٹوارٹ ــــ وہ دنیا کا مایہ ناز انجی
تھا۔ وہ بھی حلقہ موت سے متعلق تھا۔ اسی نے مجھے حلقہ موت میں
شامل کرایا تھا۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں کافی عرصہ رہا تھا۔ شاید وہاں تعمیرا
وغیرہ کراتا رہا تھا ــــ اس نے مجھے ایک روز شراب کے نشے م
بے خود ہو کر بتایا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں چار گرینڈ چیف ہیں اور ایک
سپر گرینڈ چیف۔ چاروں گرینڈ چیف دنیا کے چار حصوں کے باس ہ
ہر گرینڈ چیف کا اپنا اپنا حصہ علیحدہ ہے ــــ وہ اس حصے میں موجو
حلقہ موت کی تنظیموں اور کارکردگی کو وہیں ہیڈ کوارٹر سے کنٹرول
کرتے ہیں ــــ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ہیڈ کوارٹر کا ایک
نقشہ بھی تیار کر رکھا ہے۔ بس اتنا اس نے بتایا تھا۔ پھر نشہ اور چڑھ گ
اس کے بعد اس نے اور کچھ نہ بتایا ــــ پھر ساگالینڈ میں ایک کا
کے مشن پر وہ آیا تو وہاں مارا گیا تھا۔ بس اس سے مجھے ان باتو
پتہ چلا تھا" ــــ شولڈر نے جواب دیا۔
"اس نے تمہیں یہ بھی بتایا ہو گا کہ ہیڈ کوارٹر ہے کہاں"
عمران نے بڑے نرم اور دوستانہ لہجے میں کہا۔



"تفصیلاً تو نہیں بتایا البتہ اس نے صرف ایک اشارہ کیا تھا۔ لیکن
میں اس اشارے کو آج تک سمجھ ہی نہ سکا" ــــ شولڈر نے
جواب دیا۔
"اشارہ ــــ کیسا اشارہ" ــــ عمران نے پوچھا۔ اس کا
دل خوشی سے بلیوں اچھل رہا تھا۔
"وہ باس جب نشے میں بالکل ہی بدمست ہو گیا تھا۔ تو میرے
بار بار اصرار کرنے پر اس نے بار بار دو الفاظ دوہرائے۔ نٹار بیڈ۔
اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا ــــ مجھے آج تک نٹار بیڈ کے معنوں
کا ہی پتہ نہیں چل سکا۔ نجانے اسٹوارٹ کا اس سے کیا مطلب تھا۔
البتہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہیڈ کوارٹر کے متعلق اشارہ ہو سکتا ہے"
شولڈر نے جواب دیا۔
"یہ تو واقعی نہ سمجھ آنے والی بات ہے ــــ بہرحال اگر میں
تمہاری ملاقات عمران سے کرا دوں تو" ــــ عمران نے بات
بدلتے ہوئے کہا۔
"عمران سے ــــ کہاں ہے عمران ــــ کیا آپ نے اس کا
میک اپ صاف کر لیا" ــــ شولڈر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"عمران تمہارے سامنے ہے ــــ اب بولو" ــــ عمران نے
اصل آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں نہیں ــــ آپ تو باس ہیں ــــ آپ ....."
شولڈر بری طرح سراسیمہ ہو گیا۔
اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی برق رفتاری سے جیب

سے ریوالور نکال لیا ۔۔۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کو سیدھا کرتا عمران کا ہاتھ چلا اور ریوالور اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرا۔

" تو تم عمران کو قتل کرنے کے منصوبے میں تعاون کرنے آئے تھے" ۔۔۔ عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

شولڈر کا چہرہ عمران کے ہاتھ میں ریوالور دیکھتے ہی ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

" مجھے مت مارو ۔۔۔ مت مارو ۔۔۔ میں مجبور تھا"

شولڈر نے دونوں ہاتھ جوڑ کر عمران کے سامنے اس کے قدموں کی طرح جھکتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز اس قدر لجاجت آمیز تھا کہ عمران خاموش کھڑا رہ گیا۔

مگر دوسرے لمحے شولڈر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے اچھل کر پوری قوت سے عمران کے سینے میں سر کی بھرپور ٹکر مار دی اور عمران الٹ کر پشت کے بل فرش پر گر گیا ۔۔۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ شولڈر عمران کو گراتے ہی اس پر جھپٹ دوڑا ۔۔۔ لیکن عمران نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدل گیا اور شولڈر منہ کے بل فرش پر آ رہا۔ عمران یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ فٹ ہوں۔

" تم ۔۔۔ تم دھوکہ دے رہے تھے" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔ شولڈر نے جلدی سے کروٹ بدلی



اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا عمران کا ہاتھ لہرایا اور شولڈر چیختا ہوا پہلو کے بل دوبارہ فرش پر جا گرا۔ اس بار عمران کی لات حرکت میں آئی اور شولڈر کی چیخ سے پورا فارم گونج اٹھا ۔۔۔ عمران کی بوٹ کی ٹو اس کی کنپٹی پر پڑی تھی۔ اور پھر عمران نے اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا۔ اس کی دونوں ٹانگیں کسی مشین کی طرح حرکت میں آ گئیں ۔۔۔ شولڈر کی چیخیں فارم میں گونجتی رہیں پھر ڈوب گئیں۔ وہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اس کی کنپٹی سے خون بہہ نکلا تھا۔ عمران نے جھک کر اس کی نبض چیک کی۔ وہ زندہ تھا۔

" تم دھوکے باز ہو شولڈر ۔۔۔ اور دھوکے باز سے مجھے شدید نفرت ہے" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر جھک کر اس نے شولڈر کی ناک اور منہ پر دونوں ہاتھ جما دیئے۔

چند ہی لمحوں بعد شولڈر کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے منہ سے کراہیں نکلنے لگیں۔

" اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔ تم نے مجھ پر دھوکے سے وار کیا تھا شاید میں تمہیں چھوڑ دیتا۔ لیکن میں دھوکے باز اور سانپ کو ایک ہی سمجھتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے غضب ناک لہجے میں کہا۔

" مجھے معاف کر دو" ۔۔۔ شولڈر نے کراہتے ہوئے کہا۔

" تمہیں معافی نہیں مل سکتی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور جھک کر شولڈر کا گریبان پکڑا۔ اور دوسرے لمحے شولڈر چیختا ہوا فضا میں اٹھا اور عمران نے پوری قوت سے اسے دوبارہ فرش پر دے مارا ۔۔۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا پیر اس کی گردن پر رکھا اور

پھر تیزی سے گھوم گیا۔ شولڈر کے حلق سے آخری چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ عمران نے پیر کے دباؤ سے اس کی گردن توڑ دی تھی۔

"ہونہہ — دھوکہ کرتے ہو" — عمران نے اس کی لاش پر تھوکتے ہوئے کہا۔ اور پھر قدم بڑھاتا واپس غیر ملکی باس کے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ دروازے میں داخل ہی ہو رہا تھا کہ اچانک سیٹی کی تیز آواز سے کمرہ گونج اٹھا — عمران یہ آواز سنتے ہی چونک پڑا۔ آواز ایک خالی دیوار کے اندر سے نکل رہی تھی۔ عمران تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھا — اس نے اب تک اس دیوار کی طرف توجہ ہی نہ کی تھی۔ قریب پہنچ کر جب اس نے دیوار کو غور سے دیکھا تو دیوار پر اسے باریک باریک سوراخ نظر آئے۔ سیٹی کی آواز ان سوراخوں سے آ رہی تھی — عمران نے دیوار پر ہاتھ پھیرا۔ سوراخوں کے نیچے ایک جگہ ابھری ہوئی تھی۔ عمران نے جیسے ہی اس جگہ کو دبایا کھٹاک کی آواز سے دیوار درمیان سے کھلتی گئی — اور عمران نے دیکھا کہ اندر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک خاصی بڑی میز پر ایک عجیب و غریب ساخت کا بہت بڑا سا ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ اس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا — عمران نے آگے بڑھ کر اس بلب کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ اور سرخ رنگ کا بلب یک لخت سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس ٹرانسمیٹر کے ایک کونے سے روشنی کی تیز لہریں نکل کر عمران پر پڑیں۔

"اوہ اوہ — تم — تم تو عمران ہو — یہ کیسے ہو سکتا ہے"

اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے سرسراہٹ کی تیز آواز برآمد ہونے لگی — عمران یہ آواز سنتے ہی ایک لخت پلٹا اور اس نے باہر چھلانگ لگا دی۔ اور پھر وہ ایک لمحہ رکے بغیر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا اس کمرے سے باہر بھاگتا گیا — ابھی وہ کمرے سے نکل کر راہداری میں پہنچا تھا کہ ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے زرعی فارم پر کسی نے کوئی بہت زیادہ طاقت کا بم مار دیا ہو — عمران دھماکے سے اچھل کر فرش پر دیوار کے ساتھ جا گرا۔ زمین بری طرح لرز رہی تھی۔ ہر طرف گرد و غبار سا پھیل گیا تھا۔ لیکن راہداری محفوظ تھی۔ اس پر کوئی ملبہ نہ گرا — چند لمحوں بعد دھماکے کی بازگشت ختم ہوئی تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دیکھا کہ راہداری کی دیواریں پھٹ گئی تھیں۔ چھت تڑخ چکی تھی لیکن وہ گری نہ تھی جب کہ وہ خاص کمرہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔

عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ پورچ میں آ گیا جہاں وہ سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ اب عمران کے یہاں رہنے کا کوئی جواز باقی نہ رہا تھا — شولڈر کی لاش وہیں برآمدے میں ہی پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے کار سٹارٹ کی اور چند لمحوں بعد وہ کار دوڑاتا ہوا زرعی فارم سے باہر آ گیا۔ بائی روڈ کراس کر کے وہ مین روڈ پر جیسے ہی پہنچا اچانک کار کے ڈیش بورڈ

پر ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا - اور پھر یک لخت ا
تیز روشنی اس میں سے نکلنے لگی ـــــ عمران نے تیز روشنی دیکھ
پوری قوت سے بریک لگائے - اور دوسرے لمحے دروازہ کھ
اس نے باہر چھلانگ لگا دی ـــــ ابھی اس کا جسم فضا میں ہی تھ
ایک خوفناک دھماکہ ہوا - اور اس کے ساتھ ہی کسی گاڑی
بریکوں کے زبردست چیخنے کی آوازیں عمران کے کانوں کے با
قریب سنائی دیں ـــــ اور پھر عمران کے ذہن پر آخری احسا
بھاری چیز کا تھا - جس نے اس کے جسم کو بری طرح دبا دیا تھا



دروازہ کھلا اور بیڈ پر لیٹے ہوئے کرنل فریدی نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا ـــــ کرنل فریدی کے سارے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں - دونوں ٹانگیں بیڈ کے اوپر لگے ہوئے لوہے کے راڈوں کے ساتھ باندھ کر لٹکا دی گئی تھیں ـــــ کرنل فریدی کا چہرہ البتہ ان پٹیوں سے باہر تھا - اور گردن پر پٹیاں نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنا سر آسانی سے ہلا جلا سکتا تھا ـــــ کھلے دروازے سے کیپٹن حمید اندر داخل ہوا - اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی تھا - جس نے انتہائی قیمتی تراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا - آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی اور وہ اپنے حلیے سے کسی یونیورسٹی کا سینئر پروفیسر لگ رہا تھا -

"خوش آمدید پروفیسر واسطی" ـــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا -

"یہ کیا ہو گیا کرنل —— تمہاری یہ حالت" —— پروفیسر واس
نے حیرت بھرے لہجے میں قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھو
میں حیرت کے ساتھ ساتھ افسوس کی جھلکیاں بھی نمایاں تھیں۔
"ہاں —— کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ پروفیسر آخر میں ان
ہوں" —— کرنل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے
کیپٹن حمید نے دو کرسیاں اٹھا کر بیڈ کے ساتھ رکھ دیں پر
واسطی اور کیپٹن حمید اس پر بیٹھ گئے۔
"لیکن یہ ہوا کیسے کرنل —— جب تم نے باوجود انتظار کے
میرے ساتھ رابطہ قائم نہ کیا تو میں نے اعلیٰ حکام سے تمہارے
متعلق پوچھا۔ سب نے یہی جواب دیا کہ کرنل فریدی ملک سے
باہر گیا ہوا ہے —— میں بڑا حیران ہوا۔ آج کیپٹن میرے پاس
آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ تم باہر نہیں گئے بلکہ زخمی ہو"
پروفیسر واسطی نے کہا۔
"ہاں پروفیسر —— ایک دو روز ہوئے مجھے پوری طرح ہوش
آیا ہے تو میں نے کیپٹن حمید کو آپ کے پاس بھیجا تھا۔ آپ سنائیں
کوئی کامیابی ہوئی" —— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"وہ بات بعد میں کریں گے —— پہلے یہ بتاؤ کہ یہ سب کچھ ہوا
کیسے" —— پروفیسر واسطی نے کرنل فریدی کے جسم پر بندھی
ہوئی پٹیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ وہی جیوش آرگنائزیشن کا ہی سلسلہ ہے۔ ان کے ہیڈکوا
سے میرے لئے موت کا پروانہ جاری ہو چکا ہے۔ اور آپ جان



ہیں یہ تنظیم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور بے شمار افراد اور
تنظیمیں خفیہ طور پر اس کے لئے کام کر رہی ہیں —— اس لئے ایک
پارٹی کی ناکامی کے بعد وہ دوسری پارٹی بھیج دیتے ہیں۔ نئی پارٹی
کو میں نے ختم کر دیا لیکن ان میں سے ایک نیم مردہ شخص نے کام
دکھا دیا —— اور جب میں پلٹ رہا تھا تو اس نے ایک خوف ناک
بم مجھ پر پھینک دیا۔ یہ سب کچھ اسی بم کی کارستانی ہے۔ دونوں
ٹانگوں میں بے شمار فریکچر ہو گئے —— پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ پیٹ
میں زخم —— سر پر زخم —— بس کچھ نہ پوچھئے بچانے کس طرح
زندہ بچ گیا ہوں۔ ڈاکٹروں کو تو قطعاً امید نہ تھی۔ دسویں روز ہوش
آیا ہے —— مزید حفاظت کی غرض سے مجھے یہاں چھپا کر رکھا گیا
ہے۔ سوائے چند اعلیٰ حکام کے باقی سب کو یہی معلوم ہے کہ
میں ملک سے باہر گیا ہوا ہوں" —— کرنل فریدی نے مختصر الفاظ
میں ساری کہانی بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ خدا کا شکر ہے کہ تم بچ گئے۔ لیکن ایسی صورت میں
تو تمہیں طویل عرصے تک بیڈ پر رہنا ہوگا۔ پھر اس نقشے کے
حل کا کیا کرو گے" —— پروفیسر واسطی نے کہا۔
"ہاں —— پہلے میرا خیال تھا کہ میں غیر سرکاری طور پر جیوش
آرگنائزیشن کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ کروں گا کہ اب اس کے سوا
اور کوئی صورت باقی نہیں رہی —— ورنہ وہ لوگ مسلسل آدمی بھیجتے
رہیں گے۔ اب یہ میری مجبوری بن گیا ہے۔ لیکن مجھ پر اس
خوف ناک حملے کے بعد مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ حکومت نے

خفیہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ اگر میں جیوش آرگنائزیشن کا خاتمہ کر
چاہوں تو حکومت اس سلسلے میں پوری طرح تعاون کرے گی
کیوں کہ اب انہیں بھی احساس ہو گیا ہے کہ میری زندگی جیوش
آرگنائزیشن کے ہیڈ کوارٹر کے خاتمے کے ساتھ وابستہ ہو چکی
ہے ـــــ اس کے لئے انہوں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ سرکاری
طور پر میرا استعفیٰ قبول کر لیا جائے گا۔ اور پھر میں باہر آسانی سے
چلا جاؤں گا ـــــ کیوں کہ اس طرح اسرائیل کے ساتھ ہمارے
ملک کے تعلقات میں رخنہ پیدا نہ ہو گا" ـــــ کرنل فریدی نے
کہا۔

"لیکن اب اسرائیل سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جیوش آرگنائزیشن
کو کہہ کر یہ معاملہ ختم کر دیں" ـــــ پروفیسر واسطی نے کہا۔

"حکومت نے در پردہ کوشش کی ہے لیکن اسرائیل نے اس
تنظیم کے ساتھ کسی قسم کی وابستگی سے صاف انکار کر دیا ہے
لیکن یہ تو سب جانتے ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے" ـــــ کرنل فریدی
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل ـــــ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں آپ کی جگہ اس مشن پر چلا
جاؤں" ـــــ کیپٹن حمید نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــــ یہ اکیلے تمہارے بس کا روگ نہیں۔ بہرحال اب
میں تیزی سے صحت مند ہو رہا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ مجھے پوری
طرح فٹ ہونے میں دو تین ماہ لگ جائیں گے ـــــ اس کے بعد
میں انہیں دیکھ لوں گا" ـــــ کرنل فریدی نے بڑے پرعزم لہجے میں



جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پروفیسر واسطی اُسے عجیب نظروں سے دیکھتا رہ گیا کہ اس
حالت میں پہنچنے کے باوجود کرنل فریدی خوف زدہ ہونے کی بجائے
اپنے فیصلے پر ڈٹا ہوا ہے۔

"آپ بتائیں پروفیسر ـــــ کوئی کامیابی ہوئی" ـــــ کرنل فریدی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ میں نے بڑی مغز ماری کی۔ اور آخر کار میں نے اسے
حل کر لیا ہے۔ یہ سادا نقشہ انجینئرنگ کے قدیم کوڈ میں بنایا گیا ہے۔
میں نے اسے حل کر لیا ہے ـــــ یہ دیکھو" ـــــ پروفیسر نے کوٹ
کی اندرونی جیب سے دو کاغذ نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے
ایک کاغذ کھول کر کرنل فریدی کے ساتھ بیڈ پر بچھا دیا ـــــ اور پھر
ساتھ ہی دوسرا کاغذ بھی کھول دیا۔ ایک کاغذ پر وہی نقشہ تھا پیچیدہ
اور علامتی ـــــ جب کہ دوسرے کاغذ پر عمارتوں اور سڑکوں کا نقشہ
موجود تھا۔ اور پھر پروفیسر اور کرنل فریدی کے درمیان نقشے کی
علامتوں اور ان کے حل کے سلسلہ میں بات چیت شروع ہو گئی۔
کیپٹن حمید خاموش بیٹھا ان کی باتیں سنتا رہا۔

"لیکن پروفیسر یہ ہے کہاں ـــــ اصل مسئلہ تو یہ ہے"
کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں ـــــ اس کا محل وقوع کیا ہے۔ اس بات پر اس نقشے سے
تو کوئی روشنی نہیں پڑتی" ـــــ پروفیسر واسطی نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے ہم نقشے کو حل کرنے کے باوجود کچھ جا[ن]
نہ کر سکے ـــــ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ عمارات کہاں ہیں ا[س]
وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا" ـــــ کرنل فریدی نے تشویش بھ[رے]
لہجے میں کہا۔

"یہ نقشہ تو صرف اندرونی عمارتوں کا ہے اور بس"
پروفیسر واسطی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال یہ بھی آپ کا ہی کارنامہ ہے کہ آپ نے اسے ح[ل کر]
لیا ہے۔ اگر اتنا کچھ معلوم ہو گیا ہے تو اور بھی معلوم ہو جائے گا"
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ ڈھونڈھنے پر تو کہتے ہیں خدا بھی مل جاتا ہے"
پروفیسر واسطی نے ہنستے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بھی ہنس پڑا۔

"اچھا اب مجھے اجازت دو ـــــ اللہ تعالیٰ تمہیں جلد از جل[د]
مکمل صحت دے" ـــــ پروفیسر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ دونو[ں]
کاغذ اس نے تہہ کر کے کرنل فریدی کے اشارے پر حمید کو دے
دیئے تھے۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ پروفیسر ـــــ اب آپ سے یہ
تو زیادتی ہے کہ آپ میری یہاں موجودگی کا کسی سے ذکر نہ کریں
گے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ ـــــ اس بات کا فکر نہ کرو۔ میں صورت حال سمجھ گیا ہوں۔
ڈونٹ وری بوائے ڈونٹ وری ـــــ پروفیسر کا سینہ راز دل[وں کا]
مدفن ہے" ـــــ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔



"پروفیسر صاحب کو باہر چھوڑ آؤ" ـــــ کرنل فریدی نے سر
ہلاتے ہوئے کیپٹن حمید سے کہا۔ اور کیپٹن حمید پروفیسر کو ساتھ لے
کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ کرنل فریدی خاموش پڑا کچھ سوچتا
رہ گیا۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں۔ یہ نقشہ تو بے کار ثابت ہوا"
کیپٹن حمید کی آواز سن کر کرنل فریدی نے چونک کر اس کی طرف
دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"کوئی چیز بے کار نہیں ہوتی فرزند ـــــ تمہارا اپنے متعلق کیا
خیال ہے" ـــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ تو میں آپ کی نظروں میں بے کار ہوں"
کیپٹن حمید نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو کہہ رہا ہوں کہ کوئی چیز بے کار نہیں ہوتی"
کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بھی ہنس پڑا۔

"ٹیلی فون ادھر میرے پاس لے آؤ اور عمران سے کال ملاؤ
شاید اب اس سے بات ہو جائے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"کئی بار تو آپ کوشش کر چکے ہیں۔ لیکن ہر بار کوے
جیسی آواز والے باورچی کی ٹرٹر ہی سننی پڑتی ہے ـــــ اور پھر وہ
کر بھی کیا سکتا ہے۔ بس خواہ مخواہ ہر بار چودھری بن جاتا ہے"
کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی تم خود اس بات پر یقین کر چکے ہو کہ کوئی چیز بے کار نہیں
ہوتی۔ ویسے وہ جو کچھ ہے اسے میں ہی جانتا ہوں۔ تم اس سے

کال ملاؤ" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

اور کیپٹن حمید منہ بسورتا ہوا کمرے کے ایک کونے کی طرف مڑ گیا۔ جہاں ایک چھوٹی سی میز پر سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا۔ اس نے فون اٹھایا اور اس کی تار کو ٹھیک کرتا ہوا واپس کرنل فریدی کے بیڈ کے پاس آکر کرسی پر بیٹھ گیا ـــــ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ سٹلائٹ کی وجہ سے دونوں ممالک کے درمیان ڈائرکٹ ڈائلنگ تھی ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"پلیز ـــــ کوئی مچھر مار دوا ہو تو اپنے آپ چھڑک لیں۔ کم از کم ایک سے تو جان چھوٹے" ـــــ دوسری طرف سے عمران کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔ اور کیپٹن حمید کا منہ بن گیا۔

"مجھے تو تم خود مچھر لگ رہے ہو" ـــــ کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے کیپٹن حمید ـــــ تم کب سے نمرود بن گئے ہو۔ یار عاقبت کا خیال کرو۔ نمرود کی ناک میں مچھر گھس گیا تھا تو جوتے کھاتے کھاتے اس کی موت واقع ہو گئی تھی" ـــــ عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور کیپٹن حمید اُسے کچھ کہہ کر خود کٹ کر رہ گیا۔ اس نے عمران کو جواب دینے کی بجائے رسیور کرنل فریدی کے منہ اور کان سے لگا دیا ـــــ چونکہ فریدی کے ہاتھ پٹیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس لئے رسیور اُسے خود ہی پکڑنا پڑا۔



"ہیلو عمران ـــــ میں فریدی ہوں" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ کرنل صاحب آپ ـــــ لیکن پلیز جوتا نرم ہی استعمال کیجئے گا۔ دو چار سو جوتے تو پڑنے ہی چاہئیں" ـــــ عمران کی آواز سنائی دی۔

"تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو۔ کسی دن میں تمہاری گردن مروڑ دوں گا ـــــ سمجھے" ـــــ کیپٹن حمید نے جو رسیور پکڑنے کی وجہ سے جھکا ہوا تھا۔ عمران کی آواز سن لی تھی۔ اس لئے جھلاہٹ کے مارے اس نے کرنل فریدی کی بجائے رسیور اپنے منہ سے لگا کر جواب دے دیا۔

"کمال ہے ـــــ جوتے مارنے والے اور کھانے والے دونوں کی آوازیں تو آ رہی ہیں۔ لیکن جوتے پڑنے کی آوازیں غائب ہیں۔ اب میں نے اتنا نرم جوتا بھی نہیں کہا تھا کہ آواز ہی نہ آئے۔ اور جوتے ساری عمر بے چارے کیپٹن حمید عرف نمرود کے سر پہ پڑتے رہیں" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران ـــــ میں شدید زخمی ہوں۔ اس وقت کیپٹن حمید رسیور پکڑے میرے کان سے لگائے کھڑا ہے۔ میں اپنے ہاتھ نہیں ہلا سکتا۔ اور تم نے اسے زیادہ غصہ دلا دیا تو یہ رسیور ہی چھوڑ دے گا" ـــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زخمی اور آپ ـــــ کیوں کرنل صاحب ـــــ اس عمر میں کسے چھیڑ بیٹھے ہو" ـــــ عمران کی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی

بے اختیار ہنس پڑا۔ کیپٹن حمید کا چہرہ بگڑ گیا۔ لیکن وہ خاموش رہا۔

" وہ کہہ رہی تھی کہ میں عمران کی رشتہ دار لگتی ہوں" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اچھا اچھا ——— تو آپ میری بھابھی کو چھیڑ بیٹھے۔ کمال ہے بہر کم از کم کیپٹن صاحب کا ہی خیال کر لینا تھا۔ اب ان کی محبوبہ کو تو میں بھابھی ہی کہہ سکتا ہوں ——— مجبوری ہے ——— رشتہ تو بہر حال لگتا ہی ہے" ——— عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کوئی جواب دیتا کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے انداز میں رسیور ایک طرف بستر پر رکھ دیا۔

" اس کی عادت ہی ایسی ہے حمید ——— تم خواہ مخواہ اپنا خون کیوں جلاتے ہو" ——— کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ جس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ جھلاہٹ کی انتہا تک پہنچ گیا ہے۔

کیپٹن حمید کوئی جواب دیئے بغیر مڑا اور پھر اس نے ایک کونے میں پڑی ہوئی لمبی سی پٹی اٹھائی۔

" میں رسیور آپ کے سر کے ساتھ فکس کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ کرتے رہیں بات چیت ——— میں یہاں نہیں رک سکتا" کیپٹن حمید نے اُسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے رسیور کو کرنل فریدی کے کان اور منہ سے لگا کر اس پر



پٹی باندھ دی۔ اور خود پیر پٹختا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

" آئی۔ ایم۔ سوری کرنل فریدی ——— آپ تو واقعی شدید زخمی ہیں۔ میں سمجھا کہ شاید مذاق ہو رہا ہے" ——— عمران کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

رسیور بیڈ پر پڑے ہونے کی وجہ سے کیپٹن حمید اور کرنل فریدی کی بات چیت اس تک پہنچ رہی تھی اور یقیناً عمران جیسا ذہین آدمی رسیور کو کرنل فریدی کے سر سے باندھنے پر سمجھ گیا تھا کہ صورت حال کیا ہے۔

" ہاں ——— دس روز بعد ہوش آیا ہے۔ اور اس وقت دونوں ٹانگیں ہک سے بندھی ہوئی ہیں اور دونوں ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں۔ سر چہرہ اور گردن بچ گئی ہے۔ باقی سب پر پٹیاں ہیں" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" لیکن یہ ہوا کیسے" ——— عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی نے اُسے جیوش آرگنائزیشن کی طرف سے آئے ہوئے نئے گروپ کے حملے اور بم سے زخمی ہونے تک ساری صورت حال تفصیل سے بتا دی ——— جواب میں عمران نے بھی حلقہ موت کی طرف سے آنے والے گروپ اور اس کے خاتمے اور پھر موجودہ نئے گروپ کے متعلق بھی تفصیل بتا دی۔

" اس کا مطلب ہے اب ہر صورت میں ہیڈ کوارٹر تباہ ہونا چاہیئے تمہاری بات درست تھی اس وقت میں نے اُسے تسلیم نہ کیا تھا" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

" بالکل تباہ ہو گا ۔۔۔ ہر صورت میں ہو گا ۔۔۔ کرنل فریدی کے جسم پہ لگنے والے زخم تو کجا خراش تک کا انتقام لیا جائے گا " عمران نے بڑے پُرجوش لہجے میں کہا۔

" اوہ شکریہ ۔۔۔ تمہارے یہی جذبے تو تمہاری محبت دوسروں کے دلوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ میں تو فی الحال دو تین ماہ تک زیر علاج رہوں گا اس کے بعد میں اس ہیڈ کوارٹر کو دیکھ لوں گا ۔۔۔ میں نے فون اس لئے کیا تھا کہ تمہیں بتا دوں کہ نقشہ حل ہو چکا ہے " ۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" اچھا ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ انجینئرنگ کوڈ سے حل ہوا ہو گا " عمران نے چہکتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی کے منہ سے طویل سانس نکل گیا۔

اس کا شاید خیال تھا کہ عمران اس نقشے کے حل پہ چونکے گا۔ لیکن عمران کا انجینئرنگ کوڈ کا حوالہ دینا ہی ظاہر کرتا تھا کہ وہ پہلے ہی یہ نقشہ حل کر چکا ہے۔

" تمہاری اسی عادت سے کیپٹن حمید جلتا ہے کہ تم ہمیشہ قدم آگے ہی چلتے ہو ۔۔۔ تو تم نے خود ہی نقشہ حل کر لیا " کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میرے اور کیپٹن حمید کے درمیان بس انہی دو قدموں کا ہی تو فرق ہے ۔۔۔ لیکن کرنل صاحب ۔۔۔ یہ نقشہ جس شہر کا ہے وہ شہر کہاں ہے۔ اس بات پہ آپ نے غور کیا ہے " عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔



" یہی تو غور طلب بات ہے ۔۔۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں فون کیا تھا " ۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" دیکھیں اس نقشے کی ساخت ایسی ہے کہ اس میں کوئی بیرونی راستہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ یعنی یہ شہر چاروں طرف سے بند ہے۔ اتنا تو آپ بھی سمجھ گئے ہوں گے ۔۔۔ اور اب اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ شہر سمندر کی تہہ میں ہے یا زیر زمین ہے۔ ویسے اگر یہ زیر زمین ہوتا تب بھی اس شہر تک جانے والے راستے کی نشاندہی ہو سکتی تھی ۔۔۔ اس لئے جہاں تک میرا خیال ہے کہ ہیڈ کوارٹر سمندر کی تہہ میں بنایا گیا ہے " ۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور کرنل فریدی کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ یہی بات اس نے نقشہ دیکھ کر سوچی تھی۔ اور یہی بات عمران نے کہی۔

" تمہارا آئیڈیا درست ہے ۔۔۔ لیکن اب اسے کہاں سے سمندر میں تلاش کیا جائے " ۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" میں نے ہیڈ کوارٹر سے آنے والی ایک ٹرانسمیٹر کال چیک کرائی ہے ۔۔۔ اس سے یہ پتہ چلا ہے کہ یہ ٹرانسمیٹر کال کسی غیر معروف ستارے سے آ رہی ہے۔ یعنی زمین کی بجائے اس کال کا مرکز آسمان پہ ہے ۔۔۔ اب اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ ہیڈ کوارٹر سمندر کی تہہ میں ہے یا پھر کسی نامعلوم ستارے پہ ہے ۔۔۔ یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ زمین پہ سے کال کو پہلے کسی نامعلوم ستارے پہ ٹرانسمٹ کیا جاتا ہو اور پھر

وہاں سے ریسیور تک پہنچایا جاتا ہو تاکہ اُسے ٹریس نہ کیا
سکے" ــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"نقشے میں جس قسم کی عمارتیں دکھائی گئی ہیں ۔ ایسی عمارتیں ک
سیارے پر نہیں بنائی جا سکتیں ــــ ایسی عمارتیں جو اوپر سے گ
ہوں صرف سمندر کی تہہ میں ہی بنائی جا سکتی ہیں ۔ اس لئے تمہا
دوسرا نظریہ درست ہے کہ کال کو ٹریس ہونے سے بچانے ک
لئے اُسے پہلے کسی سیارے پر موجود مرکز سے ٹرانسمٹ کر
جاتا ہو گا" ــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔
"گڈ ــــ آپ کی دلیل واقعی ذہن کو لگتی ہے ۔ اچھا اب آ
یہ بتائیں کہ آپ نے کبھی نٹا ربیڈ کا نام سنا ہوا ہے"
عمران نے کہا۔
"نٹا ربیڈ" ــــ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔
"ہاں ــــ مجھے ایک خاص ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ ہیڈکو
جہاں واقع ہے اُسے نٹا ربیڈ کہتے ہیں" ــــ عمران نے
جواب دیا۔
"اوہ ــــ یہ نام کچھ مانوس لگتا ہے ــــ ٹھہرو ــــ مجھے سوچ
دو" ــــ کرنل فریدی نے کہا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں
اس کی پیشانی پر پڑنے والی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ ذہن پر
زور دے رہا ہے۔
"ارے ارے ــــ ہاں ــــ اب مجھے یاد آگیا ۔ اوہ واقعی
یہی نٹا ربیڈ ہو گا" ــــ کرنل فریدی نے آنکھیں کھولتے ہوئے



پُرجوش لہجے میں کہا۔
"کیا یاد آیا" ــــ دوسری طرف سے عمران نے بھی پُرجوش لہجے
میں کہا۔
"بحر اوقیانوس میں جزائر فجی تو جانتے ہی ہو گے"
رنل فریدی نے کہا۔
"ہاں ــــ اچھی طرح جانتا ہوں" ــــ عمران نے جواب دیا۔
"ان جزائر کو پرانے زمانے میں بحری قزاق نٹا ربیڈ کہتے تھے"
رنل فریدی نے جواب دیا۔
"اوہ ــــ تو یہ بات ہے ــــ ویری گڈ ــــ اس کا مطلب
ہے ۔ آپ نے محل وقوع تلاش کر لیا تو یہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر
زائر فجی کے آس پاس واقع ہے ــــ ویری گڈ کرنل ــــ آپ
نے تو سارا مسئلہ حل کر دیا" ــــ عمران نے خوش ہوتے ہوئے
کہا۔
"لیکن تمہاری یہ خبر درست ہونی چاہیئے کہ ہیڈ کوارٹر نٹا ربیڈ میں
ہے" ــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یہ کنفرم ہے ــــ اور مزید کنفرمیشن وہاں جا کر ہو جائے گی"
ران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
"تم میرے ٹھیک ہونے تک رک جاؤ ۔ پھر اکٹھے چلیں گے"
نل فریدی نے کہا۔
"رکنے والا معاملہ غلط ہے کرنل ــــ جب تک آپ صحت یاب
ں گے میں اس ہیڈ کی چولیں ہلا چکا ہوں گا ۔ اب یہ فوری اور

اہم مسئلہ بن گیا ہے ــــــ نہ صرف آپ کے لئے بلکہ میرے لئے اور ویسے بھی پوری دنیا کے مسلمانوں کے سروں پہ لٹکتی ہوئی تلوار کو اب ٹوٹ ہی جانا چاہیئے "ــــــ عمران نے بڑے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن جزائر فجی تو پاکیشیا سے بہت دور ہیں ــــــ مغربی آسٹریلیا کے پاس ہیں "ــــــ کرنل فریدی نے کہا۔

" ہیں تو اسی دنیا میں ــــــ اب کوئی فکر نہیں ــــــ اچھا کر اب آپ آرام کریں ــــــ میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا"
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" حمید ــــــ حمید "ــــــ کرنل فریدی نے زور زور سے آوازیں دینا شروع کر دیں۔

اور چند لمحوں بعد کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

" اتارو اس رسیور کو ــــــ کاش میں ٹھیک ہوتا تو اپنا خود لیتا ــــــ بہرحال مجبوری ہے "ــــــ کرنل فریدی۔ بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" آپ نے اُسے بتا دیا کہ نقشہ حل ہو گیا ہے۔ خوش تو ہو گا "ــــــ کیپٹن حمید نے پٹی کھول کر رسیور الگ کرتے ہوئے کہا۔

" وہ پہلے ہی نقشہ حل کر چکا ہے ــــــ اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع بھی تلاش کر لیا ہے "ــــــ کرنل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن حمید کا چہرہ دیکھنے



ہو گیا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔

" وہ بے حد ذہین آدمی ہے کیپٹن صاحب ــــــ کبھی کبھی مجھے احساس ہوتا ہے کہ ایسا شخص شاید لاکھوں سالوں میں بھی پیدا نہیں ہو سکتا "ــــــ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید کا منہ بن گیا۔

" خاک ذہین ہے ــــــ بس آپ نے اُسے سر چڑھا رکھا ہے۔ ورنہ اُسے تو کسی سرکس میں مسخرہ ہونا چاہیئے "ــــــ کیپٹن حمید نے کہا اور پھر فون اٹھا کر واپس کونے والی میز پہ رکھ دیا۔

ایک بہت بڑے کمرے میں مشینوں کا جال سا بچھا ہوا تھا
پورے کمرے کی دیواروں کے ساتھ عجیب وغریب ساخت کی مشینیں
نصب تھیں ـــــ ہر مشین کے سامنے ایک مشینی روبوٹ لوہے
کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہی روبوٹ ہی اس مشین کو چلا اور کنٹرول
کر رہا تھا ـــــ ایک طرف اندھے شیشے کا ایک کیبن بنا ہوا تھا
اس کیبن میں ایک خوب صورت میز کے پیچھے ایک بوڑھا بیٹھا ہوا
تھا۔ اس کی نظریں میز پر موجود ایک چھوٹی سی مشین پر جمی ہوئی تھیں
مشین پر لگی ہوئی سکرین پر اسے بیرونی کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔
اسی لمحے پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور بوڑھے
نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس ـــــ گرینڈ چیف نمبر دو" ـــــ بوڑھے نے تحکمانہ
لہجے میں کہا۔



"اوور سیز فون کال چیکنگ سنٹر سے رپورٹ آئی ہے"
دوسری طرف سے ایک مشینی آواز ابھری۔
"او۔ کے ـــــ کنکٹ کر دو" ـــــ بوڑھے نے کہا۔ اور
رسیور رکھ کر اس نے سامنے پڑی ہوئی مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔
اس بٹن کے دبتے ہی کمرے میں موجود ایک مشین کے سامنے بیٹھا
ہوا روبوٹ تیزی سے حرکت میں آ گیا ـــــ اس نے سامنے
موجود مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ بوڑھے
کے سامنے رکھی ہوئی مشین کی سکرین پر اب صرف وہی روبوٹ
اور اس کے سامنے موجود مشین نظر آ رہی تھی ـــــ چند لمحوں بعد
مشین سے ایک آواز ابھری۔
"ہیلو ـــــ اوور سیز فون کال چیکنگ سنٹر رپورٹ دے رہا
ہے ـــــ ہیلو" ـــــ ایک انسانی آواز ابھری۔
"یس ـــــ گرینڈ چیف اٹنڈنگ یو" ـــــ بوڑھے نے
تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"گرینڈ چیف ـــــ ہمارے سنٹر نے ایک اہم کال چیک کی
ہے۔ یہ کال پاکیشیا کے علی عمران اور ساگا لینڈ کے کرنل فریدی
کے درمیان ہوئی ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیا کہہ رہے ہو ـــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کرنل فریدی تو
ختم ہو چکا ہے۔ وہ بم سے ہلاک ہو چکا ہے۔ اور عمران کو تو میں
نے خود یہاں سے ہلاک کیا ہے ـــــ وہ کار کے ساتھ جل چکا ہے
پھر یہ کال کیسے ہو سکتی ہے" ـــــ گرینڈ چیف نے بری طرح

چیختے ہوئے کہا۔
"باس ـــــ آپ خود سن لیں۔ یہ دس منٹ پہلے کی کال ہ
دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
اور اس کے ساتھ ہی عمران کی آواز مشین پر ابھری۔ وہ کیپ
کیپٹن حمید سے بات کر رہا تھا ـــــ کال مسلسل چلتی رہی اور بوڑ
کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے چہرے
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دنیا جہان کی حیرت اکٹھی ہو کر اس کے
میں اتر رہی ہو ـــــ کال کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ پھر رابط
ہو گیا۔
"آپ نے کال سن لی ہے باس" ـــــ وہی آواز دوبار
سنائی دی۔
"ہاں ـــــ سن لی ہے" ـــــ بوڑھے نے کہا اور جھنجھلائے
ہوئے انداز میں مشین کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے کے عض
ابھی تک بگڑے ہوئے تھے۔ اور آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی محسو
ہو رہی تھیں ـــــ وہ چند لمحے اسی عالم میں بیٹھا رہا۔ جیسے اپ
آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہو۔
پھر اس نے مشین کا ایک اور بٹن دبا دیا۔
"کال کی ٹیپ میرے پاس پہنچاؤ" ـــــ بوڑھے نے سخت
لہجے میں کہا۔ اور پھر مشین کے تمام بٹن آف کر کے اس نے کر
کی نشست سے سر ٹکا دیا ـــــ اس کا ذہن ابھی تک بھونچال کی
زد میں تھا۔ چند لمحوں بعد کیبن کا دروازہ کھلا اور وہی روبوٹ ا



داخل ہوا۔ اس نے ایک چھوٹی سی ڈبیا بوڑھے کے سامنے میز پر
رکھی اور واپس چلا گیا ـــــ بوڑھا چند لمحے غور سے اس ڈبیا کو
دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا وہ اٹھا۔ اس نے ڈبیا ہاتھ
میں پکڑی اور کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔
مشینوں والے کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آیا۔ اور
پھر راہداری کے آخر میں ایک بند دیوار کے سامنے رک گیا۔ اس
نے ہاتھ اٹھا کر مٹھی بھینچی اور پھر اس مٹھی کو مخصوص انداز میں دیوار
پر تین بار مارا ـــــ تیسری بار بند مٹھی مارتے ہی دیوار درمیان
سے ہٹ گئی۔ اور اب وہاں ایک فولادی دروازہ نظر آنے لگا۔
جس کے اوپر سرخ رنگ کی چمکتی ہوئی لکیروں کا جال سا آدھا ترچھا
گزرتا ہوا نظر آ رہا تھا۔
"گرینڈ چیف نمبر دو حاضر ہونا چاہتا ہے" ـــــ دروازہ نمودار
ہوتے ہی گرینڈ چیف نمبر دو نے مؤدبانہ انداز میں سر کو جھکاتے
ہوئے کہا۔
دوسرے لمحے ایک جھماکا ہوا۔ اور وہ چمکتی ہوئی لکیروں کا جال
غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا ـــــ گرینڈ چیف
مؤدبانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ
اس کی پشت پر خود بخود بند ہو گیا۔ کمرہ انتہائی روشن تھا۔ روشنی اس
کمرے کی دیواروں سے نکل رہی تھی ـــــ لیکن کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان
سے خالی تھا۔ گرینڈ چیف کمرے کے عین درمیان میں آ کر رک گیا۔
دوسرے لمحے سر سر کی تیز آوازوں کے ساتھ زمین سے چھت تک

اندھے شیشے کی دیواریں کمانڈ چیف کے گرد کھڑی ہو گئیں ۔ اد
کمانڈ چیف اس شیشے کی دیواروں میں قید ہو گیا ـــــ شیشے کا گ
نمودار ہوتے ہی اس میں ہلکے نیلے رنگ کی گیس بھرنے لگ گئی
اور کمانڈ چیف کا جسم یک لخت مفلوج ہو گیا ۔ وہ جیسے کھڑا تھا
ویسے ہی کھڑا رہ گیا ـــــ لیکن اب وہ ہر قسم کی حرکت سے معذ
ہو گیا تھا ۔ دوسرے لمحے فرش نیچے اترتا چلا گیا ۔ اس طرح جیسے
کوئی لفٹ نیچے جاتی ہے ـــــ چند لمحوں بعد فرش رکا اور شیشے
کی دیواریں غائب ہو گئیں ۔ اس کے ساتھ ہی کمانڈ چیف کے جسم
میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا ۔ جس جگہ
پہنچا تھا وہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا ـــــ جس کے ایک کونے میں
ایسے شیشے کا بڑا سا کیبن تھا جس میں باہر سے اندر نہ دیکھا جاسکتا
تھا ۔ لیکن اندر سے ہر چیز بخوبی اور واضح نظر آتی تھی ـــــ یہ
سپر کمانڈ چیف کا خاص کمرہ تھا ۔

کمانڈ چیف نمبر دو اس کیبن کی دیوار کے سامنے جا کر رک
گیا ۔

" سپر کمانڈ چیف کی خدمت میں کمانڈ چیف نمبر دو حاضر ہو
چاہتا ہے " ـــــ کمانڈ چیف نمبر دو نے مؤدبانہ انداز میں کہا
اور اس کے ساتھ ہی شیشے کی دیوار درمیان سے پھٹ گئی ۔ اب وا
خلا نظر آ رہا تھا ـــــ کمانڈ چیف اندر داخل ہوا تو سامنے ایک بڑ
اور شاندار میز کے پیچھے سپر کمانڈ چیف آنکھوں پر تاریک شیشوں
کی عینک لگائے ایک اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا ۔ ا



کے سامنے فائلوں کے ڈھیر موجود تھے ۔

" آؤ چیف نمبر دو ـــــ کیا رپورٹ لے آئے ہو "

چیف باس نے سپاٹ لہجے میں آنے والے بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" باس ـــــ اہم ترین رپورٹ دینی تھی ۔ اس لئے میں خود حاضر ہوا ہوں " ـــــ چیف نمبر دو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور میز کے سامنے ایک کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا ۔ اس کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں ۔

" ہاں کیا ہوا اس علی عمران کا ـــــ کیا اس کا خاتمہ ہو گیا "

چیف باس نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

" باس ـــــ یہ شخص واقعی انتہائی حیرت انگیز حد تک ڈھیٹ اور سخت جان ثابت ہو رہا ہے ۔ جیسا کہ آپ کے ساتھ پروگرام طے کیا گیا تھا ۔ میں نے نشورم سنٹر کے ایک کارکن شولڈر کو پاکیشیا بھیجا ۔ کیونکہ وہ وہاں کافی عرصہ رہ چکا تھا اور اس شخص علی عمران سے اچھی طرح واقف بھی تھا اور اس سے اس کا رابطہ بھی تھا ـــــ ادھر راجگام سنٹر کی خصوصی تنظیم راجگام سنٹر کے چیف کی قیادت میں پاکیشیا روانہ کی گئی ۔ انہیں کام کرنے کے لئے خصوصی ہدایات دے دی گئیں ـــــ شولڈر کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اس تنظیم کے ساتھ مکمل تعاون کرے ۔ راجگام تنظیم نے کام شروع کر دیا ۔ مجھے روزانہ رپورٹیں ملتی رہیں ـــــ وہ عمران کے گرد جال تیار کر رہے تھے ۔ کہ اچانک ایک بار رپورٹ لینے کے لئے جب میں نے ایکس وائی ٹرانسمیٹر

آن کیا تو ٹرانسمیٹر کی سکرین پر عمران کھڑا نظر آیا - وہ راجگام سنٹر کے چیف کے میک اپ میں تھا -

—— لیکن ایکس وائی ٹرانسمیٹر کی چیکنگ مشین نے اس اصل تصویر سامنے کر دی - جس پر میں نے فوری طور پر ٹرانسمیٹر کا آن کر دیا اور وہ کمرہ جہاں وہ ٹرانسمیٹر موجود تھا - اور اس ملحقہ کمرے تباہ ہو گئے —— میرا خیال تھا کہ عمران ساتھ ہی ختم گیا ہو گا - میں نے مزید چیکنگ کے لئے تھری زیرو ٹرانسمیٹر آن دیا - جو کہ تنظیم کی مخصوص کاروں میں نصب تھا - تو اس ٹرانسمیٹر ایک نئی بات سامنے آئی —— عمران پہلے حملے سے بچ نکلا تھا اور اس کار میں موجود تھا اور اس کار کی تھری زیرو ویز نے سامنے برآمدے میں پڑی ہوئی شولڈر کی لاش کو بھی نمایاں کر دیا - نے فوراً تھری زیرو ٹرانسمیٹر کو ایکس وائی آپریٹنگ مشین سے لنک کیا —— اس لنکنگ میں تھوڑی دیر لگ گئی - لنکنگ کے بعد میں نے جب چیک کیا تو کار مین روڈ پر پہنچ چکی تھی اور وہ عمران اس ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا - اس کے پیچھے ایک اور کار تھی جسے کوئی غیر ملکی چلا رہا تھا وہ کار کافی فاصلے پر تھی —— میں نے تھری ٹرانسمیٹر کا مخصوص بم آن کر دیا - اور پھر ایکس وائی کے ساتھ لنک کی وجہ سے میں نے دیکھا کہ کار ایک خوفناک دھماکے سے تباہ ہو گئی اور عمران بھی ساتھ ہی سکرین پر سے غائب ہو گیا —— میں مطمئن ہو گیا کہ عمران کا خاتمہ ہو گیا ہے - پھر میں راجگام سنٹر کی اس تنظیم کا سراغ لگانے کے لئے کوشش کرتا رہا لیکن کوئی چیز ٹریس



ہو سکی - چنانچہ میں نے یہی اندازہ لگایا کہ وہ لوگ کسی نامعلوم طریقے سے عمران کے ہاتھوں ختم ہو چکے ہیں —— لیکن پھر اچانک اوور سیز کال چیکنگ سنٹر سے ایک رپورٹ بھیجی گئی - یہ اس کال کی تھی جو اسی نے پاکیشیا اور ساگا لینڈ کے درمیان ہوئی —— اور حیرت کی بات یہ تھی کہ یہ کال عمران اور ساگا لینڈ کے کرنل فریدی کے درمیان ہو رہی تھی" —— چیف نمبر دو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا -

اس دوران چیف باس خاموش بیٹھا سنتا رہا - اس نے درمیان میں بالکل کوئی دخل نہ دیا تھا -

"یہ کیسے ہو سکتا ہے —— کرنل فریدی کے متعلق تو یہ حتمی رپورٹ مل چکی ہے کہ وہ بم لگنے سے ہلاک ہو چکا ہے - البتہ وہاں کی حکومت نے اس کی موت کی خبر چھپائی ہے اور اسے ملک سے باہر گیا ہوا بتایا جا رہا ہے —— لیکن حکومت اسرائیل کے ذریعے اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے"

پہلی بار چیف باس نے حیرت بھرے انداز میں مداخلت کرتے ہوئے کہا -

"اس بات پر تو مجھے حیرت ہے —— اس کال سے یہ واضح ہے کہ کرنل فریدی صرف زخمی ہوا ہے ہلاک نہیں ہوا اور عمران بھی ٹھیک ہے اور ختم نہیں ہوا —— اور مزید یہ کہ کرنل فریدی اور عمران دونوں نے اس نقشے کو حل کر لیا ہے - اور آخری اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع بھی درست طور پر ٹریس کر

لیا ہے " ——— چیف نمبر دو نے انکشافات کرتے ہوئے کہا
اور چیف باس یہ باتیں سنتے ہی یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے
کرسی کی نشست نے اسے اوپر کی طرف اچھال دیا ہو۔
" یہ کیسے ممکن ہے ——— یہ کس طرح ہو سکتا ہے ——— اا
میں تو محل وقوع کی نشاندہی نہیں ہے " ——— چیف باس کے
میں شدید ترین حیرت تھی۔
" میں کال کا ٹیپ لے آیا ہوں آپ سن لیں ہر بات وا
جائے گی " ——— چیف نمبر دو نے کہا اور پھر اس نے جیب
ٹیپ نکال کر چیف باس کی طرف بڑھا دیا۔
چیف باس نے ٹیپ اٹھایا اور پھر میز کی دراز کھول کر اا
سے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈ نکال کر میز پر
ٹیپ اس میں ڈال کر بٹن آن کر دیا ——— کمرے میں عمران اور
فریدی کی آوازیں گونجنے لگیں۔ چیف باس کا چہرہ ہر بات کے
ساتھ بگڑتا جا رہا تھا۔ جب ٹیپ ختم ہوئی تو چیف باس نے بٹن
کر دیا۔
" اس کا مطلب ہے واقعی وہ طوفان سر پر آ گیا ہے۔ جس
مجھے پہلے سے تھا ——— ہم ان دونوں کے معاملے میں ہر لحا
ناکام رہے ہیں " ——— چیف باس نے بگڑے ہوئے
میں کہا۔
" یس باس ——— صورت حال سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے
کرنل فریدی کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ تو آسانی سے کیا جا



بلکہ اس علی عمران کا فوری خاتمہ انتہائی ضروری ہے "
گرینڈ چیف باس نمبر دو نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔
" ہاں ——— آؤ میرے ساتھ " ——— چیف باس نے اٹھتے ہوئے
کہا اور پھر وہ اپنی پشت پر ایک دروازے کی طرف بڑھا۔
گرینڈ باس نمبر دو بھی کرسی سے اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔
دروازہ کھول کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گئے۔ جس کی
سامنے والی دیوار پر دیوار کی لمبائی چوڑائی جتنی ایک سکرین نصب تھی۔
اس مشین کے سامنے ایک کرسی تھی ——— چیف باس اس کرسی پر بیٹھ
گیا۔ نمبر دو اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔
چیف باس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین کے آپریٹ
ہوتے ہی سکرین روشن ہو گئی ——— اور پھر چند جھماکوں کے بعد سکرین
پر ایک سیاہ نقاب پوش کی تصویر ابھر آئی۔
" اولڈ سنٹر نمبر سکسٹی آن دی لائن " ——— تصویر کے سکرین پر
آتے ہی ایک بھاری آواز کمرے میں گونجی۔
" سپر گرینڈ چیف " ——— چیف باس نے کرخت اور
تحکمانہ لہجے میں کہا۔
" یس باس " ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ
یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔
" تمہارے پاس پاکیشیا کے عمران کی تصویر اور دیگر تفصیلات
پہنچ چکی ہیں ——— تم نے فوری طور پر پلاننگ نمبر تھری پر عمل کرنا
ہے۔ پاکیشیا سے اڑنے والا کوئی جہاز چاہے وہ فوجی ہو یا سول۔

یا پرائیویٹ ۔ تمہاری نظروں سے بچ کر نہ نکلے ۔ اور جیسے ہی ع
ٹریس ہو اس جہاز کو میزائلوں سے ہٹ کرو ۔ اور روزانہ
مجھے دو ـــــ او ۔ کے " ـــــ چیف باس نے کہا ۔

" یس باس ـــــ او ۔ کے ـــــ میں فوری طور پر آپریش
کر دیتا ہوں " ـــــ سیاہ نقاب پوش کی آواز سنائی د
چیف باس نے مشین کا ایک بٹن دبا کر اس کے نیچے لگی ہوئ
کو گھمانا شروع کر دیا ـــــ سکرین پر جھماکے شروع ہو گئے
جیسے ہی چیف باس نے ہاتھ ہٹایا سکرین پر ایک سرخ نقا
کی تصویر ابھر آئی ۔

" ہوونگ آپریشن زیرو زیرو ون آن دی لائن "
سرخ نقاب پوش کی آواز کمرے میں گونجی ۔

" سپر کمبنڈ چیف " ـــــ چیف باس نے کہا ۔

" یس باس " ـــــ سرخ نقاب پوش کی مؤدبانہ آ
دی ۔

" آپریشن وکٹری کا آغاز کر دو ۔ پاکیشیا سے باہر ا
تمام ٹرینیں ـــ کاریں ـــ بسیں ـــ ٹرک اور اس قسم
سواریاں چاہے وہ پاکیشیا کی حدود سے کسی طرف بھی
ہوں ، چیکنگ سے باہر نہیں ہونی چاہئیں ۔ اور جیسے ہی
عمران سامنے آئے اُسے ہٹ کر دو روزانہ مجھے رپورٹ
چیف باس نے کہا ۔

" یس باس " ـــــ سرخ نقاب پوش نے کہا اور



نے ایک بار پھر بٹن دبا کر ناب گھمانا شروع کر دی ۔ چند لمحوں بعد
سکرین پر نیلے رنگ کا نقاب پہنے ایک چہرہ ابھر آیا ۔

" سی ماسٹر سنٹر نمبر تھرٹی ون آن دی لائن "
نیلے نقاب پوش کی آواز سنائی دی ۔

" سپر کمبنڈ چیف " ـــــ چیف باس نے کہا ۔

" یس باس " ـــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں
کہا گیا ۔

" پلان نمبر فور پر فوری عمل شروع کر دو ۔ پاکیشیا کی سمندری حدود
سے نکلنے والے ہر جہاز چاہے وہ مسافر ہو یا مال بردار ـــــ تمام
مال بردار کشتیاں ـــــ مسافر کشتیاں ـــــ عام لانچیں ۔ ماہی گیروں
کی کشتیاں سب چیک کرو ۔ ٹارگٹ عمران جس میں نظر آئے اُسے
ہٹ کر دو اور مجھے روزانہ رپورٹ دو ـــــ او ۔ کے "
چیف باس نے کہا ۔

" یس باس ـــــ او ۔ کے " ـــــ نیلے نقاب پوش نے کہا ۔
اور چیف باس نے بٹن دبا کر دوبارہ ناب کو گھمایا ۔ اور پھر ایک اور
بٹن دبا کر اس کے نیچے موجود ناب کو دائیں طرف گھما دیا ۔

چند لمحوں بعد سکرین پر ایک عمارت ابھری ۔ اور پھر اس
عمارت کے اندر ایک کمرہ نظر آنے لگ گیا ـــــ کمرے کے اندر
ایک قوی الجثہ آدمی میز کے پیچھے بیٹھا فائلوں کو چیک کر رہا تھا ۔
چیف باس نے ایک اور بٹن دبایا تو وہ آدمی بُری طرح چونکا ۔ اور
پھر اس کی نظریں سامنے دیوار کی طرف اٹھ گئیں ۔ اور وہ یک لخت

مؤدب ہو گیا۔
"آران سنٹر وَن سر" ۔۔۔۔ اس آدمی کے لب ہلے اور آواز
اس کمرے میں سنائی دی۔
"سپر گرینڈ چیف" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔
"یس سر" ۔۔۔ وہ آدمی اور بھی زیادہ مؤدب ہو گیا۔
"پاکیشیا کے گرد موجود تمام سنٹرز کو الرٹ کر دو۔ ٹارگٹ
جس ملک میں بھی نظر آئے اس کے خلاف پوری قوت سے ایکشن
میں آجاؤ ۔۔۔ منصوبے کے مطابق اولڈ سنٹر سکسٹی وَن ہوگا
آپریشن زیرو زیرو ڈاؤن۔ اور سی ماسٹر نمبر تھرٹی ون کو آپریشن کا حکم
دیا گیا ہے وہ تم سے بھی رابطہ رکھیں گے ۔۔۔ عمران جہاں نظر آئے
اُسے اڑا دو۔ ہر صورت میں ہر قیمت پر اور مجھے روزانہ رپورٹ
چیف باس نے کہا۔
"یس سر" ۔۔۔ اس آدمی نے کہا۔ اور چیف باس نے مخت
بٹن دبا کر مشین آف کر دی اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"مجھے پہلے سے ہی خطرہ تھا کہ تم ناکام رہو گے۔ اس لئے
نے مکمل پلاننگ کر لی تھی۔ اب عمران کسی صورت بھی ملک سے
نکل کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ قدم قدم پر موت اس کا پیچھا کرے گی
چیف باس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔
"یس باس ۔۔۔ آپ گریٹ ہیں اور آپ کی پلاننگ بے
ہے" ۔۔۔ گرینڈ چیف نے کہا۔
"اب تم جا سکتے ہو ۔۔۔ اب صورت حال کو میں خود کنٹرول



" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔ اور گرینڈ چیف نمبر دو تیزی سے
رونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

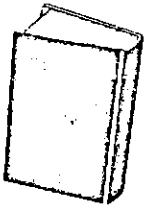

عمران کو جب ہوش آیا تو وہ ہسپتال میں موجود تھا۔ ہوش
میں آتے ہی اس نے سب سے پہلے اپنے جسم کو ہلا جلا کر دیکھا۔ اس
کا جسم بالکل صحیح تھا ۔۔۔ بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ لیکن بازو
حرکت کر رہا تھا۔ عمران حیران تھا کہ آخر وہ بچ کیسے گیا۔ بے ہوش
ہونے سے پہلے جو آخری احساس اس کے ذہن پر موجود تھا وہ کسی
گاڑی کی بریکوں کی چیخوں کے ساتھ ساتھ جسم پر بے پناہ بوجھ کا
احساس تھا ۔۔۔ اور اسی احساس سے اس کے ذہن نے یہی نتیجہ نکالا
تھا کہ وہ سڑک پر گرنے کے بعد کسی گاڑی کے پہیوں تلے آگیا ہے۔
لیکن اب ہوش میں آنے کے بعد اس کا سارا جسم صحیح سلامت تھا۔
کوئی حصہ روندا ہوا نہ تھا صرف بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور پھر ڈاکٹر افتخار اندر داخل ہوا۔ ڈاکٹر افت
دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ سیکرٹ سروس کے خصوصی ہ
میں ہے ۔۔۔ کیونکہ ڈاکٹر افتخار اس ہسپتال کا انچارج تھا۔

"اوہ عمران صاحب ۔۔۔ آپ ہوش میں آ گئے"
ڈاکٹر افتخار نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب بندہ ڈھیٹ ہونا چاہیئے ۔۔۔ ہوش میں آنے م
نہیں لگتی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر
بیٹھ گیا۔

"ویسے آپ صرف خالی خولی ڈھیٹ ہی نہیں بلکہ ڈھید
ہیں۔ خوف ناک حادثوں میں زخمی ہو کر آتے ہیں اور پھر ہوش
آجاتے ہیں جیسے آدمی سائیکل سے گر پڑا ہو" ۔۔۔ ڈاکٹر افت
ہنستے ہوئے کہا۔

بحیثیت عمران ڈاکٹر افتخار کے ساتھ عمران کی بڑی دو
اس لئے ڈاکٹر افتخار اور اس کے درمیان اکثر نوک جھونک چ
تھی۔

"اصل میں تم جیسے ڈاکٹروں کے خوف سے آدمی کو ہوش
پڑتا ہے۔ کم از کم آریاں درانتیاں چھتی اپنی آنکھوں سے تو
عمران نے کہا اور ڈاکٹر افتخار بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بالکل ٹھیک ہیں ۔۔۔ صرف ہلکی سی بے ہوشی تھی۔
ضرب تھی جس پر پٹی باندھ دی گئی ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر افتخار نے
"مجھے یہاں لے کون آیا تھا" ۔۔۔ عمران نے بستر سے



لٹکاتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی نوجوان تھا جو گیٹ پر ہی چھوڑ کر چلا گیا ۔۔۔ میں نے ایکسٹو کو اطلاع کر دی تھی۔ اور عمران صاحب ۔۔۔ آخر آپ کے پاس کون سی گیدڑ سنگھی ہے کہ ایکسٹو جیسا آدمی بار بار آپ کی خیریت پوچھتا رہتا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر افتخار نے کہا۔

"گیدڑ سنگھی نہیں شیر سنگھی ہے۔ اُسی کے خوف سے سارے لرزتے رہتے ہیں ۔۔۔ اچھا شکریہ ڈاکٹر" ۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت اُسی لباس میں تھا جس میں اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا ۔۔۔ لیکن کھڑے ہوتے ہی اُسے ایک خیال آیا تو جلدی سے اس نے منہ پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ کیوں کہ اُسے اب خیال آیا تھا کہ وہ تو غیر ملکی باس کے میک اپ میں تھا۔

"آپ کا میک اپ ادھڑ گیا تھا۔ آدھے سے زیادہ چہرہ اصلی تھا۔ آدھے سے زیادہ نقلی ۔۔۔ میں نے سارا اصلی کر دیا بٹاکس استعمال کر کے" ۔۔۔ ڈاکٹر افتخار اُسے منہ پر ہاتھ پھیرتے دیکھ کر اصل بات سمجھ گیا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ پھر تو تمہیں کسی سرکس میں نوکری دلائی جا سکتی ہے۔ یہاں زخم دیکھتے رہتے ہو ۔ وہاں خوب صورت چہروں کا میک اپ کرتے رہو گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آ گیا۔ ڈاکٹر افتخار بھی ہنستا ہوا اس کے ساتھ تھا۔

"ذرا اپنے ڈرائیور کو کہو یہ مجھے میرے فلیٹ تک چھوڑ آئے"
عمران نے ڈاکٹر افتخار سے کہا اور ڈاکٹر افتخار نے سر ہلا دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران ڈاکٹر افتخار کی کار میں بیٹھا فلیٹ کی طرف بڑھا جا رہا تھا ——— اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اُسے یہاں کون چھوڑ گیا ہوگا۔ کیونکہ اس ہسپتال کا پتہ تو صرف سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہے ——— اور اگر ان میں سے کوئی عمران کو چھوڑ آتا تو پھر لازماً ڈاکٹر اُسے پہچان جاتا۔ کیونکہ وہ سیکرٹ سروس کے سارے ممبران سے واقف تھا اور اس کے ساتھ ساتھ لازماً ایکسٹو کو بھی اطلاع کر دیتے ——— جب کہ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ ایکسٹو کو اطلاع اس نے دی تھی۔

ڈرائیور نے اُسے فلیٹ کے سامنے چھوڑا تو وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر پہنچ گیا ——— سلیمان باورچی خانے میں مصروف تھا۔ عمران نے اُسے چھیڑنے کی بجائے ڈرائنگ روم میں جا کر ٹیلی فون سنبھال لیا اور چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں اپنے فلیٹ سے ——— یہ مجھے ہسپتال چھوڑ گیا تھا" ——— عمران نے براہِ راست سوال کرتے ہوئے کہا

"اوہ عمران صاحب ——— اس دفعہ اللہ کا بڑا کرم ہوا۔ ٹائیگر اُدھر سے جائے حادثے سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ ایک کار خوفناک انداز میں تباہ ہوئی پڑی ہے ——— اور ایک اور کار کے پہیے آپ کے سر سے صرف چند انچوں کے فاصلے پر رک گئے تھے اور آپ بے ہوش پڑے ہوئے تھے ——— کافی لوگ وہاں موجود تھے۔ آپ



آ رہا تھا چہرہ سڑک سے رگڑ کھا کر اصل صورت میں آ گیا تھا۔ اس لیے ٹائیگر آپ کو پہچان گیا ——— اور پھر اس کے پوچھنے پر کار والے نے بتایا کہ وہ آپ کی کار کے پیچھے آ رہا تھا کہ اچانک آپ نے چلتی کار میں سے چھلانگ لگائی۔ اور اسی لمحے ایک خوفناک دھماکے سے آپ کی کار پھٹ گئی ——— اس آدمی نے ہنگامی بریک لگائے کیونکہ آپ اس کے پہیوں کی براہِ راست زد میں تھے۔ بہرحال قسمت اچھی تھی کہ کار آپ کے سر سے صرف چند انچوں کے فاصلے پر رک گئی ——— البتہ تباہ ہونے والی کار کا ایک دروازہ آپ پر آ گرا تھا اور شاید اسی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے تھے۔ بہرحال ٹائیگر نے آپ کو فوری ہسپتال پہنچا دیا۔ اور پھر مجھے اطلاع دی۔ لیکن اس سے پہلے ڈاکٹر افتخار اطلاع دے چکا تھا"

بلیک زیرو نے جواب میں پوری تفصیل ہی بتا دی اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا ——— اس بار واقعی قدرت نے اُسے بچا لیا تھا ورنہ وہ پیچھے سے آنے والی کار سے یقیناً کچلا جاتا۔

"اس غیر ملکی کا کیا حال ہے ——— آرام کر رہا ہوگا" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب ——— اس کی بات کرنی تھی۔ وہ تو لمبے آرام پر چلا گیا ہے۔ میں رات اس کا پتہ کرنے گیا تو گیسٹ روم میں اس کی لاش پڑی ہوئی تھی ——— میں نے جو تحقیقات کی ہے۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ اس نے اپنے ایک ناخن کے نیچے کوئی زہریلی سوئی چھپا رکھی تھی۔ وہ سوئی اس نے اپنے بازو میں گھونپ لی۔ کیونکہ اس

کے بازو میں سوئی کے ساتھ ساتھ اس نے اپنا ناخن دانتوں سے
کٹا " ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے ــــ اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو، ا
بھی اب وہ میرے لئے بے کار ہو چکا ہے۔ اور کیمپ ہاؤس
موجود اس کے ساتھیوں کو بھی ختم کرا دو ــــ یہ لوگ کسی بھی وا
ہمارے لئے مصیبت بن سکتے ہیں " ــــ عمران نے سرد ل
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ــــ وہ نہتے اور ...... " ــــ بلیک ز
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں ــــ لیکن وہ معصوم اور نہ
لوگ نہیں ہیں۔ پیشہ ور قاتل اور خوف ناک مجرم ہیں۔ ان کے
ہاتھ نجانے کتنے معصوم افراد کے خون سے رنگے ہوئے ہوں
گے ــــ اس لئے ان پر رحم کھانے کی ضرورت نہیں سمجھے "
عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے سر ــــ ایسا ہی ہو گا " ــــ بلیک زیر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اور سنو ــــ ٹیم کے تمام ممبرز کو الرٹ کر دو۔ انہیں
دانش منزل میں بلا کر حلقہ موت کے بارے میں بریفنگ دے
دینا۔ اب میں جلد از جلد اس قضیے کو ختم کرنا چاہتا ہوں "
عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر ــــ کب تک انہیں تیار رہنے کے ل



ہو دوں " ــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

" بس کسی بھی وقت ــــ میں نے تھوڑے سے انتظامات
نے ہیں۔ اس کے علاوہ کرنل فریدی سے بات کرنی ہے۔
اید وہ بھی ساتھ جانے پر تیار ہو جائے ــــ تو پھر اس سے بات
کے فائنل پروگرام طے کر دوں گا " ــــ عمران نے جواب دیا۔
بلیک زیرو نے او کے کہہ دینے پر رسیور رکھ دیا۔

عمران نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
مران نے رسیور اٹھا لیا۔ اس کا خیال تھا کہ سر سلطان کا فون
دگا ــــ انہیں ہسپتال سے معلوم ہوا ہو گا تو وہ اب خیریت
چھنا چاہتے ہوں گے اور انہی رسمی فقروں سے اسے چڑ تھی۔

" بلیز ــــ کوئی مچھر مار دوا ہو تو اپنے آپ پر چھڑک لیں کم از کم
اس سے تو جان چھوٹے " ــــ عمران نے بڑبڑانے کے
نداز میں کہا۔

" مجھے تو تم خود مچھر لگ رہے ہو " ــــ دوسری طرف سے
یپٹن حمید کی غصیلی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔

اور پھر پہلے کیپٹن حمید سے نوک جھونک ہوتی رہی اس کے
عد کرنل فریدی سے بات ہوئی ــــ اور جب عمران کو پتہ چلا کہ
کرنل فریدی شدید زخمی ہے تو وہ سنجیدہ ہو گیا۔ کرنل فریدی بھی
سی حلقہ موت کے چکر میں زخمی ہوا تھا ــــ عمران نے اسے اپنے
متعلق بھی تفصیل بتا دی۔ اور آخر میں جب کرنل فریدی نے اسے
ٹار ہیڈ کا مطلب جزائر فجی بتایا تو اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ اس

کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے ا
خیال یہی تھا کہ وہ ایک بار پھر ڈاکٹر صدیقی سے جا کر اس با
میں مغز ماری کرے گا۔

بہرحال اب کرنل فریدی کے جانے کا تو سوال ہی نہ
اس لئے عمران نے بات ختم کر کے خود ہی پروگرام بنانا شر
کر دیا ــــ جزائر فجی پاکیشیا سے بے حد دور واقع تھے
تقریباً دنیا کے دوسرے کنارے پر ــــ اور پھر سمندر کی
میں موجود ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا اور پھر اسے تباہ کرنا۔ یہ وا
ایک کٹھن مرحلہ تھا ــــ اور عمران چاہتا تھا کہ اس سلسلے میں
ٹھوس منصوبہ بندی کرے۔ اسے ان سب خطرات کا پو
طرح احساس تھا جو اس مشن میں پیش آ سکتے تھے ــــ کیونکہ
جانتا تھا کہ حلقہ موت بہت وسیع اور بے پناہ وسائل کی حا
ہے اور یہ بھی کوئی بعید از قیاس بات نہیں کہ اس غیر ملکی گروہ
کے خاتمے کی تفصیلات ان تک پہنچ گئی ہوں ــــ کیونکہ جس
ٹرانسمیٹر اور پھر کار تباہ کی گئی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ لوگ
بے حد ہوشیار اور جدید وسائل کے حامل ہیں۔

عمران ڈرائنگ روم سے اٹھ کر اپنے خاص کمرے میں آیا
پھر لباس بدل کر وہ بستر پر لیٹ گیا۔ یہ اس کا خاص انداز تھا
طرح وہ بڑے اطمینان سے گہری اور ٹھوس منصوبہ بندی کرتا



ٹائیگر کو ہسپتال سے اطلاع مل چکی تھی کہ عمران صحت یاب ہو کر واپس فلیٹ پہنچ چکا ہے ــــ اس نے فلیٹ پر فون بھی کیا۔ لیکن سلیمان نے اسے بتایا کہ عمران اپنے خاص کمرے میں ہے۔ جہاں اسے ڈسٹرب نہیں کیا جا سکتا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا ــــ ویسے بھی کوئی خاص بات نہ تھی وہ صرف اس حادثے کی تفصیلات عمران کو بتانا چاہتا تھا۔ یہ تفصیلات وہ پہلے ایکسٹو کو بتا چکا تھا ــــ اس لئے اسے یہ بھی خیال آ گیا کہ ہو سکتا ہے ایکسٹو نے یہ تفصیلات بتا دی ہوں۔ لیکن اس کے ذہن میں البتہ یہ خلش موجود تھی کہ آخر عمران کس چکر میں زخمی ہوا ہے۔ کیونکہ حلقہ موت کے سپر ایجنٹوں کے قتل کے بعد کوئی نیا کیس سامنے نہ آیا تھا ــــ لیکن عمران کے اس طرح زخمی ہونے اور کار کی تباہی بتا رہی تھی کہ عمران کسی اور چکر میں پھنسا ہوا ہے جس میں معاملات

خاصے آگے بڑھ چکے ہیں۔ اور عمران نے اُسے اس معاملے میں کوئی ذمہ داری نہ سونپی تھی ۔۔۔ ویسے یہ ضروری بھی نہ تھا کہ ہر کیس میں اُسے ملوث کرے۔ یہ تو جب اُسے ضرورت پڑتی وہ اس کے ذمے ڈیوٹی لگا دیتا تھا۔ لیکن ٹائیگر اپنے ذہن کا کرتا ۔۔۔ خلش بہرحال موجود تھی اور ٹائیگر کی فطرت تھی کہ جب کوئی خلش اس کے ذہن میں پیدا ہو جاتی تو پھر اُسے اس وقت تک چین نہ آتا تھا جب تک وہ اُسے دور نہ کر لیتا تھا ۔۔۔ چنانچہ اس نے اپنے طور پر اس معاملے کی چھان بین کرنے کا فیصلہ لیا۔

چنانچہ تیار ہو کر وہ اپنی رہائش گاہ سے نکلا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس کا موٹر سائیکل وہاں پہنچ گیا جہاں ایکسیڈنٹ تھا ۔۔۔ پولیس تباہ شدہ گاڑی کو اٹھا کر لے گئی تھی۔ اس اب وہاں حادثے کے واضح آثار موجود نہ تھے۔ لیکن ٹائیگر تو جائے حادثہ کو پہچانتا تھا۔ اس لئے وہ موٹر سائیکل آگے بڑھا گیا ۔۔۔ اور پھر وہ بائی روڈ اس کی نظروں میں آ گئی۔ اس سڑک پر کار کے ٹائروں کے نشانات بھی موجود تھے۔ چنانچہ اس پر موٹر سائیکل دوڑاتا آخر کار اس زرعی فارم میں پہنچ گیا۔ پھر وہاں برآمدے میں پڑی ہوئی لاش ۔۔۔ اور اندر بم دھماکے سے تباہ شدہ کمرے دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہیں کوئی ہوا ہے ۔۔۔ یہ جگہ چونکہ عام راستے سے بالکل ہٹ کر واقع اس لئے ابھی تک پولیس کو اطلاع نہ ہو سکی تھی۔ ٹائیگر کمرول



ہتا رہا۔ لیکن کوئی خاص چیز اُسے نظر نہ آئی۔ پھر اس نے اس اہ شدہ کمرے کا ملبہ ہٹا ہٹا کر چیکنگ شروع کر دی ۔۔۔ اور یک جگہ اچانک اس کی نظر ایک چھوٹی سی ڈائری پر پڑ گئی۔ یہ سرخ رنگ کی ڈائری تھی۔ اور یہ ڈائری ایک دیوار کے گرنے وجہ سے اس میں چھپی ہوئی ایک الماری سے نکل کر گری تھی۔ ونکہ ڈائری کے ساتھ ساتھ الماری کا ملبہ بھی موجود تھا ۔۔۔ ٹائیگر نے ڈائری کھول کر دیکھی تو اس میں عجیب و غریب ہندسے اور الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ یہ شاید کسی کوڈ میں تھی۔ جس سے ٹائیگر واقف تھا ۔۔۔ اس نے ڈائری جیب میں ڈالی اور پھر زرعی فارم کی مزید لاشی لینے کے بعد وہ واپس موٹر سائیکل چلاتا ہوا مین روڈ پر آیا۔ ایک پبلک بوتھ سے اس نے نزدیکی پولیس اسٹیشن کو جائے وقوعہ اور لاش کی اطلاع دی ۔۔۔ اور اپنا نام بتائے بغیر اس نے رسیور رکھا اور موٹر سائیکل لے کر وہ سیدھا عمران کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ اس کے ذہن کے مطابق ڈائری لازماً خصوصی اہمیت کی حامل ہو گی ۔۔۔ اس لئے وہ جلد از جلد اسے عمران تک پہنچانا چاہتا تھا۔

فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد اس نے کال بیل بجائی تو چند لمحوں بعد سلیمان نے دروازہ کھول دیا۔

"عمران صاحب خصوصی کمرے سے آ گئے ہیں یا نہیں" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈرائنگ روم میں ہیں" ۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور ٹائیگر

کے اندر آنے پر اس نے دروازہ بند کیا اور باورچی خانے کی ط
مڑ گیا۔ ٹائیگر لمبے لمبے قدم اٹھاتا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔
عمران صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس نے سامنے میز پر ایک
بڑا نقشہ پھیلایا ہوا تھا۔

"آؤ" ـــــ عمران نے ٹائیگر کو دیکھتے ہی چونک کر کہا۔ اس
چہرے پر موجود گہری سنجیدگی بتا رہی تھی کہ وہ کسی گہری الجھن
شکار ہے۔

"سر ـــــ مداخلت کی معافی چاہتا ہوں" ـــــ ٹائیگر
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"زبانی یا تحریری" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہ
ٹائیگر ہنس پڑا۔

"فی الحال تو زبانی ہی سمجھئے" ـــــ ٹائیگر نے صوفے پر
ہوئے کہا

"تو پھر زبانی معاف کیا۔ اور کوئی دروازہ دیکھو" ـــــ ع
نے کہا اور دوبارہ نقشے پر نظریں جما لیں۔ ٹائیگر مسکرا دیا۔ اس
جیب سے وہی سرخ ڈائری نکالی اور عمران کی طرف بڑھا

"یہ ڈائری دیکھئے ـــــ یہ اس زرعی فارم کے تباہ شدہ کم
کے ملبے میں پڑی ہوئی تھی" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور عمر
چونک پڑا۔

"تم کب وہاں گئے تھے ـــــ اور کیسے" ـــــ عمران
ڈائری لیتے ہوئے چونک کر پوچھا۔



"بس مجھے خیال آگیا کہ جہاں آپ زخمی ہوئے ہیں ہو سکتا ہے وہیں
شاید ہی کوئی چیز ایسی ہو جس سے اصل صورت حال کا پتہ چل سکے۔
اس طرح ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں وہاں پہنچ گیا ـــــ آپ کو پہلے
فون کیا تھا تو سلیمان نے بتایا تھا کہ آپ خصوصی کمرے میں ہیں"
ٹائیگر نے کہا۔

لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ ڈائری کھولے
اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر خاموش ہو گیا ـــــ عمران کافی دیر
اس ڈائری کے مختلف اوراق پلٹتا رہا۔ پھر اس نے ایک سائیڈ پر
رکھا ہوا پیڈ اٹھا کر سامنے رکھا اور قلم سے اس پر لکھنا شروع کر دیا
وہ ڈائری کو دیکھتا اور پیڈ پر لکھتا جاتا ـــــ ایک کاغذ کے بعد دوسرا
اور پھر تیسرا ـــــ عمران پوری طرح اس کام میں منہمک تھا۔ ٹائیگر
خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران سلیمان ٹرالی پر چائے لے آیا اور
اس نے خاموشی سے چائے بنا کر ایک پیالی ٹائیگر کو دے دی۔
اور ایک عمران کے سامنے بڑی میز کی سائیڈ پر رکھ کر وہ اسی طرح
خاموشی سے چلا گیا ـــــ عمران نے چند لمحوں کے لئے قلم رکھا اور
چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگائی۔ وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ
ڈائری پر بھی مسلسل نظریں دوڑائے چلا جا رہا تھا ـــــ چائے ختم
کرنے کے بعد اس نے پیالی ایک طرف رکھی اور پھر قلم اٹھا کر
کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا ـــــ تھوڑی دیر بعد اس نے قلم بند کر
کے ایک طرف رکھا اور ایک طویل سانس لیا۔

"تم نے میرے ساتھ ساتھ پوری سیکرٹ سروس کو بچا لیا ہے

ٹائیگر ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سچا لیلا ہے ۔۔۔ کیا مطلب سر" ۔۔۔ ٹائیگر نے حیران
ہوتے پوچھا۔

"یہ اُسی حلقہ موت کا سلسلہ ہے۔ میں نے حلقہ موت کے
پر ریڈ کرنے کی پوری پلاننگ بنالی تھی ۔۔۔ لیکن اس ڈائری
پتہ چلا ہے کہ حلقہ موت نے ہمارے گرد انتہائی خوف ناک
بچھا رکھا ہے ۔ اور ہم کچھ بھی کرتے نادانستگی میں ان کے جال
یقیناً پھنس جاتے ۔۔۔ اور پھر ہم سب کو ہلاکت سے کوئی نہ
سکتا" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اب بھی نہیں سمجھا باس" ۔۔۔ ٹائیگر نے قدرے
شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"سنو ۔۔۔ حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے کے
ہمیں یعنی مجھے اور سیکرٹ سروس کو لازماً پاکیشیا سے
نکلنا پڑتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لازمی بات ہے سر" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہم یہاں سے نکلنے کے لئے ہوائی جہاز ۔۔۔ ہیلی کاپٹر
کرتے ۔ یا پھر کار ۔۔۔ بس ۔۔۔ ٹرک ۔۔۔ ریل گاڑی ۔۔۔
لانچ ۔۔۔ کشتی ۔۔۔ ٹرین ۔۔۔ کوئی نہ کوئی ذریعہ استعمال کرتے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ ظاہر ہے ویسے ہوائی جہاز زیادہ مناسب"
ٹائیگر نے اب بھی نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔



"اس ڈائری سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حلقہ موت نے اپنی خفیہ تنظیموں کی مدد سے پاکیشیا کے گرد ایک ایسا سائنسی جال پھیلا رکھا ہے ۔۔۔ کہ ہم کسی بھی ذریعے سے ملک سے باہر نکلیں تو ہمیں فوری ختم کیا جا سکتا ہے ۔ جہاز کو میزائلوں کے ذریعے اور باقی ذریعوں کو بموں کے ذریعے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن سر ۔۔۔ وہ لوگ کیسے معلوم کریں گے کہ آپ کس جہاز سے جا رہے ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس ڈائری کی مدد سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس کے لئے انہوں نے ایلفا سے مدد لی ہے ۔۔۔ ہر سواری کو وہ اپنے مخصوص سنٹر میں بیٹھ کر ایلفا ریز کی مدد سے چیک کرتے رہیں گے اور جہاں اور جس سواری میں ہماری شکل نظر آئی اُسے اڑا دیا جائے گا۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جدید ترین ایلفا کے سامنے دنیا کا کوئی بھی میک اپ نہیں ٹھہر سکتا ۔۔۔ اس کے لئے انہوں نے تین چار مختلف سنٹرز قائم کئے ہوئے ہیں ۔ ایک کا کوڈ نام اولڈ سنٹر نمبر سکسٹی ہے ۔ یہ ایئر کو چیک کرے گا ۔۔۔ دوسرا موونگ آپریشن زیرو زیرو ون ہے یہ زمین پر چلنے والی سواریوں کی چیکنگ کرے گا ۔۔۔ تیسرا اسی ماسٹر سنٹر نمبر تھرٹی ون ہے ۔ یہ سمندر کو چیک کرے گا ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر خفیہ تنظیمیں بھی موجود ہیں کہ اگر ہم ان تینوں چیکنگ سنٹرز کو ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو یہ تنظیمیں قدم قدم پر ہمارا مقابلہ کریں گی ۔ دوسرے لفظوں میں ہم پاکیشیا کی سرحد سے نکلتے ہی ہیڈ کوارٹر

تک مسلسل جنگ کرتے چلے جائیں " ـــــ عمران نے تفصیل بتا
ہوئے کہا ۔ اور ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ۔ اس
خوف ناک اور منظم نظام کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا ۔

" لیکن سر ـــــ وہ لوگ سیکرٹ سروس کو کیسے پہچانیں گے
وہ سیکرٹ سروس کو جانتے ہیں " ـــــ ٹائیگر نے کہا ۔

" تم نے اچھا سوال کیا ہے ۔ یہی بات میرے ذہن میں تھی
اس ڈائری میں تو ایک مخصوص کوڈ میں صرف اشارے ہی موجود
لیکن اس ڈائری میں درج ہدایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس
غیر ملکی تنظیم کو جو یہاں میرے قتل کے لئے بھیجی گئی ہے اس کا دائرہ
صرف میرے یہاں قتل تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہدایا
موجود ہیں کہ اگر میں یہاں قتل نہ ہو سکوں اور یہاں سے باہر نکل
ان ان سنٹرز کو اطلاعات دی جائیں ۔ اور خود بھی مسلسل پیچھا
جائے ـــــ اور ایک جگہ پر یہ ہدایت بھی موجود ہے کہ اس بات
خیال رکھا جائے کہ عمران علیحدہ ہو کر نکلے یا گروپ کے ساتھ
صورت میں دونوں کو چیک کیا جائے ۔ میرا کوڈ نمبر انہوں نے
ٹی ۔ ون رکھا ہوا ہے ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے
مرکز بنا کر یہ ساری پلاننگ کی ہے ـــــ میرے فوٹو اور دیگر کوا
شاید سارے سنٹرز کو سپلائی کئے گئے ہیں ۔ ان کا خیال ہے کہ
سیکرٹ سروس کے ساتھ نکلوں گا ۔ اس طرح میرے ساتھ ساتھ
سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ ہو جائے گا ۔ یا کم از کم وہ مجھے ہر صورت
ختم کرنا چاہتے ہیں " ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں تفصیل



دئے کہا ۔

" اوہ واقعی حیرت انگیز اور انتہائی کامیاب پلاننگ ہے "
یگر نے کہا ۔

" ہاں ـــــ اور اگر تم یہ ڈائری لے کر نہ آتے تو میں ایک چارٹرڈ
ہمارے کے ذریعے ملک سے باہر جانے کا پروگرام طے کر چکا تھا ۔
ر ایسی صورت میں تو لازماً وہ جہاز ہٹ کر دیا جاتا " ـــــ عمران
نے کہا ۔

" پھر اب کیسے باہر جایا جا سکے گا " ـــــ ٹائیگر نے کہا ۔

" اس بارے میں سوچنے کے لئے مجھے دوبارہ خصوصی کمرے
ں جانا پڑے گا " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" باس ـــــ اس مشن میں میری گنجائش ضرور رکھیں ۔ یہ میری درخواست
ہے " ـــــ ٹائیگر نے منت بھرے لہجے میں کہا ۔

" اچھا ٹھیک ہے میں سوچوں گا ـــــ اب تم جاؤ ـــــ میں اس
رے میں مزید سوچ بچار کر لوں " ـــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر
سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر عمران کو سلام کر کے فلیٹ سے باہر آیا ۔ اپنی
ہائش گاہ کی طرف واپس جاتے ہوئے اس کا چہرہ اندرونی خوشی کی
جہ سے گلنار ہوا جا رہا تھا کہ اس نے ایک اہم ترین کلیو حاصل کر لیا
تھا ۔

بحریہ کے مخصوص جنگی سپاٹ کی طرف جانے
سڑک پر بحریہ کے مخصوص نشان والی لمبی سی گاڑی سنسان
پر پھیلی ہوئی تیزی سے آگے بڑھی جا رہی تھی — یہ سڑک
سے جنگی سپاٹ تک مکمل طور پر بحریہ کے کنٹرول میں تھی
یہاں جگہ جگہ چیکنگ پوسٹیں بنی ہوئی تھیں۔

اس گاڑی کے اندر عمران اور سیکرٹ سروس کے ا
تھے۔ وہ سب بحریہ کی مخصوص وردی میں ملبوس تھے — ان
کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ ڈرائیور کے ساتھ عمر
ہوا تھا جس نے بحریہ کے کیپٹن کی وردی پہنی ہوئی تھی۔ جب
سیٹوں پر باقی ممبرز خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

گاڑی ایک موڑ مڑتے ہی ایک چیک پوسٹ پر رک
چیک پوسٹ پر موجود بحریہ کی مخصوص پولیس کے افراد ہاتھ



نیں اٹھائے تیزی سے گاڑی کے گرد پھیل گئے۔

"شناخت کرائیے" — ایک آفیسر نے ڈرائیور کے
ساتھ بیٹھے ہوئے عمران کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے
کہا۔ اس کے لہجے میں خاصی سختی تھی — اس کے ساتھ ساتھ
اس کی تیز نظریں گاڑی کے اندر بیٹھے ہوئے افراد کے چہروں کا
بھی جائزہ لے رہی تھیں۔

عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک کارڈ اس آفیسر کی طرف
بڑھا دیا۔ آفیسر نے کارڈ پر بنے ہوئے نشان کو غور سے دیکھا۔

"مجھے بیس سال سروس میں ہو گئے ہیں — لیکن آپ لوگوں
کو میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں" — آفیسر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"کارڈ اصلی ہے یا نقلی — یہ بتاؤ — فضول باتیں مت
کرو" — عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں چیک کرتا ہوں" — آفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور چیک پوسٹ کے ساتھ بنے ہوئے کمرے کی طرف چل پڑا۔
وہ شاید کسی اعلیٰ آفیسر کو فون کرنے گیا تھا — چند لمحوں بعد وہ
بوکھلائے ہوئے انداز میں باہر آیا۔ اور پھر گاڑی کے قریب پہنچ کر
اس نے نہ صرف کارڈ عمران کو واپس کیا بلکہ سیلوٹ بھی کر دیا۔

"سوری سر — مجھے اطلاع تو مل چکی تھی لیکن ........"
آفیسر نے اپنے رویے کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا۔

"گاڑی آگے بڑھاؤ ڈرائیور ـــــ ہمارے پاس فضول باتیں کا وقت نہیں ہے" ـــــ عمران نے کرخت آواز میں ڈرائیو مخاطب ہو کر کہا۔

اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔ آفیس جلدی سے بیریئر ہٹانے کا اشارہ کیا اور بیرئر ہٹتے ہی گاڑی سے آگے بڑھ گئی۔

کافی فاصلے پر ایک سفید رنگ کی عمارت موجود تھی۔ ا سامنے جا کر گاڑی رک گئی ـــــ بحریہ کے اعلیٰ آفیسر کی میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر آدمی جو کہ برآمدے میں ہی کھڑا سے آگے بڑھا۔ اس دوران گاڑی میں سوار سب افراد نیچ آئے۔

"آئیے سر ـــــ سب میرین تیار ہے" ـــــ اد آفیسر نے عمران سے مخاطب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ عم ہاتھ میں کارڈ ابھی تک موجود تھا۔

"سامان اندر پہنچا دیا گیا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا

"یس سر" ـــــ آفیسر نے سر ہلاتے ہوئے جواب

"آئیے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ سب اس آ رہنمائی میں چلتے ہوئے اس بلڈنگ کو کراس کر کے دوسر آ گئے ـــــ یہاں سمندر کا کنارہ تھا۔ جس میں بحریہ کی مخصوص موجود تھیں۔ آفیسر انہیں ایک بڑی لانچ میں لے آیا ـــــ چند لمحوں بعد لانچ گہرے سمندر کی طرف بڑھنے لگی۔ کافی



میں آنے کے بعد اس اعلیٰ افسر کے اشارے پر لانچ کو روک لیا گیا ـــــ اور پھر اس آفیسر نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اس کا ایریل باہر کو کھینچا اور کونے میں موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی آلے میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ـــــ سی۔ ایم۔ ایف کالنگ ـــــ ایس۔ ایم تھری تھری اوور" ـــــ اس ادھیڑ عمر آفیسر نے کہا۔

"یس ـــــ ایس ایم تھری تھری اٹنڈنگ اوور" چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"ایس جی پوائنٹ پر ہے ـــــ ریسیو کر لو اوور" ادھیڑ عمر آفیسر نے کہا۔

"اوکے ـــــ ہم ریسیو کرنے آ رہے ہیں اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور آفیسر نے اوکے کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور ایریل واپس اندر ڈال کر اسے اس نے جیب میں ڈال لیا۔

وہ سب سمندر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سمندر کے پانی میں ہلچل سی پیدا ہوئی جو آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔ اور پھر ایک آبدوز سطح سمندر پر نمودار ہونا شروع ہو گئی۔ آبدوز جدید قسم کی اور بالکل نئی تھی ـــــ آبدوز جیسے ہی مکمل طور پر پانی سے باہر آئی اس کا آؤٹ گیٹ کھلا اور پھر سفید وردی میں ملبوس چار افراد کے بعد دیگرے باہر نکل آئے ـــــ لانچ تیزی سے

آبدوز کی طرف بڑھنے لگی۔ اور آبدوز کے قریب پہنچ کر رک گ
آبدوز پر موجود چاروں افراد نے فوجی انداز میں اپنے آفیسر
سیلوٹ کیا ــــ اور آفیسر نے جواب دینے کے بعد عمرا
اور اس کے ساتھیوں کو آبدوز پر چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی
آبدوز پر پہنچ گیا۔

"مسٹر علی عمران ــــ یہ اس آبدوز کے کیپٹن آصف ہیں
ہماری بحریہ کے سب سے ماہر کیپٹن ــــ اور یہ ان کا باقی
ہے۔ مسٹر سلطان سیکنڈ کیپٹن ــــ مسٹر علی نواز اور مسٹ
ان کے معاون ہیں ــــ آپ کے حکم کے مطابق کریو انتہائی
رکھا گیا ہے۔ اور یہ ہیں سیکرٹ سروس کے چیف ایکس
خصوصی نمائندہ جناب علی عمران اور ان کے ساتھی" ــــ
نے آبدوز کے عملے کے ساتھ ساتھ عمران کا تعارف کرایا۔

"یہ صفدر ہیں۔ ان کا نام کیپٹن شکیل ہے۔ یہ تنویر او
نعمانی۔ صدیقی اور چوہان ہیں ــــ اور یہ ہیں مس جولیانا فٹز
یہ سب ایک دوسرے کے معاون ہیں" ــــ عمران نے
ہوئے اپنے ساتھیوں کا باری باری تعارف کرایا۔ معمل
رسم پوری ہونے کے بعد کیپٹن آصف نے انہیں اندر چلنے
لئے کہا۔

"اب مجھے اجازت دیجئے ــــ کیپٹن آصف کو ضروری
کے متعلق بریف کر دیا گیا ہے۔ باقی انہیں حکم دے دیا گیا
کہ وہ آپ کے احکام کی ہر صورت میں بجا آوری کریں"



پھر عمر آفیسر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے سر ہلا کر
نہیں واپس جانے کی اجازت دی اور آفیسر عمران سے مصافحہ
کر کے واپس لانچ پر چلا گیا ــــ اور چند لمحوں بعد لانچ مڑ کر واپس
لی گئی۔ عمران اور اس کے ساتھی کیپٹن آصف کی رہنمائی میں آبدوز
کے اندر پہنچ گئے ــــ عمران غور سے آبدوز کو دیکھ رہا تھا۔ آبدوز
بھی انتہائی جدید تھی۔

"اس کی انتہائی اسپیڈ کیا ہے" ــــ عمران نے کیپٹن
آصف سے پوچھا۔

"تین سو ناٹ سر ــــ یہ جدید ترین جنگی آبدوز ہے۔
ہمارے پاس اس جیسی صرف چار آبدوزیں ہیں" ــــ کیپٹن آصف
نے جواب دیا۔

"آپ کبھی جزائر فجی کے گرد سمندر میں گئے ہیں" ــــ عمران
نے دوسرا سوال کیا۔

"یس سر ــــ ایک بار اتفاق ہوا ہے ٹریننگ کے دوران۔
ایک جنگی مشق ہم نے وہیں کی تھی" ــــ کیپٹن آصف نے
جواب دیا۔

"گڈ ــــ وہاں زیادہ سے زیادہ سمندر کی گہرائی کس قدر ہو
سکتی ہے" ــــ عمران نے پوچھا۔ وہ اس وقت لانگ روم میں
موجود مخصوص کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔ اور کیپٹن آصف کے
باقی ساتھی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے ــــ لانچ
حرکت میں آ چکی تھی اور آہستہ آہستہ نیچے گہرائی میں اتر رہی تھی۔

"سات ہزار فیٹ میرا اندازہ ہے ___ لیکن وہ علاقہ بحری
سے انتہائی خطرناک ہے۔ وہاں سمندر کے اندر بے شمار خطرناک
چٹانیں پھیلی ہوئی ہیں" ___ کیپٹن آصف نے جواب دیا۔
"کیا کوئی ایسا امکان ہو سکتا ہے۔ کہ وہاں کسی جگہ سمندر
تہہ میں کوئی شہر بسایا جا سکے" ___ عمران نے پوچھا۔
"سمندر کی تہہ میں شہر ___ ایسی تو کوئی بات ہم نے آج
نہیں سنی جناب ___ ویسے وہاں خطرناک چٹانوں کی موجودگی
بعد ایسا کوئی امکان نہیں ہو سکتا" ___ کیپٹن آصف نے
جواب دیا۔
"ان چٹانوں کے اندر خفیہ طور پر شہر ہو سکتا ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں سر ___ ایسا ہونا ناممکن ہے ___ ایسا تو تصو
نہیں ہو سکتا ___ لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں
کیپٹن آصف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"آپ کو ہمارے متعلق کیا بریف کیا گیا ہے" ___ عمر
نے پوچھا۔
"مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ کسی خصوصی مشن کے لئے آپ ملک
سے باہر آبدوز کے ذریعے جانا چاہتے ہیں ___ اس لئے آپ
جہاں کہیں آپ کو چھوڑ دیا جائے" ___ کیپٹن آصف نے
جواب دیا۔
"اور اگر میں کہوں کہ ہم نے جزائر فجی کی انہی چٹانوں تک جا



ہے تو پھر ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"نو سر ___ ایسا ناممکن ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ فاصلہ
بے حد طویل ہے۔ ہمیں راستے میں تیل اور دیگر ضروریات کے لئے
کم از کم دس جگہوں پر رکنا ہوگا ___ اور ایسے انتظامات پہلے
سے ہونے ضروری ہیں۔ دوسری بات یہ کہ راستے میں بے شمار
بین الاقوامی سمندر ہیں ___ وہاں داخلہ اعلان جنگ کے مترادف
ہے۔ اور ہمیں چیک بھی کیا جا سکتا ہے اور ہٹ بھی کیا جا سکتا
ہے۔ اس لئے اس قدر طویل فاصلے پر اس طرح آبدوز کا جانا
ناممکن ہے ___ ہم تو کسی قریبی جگہ آپ کو پہنچا سکتے ہیں"
کیپٹن آصف نے کہا۔
"آپ ہمیں زیادہ سے زیادہ کس قدر فاصلے پر چھوڑ سکتے ہیں۔
آسانی سے اور حفاظت سے" ___ عمران نے چند لمحے خاموش
رہنے کے بعد پوچھا۔
"ہم آپ کو زیادہ سے زیادہ ناران کے جنوبی ساحل تک پہنچا
سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں ___ وہاں تک ہم آسانی سے جا
سکتے ہیں۔ اس کے بعد ایکریمیا کی دفاعی حدود کا آغاز ہو جاتا ہے۔
وہاں آبدوز کا داخلہ ہی ناممکن ہے۔ اگر داخل بھی ہو جائیں تو ہمیں
گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے اور آبدوز کو تباہ بھی کیا جا سکتا ہے"
کیپٹن آصف نے جواب دیا۔
"ہمارا سامان پہنچ گیا ہے" ___ عمران نے موضوع بدلتے
ہوئے پوچھا۔

"یس سر ___ پہنچ گیا ہے۔ اور آپ کی ہدایات کے مطابق پیک ہو چکا ہے" ___ کیپٹن آصف نے جواب دیا۔

"او کے ___ آپ ہمیں ناران کے جنوبی ساحل پر پہنچا دیں۔ اس سے زیادہ آگے ہم جانا بھی نہیں چاہتے۔ لیکن اس میں ایک شرط ہے۔ آپ سلکی وے استعمال نہیں کریں گے۔ بلکہ ناران سائیڈ سے ہوتے ہوئے آگے بڑھیں گے" ___ عمران نے کہا اور کیپٹن آصف چونک پڑا۔

"ناران سائیڈ سے ___ لیکن اس طرح تو ایک لمبا چکر کاٹنا پڑے گا" ___ کیپٹن آصف نے کہا۔

"کچھ بھی ہو ___ بہرحال ہم نے معروف راستے سے نہیں جانا۔ ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر ناران کے جنوبی ساحل تک پہنچنا چاہتے ہیں" ___ عمران نے حتمی لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ایسا ہی ہوگا" ___ کیپٹن آصف نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔

"ہم سب نے اس طرح ظاہر کرنا ہے جیسے ہم اسی آبدوز کے کریو ہیں اس لئے کوئی شخص فارغ نہ بیٹھے۔ اور ہدایات کے مطابق سب کام میں مصروف ہو جائیں" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور پھر عمران اور صفدر تو مشین روم کی طرف بڑھ گئے۔ جب کہ جولیا نے کچن کا رخ باقی افراد لانگ روم سے ملحقہ وار روم میں داخل ہو گئے۔ عمران



نے انہیں پہلے سے ہی آبدوز اور اس کے حصوں کے متعلق بریف کر دیا تھا۔ اس لئے وہ سب یوں اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے جیسے ان کی ساری زندگی اسی آبدوز میں گزری ہو۔

مشین روم میں کیپٹن آصف، سلطان اور علی نواز کو ہدایات دے رہا تھا۔ اور اس کی ہدایات کے مطابق آبدوز کا راستہ بدل دیا گیا اور اس کی سپیڈ بڑھا دی گئی۔

عمران ایک چھوٹی سی مشین کے سامنے رکھے ہوئے سٹول پر بیٹھ گیا اور اس نے مشین کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کیپٹن آصف کی آواز سنائی دی۔

"سر ___ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ مشین ایمرجنسی کنٹرولنگ مشین ہے" ___ کیپٹن آصف کا لہجہ گھبرایا ہوا تھا۔

"مجھے معلوم ہے ___ میں اسے ایلفا سی ون پینڈ کو چیک کرنے پر ایڈجسٹ کرنا چاہتا ہوں۔ اور مسٹر آصف تمہیں شاید یہ نہیں بتایا گیا کہ اس آبدوز کا چیف کنٹرولر میں ہوں" ___ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"او یس سر ___ مگر یہ مشین تو ...." ___ کیپٹن آصف نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"مجھے اس مشین کی پیچیدگیوں کا علم ہے آپ گھبرائیں نہیں۔ اپنے چہرے کو نارمل رکھیں۔ ہمیں کسی بھی وقت کسی خفیہ مقام سے چیک کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہر چیز نارمل ہونی چاہیے" عمران کا لہجہ سخت تھا۔

"چیک کیا جا سکتا ہے ہمیں ـــ وہ کیسے سر"

کیپٹن آصف کا چہرہ حیرت کی شدت سے مزید بگڑ گیا۔

"ایلفا سی۔ ون ریز کے ذریعے ـــ اسی لئے تو ہم نے آ
کے کریو جیسی وردی پہن رکھی ہے۔ خفیہ چیکنگ کے وقت ہم
اس مشین کے سامنے موجود رہنا ضروری ہے۔ ورنہ میرا میک
واضح ہو جائے گا۔ اور میرا میک اپ واضح ہوتے ہی یہ آبد
ایک لمحے میں بھسم کی جا سکتی ہے" ـــ عمران نے خشک
میں کہا۔

"اوہ سر ـــ ٹھیک ہے سر" ـــ کیپٹن آصف نے
جواب دیا۔ لیکن اس کا انداز ابھی تک متذبذب تھا۔

"مسٹر سلطان ـــ آپ نے ریگولیٹر کو زیرو تھرٹی پر ایڈج
کرنا تھا۔ جب کہ آپ نے اسے زیرو تھرٹی ٹو پوائنٹ سکس
ایڈجسٹ کر رکھا ہے۔ اس طرح تو آبدوز کسی بھی لمحے گھوم کر
چٹان سے ٹکرا سکتی ہے۔ اسے صحیح ایڈجسٹ کرو" ـــ عمر
نے اس بار کیپٹن آصف کے معاون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ یس سر" ـــ سلطان نے جلدی سے کہا اور
جھک کر وہ ریگولیٹر کو ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"کیپٹن آصف ـــ زیرو تھرٹی پوائنٹ اس گہرائی میں مخ
پوائنٹ ہے۔ تھرٹی ٹو پوائنٹ سکس سے آبدوز کے گھوم جا
کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس گہرائی میں پانی کی کثافت قدر
کم ہے" ـــ عمران نے کیپٹن آصف سے مخاطب ہو کر



کیپٹن آصف حیرت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ جیسے
سے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"اوہ ـــ آپ اس قدر نالج رکھتے ہیں۔ آپ نے ٹریننگ لی ہے"
پٹن آصف نے کہا۔

"ہاں ـــ یہ تو سکسٹی ون ٹائپ آبدوز ہے۔ میں نے جدید ترین
ون تھرٹی بھی چلائی ہوئی ہے جو صرف روسیاہ کے پاس ہے۔
ن کا ایک اہم زیر زمین اڈہ میں نے اس سے تباہ کیا تھا"
ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ـــ سوری سر ـــ میں تو آپ کو صرف سیکرٹ
روس کا ممبر ہی سمجھتا رہا۔ اب میں مطمئن ہوں سر ـــ آپ جس
رح چاہیں اس آبدوز کو آپریٹ کرا سکتے ہیں" ـــ کیپٹن آصف
نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"آپریٹ تم خود ہی کرو۔ میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہر شخص بالکل
مل رہے۔ اس طرح جیسے ہم سب کریو ہیں۔ کوئی اجنبی ہم میں شامل
نہیں ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن آصف
نے سر ہلا دیا۔ صفدر ایک اور مشین کے سامنے سٹول پر بیٹھا ایسی
رکات کر رہا تھا جیسے وہ اس مشین کو آپریٹ کر رہا ہو۔

عمران نے سامنے موجود مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور پھر
ئی نابیں گھمانی شروع کر دیں۔ ڈائل پر لگی ہوئی مختلف رنگوں کی سوئیاں
حرکت کرتے کرتے جب ایک مخصوص جگہ پر پہنچیں تو عمران نے ہاتھ
ہٹا لیا۔

آبدوز انتہائی رفتار سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ مشین کی بڑی سکرین پر ارد گرد کا منظر ابھرا ہوا تھا۔ اور کیپٹن آصف ٹیبل پر بیٹھا آبدوز کا مین کنٹرول سنبھالے ہوئے تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد عمران چونک پڑا۔ اس کے سامنے مشین کے سنٹر میں ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے لگا اور ڈائل پر موجود سوئیاں تیزی سے حرکت میں آ گئیں۔

"ہوشیار ـــ ہمیں چیک کیا جانے والا ہے" ـــ عم نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ا منہ مشین کے تقریباً اندر ہی گھسیڑ دیا۔ بلب چند لمحے تیزی جلتا بجھتا رہا پھر یک لخت سرخ ہو کر جلنے لگا ـــ اس کے ہی آبدوز کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اور وہ یوں پانی میں ڈولنے لگی جیسے کا توازن خراب ہو گیا ہو۔ لیکن یہ کیفیت صرف چند لمحے رہی ا کے بعد بلب یک لخت بجھ گیا اور آبدوز دوبارہ اُسی رفتار آگے بڑھنے لگی ـــ عمران اُسی طرح مشین میں سر دیئے چند خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نما تھے۔

"خطرہ دور ہو گیا ہے کیپٹن آصف ـــ اب تم خود اپنی آ سنبھالو ہم اب بیٹھ کر گپ شپ کریں گے" ـــ عمران مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر صفدر کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ سلسلہ کیا تھا۔ کس نے ہمیں چیک کیا ہے"



کیپٹن آصف نے قدرے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"یہ تمہارے سوچنے کی بات نہیں۔ یہ حکومتی سلسلے ہیں" عمران نے کہا اور پھر صفدر کو ہمراہ لئے وہ مشین روم سے نکل گیا۔ اُسے اطمینان تھا کہ وہ حلقہ موت کے سی ماسٹر سنٹر کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو چکا تھا ـــ اُسے یقین تھا کہ ان کی وردیوں اور مشین سے نکلنے والی مخصوص ریز کی وجہ سے عمران کا چہرہ دھندلا سا ان کے سامنے آیا ہو گا۔ اور اس طرح ان کے خیال کے مطابق آبدوز صرف کریو پر مشتمل ہے اور اس میں مزید افراد موجود نہیں ہیں ـــ عمران کو معلوم تھا کہ اگر وہ ذرا بھی مشکوک ہو جاتے تو یقیناً آبدوز پر حملہ ہو چکا ہوتا۔

"یس ـــ سپر گرینڈ چیف" ـــ چیف باس نے کرخت
لہجے میں کہا۔

"سی ماسٹر سنٹر نمبر تھرٹی ون باس ـــ چیکنگ شروع ہ
ابھی تک کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا"
گھمبیر سی آواز نے کہا۔

"ہر طرف سے ہی رپورٹیں آرہی ہیں۔ لیکن ابھی ابھی مجھے اطلا
ملی ہے کہ عمران پاکیشیا میں نظر نہیں آرہا۔ اس کا مطلب ہے
یقیناً پاکیشیا سے نکل گیا ہے ـــ لیکن تم سب کہہ رہے
کہ چیکنگ ہو رہی ہے" ـــ چیف باس نے انتہائی کرخ
لہجے میں کہا۔

"باس ـــ ہم تو آبدوزیں تک چیک کر رہے ہیں۔ حالان
آپ کی ہدایات میں آبدوزیں شامل نہ تھیں" ـــ دوسری ط



کہا گیا اور چیف باس آبدوز کا لفظ سن کر بری طرح چونک پڑا۔
"آبدوز ـــ اوہ ـــ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا تھا۔ وہ
ز کے ذریعے بھی تو نکل سکتے ہیں اوہ" ـــ چیف باس
پریشان سے لہجے میں کہا۔

"باس ـــ ہم آبدوزوں کو مسلسل چیک کر رہے ہیں۔ جیسے
کوئی مشکوک بات نظر آئی ہم فوراً کارروائی کریں گے۔ ہم پوری
رح چوکنا ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک آبدوز کو ہم نے چیک کیا
ہے ـــ ہمیں وہ مشکوک معلوم ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ سلکی وے سے
ٹ کر جا رہی تھی۔ حالانکہ پاکیشیا کی جنگی آبدوزیں ہمیشہ سلکی وے
فر کرتی ہیں۔ لیکن اس میں صرف کریو تھا اور کوئی آدمی نہ تھا"
ری طرف سے کہا گیا۔

"سلکی وے سے ہٹ کر جا رہی ہے ـــ کہاں جا رہی ہے"
باس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ناراں سائیڈ پر جا رہی ہے۔ شاید کسی جنگی مشق کا حصہ ہو
راستہ" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم اسے دوبارہ چیک کر سکتے ہو" ـــ چیف باس نے
د لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"دوبارہ ـــ نہیں باس ـــ وہ ہماری رینج سے نکل چکی
ہے۔ البتہ اب ہم سی فش کے ذریعے اسے چیک کر سکتے ہیں۔
ن سی فش بہرحال سامنے آجائے گی۔ اور اس طرح پاکیشیا
نگی مشینری اس سے واقف ہو جائے گی" ـــ دوسری

طرف سے کہا گیا۔
"تم اسے چیک کرو۔ اگر وہ مشکوک نظر آئے تو اڑا دینا۔
خاموشی سے واپس آجانا۔ سی فش پاکیشیا نے دیکھی تو ایک
آج تک اس کے متعلق سنا تک نہیں ہوگا۔۔۔ اس لئے اگر
قیاس آرائیاں کرتے ہی رہیں تب بھی کوئی مسئلہ نہیں"
چیف باس نے کہا۔
"باس۔۔۔ ہم اُسے اچھی طرح چیک کر چکے ہیں۔ ا
فوٹو سیریل بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں صرف ا
کریو ہے۔ سی فش کو سامنے لے آنے کے لئے ہمیں ایکر
اعلیٰ حکام سے خصوصی اجازت حاصل کرنی ہوگی اور آپ جا
ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گ
"کس نے اجازت دینی ہے"۔۔۔ چیف باس نے پو
"جوائنٹ ایڈمرل آرنیلسن"۔۔۔ دوسری طرف سے
"اوہ۔۔۔ پھر کوئی مسئلہ نہیں۔ فون پر اس سے بات کرو۔
حلقہ موت کا کوڈ اُسے کہو اجازت مل جائے گی"۔۔۔ چیف
نے کہا۔
"ٹھیک ہے باس"۔۔۔ دوسری طرف سے جوا
دیا گیا۔
"کیا تم سی فش سے ہونے والی چیکنگ کو ہیڈ کوارٹر ل
سکتے ہو۔ میں بذاتِ خود اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ کیونکہ
راستے سے ہٹ کر جانے والی اس آبدوز کے متعلق میں



شکوک ہوں"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔
"یس باس۔۔۔ سی فش میں ایسی مشینری موجود ہے۔ کہ میں
چیکنگ کو لنک کر سکتا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"تو ٹھیک ہے۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ میں پوری طرح مطمئن ہونا
چاہتا ہوں"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔
"یس باس۔۔۔ میں اجازت حاصل کر کے سی فش کو حرکت
میں لے آتا ہوں۔ جیسے ہی سی فش حرکت میں آئی لنک ہو جائے
گا"۔۔۔ سنٹر سے جواب دیا گیا اور چیف باس نے بولنے کی
بجائے سر ہلا دیا۔ اس کی چھٹی حِس بتا رہی تھی کہ عام راستے سے
ہٹ کر جانے والی یہ آبدوز خاصی مشکوک ہے۔۔۔ گو اُسے یقین
تھا کہ سی ماسٹر سنٹر نے اُسے اچھی طرح چیک کیا ہوگا۔ لیکن پھر بھی
اس کے ذہن میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ مشین کی سکرین اب صاف تھی۔
چیف باس کی نظریں اسی صاف سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔
تھوڑی دیر بعد مشین سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔
اس کے ساتھ ہی سکرین پر جھماکے سے نظر آنے لگے۔ چیف
باس چونک کر سیدھا ہو گیا۔۔۔ اور پھر سکرین پر سمندر کا
اندرونی منظر نظر آنے لگا۔ اور پھر ایک ہلکے سے جھماکے سے ایک
خوفناک قسم کی آبدوز نظر آنے لگی۔ یہ آبدوز بالکل وھیل مچھلی کی
شکل کی تھی۔۔۔ اس کا رنگ، جسامت اور انداز بالکل وھیل مچھلی
کا تھا۔ اُسے خصوصی طور پر اس انداز میں تیار کیا گیا تھا کہ قریب
سے دیکھنے کے باوجود اُسے پہچانا نہ جا سکے اور یہی سمجھا جائے کہ

وہ عام وہیل مچھلی ہے۔ جب کہ سی فش کے اندر ایسی جدید ترین مشینری موجود تھی کہ وہ آبدوزوں اور بڑے بڑے جنگی جہاز کو دیکھتے ہی دیکھتے تباہ کر سکتی تھی —— یہ ایکریمیا کا ایک ایسا ہتھیار تھا جس کی ہوا بھی دوسری دنیا کو نہ لگنے دی گئی تھی۔ لیکن چیف باس جانتا تھا کہ جوائنٹ ایڈمرل آرنیلسن حلقہ موت کا کو سنتے ہی اجازت دینے پر مجبور ہو گا کیونکہ وہ حلقہ موت کا ممبر اور سی فش کو حرکت میں دیکھتے ہی چیف باس کے لبوں پر مسکرا پھیل گئی —— کیونکہ اس کے حرکت میں آنے کا مطلب ہی یہی کہ جوائنٹ ایڈمرل نے حلقہ موت سے وفاداری کا اظہار کر ہوئے اس خفیہ ترین ہتھیار کو حرکت میں لے آنے کی اجازت دے دی ہے۔

"باس —— سی فش حرکت میں آ چکی ہے۔ آپ اسے میٹا میں چیک کر رہے ہوں گے" —— مشین سے سنٹر انچارج کی آ گونجی۔

"یس —— میں دیکھ رہا ہوں۔ اجازت ملنے میں کوئی پرابلم پیدا نہیں ہوئی" —— چیف باس نے پوچھا۔

"نہیں باس" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چیف نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

سی فش انتہائی تیز رفتاری سے سمندر میں سفر کر رہی تھی مچھلیوں کی طرح اوپر سطح پر جاتی اور پانی کا زبردست فوارہ چھوڑ پھر غوطہ لگاتی اور سفر شروع کر دیتی۔



"باس —— وہ آبدوز اب رینج میں آ گئی ہے" —— سنٹر انچارج کی آواز سنائی دی۔

اسی لمحے چیف باس نے بھی دیکھا کہ سمندر کی تہہ میں ایک جدید قسم کی آبدوز تیزی سے سفر کرتی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

"اسے چیک کرو" —— چیف باس نے کہا۔

"ابھی رینج تک پہنچنے پر میں اسے چیک کر دوں گا" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور چیف باس خاموش ہو گیا۔

سی فش کی رفتار بے حد تیز تھی اور پھر آبدوز کے قریب پہنچ کر وہ یک لخت اوپر کی طرف اٹھتی گئی۔ سطح سمندر پر پہنچ کر اس نے پانی کا ایک زبردست فوارہ چھوڑا اور پھر غوطہ لگا کر وہ تیزی سے سمندر کی تہہ میں اتری اور سیدھی آبدوز کی طرف بڑھتی گئی۔

اب وہ آبدوز کے بالکل قریب پہنچ گئی تھی —— اسی لمحے سکرین پر ایک زوردار جھماکا ہوا۔ اور سکرین پر سے سی فش اور آبدوز دونوں غائب ہو گئے۔ باس بری طرح چونکا۔ لیکن دوسرے لمحے سکرین پر ایک منظر ابھر آیا —— یہ آبدوز کا اندرونی منظر تھا۔ پہلے مشین روم کا منظر ابھرا۔ وہاں واقعی کمپیوٹر کام کر رہا تھا۔ پھر آبدوز کے دوسرے حصوں کا منظر سکرین پر آتا رہا۔ سی فش جس جس طرح آبدوز کے گرد گھوم رہی تھی ویسے ہی مختلف حصوں کے منظر ابھر رہے تھے —— اور چند لمحوں بعد ایک بڑے کمرے کا منظر سامنے آیا۔ جہاں ایک عورت اور چھ مرد کرسیوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ یہ سب آبدوز کے کریو کی

مخصوص وردیوں میں تھے۔

"اوہ عمران موجود ہے باس ۔۔۔ وہ دائیں طرف تیسری کرسی پر ۔۔۔ آپ کے بھیجے ہوئے فوٹو کے مطابق" ۔۔۔ سنٹر انچارج کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اب چیف باس نے بھی اسے پہچان لیا تھا۔

"اڑا دو ۔۔۔ اس آبدوز کو تباہ کر دو فوراً ۔۔۔ دیکھا میں نے نہ کہا تھا ۔۔۔ اڑا دو" ۔۔۔ چیف باس نے چیختے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے اس نے عمران اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے افراد کو بری طرح چونکتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین سے گونج کی تیز آواز پیدا ہوئی اور پھر سکرین پر یک لخت زبردست جھماکے سے دکھائی دینے لگے ۔۔۔ مختلف رنگوں کی آڑی ترچھی لہریں سی سکرین پر کود رہی تھیں۔ اور چیف باس خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک جھماکا ہوا اور پھر سکرین سپاٹ ہو گئی۔

"اوہ باس ۔۔۔ سی فش کا حملہ ناکام رہا ہے۔ یہ ٹھوس آبدوز ہے۔ اس کے گرد سیانک ریز کا حصار قائم کر دیا گیا ہے۔ اب اس پر صرف ایٹمی میزائل کام دے سکتا ہے۔ اور چیکنگ ریز بھی اب ختم ہو گئی ہیں" ۔۔۔ سنٹر انچارج کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔۔۔ تو ایٹمی میزائل فائر کر دو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ چیف باس نے چیختے ہوئے کہا۔



"سوری باس ۔۔۔ ایٹمک میزائل آٹومیٹک سیل ہوتے ہیں صرف جنگی ہیڈ کوارٹر سے جنگ کی صورت میں کمپیوٹر کے ذریعے ہی کھولے جا سکتے ہیں۔ ہم انہیں فائر نہیں کر سکتے" ۔۔۔ سنٹر انچارج نے بے بس سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو اب یہ آبدوز کیسے تباہ ہو گی" ۔۔۔ چیف باس نے بری طرح جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ اب تو صرف اس کا تعاقب ہو سکتا ہے۔ البتہ جہاں یہ لوگ باہر نکلیں گے انہیں سیانک ریز کا حصار ہٹانا پڑے گا۔ اس وقت اس آبدوز کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ یا ان لوگوں کو مارا جا سکتا ہے" ۔۔۔ سنٹر انچارج نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ان کا تعاقب جاری رکھو۔ جیسے ہی موقع ملے اسے اڑا دو۔ اور مجھے رپورٹ دیتے رہو ۔۔۔ اگر یہ لوگ تم سے بچ کر کسی ساحل پر پہنچیں تو مجھے اطلاع دینا" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ جس راستے پر یہ آبدوز جا رہی ہے یہ ناران کے جنوبی ساحل پر پہنچے گی" سنٹر انچارج نے جواب دیا۔

"ناران کا جنوبی ساحل ۔۔۔ ٹھیک ہے میں ناران میں حلقہ موت کے سنٹر کو ہوشیار کر دیتا ہوں۔ وہ جنوبی ساحل پر پہنچ جائیں گے" چیف باس نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا بٹن دبایا اور تیزی سے ناب گھمانی شروع کر دی ۔۔۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک اور بٹن دبایا تو سکرین پر ایک سانپ کے منہ جیسے

نوجوان کی آواز سنائی دی۔ یس ناران سنٹر سے چیف اردنا بول رہا
"سپر کمانڈ چیف فرام ہیڈ کوارٹر" ــــــ چیف باس
انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس سر ــــ یس باس ــــ یس سر" ــــ چیف
نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے
اس کے چہرے پر بھی شدید ترین بوکھلاہٹ کے آثار نمودار
تھے ــــ شاید سپر کمانڈ چیف نے اس سے پہلی بار براہِ راست
رابطہ کیا تھا۔

"سنو ــــ ناران کے جنوبی ساحل پر ایک آبدوز کے ذریعے
ایک عورت اور چھ مرد پاکیشیائی پہنچنے والے ہیں۔ انہیں ہیڈ
سے موت کی سزا دی جا چکی ہے۔ تم پوری ٹیم لے کر وہاں پہنچ
اور جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ ان
سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جانا چاہیئے" ــــ چیف باس نے
کڑکدار لہجے میں کہا۔
"یس باس ــــ حکم کی تعمیل ہوگی باس ــــ ان کی شناخت
وغیرہ سر" ــــ چیف اردنا نے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"ناران سنٹر کے چیف سے مائیکرو ویژن کے ذریعے ان میں سے
کی تصویر منگوا لو۔ وہی مین آدمی ہے۔ اس کا نام علی عمران ہے
نوجوان ہے۔ بظاہر مسخرہ اور احمق نظر آتا ہے۔ ویسے میک اپ
ماہر ہے ــــ اور جیسے ہی یہ ختم ہوں فوری براہِ راست ہیڈ
رپورٹ کرو" ــــ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔



"یس باس" ــــ چیف اردنا نے جواب دیا اور چیف باس
نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

عمران لانگ روم میں بیٹھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ
گپ شپ میں مصروف تھا کہ اچانک آبدوز کا توازن خراب ہونے
لگ گیا ــــ یوں لگ رہا تھا جیسے آبدوز کسی بھنور میں پھنس گئی ہو۔
عمران ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر تیزی سے مشین روم کی طرف
بھاگا۔
"کیا ہوا کیپٹن آصف ــــ کیا ہوا" ــــ عمران نے تیز لہجے
میں پوچھا۔
"کچھ نہیں سر ــــ ایک وھیل مچھلی کہیں سے آ نکلی ہے۔
اس کی وجہ سے پانی میں ہلچل ہوئی ہے" ــــ کیپٹن آصف نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اُسی لمحے عمران کی نظریں سکرین پر پڑیں۔

ایک پہاڑ جیسی وھیل مچھلی آبدوز کے گرد گھومتی صاف نظر آ رہی تھی۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے اُسے دیکھا پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے اُسی مشین کی طرف لپکا جسے وہ پہلے آپریٹ کر چکا تھا ــــ اس نے انتہائی پھرتی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے، بٹن دبتے ہی سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا اور سوئیاں تیزی سے حرکت میں آ گئیں۔

"ہمیں چیک کیا جا رہا ہے۔ یہ اصل وھیل نہیں ہے کیپٹن مجھے بتایا گیا تھا کہ اس آبدوز میں سیانک ریز ڈیفنس موجود ہے"۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر ہے" ــــ کیپٹن آصف نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جلدی اُسے آن کرو ــــ فوراً ــــ جلدی ــــ پلیز ــــ ورنہ آبدوز اڑ جائے گی" ــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن آصف بوکھلا کر ایک بڑی مشین کی طرف لپکا۔ اور اس نے جلدی سے اس پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا ہینڈل کھینچ کر نیچے کی طرف جھکا دیا۔ مشین سے گونج پیدا ہوئی ــــ اور اُسی لمحے سکرین پر ہلکے زرد رنگ کی لہروں کا جال سا پھیلتا گیا۔ ابھی جال مکمل ہی ہوا تھا کہ وھیل مچھلی کا منہ کھلا اور پھر اس میں انتہائی سرخ رنگ کی تیز شعاعیں نکل کر آبدوز کی طرف بڑھیں۔ آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا ــــ لیکن جیسے ہی یہ سرخ رنگ کی شعاعیں زرد لہروں سے ٹکرائیں زوردار چھماکے ہوئے اور اُسی لمحے وھیل مچھلی



تیزی سے اوپر کی طرف اٹھتی چلی گئی اور سکرین سے غائب ہو گئی۔

"یہ سب کیا ہے ــــ یہ وھیل مچھلی کیسی ہے"
کیپٹن آصف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ وھیل مچھلی نہیں ہے کیپٹن ــــ یہ ایکریمیا کا ایک خفیہ اور خوفناک ہتھیار ہے۔ میں نے اس کے متعلق اطلاعات سنی تھیں اسے سائنسی طور پر سی فش کا نام دیا گیا ہے۔ اگر سیانک ریز کا جال آبدوز کے گرد نہ ہوتا تو اب تک پوری آبدوز کروڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکی ہوتی ــــ ان ریز پر صرف ایٹمک میزائل ہی قابو پا سکتا ہے۔ لیکن ایٹمک میزائل مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ فائر نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس کا تعلق کسی کی ذات سے نہیں بلکہ صدر ایکریمیا کی ڈیفنس کونسل سے ہے" ــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"حیرت انگیز ــــ انتہائی حیرت انگیز" ــــ کیپٹن آصف نے کہا۔

"اس دنیا میں کوئی چیز حیرت انگیز نہیں ہے کیپٹن ــــ البتہ اگر سیانک ریز کا جال بروقت نہ آن کیا جاتا تو پھر البتہ ہم جنت میں بیٹھے حیرت انگیز نظارے دیکھ رہے ہوتے"، عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن آصف پھیکی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

اُسی لمحے وھیل مچھلی دوبارہ نظر آئی۔ لیکن اب وہ صرف آبدوز کا پیچھا کر رہی تھی۔

"ہم اس پر فائرنگ کریں" ـــــ کیپٹن آصف نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس کے لئے ہمیں سیانک ریز ختم کرنی ہوں گی۔ اور جیسے ہی سیانک ریز ختم ہوئیں اسی لمحے آبدوز کا خاتمہ ہو جائے گا" عمران نے کہا اور کیپٹن آصف سر ہلا کر رہ گیا۔

"مگر عمران صاحب ـــــ اب اس سے پیچھا کیسے چھڑایا جائے اب ساری عمر تو ہم اس آبدوز میں نہیں رہ سکتے" ـــــ صفدر نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے ساحل پر پہنچ جائیں پھر کوئی طریقہ سوچیں گے۔" عمران نے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر مشین روم سے نکل کر دوبارہ ہال روم میں آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی ساتھ ہی آ گئے۔ عمران کی پیشانی پر شکنیں نظر آ رہی تھیں۔

"اس سی فش کی آمد سے اب یہ بات تو واضح ہو گئی کہ ہمیں ٹریس کر لیا گیا ہے۔ اور جو مقابلے میں سی فش جیسا خوفناک اور خفیہ ہتھیار حرکت میں لا سکتے ہیں وہ ساحل پر بھی ہمارا استقبال کر سکتے ہیں" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں واپس پاکیشیا چلا جانا چاہیئے۔ اور پھر وہاں سے دوبارہ کسی خفیہ طریقے سے نکلیں" ـــــ تنویر نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"واپس جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واپسی کا لفظ تو میری لغت میں ہی نہیں ہے۔ البتہ ایسا ہے کہ ہم جنوبی ساحل



کی بجائے اچانک کسی اور جگہ کا انتخاب کر لیں تاکہ زمینی حملے سے بچ سکیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا" ـــــ صفدر نے کہا۔

"چوہان ـــــ کیپٹن آصف کو کہو نقشہ لے کر یہاں آ جائے" عمران نے ایک طرف کھڑے چوہان سے کہا اور چوہان پلٹ کر تیزی سے مشین روم کی طرف بڑھ گیا ـــــ تھوڑی دیر بعد وہ کیپٹن آصف کے ہمراہ واپس آ گیا۔

"یس سر" ـــــ کیپٹن آصف نے کہا۔ اس کے ہاتھ میں رول کیا ہوا نقشہ موجود تھا۔

"آؤ بیٹھو ـــــ اب ہمیں کوئی نئی منزل تلاش کرنی ہو گی" عمران نے اس کے ہاتھ سے نقشہ لیتے ہوئے کہا اور کیپٹن آصف ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے نقشہ کھول کر میز پر بچھا دیا۔ عمران سمیت سب ساتھی نقشے پر جھک گئے۔

"یہ نادان کا جنوبی ساحل ہے" ـــــ عمران نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ یہی ہے" ـــــ کیپٹن آصف نے جواب دیا۔ عمران چند لمحے غور سے اسے دیکھتا رہا۔

"ادھر اور کوئی ساحل ہی نہیں ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ـــــ ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم ساحل کے قریب خاموشی سے سمندر میں اتر جائیں اور پھر وہاں سے تیرتے ہوئے دور کہیں نکل جائیں۔ آبدوز اس وقت تک پانی کے اندر ہی رہے

جب تک ہم اُسے محفوظ جگہ پہنچنے کا کاشن نہ دے دیں"
کیپٹن شکیل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"سر ——— میری ایک تجویز ہے۔ ساحل سے تھوڑی دور پیچھے سمندر کے اندر ایک بہت بڑی چٹان ہے۔ اس چٹان کے اندر ایک قدرتی سرنگ نما سوراخ موجود ہے۔ اس سرنگ کے ذریعے آپ کسی کی نظروں میں آئے بغیر اچانک ساحل تک پہنچ سکتے ہیں ——— کیونکہ اس چٹان کی دوسری طرف چھوٹی چھوٹی ایسی چٹانیں ساحل تک پھیلی ہوئی ہیں جن میں آسانی سے چھپ کر آگے بڑھا جا سکتا ہے" ——— کیپٹن آصف نے کہا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— یہ سب سے اچھی تجویز ہے۔ اگر سا… نظر بھی آیا تو ہم وہاں سے دور بھی جا کر نکل سکتے ہیں" … نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ تیار ہو جائیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے بعد … کے قریب پہنچ جائیں گے" ——— کیپٹن آصف نے نقشہ … کے رکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن باہر نکلتے وقت سیانک رینز تو بہرحال ختم کرنی ہی پڑیں گی" ——— تنویر نے کہا۔

"ہاں ——— لیکن ہم اچانک ایسا کر دیں گے"
کیپٹن آصف نے کہا۔

"بہرحال ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا۔ تم آبدوز کو یوں جھٹکے دو کہ جیسے آبدوز میں کوئی خرابی ہو گئی ہو" ——— عمران نے کہا



اور کیپٹن آصف سر ہلاتا ہوا واپس مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور عمران ان سب کو لے کر اس طرف چل پڑا جہاں ان کا سامان اور غوطہ خوری کے جدید ترین لباس موجود تھے۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ ان کا سامان واٹر پروف تھیلوں میں پیک شدہ تھے۔ یہ وہ خاص سامان تھا جو عمران نے بڑی دوڑ دھوپ کے بعد مہیا کیا تھا۔

ان سب نے غوطہ خوری کا جدید ترین لباس پہنا۔ اپنے اپنے تھیلے پشت سے لٹکائے اور پھر جدید ترین واٹر گن سنبھال کر وہ سب عمران کی رہنمائی میں چلتے ہوئے آبدوز کے اس حصے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے ایک خفیہ راستہ سمندر کے اندر اترنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

"آپ لوگ تیار ہو گئے ہیں۔ ہم اس سوراخ والی چٹان کے قریب پہنچنے والے ہیں" ——— اچانک مائیک سے کیپٹن آصف کی آواز گونجی۔

"کیا سی فش ابھی تک تعاقب میں موجود ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"ہاں ——— وہ مسلسل تعاقب میں ہے" ——— کیپٹن آصف کی آواز سنائی دی۔

"یہ چیک کرو کہ وہ کتنی دیر کے بعد سمندر کی سطح پر جاتی ہے اور پھر وہاں کتنی دیر رہتی ہے" ——— عمران نے پوچھا۔ اس جگہ کی دیوار میں موجود خفیہ مائیک کے ذریعے اس کی آواز مشین روم میں

پہنچ ہی تھی اور عمران جانتا تھا کہ کیپٹن انہیں سکرین پر بھی دیکھ رہا
ہوگا۔

"میں نے چیک کیا ہے سر ۔۔۔ وہ ہر پندرہ منٹ بعد سطح سمندر پر جاتی ہے اور وہاں سے پانچ منٹ بعد اس کی وا
ہوتی ہے" ۔۔۔ کیپٹن نے جواب دیا۔

"او۔کے ۔۔۔ جیسے ہی وہ اوپر کی طرف روانہ ہو تم راستہ کھو
کر ہمیں کاشن دے دینا۔ ہم پانچ منٹ کے اندر باہر پہنچ
گے۔ تم سی فش کی واپسی سے پہلے پہلے راستہ بند کر کے سائن
آن کر دینا۔ اور پھر اسی طرح آگے بڑھتے چلے جانا ۔۔۔ کم از
آدھا گھنٹہ مزید سفر کرنے کے بعد تم نے واپس پلٹنا ہے"۔
عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ ایسا ہی ہوگا" ۔۔۔ کیپٹن آصف نے
جواب دیا۔

"سنو ۔۔۔ خفیہ راستہ کھلتے ہی ہم سب نے انتہائی تیز رفتا
سے باہر کود جانا ہے اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے چٹان کے
سوراخ میں داخل ہو جانا ہے۔ معمولی سی دیر بھی جان لیوا ثابت
ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور
سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

چند لمحوں بعد ہی رسیور سے کیپٹن آصف کی آواز سنائی
دی۔

"ہوشیار ۔۔۔ میں راستہ کھول رہا ہوں" ۔۔۔ کیپٹن آصف



کا لہجہ خاصا تیز تھا۔

اور ان سب نے جلدی سے اپنے سلنڈر وغیرہ سیٹ کئے۔

اسی لمحے آبدوز کے فرش کا ایک حصہ تیزی سے ایک طرف کھسکتا چلا گیا۔ اور پانی طوفانی رفتار سے اوپر آنے لگا ۔۔۔ لیکن آبدوز کے اندرونی ہوا کے مخصوص دباؤ نے اُسے پوری طرح اندر آنے سے باز رکھا۔ جیسے ہی خانہ کھلا عمران نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور تیزی سے آگے کی طرف تیرتا گیا ۔۔۔ جب کہ اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے باقی ممبرز بھی کود گئے۔ آبدوز اسی رفتار سے چل رہی تھی۔ سمندر میں موجود وہ بڑی سی چٹان قریب ہی نظر آ رہی تھی۔ یہ چٹان تہہ سے اوپر سطح کی طرف چلی گئی تھی اور سائیڈ پر ایک بڑا سا سوراخ نظر آ رہا تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا ۔۔۔ عمران سمندر میں کودتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ کھلے سمندر کی تہہ میں ہونے کی وجہ سے اس کے جسم پر بے پناہ دباؤ پڑ گیا تھا ۔۔۔ اُسے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے اس کے جسم کا گوشت کسی شکنجے میں جکڑ کر دبا دیا گیا ہو۔ لیکن چٹان کے اس دروازے میں داخل ہوتے ہی اس کیفیت میں خاصی کمی آ گئی تھی ۔۔۔ اس کے ساتھی بھی تیزی سے سوراخ میں داخل ہو گئے۔ سوراخ اس قدر چوڑا تھا کہ وہ سب بیک وقت اس میں اکٹھے تیر سکتے تھے۔ سب سے آخر میں جوہان اندر داخل ہوا تھا۔ آبدوز کافی آگے نکل گئی تھی ۔۔۔ لیکن جیسے ہی جوہان اندر داخل ہوا پانی میں زبردست ہلچل پیدا ہوئی۔ اور پھر انتہائی

تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سی فش اس چٹان کے اندر موجود سوراخ کے سامنے سے گزرتی چلی گئی۔ اور سی فش کے غوطے کی وجہ ہی پانی میں زبردست ہلچل پیدا ہوئی تھی ——— لیکن اس ہلچل کا عمران اور اس کے ساتھیوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔ پانی نے سوراخ کے اندر زبردست دباؤ ڈالا تو وہ سب یوں سائیڈ میں اوپر کی طرف جاتے ہوئے سوراخ میں دھکیلے چلے گئے۔ جیسے توپ کی نال سے گولہ نکل کر اوپر کی طرف جاتا ہے ——— کیونکہ وہاں پانی کی موجودگی سے اوپر چڑھنے میں خاصی جدوجہد کرنی پڑتی۔ یہ سرنگ نما سوراخ خاصا طویل تھا اور اس سوراخ کے اندر اس میں گھپ اندھیرا سا تھا۔ جب پانی کا دباؤ ختم ہوا اور ان کے جسم سنبھلے تو عمران نے ماتھے پر فٹ ٹارچ روشن کر دی ——— اس کی دیکھا دیکھی باقی سب نے بھی اپنی اپنی ٹارچیں روشن کر دیں اور اب اندھیرے کی بجائے وہاں خاصی روشنی ہو گئی۔ وہ تیزی سے اوپر کی طرف تیرتے گئے۔ سوراخ کی سائیڈوں میں خاصی کائی جمی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے انہیں اوپر جانے میں خاصی جدوجہد کرنی پڑ رہی تھی ——— لیکن تھوڑی ہی دیر بعد انہیں اوپر پانی کا رنگ بدلا ہوا نظر آنے لگ گیا اور ہلکی ہلکی روشنی کا احساس ہونے لگا۔ عمران نے اپنی جدوجہد تیز کر دی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس چٹان کے سوراخ سے باہر آ گیا۔ اب وہ پانی کی بالائی سطح کے بالکل قریب تھا ——— لیکن اس نے سطح پر جانے کی بجائے اپنا سر پانی کے اندر ہی رکھا۔ باقی ساتھی



بھی باہر آ گئے۔ اس بڑی چٹان کے بعد ساحل تک چھوٹی چھوٹی چٹانوں کا ایک سلسلہ سا موجود تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ان چٹانوں میں تیرتا ہوا ساحل کی طرف بڑھتا گیا ——— اور تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ گیا۔ عمران نے ساحل کے قریب پہنچ کر اپنا سر احتیاط سے باہر نکالا اور پھر ساحل کی ویران پٹی کو دیکھنے لگا۔ ساحل کٹی پھٹی چٹانوں پر مشتمل تھا۔ اور اونچی نیچی چٹانیں دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں ——— ساحل اور چٹانوں پر کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے عمران اچھل کر اوپر ساحل پر چڑھ گیا۔ اس کے اوپر جانے کے بعد اس کے باقی ساتھی بھی اوپر آ گئے۔ اور پھر وہ آکسیجن سلنڈر اور غوطہ خوری کا مخصوص لباس اتارنے لگے۔

"اس سامان کو یہیں کسی چٹان کے پیچھے چھپا دو۔ کہیں اس کی وجہ سے ہماری یہاں آمد کا پتہ نہ چل جائے" ——— عمران نے کہا اور صفدر نے سب ساتھیوں کے لباس اکٹھے کر کے ان کا ایک بنڈل سا بنایا اور پھر آکسیجن سلنڈروں سمیت اس نے یہ سارا سامان ایک چٹان کے اندر موجود غار میں ڈال کر اوپر سے ایک بھاری پتھر رکھ دیا۔ تاکہ وہ گزرتے ہوئے نظر نہ آئے۔

وہ سب اپنے مخصوص بیگ کاندھوں پر لادے ان چٹانوں میں آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ارد گرد کچھ لوگ موجود ہوں۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو سمجھتا اچانک ایک چیختی ہوئی آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔

"خبردار —— ہاتھ اٹھا دو۔ تم پوری طرح گھیرے میں ہو"
اور اس کے ساتھ ہی چاروں طرف موجود چٹانوں سے ہوائی فائرنگ کے دھماکے بلند ہونے لگے۔ شاید اس طرح فائرنگ کر کے انہیں یہ بتایا جا رہا تھا کہ وہ واقعی گھیرے میں ہیں۔
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر دیئے —— اور ظاہر ہے عمران کے ہاتھ بلند کر لینے کی دیر تھی کہ باقی ممبرز کے ہاتھ بھی اٹھتے چلے گئے۔

## ختم شد


عمران سیریز میں ایک منفرد اور یادگار کہانی

حصّہ دوم

# ڈے ٹو ایکشن

مصنف
مظہر کلیم
ایم۔ اے

• کیا حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر کی طرف طے ہونے والا سفر پہلے ہی مرحلے میں ختم ہو گیا —— یا —— ؟
• عمران اور اس کے ساتھی حلقہ موت کے خوفناک قاتلوں کے گھیرے سے بچ نکلے ؟ ذہانت اور فطانت کا ایسا مظاہرہ —— جو صرف عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی ہی دکھا سکتی تھی۔
• حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر کی طرف طے ہونے والا سفر درحقیقت موت کا ہی سفر ثابت ہوا۔
• آبدوزوں۔ ہیلی کاپٹروں۔ ٹرینوں اور کاروں پر طے ہونے والا یہ سفر جس کے ہر قدم پر موت کا بھیانک جال بچھا ہوا تھا۔
• کیا عمران اور اس کے ساتھی حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے —— یا ان کے اس سفر کا اختتام موت کی وادی میں ہوا۔ ؟
• عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کی کو کھ بنی ہوئی لاشیں اور چیف باس کے فاتحانہ قہقہے —— کیا یہی اس سفر کا انجام تھا —— ؟
• انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک ایسی کہانی جس میں ایکشن اور سسپنس اپنے عروج پر ہیں —— شائع ہو گیا ہے۔

یوسف برادرز تاجران کتب پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات
اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ------- اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر --------- محمد یونس
طابع -------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------- -/40 روپے

# چند باتیں

محترم قارئین! ---------- سلام مسنون!

وے ٹو ایکشن کا دوسرا حصّہ حاضر ہے۔ حلقہ موت سے خوفناک ٹکراؤ اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف عمران اور سیکرٹ سروس کا سفر جاری ہے۔ ایسا سفر جس کی ہولناکیوں کو اب آپ بھی محسوس کر رہے ہوں گے۔

حلقہ موت جیسی خوفناک بین الاقوامی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے جب عمران اور سیکرٹ سروس آگے بڑھی تو حلقہ موت اپنی پوری طاقت کے ساتھ مقابلے پہ اتر آئی اور پھر حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا ایک ایک لمحہ موت کے پھندوں میں تبدیل ہوتا گیا۔ سمندر، فضا، زمین سب موت کی دیواروں میں بدل گئے۔ اور عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان ان دیواروں سے سر پٹختے۔ قدم قدم پر موت کے زہریلے کانٹوں سے الجھتے آخر کار زندہ انسانوں کی بجائے جلی ہوئی لاشوں میں تبدیل ہو گئے۔ جی ہاں لاشوں میں۔ اور ان لاشوں پہ حلقہ موت کے بڑوں نے فتح کا جشن منایا۔ یہ کہانی اپنی نوعیت کی منفرد کہانی ہے۔ جس میں اس قدر بھرپور ایکشن ہے کہ سانس رکنے پہ مجبور ہو جاتا ہے اور قدم قدم پہ پھیلا ہوا ایسا سسپنس ہے کہ موت کی لہروں کی سرسراہٹ واضح سنائی دینے لگتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ کہانی کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک موڑ آپ سے یقیناً خراج تحسین حاصل کرے گا۔

اب ایک خط ملاحظہ فرمائیے۔

بہل ضلع بھکر سے امان اللہ اور نعیم اختر صاحبان لکھتے ہیں کہ ہم آپ کے ناول پڑھ پڑھ کر اتنے دیوانے ہو چلے ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ ہم بھی کسی سیکرٹ سروس کے ادنیٰ سے رکن بن جائیں۔ لیکن ہماری میٹرک میں تھرڈ ڈویژن ہے۔ اب آپ مشورہ دیں کہ میٹرک تھرڈ ڈویژن کے لئے سیکرٹ سروس میں گنجائش ہوتی ہے یا نہیں۔

محترم امان اللہ اور نعیم اختر صاحبان۔ جواب میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ عمران سائنس کی اعلیٰ ترین ڈگری اور وہ بھی آکسفورڈ جیسی یونیورسٹی سے حاصل کرنے کے باوجود سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہو سکا اور بیچارہ مونگ کی دال اور سلیمان کی جھڑکیاں کھا کھا کر زندگی گزار رہا ہے۔ اس لئے آپ کو فی الحال یہی مشورہ دیا جا سکتا ہے کہ آپ بھی سلیمان جیسا باورچی اور فیاض جیسا دوست ڈھونڈیں اور عمران کی طرح مونگ کی دال پر ہی گزارہ کرتے رہیں۔ مجبوری ہے۔ پہلے عمران کو تو نوکری مل جائے۔ پھر آپ کے متعلق بھی سوچ لیا جائے گا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔اے

چیف باس کی آواز بند ہونے کے باوجود چیف اروتا کا جسم کافی دیر تک لرزتا رہا۔ وہ تاران میں حلقہ موت کے سنٹر کا انچارج تھا ——— لیکن چیف باس تو ایک طرف اس کا رابطہ آج تک ہیڈکوارٹر سے بھی نہ ہوا تھا۔ اس کی تمام تر کارکردگی کا تعلق ایسٹ لینڈ سنٹر سے تھا۔ لیکن اب اچانک نہ صرف ہیڈکوارٹر سے رابطہ ہو گیا تھا بلکہ چیف باس نے اُسے بذات خود ہدایات دی تھیں ——— یہ اتنی بڑی بات تھی کہ اس کا ذہن اسے آخر تک تسلیم نہ کر رہا تھا۔ اس لئے خوف اور دہشت کی وجہ سے اس کے جسم پر لرزہ سا طاری ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں ایک خیال یہ بھی ابھر رہا تھا کہ اب اس کی اہمیت اتنی بڑھ گئی ہے کہ چیف باس نے براہ راست اس سے بات کی ہے اور اگر وہ چیف باس کے احکام کی تعمیل صحیح طور پر کر سکا تو یقیناً

اُسے ترقی مل جائے گی اور پھر وہ ایسٹ لینڈ سنٹر کا سربراہ بن جائے گا۔

چنانچہ یہ خیال ذہن میں آتے ہی اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ چیف اردونا نے بظاہر امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر کھول رکھا ہوا تھا۔

"بوبی سے بات کراؤ جلدی" ——— چیف اردونا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

بوبی اس کی تنظیم کا نمبر ٹو تھا۔ اور عملی طور پر حلقہ موت کا سارا کام اُسی نے سنبھال رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو چیف اردونا نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— چیف اردونا نے کہا۔

"بوبی لائن پر ہے" ——— دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی اور پھر کلک کی آواز کے ساتھ ہی بوبی کی بھاری آواز سنائی دی۔

"بوبی بول رہا ہوں باس" ——— بوبی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بوبی ——— کلنگ سیکشن کے کتنے افراد یہاں موجود ہیں" چیف اردونا نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"کلنگ سیکشن ——— کیوں باس ——— کیا کوئی نیا کام آگیا



ہے" ——— بوبی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ——— انتہائی اہم کام ہے۔ تم یقین کرو گے ابھی ٹاپ ہیڈ کوارٹر سے خود چیف باس نے مجھ سے بات کی ہے" چیف اردونا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ٹاپ ہیڈ کوارٹر سے چیف باس نے ——— حیرت ہے" بوبی کی آواز بھی حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئی تھی۔

"ہاں ——— اور انہوں نے ایک خفیہ مشن براہِ راست ہمارے سپرد کیا ہے۔ بوبی ——— اگر ہم نے یہ مشن مکمل کر لیا تو میری ترقی ایسٹ لینڈ سنٹر میں ہو جائے گی اور تم میری جگہ ناران سنٹر کے انچارج بن جاؤ گے" ——— چیف اردونا نے اُسے شہ دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ——— باس یہ تو واقعی لکی چانس ہے ——— کام کیا ہے" ——— انچارج نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"چیف باس نے کہا ہے کہ ہم جنوبی ساحل کو گھیر لیں۔ کچھ پاکیشیائی افراد وہاں پہنچنے والے ہیں۔ جن میں ایک عورت اور چھ مرد ہیں ——— جیسے ہی وہ نظر آئیں۔ ہم نے ان پر گولیوں کی بارش کر دینی ہے۔ ان سب کو فوری ہلاک کر دینا ہے" چیف اردونا نے کہا۔

"ان کی شناخت" ——— بوبی نے پوچھا۔

"بس یہی شناخت ہے۔ کہ ایک عورت چھ مرد۔ اور یہ سب پاکیشیائی ہیں" ——— چیف اردونا نے کہا۔

"کب یہ لوگ پہنچیں گے" ــــ بوبی نے پوچھا۔

"ابھی اور اسی وقت ــــ فوراً بتاؤ کلنگ سیکشن کے کتنے افراد ہیں میں خود اس مشن میں تمہارے ساتھ جاؤں گا" چیف اردونا نے کہا۔

"باس ــــ میرے علاوہ چھ افراد موجود ہیں۔ ویسے اگر گھنٹہ دو گھنٹہ کی مہلت مل جاتی تو میں بیس افراد اکٹھے کر لیتا" بوبی نے کہا۔

"اتنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے بس اچانک ان پر فائرنگ ہی تو کرنی ہے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلیں ہم انہیں مار گرائیں گے" ــــ چیف اردونا نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ــــ ایسا ہی ہوگا۔ میں آدمی تیار کرتا ہوں آپ فوراً پوائنٹ پر آجائیں" ــــ بوبی نے کہا۔ اور چیف اردونا نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب وہ مطمئن تھا۔ اس نے جان بوجھ کر علی عمران کی فوٹو حاصل کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ کیونکہ اس طرح ایک تو دیر ہو جاتی اور دوسرا یہ کہ چیف باس نے بتایا تھا کہ وہ اکثر میک اپ میں رہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس فوٹو کی کوئی اہمیت نہ تھی۔

رسیور رکھ کر وہ اٹھا۔ اور اپنے دفتر سے باہر نکل کر کار میں آبیٹھا۔ اس نے ڈرائیور کو چھٹی دے دی ــــ اور چند لمحوں بعد اس کی کار پوائنٹ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ قدرت نے اسے ترقی کرنے کا ایک نادر چانس دیا ہے۔



چند افراد کو گولیوں سے بھون دینا اتنا آسان کام تھا جیسے کیلے سے چھلکا اتار دینا ــــ اس لئے اب اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ پوائنٹ پر بوبی اور اس کے ساتھی پہلے سے تیار ہو کر اس کے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے۔ ایک سیاہ رنگ کی ویگن اور نیلے رنگ کی کار بھی پوائنٹ پر تیار تھی۔

"اسلحہ وغیرہ لے لیا ہے" ــــ چیف اردونا نے بوبی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس ــــ ہم پوری طرح تیار ہیں" ــــ بوبی نے کہا۔

"تو آؤ پھر" ــــ چیف اردونا نے کہا۔ اور پھر وہ کار میں سوار ہو گیا۔ فشر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جبکہ ان کے باقی چھ ساتھی ویگن میں سوار ہو گئے۔

"جنوبی ساحل تو بہت وسیع ہے باس ــــ یہ لوگ کہاں سے چڑھیں گے۔ کیا یہ لانچ کے ذریعے آئیں گے" پوائنٹ سے نکلتے ہی بوبی نے پوچھا۔

"اس کی کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی۔ میرے خیال میں جنوبی ساحل پر جو پیرانا لائٹ ہاؤس ہے۔ ہمیں وہاں اپنے ممبرز کو روک کر خود اوپر سے جائزہ لینا چاہئے۔ وہاں سے ہم پورے جنوبی ساحل کو آسانی سے چیک کر سکتے ہیں" ــــ چیف اردونا نے کہا۔

"یس باس ــــ یہ بہترین تجویز ہے" ــــ بوبی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے" ـــــ چیف اردنا نے کہا۔ اور اسی طرح باتیں کرتے ہوئے ان کی کار جنوبی ساحل کے پرانے ہاؤس تک پہنچ گئی۔ لائٹ ہاؤس کی عمارت بالکل خستہ ہو چکی تھی۔ لیکن اس کا ڈھانچہ ابھی تک برقرار تھا ـــــ بوبی نے کار اندر جا کر آڑ میں روک دی۔ ویگن بھی ان کے پیچھے ہی رک گئی تھی۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ ہم اوپر جا رہے ہیں" ـــــ بوبی نے کار کی سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے سے دو طاقتور دُوربینیں نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر چیف اردنا اور بوبی دُوربینیں سنبھالے سیڑھیاں چڑھتے اوپر لائٹ ہاؤس میں پہنچ گئے ـــــ یہاں سے واقعی جنوبی ساحل کا پورا علاقہ واضح طور پر نظر آرہا تھا۔ صرف اونچی نیچی چٹانوں کی وجہ سے معمولی سی رکاوٹ تھی۔ لیکن بلندی پر ہونے کی وجہ سے ان کے لئے سب کچھ آسانی سے دیکھنا ممکن ہو گیا تھا۔

وہ دونوں دُوربینیں آنکھوں سے لگائے ساحل کا جائزہ لے رہے تھے کہ اچانک بوبی بُری طرح چیخ پڑا۔

"باس باس اینٹی سمگلنگ اسکواڈ ساحل کی طرف بڑھ رہا ہے" بوبی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور چیف اردنا نے بھی چونک کر اس طرف دیکھا۔ واقعی اینٹی اسمگلنگ اسکواڈ کی چار گاڑیاں اونچے نیچے ٹیلوں میں سے گزرتی ہوئیں ساحل کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔

"یہ لوگ ادھر کیوں جا رہے ہیں" ـــــ چیف اردنا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے ـــــ بوبی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے وہ خود بھی کچھ نہ جانتا تھا۔ اسکواڈ کی جیپیں ساحل کے قریب جا کر رک گئیں۔ اور پھر اس میں سے اسکواڈ کے مسلح افراد نکل نکل کر تیزی سے ٹیلوں کی آڑ میں چھپنا شروع ہو گئے۔

"یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی" ـــــ بوبی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا ہے ان کا مشن بھی وہی ہو جو ہمارا ہے۔ یہ خود ہی انہیں مار گرائیں اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہم نے تو بہرحال مارنا ہی ہے۔ اسکواڈ کو بھی ساتھ ہی مار گرائیں گے"۔ چیف اردنا نے کہا۔

ابھی اسکواڈ کے مسلح سپاہیوں کو ٹیلوں میں چھپے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ انہوں نے ساحل سے کسی غوطہ خور کو باہر نکلتے دیکھا ـــــ اس نے مکمل طور پر غوطہ خوری کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اس کی پشت پر ایک بڑا سا تھیلا بھی موجود تھا۔ اور پھر اس کے بعد دیگرے چھ افراد اسی طرح کے لباس میں ساحل پر چڑھ آئے۔

"کمال ہے ـــــ یہ بغیر کشتی لانچ کے صرف غوطہ خوری کرتے ہوئے پاکیشیا سے یہاں آگئے ہیں" ـــــ چیف اردنا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بوبی نے کوئی

جواب نہ دیا۔

غوطہ خوروں نے اب اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا تھا۔

"یہ پاکیشیائی ہی ہیں ——— یہی ہمارا ٹارگٹ ہے۔" چیف ادونا نے دوربین سے ان کی شکلیں دیکھتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسکواڈ کے افراد چٹانوں کے پیچھے بے حس و حرکت موجود تھے۔ لباس اتار کر انہوں نے اسے بنڈل کی صورت میں بنا کر ایک ٹیلے کے پیچھے کسی غار میں چھپا دیا ——— اور پھر وہ بیگ کندھوں پر لادے گروپ کی صورت میں آگے بڑھنے لگے۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے تھے کہ اسکواڈ کے سپاہیوں نے ہوائی فائرنگ شروع کر دی۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے آنے والے پاکیشیائیوں نے اپنے ہاتھ بلند کر لئے ——— اسکواڈ کے مسلح سپاہی چاروں طرف سے ان کی طرف لپکے۔

"آؤ بوبی ——— اب موقع ہے یہ انہیں اپنی جیپوں میں سوار کریں گے تو ہم ان کی جیپیں ہی اڑا دیں گے۔" ——— چیف ادونا نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں اترتے نیچے آ گئے۔

چند لمحوں بعد کار در وکین لائٹ ہاؤس کی پرانی عمارت سے نکل کر تیز رفتاری سے اس طرف بڑھنے لگیں جہاں سے اسکواڈ کی جیپوں نے گزرنا تھا ——— اور پھر بوبی کی ہدایات کے مطابق اس راستے کے گرد مختلف چٹانوں کے پیچھے کلنگ سیکشن کے



افراد نے آڑ لے لی۔ بوبی اور چیف ادونا بھی ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اور جیبیں انتہائی طاقتور بموں سے بھری ہوئی تھیں۔ وہ ان جیپوں پر قیامت برپا کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔

کچھ دیر بعد انہیں دور سے جیپوں کے انجنوں کی آوازیں سنائی دیں اور بوبی اور چیف ادونا کے اعصاب تن گئے۔ چند لمحوں بعد ایک چٹان کی آڑ سے ایک جیپ نکلی اور تیزی سے اس راستے پر بڑھتی آئی ——— اس کے پیچھے دوسری جیپیں بھی نظر آنے لگیں۔

"باس ——— اس میں تو صرف اسکواڈ کے آدمی ہیں۔ وہ پاکیشیائی تو نظر نہیں آ رہے" ——— بوبی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ لیکن وہ کہاں جا سکتے ہیں۔" چیف ادونا نے حیرت اور الجھن سے بھرپور لہجے میں کہا۔

چونکہ ان کا اسکواڈ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اسکواڈ کی جیپوں پر حملہ نہ کیا۔ چونکہ یہ بات طے تھی کہ جب تک بوبی فائرنگ شروع نہ کرے کوئی بھی فائرنگ نہ کرے گا۔ اس لئے سب لوگ خاموش رہے ——— اسکواڈ کی جیپیں ان کے سامنے سے گزرتی ہوئیں آگے بڑھتی گئیں اور پھر ٹیلوں کی آڑ میں غائب ہو گئیں۔ جب اسکواڈ کی جیپوں کو گئے ہوئے کچھ دیر گزر گئی تو اچانک انہیں ٹیلے کے پیچھے اسکواڈ کا ایک آدمی پیدل چلتا دکھائی دیا۔ وہ دوڑنے والے انداز میں بھاگ رہا تھا۔

"ٹھہرو" ——— اچانک بوبی نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک

ہوائی فائر کر کے وہ اچھل کر چٹان کی اوٹ سے نکل کر سامنے آگیا۔ اسکواڈ کے آدمی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن پھینک کر ہاتھ اٹھا دیئے۔

"وہ آدمی جنہیں تم نے سمندر سے نکلتے ہوئے پکڑا تھا کہاں ہیں" ـــــ بوبی نے چیخ کر اس اسکواڈ کے آدمی سے پوچھا۔

"وہ سب سمندر میں کود گئے ہیں واپس" ـــــ اس آدمی نے پریشان سے لہجے میں جواب دیا۔

"بکواس مت کرو ـــــ ہم نے دیکھ لیا ہے وہ غوطہ خوری کا لباس اتار چکے تھے" ـــــ بوبی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یقین کرو میں درست کہہ رہا ہوں" ـــــ اس آدمی نے کہا۔

اب بوبی اس کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔

"تم اکیلے پیدل کیوں آرہے ہو" ـــــ بوبی نے پوچھا۔

"میں انہیں تلاش کرنے کے لئے دُور بھاگ گیا تھا۔ اتنی دیر میں باقی ساتھی چلے گئے" ـــــ اس آدمی نے کہا۔

"بوبی ـــــ ہمیں اُسی جگہ جانا چاہیئے۔ اسے بھی ساتھ لے لو" اُسی لمحے چٹان کے پیچھے سے چیف ارونا نے باہر آتے ہوئے کہا اور پھر اس کے مخصوص اشارے پر ان کے باقی ساتھی بھی چٹانوں کے پیچھے سے نکل آئے ـــــ اور پھر وہ سب اُسی جگہ اکٹھے ہو گئے جہاں بوبی اور وہ آدمی موجود تھا۔

"چلو ہمارے ساتھ" ـــــ بوبی نے اُسے گن کی نال سے واپس دھکیلتے ہوئے کہا۔ وہ آدمی واپس مڑا۔ اور ابھی اس نے دو ہی



قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک بجلی کی سی تیزی سے ایک چٹان کے پیچھے چھلانگ لگا گیا ـــــ بوبی نے فائرنگ کی لیکن گولیاں چٹان سے ٹکرائیں اور ابھی بوبی کے فائر کی آواز ختم نہ ہوئی تھی کہ اچانک چاروں طرف سے چٹانوں پر سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ پہلے ہی ہلے میں بوبی اور اس کے تین ساتھی گر گئے ـــــ چیف ارونا اور باقی ساتھیوں نے دوڑ کر چٹانوں کی اوٹ لینی چاہی۔ لیکن ابھی چٹانوں کے پیچھے سے فائرنگ ہوئی اور چیف ارونا کے علاوہ باقی تمام ساتھی ہلاک ہو گئے ـــــ چیف ارونا نے چٹان کے اندر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے غار میں گھس کر پناہ لی۔ اور اسی غار کی وجہ سے وہ گولیوں کی بوچھاڑ سے بچ نکلا تھا۔

"باہر آجاؤ ـــــ ورنہ غار کے اندر بم مار دیں گے" ـــــ دوسرے لمحے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور چیف ارونا بوکھلائے ہوئے انداز میں باہر نکل آیا۔ اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے سامنے وہی پاکیشیائی کھڑے ہوئے تھے ـــــ ان کے بیگ ابھی تک ان کی پشتوں پر تھے۔ اس نے گھوم کر دیکھا تو چٹانوں پر اسکواڈ کے آدمی ہاتھوں میں گنیں اٹھائے کھڑے تھے۔ چیف ارونا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے۔ اس کا چہرہ مایوسی کی انتہائی حالت میں لٹکا ہوا تھا۔

"حلقہ موت نے تمہیں کیا احکامات دیئے تھے" ـــــ ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر چیف ارونا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"حلقہ موت ــــ وہ کیا ہوتا ہے" ــــ چیف اردنا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چیخ کر زمین پر جا گرا۔ نوجوان کی لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر پڑی تھی۔

"جلدی بتاؤ ورنہ" ــــ نوجوان نے وحشت زدہ انداز میں نیچے گرے ہوئے چیف اردنا کی کنپٹی پر مشین گن کی نال رکھتے ہوئے کہا نوجوان کا لہجہ اس قدر سفاکانہ اور وحشیانہ تھا کہ چیف اردنا کے جسم میں موت کی سرد لہریں پھیلتی گئیں۔

"چیف باس نے مجھے کہا تھا کہ جنوبی ساحل پر آنے والے پاکیشیائیوں کو ختم کرنا ہے" ــــ چیف اردنا کے منہ سے نہ چاہنے کے باوجود خوف کی شدت سے الفاظ باہر پھسل آئے۔

"تمہیں کیا شناخت بتائی گئی تھی" ــــ نوجوان نے اسی لہجے میں پوچھا اور چیف اردنا نے شروع سے آخر تک ساری کہانی مختلف سوالوں کے جواب دیتے ہوئے وقفے وقفے سے سنا دی۔

"تم ہیڈ کوارٹر رپورٹ کیسے دیتے" ــــ نوجوان نے پوچھا۔

"وہ خود ہی رابطہ قائم کرتے میرے پاس تو کوئی ذریعہ نہیں" چیف اردنا نے جواب دیا۔

"اوکے ــــ پھر کر دان سے رابطہ قائم" ــــ نوجوان نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کے دھماکوں نے چیف اردنا کی کھوپڑی کو ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا۔



عمران کے ہاتھ اٹھاتے ہی سب ممبروں نے ہاتھ اٹھائے ...چٹانوں کے پیچھے سے باوردی مسلح افراد کود کر ان کے سامنے آ گئے۔ ان میں سے ایک جو آفیسر کی وردی میں تھا تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"تکلیف کی معافی چاہتا ہوں عمران صاحب ــــ دراصل مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک مشکوک کار اور ویگن اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں ہماری نگرانی نہ ہو رہی ہو" ...آفیسر نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ میں نے بھی دوربین کے آئینے کی چمک دیکھی تھی اس ...میں کھٹکا تھا۔ یہ چمک اس لائٹ ہاؤس کی طرف سے آئی تھی۔ ...اب نہیں ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ...نیچے کر لئے۔ اس کے سارے ساتھیوں نے بھی بڑے

حیرت بھرے انداز میں ہاتھ نیچے کر لئے۔

"یہ نادران میں ایکسٹو کے فارن شعبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ سیکرٹ سروس کے رکن ہیں"۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے شدید ترین آثار دیکھ کر باوردی افراد کا تعارف کرا دیا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز کے چہروں پر اطمینان پھیل گیا۔

"لیکن اس انداز میں آنے کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔ جولیا نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مس ایکسٹو کا یہی حکم تھا"۔۔۔ اس آفیسر نے جواب دیا

"مس ایکسٹو ۔۔۔ خوب ۔۔۔ پردے دار کے لئے یہ بہت مناسب حکم ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں انہیں مس کہہ رہا ہوں عمران صاحب ۔۔۔ کہیں آپ میری شکایت نہ لگا دینا"۔۔۔ آفیسر نے خفیف ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ لوگ لائٹ ہاؤس سے نکل کر ادھر ہی آئیں گے۔ تم بتاؤ کہ وہ ہمیں کہاں چیک کر سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے اس آفیسر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ اگر وہ لائٹ ہاؤس سے نکلے ہیں تو وہ شمال کی طرف نکلنے والے راستے پر ہی چیکنگ کریں گے"۔ اس آفیسر نے ہاتھ اٹھا کر ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔



"تو ٹھیک ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو اپنے ساتھیوں کو جیپوں میں بٹھا کر واپس چلے جاؤ۔ صرف ایک آدمی پیچھے رہ جائے۔ میں اس کی مدد سے انہیں باہر نکال لاؤں گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ پھر اس نے سب کو تفصیلی ہدایات دینی شروع کر دیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے سپہ سالار جنگ کے موقع پر اپنے سپاہیوں ہدایات دے رہا ہو۔

اور تھوڑی دیر بعد اس کی ہدایات پر عمل شروع ہو گیا۔ اسکواڈ آدمی جیپوں پر بیٹھ کر آگے بڑھ گئے۔ جب کہ عمران اور اس کے ساتھی اور وہ آفیسر پیچھے رہ گئے۔ وہ پیدل چلنے لگے جیپیں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھیں۔

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اچانک آفیسر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں۔

"یس ۔۔۔ شوکی سپیکنگ"۔۔۔ آفیسر نے بٹن دبا کر کہا۔

"جناب کھلے راستے کے ٹیلوں کے گرد وہ لوگ چھپے ہوئے ہیں انہوں نے ایک آدمی کا سر چیک کیا ہے"۔۔۔ دوسری طرف کہا گیا۔ یہ کال جیپ میں سے آ رہی تھی۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔

"سنو ۔۔۔ تم جیپیں لے کر آگے بڑھتے جاؤ۔ اور پھر کافی آگے جیپیں روک دو اور نیچے اتر کر ان ٹیلوں کی پشت پر سے کراس کرتے ہوئے واپس آؤ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے کہا۔ پھر اس نے شوکی کو اشارہ کیا اور خود وہ اپنے ساتھیوں سمیت

تیزی سے ایک بڑی چٹان کے پیچھے ہو گیا۔

شوکی ہاتھ میں گن اٹھائے تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ ادھر عمران تھوڑی ہی دور آگے بڑھ کر ایک چٹان کے پیچھے آگیا عمران تیزی سے اوپر اٹھا۔ اور اُسی لمحے اس نے دور ایک چٹان کے پیچھے سے ایک مسلح آدمی کو نکل کر شوکی کی طرف بڑھتے دیکھا اس آدمی نے ہوائی فائر بھی کیا تھا ـــــ اس آدمی اور شوکی کے درمیان بات چیت ہوتی رہی اور اس کے بعد چٹانوں کے پیچھے سے نکل نکل کر سات افراد وہاں اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے شوکی کو گھیر تھا ـــــ عمران اور اس کے ساتھی چٹان کی اوٹ سے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ شوکی شدید خطرے میں تھا۔ اس لئے عمران کے ہا مشین گن پر مکمل طور پر جمے ہوئے تھے۔ وہ پلک جھپکنے میں ان لوگو پر قیامت توڑ سکتا تھا۔

"وہ لوگ پہنچ گئے ہیں" ـــــ اچانک تنویر کی سرگوشی سنائی دی۔ اور عمران نے چونک کر دیکھا تو ٹیلوں کے پیچھے شوکی کے مسلح آدمی پہنچ گئے تھے۔ اور انہوں نے پوزیشنیں سنبھال لی تھیں۔ شوکی کو اب واپس دھکیلا جا رہا تھا ـــــ عمران کے اعصاب تن گئے۔ اس کے پلان کے مطابق ایکشن کا وقت آگیا تھا۔ اور پھر اچانک شوکی نے اچھل کر ایک چٹان کے پیچھے چھلانگ لگائی تو ان آدمیوں میں سے ایک نے فائرنگ کھول دی ـــــ لیکن شوکی بچ نکلا مگر دوسرے لمحے عمران کی مشین گن کی تڑتڑاہٹ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ شوکی کے آدمیوں نے بھی فائر کھول دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد



سوائے ایک آدمی کے باقی سب ہلاک ہو گئے اور وہ آدمی بھی ایک غار میں چھپ جانے کی وجہ سے گولیوں سے بچ نکلا تھا۔ عمران چٹان سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھی بھی اتر آئے ـــــ ادھر شوکی کے آدمی بھی چٹانوں کے اوپر کھڑے ہو گئے تھے۔ ایک چٹان کے پیچھے دبکا ہوا شوکی بھی سامنے آگیا تھا۔

"باہر آجاؤ ـــــ ورنہ غار کے اندر بم مار دیں گے" ـــــ عمران نے غار کے دہانے پر کھڑے ہو کر چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے غار میں گھسنے والا باہر آگیا۔ اس نے اپنے ہاتھ سر پر رکھے ہوئے اس کے چہرے پر مایوسی کی چھاپ صاف نظر آرہی تھی۔ عمران نے اس سے معلومات حاصل کرنی شروع کیں تو پتہ چلا کہ وہ حلقہ موت کے ناران سنٹر کا چیف اردنا ہے ـــــ اور حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر سے براہ راست چیف باس نے اُسے ہدایات دی ہیں کہ وہ ناران کے جنوبی ساحل پر ایکشن کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے ـــــ عمران نے اس سے ہیڈ کوارٹر رابطے کے متعلق پوچھ گچھ کی اس کے ذہن میں یہ پلان تھا کہ وہ اردنا کے میک اپ میں ہیڈ کوارٹر کو مطمئن کر دے کہ عمران اور اس کے ساتھی مارے گئے ہیں تاکہ ہیڈ کوارٹر مطمئن ہو جائے ـــــ لیکن جب اردنا نے بتایا کہ ہیڈ کوارٹر اس سے خود رابطہ کرتا ہے تو عمران کے لئے اس کے خاتمے کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے مشین گن کے فائر سے اس کی کھوپڑی اڑا دی ـــــ اس کی ابتدائی پلاننگ کام آگئی تھی ورنہ یہ لوگ لازماً ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑتے۔

اس نے بطور ایکسٹو شوکی کو یہی ہدایات دی تھیں کہ وہ سرکاری وردی میں وہاں پہنچیں تاکہ اگر ان پر حملہ بھی ہو تو ان کی وردیوں کی وجہ سے فوری طور پر نہ ہو سکے ۔۔۔ اور یہی ہوا بھی۔ کرانٹی اسمگلنگ اسکواڈ کی وجہ سے اردنا نے براہِ راست حملہ کرنے کی جرأت نہ کی تھی۔ اور اس سے دوسری بڑی حماقت بلندی سے دوربین لگا کر انہیں چیک کرنا تھا۔ دوربین کے شیشے کی چمک نے اس کی موجودگی کا بھانڈا پھوڑ دیا تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ شوکی نے پوچھا۔

"ہم نے فوری طور پر ناران سے نکلنا ہے۔ اور اس انداز میں کہ ہم ویسٹرن کارمن میں داخل بھی ہو جائیں اور کسی کو پتہ بھی نہ چلے" عمران نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں آپ کے کاغذات تیار کرا کر جہاز میں سیٹ بک کرا دوں لیکن اس کے لئے دو تین دن لگ جائیں گے" شوکی نے کہا۔

"اتنا لمبا وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہاں سے انٹرنیشنل ٹرین ویسٹرن کارمن تو جاتی ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ جاتی ہے ۔۔۔ لیکن آپ کے کاغذات تو بہرحال بنانے گے ہی" ۔۔۔ شوکی نے کہا۔

"کاغذات ہمارے پاس ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ تم بس ہمیں اسٹیشن تک پہنچا دو۔ کیا تم ان وردیوں میں اسٹیشن تک جاؤ گے



ہو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں بالکل ۔۔۔ ان وردیوں کو وہاں کس نے چیک کرنا ہے۔ آئیے" ۔۔۔ شوکی نے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

چیف باس غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ چیف اردنا غائب تھا۔ سی ماسٹر سنٹر سے اُسے رپورٹ مل چکی تھی کہ پاکیشیائی آبدوز میں موجود لوگ اچانک غائب ہو گئے ہیں اور یہ ناران کے جنوبی ساحل کے قریب ہی غائب ہوئے تھے ۔۔۔ جب کہ آبدوز پر مسلسل سیانک ریز کا جال موجود رہا۔ اس کے باوجود وہ لوگ غائب ہو گئے۔ خالی آبدوز واپس چلی گئی۔ اور اب چیف اردنا اور اس کے ساتھی غائب تھے ۔۔۔ چیف باس نے اس کے ہیڈ ایسٹ لینڈ سنٹر کو ان کی تلاش کا فوری حکم دیا تھا لیکن

ایسٹ لینڈ سنٹر سے بھی کوئی رپورٹ نہ آ رہی تھی۔ چیف باس اس وجہ سے غصے کی شدت سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔۔۔ اس کی نہ صرف پلاننگ ختم ہو گئی تھی بلکہ عمران اور اس کے ساتھی بھی غائب تھے۔ اور اب انہیں ڈھونڈھنا انتہائی مشکل تھا۔

چند لمحوں بعد سامنے موجود مشین سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلیں تو چیف باس نے انتہائی برق رفتاری سے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔۔۔ سکرین پر ایک جھماکے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی کی تصویر ابھر آئی۔ یہ ایسٹ لینڈ سنٹر کا انچارج بابک تھا۔

"بابک فرام ایسٹ لینڈ سنٹر"۔۔۔ بابک کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"چیف باس"۔۔۔ چیف باس نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔۔۔ میں نے رپورٹ حاصل کر لی ہے۔ چیف اوونا اس کا نمبر ٹو بوبی اور کلنگ سیکشن کے چھ افراد جنوبی ساحل کی چٹانوں میں مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے جسم گولیوں سے چھلنی ہیں۔ اور چیف اوونا کی کھوپڑی ہی اڑا دی گئی ہے۔۔۔ وہ اپنی انگلیوں کی مخصوص ساخت سے پہچانا گیا ہے۔ ان کی ویگن اور کار کچھ فاصلے پر موجود ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے انہیں گھیر کر مارا گیا ہے۔ وہیں ایسے ٹائروں کے نشانات بھی دیکھے گئے ہیں جو صرف سرکاری گاڑیوں میں استعمال کئے گئے ہیں۔۔۔ مزید انکوائری پر پتہ چلا ہے کہ انٹی اسمگلنگ سٹاف کی جیپیں ادھر جاتیں اور پھر واپس آتی دیکھی



گئی ہیں۔ لیکن انٹی سمگلنگ اسٹاف کے ہیڈ کوارٹر کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ البتہ ان کی چار جیپیں جو ورکشاپ میں موجود تھیں غائب ہو گئی تھیں۔۔۔ اور بعد میں یہ جیپیں مختلف سڑکوں پر کھڑی مل گئیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی کلیو حاصل نہیں ہو سکا"۔ بابک نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ جنوبی ساحل پر سے آگے جانے کے لئے باقاعدہ پلاننگ کی گئی تھی۔ سنو۔۔۔ اب یہ تمہاری ڈیوٹی ہے کہ تم اس پاکیشیائی گروپ کو تلاش کرو۔ ریلوے اسٹیشنوں بس اڈوں۔ ہوائی اڈوں، بندرگاہوں پر مکمل نگرانی کرو۔ جن لوگوں پر شک ہو انہیں گولی سے اڑا دو۔ کسی تحقیقات کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"باس۔۔۔ ان لوگوں نے جانا کہاں ہے۔ اگر اس بات کا پتہ چل جائے تو انہیں تلاش کرنے میں زیادہ آسانی ہو گی" بابک نے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ان کی منزل کا کوئی پتہ نہیں۔ البتہ یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شاید یہ ناران سے ولیسٹرن کارمن میں داخل ہوں۔ کیونکہ اتنا تو معلوم ہے کہ انہوں نے کینیڈا ضرور جانا ہے اور ولیسٹرن کارمن گئے بغیر یہ وہاں کسی صورت نہیں پہنچ سکتے"۔۔۔ چیف باس نے گول مول سے الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ بابک کو ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع تو نہ بتا سکتا تھا۔

"اوہ باس۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے انٹرنیشنل ٹرین کا وقت

ہے وہ ناران سے ویسٹرن کارمن تک جاتی ہے۔ اور ایک جیپ جس جگہ سے ملی ہے وہاں سے انٹرنیشنل اسٹیشن نزدیک پڑتا ہے" بابک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ٹرین وہاں سے چل پڑی ہے۔ یا ابھی اس نے چلنا ہے" چیف باس نے پوچھا۔

"وہ وہاں سے چل پڑی ہے۔ لیکن ہم اسے آگے کسی بھی اسٹیشن سے پکڑ سکتے ہیں"۔۔۔ بابک نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ پھر اس ٹرین کو خصوصی طور پر چیک کرو۔ مائیکرو آن سسٹم سے آران سے اس علی عمران کا فوٹو حاصل کر لو۔ اس گروپ میں ایک عورت اور چھ مرد ہیں۔ وہ علی عمران بظاہر احمق سا مسخرہ سا آدمی ہے۔ اکثر مسخروں جیسی حرکتیں اور باتیں کرنے کا عادی ہے اگر تمہیں شک بھی پڑ جائے تو بے شک پوری ٹرین اڑا دینا" چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔۔۔ میں انہیں لازماً تلاش کر لوں گا۔ بابک سے یہ لوگ نہیں چھپ سکتے"۔۔۔ بابک نے کہا۔

"اوکے۔۔۔ مجھے دو گھنٹے بعد رپورٹ دینا۔ میں منتظر رہوں گا" چیف باس نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر مشین کا سوئچ آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ وہ بابک کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔



عمران بڑے مطمئن انداز میں انٹرنیشنل ٹرین کی ایک سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے یورپی تاجروں جیسا میک اپ کر رکھا تھا۔ باقی ساتھی بھی یورپی تاجروں کے میک اپ میں ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے۔۔۔ انٹرنیشنل ٹرین میں تقریباً ہر ملک اور ہر رنگ و نسل کے افراد نظر آ رہے تھے۔

عمران کی سیٹ کے ساتھ ایک نوجوان لڑکی ایک رسالہ پکڑے اس کے مطالعے میں مصروف تھی۔۔۔ لڑکی کے چہرے پر موٹے شیشوں کی عینک اور فنی تعمیرات پر مبنی اس کے ہاتھ میں رسالے کو دیکھ کر ہر آدمی آسانی سے یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ لڑکی کسی یونیورسٹی کی اعلیٰ کلاس کی طالبہ ہے اور فن تعمیر پہ ڈاکٹریٹ نہیں تو کم از کم ماسٹر ڈگری ضرور کر رہی ہے۔۔۔ لڑکی چہرے مہرے سے ہی خشک اور فلاسفر قسم کی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے لباس بھی عام

لڑکیوں سے ہٹ کر بدھوؤں جیسا پہن رکھا تھا۔

عمران نے ٹرین پر سوار ہوتے ہوئے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ سارے سفر میں سنجیدہ رہے گا۔ کیونکہ اس کی مسخروں جیسی حرکتیں اور بکواس کرنے کی عادت اس کی شناخت کا ذریعہ بھی بن سکتی تھی۔ اور بہر حال وہ حلقہ موت کو اس قدر بے بس بھی نہ سمجھ رہا تھا کہ وہ لوگ خاموش ہو کر بیٹھ گئے ہوں گے ۔۔۔ لیکن کافی دیر سے خاموش اور سنجیدہ رہنے سے عمران کو ایک عجیب سی بے کلی سی محسوس ہو رہی تھی۔ مزاحیہ باتیں کرنا عمران کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ جب زبان کی کھجلی حد سے بڑھ گئی تو عمران سے نہ رہا گیا۔

"مسٹر ۔۔۔ آپ کا نام جاننے کی سعادت حاصل کر سکتا ہوں"

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں مرد نظر آ رہی ہوں۔ جو مجھے مسٹر کہہ رہے ہو"

لڑکی نے بری طرح چونکتے ہوئے عمران کو دیکھ کر کہا۔

"مرد نظر آ رہی ہوں ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ مرد کے لئے تو گرامر میں نظر آ رہا ہوں استعمال ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے اور زیادہ معصومیت سے کہا اور لڑکی ہونٹ چبا کر رہ گئی۔

"شٹ اپ ۔۔۔ زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کرو۔ میں فلرٹ نہیں ہوں" ۔۔۔ لڑکی نے اسے بری طرح جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تھوڑا سا فری ہونے کی اجازت ہے۔ لیکن فلٹر ٹپڈ سگریٹ تو سنا تھا یہ فلرٹ کوئی نیا برانڈ ہے" ۔۔۔ عمران



بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔

اور اس بار لڑکی نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کی دماغی صحت کے متعلق اندازہ کر رہی ہو۔

"تم چاہتے کیا ہو ۔۔۔ تعارف چاہتے ہو تو سیدھی طرح بات کرو" ۔۔۔ لڑکی نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"مجھے مارٹن کہتے ہیں۔ میرا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے ویسٹرن کارمن میں" ۔۔۔ عمران نے جواب میں بڑی باقاعدگی سے اپنا تعارف کرا دیا۔

"مجھے الزبتھ کہتے ہیں۔ میں پنسلوانا یونیورسٹی میں پڑھاتی ہوں" لڑکی نے انتہائی خشک انداز میں اپنا تعارف کرایا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ اپنا تعارف کرا کر پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔

"کون کہتے ہیں۔ اور پھر پنسلین تو ایک دوا ہے۔ اس کی یونیورسٹی کہاں سے بن گئی ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ آپ کسی اور سیارے سے تو تشریف نہیں لائیں" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا۔

اور اس بار لڑکی کے خشک چہرے پر مسکراہٹ رینگ آئی۔

"آپ خاصے دل چسپ آدمی ہیں مسٹر مارٹن" ۔۔۔ لڑکی نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے آپ کے چہرے پر مسکراہٹ تو نظر آئی۔ دراصل میری ایک دوست سے شرط لگ گئی تھی کہ آپ کے چہرے پر

جب مسکراہٹ آئے گی تو آپ بہت خوب صورت نظر آئیں گی۔ لیکن اس کا کہنا تھا کہ نہیں مسکراہٹ کے باوجود آپ خوب صورت نہیں ہیں ——— اب میں شرط جیت گیا ہوں۔ آپ واقعی مسکراہٹ آنے سے بہت خوب صورت ہو گئی ہیں" ——— عمران نے کہا، اور لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تعریف کے اس خوب صورت انداز پر شکریہ ——— آپ واقعی دلچسپ آدمی ہیں۔ لیکن آپ کا یہ انداز بتا رہا ہے کہ آپ ذہنی طور پر مشرق سے تعلق رکھتے ہیں" ——— لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ مشرق ——— بڑی حسرت رہی کہ مشرق کی خوابناک سرزمین دیکھوں۔ پریوں ——— ظالم دیوؤں ——— جادوگروں اور سپیروں کی سرزمین ——— جہاں قدم قدم پُر اسرار ہیں۔ جہاں چڑیلیں درختوں پر رہتی ہیں اور خوب صورت پریاں باغوں میں" ——— عمران نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا۔

"کمال ہے ——— آپ تو بزنس مین کی بجائے شاعر لگتے ہیں" لڑکی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جب آپ کے چہرے پر مسکراہٹ رینگتی ہے تو شعر الہام کی صورت میں میرے دل پر وارد ہونا شروع ہو جاتے ہیں" عمران نے باقاعدہ دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔ اب اُسے دیکھ کر محسوس بھی نہ ہو رہا تھا کہ یہ وہی بور اور خشک لڑکی ہے ——— وہ چند لمحے اُسے غور سے دیکھتی رہی اور پھر یک لخت سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔



"میں ذرا ٹوائلٹ تک ہو آؤں" ——— لڑکی نے سنجیدہ لہجے میں ہا۔ اور رسالہ سیٹ پر رکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ڈبے کے آخری ے کی طرف بڑھنے لگی۔

عمران چند لمحے تو خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے سیٹ سے رسالہ اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ رسالہ تعمیرات کے متعلق ھا ——— ابھی اس نے رسالے کے چند ہی ورق پلٹے تھے۔ کہ ک لخت کسی نے رسالہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— دوسرے لمحے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

اور عمران نے چونک کر دیکھا تو اس کے سامنے ایک کرخت چہرے والا پولیس آفیسر کھڑا تھا۔ یہ بین الاقوامی ٹریولنگ پولیس ا آفیسر تھا جو ٹرین میں نظم و ضبط رکھنے کے لئے تعینات تھی اور سے وسیع اختیارات سونپے گئے تھے۔

"مم ——— مم ——— سچ کہہ رہا ہوں۔ میرے نیچے سیٹ ہے اور کچھ نہیں" ——— عمران نے خوف زدہ سے لہجے میں سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— پولیس آفیسر نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہولسٹر سے لگا ہوا سروس ریوالور نکال کر اس کی نال عمران کی گردن سے لگا دی ——— ٹرین میں موجود ہر فرد چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران یوں اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ حد سے

زیادہ خوف زدہ ہو گیا ہو۔
"آخر بات کیا ہے آفیسر" ۔۔۔۔ سامنے بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر یورپی نے پوچھا۔
"آپ خاموش رہیں ۔۔۔۔ یہ مشکوک آدمی ہے۔ ہم نے اسے چیک کرنا ہے۔ چلو میرے ساتھ" ۔۔۔۔ آفیسر نے عمران کا بازو پکڑ کر اُسے قطار سے باہر کھینچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور ویسے ہی تھا۔
"تمیز سے بات کرو" ۔۔۔۔ عمران نے یک لخت ایک جھٹکے سے بازو چھڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا تھا۔
"میں تمہیں گولی مار دوں گا ۔۔۔۔ میرے ساتھ خاموشی سے چلے چلو" ۔۔۔۔ انسپکٹر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"چلو کہاں چلتے ہو" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ آفیسر کے ساتھ چلتا ہوا ڈبے کے آخری حصے میں موجود پولیس روم کی طرف بڑھ گئے۔
ان کے ادھر جاتے ہی کیپٹن شکیل اور صفدر بھی اپنی اپنی سیٹوں سے اٹھے اور ان کے پیچھے چل پڑے ۔۔۔۔ وہ عمران کا سر پر ہاتھ پھیرنے کا مخصوص اشارہ سمجھ چکے تھے۔ عمران پولیس روم میں داخل ہوا تو وہاں چار پولیس آفیسران پہلے سے موجود تھے۔ اور وہ لڑکی الزبتھ بھی ایک سائیڈ پر کھڑی تھی ۔۔۔۔ عمران کو دیکھتے ہی باقی پولیس آفیسران نے بھی ریوالور نکال لئے۔



"تمہارا نام علی عمران ہے" ۔۔۔۔ اُسے لے آنے والے پولیس آفیسر لے اندر پہنچتے ہی کرخت لہجے میں کہا۔
"میرا نام مارٹن ہے ۔۔۔۔ تم میرے کاغذات چیک کر سکتے ہو" ران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔
"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتا دو ۔۔۔۔ الزبتھ کی ریڈنگ لا نہیں ہو سکتی" ۔۔۔۔ اسی پولیس آفیسر نے کہا۔
"یہ مشکوک آدمی ہے باس ۔۔۔۔ خالصتاً مشرقی انداز میں باتیں رہا تھا" ۔۔۔۔ الزبتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور اُسی لمحے عمران سمجھ گیا کہ کھیل شروع ہو چکا ہے۔ یہ الزبتھ ور پولیس آفیسر حلقہ موت کے افراد ہیں اور انہوں نے عمران کو ن کی باتوں سے چیک کر لیا ہے۔ لیکن انہیں پوری طرح یقین نہیں ل لئے وہ چیک کرنا چاہتے ہیں۔
"سنو ۔۔۔۔ میرے کاغذات چیک کر لو۔ اور اگر چاہو تو کسی بھی بشن پر اتر کر میں تمہارے ہیڈ کوارٹر چلنے کے لئے تیار ہوں۔ تم نا پوری تسلی کر لو۔ اس سے بھی زیادہ چیکنگ چاہتے ہو تو میری رام میں فون کر کے دیکھ لو ۔۔۔۔ تمہیں خواہ مخواہ مجھ پر کسی اور کا ک ہو گیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے اس بار خالصتاً یورپی لہجے میں ب دیتے ہوئے کہا۔
"تمہارے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں" ۔۔۔۔ پولیس آفیسر نے بار قدرے تذبذب بھرے لہجے میں پوچھا۔
"میں اکیلا ہی سوار ہوا ہوں اور ابھی تک اکیلا ہی ہوں"

عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تم نے ویسٹرن کارمن اترنا ہے" ——— پولیس آفیسر نے پوچھا۔
"ہاں ——— میرے پاس ویسٹرن کارمن کا ہی ٹکٹ ہے۔ اور آئندہ سٹاپ ویسٹرن کارمن ہی ہے" ——— عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا۔
"اوکے ——— تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ ہمیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ بہرحال ہم تمہیں چیک کر لیں گے۔ ہمیں ہیڈ آفس سے رپورٹ ملی ہے کہ ایک بین الاقوامی مجرم علی عمران اس ٹرین میں سفر کر رہا ہے۔ اس لئے ہم نے چیک کیا ہے۔ تم جا سکتے ہو" ——— پولیس آفیسر نے اپنا ریوالور ہولسٹر میں واپس رکھتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ——— شکریہ" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔
کیپٹن شکیل اور صفدر پولیس روم کے سامنے بنے ہوئے بار کاؤنٹر پر کھڑے تھے۔ عمران ان کی طرف دیکھے بغیر واپس اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
"کیا ہوا" ——— اس کی قطار میں بیٹھے ہوئے مسافروں نے عمران کو اس طرح واپس آتے دیکھ کر پوچھا۔
"کچھ نہیں ——— وہ چیکنگ کر رہے تھے۔ کہہ رہے تھے کہ کسی بین الاقوامی مجرم کو چیک کر رہے ہیں" ——— عمران نے جواب دیا اور اطمینان سے واپس اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد



کیپٹن شکیل اور صفدر بھی واپس آ کر اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ الزبتھ واپس نہ آئی تھی۔ شاید وہ وہیں پولیس ڈبے میں ہی رک گئی تھی ——— ٹرین انتہائی تیز رفتاری سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران ان کی چال سمجھ گیا تھا۔ وہ اب اس کی مکمل نگرانی کریں گے تاکہ اس کے ساتھیوں کا بھی پتہ چلایا جا سکے ——— اور شاید اسی لئے انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور پھر ٹرین میں قتل و غارت بھی شاید ان کے منصوبے کے خلاف ہو۔
چند لمحوں بعد عمران نے جیب سے رومال نکالا اور اس سے اس نے اپنا منہ بار بار مخصوص انداز میں صاف کرنا شروع کر دیا ——— اس طرح وہ مخصوص کوڈ میں اپنے ساتھیوں کو بتا رہا تھا کہ اسے چیک کر لیا گیا ہے اور اب محتاط رہیں۔
تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کے بعد ٹرین کی رفتار کم ہونی شروع ہو گئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ ہوتے ہوتے ٹرین ویسٹرن کارمن کے سرحدی اسٹیشن میں داخل ہو گئی ——— ٹرین کا یہ اختتامی سٹیشن تھا۔
ٹرین رکتے ہی اس کے دروازے کھلے اور لوگ اٹھ اٹھ کر دروازوں کی طرف لپکے ——— عمران نے اوپر سامان والی سیٹ سے بیگ اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
دروازے سے اترتے وقت صفدر اس کے ساتھ ہی اترا۔
"سب ہوٹل اسٹو پہنچ جاؤ۔ وہاں آڈر سے پوچھ لینا۔ اسے پرنس آف ڈھمپ کہہ دینا۔ وہ وہاں مینیجر ہے"

عمران نے سرگوشیانہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے صفدر سے کہا۔
اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا ـــــ صفدر دانستہ پیچھے رہ گیا تھا۔
اسٹیشن پر بے شمار لوگ تھے۔ عمران اب مطمئن تھا کہ اسی طرح
باری باری سب ساتھیوں کے پاس پیغام پہنچ جائے گا۔
عمران تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ پر پہنچا۔ اور پھر اس نے ٹکٹ
گیٹ کے ساتھ نصب کمپیوٹر میں ڈالا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ
ہی گیٹ خود بخود کھل گیا اور عمران باہر نکل آیا۔
اب اس کے قدم تیزی سے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ رہے
تھے۔ ٹیکسیاں وہاں قطار میں لگی ہوئی تھیں ـــــ عمران کے پہنچتے
پہنچتے ایک خالی ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو عمران نے اس کے پیچھے کھڑی
ہوئی ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔
"یس سر" ـــــ ڈرائیور نے مؤدبانہ انداز میں میٹر ڈاؤن
کرتے ہوئے کہا۔
"ہوٹل فائیو سٹار" ـــــ عمران نے جان بوجھ کر اس ہوٹل
کا نام لے دیا۔ جو شہر کے انتہائی دوسرے کونے پر تھا۔ وہ
اس طرح اپنے تعاقب کا اندازہ لگانا چاہتا تھا۔
ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔ عمران کی نظریں مسلسل بیک مرر
پر لگی ہوئی تھیں۔ سڑک پر ہزاروں کاروں کا ایک ہجوم سا تھا۔
اور تعاقب کا اندازہ نہ ہو رہا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اس کا
تعاقب یقیناً ہو رہا ہو گا۔
ابھی وہ گنجان آباد شہر سے نکلے ہی تھے کہ اچانک ٹیکسی کے



ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں۔ ٹیکسی ڈرائیور نے
پھرتی سے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اور اس کے ساتھ
ہی سرر کی تیز آواز سے اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان شیشے کی
دیوار چڑھ گئی ـــــ عمران نے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر دروازہ کھولنے
کی کوشش کی لیکن اس کی توقع کے عین مطابق دروازہ لاک ہو
چکا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ ان کی پلاننگ کے مطابق وہ ان کی مخصوص
ٹیکسی میں آ بیٹھا ہے ـــــ اور یہ پلاننگ بڑی آسانی سے کی جا
سکتی تھی کہ ان کے آدمی ٹیکسی سٹینڈ کے پاس رک گئے ہوں گے۔
جیسے ہی عمران قریب پہنچا وہ آگے والی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ اس
طرح لامحالہ عمران کو ان کی مرضی کی ٹیکسی میں بیٹھنا پڑ گیا۔
اب ٹیکسی تیزی سے ایک ایسی سڑک پر دوڑ رہی تھی جس پر
ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا۔ عمران اطمینان سے سیٹ سے
پشت لگا کر بیٹھ گیا ـــــ ظاہر ہے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ
بھی نہ تھا۔ اسے اتنی مہلت بھی شاید اسی لئے دی گئی تھی کہ اس
کے ساتھیوں کو چیک کیا جائے ـــــ لیکن جب انہیں کوئی نظر
نہ آیا تو انہوں نے اسے ہی لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ ٹیکسی اب
ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو چکی تھی۔ اور پھر وہ ایک کوٹھی کے
گیٹ پر جا کر رک گئی ـــــ چند لمحوں بعد گیٹ خود بخود کھل گیا۔
اور ٹیکسی اندر داخل ہو گئی۔ پورچ میں مشین گنوں سے مسلح پانچ افراد
ٹیکسی کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ عمران کی جیب میں
ریوالور بھی موجود نہ تھا ـــــ کیونکہ انٹرنیشنل ٹرین پر اکثر ناجائز اسلحہ

اور منشیات کی چیکنگ ہوتی رہتی تھی۔

مسلح افراد ٹیکسی کے گرد پھیل گئے اور پھر سرر کی آواز کے ساتھ ہی درمیانی شیشہ غائب ہو گیا —— اُسی لمحے کار کے دونوں اطراف کے دروازے باہر سے کھولے گئے۔

"خاموشی سے باہر آجاؤ۔ ورنہ ۔۔۔۔۔" —— ایک مسلح شخص نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور عمران خاموشی سے باہر آگیا۔ البتہ اپنا بیگ اس نے ساتھ ہی اٹھا لیا تھا۔ چار مشین گنیں اس کے جسم کے ساتھ لگ گئیں اور ایک شخص نے اس کے ہاتھ سے بیگ لے لیا۔

"اندر چلو" —— اُسی مسلح شخص نے کہا۔ وہ شاید ان کا انچارج تھا۔

"یہ چکر کیا ہے" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو" —— انچارج نے اُسے بری طرح ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران کندھے اچکاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ برآمدے سے اُسے ایک راہداری میں لے جایا گیا —— اور پھر وہاں سے سیڑھیاں اتار کر نیچے ایک گیلری کے اختتام پہ بنے ہوئے دروازے پہ پہنچ کر رک گئے۔ ایک مسلح شخص نے مخصوص انداز میں ہینڈل کو گھمایا۔ اور دروازے کو دھکیل کر کھول دیا —— عمران کو اندر لے جایا گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی عمران کو ایک ستون کے ساتھ کھڑا کر کے نائلون کی رسی سے اچھی طرح باندھا گیا —— اور پھر وہ پانچوں مسلح افراد کمرے سے باہر



نکل گئے۔ دروازہ بند ہو گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا۔ اور دو افراد اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک انتہائی کرخت چہرے کا مالک ادھیڑ عمر تھا۔ جب کہ دوسرا نوجوان تھا۔ اس نوجوان کے ہاتھ میں ریوالور پکڑا ہوا تھا۔

"یہ ہے وہ آدمی جو مشکوک ہے" —— ادھیڑ عمر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"یس باس —— چیکنگ سنٹر سے یہی رپورٹ آئی ہے۔ ہم نے اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی سامنے نہ آیا۔ بہرحال یہ خود ہی اپنے ساتھیوں کے متعلق بتا دے گا" —— نوجوان نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا" —— ادھیڑ عمر نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے کسی چابک مارا جائے تو چابک لگنے کی مخصوص آواز سنائی دیتی ہے۔

"مارٹن" —— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"باس —— یہ میک اپ میں ہے۔ اصل میں اس کا نام علی عمران ہے۔ چیف باس نے تو اسے دیکھتے ہی گولی مارنے کا حکم دیا ہے۔ اور اسے ہم ٹرین میں ہی گولی مار دیتے۔ لیکن مسئلہ اس کے ساتھیوں کا آن پڑا۔ اس لئے ہم نے اسے چھوڑ دیا" نوجوان نے جواب دیا۔

"تم لوگ کسی شدید غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ وہاں ٹرین میں بھی اور یہاں بھی —— میرا کسی علی عمران سے کوئی تعلق نہیں۔ میں مارٹن ہوں

مارٹن "۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہتر تو یہی تھا کہ بابک کو یہاں بلا لیا جاتا۔ بہرحال مٹکاف کو بلاؤ وہ اس سے اگلوا لے جو کچھ اگلوانا ہے "۔۔۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"نوجوان۔۔۔۔۔۔ بہتر یہی ہے کہ تم سچ سچ سب کچھ بتا دو۔ ورنہ مٹکاف نے تمہارا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دینا ہے "۔۔۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے آگے بڑھ کر عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے اس معاملے میں دلچسپی نہ ہو۔

"اگر تمہارا تعلق حلقہ موت سے ہے تو پھر میں بتا سکتا ہوں" عمران نے کہا اور ادھیڑ عمر حلقہ موت کے الفاظ سن کر چونک پڑا۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تم ضرور صحیح آدمی ہو" ادھیڑ عمر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میری جیب میں ایک خط ہے وہ نکال لو۔ اس سے تمہیں سب کچھ پتہ چل جائے گا "۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"خط۔۔۔۔ کیسا خط "۔۔۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"خود ہی دیکھ لو۔۔۔۔ اس کے بعد تم جو فیصلہ کرو گے مجھے منظور ہوگا "۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

ادھیڑ عمر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عمران کی سائیڈ جیب میں ہاتھ ڈالنا ہی چاہا تھا کہ پلک جھپکنے میں وہ پلٹ کر عمران کے سینے سے آ لگا۔۔۔۔۔۔ عمران کا ہاتھ اس کی گردن کے گرد



موجود تھا۔ اور دوسرا ہیٹ پہ رسیاں وہ پہلے ہی کاٹ چکا تھا۔

"یہ ہے وہ خط "۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی گردن کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

ادھیڑ عمر نے تیزی سے تڑپ کر علیحدہ ہونے کی کوشش کی لیکن عمران کے شکنجے سے نکل جانا اگر اتنا ہی آسان ہوتا تو شاید عمران اب تک کئی بار قبر میں پہنچ چکا ہوتا۔

"زیادہ حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا "۔۔۔۔۔۔ عمران نے بازو کو جھٹکا دینے کے ساتھ ساتھ بھوکے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔ اور ادھیڑ عمر کے حلق سے بے اختیار گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ اس کا جسم ڈھیلا ہو گیا۔

اسی لمحے وہ نوجوان ایک دیو قامت آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ان دونوں کی آنکھیں عجیب منظر دیکھ کر حیرت سے پھٹنے لگیں۔

"خبردار۔۔۔۔۔۔ اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا "۔۔۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے زوردار جھٹکا دیا تو ادھیڑ عمر باس کے حلق سے ایک اور چیخ نکل گئی۔

"چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے "۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے بری طرح ہراساں ہوتے ہوئے کہا۔

"چھوڑ دوں گا۔۔۔۔ اپنا ریوالور پھینک کر ادھر کونے میں چلے جاؤ تم دونوں جلدی ورنہ "۔۔۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

ادھیڑ عمر کی گردن پر عمران کا دباؤ اس قدر تھا کہ اس کی آنکھیں باہر نکل آئی تھیں اور چہرہ بگڑ گیا تھا۔ اور شاید اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے نوجوان نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور نیچے پھینکا اور پھر وہ منکاف سمیت ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے جلدی سے اپنی ایک ٹانگ ڈھیلی ہوئی رسیوں سے اونچی کر کے باہر نکالی اور پھر پلک جھپکنے میں وہ دوسری ٹانگ بھی آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایک لمحہ ایسا تھا جس سے اُسے زیادہ خطرہ تھا ۔۔۔ کیونکہ ٹانگیں آزاد کرانے کے دوران لازماً اس کی گرفت ہلکی پڑ جانی تھی۔ اس لئے اس نے ان دونوں کو دُور بھیج دیا تھا۔ لیکن ادھیڑ عمر شاید اب ردعم دکھانے کے قابل ہی نہ رہا تھا اس لئے اس کی طرف سے کوئی ردعم نہ ہوا ۔۔۔ عمران پوری طرح آزاد ہوتے ہی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ ادھیڑ عمر کو دھکیلتا ہوا اس جگہ لے آیا جہاں ریوالور پڑا تھا۔ ادھیڑ عمر نے ایک بار پھر جھٹکا دے کر عمران کو اٹھانے کی کوشش کی ۔۔۔ لیکن اُسی لمحے عمران نے پوری قوت سے اُسے اس کونے کی طرف دھکیل دیا جہاں وہ نوجوان اور منکاف موجود تھے اور خود تیزی سے جھک کر اس نے ریوالور سنبھال لیا۔ ادھیڑ عمر آزاد ہوتے ہی نوجوان اور منکاف نے انتہائی تیزی سے جیبوں میں ہاتھ ڈالے ۔۔۔ مگر عمران ظاہر ہے انہیں ایسا موقع کہاں دے سکتا تھا۔ دوسرے لمحے کمرے میں دو دھماکے ہوئے اور نوجوان اور منکاف چیختے ہوئے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ گولیاں ٹھیک ان کے دلوں پر لگی تھیں۔



ادھیڑ عمر ابھی تک اپنی گردن مسلنے میں مصروف تھا۔ عمران پہلے ہی چیک کر چکا تھا کہ اس کی جیب میں ریوالور نہیں ہے۔ شاید اس نے اس بات کا تصور تک نہ کیا تھا کہ اس قسم کی سچویشن بھی پیدا ہو سکتی ہے۔

"اب تم بھی ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف مڑ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے ریوالور کا رخ ادھیڑ عمر کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تت ۔ تت ۔۔۔ تم کون ہو۔ تم جیسا آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا" ۔۔۔ ادھیڑ عمر باس نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ س کے دونوں ہاتھ میکانکی انداز میں سر تک پہنچ گئے تھے۔

"تمہاری میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں ولی نہیں ماری۔ لیکن تم نے اگر ذرا بھی غلط حرکت کی تو بے دریغ ولی مار دوں گا" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ نہ کہو۔ میں تو تمہیں کچھ نہ کہنا چاہتا تھا" ۔۔۔ اس نے ہے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر نظر آنے والی تمام نگی یک لخت غائب ہو چکی تھی اور اب وہ ایسی سہمی ہوئی بکری ہرہ نظر آ رہا تھا جیسے جنگل میں اچانک خوفناک شیر نظر آ ا ہو ۔۔۔ آنکھوں میں خوف اور مایوسی کے ملے جلے تاثرات ود تھے۔

"اپنے متعلق پوری تفصیل بتا دو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے ے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"مم ——— میں ......" ——— اس نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

مگر دوسرا لمحہ عمران کے لئے حیرت کا لمحہ تھا۔ کیونکہ اس کا ہاتھ اچانک اور حیرت انگیز تیزی سے حرکت میں آیا تھا۔ اور عمران کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اڑتا ہوا دور کونے میں جا گرا ——— اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر عمران کی ناف میں اس زور سے گھٹنا مارا کہ عمران بے اختیار اوغ کی آواز نکالتا ہوا پشت کے بل فرش پہ گرا ——— اس باس نے عمران کے نیچے گرتے ہی اچھل کر اس پہ حملہ کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اس کے سر کے اوپر سے ہو کر گردن کے بل فرش پہ گرا ——— اس سے یہی حماقت ہوئی تھی کہ اس نے اناڑیوں کے سے انداز میں عمران پہ حملہ کر دیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ عمران نے اُسے دونوں ٹانگوں پہ پیچھے اچھال دیا تھا۔

اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ باس کے چہرے پہ ایک بار پھر وہی کرختگی تھی۔

"میں مان گیا ہوں کہ تم مجھ سے بھی بڑے اداکار ہو"

عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

باس نے ایک بار پھر اس پہ ڈاج دے کر وار کیا۔ لیکن اب ظاہر ہے عمران سنبھلا ہوا تھا۔ اس لئے عمران اس کے حملہ کرتے ہی لٹو کی طرح گھوما ——— اور اس کی لات اس قدر طاقت سے باس کی سائیڈ پہ پڑی کہ وہ بُری طرح چیختا ہوا کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر کھڑا ہوتا۔ عمران نے خود



ہی آگے بڑھ کر اُسے دونوں ہاتھوں سے جکڑا اور ایک بار پھر یوں اٹھا کر فرش پہ پٹخ دیا کہ جیسے دھوبی کپڑے کو پتھر پہ پٹختے ہیں۔ اس بار باس کے سر پہ ایسی چوٹ آئی کہ اس کا جسم سیدھا ہوتا گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا ——— عمران ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے جا کر ریوالور پہ قبضہ کیا۔ اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے ——— اور شاید باہر موجود افراد یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ اندر مٹکاف اپنی کارگزاری میں مصروف ہے حالانکہ بے چارہ مٹکاف تو آتے ہی ڈھیر ہو گیا تھا ——— عمران نے دروازے کو اندر سے لاک کیا۔ اور پھر اس نے اِدھر اُدھر کا جائزہ لیا۔ کمرے کی پچھلی دیوار میں مختلف الماریاں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے ایک الماری کھولی تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس الماری کے نچلے خانے میں ربڑ کے ایسے ماسک کا ڈبہ موجود تھا جس سے آسانی سے ماسک میک اپ کیا جا سکتا تھا ——— عمران نے ڈبے میں سے ایک ماسک نکال لیا۔ اور پھر اُسی الماری سے ایک رسی نکال کر اس نے سب سے پہلے آ کر اس ادھیڑ عمر کے ہاتھ اور پیر رسی سے باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے اس کی ناک اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں میں ہی ادھیڑ عمر نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے منہ سے بے اختیار کراہ سی نکل گئی ——— عمران بڑے اطمینان سے اس کے ساتھ ہی اکڑوں بیٹھ گیا اور پھر اس نے جیب سے وہی ریوالور نکالا

اور اس کا چیمبر کھول کر اندر موجود گولیاں چیک کرنے لگا۔ ادھیڑ عمر کراہتا ہوا اُسے دیکھ رہا تھا۔ لیکن عمران کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ادھیڑ عمر کی طرف متوجہ ہی نہ ہو ـــــ عمران نے ریوالور میں موجود گولیاں باہر نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ دیں۔

"سنو ـــــ میں تمہیں ایک دلچسپ کھیل کے متعلق بتاتا ہوں۔ چیمبر میں آٹھ خانے ہیں۔ میں ایک گولی خانے میں ڈال کر چیمبر کو گھما دوں گا۔ اس کے بعد مجھے معلوم نہیں ہو گا کہ کیا گولی فائر ہو گی یا تمہیں چانس ملے گا ـــــ ہو سکتا ہے پہلی بار ہی فائر ہو جائے اور ہو سکتا ہے تمہیں ایک چانس مل جائے۔ یا پھر سات چانس مل جائیں۔ اس طرح تم بھی مطمئن رہو گے کہ میں نے تمہیں جان بوجھ کر گولی نہیں ماری اور میرا ضمیر بھی" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے ادھیڑ عمر کو دکھا کر ایک گولی چیمبر میں ڈالی اور پھر چیمبر کو مسلسل گھمانا شروع کر دیا۔ وہ ادھیڑ عمر پر نفسیاتی خوف طاری کرنا چاہتا تھا۔ کئی لمحوں تک مسلسل چکر دینے کے بعد اس نے ریوالور کی نال ادھیڑ عمر کی کنپٹی پر رکھ دی۔

"اب میں صرف تین تک گنوں گا۔ اور پھر ٹریگر دبا دوں گا۔ آگے تمہاری قسمت ـــــ چانس ملے یا کھوپڑی کے ریزے اڑ جائیں" عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"ایک ......" ـــــ عمران نے گنتی شروع کر دی۔

"ٹھہرو ٹھہرو ـــــ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" ـــــ ادھیڑ عمر نے یک لخت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔



"پہلے اپنے متعلق بتاؤ" ـــــ عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دوبارہ گنتی شروع کر دی۔

"بتا رہا ہوں بتا رہا ہوں ـــــ میرا نام فارگر ہے۔ میں ویسٹرن کارمن سنٹر کا انچارج ہوں حلقہ موت کا" ـــــ فارگر نے فوراً ہی تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"یہ نوجوان کون ہے۔ اس کا نام ـــــ اور سنو ـــــ اگر تم ذرا بھی ہچکچائے تو میں تین کہہ کر ٹریگر دبا دوں گا۔ دو تک گنتی پہلے ہی پوری ہو چکی ہے" ـــــ عمران نے اُسے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام راجر ہے۔ اس کا تعلق ایسٹ لینڈ سنٹر سے ہے۔ ایسٹ لینڈ سنٹر کے انچارج بابک نے مجھے کہا تھا کہ ہیڈ کوارٹر سے چیف باس نے پاکیشیائی دشمنوں کے ایک گروپ کے خاتمے کا حکم دیا ہے ـــــ ان میں سے صرف ایک کی نفسیاتی شناخت موجود ہے۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ وہ ہر وقت میک اپ میں رہتا ہے۔ لیکن اُسے اس طرح پہچانا جا سکتا ہے کہ وہ مسخروں جیسی باتیں کرنے سے باز نہیں آ سکتا ـــــ بابک کا اندازہ تھا کہ یہ گروپ انٹرنیشنل ٹرین میں سفر کر رہا ہے۔ چنانچہ راجر کو اس نے انچارج بنا کر بھیجا۔ ٹرین پولیس کے آدمیوں کی جگہ بابک کے آدمیوں نے سنبھال لی۔ اور پچاس کے قریب لیڈیز ایجنٹوں کو ٹرین میں پھیلا دیا گیا۔ پھر ایک لڑکی الزبتھ نے اطلاع دی کہ اس کا سیٹ فیلو مشرقی انداز کی باتیں کر رہا ہے ـــــ اور خواہ مخواہ کی مزاحیہ باتیں اس کے منہ سے خود بخود نکل رہی ہیں۔ چنانچہ بابک کے آدمی تمہیں پکڑ کر

پولیس روم میں لے گئے۔ لیکن تمہارا گروپ سامنے نہ آیا۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ تمہیں چھوڑ کر تمہاری نگرانی کی جائے۔ اس طرح تمہارا گروپ سامنے آ جائے گا ـــــ یہاں آ کر تمہاری نگرانی کی گئی لیکن کوئی سامنے نہ آیا تو راجر نے تمہیں یہاں لے آنے کا فیصلہ کیا۔ تمہیں چونکہ سنٹر کی مخصوص ٹیکسی میں بٹھایا گیا تھا اس لئے راجر کے احکام پر ٹیکسی تمہیں یہاں لے آئی ـــــ اور اب راجر چاہتا تھا کہ تم سے معلومات حاصل کرے کہ تم نے سچوئیشن ہی بدل دی" ـــــ فارگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــــ تم نے چونکہ سچ بتا دیا ہے۔ اس لئے میں تمہارے ساتھ تعاون کرنا چاہتا ہوں۔ میرا اپنے گروپ سے جھگڑا ہو گیا ہے۔ اور میں اس گروپ سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔ اگر تم چیف باس کو اطلاع دے سکو کہ تم نے گروپ کو پکڑ لیا ہے ـــــ لیکن مجھے کچھ نہ کہو تو میں گروپ کو پکڑوا سکتا ہوں۔ بولو منظور ہے" عمران نے کہا۔

"میں مکمل تعاون کروں گا۔ چونکہ چیف باس نے براہِ راست مجھے کوئی احکام نہیں دیئے اس لئے میں تمہیں چھپا سکتا ہوں یقین کرو تم بالکل محفوظ رہو گے ـــــ لیکن گروپ کی تفصیلات کیا ہیں وہ مجھے بتانی پڑیں گی" ـــــ فارگر نے جلدی سے کہا۔

"سوچ لو ـــــ میں براہِ راست چیف باس سے رابطے کی بات کر رہا ہوں۔ اور یہ بھی سن لو کہ کسی بھی سنٹر میں براہِ راست رابطے کا کوئی نظام نہیں ہے۔ مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا۔



تفصیلات کے سلسلے میں اتنا بتا دینا کہ ایک عورت اور چھ مرد ہیں" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہمارے سنٹر میں ہے۔ کیونکہ یہ اس تمام علاقے کا مین سنٹر ہے۔ ہمارا تعلق براہِ راست ٹاپ ہیڈ کوارٹر سے ہے اور گرینڈ باس نمبر تھری ہمارا کنٹرولر ہے" ـــــ فارگر نے جلدی سے کہا۔

"کون سا نظام ہے۔ پی ایون تھرٹی یا سکس زیرو ون تھری" عمران نے پوچھا۔

"پی ایون تھرٹی" ـــــ فارگر نے فوراً ہی جواب دیا۔ لیکن اب اس کی نظروں میں حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔ اُسے شاید عمران کی معلومات پر حیرت ہو رہی تھی۔

"یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"سپیشل آفس روم میں اس بلڈنگ کے نیچے ہے تہہ خانے میں ہے" ـــــ فارگر نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ لیکن یہ خیال رکھنا اگر تم نے ذرا بھی دھوکے کی کوشش کی تو بہرحال تم کسی صورت نہ بچ سکو گے" عمران نے کہا اور ریوالور ہٹا کر اس نے پہلے اس کے پیروں کی گرفت سے آزاد کئے اور پھر اُسے پلٹ کر اس کے ہاتھ بھی کھول دیئے۔ فارگر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــــ فارگر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کا کیا کرو گے" ـــــ عمران نے راجر اور مٹکاف

کی لاشوں کے متعلق پوچھا۔

"چھوڑ دو ـــــ ان کا انجام برقی بھٹی ہو گی۔ یہاں یہ سب چلتا ہی رہتا ہے" ـــــ فارگر نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر دروازے کا لاک کھول دیا۔ عمران ریوالور جیب میں ڈالے اس کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔

کمرے سے باہر راہداری تھی۔ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اوپر عمارت میں پہنچ گئے۔ مسلح افراد جو عمران کو اندر چھوڑنے گئے تھے وہاں موجود تھے۔ وہ عمران کو اس طرح فارگر کے ساتھ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

"سنو ـــــ یہ ہمارا اپنا آدمی ہے۔ راجر اسے غلط فہمی میں پکڑ لایا تھا۔ اور میں نے اس غلطی پر اُسے گولی مار دی ہے۔ مٹکاف بھی اس کی حمایت میں مارا گیا ہے۔ تم ان دونوں کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دو" ـــــ فارگر نے اُسی انچارج سے مخاطب ہو کر کہا جو عمران کو لے آیا تھا۔

"یس باس" ـــــ انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آؤ مارٹن" ـــــ فارگر نے عمران سے مخاطب ہو کر دوستانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ ایک اور راہداری میں مڑ گیا۔ عمران اُسی طرح اس کے ساتھ تھا۔ راہداری سے وہ ایک کمرے میں آئے، جو لفٹ کی طرح نیچے اتر گیا ـــــ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچ گئے جس کی طویل اور عریض دیوار کے ساتھ ایک بہت ہی لمبی چوڑی اور انتہائی پیچیدہ مشین نصب تھی۔ اُسے



یکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی پی۔ ایون تھرٹی ہے۔ خلائی سیارے
ی مدد سے ٹرانسمٹ نظام کے سلسلے میں ابھی تک دو ہی پیروسس
بجاد ہوئے تھے۔ ایک کو پی۔ ایون تھرٹی کہتے تھے۔ دوسری کا
ڈ نام سکس زیرو ون تھری تھا ـــــ اسی لئے عمران نے پوچھا
ا۔ وہ دونوں کی کارکردگی کو جانتا تھا۔ پی۔ ایون تھرٹی کا سن کر اُسے
لمینان ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس سے جو لہریں بولنے والے کی فوٹو
ریں ساتھ ارسال کرتی تھیں۔ ان میں میک اپ چیکنگ کا دوہرا
لام شامل نہ تھا جب کہ سکس زیرو ون تھرٹی جدید ترین
دسس تھی ـــــ اس میں بولنے والے کو کمپیوٹر سے چیک بھی
یا جاتا تھا۔ اور بغیر فیڈنگ کے یہ پیروسس آن ہی نہ ہوتا تھا۔
رے میں پہنچ کر فارگر نے دروازہ بند کر کے اُسے اندر سے
ال کر دیا۔

"ہاں اب بتاؤ میں چیف باس کو کیا کہوں۔ کیا اُسے کہہ دوں
یں نے گروپ کو ختم کر دیا ہے" ـــــ فارگر نے عمران سے
اطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں ـــــ صرف اتنا کہنا کہ بابک کی اطلاع پر راجر نے
عمران کو ٹریس کر لیا تھا۔ لیکن وہ راجر کو ختم کر کے نکل گیا۔
ں پر میں خود حرکت میں آ گیا۔ اور عمران تو ابھی تک ٹریس نہیں ہو
کا۔ البتہ اس کے گروپ کو تلاش کر لیا گیا ہے۔ مزید احکامات
یا ہیں" ـــــ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم پچھلی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ ورنہ

تمہارا فوٹو بھی ساتھ ہی ٹرانسمٹ ہو جائے گا ـــــ میں بات کرتا ہوں ـــــ فارگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور پیچھے ہٹتا گیا۔

اس کے ہٹتے ہی فارگر نے جلدی سے مشین کے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے ـــــ مشین پر کوئی سکرین موجود نہیں تھی۔ چند لمحوں بعد مشین نے رابطہ قائم ہونے کا اشارہ کر دیا۔

"فارگر فرام ویسٹرن کارمن ہیڈ سنٹر آن دی لائن" فارگر نے اشارہ ملتے ہی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ـــــ ٹاپ ہیڈ کوارٹر ـــــ پیغام نوٹ کرا دو۔ گرینڈ چیف نمبر تھری لائن پر فوری نہیں آ سکتے" ـــــ مشین سے روبوٹ جیسی مشینی آواز برآمد ہوئی۔

"براہِ راست چیف باس سے کنکٹ کراؤ ـــــ سپیشل ایمرجنسی" ـــــ فارگر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل ایمرجنسی کوڈ" ـــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"فارگر فرام ویسٹرن کارمن سنٹر زیرو زیرو ون" ـــــ فارگر نے جواب دیا۔

"یس ـــــ چیف باس آن دی لائن" ـــــ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک کرخت سی آواز مشین سے سنائی دی۔ اور عمران نے دیکھا کہ فارگر کا جسم یہ آواز سنتے ہی نمایاں طور پر کانپ گیا تھا۔

"فارگر بول رہا ہوں جناب ـــــ ایسٹ لینڈ سنٹر کے چیف بابک



نے مجھے اطلاع دی تھی کہ پاکیشیائی افراد کا ایک گروپ انٹرنیشنل ٹرین کے ذریعے ویسٹرن کارمن میں داخل ہو رہا ہے۔ اور چیف باس نے براہِ راست ان کے خاتمے کا حکم دیا ہے۔ ایسٹ لینڈ سنٹر کا سیکنڈ چیف راجر اپنے گروپ کے ساتھ ان کی تلاش میں ہے۔ میں چوکنا ہو گیا ـــــ میں نے اپنے گروپ کو بھی الرٹ کر دیا۔ ہم نے ریلوے اسٹیشن کی ناکہ بندی کر دی۔ تو جناب میں نے ان پاکیشیائی افراد کو ڈھونڈھ لیا ہے۔ یہ ایک عورت اور چھ افراد پر مشتمل ہے ـــــ لیکن ان کا سرغنہ جس کا نام چیف بابک نے عمران بتایا تھا نہیں مل سکا۔ البتہ راجر کی لاش ملی ہے۔ اُسے گولی مار دی گئی تھی۔ میں نے معاملے کی نوعیت کے پیشِ نظر آپ سے بات کرنے کی جرأت کی ہے۔ کہ مزید احکامات دیئے جائیں" ـــــ فارگر نے بڑی ہنرمندی سے بات کی تھی۔

"تم نے اس گروپ کو کیسے پہچانا" ـــــ چیف باس کی سرد آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ وہ ریلوے اسٹیشن سے تھوڑی دور ایمرجنسی بریک لگا کر نیچے اترے۔ وہاں ایک جیپ موجود تھی وہ اتر کر اس جیپ میں بیٹھے اور فرار ہو گئے۔ میرا ایک آدمی وہیں موجود تھا۔ اس نے ریلوے اسٹیشن پر ان مشکوک افراد کے متعلق اطلاع دی اور جیپ کے نمبر بتلائے تو گروپ حرکت میں آ گیا ـــــ اور تھوڑی دیر بعد اس جیپ کو تلاش کر لیا گیا۔ یہ لوگ اس جیپ سمیت ایک رہائشی کوٹھی میں موجود ہیں۔ یہ کوٹھی ایک مقامی بدمعاش کی

ملکیت ہے۔ اور جیپ بھی اُسی کی ہے" ـــــ فارگر نے اپنی طر
سے پوری کہانی بنا دی اور عمران اس کی ذہانت پر دل ہی د
میں مسکرا دیا۔

"راجر کی لاش کہاں ملی" ـــــ چیف باس نے پوچھا۔

"انٹرنیشنل ٹرین کے باتھ روم میں سر" ـــــ فارگر نے
جواب دیا۔

"اس علی عمران کا پتہ نہیں چل سکا" ـــــ چیف باس
نے کہا۔

"چیف بابک نے بتایا تھا کہ ایک عورت اور آٹھ مرد ہیں،
اور علی عمران نوجوان ہے اور مسخری حرکتیں کرتا ہے۔ لیکن یہ گروپ
ایک عورت اور چھ افراد پر مشتمل ہے۔ اور ان میں سب ادھیڑ عمر
لوگ ہیں نوجوان کوئی نہیں ـــــ ویسے یہ سب یورپی میک اپ
میں ہیں۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی عمران ہو اور میک اپ
میں ہو" ـــــ فارگر نے جواب دیا۔

"ایسا کرو ان سب کو اغوا کر کے اپنے سنٹر میں لے آؤ۔ اور
پھر ان پر تشدد کر کے معلوم کرو کہ ان میں عمران شامل ہے یا نہیں،
اگر شامل نہ ہو تو اس کے متعلق معلوم کرو اور ان سب کو فوری طور
پر ختم کر دو ـــــ اور اگر شامل ہو تو سب سے پہلے اُسے گولی مار دو،
اور اگر شامل نہ ہو تو اُسے تلاش کر کے ختم کر دو۔ لیکن یہ سن لو کہ
یہ سب اور خصوصی طور پر عمران انتہائی خطرناک ہے۔ پوری ہوشیاری
سے کام کرنا" ـــــ چیف باس نے کہا۔



"باس ـــــ اس کوٹھی کو بموں سے نہ اڑا دیا جائے۔ اگر عمران
ہوگا تو ختم ہو جائے گا۔ نہ ہوگا تو یہ تو ختم ہو جائیں گے۔ بعد میں
اُسے بھی تلاش کر لیا جائے گا" ـــــ فارگر نے کہا۔

"سب سے زیادہ اہم وہ علی عمران ہے۔ باقی افراد کی کوئی حیثیت
نہیں۔ اس لئے انہیں ختم کرنے سے پہلے عمران کا پتہ چلانا ضروری
ہے" ـــــ چیف باس نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس ـــــ آپ کے احکامات پر مکمل عمل درآمد ہوگا"
فارگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے ایک گھنٹے بعد رپورٹ دینا" ـــــ چیف باس نے کہا۔
اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی۔

فارگر نے جلدی جلدی مشین آف کرنی شروع کر دی۔
اور پھر جیسے ہی اس نے آخری سوئچ آف کیا۔ عمران برق رفتاری
سے آگے بڑھا۔ اور سٹول سے اٹھتے ہوئے فارگر کی کنپٹی پر اس
نے ریوالور کے دستے کی بھرپور ضرب لگائی ـــــ فارگر دوسری
سائیڈ پر پہلو کے بل گرا۔ عمران نے تیزی سے جھک کر اُسے
گریبان سے پکڑا اور پوری قوت سے دوسری ضرب اس کی
کنپٹی پر جما دی ـــــ فارگر کا جسم سیدھا ہو گیا۔ البتہ اس کی بند
ہوتی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں موجود تھیں۔ عمران نے اس کی
نبض چیک کی۔ اور پھر اس نے اُسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر کاندھے
پر لادا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا ـــــ راہداری کے ساتھ ہی
ایک اور کمرے کا دروازہ تھا۔ عمران نے یہ دروازہ کھولا تو اندر

ایک شاندار آفس تھا۔ عمران نے اندر سے دروازہ بند کیا اور پھر بے ہوش فارگر کو ایک صوفے پر لٹا کر اس نے آفس کی تلاشی لینی شروع کر دی ـــــ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک خفیہ الماری کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس الماری سے سرخ رنگ کی ایک فائل اس کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے فائل کھول کر دیکھی تو اس کے چہرے پر چمک آگئی ـــــ اس فائل میں ایک سائنسدان کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچانے کے احکامات موجود تھے۔ اور ساتھ ہی اس میں لکھا ہوا تھا کہ اغوا ہونے والے سائنسدان کو سڈنی سنٹر کے چیف سٹارک کے پاس پہنچا دیا جائے تاکہ وہ اُسے سپیشل راستے سے ٹاپ ہیڈ کوارٹر پہنچا دے ـــــ ساتھ ہی ایک اور کاغذ تھا جس میں سائنسدان کے اغوا اور پھر اُسے سڈنی سنٹر کے انچارج سٹارک کے حوالے کئے جانے کی تمام تفاصیل موجود تھیں۔ اس میں ایک کلب کا سٹارک کلب کا نام دیا گیا تھا۔ سٹارک اس کلب کا مالک تھا۔ یہ انتہائی اہم ترین کلیو تھا۔

چنانچہ عمران نے فائل واپس الماری میں رکھی اور الماری بند کر کے اس نے ایک بار پھر فارگر کی نبض چیک کی ـــــ فارگر نے چونکہ اس کے ساتھ مکمل تعاون کیا تھا۔ اس لئے وہ فارگر کو ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا۔ فائل کے ملنے سے پہلے اس کا منصوبہ اور تھا۔ اور اسی منصوبے کے تحت اس نے فارگر کو چیف باس سے بات کرنے پر مجبور کیا تھا ـــــ اس نے پلان بنایا تھا کہ وہ خود فارگر کی جگہ لے لے گا اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو قیدیوں کی صورت میں



یہاں بلا کر وہ خود چیف باس سے دوبارہ بات کرے گا۔ اور کسی طرح اُسے اس بات پر آمادہ کرے گا کہ وہ خود یہاں آجائے تاکہ اس کی جگہ وہ خود لے کر ہیڈ کوارٹر میں آسانی سے داخل ہو سکے وہ صرف وہ مخصوص کوڈ حاصل کرنا چاہتا تھا جس سے فارگر چیف باس سے بات کرتا تھا ـــــ لیکن کال کے بعد اس نے یہ چیک کر لیا تھا کہ فارگر اور چیف باس کے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں کہ وہ فارگر کی بات مان کر خود یہاں آجائے گا۔ فارگر تو چیف باس کی آواز سن کر ہی کانپ گیا تھا۔ اس طرح چیف کے سامنے اس کی اصل حیثیت سامنے آگئی تھی ـــــ لیکن اب فائل کے ملنے کے بعد اُسے ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے کسی مخصوص راستے کا بھی علم ہو گیا تھا اور ساتھ ہی اس راستے کے متعلق جاننے والے سٹارک کا بھی پتہ چل گیا تھا۔

سٹارک لازماً اس راستے سے ہیڈ کوارٹر آتا جاتا ہو گا۔ اور ہو سکتا ہے ہیڈ کوارٹر میں ضروریات کا سامان پہنچانا اُسی کی ذمہ داری ہو۔ عمران کو ایک الماری میں میک اپ کا سامان نظر آگیا تھا۔ ادھیڑ عمر فارگر کا قد و قامت عمران جیسا ہی تھا ـــــ ماسک کی مدد سے میک اپ جلدی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ماسک چہرے پر چڑھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اُسے مخصوص انداز میں تھپتھپانے میں مصروف ہو گیا ـــــ اس کے بعد اس نے میک اپ باکس کی مدد سے چہرے اور بالوں پر فنشنگ ٹچ دیئے اور پھر ملحقہ باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے باتھ روم کے آئینے میں میک اپ کا

جائزہ لیا۔ اور مطمئن ہو کر باہر آ گیا۔ میک اپ کے فن میں اب اس کی مہارت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ اُسے میک اپ کے لئے آئینے کی ضرورت بھی نہ پڑتی تھی ——— یہی وجہ تھی کہ اس نے باتھ روم میں جا کر آئینے کے سامنے میک اپ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اس کے بعد اس نے صوفے پر پڑے ہوئے فارگر کو اٹھایا اور اُسے باتھ روم میں لے جا کر ایک کونے میں ڈال دیا۔ باتھ روم کا دروازہ بند کر کے وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ فارگر کے آدمیوں کے پاس پہنچ چکا تھا۔ وہ سب اُسے دیکھ کر مؤدب ہو گئے تھے۔

"راجر اور مٹکاف کا کیا ہوا" ——— عمران نے فارگر کے لہجے میں پوچھا۔

"حکم کی تعمیل ہو چکی ہے باس" ——— اُسی انچارج نے جواب دیا۔

"اچھا سنو ——— وہ مہمان میرے خاص کمرے میں ہے اُسے ڈسٹرب نہ کرنا۔ وہ ایک ضروری کام کر رہا ہے۔ میں شہر جا رہا ہوں" ——— عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— کار لائی جائے" ——— انچارج نے کہا۔

"تو کیا میں پیدل جاؤں گا" ——— عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر یس سر" ——— انچارج نے بری طرح بوکھلائے

ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر خود ہی تیزی سے ایک طرف دوڑتا گیا چند لمحوں بعد ایک سیاہ رنگ کی کار ایک سائیڈ سے نکل کر پورچ میں آ کر رکی ایک باوردی ڈرائیور سٹیرنگ پر موجود تھا عمران آگے بڑھا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا ——— ڈرائیور نے کار موڑی اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک کے قریب پہنچتے ہی اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ بڑھایا تو پھاٹک خود بخود کھل گیا اور کار باہر آ گئی۔

"ایسٹ ریونیو" ——— عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار شہر کے مین بازار ایسٹ ریونیو میں داخل ہو گئی۔

"پارکنگ میں روکو" ——— عمران نے کہا اور ڈرائیور نے ایک پبلک پارکنگ میں کار موڑ کر روک دی۔ عمران دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"تم یہیں رکو گے ——— مجھے کچھ دیر لگے گی" ——— عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس کے سر ہلانے پر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھنے لگا۔ ایسٹ ریونیو کے ایک بڑے سے ...ل اسٹور میں داخل ہو کر اس نے سب سے پہلے وہاں سے ...نے سائز کا ایک ریڈی میڈ سوٹ خریدا اور پھر سپر سٹور کے ...رے شعبوں سے اس نے ایسا سامان خریدا۔ جس سے میک اپ ...جا سکے ——— وہاں سے وہ سٹور کے ملحقہ باتھ روم میں داخل

ہو گیا۔

اور تھوڑی دیر بعد جب وہ باتھ روم سے باہر آیا۔ تو نہ صرف لباس بدل چکا تھا بلکہ وہ نئے میک اپ میں تھا۔ ہاتھ میں اس نے فارگو کے لباس والا بیگ پکڑا ہوا تھا ——— اس نے سٹور سے باہر آکر بیگ ایک کچرے کے ڈرم میں اچھال دیا۔ اور پھر بڑے اطمینان سے آگے بڑھنے لگا۔ اب وہ اپنی نگرانی اور تعاقب کو چیک کر رہا تھا ——— لیکن تھوڑی دیر بعد اُسے یقین ہو گیا کہ کوئی اس کے تعاقب میں نہیں ہے تو وہ سیدھا ایک کیفے میں داخل ہو گیا۔ اس نے کیفے کے برآمدے میں لگے ہوئے پبلک فون بوتھ کا دروازہ کھولا اور اندر جا کر اس نے سب سے پہلے انکوائری سے ہوٹل اسٹیو کے نمبر معلوم کئے۔ اور پھر ان نمبروں پر کال کر دی۔

" ہوٹل اسٹیو " ——— چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" آڈرے سے بات کراؤ ——— اٹ از پرنس آف ڈھمپ " عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ——— یس سر " ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک آواز فون پر ابھری۔

" یس آڈرے " ——— بولنے والے کا لہجہ نرم تھا۔ شاید کاؤنٹر گرل نے اُسے پرنس آف ڈھمپ کا ریفرنس دے دیا تھا۔ آڈرے ویسٹرن کارمن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن



ایجنٹ تھا۔ عمران نے بطور ایکسٹو بڑے بڑے ملکوں اور ان کے شہروں میں ایسے افراد مستقل طور پر تعینات کئے ہوئے تھے۔ جو کسی بھی مشن میں معاون ثابت ہو سکتے تھے ——— اور پاکیشیا سے چلنے سے قبل اس نے راستے میں پڑنے والے ان سب فارن ایجنٹوں کو مکمل ہدایات دے دی تھیں۔ انہی ہدایات کی بنا پر وہ نادان کے جنوبی ساحل پر حلقہ موت کے حملے سے بچ نکلا تھا ——— بطور ایکسٹو اس نے آڈرے کو کوڈ پرنس آف ڈھمپ ہی بتایا تھا۔ آڈرے ذاتی طور پر عمران سے واقف نہ تھا۔ اس کی تعیناتی بھی ایک اور فارن ایجنٹ کی سفارش پر کی گئی تھی۔

" پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں " ——— عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" اوہ یس ——— آپ کے متعلق چیف باس نے ہدایات دے دی تھیں۔ سات افراد میرے پاس پہنچ چکے ہیں " دوسری طرف سے آڈرے نے کہا۔

" کسی قسم کی نگرانی تو نہیں ہو رہی " ——— عمران نے پوچھا۔

" نہیں جناب ——— میں نے ہدایات کے مطابق اچھی طرح چیکنگ کر لی ہے " ——— آڈرے نے جواب دیا۔

" سڈنی کے لئے یہاں سے کوئی تیز رفتار طیارہ چارٹر ہو سکتا ہے " ——— عمران نے پوچھا۔

" ہو تو سکتا ہے ——— لیکن کاغذات مکمل ہونے چاہئیں " آڈرے نے جواب دیا۔

"کتنی مدت میں کاغذات مکمل ہو سکتے ہیں۔ کم سے کم مدت" عمران نے زور دے کر پوچھا۔

"دو روز لگ ہی جائیں گے" ۔۔۔ آڈرے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ہوٹل آرہا ہوں۔ باقی باتیں وہیں کریں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جناب ۔۔۔ میں نے گروپ کی رہائش ہوٹل کی بجائے ایک پرائیویٹ کوٹھی میں منتقل کر دی ہے۔ آپ بھی وہیں آجائیں میں خود وہاں آجاتا ہوں۔ وہاں کھل کر باتیں ہو جائیں گی" ۔۔۔ آڈرے نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ پتہ بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"سپر مینشن ہاؤس ۔۔۔ سپر ریونیو تھرٹی سکس ۔۔۔ آپ ٹیکسی ڈرائیور کو یہ پتہ بتا دیں وہ آپ کو پہنچا دے گا" ۔۔۔ آڈرے نے عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر رابطہ ختم کر دیا۔

فون بوتھ سے باہر نکل کر وہ ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چل پڑا جو کہ پبلک پارکنگ کے قریب ہی واقع تھا۔ جب وہ پارکنگ میں پہنچا تو اس نے وہ کار وہاں سے غائب دیکھی جس میں وہ یہاں پہنچا تھا ۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ فارگر ہوش میں آگیا ہے۔ اور ظاہر ہے اب اس کے آدمی پاگل کتوں کی طرح انہیں ڈھونڈتے



ر رہے ہوں گے۔

عمران اطمینان سے چلتا ہوا ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچا۔ اور چند لمحوں بعد ٹیکسی سپر ریونیو کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

میٹنگ ہال میں گرینڈ چیف سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ چیف باس نے ایمرجنسی میٹنگ کال کی تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سپر گرینڈ چیف اندر داخل ہوا ۔۔۔ گرینڈ چیف اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھو" ۔۔۔ چیف باس نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"گذشتہ میٹنگ میں جس طوفان کا ذکر ہوا تھا وہ اب ہیڈ آفس کے قریب پہنچ چکا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا

گروپ جس میں ایک عورت اور چھ مرد شامل ہیں ایک نوجوان علی عمران کی قیادت میں پاکیشیا سے نکلا ہے اور اب وہ ویسٹرن کارمن میں غائب ہو چکا ہے۔ ان کی منزل ہیڈ آفس ہے"
چیف باس نے بڑے سنجیدہ اور سرد لہجے میں ابتدائی حالات بتلاتے ہوئے کہا۔

"کیا انہوں نے ہمارا ہیڈ آفس ٹریس کر لیا ہے"
گرینڈ چیف نمبر فور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں — انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارا ہیڈ آفس جزائر فجی کے قریب ہے۔ میں نے علی عمران اور کرنل فریدی کے درمیان فون پر ہونے والی گفتگو سنی ہے۔ عمران کو کہیں سے نٹاربیڈ کا علم ہو گیا اس نے کرنل فریدی سے پوچھا تو کرنل فریدی نے بتا دیا کہ نٹاربیڈ جزائر فجی کو کہتے ہیں" — چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس — انہیں وہیں قتل کیوں نہیں کر دیا گیا۔ کیا ہمارے پاس ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے کوئی قوت موجود نہیں ہے"
گرینڈ چیف نمبر تھری نے کہا۔

"اس کے متعلق گرینڈ چیف نمبر دو رپورٹ دے گا۔ کیونکہ گذشتہ میٹنگ میں کارروائی اس کے ذمہ لگائی گئی تھی"
چیف باس نے کہا۔ اور گرینڈ چیف نمبر دو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں نے عمران کے خاتمے کے لئے ایک خصوصی تنظیم پاکیشیا بھیجی۔ یہ خصوصی تنظیم راجگام سنٹر کے چیف کی قیادت میں بھیجی



ئی۔ راجگام اور نشورم سنٹر کا ایک کارکن شولڈر جو عمران کو ذاتی طور بہچانتا تھا وہاں راجگام سنٹر کی ٹیم سے تعاون کے لئے بھیجا گیا۔ اجگام تنظیم نے کام شروع کر دیا — لیکن پھر اچانک معلوم ہوا لہ شولڈر اور اس تنظیم کا ہر آدمی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ ور اس طرح یہ مشن ناکام ہو گیا۔ اس کے بعد کی صورت حال چیف نے براہِ راست اپنے کنٹرول میں لے لی" — گرینڈ چیف نمبر دو نے کہا اور بیٹھ گیا۔

"ہاں — اس کے بعد میں نے عمران کے پاکیشیا سے نکلنے وکنے کے لئے کارروائی کی اور سمندر۔ زمین اور آسمان ہر مت کی ناکہ بندی کر دی۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی ایک بدوز کے ذریعے نادان کے جنوبی ساحل پر پہنچ گئے — نادان نٹر کے چیف اردونا کو ان کے خاتمے کا حکم دیا گیا۔ لیکن یہ سنٹر ناکام رہا ور اس کے بیشتر ارکان ہلاک کر دیئے گئے۔ ایسٹ لینڈ سنٹر نے نہیں ٹریس کرنے کا کام سنبھالا — عمران اور اس کے ساتھی نٹرنیشنل ٹرین کے ذریعے ویسٹرن کارمن میں داخل ہو گئے۔ ایسٹ لینڈ سنٹر کا سیکنڈ چیف عمران کے ہاتھوں مارا گیا۔ ویسٹرن رمن سنٹر کے چیف فارگر نے اطلاع دی کہ اس نے عمران کے روپ کو ٹریس کر لیا ہے — لیکن بعد ازاں اطلاع ملی کہ وہ پ اچانک غائب ہو گیا ہے اور اب ویسٹرن کارمن سنٹر اسے ش کرتا پھر رہا ہے" — چیف باس نے بقایا تفصیل بتلاتے ے کہا۔

"یہ تو انتہائی حیرت انگیز تفصیل ہے۔ اس قدر تنظیمیں اور سنٹرز ایک گروپ سے مسلسل شکست کھاتے چلے جا رہے ہیں" کمانڈ چیف نمبر تھری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ بظاہر یہ سب کچھ ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے اسے ممکن بنا دیا ہے۔ اور اب مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ یہاں لازماً پہنچیں گے۔ گو میں نے راستے میں پڑنے والے تمام سنٹرز کو الرٹ کر دیا ہے ۔۔۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں اب ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر پوری طرح چوکنا رہنا ہو گا" چیف باس نے کہا۔

"باس ۔۔۔ فرض کیا وہ لوگ یہاں پہنچ جاتے ہیں۔ پھر وہ ہیڈ کوارٹر میں کیسے داخل ہوں گے۔ اور اگر داخل بھی ہو گئے تو یہاں وہ کیسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر میں اڑنے والی مکھی بھی ہمارے کنٹرول سے باہر نہیں ہے" ۔۔۔ کمانڈ چیف نمبر ون نے کہا۔

"یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ہیڈ کوارٹر کے چاروں طرف سمندر میں سائنسی آلات بچھے ہوئے ہیں جو انہیں ایک لمحے میں تباہ کر سکتے ہیں چاہے وہ ایٹمی آبدوز میں ہی کیوں نہ ہوں اور اگر ہیڈ کوارٹر پر ایٹم بم بھی فائر کر دیا جائے تب بھی ہیڈ کوارٹر کا کچھ نہیں بگڑتا ۔۔۔ لیکن کیا ہمیں یہ سب کچھ سوچ کر مطمئن بیٹھ جانا چاہئے" ۔۔۔ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے



کے لئے اپنے ساتھ کیا لا رہے ہیں۔ آخر وہ کس طرح ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر سکیں گے ۔۔۔ کیا ہیڈ کوارٹر ریوالور، مشین گن کی گولیوں، عام بموں سے تباہ ہو جائے گا" ۔۔۔ ایک اور کمانڈ چیف نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ یہاں کا نظام ناقابل تسخیر ہے۔ یہ بات تو طے ہے۔ اور میری اس میٹنگ کا مقصد یہ نہیں ہے۔ بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اب پوری طرح ہوشیار رہنا ہے ۔۔۔ آج سے تمام بیرونی سپلائی بند ہو گی۔ سپیشل وے کلوز کر دیا گیا ہے۔ جب تک یہ لوگ پکڑے نہیں جاتے یا ہلاک نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک ہیڈ کوارٹر ایمرجنسی دفاعی نظام کے تحت رہے گا" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"یس سر ۔۔۔ یہ فیصلہ بالکل درست ہے" ۔۔۔ سب کمانڈ چیفس نے بیک آواز ہو کر تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کی چاروں سمتیں آپ چاروں نے سنبھالنی ہیں۔ کسی نظام میں کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہئے۔ میں سپروائز کروں گا" چیف باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ ایسا ہی ہو گا" ۔۔۔ چاروں نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"معمولی سی معمولی بات کی بھی رپورٹ ہونی چاہئے۔ کسی چیز کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوبارہ اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ ہال میں داخل ہوا تھا۔

دروازے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں چلتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ اس کا خاص کمرہ تھا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا کمرے میں سیٹی کی ہلکی سی آواز ابھری اور چیف باس چونک کر دیوار کے ساتھ نصب بڑی مشین کی طرف بڑھ گیا جس پر موجود سکرین پر اب تیز جھماکے سے ہو رہے تھے۔ چیف باس نے مشین کے سامنے رکھے ہوئے اسٹول پر بیٹھ کر مشین کے مختلف بٹن آن کر دیئے ۔۔۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔ ساتھ ہی ایک آواز ابھری۔

" پرتھ سنٹر سے چیف فریڈرک لائن پر حاضر ہے "

آواز اسی نوجوان کی تھی۔ کیونکہ آواز کے ساتھ ساتھ اس کے لب بھی ہل رہے تھے۔

" یس ۔۔۔ چیف باس آن دی لائن " ۔۔۔ چیف باس نے ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

" باس ۔۔۔ ایک اہم رپورٹ ہے۔ ویسٹرن کارمن میں ہمارے سنٹر کا ایک خفیہ گروپ موجود ہے۔ یہ گروپ چارٹرڈ طیاروں کی تنظیم چلاتا ہے۔ آپ کی الرٹ کال ملتے ہی تمام گروپس کو اطلاع دے دی گئی تھی ۔۔۔ ویسٹرن کارمن سے ایک جہاز طیارہ سڈنی کے لئے چارٹر کر دیا گیا ہے۔ اس طیارے میں ایک عورت اور آٹھ مرد سیاح سفر کر رہے ہیں جو مختلف قوم سے تعلق رکھتے ہیں ان کے کاغذات بھی بالکل درست ہیں۔ اذ بظاہر کوئی مشکوک بات نہیں ۔۔۔ طیارہ پرتھ سے تیل لے کر



آگے بڑھ چکا ہے کہ پائلٹ نے ہوائی کوڈ میں اب اطلاع دی ہے اس گروپ کے دو آدمیوں نے آپس میں ایشیائی زبان بولی ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" فریڈرک نے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ یہ انتہائی اہم اطلاع ہے۔ یہ گروپ لازماً وہی ہے۔ کیا اس طیارے کو تباہ کیا جا سکتا ہے " ۔۔۔ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

" طیارے کو تباہ ۔۔۔ وہ کیوں باس ۔۔۔ اس طرح تو ہمارے گروپ کو شدید نقصان پہنچے گا۔ مالی طور پر بھی اور ساکھ کے لحاظ سے بھی " ۔۔۔ فریڈرک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یو شٹ اپ ۔۔۔ ان لوگوں کے خاتمے کے لئے ایسے ایک طیارے بھی تباہ ہو جائیں تب بھی سودا مہنگا نہیں ہے۔ اس طیارے کو فضا میں ہی اڑا دو " ۔۔۔ چیف باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" یس سر ۔۔۔ یس سر ۔۔۔ میں ابھی احکامات دے رہا ہوں سر " ۔۔۔ فریڈرک نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے شاید اس گروپ کی اس قدر اہمیت کا علم نہ تھا اس لئے اس نے یہ بات کر دی تھی۔

" یہ طیارہ اس وقت کہاں ہے " ۔۔۔ چیف باس نے پوچھا۔

" طیارہ اب پرتھ سے روانہ ہو کر آگے بڑھ چکا ہے۔ سڈنی

پہنچنے سے پہلے طیارہ ریڈ لیڈا میں تیل لینے کے لئے اترے گا۔ اس وقت وہ ایکا پج ڈمپج کے قریب اڑ رہا ہو گا" فریڈرک نے جواب دیا۔

"اس کے نیچے اترنے کا انتظار نہ کرنا بلکہ اسے فضا میں ہی تباہ ہونا چاہیئے" ــــ چیف باس نے کہا۔

"اگر آپ ایسا ہی چاہتے ہیں تو ایسا ہی ہو گا ــــ ورنہ میرا خیال تھا کہ طیارہ جب تیل لینے اترے گا تو اسے آسانی سے ایئر پورٹ پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اب مجھے کسی سنٹر سے میزائل بردار جنگی جہاز اڑانے پڑیں گے" ــــ فریڈرک نے کہا۔

"ایسا نہ کرنا ــــ ورنہ یہ طیارہ قدرتی تباہی کا شکار نہ سمجھا جائے گا اور ایک بین الاقوامی جھگڑا کھڑا ہو جائے گا۔ میں اس کی قدرتی تباہی چاہتا ہوں۔ طیارہ تباہ ہو یا نہ ــــ یہ گروپ لازماً مرنا چاہیئے۔ جس طرح بھی ہو" ــــ چیف باس نے کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں باس ــــ آپ بے فکر رہیں۔ میں انتظام کر دوں گا" ــــ فریڈرک نے جواب دیا۔

"لیکن سنو ــــ یہ لوگ حد سے زیادہ خطرناک اور ذہین واقع ہوئے ہیں۔ یہ اگر ذرا بھی مشکوک ہو گئے تو ہو سکتا ہے کہ جہاز تباہ ہو جانے کے باوجود بھی یہ بچ نکلیں۔ تم نے ہر چیز کا خیال رکھنا ہے اگر یہ بچ نکلیں تو انہیں بہر حال ہلاک ہونا چاہیئے" چیف باس نے کہا۔

"میں سمجھ گیا باس ــــ ایسا ہی ہو گا۔ میں پوری پلاننگ کر دوں



گا" ــــ فریڈرک نے جواب دیا۔

"مجھے اس کی نہ صرف مکمل رپورٹ دی جائے بلکہ اس کی ٹیلی رپورٹ بھی ہونی چاہیئے۔ تاکہ ہیڈ کوارٹر کو یقین ہو جائے کہ یہ لوگ ختم ہو چکے ہیں" ــــ چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ــــ میں اس کا بھی بندوبست کر دوں گا۔ آپ کو ٹیلی رپورٹ بھی مل جائے گی" ــــ فریڈرک نے جواب دیا۔

"او کے ــــ فوراً آپریشن ورک شروع کر دو" ــــ چیف باس نے کہا اور مشین کے بٹن آف کر دیئے۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ فضا میں طیارہ ہونے سے یہ گروپ بہر حال لازماً ختم ہو جائے گا ــــ اب اس کے بچنے کا ایک فیصد چانس بھی نہ رہ گیا تھا۔

جیٹ طیارہ خاصی تیز رفتاری سے فضا کی بلندیوں میں تیرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ طیارہ بالکل نیا تھا۔ اس لئے اس کی رفتار ہموار تھی ـــــ یہ طیارہ آڈرے نے چارٹرڈ کرا کر دیا تھا۔ اور طیارے کی خوب صورت سیٹوں پر عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران بڑے مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے تھے ـــــ عمران نے طیارے پر سوار ہونے سے قبل ہی انہیں سختی سے کہہ دیا تھا کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے ان کے مشن یا ایشیائی ہونے کے متعلق اشارہ بھی مل سکے ـــــ کیونکہ عمران اس سفر میں ہر صورت میں محتاط رہنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سب آپس میں سیاحت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ ان کے کاغذات بھی انہیں سیاح ہی ظاہر کرتے تھے۔ اور ان کی قومیت مختلف تھی ـــــ جولیا کی قومیت سوئزرلینڈ دکھائی گئی تھی اس



لئے وہ بے حد خوش تھی اور وہ بڑے مطمئن انداز میں سوئس زبان بول رہی تھی ـــــ سوئس زبان جولیا کے علاوہ صرف عمران کو ہی آتی تھی۔ اس لئے وہ دونوں ہی آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔ باقی افراد آپس میں انگریزی بول رہے تھے۔ تنویر البتہ اپنی سیٹ پر بیٹھا بری طرح بل کھا رہا تھا ـــــ ایک تو اسے جولیا اور عمران کے درمیان ہونے والی اس بے تکلفانہ گفتگو سے بری طرح کوفت ہو رہی تھی۔ دوسری بات یہ کہ اسے زبان بھی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہ آپس میں کیا باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن جس طرح جولیا کا چہرہ مسرت کی آمیزش سے کھلا پڑا تھا۔ اس سے تنویر اور زیادہ پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

"اب بس بھی کرو ـــــ خواہ مخواہ ٹر ٹر کئے جا رہے ہو"

اچانک تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر اردو میں کہا۔ معاملہ شاید اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ تنویر کے اس طرح اردو بولنے پر عمران کے ساتھ ساتھ باقی تمام ساتھی بھی بری طرح چونک پڑے ـــــ عمران نے اسے یوں آنکھیں نکال کر گھورا کہ تنویر یک لخت سہم گیا۔ وہ جوش میں عمران کی ہدایت بھول گیا تھا۔ لیکن عمران کے آنکھیں دکھانے پر اسے خیال آ گیا۔ وہ شرمندہ سی ہنسی ہنسا اور پھر خاموش ہو گیا ـــــ عمران نے دوبارہ جولیا سے گفتگو شروع کر دی۔ طیارہ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اور سڈنی پہنچنے سے قبل اس نے ایک جگہ تیل لینے کے لئے اترنا تھا ـــــ اس وقت وہ سمندر پر پرواز

کر رہے تھے۔

عمران جولیا سے باتیں کرتے کرتے اٹھا اور پھر دبے قدموں پائلٹ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کی جھری کے ساتھ کان لگا دیئے۔

دراصل اس کے حساس کانوں میں ایک ایسا لفظ پڑا تھا جس نے اُسے چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پائلٹ کیبن کا دروازہ پوری طرح بند نہ تھا ـــــ اور شاید یہی وجہ تھی کہ اندر ہونے والی گفتگو کے چند الفاظ عمران کے کانوں تک پہنچ گئے تھے۔ پائلٹ ٹرانسمیٹر پر کسی سے گفتگو کر رہا تھا۔ گو ایئر لائینز کے مخصوص کوڈ میں گفتگو ہو رہی تھی ـــــ لیکن اب یہ ان کی بدقسمتی کہ عمران اس کوڈ سے اچھی طرح واقف تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب گفتگو ختم ہوئی تو عمران اُسی طرح دبے قدموں چلتا ہوا واپس اپنی سیٹ پر آ گیا۔ سب اُسے چونک کر دیکھنے لگے ـــــ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔ وہ کسی خوب صورت غار کے متعلق انہیں بتا رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھیں مخصوص انداز میں جھپکنے لگیں۔ یہ مخصوص آئی کوڈ تھا۔ آنکھوں کے مخصوص انداز میں جھپکنے سے الفاظ بنتے تھے اور اس طرح پیغام دوسروں تک پہنچ جاتا تھا ـــــ عمران نے انہیں آئی کوڈ میں بتایا کہ یہ جہاز دشمنوں کا ہے۔ اور انہیں ختم کرنے کی پلاننگ کی گئی ہے۔ جہاز سمندر میں موجود ایک کافی بڑے جزیرے پر بنے ہوئے مخصوص رن وے پر اترے گا۔ اس جدید جیٹ جہاز میں ایسا انتظام قائم کیا گیا تھا کہ ایمرجنسی حالات



میں وہ کسی چھوٹے رن وے پر بھی حفاظت سے اتر سکتا تھا۔ اور ظاہر ہے جس جزیرے پر جہاز اترا جا رہا تھا وہاں لازماً اس قسم کا بندوبست ہو گا۔ اور جہاز اتارنے سے پہلے انہیں کسی گیس سے بے ہوش کر دیا جائے گا۔

ابھی عمران نے اتنا ہی پیغام دیا تھا کہ پائلٹ کیبن کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور پھر سیکنڈ کیپٹن اندر داخل ہوا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا۔ دروازہ اس کے پیچھے بند ہو چکا تھا۔

"حضرات ـــــ مجھے افسوس ہے" ـــــ سیکنڈ پائلٹ نے ان کے درمیان آ کر کہنا شروع کیا ہی تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیب سے ہاتھ باہر نکالا۔

لیکن اُسی لمحے اس کے ہاتھ پر ایک زوردار ضرب لگی اور اس کے ہاتھ سے ایک چھوٹی سی گیند نکل کر فضا میں بلند ہوئی جو دوسرے ہی لمحے عمران کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھی۔

"مجھے تم سے زیادہ افسوس ہے مسٹر ـــــ لیکن ہم فی الحال بے ہوش نہیں ہونا چاہتے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور سیکنڈ کیپٹن جو اس اچانک افتاد پر حیرت سے بت بنا کھڑا تھا یک لخت چونکا۔ وہ تیزی سے واپس پلٹنے لگا تھا کہ صفدر نے اس کی ٹانگوں کے آگے اپنی لات رکھ دی۔ اور وہ دھڑام سے منہ کے بل زمین پر گرا۔

"تم اسے سنبھالو ـــــ میں ذرا کیپٹن کو دیکھ لوں" ـــــ عمران

نے تیزی سے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ کیبن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی وہی چھوٹی سی گیند فرش پر پھینک دی۔

"تت ـــ تت ـــ تم ـــ تم" ـــ پائلٹ نے چونک کر پیچھے کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے وہ اپنی سیٹ پر ہی لڑھک گیا۔

عمران نے سانس بند کر لیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر طیارے کے آٹومیٹک کنٹرول کا بٹن پریس کر دیا اور طیارہ ایک جھٹکا کھا کر دوبارہ ہموار انداز میں آگے بڑھنے لگا ـــ چونکہ پائلٹ کیبن میں ہوا کے اخراج کا خاصا اچھا نظام موجود تھا۔ اس لئے چند ہی لمحوں بعد چھوٹی گیند سے نکلنے والی بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات ختم ہو گئے ـــ عمران نے پائلٹ کی بیلٹ کھولی۔ اور پھر اُسے گھسیٹ کر پچھلے حصے میں لے آیا۔ جہاں سیکنڈ پائلٹ فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی کنپٹی پر ایک خاصا بڑا اگومڑ سا نظر آ رہا تھا۔

"ان دونوں کی یونیفارم اتارو" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل نے بڑی پھرتی سے ان دونوں کی یونیفارم اتارنی شروع کر دی۔

چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں طیارے کے فرش پر انڈر ویئر پہنے پڑے ہوئے تھے۔

"میں ایمرجنسی ڈور کھولتا ہوں ـــ تم ان دونوں کو باہر پھینک



دو" ـــ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا اس طرح ان دونوں کو......." ـــ جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ ـــ اس وقت ہماری اپنی جان پر بنی ہوئی ہے" عمران نے غصے سے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

اور صفدر اور کیپٹن شکیل نے بڑی سرد مہری سے ان دونوں کو گھسیٹ کر ایمرجنسی ڈور سے باہر فضا میں اچھال دیا۔

"تنویر یہ سیکنڈ پائلٹ تمہارے قد و قامت کا ہے۔ اس کی یونیفارم پہن لو۔ تم سیکنڈ کیپٹن آرک اور میں چیف کیپٹن مارشل" ـــ عمران نے سرد لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود اس نے تیزی سے اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا ـــ تنویر نے خاموشی سے اس کی پیروی کی۔ دونوں کے نام سفر شروع کرنے سے پہلے تعارف کے دوران انہیں معلوم ہو چکے تھے اور عمران نے چند لمحوں تک ان سے رسمی باتیں بھی کی تھیں اس لئے اُسے دونوں کے لہجوں اور بات چیت کے انداز سے بھی آگاہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور تنویر پائلٹ کیبن میں اپنی اپنی سیٹوں پر موجود تھے۔

عمران کے کان تو پوری وائرلیس میں ـــ "یہاں باتیں کرتے تے اس نے کچھ سن لیا" ـــ عمران کے کانوں میں نسوانی آواز واضح سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ اندرونی آوازوں سننے کا سسٹم آن کر دیا گیا تھا۔

"سن لیا تنویر ___ یہ سب کچھ تمہارے اردو کے ایک فقرے
کا نتیجہ نکلا ہے" ___ عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر سے
مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے شرمندہ سے لہجے میں سر ہلا دیا۔
عمران نے اب طیارے کا کنٹرول سنبھالا اور پھر سامنے
سکرین پر نظر آنے والے نقشے کو غور سے دیکھنے لگا۔ طیارہ اس
وقت ایکا رچ ڈرچ سے گزر کر ریڈ لیڈا کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جہاں
سے اس نے تیل لینا تھا ___ راستے کے متعلق چونکہ عمران کے
ساتھ کیپٹن کی گفتگو ہو چکی تھی۔ اس لئے عمران کو اس کا علم تھا۔ عمران
نے نقشے کو غور سے دیکھا اور پھر اس کی نظریں ایک جزیرے پر
جم گئیں ___ اس جزیرے کا نام کانگرو تھا۔ اور یہ خاصا بڑا جزیرہ
تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ ان کی پلاننگ جہاز کو کانگرو پر اتارنے کی
ہو گی۔
اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز ابھری۔
"یس ___ کیپٹن مارشل آن دی لائن اوور" ___ عمران نے
ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ چونکہ یہ پرائیویٹ وائیڈ رینج ٹرانسمیٹر تھا۔ اس لئے فضا
کوڈ بولنے کی عمران نے ضرورت نہ سمجھی۔
"فریڈرک ___ کیا پوزیشن ہے اوور" ___ دوسری طرف
سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔
"پوزیشن ساؤنڈ ہے ___ مسافر بے ہوش ہیں اوور"
عمران نے کیپٹن کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"انہیں اچھی طرح چیک کر لیا ہے اوور" ___ فریڈرک کی



مسرت بھری آواز سنائی دی۔
"یس ___ سیکنڈ کیپٹن آرک نے پوری طرح تسلی کر لی ہے
اوور" ___ عمران نے جواب دیا۔
"او کے ___ تم آدھے گھنٹے بعد کانگرو پہنچ جاؤ گے۔ تم
نے کانگرو کے مین رن وے پر اترنا ہے۔ انتظامات مکمل کر لئے
گئے ہیں۔ تمہارا طیارہ اترتے ہی ایک مخصوص گاڑی آ کر مسافروں
کو لے جائے گی ___ تم وہاں سے پرواز کر کے ریڈ لیڈا جاؤ گے
اور وہاں سے تیل لے کر سڈنی پہنچو گے۔ تاکہ فضائی قانون کی
خلاف ورزی نہ ہو اوور" ___ دوسری طرف سے فریڈرک
نے اسے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔
"لیکن اس میں ایک اہم پیچیدگی پیدا ہو جائے گی۔ کانگرو پر
جہاز کے اترنے اور چڑھنے پر جو تیل خرچ ہو گا۔ اس کے مطابق
طیارہ ریڈ لیڈا نہ پہنچ سکے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم چارٹرڈ کمپنیاں
تیل کو ماپ کر طیارہ چلاتے ہیں" ___ عمران نے تشویش
بھرے لہجے میں کہا۔
"اوہ ___ یہ واقعی مسئلہ ہے۔ اچھا ایسا ہے کہ میں کانگرو پر
ہی آئل فلنگ کا بندوبست کر دیتا ہوں تاکہ تم وہاں سے ریڈ لیڈا
اترنے کی بجائے سیدھے سڈنی پہنچ سکو اوور"
فریڈرک نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔
"ایسا درست رہے گا ___ لیکن جزیرے کے رن وے
پہلے آئل فلنگ کر لی جائے پھر بے ہوش مسافروں کو لے

جایا جائے تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے اوور" ـــــ عمران نے ایک داؤ
کھیلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ یہ ٹھیک رہے گا۔ میں انتظامات کر لوں گا۔ لیکن تم نے ٹاور سے آئل فلنگ کے بعد یہ کہنا ہے کہ ایک مسافر کی طبیعت خراب ہے۔ اس لئے ڈاکٹر بھیجا جائے۔ اس طرح گاڑی وہاں آجائے گی اور پھر ہم مسافروں کو لے جائیں گے اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گاڑی میں کتنے افراد آئیں گے اوور" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"صرف دو آدمی ہوں گے۔ وہ آسانی سے ان مسافروں کو گاڑی میں منتقل کر لیں گے اوور" ـــــ فریڈرک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"کام اس طرح کرنا ہے کہ ٹاور انتظامیہ کو ذرا برابر بھی شک نہ پڑے۔ ورنہ ایک بڑا جھگڑا بھی کھڑا ہو سکتا ہے اوور" فریڈرک نے کہا۔

"لیکن سر ـــ کانگو ورن وے پر جہاز کو اچانک اتارنے کے لئے کیا کیا جائے گا اوور" ـــ عمران نے کہا۔

"تم نے صرف اتنا کہنا ہے کہ ایک پیٹرول ٹینک غلطی سے خالی رہ گیا ہے۔ اس لئے مجبوراً تیل لینے کے لئے اترنا پڑ رہا ہے ـــ میں ایسا بندوبست کر دوں گا کہ تمہیں نہ صرف اجازت مل جائے گی بلکہ مکمل آئل فلنگ بھی ہو جائے گی۔ آئل فلنگ کے بعد تم نے ڈاکٹر کو طلب کرنا ہے اوور" ـــ فریڈرک نے



ے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ یہ ٹھیک رہے گا اوور" ـــــ عمران نے ر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تمہارا اور ہمارا رابطہ قائم نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ جلد ہی ا کانگو ورن وے میں آجاؤ گے۔ اس لئے سب کام انتہائی ہوشیاری ے ہونا چاہئے اوور" ـــــ فریڈرک نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ـــ آپ بے فکر رہیں اوور" ـــــ عمران نے لراتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے فاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"جب قدرت مدد کرے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ ان کی اس نگ سے ہمیں جزیرے پر ہی تیل مل جائے گا۔ اور ہمیں ایڈلیڈ ا لینڈ نہیں کرنا پڑے گا" ـــــ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے لراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس گاڑی کا کیا ہو گا" ـــــ تنویر نے پوچھا۔

"ہم ڈاکٹر طلب کرنے کی بجائے پرواز کر جائیں گے۔ گاڑی ڑی دیکھتی رہ جائے گی" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے ہا۔

"لیکن اس طرح تو وہ مشکوک ہو جائیں گے ـــ کہیں راستے ہی جہاز کو تباہ نہ کر دیا جائے" ـــ تنویر نے تشویش ے لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــ اگر وہ راستے میں تباہ کر سکتے تو اتنی لمبی پلاننگ

نہ کرتے ۔۔۔ میں نے پلاننگ کر لی ہے۔ ہم کانگرو سے الٹا
ہی سمندر کی بجائے زمین پر پرواز شروع کر دیں گے۔ اور سڈنی
کی بجائے کینزا اتر جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا۔

اور تنویر کو کچھ سمجھ میں آئی کچھ نہ آئی۔ بہرحال اس نے
سر ہلا دیا۔



فریڈرک کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔ وہ
اور اور لمبے چوڑے جسم کا مالک تھا۔ عام حالات میں وہ خاصا
ہر اور خوب صورت شمار کیا جاتا تھا ۔۔۔ لیکن اس وقت اس
ہرہ اس بری طرح بگڑا ہوا تھا کہ چہرہ دیکھ کر کسی زخمی بھیڑیے
صور ہوتا تھا۔ وہ بار بار اپنی مٹھیاں بھینچتا۔ انہیں سامنے رکھی
ی میز پر مارتا اور پھر کرسی کی پشت سے پشت لگا لیتا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ کیپٹن مارشل اور سیکنڈ کیپٹن آرک
تنظیم کے احکامات کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں"
رک نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔
"باس ۔۔۔ اس طرح غصہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔
رت حال واضح ہے۔ ہمیں فوراً اس طیارے کو تباہ کر دینا
ہیئے" ۔۔۔ سامنے بیٹھے ہوئے ایک اور نوجوان نے کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ ہم اسے میزائل سے تباہ نہیں کر سکتے۔ چیف باس اسے قدرتی تباہی ظاہر کرنا چاہتے ہیں" ــــ فریڈرک نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر ایسا ہے کہ ہمیں فوراً سڈنی پہنچنا چاہیئے۔ جیسے ہی یہ طیارہ اترے۔ ان لوگوں کو وہیں ٹریپ کر لیا جائے" ــــ اسی نوجوان نے ایک اور تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تم احمق ہو ــــ سڈنی ہمارا علاقہ نہیں ہے۔ اور پھر ہم جس قدر بھی تیز رفتاری سے کام لیں۔ اس طیارے سے پہلے سڈنی نہیں پہنچ سکتے۔ اور اگر چیف باس کو یہ اطلاع دی تو اس نے ناکامی کی صورت میں فوراً گولی مار دینی ہے" ــــ فریڈرک نے کہا۔

"ہاں واقعی یہ مسئلہ تو ہے۔ لیکن کیا ہم اسی طرح خاموش بیٹھے رہیں گے۔ ہمیں بہرحال کچھ نہ کچھ اقدام کرنا چاہیئے۔ طیارہ بہرحال ابھی فضا میں پرواز کر رہا ہے" ــــ اس نوجوان نے کہا۔

"میرا تو دماغ آؤٹ ہو چکا ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ تم کوئی حل سوچو" ــــ فریڈرک نے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے۔ معاملہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ اب ہم کسی طرح بھی اس طیارے کو بذات خود تباہ نہیں کر سکتے ــــ اس لئے ہمیں فوراً یہ معاملہ چیف باس کے نوٹس میں لانا چاہیئے تاکہ وہ اس کا آگے بندوبست کر سکے" نوجوان نے کہا۔

"ہاں ــــ ٹھیک ہے ــــ اس کوتاہی میں میرا قصور تو نہیں



ے۔ حکم عدولی تو اس پائلٹ اور سیکنڈ پائلٹ نے کی ہے۔ ورنہ ے انتظامات تو ٹھیک تھے" ــــ فریڈرک نے سر ہلاتے ئے کہا۔ اور وہ اٹھ کر دیوار کے ساتھ نصب ایک بڑی سی مشین ے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے جلدی جلدی اس کے بٹن آن کرنے روع کر دیئے۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"ہیلو ــــ پرتھ سنٹر سے فریڈرک آن دی لائن ہے" یڈرک نے ایک بٹن دبا کر بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ــــ چیف باس آن دی لائن" ــــ چند لمحوں بعد ایک بھیر آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"فریڈرک بول رہا ہوں جناب پرتھ سنٹر سے ــــ اہم رپورٹ ہے" ــــ فریڈرک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے" ــــ چیف باس کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

اور جواب میں فریڈرک نے وہ ساری تفصیلات بتا دیں جو س نے عمران اور اس کے گروپ کے خاتمے کے لئے کی تھیں۔ ور طیارے کے پائلٹ کو ہدایات دی تھیں۔

"لیکن باس ــــ طیارے کے پائلٹ کیپٹن مارشل نے ین آخری لمحات میں حکم عدولی کی۔ اس نے تیل بھروانے کے جائے حسب ہدایت ڈاکٹر کو طلب کرنے کی بجائے طیارے کو اڑا دیا ــــ میں نے ٹرانسمیٹر پر اس سے گفتگو کرنی چاہی تاکہ اس کا مقصد پوچھوں۔ لیکن وہ ٹرانسمیٹر کال کا کوئی جواب نہیں دے

رہا" ——— فریڈرک نے بتایا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— پائلٹ کیسے حکم عدولی کر سکتا ہے"
چیف باس کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی باس ——— طیارے کے اندر ضرور کوئی ایسی گڑبڑ ہو چکی ہے جس سے ہم لاعلم ہیں" فریڈرک نے کہا۔

"اوہ ——— یہی بات ہو گی۔ عمران نے یقیناً طیارے پر قبضہ کر لیا ہو گا۔ وہ ہے ہی ایسا آدمی۔ اب طیارہ کہاں ہے"
چیف باس نے کہا۔

اور فریڈرک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر سے ٹنوں بوجھ اتر گیا ہو۔ چیف باس نے اس کی پوزیشن تسلیم کر لی تھی۔

"آخری اطلاع کے مطابق طیارہ ریڈ لینڈ پہنچنے والا تھا۔ چونکہ اسے تیل مل چکا ہے اس لئے اب وہ ریڈ لینڈ میں اترنے کی بجائے سیدھا سڈنی جا کر اترے گا" ——— فریڈرک نے کہا۔

"ریڈ لینڈ اور سڈنی کے درمیان ہمارا کوئی جنگی سنٹر موجود ہے" ——— چیف باس نے پوچھا۔

"یس باس ——— کینزا میں ہمارا خفیہ جنگی سنٹر موجود ہے۔ یہ سنٹر میرے تحت ہے" ——— فریڈرک نے جواب دیا۔

"اسے طیارے کی تفصیلات بتا کر حکم دے دو کہ اس طیارے کو میزائل سے تباہ کر دے" ——— چیف باس نے کہا۔



"لیکن باس ——— آپ نے کہا تھا کہ اس طرح بین الاقوامی جھگڑا کھڑا ہو جائے گا۔ اس لئے باس میں خاموش رہا تھا۔ ورنہ اب تک میں اس طیارے کو اڑا چکا ہوتا" ——— فریڈرک نے کہا۔

"پہلے اور بات تھی۔ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ بعد میں جھگڑے کو سنبھالا جا سکتا ہے ——— تم فوراً اس طیارے کو تباہ کراؤ اور مجھے رپورٹ دو" ——— چیف باس نے کہا۔

"یس باس" ——— فریڈرک نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوا فریڈرک نے جلدی سے بٹن آف کر دیئے اور اٹھ کر دوبارہ اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر بے حد اطمینان تھا ——— اس نے جلدی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک بڑی سی چابی اٹھا کر وہ تیزی سے عقب میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سامنے کرسی پر بیٹھے نوجوان کو آنے کا اشارہ کیا عقبی دروازہ کھول کر فریڈرک ایک اور چھوٹے سے کمرے میں آ گیا۔ یہاں درمیان میں ایک میز پر ایک لمبی چوڑی مشین فکس تھی ——— جس کے اوپر اسی سائز کی سکرین تھی۔ فریڈرک نے سٹول کھینچا اور اس مشین کے سامنے بیٹھ کر اس نے جلدی جلدی اس کے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے ——— بٹن آن ہوتے ہی سکرین پر جھماکے سے شروع ہو گئے۔ اور پھر آدھی سکرین پر ایک بہت بڑے جنگی مرکز کا منظر ابھر آیا۔ جس میں عجیب و غریب قسم کے راکٹ لانچر نصب تھے۔ اور اس قسم کی عجیب و غریب مشینری

تھی۔ ایک سائیڈ پر کیبن نظر آ رہا تھا۔ جس کے اندر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا ــــ فریڈرک نے ایک اور بٹن دبایا تو وہ ادھیڑ عمر بری طرح چونکا۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور میز پر ایک سائیڈ پر موجود چھوٹی سی مشین کا بٹن آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے لب ہلے۔

"ایس۔ آر۔ ایس۔ تھرٹی سکس" ــــ ادھیڑ عمر کی آواز فریڈرک کو سنائی دی۔

"پی سنٹر ــــ فریڈرک کالنگ" ــــ فریڈرک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ــــ ادھیڑ عمر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"انتہائی اہم حکم غور سے سنو ــــ کا جین چارٹرڈ ایئر کمپنی ویسٹرن کارمن کا ایک جیٹ طیارہ نمبر کے۔ اے۔ سی۔ زیرو زیرو دن اس وقت ریڈلیڈ سے سڈنی کی طرف پرواز کر رہا ہے، اسے رینج میں لے آؤ اور مشین پی سکے۔ ایس آن کر دو تاکہ میں یہاں اسے چیک کر سکوں" ــــ فریڈرک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ــــ ادھیڑ عمر نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر سائیڈ پر بنے ہوئے ایک ریک کی طرف بڑھا اس نے ریک کی سائیڈ میں موجود کسی خفیہ بٹن کو دبایا تو ریک تیزی سے ایک طرف کھسکتا گیا ــــ اس ریک کے اندر ایک بہت بڑی اور عجیب و غریب قسم کی مشین نظر آنے لگی۔ اس ادھیڑ عمر نے مشین



کی سائیڈ پر منسلک ایک گچھے دار تار اتاری اور اس کا سرا لا کر میز پر موجود اسی مشین کے ساتھ جوڑ دیا۔ اور اس کے بعد اس نے بڑی مشین کو ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا ــــ پھر اس نے اس کے مختلف بٹن دبا دیئے۔ مشین میں موجود سینکڑوں کی تعداد میں رنگ برنگے بلب جلنے بجھنے لگے۔ اور اس کے ساتھ ہی فریڈرک کے سامنے موجود سکرین کے باقی آدھے حصے پر جھماکے سے شروع ہو گئے ــــ ادھیڑ عمر اب مشین کی ناب کو گھما رہا تھا۔ ایک جھماکے کے ساتھ ہی سکرین روشن ہوئی اور اس پر ایک جنگی طیارہ نظر آنے لگا۔

"یہ نہیں ہے" ــــ فریڈرک نے کہا۔

اور ادھیڑ عمر نے سر ہلاتے ہوئے ناب کو مزید گھمایا۔ سکرین پر نظر آنے والے آسمان پر مسلسل جھماکے ہوتے رہے۔ اور مختلف کمپنیوں کے مسافر جہاز اور اس کے ساتھ ہی جنگی جہاز بھی سکرین پر اڑتے نظر آتے رہے ــــ لیکن ان کا مطلوبہ طیارہ نظر نہ آ رہا تھا۔

"باس ــــ یہ طیارہ اندازاً اس وقت کس جگہ ہو گا" ادھیڑ عمر نے اسی مشین کا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"یہ ریڈلیڈ اور سڈنی کے درمیان ہو گا" ــــ فریڈرک نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ کہیں یہ کینزا پر نہ ہو" ــــ ادھیڑ عمر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ اس کا راستہ سمندر پر ہے۔ زمین پہ یہ کیوں آئے گا" ـــــ فریڈرک نے کہا۔

اور ادھیڑ عمر نے سر ہلاتے ہوئے دوبارہ ناب گھمانی شروع کر دی۔ ایک بار پھر سکرین پہ مختلف مناظر نظر آتے رہے۔ لیکن مطلوبہ طیارہ کہیں نظر نہ آیا۔

"باس ـــــ ریڈلیڈا سے سڈنی تک تمام راستہ چیک ہو چکا ہے۔ طیارہ موجود نہیں ہے" ـــــ ادھیڑ عمر نے کہا۔

"پھر وہ کہاں جا سکتا ہے۔ اوہ کہیں اس نے راستہ نہ بدل لیا ہو۔ زمین پہ چیک کرو" ـــــ فریڈرک نے کہا۔

اور ادھیڑ عمر نے سر ہلاتے ہوئے مشین کی ایک سائیڈ پر لگے ہوئے دو مختلف رنگوں کے بٹن دبائے اور ان کے نیچے موجود ناب گھمانے لگا۔ اب آبادی اور اس کے اوپر آسمان نظر آنے لگا تھا۔ ناب گھماتے ہی اچانک ایک طیارہ فضا میں اڑتا ہوا نظر آیا۔

"یہی ہے ـــــ بالکل یہی ہے" ـــــ فریڈرک نے طیارے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ـــــ یہ تو کنیزا کے اوپر پرواز کر رہا ہے۔ اس کے شمال مشرق کی سمت ـــــ جہاں ہمارا سنٹر ہے" ادھیڑ عمر نے کہا۔

"اسے رینج میں لے کر میزائل سے فضا میں اڑا دو" فریڈرک نے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر سر ـــــ نیچے آبادی ہے۔ بہت بڑی تباہی ہو گی"



ادھیڑ عمر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"تباہ کر دو ـــــ کچھ مت سوچو ـــــ تباہ کر دو ـــــ یہ میرا حکم ہے" ـــــ فریڈرک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس یہ شمال مشرق کی طرف آگے بڑھ رہا ہے۔ جہاں چٹیل میدان ہیں۔ اگر اسے ان میدانوں کے اوپر تباہ کیا جائے تو آبادی تباہ ہونے سے بچ جائے گی اور کام بھی ہو جائے گا" ادھیڑ عمر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر میں یہ وہاں تک پہنچ جائے گا" ـــــ فریڈرک نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"صرف چند منٹوں بعد باس" ـــــ ادھیڑ عمر نے کہا۔

"اوکے ـــــ ایسا ہی کرو۔ اسے رینج میں لے لو" فریڈرک نے کہا۔

اور ادھیڑ عمر نے سر ہلاتے ہوئے مشین کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بڑا سا ہینڈل نیچے کو کھینچ دیا۔ اس ہینڈل کے کھنچتے ہی ہال نما کمرے کی چھت درمیان سے ہٹ گئی ـــــ اور پھر ایک بڑا میزائل لانچر خود بخود حرکت میں آ گیا۔ وہ اس کھلی جگہ کے نیچے آ کر عمودی صورت میں کھڑا ہو گیا۔ اب اس کا رخ چھت کی کھلی جگہ کی طرف تھا ـــــ ادھیڑ عمر کے ہاتھ مختلف بٹنوں پر تیزی سے چل رہے تھے۔

فریڈرک سانس روکے یہ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔ طیارہ سکرین پہ اڑتا صاف نظر آ رہا تھا۔

" اب یہ ان میدانوں میں پہنچنے والا ہے باس"
ادھیڑ عمر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ـــــ فائر کر دو ـــــ اڑا دو اسے" ـــــ فریڈرک نے سرد لہجے میں کہا۔

اور ادھیڑ عمر نے جلدی سے مشین کی ایک سائیڈ پر لگے ہوئے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اس کی نظریں مشین کے درمیان ڈائلوں پر حرکت کرتی مختلف رنگوں کی سوئیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

" میں فائر کر رہا ہوں" ـــــ ادھیڑ عمر نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ بٹن دباتا۔ طیارے نے یک لخت زمین کی طرف غوطہ مارا اور پلک جھپکنے میں وہ سکرین سے غائب ہو گیا۔ فریڈرک کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

" یہ کیا ہوا ـــــ کہاں گیا طیارہ" ـــــ فریڈرک نے بری طرح چیختے ہوئے پوچھا۔

" باس وہ اچانک لو رینج میں چلا گیا ہے۔ جیسے ہی ابھرے گا میں فائر کر دوں گا" ـــــ ادھیڑ عمر کی آواز سنائی دی۔

لیکن چند لمحے مزید انتظار کرنے کے باوجود جب طیارہ سکرین پر نہ آیا تو ادھیڑ عمر نے جلدی سے ناب کو اور گھمایا لیکن سکرین اسی طرح صاف رہی۔ طیارہ اچانک کہیں غائب ہو چکا تھا۔

" یہ کیا ہو گیا ـــــ یہ طیارہ کہاں گیا" ـــــ فریڈرک نے چیختے ہوئے کہا۔

" باس ـــــ طیارہ ان میدانوں میں کریش لینڈنگ کر گیا ہے۔



ورنہ اتنی دیر میں یہ ضرور اوپر آ جاتا" ـــــ ادھیڑ عمر نے کہا۔

" اوہ کریش لینڈنگ ـــــ لیکن کیوں" ـــــ فریڈرک نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں پوچھا۔ کیونکہ صرف چند سیکنڈوں کا فرق رہ گیا تھا ـــــ اگر طیارہ چند سیکنڈ اور سکرین پر رہتا تو لازماً ہٹ ہو جاتا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں باس ـــــ ہو سکتا ہے طیارے میں اچانک کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ اور انہیں مجبوراً کریش لینڈنگ کرنی پڑ گئی ہو" ـــــ ادھیڑ عمر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم انہیں میدان میں ہٹ نہیں کر سکتے" ـــــ فریڈرک نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" نہیں باس ـــــ لو رینج سسٹم ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہوں کہ لو رینج میں راکٹ ورک نہیں کر سکتے" ـــــ ادھیڑ عمر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ میدان تمہارے سنٹر سے کتنی دور ہیں" ـــــ فریڈرک نے پوچھا۔

" دو سو کلومیٹر کا فاصلہ ہو گا باس" ـــــ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

" کیا تم کچھ آدمی وہاں بھیج سکتے ہو جو جا کر چیکنگ کریں اور اگر ہو سکے تو انہیں ہلاک کر دیں" ـــــ فریڈرک نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ساری باس ـــــ آپ کو تو علم ہے کہ یہ تمام سنٹر آٹو میٹک ہے۔ یہاں ایک شفٹ میں صرف دو افراد کام کرتے ہیں۔ اور پھر دو سو کلومیٹر کا فاصلہ جیپ یا کار میں طے کرنے کے بعد جب کوئی آدمی وہاں پہنچے گا تو یہ پیدل چل کر بھی الاسکا پہنچ گئے ہوں گے" ـــــ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"الاسکا ـــــ تو کیا الاسکا ان میدانوں سے قریب ہے" فریڈرک نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس ـــــ ان میدانوں کے ساتھ الاسکا کا شہر پڑتا ہے وہ وہاں سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے" ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ ٹھیک ہے اوور اینڈ آل" ـــــ فریڈرک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور مشین کے بٹن آف کر دیئے۔

"یہ لوگ ضرورت سے زیادہ ہی خوش قسمت واقع ہوئے ہیں" ـــــ فریڈرک کے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان نے پہلی بار تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ لیکن کب تک ـــــ موت سے آدمی کب تک بچ سکتا ہے" ـــــ فریڈرک نے مشین آف کی اور پھر تیزی سے اس کمرے سے باہر آ کر اس نے دوبارہ چیف باس سے کال ملانے والا ٹرانسمیٹر آن کیا۔ اور چیف باس کو مکمل رپورٹ کر دی۔

"اس کا مطلب ہے یہ لوگ سڈنی جانے کی بجائے الاسکا



پہنچیں گے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ اب میں انہیں کور کر دوں گا۔ میں ابھی الاسکا سنٹر کو اطلاع کر دیتا ہوں۔ وہ بھوکے کتوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑیں گے" ـــــ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ فریڈرک نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی۔ کیونکہ اب معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ وہ تو صرف اس بات سے ذہنی طور پر مطمئن تھا کہ اس سارے چکر میں اس کی جان بچ گئی تھی ـــــ اور شاید ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ ناکامی کے باوجود چیف باس نے تنظیم کے اصولوں کے مطابق انہیں موت کی سزا نہ دی تھی۔

"کیا ان چٹیل میدانوں میں کریش لینڈنگ کردگے"
تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— ورنہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ حلقہ موت والے جھنجھلا کر طیارے کو فضا میں ہی ہٹ کر دیں۔ اب ہمیں جلد از جلد اس طیارے سے پیچھا چھڑانا ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے طیارے کو بڑی مہارت سے غوطہ دیا۔ اور تیز رفتار جیٹ طیارہ بجلی کی سی تیزی سے زمین کی طرف جھکتا چلا گیا ——— تنویر کے جسم کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہوگیا۔ جیٹ طیارے کی ان ناہموار میدانوں میں کریش لینڈنگ صریحاً پاگل پن تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ عمران جو کچھ سوچ لے پھر اس سے ٹلتا نہیں۔ چنانچہ وہ دانت بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔

طیارہ نوک کے بل زمین کی طرف جھکا اور پھر ہولناک گڑگڑاہٹ



آواز کے ساتھ طیارے کو ایسے زوردار جھٹکے لگے جیسے وہ کسی
ن ناک زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے تنویر کے
لق سے ایک طویل سانس نکل گیا ——— طیارہ اب ہموار انداز
اس چٹیل میدان میں ٹیکسی کے انداز میں دوڑا جا رہا تھا۔ عمران
ے انتہائی مہارت سے یہ کریش لینڈنگ کی تھی۔ ایسی کریش
ڈنگ جس کا شاید تصور بھی بڑے ماہر پائلٹ کو بوکھلا کر رکھ دے۔
ارے کی سپیڈ کم ہوتی گئی اور آخر کار وہ ایک جھٹکے سے رک
یا۔

"آؤ تنویر" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا
جلدی سے بیلٹس کھولنے لگا۔

"تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو عمران ——— کاش تم میں یہ بکواس
نے والی عادت نہ ہوتی تو تمہیں پوجنے کو دل کرتا" ——— تنویر
بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"مرزا غالب کے ساتھ بھی یہی ایک خامی تھی کہ وہ شراب پیتا
ورنہ لوگ اسے ولی سمجھنے لگ جاتے" ——— عمران نے
کراتے ہوئے کہا۔ اور پھر پائلٹ کیبن کھول کر پیچھے آگیا۔ اس
تمام ساتھی اٹھ کر کھڑے ہوگئے تھے۔

"تم نے کیا تو پاگل پن تھا۔ لیکن اللہ کو شاید ہم پر رحم آگیا"
بل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اللہ کے ساتھ ساتھ مجھے بھی تم پر رحم آگیا تھا۔ میں نے سوچا
ذاری موت بڑی حسرت ناک ہوتی ہے" ——— عمران نے

کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا مطلب ——— میں سمجھی نہیں" ——— جولیا نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"سمجھ تو تب آتی جب طیارہ فضا میں بکھر چکا ہوتا" ——— عمران نے دروازہ کھول کر اس کی آٹومیٹک سیڑھی کو باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"کیا طیارہ خراب ہو گیا تھا" ——— صفدر نے کہا۔

"خراب ہو جاتا تو پھر مجھے کریش لینڈنگ کی کیا ضرورت تھی اپنے آپ ہی زمین پر پہنچ جاتا۔ دراصل میری چھٹی حس نے بار بار گھنٹی بجانی شروع کر دی تھی ——— اور گھنٹی بھی بجلی کی جس کی آواز بڑی کرخت ہوتی ہے کہ حلقہ موت کے پاس اتنے وسائل بھی موجود ہیں کہ وہ اس جہاز کو فضا میں ہی راکٹ مار کر تباہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ آسمان پر مرنے کی بجائے کیوں نہ زمین پر مرا جائے ——— ورنہ ایک آسمان پر تو فاتحہ پڑھنے مت آیا" ——— عمران نے طیارے سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور سب صرف مسکرا کر رہ گئے۔ ظاہر ہے وہ کیا جواب دے سکتے تھے۔ اپنے اپنے بیگ ان سب نے اٹھا رکھے تھے۔

"اب کیا کرنا ہے" ——— چوہان نے پوچھا۔

"کبھی جوگنگ کی ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"جوگنگ ——— جوگنگ کا یہاں کیا تعلق" ——— صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سنو ——— ہم جس جگہ موجود ہیں۔ یہاں سے شمال کی طرف



الاسکا شہر ہے۔ ہمیں وہاں پہنچنا ہے۔ اور یہ فاصلہ تقریباً بیس پچیس کلومیٹر ہو گا۔ اور جتنی جلدی ہم یہ فاصلہ طے کریں گے اتنا ہی ہمارے لئے بہتر ہے ——— ورنہ ان چٹیل میدانوں میں ہم خرگوشوں کی طرح مار لئے جائیں گے" ——— عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

"اور اتنے فاصلے کے لئے جوگنگ بہترین ہے۔ فاصلہ بھی طے ہو جائے گا اور ورزش بھی ہو جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن جوگنگ ——— تو جوگنگ بوٹ کے ذریعے ہوتی ہے۔ وہ کہاں سے آئیں گے" ——— جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس طرح مرد ساتھیوں کے ساتھ دوڑنا اسے اچھا نہ لگ رہا تھا۔

"ارے یہ تو جوتے بنانے والی کمپنیوں کا اشتہاری چکر ہے۔ جو بوٹ اللہ میاں نے دیئے ہیں وہ سب سے بہترین ہیں" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے ایک نظر اِدھر اُدھر دوڑائی اور شمال کی سمت کا اندازہ لگا کر وہ جوگنگ کے سے انداز میں دوڑنے لگا۔ اس کے باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ لیکن جولیا بجائے دوڑنے کے آرام سے چلنے لگی۔

"ارے جولیا پیچھے رہ گئی" ——— اچانک صفدر نے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب رک گئے۔ جولیا واقعی خاصی پیچھے تھی۔

"میرے خیال میں جولیا دوڑنے سے کترا رہی ہے" ـــــ عمران نے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جوگنگ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بس تیز تیز چلتے ہیں" تنویر نے جولیا کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ـــ جیسے تمہاری مرضی" ـــــ عمران نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتے گئے۔ چٹیل میدان دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔

ابھی انہیں چلتے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ گذرا ہو گا کہ اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسے دور دھبے سے دکھائی دینے لگے تھے۔ فاصلے کی وجہ سے یہ دھبے واضح نہ تھے ـــــ عمران نے جلدی سے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک طاقتور دوربین نکال کر اس نے آنکھوں سے لگائی۔ اب یہ دھبے واضح ہو گئے تھے ـــــ دو بڑی جیپیں تھیں جو تیز رفتاری سے اسی طرف آ رہی تھیں۔

"لو اب تیز چلنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ ہمارا استقبال کرنے کے لئے لوگ آ رہے ہیں" ـــــ عمران نے دوربین واپس تھیلے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ دھبے اب ذرا بڑے ہو گئے تھے۔ لیکن ابھی تک واضح نہ تھے۔

عمران کی تیز نظریں اب ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اسے تھوڑی ہی دور ایک معمولی سا اونچا ٹیلا نظر آ گیا۔ یہ کوئی باقاعدہ ٹیلا تو نہ تھا۔ لیکن زمین سے قدرے اونچائی پر تھا۔



"اب سپیڈ سے دوڑو۔ ورنہ واقعی خرگوشوں کا شکار شروع ہو جائے گا" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ پوری قوت سے اس ٹیلے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس بار سب ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جولیا بھی دوڑ پڑی۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ اس ٹیلے کی اوٹ میں پہنچ گئے۔

عمران نے ٹیلے کی اوٹ میں پہنچتے ہی بیگ کھول کر اس میں سے دور مار رائفل کے پارٹس نکالے اور انہیں جوڑنا شروع کر دیا۔

"ہم بھی ایسا کریں" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ہاں ـــ اب ہمیں شکار کھیلنا پڑے گا۔ ورنہ پھر جوگنگ کرنی پڑے گی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر آہستگی سے آگے بڑھ کر اوٹ سے دوسری طرف جھانکنے لگا۔ جیپیں ابھی دور تھیں۔ لیکن اب انہیں جیپوں کے خاکے نظر آنے لگ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد یہ خاکے بڑے ہوتے ہوتے پوری طرح واضح ہو گئے۔ بڑی بڑی دو جیپیں تھیں۔ جو ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں سیدھی میدان کے درمیان میں کھڑے ٹیلے کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ جیپیں سرکاری تھیں ـــــ عمران خاموشی سے انہیں آگے بڑھتا دیکھتا رہا۔ کہ اچانک ایک جیپ دوڑتے دوڑتے مڑی اور پھر اس کا رخ اس ٹیلے کی طرف ہو گیا جس کے پیچھے عمران وغیرہ موجود تھے اور عمران انہیں اس طرح مڑتے دیکھ کر چونک پڑا۔

"اوہ ـــ انہوں نے ہمارے قدموں کے نشانات چیک کر

لئے ہیں" ——— عمران نے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے گن سیدھی کی اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور آگے والی جیپ کا ٹائر ایک دھماکے کے ساتھ فلیٹ ہو گیا۔ جیپ ذرا سی گھسٹ کر رکی۔ پچھلی جیپ بھی رک گئی ——— اور پھر ان جیپوں میں سے مشین گنوں سے مسلح افراد کود کود کر باہر نکلے۔

"مشین گنیں جوڑ لو۔ یہ ہمیں گھیر کر ماریں گے" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

ادھر جیپوں سے نکلنے والوں نے اپنی ہی جیپوں کی آڑ لے لی تھی۔ اور پھر عمران ان کی ذہانت پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ کیونکہ وہ براہِ راست سامنے آنے کی بجائے ان جیپوں کو دھکیل کر اس کی اوٹ میں ٹیلے کی طرف بڑھ رہے تھے ——— عمران نے جلدی سے اپنے بیگ کو گھسیٹا اور پھر اس نے اس میں سے ایک تھیلا باہر نکال کر اس کا منہ کھولا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ برق رفتاری سے حرکت میں آیا تو تھیلے میں سے کوئی راکٹ نما چھوٹی سی چیز اڑتی ہوئی آگے والی جیپ کی طرف بڑھی۔ دوسرے لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور آگے والی جیپ کے پرزے فضا میں یوں بکھرتے گئے جیسے کسی نے اس پر ایٹم بم مار دیا ہو۔ اس ہولناک دھماکے کی وجہ سے اس جیپ کے پیچھے موجود افراد تو شاید ختم ہو گئے البتہ دوسری جیپ والے بے اختیار جیپ کی اوٹ سے نکل کر بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے اندھا دھند بھاگنے لگے ——— عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو فائرنگ



ے روک دیا۔ مسلسل اور اندھی فائرنگ کرتے ہوئے چھ افراد بے تحاشا ٹیلے کی طرف دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ اور پھر جیسے ہی وہ قریب آئے۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر بجلی کی طرح تڑپ کر گھوما اور پہلے سا راکٹ عین ان افراد کے درمیان جا گرا۔ ایک خوفناک ھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ان چھ افراد کے ٹکڑے فضا میں ڑتے گئے۔

"احمق شکاری ایسے ہی لوگوں کو کہتے ہیں" ——— عمران نے یک طویل سانس لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک جیپ تو بچ گئی" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو میں انتظار کرتا رہا تا کہ ایک جیپ تو بچ جائے۔ ورا نہیں دیکھو بو کھلا کر اکٹھے ہی دوڑ پڑے۔ جیسے ہم ان کے ناشتہ سجائے بیٹھے ہوں" ——— عمران نے منہ بناتے ے کہا۔

اور پھر وہ ٹیلے کی اوٹ سے نکل کر آگے بڑھے۔ پہلی جیپ کے تھ پانچ افراد کی کٹی پھٹی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ دوسری جیپ بالکل سلامت تھی۔

"آؤ اب جلدی کرو۔ کہیں دوسری ٹیم عقلمندوں کی نہ آ جائے" لن نے اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور باقی ساتھی اس جیپ میں سوار ہو گئے۔ دوسرے لمحے جیپ سٹارٹ ہو کر ی سے مڑی اور الاسکا کی سمت دوڑنے لگی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے نوجوان نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ فیلر سپیکنگ" ۔۔۔ نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مارٹی بول رہا ہوں باس ۔۔۔ ہمارا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ ایک جیپ اور گروپ کے دس افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ دوسری جیپ غائب ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک پریشان سی آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے" ۔۔۔ فیلر غصے سے نہ صرف چیخ پڑا بلکہ کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"باس ۔۔۔ ایکشن گروپ کو روانہ کرنے کے بعد میں جب ہیلی کاپٹر پر سوار ہوا تو اچانک پتہ چلا کہ ہیلی کاپٹر کے انجن میں



گڑبڑ ہے۔ اس گڑبڑ کو ٹھیک کرنے میں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ اس کے بعد جب میں ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا تو طیارے سے کافی فاصلے پر ایک جیپ کے پرزے بکھرے پڑے تھے ۔۔۔ اور اس جیپ کے پیچھے چار آدمیوں اور پھر اس سے کافی آگے چھ افراد کی لاشوں کے اعضا بکھرے پڑے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے انہیں کوئی طاقتور بم مار کر اڑا دیا گیا ہو۔ دوسری جیپ غائب تھی۔ ٹائروں کے نشانات بتا رہے تھے کہ یہ جیپ واپس الاسکا کی طرف گئی ہے ۔۔۔ میں نے ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر اس کا تعاقب کیا۔ لیکن پختہ سڑک پر آ کر نشانات ختم ہو گئے۔ میں نے شہر کی ہر سڑک دیکھ ڈالی ہے۔ جیپ مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔ چنانچہ اب میں ہیلی پیڈ پر واپس آ کر آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں" ۔۔۔ مارٹی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ احمق آدمی ۔۔۔ تمہیں ایئر کور کے لئے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ اگر تم ساتھ جاتے تو ایکشن گروپ کا یہ حشر نہ ہوتا" ۔۔۔ فیلر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میں کیا کر سکتا تھا باس ۔۔۔ اگر انجن میں اچانک گڑبڑ نہ ہوتی تو پھر یقیناً ہمارے ساتھیوں کی بجائے وہاں ان کی لاشیں بکھری ہوئی ہوتیں" ۔۔۔ مارٹی نے جواب دیا۔

"اچھا ایسا کرو ۔۔۔ تم اپنا پورا گروپ لے کر شہر سے باہر نکلنے والی سڑکوں کی ناکہ بندی کر لو۔ جو کار بھی مشکوک نظر آئے اسے بلا دریغ اڑا دیں۔ میں سنبھال لوں گا۔ میں پول کے گروپ کو ان لوگوں کی تلاش

میں بھیجتا ہوں وہ اسے پاتال سے بھی کھینچ نکالے گا"۔۔۔۔ فیلر نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔۔۔ پول آن دی لائن"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے بھیڑیئے کی سی غراہٹ آمیز لہجے میں کہا گیا۔

"فیلر سپیکنگ"۔۔۔۔ فیلر نے بھی لہجے کو بے حد کرخت کر دیا۔

"اوہ یس باس"۔۔۔۔ پول کی آواز نرم پڑ گئی۔

"سنو پول۔۔۔۔ اپنے پورے گروپ کو لے کر شہر میں پھیل جاؤ جنوبی میدانوں سے ایک عورت اور آٹھ مردوں کا گروپ مارٹی کے ایکشن گروپ کا خاتمہ کر کے اس کی ایک جیپ میں فرار ہو کر شہر میں غائب ہو چکا ہے۔۔۔۔ ان کے پاس بڑے بڑے بیگ ہیں وہ لازماً اس شہر سے باہر نکلنے کا پروگرام بنائیں گے۔ تم نے انہیں ڈھونڈھنا ہے۔ ہر قیمت پر۔ فی الحال تو مارٹی کی جیپ تلاش کرو اس کے بعد انہیں تلاش کرو"۔۔۔۔ فیلر نے کہا۔

"ان کی کوئی نشانی باس۔۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ شہر میں آ کر بکھ گئے ہوں"۔۔۔۔ پول نے پوچھا۔

"میرے پاس ان کی کوئی نشانی نہیں ہے۔ ٹاپ ہیڈ کوارٹر نے براہِ راست چیف باس نے مجھے آرڈر دیئے ہیں کہ ایک چارٹرڈ جیٹ طیارے میں یہ گروپ جنوبی میدانوں میں کریش لینڈنگ کر کے اترا ہے۔ انہیں شہر میں داخل ہونے سے پہلے گولیوں سے



دیا جائے۔ صرف اتنا بتایا گیا کہ یہ ایک عورت اور آٹھ مرد ہیں۔ اور
کے پاس بڑے بڑے بیگ ہیں۔ میں نے مارٹی کے ایکشن گروپ
بھیج دیا۔۔۔۔ مارٹی نے انہیں ایئر کور فراہم کرنا تھا۔ لیکن اب مارٹی
رپورٹ دی ہے کہ اس کے ہیلی کاپٹر کے انجن میں گڑبڑ ہو
جس کی وجہ سے وہ لیٹ ہو گیا۔ تو یہ گروپ ایک جیپ اور
ن گروپ کے دس افراد کو بموں سے اڑا کر دوسری جیپ لے
ہر میں غائب ہو گیا ہے۔۔۔۔ میں نے مارٹی کو کہہ دیا ہے کہ وہ
رے باہر نکلنے والی سڑکوں کی ناکہ بندی کرے اور ہر مشکوک کار
ل سے اڑا دے۔ اور تمہارے ذمہ یہ ڈیوٹی ہے کہ تم ان کا
ج لگا لو۔ ورنہ ٹاپ ہیڈ کوارٹر ہم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے
۔۔۔۔ فیلر نے جلدی جلدی کہا۔
ٹھیک ہے باس۔۔۔۔ میں تلاش شروع کر دیتا ہوں"
نے جواب دیا۔ اور فیلر نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ بری
بگڑا ہوا تھا۔ وہ پول اور مارٹی دونوں کی الجھن اچھی طرح سمجھتا
بغیر کسی شناخت کے کسی آدمی کا پکڑا جانا ناممکن تھا۔ الاسکا
ہیں کم از کم دس لاکھ افراد ہوں گے۔ اب اگر وہ کسی اور قومیت
ہوئے تب تو شاید نظر بھی آ جائیں اور اگر یورپی ہوئے تو پھر تو وہ
نے سے بھی گزر جائیں تب بھی انہیں کوئی نہیں چیک کر سکتا تھا۔
ہی سوچتے سوچتے اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا
وہ جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ
میدانوں سے جو سڑک شہر میں داخل ہوتی تھی وہاں انٹی سمگلنگ

چیک پوسٹ ہے ۔جہاں داخل ہونے والوں میں سے ہر ایک کا نام دیتہ لکھا جاتا ہے۔تب اُسے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے اس اسکواڈ کا انچارج رابرٹ اس کا گہرا دوست تھا —— اس کے ذریعے وہ کم از کم ان کے حلیے معلوم کر سکتا تھا۔چنانچہ وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور پھر لفٹ کے ذریعے عمارت کی نچلی منزل پر پہنچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت سے باہر پارکنگ کی طرف دوڑتا ہوا پہنچا —— چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اُس چیک پوسٹ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ چیک پوسٹ کے پاس پہنچ گیا۔اس نے کار ایک طرف روکی۔اُسی لمحے اُسے اپنا دوست رابرٹ چیک پوسٹ کی سائیڈ میں بنے ہوئے گارڈ روم سے باہر نکلتا ہوا دکھا دیا —— وہ شاید اس کی مخصوص کار دیکھ کر باہر آگیا تھا۔

" اوہ فیلر آج ادھر کیسے بھول پڑے۔کہیں سمگلنگ کا دھندہ تو نہیں شروع کر دیا" —— رابرٹ نے فیلر کے قریب آتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ بات نہیں —— ایک ضروری کام تم سے آن پڑا ہے۔ اب سے تقریباً گھنٹہ پہلے مارٹی ٹورسٹ کمپنی کی دو جیپیں جنوبی میدانوں کی طرف کچھ لوگوں کو لے کر گئی تھیں " —— فیلر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں —— میں یہیں موجود تھا۔لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو" رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔



" ان میں سے ایک جیپ واپس آئی ہے " —— فیلر نے پوچھا۔

" ہاں —— تقریباً پون گھنٹہ پہلے ایک جیپ واپس گئی ہے۔ چونکہ ٹورسٹ تھے اس لئے ہم نے معمول کی چیکنگ کی ضرورت بھی اور رکاوٹ اٹھا دی۔جیپ چلی گئی۔دوسری ابھی تک واپس نہیں آئی۔لیکن مسئلہ کیا ہے " —— رابرٹ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ —— غضب ہو گیا۔تم نے انہیں روکا کیوں نہیں " فیلر نے پریشان ہو کر کہا۔

" وہ ٹورسٹ ہی تھے۔پھر انہیں روکنے کا کیا تُک تھا۔بہر حال مجرم تو نہیں تھے۔لیکن تم اب بتاؤ کہ سلسلہ کیا ہے " رابرٹ نے کہا۔

" ادھر آؤ " —— فیلر اُسے ایک طرف لے گیا۔

" سنو —— کسی کو نہ بتانا اور نہ میرا نام درمیان میں آئے تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا تعلق ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم سے ہے۔ جو صرف پوری دنیا میں مخصوص کام کرتی ہے سامنے آئے بغیر" فیلر نے کہا۔

" ہاں اڑتی اڑتی خبریں تو میں نے بھی سنی ہیں " —— رابرٹ نے کہا۔

" آج ہمیں اطلاع ملی ہے کہ خوفناک مجرموں کا ایک گروپ ایک چارٹرڈ طیارہ اغوا کر کے ان میدانوں میں اترے گا۔ہم

انہیں گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کریں تاکہ ہماری سماجی خد
میں ایک اور کارنامے کا اضافہ ہو سکے۔ میں نے ایک پارٹی ڈ
بات کی۔ اس نے پرائیویٹ آدمیوں کا بندوبست کیا۔ اور انہیں
ٹورسٹ ظاہر کر کے مارٹی کی دو جیپیں حاصل کیں ۔۔۔ اور ان
میدانوں کی طرف گئیں۔ لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ اس گروپ
نے ایک جیپ کو بھی بم مار کر اڑا دیا ہے۔ اور ان افراد کو بھی ہلاک
کر دیا ہے۔ اور ایک جیپ لے کر شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔ میں
نے سوچا کہ شاید تم نے انہیں روک کر چیک کیا ہو" ۔۔۔ فیلر
نے ایک کہانی بنا کر اُسے سناتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے پولیس کو اطلاع کیوں نہ دی وہ خود انہیں سنبھا
لیتے" ۔۔۔ رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

"بس یار ۔۔۔ کارنامے کے چکر میں یہ سب کچھ ہو گیا۔ تم ایس
کرنا میرا نام درمیان میں نہ آنے دینا۔ اور خود راؤنڈ گشت کے
سلسلے میں میدانوں میں جا کر صورت حال کا جائزہ لو اور پھر پولیس
کو فون کر دو ۔۔۔ لیکن مسئلہ اس خوفناک گروپ کا ہے۔
کاش ان کا حلیہ اور اتا پتا معلوم ہو جاتا تو ......"
فیلر نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم نے بڑی خوفناک خبر سنائی ہے۔ اور تو میں تمہیں کچھ
نہیں بتا سکتا البتہ میں نے جیپ کے ڈرائیور کو دیکھا تو وہ ایک
نوجوان یورپی تھا ۔۔۔ اس کے گال پر ایک موٹا سا مسّہ تھا۔ بس
اتنا ہی مجھے نظر آیا تھا" ۔۔۔ رابرٹ نے بے چین لہجے میں کہا۔



"اوہ ۔۔۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ یہاں ہزاروں افراد کے گالوں
ب مسّے ہوں گے۔ بہرحال اب میں چلتا ہوں ۔۔۔ پلیز ۔۔۔ میرا
ام درمیان میں کسی صورت میں نہ آنے دینا۔ ورنہ پولیس مجھے پاگل
ہ دے گی" ۔۔۔ فیلر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں تم بے فکر رہو" ۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔ اور
بلر اس سے ہاتھ ملا کر تیزی سے اپنی کار کی طرف دوڑا۔ اس
ے کار کو بیک کیا۔ اور ابھی وہ تھوڑی ہی دور واپس آیا ہو گا کہ
یش بورڈ سے ٹرانسمیٹر کی ٹوں ٹوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ یہ
از سنتے ہی فیلر نے جلدی سے کار کو ایک سائیڈ پر کر کے روک
ا ۔۔۔ اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے سے ایک ٹیلی فون
یور نما آلہ نکال کر کان سے لگا لیا۔ اس رسیور کی وجہ سے
ر سے دیکھنے سے یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ کار فون کے ذریعے
ا سے بات کر رہا ہے۔ کسی کو ٹرانسمیٹر کا شک نہ پڑ سکتا تھا۔
ا نے رسیور کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبا یا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ پول کالنگ باس اوور" ۔۔۔ بٹن دبتے ہی
ری طرف سے پول کی آواز سنائی دی۔

"یس فیلر اٹنڈنگ یو اوور" ۔۔۔ فیلر نے جواب دیا۔

"باس ۔۔۔ میں نے مارٹی کی جیپ ڈھونڈھ لی ہے۔ یہ
شاہراہ کی ایک زیر تعمیر عمارت کے شیڈ میں کھڑی ہے۔
نے ارد گرد کے افراد سے پوچھ گچھ کی ہے تو پتہ چلا ہے کہ
یں سے ایک عورت اور آٹھ افراد نکل کر ہائی دے بس

کے ذریعے ساؤتھ ریونیو کی طرف گئے تھے۔ میں نے اس بس کے کنڈیکٹر کو ڈھونڈھ نکالا۔ تو کنڈیکٹر نے بتایا کہ وہ سب زیرو سٹاپ پر اترے۔ اور اس نے انہیں سیڈ فارم کی طرف جاتے دیکھا ہے۔ میں نے اولڈ سیڈ فارم کو چیک کیا ہے۔ وہ ویران پڑا ہے۔ لیکن وہاں قدموں کے نشانات بتا رہے ہیں کہ نو افراد اس میں داخل ہوئے ہیں ـــــ لیکن باہر نہیں نکلے۔ میرے گروپ نے اس کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ یقیناً یہ لوگ سیڈ فارم کے نیچے بنے تہہ خانوں میں موجود ہیں۔ اب کیا حکم ہے اوور" ـــــ پول نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور فیلم کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ واقعی پول کی صلاحیتیں لاجواب تھیں۔

"میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ انتظار کرو۔ اور اگر اس دوران یہ لوگ باہر نکلنے کی کوشش کریں تو انہیں گھیر کر زندہ پکڑ لو ضرورت پڑے تو بے شک گولی مار دینا اوور اینڈ آل" ـــــ فیلم نے کہا اور بٹن آف کر کے اس نے رسیور واپس ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ہک میں لٹکایا۔ اور دوسرے لمحے اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اولڈ سیڈ فارم کی طرف دوڑنے لگی۔



عمران جیپ دوڑاتا چٹیل میدانوں سے گزر کر جیسے ہی
ہ سڑک پر پہنچا اسے دور سے ایک چیک پوسٹ نظر آئی تو وہ
ک پڑا ـــــ لیکن جیسے ہی جیپ چیک پوسٹ کے قریب پہنچی
ب پوسٹ پر موجود سپاہیوں نے رکاوٹ ہٹا دی اور عمران
ے مطمئن انداز میں جیپ دوڑاتا چیک پوسٹ کراس کر کے
کا شہر میں داخل ہو گیا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ عمران کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے
ئے صفدر نے پوچھا۔

"فی الحال تو اس جیپ سے پیچھا چھڑانا ہے۔ اس کے بعد سوچیں
" ـــــ عمران نے کہا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک جگہ عمران کو ایک
یر بڑی سی عمارت نظر آئی جو اس وقت خالی پڑی ہوئی تھی۔

عمران نے جلدی سے جیپ کا رخ اُسی طرف موڑ دیا۔ اور پھر اس نے اس زیر تعمیر عمارت کے ایک بڑے سے شیڈ کے نیچے جیپ روک دی اور نیچے اتر آیا ـــــ اس کے نیچے اترتے ہی سب ساتھی بھی جیپ سے باہر آ گئے۔

"یقیناً اب شہر میں ہماری تلاش شروع ہو جائے گی"

جولیا نے کہا۔

"ہاں ـــــ اس لئے ہمیں پر ہجوم جگہوں سے بچنا پڑے گا"

عمران نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بے حد سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

سڑک پر پہنچتے ہی انہوں نے قریب ہی بس اسٹاپ دیکھا۔ اور پھر ایک بس وہاں آکر رکی۔

"آؤ ـــــ اس بس پر بیٹھ جاتے ہیں" ـــــ عمران نے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب بس میں سوار ہو گئے۔

"زیرو سٹاپ" ـــــ عمران نے بس میں بیٹھتے ہی کنڈیکٹر سے کہا اور کنڈیکٹر نے سر ہلا دیا۔

عمران کو اچانک ایک خالی سیڈ فارم کا خیال آ گیا تھا۔ کافی عرصہ پہلے وہ ایک کیس کے سلسلے میں اس سیڈ فارم میں رہ چکا تھا اس سیڈ فارم کے نیچے تہہ خانے بھی تھے ـــــ اور یہ سیڈ فارم زیرو سٹاپ کے قریب تھا۔ اس لئے عمران نے سیڈ فارم کا خیال آتے ہی زیرو سٹاپ کا کہہ دیا۔

بس مختلف سڑکوں سے گزر کر جب زیرو سٹاپ پر پہنچی تو عمرا



ے ساتھیوں سمیت نیچے اتر آیا۔ اور پھر وہ سیڈ فارم کی طرف
ھ گئے۔ سیڈ فارم توقع کے مطابق اُسی طرح ویران پڑا ہوا تھا۔
ن کو تہہ خانوں کا راستہ معلوم تھا۔ اس لئے عمران سیدھا ان
خانوں میں پہنچ گیا ـــــ تہہ خانہ بے حد گرد آلود تھا۔ عمران کے
یوں نے اُسے صاف کیا اور پھر وہ سب اپنے اپنے بیگ
ر وہاں بیٹھ گئے۔ عمران نے بیٹھتے ہی اپنے بیگ کا ایک خفیہ خانہ
لا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ یہ ٹرانسمیٹر خاصا
ر قسم کا تھا ـــــ عمران نے اس کا ایریل اونچا کیا۔ اور پھر اس کا
ان کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران
اس پر لگی ہوئی ناب کو گھمایا۔ ٹرانسمیٹر کے اوپر لگے ہوئے ڈائل
ے سوئی حرکت میں آ گئی۔ جب سوئی ایک مخصوص ہندسے
ی تو عمران نے گھمانا بند کیا اور ایک اور بٹن دبا دیا۔

ہیلو ہیلو ـــــ عمران کالنگ اوور" ـــــ عمران نے تیز لہجے
ر بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

یس ـــــ فاراک اٹنڈنگ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ایک
ی آواز سنائی دی۔

فاراک ـــــ میں عمران بول رہا ہوں الاسکا سے اوور"
نے کہا۔

اوہ عمران صاحب ـــــ آپ الاسکا کب پہنچے اوور"
ی طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

ابھی پہنچا ہوں ـــــ اور سنو ـــــ میرے ساتھ سیکرٹ سروس

کی ٹیم بھی ہے۔ ہم الاسکا کے زیرو سٹاپ کے ساتھ ویران سیڈفا
میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہم نے فوری طور پر الاسکا سے نکلنا ہے
کیونکہ دشمن ہمیں یہاں تلاش کر رہے ہیں ——— اور ہو سکتا ہے
انہوں نے سڑکوں کی ناکہ بندی بھی کر رکھی ہو اوور" ——— عمرا
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یہ بات ہے ——— آپ فکر نہ کریں۔ میں تھوڑی دیر میں وہاں پہنچ جاتا ہوں۔ الاسکا سے کینزا کے درمیان میرے بیکری کے سپلائی کے ٹرک چلتے ہیں۔ میں ان ٹرکوں میں آپ کو آسا سے لے آؤں گا اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ ٹھیک رہے گا ——— کب تک پہنچ سکو گے اوور" عمران نے پوچھا۔

"میں ابھی یہاں سے چل پڑتا ہوں۔ دو گھنٹوں تک پہنچ جاؤ اوور" ——— فاراک نے جواب دیا۔

"او کے ——— میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں اوور اینڈ آل" عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس واپس بیگ کے خفیہ خانے میں منتقل کر دیا۔

"یہ کون شخص تھا" ——— جولیا نے پوچھا۔

"یہ تمہارے چیف باس کا کینزا کا نمائندہ ہے" عمران نے جواب دیا۔

"کمال ہے ——— ہر بڑے چھوٹے شہر میں ایکسٹو کا نما
مل جاتا ہے۔ اور تم ہی ان سب کو جانتے ہو۔ ہم میں سے تو کوئی



کا واقف نہیں ہے" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ——— ایکسٹو اس قسم کے مشن پر ٹیم بھیجنے سے
لے مکمل انتظامات کرتا ہے۔ وہ اندھا دھند کام کرنے کا قائل نہیں
ری دنیا میں سیکرٹ سروس کے خصوصی نمائندے کام کرتے ہیں۔
اسے مختلف اطلاعات بھیجتے رہتے ہیں ——— ان نمائندوں کو
اعدہ بریف کیا جاتا ہے۔ اور انہی نمائندوں کے ذریعے اُسے
کی نقل و حرکت کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ چونکہ ٹیم کا لیڈر میں
ل۔ اس لئے ایکسٹو نے مجھے راستے میں پڑنے والے تمام
قوں کے نمائندوں کے متعلق بریف کر دیا تھا ——— اب یہ اور
ت ہے کہ ان میں سے کچھ کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کچھ کو نہیں۔
ا اسی فاراک کو ہی لے لو۔ اس سے پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے۔
ٹو نے اس کے ساتھ عمران کا کوڈ سطے کیا تھا ——— عمران
بڑے سنجیدہ لہجے میں تفصیلات بتاتے ہوئے کہا اور ان
ب نے سر ہلا دیئے۔

"میرا خیال ہے دو گھنٹے آرام کر لیا جائے۔ البتہ ایک آدمی کو
پہرہ دینا چاہیئے۔ دشمنوں کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے"
ان نے کہا۔

"میں دیتا ہوں پہرہ ——— آپ آرام کریں" ——— چوہان نے
ے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے اپنے بیگ میں سے ہلکی مشین گن کے پارٹس

نکال کر انہیں جوڑا۔ میگزین اس میں فٹ کر کے وہ تہہ خانے سے با
چلا گیا۔

جب کہ باقی افراد اپنے بیگوں سے پشت لگائے آرام کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک پڑے۔ آنے والا چوہان تھا۔

"کچھ لوگ سیڈ فارم کے گرد موجود ہیں وہ پوری طرح مسلح ہیں۔ انہوں نے بڑے محتاط انداز میں سیڈ فارم کا محاصرہ کر رکھا ہے"۔۔۔ چوہان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے انہوں نے ہمارا کھوج نکال لیا ہے۔ کتنے افراد ہیں"۔۔۔ عمران نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"دس افراد تو مجھے نظر آئے ہیں۔ ان کے پاس راکٹ فائر گنیں بھی ہیں اور مشین گنیں بھی"۔۔۔ چوہان نے جواب دیا۔

"بڑا سخت محاصرہ ہے۔ لڑائی کا مسئلہ خراب ہو جائے گا کیونکہ یہاں کی پولیس بے حد مستعد ہے۔ فائرنگ کی آوازیں ہوتے ہی پولیس پہنچ جائے گی۔ اور پھر ان کے چنگل سے نکلنا آسان نہیں رہے گا"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تہہ خانے کی ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں ٹھوکریں مارنی شروع کر دیں پہلی دو تین ٹھوکروں سے تو کچھ نہ ہوا۔ البتہ بعد کی ٹھوکروں سے دیوار درمیان سے آہستہ آہستہ کھسکنی شروع ہو گئی۔۔۔ شاید کا



عرصے سے استعمال میں نہ آنے کی وجہ سے اس کا سسٹم جام ہو چکا تھا۔ لیکن بہرحال اس نے اب کام شروع کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد دیوار میں اتنا خلا پیدا ہو چکا تھا کہ وہاں سے گزرا جا سکتا تھا۔ دوسری طرف ایک تاریک اور سیلن زدہ سی سرنگ تھی جس میں سے سخت بدبُو آ رہی تھی۔۔۔ ایسی بدبو جو عرصے سے بند مکانوں سے نکلتی ہے۔ عجیب نفرت انگیز بدبُو۔

"آؤ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے مڑ کر اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بیگ میں سے ٹارچ نکال کر روشنی کی اور وہ سب تیزی سے اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔۔۔ عمران نے مڑ کر ایک بار پھر دیوار کی جڑ میں ٹھوکریں مارنی شروع کر دیں اور دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔ وہ ٹارچ کی روشنی میں اس نفرت انگیز بدبُو کا مقابلہ کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

"یہ سرنگ اس سیڈ فارم میں کیوں بنائی گئی تھی"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"یہ کسی زمانے میں خفیہ پولیس کا دفتر تھا جسے بعد میں سیڈ فارم کے طور پر استعمال کیا جانے لگا تھا۔ اور شاید اب کافی عرصے سے خالی ہے۔۔۔ چار پانچ سال قبل میں ایک کیس کے سلسلہ میں یہاں آیا تھا تو اس سیڈ فارم اور سرنگ کا پتہ چلا تھا۔ سرنگ کافی دور تک جانے کے بعد یک لخت ختم ہو گئی۔ عمران نے سامنے آنے والی دیوار کی جڑ میں ایک بار پھر ٹھوکریں مارنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس دیوار میں سوراخ پیدا کرنے میں کامیاب

ہوگیا۔ اب ٹھنڈی اور تازہ ہوا کے جھونکے آنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آگئے۔ وہ کھیتوں کے طویل سلسلے کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔ سیڈ فارم کی عمارت خاصی دور نظر آرہی تھی ۔۔۔ سرنگ کا یہ دروازہ بھی عمران نے بند کر دیا۔ اور پھر وہ کھیتوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ کافی لمبا چکر کاٹ کر وہ دوبارہ پختہ سڑک پر پہنچ گئے۔

عمران نے سڑک پر پہنچنے سے پہلے ایک بار پھر فاراک کو کال کیا۔ اور فاراک نے بتایا کہ وہ ایک گھنٹے تک الاسکا پہنچنے والا ہے ۔۔۔ عمران نے جب اسے موجودہ صورت حال بتائی تو اس نے عمران سے کہا کہ وہ زیرو سٹاپ سے شمال کی طرف جانے والی سڑک پر چلتے جائیں۔ آگے ایک بہت بڑا ڈیری فارم آئے گا۔ الاسکا ڈیری فارم ۔۔۔ اس ڈیری فارم کے پیچھے ایک رہائشی کالونی ہے۔ اس کالونی کے کوارٹر نمبر سولہ میں وہ پناہ لے سکتے ہیں صرف فاراک کا نام لینا کافی ہوگا۔

چنانچہ وہ سڑک پر چڑھ کر چلنے کی بجائے سائیڈ میں ہو کر آگے بڑھتے رہے اور تھوڑی دیر بعد وہ ڈیری فارم پہنچ گئے۔ کوارٹر نمبر سولہ نام کا کوارٹر تھا ورنہ وہ ایک اوسط درجے کی کوٹھی سے کم نہ تھا ۔۔۔ عمران نے باقی ساتھیوں کو ایک طرف چھپا دیا۔ اور خود وہ تیزی سے کوارٹر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد ایک نوجوان نے دروازہ کھولا۔

"مجھے فاراک نے بھیجا ہے" ۔۔۔ عمران نے نوجوان سے



مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ہاں ۔۔۔ باس کا فون ابھی آیا تھا۔ آپ کے ساتھی کہاں ہیں" نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا وہ دبلا پتلا کمزور سا نوجوان تھا۔

"وہ بھی موجود ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اپنے ساتھیوں کو آنے کا اشارہ کیا۔

عمران اس نوجوان کے ساتھ کوارٹر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے اندر پہنچ گئے۔ کوارٹر میں نوجوان اکیلا تھا۔ اس نے فوراً ہی کافی بنا کر ان کو پلائی۔

"باس سیدھے یہیں آئیں گے۔ آپ لوگ بیٹھیں میں باس کی ہدایات کے مطابق بیکری ٹرک میں تمام بندوبست کر آؤں تاکہ آپ کی فوری روانگی کا بندوبست ہو سکے" ۔۔۔ نوجوان نے کہا۔ اور عمران کے سر ہلانے پر وہ کوارٹر سے باہر چلا گیا۔

"عجیب چوہے بلی کا کھیل ہو رہا ہے" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے ۔۔۔ لیکن میں حیران ہوں کہ سیڈ فارم میں ہمیں تلاش کیسے کر لیا گیا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کوئی نہ کوئی کلیو مل ہی گیا ہوگا۔ یہ لوگ خاصے تیز معلوم ہوتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں دروازے پر دستک سنائی دی تو عمران جلدی سے دروازے پر پہنچا۔

"کون ہے" ـــــ عمران نے اسی نوجوان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے اندر سے پوچھا۔

"رابرٹ میں فاراک ہوں ـــــ دروازہ کھولو" ـــــ باہر سے فاراک کی آواز سنائی دی اور عمران نے دروازہ کھول دیا۔

باہر ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔ اس نے چونک کر عمران کو دیکھا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف لپکا۔

"میں عمران ہوں" ـــــ عمران فوراً ہی اپنی اصل آواز میں بول پڑا۔ اور فاراک کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ جلدی سے اندر آگیا۔

"لیکن آواز تو رابرٹ کی تھی۔ وہ کہاں گیا ہے" ـــــ فاراک نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹرک کا بندوبست کرنے گیا ہے" ـــــ اس بار عمران نے فاراک کے لہجے میں کہا اور فاراک اپنی آواز اور لہجہ سن کر تیزی سے مڑا۔ اس کی آنکھوں اور چہرے سے شدید حیرت ٹپک رہی تھی۔

"حیرت انگیز ـــــ آپ حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں" فاراک نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

کمرے میں آکر عمران نے فاراک کا تعارف سب سے کرایا۔ اور وہ سب الاسکا سے نکلنے کے بارے میں تفصیلی گفت وشنید کرنے لگے۔ ـــــ جب فاراک نے بتایا کہ الاسکا اور کینیڈا کے درمیان اس کا زرعی اسپرے کا کاروباری مرکز ہے جہاں زرعی



اسپرے کے لئے جدید اور تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود ہیں تو عمران نے اسے کہا کہ وہ انہیں الاسکا سے نکال کر کینیڈا لے جانے کی بجائے ایک بڑا ہیلی کاپٹر مہیا کر دے۔ جس کے ذریعے وہ جلد از جلد سٹنی پہنچ سکیں تو فاراک فوراً تیار ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی تو اس بار فاراک نے جاکر دروازہ کھولا ـــــ رابرٹ آیا تھا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے کمرے میں آگئے۔

"آئیے جناب ـــــ انتظام ہو گیا ہے۔ ٹرک یہاں سے کچھ فاصلے پر موجود ہے" ـــــ فاراک نے کہا۔ اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

رابرٹ اور فاراک کی رہنمائی میں وہ ڈیری فارم کی کالونی کی عقبی سمت سے ہوتے ہوئے ایک بائی روڈ پر پہنچ گئے۔ جہاں ایک بڑا ٹریلر نما ٹرک موجود تھا ـــــ ٹرک ڈرائیور ان کو آتے دیکھ کر نیچے اتر آیا۔ اس نے ٹرک کے عقبی حصے میں لدی ہوئیں دودھ کی بوتلوں کے کریٹ جو چھت تک لگے ہوئے تھے۔ تیزی سے اتار کر ایک طرف رکھنے شروع کر دیئے ـــــ رابرٹ اور فاراک کے اس کے ساتھ شامل ہوتے ہی عمران نے بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب اس کام میں مصروف ہو گئے۔ دودھ کی بوتلوں کے کریٹ کے بعد ڈبل روٹی اور ناشتے کے دوسرے سامان کے بنڈل اترنے لگے ـــــ اور تھوڑی دیر بعد سڑک کے کنارے پر بکھرے سامان کا ڈھیر لگ گیا۔ ٹرک

کا آخری حصہ خالی تھا۔ فاراک کے کہنے پر عمران اور اس کے ساتھی ٹرک کے آخری حصے میں سوار ہو گئے۔ جب کہ ڈرائیور، فاراک اور رابرٹ نے مل کر سامان کو دوبارہ ترتیب کے ساتھ ٹرک میں لادنا شروع کر دیا ___ تھوڑی دیر بعد سارا سامان ٹرک میں لاد دیا گیا۔ اور پھر ٹرک حرکت میں آ گیا۔ جس جگہ عمران اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے وہاں سائیڈ پر ٹرک کی سائیڈوں میں ایک ایک سوراخ تھا۔ جس کے اوپر لوہے کا ڈھکن لگایا گیا تھا۔ جو گھوم کر سوراخ سے ہٹ سکتا تھا ___ یہ سسٹم شاید کسی ایسے سامان کے لئے کیا گیا تھا جسے تازہ ہوا کی ضرورت رہتی ہو گی۔ عمران نے ایک سائیڈ کا ڈھکن ہٹایا اور باہر جھانکنے لگا۔ ٹرک خاصی تیز رفتاری سے چلا جا رہا تھا۔ اور وہ ایک خاصی مصروف سڑک پر چل رہے تھے تھوڑی دیر بعد اس نے نیلے رنگ کی کار کو ٹرک کے قریب سے گزرتے دیکھا ___ اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر فاراک کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ اکیلا تھا۔ فاراک کی کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی تھی۔ ٹرک چلتا رہا۔ اور شہر کی عمارتیں آہستہ آہستہ فاصلے پر ہوتے ہوتے ختم ہو گئیں ___ اچانک ٹرک کی رفتار آہستہ ہو گئی۔ یہ ایک چیکنگ پوسٹ تھی۔ جس کے ساتھ پولیس گاڑیوں کے ساتھ ساتھ دو پرائیویٹ گاڑیاں بھی موجود تھیں۔ ان گاڑیوں کے قریب دو افراد کھڑے بڑی متجسس نظروں سے ٹرک کو دیکھ رہے تھے ___ اور پھر وہ تیزی سے سڑک کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے ڈھکن برابر کر دیا۔



چند لمحوں بعد کسی نے ٹرک میں سے سامان اتارنا شروع کر دیا۔ دودھ کی بوتلوں کے کریٹ اتارے جا رہے تھے۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے اعصاب یک لخت تن گئے ___ اس کا مطلب تھا کہ وہ چیک کر لئے گئے ہیں اور اس صورت حال میں تو وہ چوہے دان میں پھنسے ہوئے چوہوں کی طرح مار دیئے جائیں گے۔ عمران نے جلدی سے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا بم نکال کر مٹھی میں جکڑ لیا ___ وہ اب ہر صورتحال کے لئے تیار تھا۔ پھر بیکری کا سامان بھی ہٹنے لگا۔ ایک ایک لمحہ ان کے لئے انتہائی تشویش ناک صورت میں گزر رہا تھا۔ لیکن وہ خاموش تھے ___ کیونکہ بولنے اور حرکت کرنے سے باہر موجود افراد کو ان کا پتہ آسانی سے چل سکتا تھا۔

چند لمحوں کے وقفے کے بعد ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے سامان دوبارہ رکھا جا رہا ہو۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ وہ شاید شک مٹانے کے لئے چیکنگ کر رہے تھے ___ بہرحال مصیبت قریب آتے آتے دور ہو گئی تھی۔ سامان رکھے جانے کے بعد ٹرک حرکت میں آ گیا۔ اور پھر چیک پوسٹ سے باہر نکل کر اس کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو گئی۔ عمران نے ایک بار پھر آہستہ سے ڈھکن ہٹایا۔ اور باہر جھانکنے لگا کاریں ٹرک کی سائیڈ سے آ جا رہی تھیں ___ تقریباً پندرہ منٹ تک ٹرک چلتا رہا پھر اچانک وہ ایک سائیڈ پر مڑ گیا۔ مڑتے ہوئے عمران نے دیکھا کہ فاراک کی کار آگے آگے جا رہی

تھی ۔ یہ ایک چھوٹی لیکن پختہ سڑک تھی ۔
اور تھوڑی دیر بعد ٹرک ایک وسیع عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا گیا ۔
عمران نے دیکھا کہ وہ ایک جدید قسم کے ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے تھے ۔ ٹرک ہیلی پیڈ کے قریب پہنچ کر رک گیا ۔ اور پھر اس میں سے سامان اتارا جانے لگا ——— سامان اس انداز میں اتارا گیا تھا کہ درمیان سے ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ بن جائے ۔
" باہر آجائیے عمران صاحب " ——— فاراک کی آواز سنائی دی ۔
اور عمران اس تنگ راستے سے سمٹ کر باہر آگیا ۔ اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے باہر آگئے ۔ ٹرک کے ساتھ چار افراد موجود تھے ۔ ڈرائیور بھی کھڑا تھا ۔
" جلدی سے مال واپس لادو ۔ اور جانسن تم اب سیدھے کینرا چلے جاؤ ۔ راستے میں رکنے کی ضرورت نہیں " ——— فاراک نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا ۔
" آئیے میرے ساتھ " ——— فاراک نے اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا ۔ اور پھر وہ انہیں لے کر ہیلی پیڈ کی سائیڈوں میں بنے ہوئے بڑے بڑے ہینگروں کی طرف بڑھ گیا ۔
عمران کو ایک بڑا اور جدید قسم کا ہیلی کاپٹر پسند آگیا ۔ کیونکہ اس کا فیول ٹینک بھی بڑا تھا ۔ اور آسانی سے یہ سڈنی تک پہنچ سکتا تھا ۔ پھر فاراک نے انہیں سڈنی میں اپنی کمپنی کے بارے میں بھی تفصیلات بتا دیں ۔ جہاں وہ ہیلی کاپٹر چھوڑ سکتے تھے ۔ کیونکہ عمران نے پائلٹ کو ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا تھا ——— تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کا فیول ٹینک بھر گیا تو عمران فاراک کا شکریہ ادا کر کے اپنے ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا ۔ اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں خاصی بلندی پر سڈنی کی طرف سفر کر رہا تھا اور وہ سب مطمئن بیٹھے ہوئے تھے ۔

فیلر کار دوڑاتا ہوا جب سیڈ فارم کے پاس پہنچا تو پول اُسے وہیں مل گیا ـــ پول کا پورا گروپ سیڈ فارم کے گرد پھیلا ہوا تھا۔

"کیا پوزیشن ہے" ـــ فیلر نے پول کو دیکھتے ہی پوچھا۔

"ابھی تک باہر تو کوئی نہیں آیا۔ یقیناً وہ سب اندر ہیں" پول نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ـــ آپریشن شروع کر دو۔ تمہارے ساتھیوں کے پاس بے ہوش کر دینے والے گیس کے بم تو یقیناً ہوں گے" فیلر نے کہا۔

"بم تو ہیں۔ لیکن میرا خیال تھا کہ اس پوری عمارت پر راکٹ مار کر اسے اڑا دیا جائے ـــ لیکن آپ تو بے ہوشی کی بات کر رہے ہیں" ـــ پول نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ شاید



فطرتاً اذیت پسند واقع ہوا تھا۔

"کیا ضرورت ہے پولیس کو اپنے پیچھے لگانے کی۔ راکٹ فائر ہوتے ہی پولیس یہاں پہنچ جائے گی۔ اور پھر ہماری خفیہ تنظیم لازماً سامنے آجائے گی ـــ ہم انہیں بے ہوش کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے اور پھر وہاں جس طرح چاہیں گے ہلاک کر دیں گے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی" ـــ فیلر نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ـــ یہ اچھی تجویز ہے۔ ابھی تو پولیس صرف اس طیارے اور مارٹی گروپ کے آدمیوں کی لاشوں کی وجہ سے ان افراد کو ڈھونڈ رہی ہے۔ پھر وہ ہمارے پیچھے پڑ جائے گی" ـــ پول نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ـــ بس اتنا ہی کافی ہے مارٹی نے ایسے انتظامات کر لئے ہیں وہ پولیس کے ساتھ مل کر چیک پوسٹوں پر مشکوک افراد کی چیکنگ کر رہا ہے" ـــ فیلر نے جواب دیا۔

"لیکن جب یہ افراد یہاں مل گئے ہیں تو پھر مزید چیکنگ کی کیا ضرورت ہے۔ مارٹی کو اطلاع کر دی جاتی" ـــ پول نے کہا۔

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھتے پول ـــ اگر میں نے مارٹی کو یک لخت ہٹا دیا تو پولیس چونک پڑے گی۔ تم جانتے تو ہو یہاں کی پولیس کو ـــ اس طرح جب وہ خود مایوس ہو جائیں گے تو مسئلہ اپنے آپ ختم ہو جائے گا" ـــ فیلر نے اُسے سمجھاتے

ہوئے کہا۔
"ہاں باس ــــ آپ واقعی ذہین ہیں ـــ او۔کے۔ پھر بے ہوشی کے بم پھینکے جائیں" ــــ پول نے کہا اور فیلر نے سر ملا دیا۔ وہ اپنی کار کے پاس ہی کھڑا تھا۔

پول آگے بڑھ گیا۔ وہ شاید اپنے ساتھیوں کو احکامات دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھیوں نے سیڈ فارم میں بے ہوشی کے بم پھینکنے شروع کر دیئے ــــ بموں کی وجہ سے سیڈ فارم میں ہر طرف ہلکے نیلے رنگ کا دھواں سا بھر گیا۔ یہ بم اتنی مقدار میں پھینکے گئے تھے کہ پوری عمارت اس دھوئیں میں چھپ گئی تھی ــــ پول نے ہاتھ کے اشارے سے مزید بم پھینکنے روک دیئے۔ اور جب دھواں بالکل غائب ہو گیا تو وہ سب تیزی سے اس عمارت میں داخل ہوئے۔ فیلر بھی اب ساتھ تھا۔ وہ ان لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ جن کی خاطر چیف باس نے براہِ راست احکامات دیئے تھے ــــ وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ انتہائی غیر معمولی ہوں گے۔ ورنہ چیف باس کی طرف سے احکامات تو ایک طرف ــــ آج تک اس کی آواز تک کسی نے نہ سنی تھی۔

عمارت کا اوپر والا حصہ خالی پڑا تھا۔ لیکن قدموں کے نشانات کی وجہ سے انہوں نے جلد ہی وہ تہہ خانہ ڈھونڈھ لیا۔ لیکن پھر وہ سب یہ دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑے ــــ کیونکہ تہہ خانہ خالی پڑا ہوا تھا۔ جب کہ ان سب کا خیال تھا کہ وہاں وہ لوگ



،ہوش پڑے ہوں گے۔ وہاں ایسے آثار تو نظر آ رہے تھے کہ کچھ ے وہاں موجود رہے ہوں۔ لیکن اب ان کا نام و نشان بھی تھا۔

"یہ کہاں گئے" ــــ پول نے حیرت کی شدت سے ہونٹ ے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ــــ میرے خیال میں یہاں سے کوئی خفیہ سرنگ رجاتی ہے۔ اور یہ پہلے ہی یہاں سے نکل گئے ہیں۔ یہ دیکھو ںکے قدموں کے نشانات اس دیوار تک جا کر ختم ہو گئے ہیں" ے نے کہا اور پول نے سر ملا دیا۔

اور پھر فیلر نے اپنی ذہانت سے وہ جگہ بھی ڈھونڈھ لی جس مران نے ٹھوکریں ماری تھیں۔ دراصل یہ سب کچھ گرد آلود ل کی وجہ سے ممکن ہو گیا تھا ــــ ہر طرف گرد کی تہیں تھیں۔ جہاں جہاں کچھ کیا گیا تھا وہاں سے گرد ہٹ گئی تھی۔ اس سب کچھ صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ فیلر ڑی سی کوشش کے بعد سرنگ دریافت کرنے میں کامیاب بل ــــ اور پھر وہ اس سرنگ سے گزر کر دوسری طرف سے آ گئے۔ اب وہ سیڈ فارم کی عمارت سے خاصی دور توں میں کھڑے تھے۔

ہم احمقوں کی طرح وہاں کھڑے رہے۔ اور وہ لوگ بھاگ ــ پول نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔
ہمیں ان کے قدموں کے نشانات مل جائیں گے"

فیلر نے کہا۔

اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ کھیتوں کی نرم زمین پر قدموں کے نشانات دیکھ لینے میں کامیاب ہو گئے۔

اور مسلسل قدموں کے نشانات چیک کرتے کرتے وہ ڈیری فارم کی اس کالونی تک پہنچ گئے جہاں عمران اور اس کے ساتھی گئے تھے۔

"یہاں باقی افراد کھڑے رہے ہیں اور ایک آدمی آگے گیا ہے" ___ فیلر نے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ رابرٹ کے کوارٹر کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ دروازہ بند تھا۔

"اس مکان کے گرد پھیل جاؤ۔ وہ شاید اندر ہوں" ___ فیلر نے کہا۔

اور پول نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ پول فیلر کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ فیلر نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر زور سے دستک دی ___ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دروازے پر رابرٹ کھڑا نظر آیا۔ اس کی سوالیہ نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں کہ پول نے اچانک جیب سے ریوالور نکال کر اس کے پیٹ میں گھسا اور اسے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا ___ فیلر بھی اندر داخل ہوا پھر اس سے پہلے کہ رابرٹ کچھ کرتا پول کا ہاتھ حرکت میں آیا اور رابرٹ اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرا۔ اس کے حلق سے چیخ سی نکل گئی ___ پول نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر پیر رکھ دیا۔ فیلر اس دوران جلدی سے آگے بڑھ گیا تھا۔ پول کے



ساتھی اب اندر آ چکے تھے۔

"کک ___ کک ___ کون ہو تم" ___ رابرٹ کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی۔

"خاموش رہو ___ ورنہ سینہ پچکا دوں گا" ___ پول نے سخت لہجے میں کہا۔

پول ڈیل ڈول کے لحاظ سے دبلے پتلے رابرٹ سے چار گنا زیادہ لمبا چوڑا تھا۔ اور یوں لگتا تھا جیسے کسی دیو نے اپنے پیر کے نیچے کوئی بچہ دبا رکھا ہے۔

"کوارٹر خالی ہے پول" ___ اسی لمحے فیلر نے اندر سے واپس آ کر کہا۔ اور پول نے پیر ہٹایا اور جھک کر رابرٹ کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا دیا۔

"کہاں ہیں وہ لوگ" ___ پول نے غراتے ہوئے کہا۔

"کک ___ کون" ___ رابرٹ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف تھا۔ وہ شاید لڑائی بھڑائی میں حصہ لینے والا شخص نہ تھا۔ اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کوارٹر گونج اٹھا ___ پول کا تھپڑ پوری قوت سے رابرٹ کے چہرے پر پڑا تھا۔ اور رابرٹ اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ اس کے منہ سے کئی دانت پھلجھڑیوں کی طرح نکل کر باہر جا گرے اور گال پھٹ گیا تھا۔ آنکھیں خوف اور تکلیف کی شدت سے ابل کر باہر آ گئی تھیں۔

"کہاں گئے ہیں ___ جلدی بتاؤ" ___ پول نے ایک بار پھر

اس کی طرف جھپٹتے ہوئے کہا۔
"بب ــــ بب ــــ بتاتا ہوں بتاتا ہوں" ــــ رابرٹ نے اس بار گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"جلدی بتاؤ" ــــ پول نے ایک بار پھر اسے جھٹکے سے اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔
"وہ بکری کے ٹرک پر سوار ہو کر کینزا گئے ہیں۔ باس فاراک انہیں لیکر گیا ہے" ــــ رابرٹ نے ہکلاتے ہوئے کہا
"کون فاراک" ــــ فیلر نے پوچھا۔
"وہ کینزا میں رہتا ہے۔ بکری کا کاروبار کرتا ہے اور اسکا زرعی ادویات کے سپرے کا بزنس ہے۔ میں یہاں ڈیری فارم میں اس کا ملازم ہوں" ــــ رابرٹ نے جواب دیا۔
"کب گئے ہیں یہاں سے" ــــ پول نے پوچھا۔
"آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہے۔ باس فاراک بھی ساتھ گیا ہے" ــــ رابرٹ نے جواب دیا۔
اور دوسرے لمحے پول نے اس کا گلا دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پوری قوت سے دباتا گیا۔ رابرٹ کا دبلا پتلا جسم چند لمحے تڑپا اور پھر ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔
"اس کے گلے سے اپنی انگلیوں کے نشان مٹا دو" ــــ فیلر نے تیز لہجے میں کہا۔
"اوہ ہاں ــــ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا" پول نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے جیب



ے خنجر نکالا اور اس کی دھار سے مردہ رابرٹ کے گلے کی کھال تیزی سے ادھیڑنا شروع کر دیا ــــ چند ہی لمحوں بعد اس نے ن کی گلے کی ساری کھال کسی ماہر قصائی کی طرح ادھیڑ کر رکھ دی۔ پھر وہ اسے فرش پر پھینک کر واپس مڑا۔ خنجر اس نے اف کر کے دوبارہ جیب میں ڈال لیا تھا۔
"جلدی سے کاریں لے کر آؤ۔ ہمیں ان کا تعاقب کرنا ہے" لر نے باہر نکلتے ہی کہا۔ اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے وارٹروں کی درمیانی گلیوں میں غائب ہو گئے ــــ فیلر پول کے اتھ چلتا ہوا سائیڈ کی سڑک پر پہنچ گیا۔
"یہ فاراک کون ہو سکتا ہے" ــــ فیلر نے پول سے مخاطب وکر پوچھا۔
"میں اسے جانتا ہوں۔ ایک تنظیم بھی بنا رکھی ہے اس نے۔ ھوٹے موٹے کام کرتا رہتا ہے۔ جرائم کی دنیا میں اتنا مشہور ہیں ہے۔ لیکن کاروبار خاصا وسیع ہے" ــــ پول نے سر لاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے پیدل چل رہے تھے۔ کیونکہ الاسکا اور کینزا کا فاصلہ دو ڈھائی گھنٹے کا فاصلہ تھا ــــ اس لئے انہیں اطمینان تھا کہ وہ جلد ہی اس ٹرک کو الیں گے۔
تھوڑی دیر بعد چار کاریں ان کے پاس پہنچ کر رکیں۔ فیلر اپنی ریں سوار ہو گیا اور پول کو اس نے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ آدمی فیلر کی کار لے کر آیا تھا۔ وہ اتر کر دوسری کار میں چلا گیا اور

پھر چاروں کاریں کینزا کی طرف جانے والی سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑنے لگیں۔

"اب اس ٹرک کا کیا کرنا ہے ___ بم سے اڑا دیں" پول نے پوچھا۔

"ہاں ___ ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ ظاہر ہے بھری سڑک پر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے" ___ فیلر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پول کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

تھوڑی دیر بعد فیلر کی کار چیک پوسٹ کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے کار ایک طرف کر کے روک دی ___ دوسرے لمحے پرائیویٹ کار کے قریب کھڑے ہوئے دو آدمی دوڑتے ہوئے فیلر کے پاس پہنچے۔

"بیکری کا ٹرک گزرا ہے یہاں سے مارٹی" ___ فیلر نے ایک لمبے تڑنگے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس ___ آدھا گھنٹہ ہوا گزرا ہے۔ ہم نے خود اس کا مال اتار کر چیک کیا تھا۔ اس میں بیکری کا ہی مال تھا" مارٹی نے جواب دیا۔

"سارا مال اتارا تھا" ___ پول نے جلدی سے پوچھا۔

"سارا تو نہیں۔ البتہ کافی سارا اتار کر دیکھا تھا" ___ مارٹی نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ تو یہ چکر ہے۔ وہ لوگ پیچھے بیٹھے ہوں گے۔ چلو مارٹی ہمارے ساتھ ___ وہ لوگ بیکری کے ٹرک میں نکل گئے



ہا" ___ فیلر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار آگے بڑھا دی۔

مارٹی نے چیک پوسٹ پر کھڑے سپاہیوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے فیلر اور اس کے ساتھیوں کی کاریں چیکنگ کے لئے روکنے کی بجائے رکاوٹ ہٹا دی ___ اب مارٹی اور اس کے ساتھی کی کار بھی اس کارواں میں شامل ہو گئی۔

چیکنگ پوسٹ کراس کرتے ہی کاروں کی رفتار حد سے زیادہ تیز ہو گئی۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد اچانک فیلر کی نظریں دور جاتے ہوئے بیکری کے ٹرک پر پڑیں جو خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔

"یہی ٹرک ہے" ___ پول نے کہا۔

"لگتا تو یہی ہے۔ میرے خیال میں پہلے ڈرائیور سے پوچھ گچھ کر لی جائے۔ کیونکہ جس رفتار سے یہ ٹرک جا رہا ہے۔ اسے اب تک یہاں سے بہت دور پہنچ جانا چاہئے تھا ___ ہو سکتا ہے۔ اس نے راستے میں انہیں کہیں اتار دیا ہو۔ ورنہ یہ یہاں کی بجائے کم از کم پچاس کلومیٹر دور ہمیں ملتا" ___ فیلر نے کہا۔ اور پول نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ فیلر کی ذہانت پر ایمان لے آیا ہو۔ ویسے فیلر واقعی بے حد ذہین واقع ہوا تھا۔ ورنہ عام طور پر ایسی گہری باتوں پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔

چند لمحوں بعد فیلر کی کار ٹرک کی سائیڈ میں پہنچ گئی۔ فاراک بیکری سپلائیز لمیٹڈ کا اشتہار ٹرک کی سائیڈوں میں پڑھ کر

اُسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ صحیح ٹرک تک پہنچے ہیں۔ اس نے کھڑکی سے ہاتھ نکال کر ٹرک کو رکنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی اس نے کار کو سائیڈ میں کرنا شروع کر دیا ـــــ ٹرک کو مجبوراً رکنا پڑا۔ باقی کاریں ٹرک کے پیچھے رک گئیں۔ ٹرک اور کاروں کے رکتے ہی پول اور فیلر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ ادھیڑ عمر ڈرائیور حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ پول نے دروازہ کھول کر ایک جھٹکا دے کر ڈرائیور کو باہر کھینچ لیا۔

"کک ـــــ کیا بات ہے ـــــ کون ہو تم" ـــــ ڈرائیور نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تم ٹرک میں لے کر آئے تھے۔ جلدی بتاؤ ـــــ ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا" ـــــ پول نے زخمی بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

پول کے ڈیل ڈول کے ساتھ ساتھ اس کا سخت گیر چہرہ اور اس پر اس کی غراہٹ نے سیدھے سادھے ڈرائیور پر ایسی دہشت طاری کر دی کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"وہ ہیلی پیڈ پر اترے ہیں" ـــــ ڈرائیور نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ہیلی پیڈ کہاں ہے وہ" ـــــ فیلر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ پیچھے دسویں کلومیٹر پر" ـــــ ڈرائیور نے جواب دیا۔ اور پول نے ایک جھٹکے سے اُسے چھوڑ دیا۔ اور وہ سب تیزی



سے دوبارہ کاروں میں سوار ہو گئے۔ دوسرے لمحے کاریں تیزی سے واپس مڑیں اور بے تحاشا دوڑتی ہوئیں پیچھے کی طرف گئیں۔

"ادھر سے مڑ جائیے" ـــــ پول نے کہا۔

اور فیلر نے پوری قوت سے سائیڈ روڈ پر سٹیرنگ کاٹ دیا۔ کار چیختی ہوئی مڑی۔ اور باقی کاریں بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے۔ وہاں چار ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ پول نے ایک بار پھر اپنی کارروائی دوہرائی تو اُسے پتہ چل گیا کہ دس منٹ پہلے بڑے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر ایک عورت اور آٹھ افراد پرواز کر گئے ہیں۔

"آؤ پول ـــــ ایمرجنسی بیگ لے آؤ۔ ہمیں اس ہیلی کاپٹر کو پکڑنا ہے" ـــــ فیلر نے چیخ کر کہا۔ اور پھر اس نے مارٹی کو بھی بلا لیا۔

اور وہ سب قریب کھڑے ایک ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑے پول کے ساتھیوں نے مشین گنیں نکال کر ارد گرد کا محاصرہ کر لیا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی اس کا پائلٹ موجود تھا۔ جسے دھکا دے کر ایک طرف کر دیا گیا ـــــ مارٹی نے پائلٹ سیٹ سنبھالی۔ جب کہ پول اور فیلر اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ پول کے پاس ایک بڑا سا بیگ بھی تھا جو اس کے ایک ساتھی نے اُسے دیا تھا۔

چند لمحوں بعد مارٹی نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔
"وہ یقیناً سڈنی کی طرف گئے ہوں گے۔ کینز ا جانے کے لئے انہیں ہیلی کاپٹر کی ضرورت نہ تھی" ——— فیلر نے کہا اور مارٹی نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا رخ سڈنی کی طرف موڑ دیا۔ ہیلی کاپٹر خاصا نیا تھا۔ اس لئے وہ اس کی رفتار بڑھانے لگا۔
"ریپنج گن جوڑ لو پول" ——— فیلر نے پول سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پول نے سر ہلاتے ہوئے بیگ کی زپ کھولی اور پھر تیزی سے ایک میزائل ریپنج گن کے پارٹس باہر نکال کر انہیں پھرتی سے جوڑنے میں مصروف ہو گیا۔
مارٹی انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو اڑائے لئے جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا آئل ٹینک بھرا ہوا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔ اور پھر کافی دیر بعد انہیں دور سے ایک ہیلی کاپٹر کا ہیولہ نظر آنے لگ گیا۔
"ہم نے پکڑ لیا ہے اسے باس" ——— مارٹی نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔
اس دوران پول نے ریپنج گن تیار کر کے اس میں میگزین فٹ کر لیا۔ اور پھر اس نے مڑ کر اس کی نال کھڑکی کے ساتھ سیٹ کر دی۔
"ابھی اسے چھپا لو پول ——— پہلے ہم انہیں چیک کریں گے۔ اس کمپنی کے اور بھی ہیلی کاپٹر ہیں" ——— فیلر نے کہا اور پول نے گن نیچے کر لی۔



مارٹی کے ہیلی کاپٹر کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اس لئے وہ آگے جانے والے ہیلی کاپٹر سے نزدیک ہوتا جا رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد دونوں ہیلی کاپٹر قریب قریب اڑنے لگے ——— آگے جانے والے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا۔ جب کہ ان کے باقی ساتھی پچھلے بند حصے میں تھے اس لئے انہیں نظر نہ آ رہے تھے۔
"باس فاداک نے کہا ہے کہ نیچے اتر جاؤ۔ آگے خطرہ ہے" قریب پہنچتے ہی فیلر نے سر باہر نکال کر پورا زور لگاتے ہوئے کہا۔
"ٹرانسمیٹر پر بات کرو ——— کیوں گلا پھاڑ رہے ہو" نوجوان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
"اوہ مارٹی ٹرانسمیٹر آن کرو" ——— فیلر نے مڑ کر قدرے شرمندہ سے لہجے میں مارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور مارٹی نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
"اب بات کرو ——— میرے خیال میں پہلی بار ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئے ہو" ——— نوجوان کی مضحکہ اڑانے والی آواز فیلر کے کانوں میں پڑی تو فیلر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس فقرے سے پول بھی بھڑک اٹھا۔ اس نے جلدی سے گن سیدھی کی۔ لیکن فیلر نے ہاتھ کی مدد سے اُسے پھر نیچے کر دیا۔
"باس نے کہا ہے کہ فوراً نیچے اتر جاؤ۔ پولیس کو تمہارے متعلق اطلاع مل چکی ہے۔ اور وہ فضائیہ کو حرکت میں لا رہی ہے"

فیلر نے ٹرانسمیٹر پر زوردار لہجے میں کہا۔

"باس کو تم جیسے احمقوں کو بھٹا کر ہیلی کاپٹر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ یہ اطلاع ٹرانسمیٹر پر بھی دے سکتا تھا"۔۔۔۔۔ نوجوان کا لہجہ اُسی طرح مضحکہ اڑانے والا تھا۔ اور فیلر کے اندر جیسے بم پھٹ پڑا۔ نوجوان کے مضحکہ اڑانے والے انداز کے ساتھ ساتھ اُسے احساس ہو گیا تھا کہ واقعی اس سے پے در پے حماقتیں ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔ وہ جو خود اپنے آپ کو انتہائی ذہین سمجھتا تھا۔ نجانے کیوں یک لخت احمق سا ہو گیا ہے۔

"پول فائر کر دو"۔۔۔۔۔ فیلر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور پول تو شاید اسی انتظار میں تھا۔ اس نے گن سیدھی کی اور پلک جھپکنے میں ٹریگر دبا دیا۔



"اس کمپنی کا ایک ہیلی کاپٹر ادھر ہی آ رہا ہے"
ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ اس کی رفتار خاصی تیز ہے"
ن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے تو کوئی چکر محسوس ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔ پیچھے بیٹھے ہوئے
ن شکیل نے کہا۔

"چکر محسوس نہیں ہو رہا۔ بلکہ ہے۔ بہرحال سب لوگ تیار ہو
ن صفدر تم اپنی گن سنبھال لو۔ ہمیں بہرحال محتاط رہنا چاہیئے"
ن نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک
ی ٹیکن چوڑی نال کا ریوالور نکال کر اپنی ران کے نیچے اس
دبا لیا کہ وہ اُسے فوری طور پر استعمال کر سکے۔ صفدر نے
یار کر لی۔ اور اس میں میگزین فٹ کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ان کے برابر آکر اڑنے لگا۔ اس میں تین افراد سوار تھے۔ پائلٹ کے ساتھ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جب کہ پچھلے حصے میں ایک لمبا تڑنگا آدمی موجود تھا ــــ یہ ہیلی کاپٹر عمران کے ہیلی کاپٹر سے چھوٹا تھا اور اسی وجہ سے تیز رفتار تھا۔

"باس فاراک نے کہا ہے کہ نیچے اتر جاؤ۔ آگے خطرہ ہے" پائلٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی نے سر باہر نکال کر زور سے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر پر بات کرو ــــ کیوں گلا پھاڑ رہے ہو"۔ عمران نے جواب میں چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے صفدر کو ہاتھ سے تیار رہنے کا اشارہ کر دیا۔ اس نے اس بولنے والے کے پیچھے لیٹے ہوئے لمبے تڑنگے آدمی کے ہاتھ میں ریپ گن دیکھ لی تھی ــــ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"اب بات کرو ــــ میرے خیال میں پہلی بار ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئے ہو" ــــ عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔ لیکن دراصل وہ اس طرح غصہ دلا کر اصل صورت حال کو سامنے لانا چاہتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔

عمران کے اس فقرے اور بولنے والے انداز سے اس لمبے تڑنگے آدمی کا چہرہ نمایاں طور پر غصے سے سرخ ہو گیا۔ اور اس نے ریپ گن سیدھی کی ــــ لیکن بولنے والے نے ہاتھ کے دباؤ سے اسے نیچے کر دیا تھا۔



باس نے کہا ہے کہ فوراً نیچے اتر جاؤ۔ پولیس کو تمہارے متعلق
ع مل چکی ہے اور وہ فضائیہ کو حرکت میں لا رہی ہے"
دمی نے زوردار لہجے میں ٹرانسمیٹر پر کہا۔
باس کو تم جیسے احمقوں کو بٹھا کر ہیلی کاپٹر بھیجنے کی کیا
ت تھی۔ وہ یہ اطلاع ٹرانسمیٹر پر بھی دے سکتا تھا"
ن نے اسی طرح مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔
اور اسی لمحے اس نے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کے بازو حرکت
تے دیکھے تو یک لخت ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا۔
رے لمحے ایک میزائل زائیں کی آواز کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر
اوپر سے گزر گیا ــــ اور اس سے پہلے کہ دوسرا فائر
نے پر ہوتا عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے وہ
گن بردار چیخ کر پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی
ہیلی کاپٹر ڈول سا گیا ــــ عمران کے چھوٹے پستول سے
والی راکٹ نما گولی اس لمبے تڑنگے کے سینے کے پار ہو
ئی۔ عمران کے ساتھ ہی صفدر کی انگلی بھی ٹریگر پر حرکت میں
تھی ــــ اور ایک بار پھر دھماکے سے وہ بولنے والا پائلٹ
ٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ہیلی کاپٹر کی رفتار انتہائی
ر دی۔ اور پھر اس نے دوسرے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے
س پلٹتے دیکھا۔
بس اتنی جلدی واپسی کا پروگرام بن گیا" ــــ عمران نے
اتے ہوئے کہا۔

"میزائل والا حربہ تو انتہائی خطرناک تھا" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر نشانے پہ لگ جاتا تو ہمارا واپسی کا سفر اب تک مکمل بھی ہو چکا ہوتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"یہ لوگ کس طرح یہاں تک پہنچ گئے" ـــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سب ہماری طرح احمق نہیں ہیں کہ اتنی مدت میں بھی اس جگہ تک نہیں پہنچ سکے جہاں نکاح خواں ہوتے ہیں چھوارے بٹتے ہیں ـــ کیوں تنویر" ـــــ عمران نے کہا۔ اور تنویر بجائے کیوں اس بات پہ ناراض ہونے کے ہنس پڑا۔

"تم اس حسرت کو دل میں لئے ایک دن قبر میں اتر جاؤ گے" تنویر نے کہا۔

"جو دل میں اتر جاتی ہے وہ قبر میں نہیں اترتی۔ کیوں جولیا۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں" ـــــ عمران نے شرارت بھرے انداز میں اس بار جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس تم دونوں کو تو یہی باتیں آتی ہیں۔ تم مشن کی بات کرو ہمیں تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ ہیڈ کوارٹر میں داخل کیسے ہوں گے۔ اور پھر اسے کیسے تباہ کرو گے ـــــ اس قدر بڑی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر مشین گن یا چھوٹے موٹے بموں سے تو تباہ ہونے سے رہا" ـــــ جولیا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔



کمال ہے۔ ہمارے پاس ایک ایسا بم ہے۔ جس کی طاقت ے سامنے ایٹم بم۔ ہائیڈروجن بم۔ آکسیجن بم۔ کلورین بم۔ صفدر کون کون سے بم ہوتے ہیں ـــــ بہرحال سب بم بچوں کے لونے ہیں اور پھر بھی تم پوچھ رہی ہو کہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر ے تباہ ہو گا" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس ایسا بم ـــــ ہمارے پاس تو نہیں ہے۔ البتہ ہارے تھیلے میں ہو تو میں کہہ نہیں سکتی" ـــــ جولیا نے حیرت رے لہجے میں کہا۔

اور چونکہ عمران نے یہ بات انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہی تھی۔ لئے سب ممبرز حیرت سے ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے تھے۔

"کاش میرے تھیلے میں ہوتا ـــــ بہرحال اس ہیلی کاپٹر میں ر موجود ہے" ـــــ عمران نے ایک لمبی ٹھنڈی سانس لیتے ئے کہا۔

"بکواس مت کرو ـــــ سیدھی طرح بتاؤ تم کس بم کی بات رہے ہو" ـــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حسن بم کی ـــــ جتنی طاقت حسن میں ہے دنیا کے کسی بم میں یں۔ اور اس کی طاقت کا اندازہ اس بھی لگا سکتی ہو کہ عورت سم حسن ہوتی ہے کہ آنکھ سے نکلا ہوا ایک آنسو پہاڑوں کو اپنی ے ہلنے بلکہ جوگنگ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کے علاوہ باقی سب افراد

کھلکھلا کر ہنس پڑے۔
"تمہاری یہی بکواس مجھے بُری لگتی ہے۔ اچھی خاصی سنجیدہ
کا کباڑا کر دیتے ہو"۔۔۔۔۔ جولیا نے غصے سے کہا۔ لیکن صاف
نمایاں تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی ہے۔ بحیثیت ایک عورت
وہ بہرحال اپنی تعریف پر خوش ہوئی تھی۔
"اگر میں بکواس چھوڑ دو تو پھر تو مسئلہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ تو
سے پوچھ کر بتاؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
"یو شٹ اپ۔۔۔۔۔ خواہ مخواہ بولے چلے جا رہے ہو"
تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ویسے عمران صاحب۔۔۔۔۔ مس جولیا کی بات تو ٹھیک ہے
آپ نے ابھی تک ہیڈ کوارٹر کے اندر جا کر تباہی کا کوئی آئیڈیا
نہیں دیا"۔۔۔۔۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔
"جس اندر کو میں نے دیکھا ہی نہ ہو اس اندر کی تباہی کا آئیڈیا
میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ اگر کہو تو نجوم سیکھنا شروع کر دوں"
عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"عمران کی بات درست ہے کیپٹن۔۔۔۔۔ نجانے ہیڈ کوارٹر
اندر سے کیسا ہو۔ اس لئے باہر سے کوئی منصوبہ بندی حماقت
کے سوا اور کچھ نہ ہو گی۔ موقع محل کی مناسبت سے جو کچھ ہو گا کر
لیا جائے گا"۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔
"تمہارے ہونے والے بچے خدا کرے ہزاروں برس بعد
ہوں۔ تم واقعی عقلمند ہو صفدر۔۔۔۔۔ اور جولیا تمہاری تو شرط



ہی ہے۔ پھر ہزاروں برس کے انتظار کی کیا ضرورت ہے"
ن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"عمران صاحب۔ پلیز۔۔۔۔۔ مجھے تو اس سلسلے میں معاف ہی رکھئے"
در نے ہنستے ہوئے کہا۔
"میں نے کیا میرے خدا نے معاف کیا۔ اگر کہو تو باقاعدہ تحریری
ی نامہ کسی اخبار میں چھپوا دوں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر
بار پھر ہنس پڑا۔
اُسی لمحے عمران بُری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے سامنے موجود
نسمیٹر کا بلب تیزی سے جلتے بجھتے دیکھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا
آن کر دیا۔
"ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔ فارک کمپنی۔ ہیلی کاپٹر نمبر تھری تو۔ ۔ن سڈنی
ٹ رینج سے بول رہا ہوں۔ تم کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں جانا
ہے"۔۔۔۔۔ ایک کاروباری سی آواز سنائی دی۔
"سپیشل ایگریکلچر جیٹی سائیڈ کوٹہ لینا ہے۔ سڈنی جانا ہے اوور"
ران نے جواب دیا۔
"اجازت نامے کا نمبر دوہراؤ اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے
چھا گیا۔
"سپیشل کوٹے کا اجازت نامہ نہیں ہوتا جناب۔۔۔۔۔ میں نے
پیشل کوٹہ کہا ہے۔ آپ اونچا تو نہیں سنتے اوور"۔۔۔۔۔ اس بار
ران نے تلخ لہجے میں کہا۔
"اوہ اچھا اچھا۔۔۔۔۔ او۔ کے۔۔۔۔۔ کہاں اترو گے اوور"۔

دوسری طرف سے خجالت بھرے انداز میں جواب دیا گیا۔ اور عمرا
مسکرا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا تاکہ دوسرا مزید نہ بو
سکے ـــــ وہ انسانی نفسیات کے مطابق ہی لوگوں کو ڈیل کرتا تھا
یہی وجہ تھی کہ کامیابی ہمیشہ اس کے قدم چومتی تھی۔

"باتھ ایونیو فاراک کمپنی کے ہیلی پیڈ پر ـــ کوٹھ وہیں سے لے
جانا ہے اوور" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب د

"او۔ کے اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گ
اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ
کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس ٹائپ کے مکالمے اُسے ان پ
سے بھی بولنے پڑے۔ کمپنی کے مخصوص ہیلی کاپٹر کی وجہ سے انہ
کچھ نہ کہا گیا۔ اور عمران سٹنی شہر پر پرواز کرنے لگا۔

"خانے سے نقشہ نکالو صفدر ـــ باتھ ایونیو ڈھونڈھنا ہوگا"
عمران نے نیچے پھیلے ہوئے وسیع و عریض شہر کو دیکھتے ہوئے ک
اور صفدر نے ہیلی کاپٹر کے ایک کھلے خانے میں رکھا ہوا تہ
شدہ نقشہ نکال کر اپنے گھٹنوں پر پھیلا دیا۔ باتھ ایونیو پر پہلے ہی
گول دائرہ لگا ہوا تھا۔

عمران نے نقشے کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر وہ نیچ
پرواز کرکے شہر کی سڑکوں اور عمارتوں کو پہچاننے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک عمارت کو پہچان گیا اور اس کے بعد
باتھ ایونیو کے ہیلی پیڈ تک پہنچنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔



باتھ ایونیو کا ہیلی پیڈ خاصا وسیع تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر نیچے
راہی تھا کہ دو بڑی بڑی کاریں ایک سائیڈ پر بنی ہوئی عمارت
سے باہر نکلیں اور سیدھی ہیلی کاپٹر کے ساتھ آکر رک گئیں۔ ایک
جوان تیزی سے باہر آ گیا۔

"مجھے مارسلانو کہتے ہیں ـــ آپ میں عمران صاحب کون ہیں۔
س فاراک نے مجھے کال کر کے صورت حال بتا دی تھی۔ اور ہم
ندت سے منتظر تھے" ـــــ اس نوجوان نے باہر نکلتے ہوئے
مران سے ہی مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے ہیلی کاپٹر سوار اور اب خاکسار کو ہی علی عمران کہتے ہیں۔
ارسٹو صاحب" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مارسلانو جناب ـــ آیئے ادھر کاروں میں آجایئے۔ میں آپ کو
حفوظ مقام پر پہنچا دوں۔ باس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے بتایا
ہے کہ الاسکا ہیلی پیڈ سے ایک اور ہیلی کاپٹر جبری اغوا کیا گیا ہے۔
کچھ لوگ شاید آپ کا پیچھا کر رہے ہیں" ـــ مارسلانو نے تیز تیز
لہجے میں کہا۔ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی پُرجوش دکھائی دے
رہا تھا۔ یا پھر اس کی فطرت ہی ایسی تھی۔

"اس کی فکر نہ کرو ـــ میں نے اُسے سمجھا بجھا کر واپس بھیج دیا
ہے۔ میں نے اُسے بتایا کہ اچھے بچے شام کے بعد گھر سے نہیں
نکلتے" ـــــ عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور مارسلانو حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ شاید وہ عمران
کی ٹائپ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی دونوں کاروں میں لد کر ہیلی پیڈ سے باہر نکلے۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک رہائشی کالونی میں پہنچ گئے۔

نوجوان مارسلانو انہیں ایک خاصی بڑی کوٹھی میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کوٹھی میں ہر چیز وافر مقدار میں موجود تھی۔ اور پورچ میں دو کاریں بھی موجود تھیں۔

"واہ ۔۔۔ ایسا خوب صورت گھر ہو۔ تو گھر والی کی ضرورت بڑھ جاتی ہے" ۔۔۔ عمران نے ایک صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

"تو لے آؤ گھر والی ۔۔۔ تمہیں کس نے منع کیا ہے" ۔۔۔ جولیا نے جھلائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لے تو آتا ہوں۔ لیکن وہ گھر میں آکر بھی گھر والی نہیں بنتی۔ کیوں تنویر" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا تو جھینپ گئی البتہ تنویر برا سا منہ بنا کر اٹھ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

اسی لمحے نزدیکی میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ عمران نے صرف ایک لفظ کہنے پر ہی اکتفا کیا

"فاراک بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ آپ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ مجھے بے حد فکر تھی۔ کیونکہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک گروپ ٹرک ڈرائیور سے ہیلی پیڈ کا پتہ پوچھ کر ہیلی پیڈ پر پہنچا۔ اور پھر زبردستی ایک ہیلی کاپٹر لے کر آپ کے پیچھے اڑا تھا ۔۔۔ میں نے تحقیقات



کی ہیں تو پتہ چلا کہ یہ الاسکا کے ایک خطرناک مجرم پول کا گروپ ہے۔ اس لئے میں نے سڈنی میں مارسلانو کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ آپ کو ہیلی پیڈ سے لے کر مناسب جگہ پہنچا دے" ۔۔۔ فاراک نے کہا۔

"واقعی بے حد مناسب جگہ ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ تمہارا ہیلی کاپٹر اب تک الاسکا کے آس پاس کہیں پہنچ گیا ہوگا۔ تلاش کر لو ۔۔۔ میں نے صرف اس میں موجود دو آدمیوں کو گولی ماری۔ ورنہ میں چاہتا تو ہیلی کاپٹر کے ہی پرخچے اڑا دیتا۔ لیکن اس طرح تمہیں نقصان ہوتا" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ شکریہ جناب ۔۔۔ اب مزید میرے لئے کیا حکم ہے" فاراک نے کہا۔

"تم اب ہم سے کوئی رابطہ نہ رکھو۔ ہوسکتا ہے میں یہ کوٹھی بھی جلد چھوڑ دوں۔ کیونکہ مجرم تمہارے ذریعے بھی یہاں تک پہنچ سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ ویسے بے فکر رہیں وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ویسے سڈنی میں آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ مارسلانو کو فون کر کے کہہ دیں وہ سب بندوبست کر دے گا۔ میں نے اسے ہدایات دے دی ہیں ۔۔۔ اس کا فون نمبر کوٹھی والے فون نمبر سے ایک نمبر زیادہ ہے۔ اس فون نمبر کا آخری ہندسہ ایک ہے۔ بس اسے دو کر دیں تو مارسلانو کا فون نمبر ہو جائے گا۔ گڈ بائی" فاراک نے کہا اور عمران نے بھی گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

سیکرٹ سروس کے باقی ممبران خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران رسیور رکھے چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے فون کے ساتھ پڑی ہوئی فون ڈائریکٹری اٹھائی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی نظریں ایک سطر پر جم گئیں۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فون ڈائریکٹری بند کر کے رکھی اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سٹارک کلب" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر سٹارک سے بات کرائیں۔ میں انٹیلی جنس چیف بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ـــــ یس سر ـــــ ہولڈ کیجئے"

دوسری طرف سے لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"یس سٹارک بول رہا ہوں" ـــــ چند لمحوں بعد کلک کی آواز کے ساتھ ہی ایک بھاری سی آواز رسیور میں گونجی۔

"مسٹر سٹارک ـــــ میں انٹیلی جنس چیف فریدی بول رہا ہوں۔ ہمارے پاس ایک ایسی اطلاع پہنچی ہے۔ جس سے آپ کی حیثیت خاصی مشکوک ہو گئی ہے۔ کیا آپ اس سلسلے میں مجھے ملیں گے تاکہ مکمل وضاحت ہو سکے" ـــــ عمران نے کہا

"اوہ سر ـــــ یہ اطلاع لازماً غلط ہے۔ میں وضاحت کر دوں گا جناب ـــــ میں ملاقات کے لئے حاضر ہوں۔ جہاں آپ کہیں۔



سر میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا" ـــــ سٹارک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

اور اس کے آخری فقرے نے عمران کی آنکھوں میں چمک پیدا کر دی۔ اس کا نشانہ بہترین رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــــ آپ ایسا کریں کہ سانگل سٹریٹ کی کوٹھی نمبر پچیس میں آجائیے۔ میں وہاں آپ کا منتظر رہوں گا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ ملاقات خفیہ رہنی چاہیئے" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس سر یس سر ـــــ میں سمجھتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے سٹارک نے کہا۔ اور عمران نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی ـــــ شکار خود ہی چل کر یہاں آرہا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ہے کون ـــــ کچھ اس کا اتہ پتہ بھی تو معلوم ہو" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے انہیں اس فائل کے متعلق بتایا جو فارگر کے سنٹر میں اس نے دیکھی تھی۔ جس سے اسے پتہ چلا تھا کہ سڈنی سنٹر کا انچارج سٹارک کلب کا مالک سٹارک ہیڈ کوارٹر میں جانے اور سامان لے جانے کا کوئی سپیشل وے جانتا ہے" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن حلقہ موت کو ہمارے سڈنی پہنچنے کی اطلاع تو لازماً مل گئی ہو گی۔ اور اگر یہ سٹارک سڈنی سنٹر کا انچارج ہے تو پھر یقیناً اسے بھی ہمارے متعلق بریف کر دیا گیا ہو گا ـــــ ایسی صورت میں اس

کوٹھی کا پتہ بتانا خودکشی ہی ثابت نہ ہو" ـــــ جولیا نے کہا۔

"گڈ ـــ واقعی مجھے اس کا تو خیال ہی نہ آیا۔ بہرحال اب تو بتا چکا ہوں۔ اب جو کچھ ہو گا بھگتنا پڑے گا۔ البتہ اب یہ ہو سکتا ہے کہ آپ لوگ کوٹھی سے باہر رہ کر اس کوٹھی کی نگرانی کریں میں اندر اکیلا رہوں گا۔ تاکہ اگر واقعی جولیا کے خیال کے مطابق کوئی گڑبڑ ہو تو اُسے سنبھالا جا سکے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی یہ خاص عادت تھی کہ اگر اس سے کوئی کوتاہی سرزد ہو جاتی تھی تو وہ فوراً اس کا اقرار کر لیتا تھا۔ اور بے جا ضد پر نہ اترتا تھا۔ جولیا کا خیال درست ہو سکتا تھا۔ ایسی صورت میں واقعی ان کے لئے شدید خطرہ پیدا ہو سکتا تھا۔

سارے ممبر سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور پھر ایک ایک کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔



دَرْوَازَہْ کھلتے ہی ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اور اس نے یز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر لیکن خاصے صحت مند جسم کے الک کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو فنشر" ـــــ ادھیڑ عمر نے باوقار لہجے میں کہا۔ اور نوجوان اموشی سے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بٹھ گیا۔

"ہیڈ کوارٹر سے چیف باس کی ابھی ابھی کال آئی ہے۔ انہوں نے تایا کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے ے لئے سڈنی پہنچ گئی ہے ـــــ یہ گروپ ایک عورت اور آٹھ مردوں شتمل ہے۔ انہیں راستے میں ہر جگہ روکنے کی کوشش کی گئی۔ ن یہ ہر جگہ سے بچ کر یہاں پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا ہر ان کی کوئی شناخت یں ہے۔ کیونکہ یہ نجانے کس میک اپ میں ہوں۔ چیف باس

نے ان کے خلاف کے احکامات دیئے ہیں کہ انہیں ہر صورت میں اور ہر قیمت پر تلاش کر کے ہلاک کر دیا جائے" ـــ ادھیڑ عمر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس ـــ آخر اتنے بڑے شہر میں ہم انہیں کیسے تلاش کریں گے۔ اس کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے" ـــ فنشر نے کہا۔

"مجھے باس نے بتایا تھا کہ یہ لوگ الاسکا سے بذریعہ ہیلی کاپٹر یہاں پہنچے ہیں اور انہوں نے فاراک بیسٹی سائیڈ کمپنی کا ہیلی کاپٹر استعمال کیا ہے ـــ الاسکا سنٹر کا چیف نیلر اور اس کے ایک ساتھی پول نے ہیلی کاپٹر پر ان کا تعاقب کیا۔ لیکن انہوں نے دونوں کو ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اور نیلر کا نائب مارٹی ان کی لاشیں لے کر واپس پہنچا۔ اور اس نے چیف باس کو اطلاع دی ـــ اس پر چیف باس نے کہا ہے کہ اس کمپنی کا سٹنگی میں اڈہ تلاش کیا جائے شاید اس کے ذریعے کوئی کلیو مل جائے" ـــ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"فاراک بیسٹی سائیڈ کمپنی ـــ اوہ باس ـــ میں اس کے یہاں کے انچارج کو جانتا ہوں۔ اس کا نام مارسلانو ہے۔ اس کا دفتر چیف روڈ پر ہے۔ خاصا ہوشیار۔ ذہین اور پھرتیلا آدمی ہے۔ اور جہاں تک اس کے متعلق افواہ ہے وہ زیر زمین سرگرمیوں میں بھی ملوث ہے ـــ اگر اسے پکڑ لیا جائے تو شاید کوئی کلیو مل جائے" ـــ فنشر نے کہا۔



"گڈ ـــ یہ بہت اچھا رہے گا۔ تم فوراً اسے پکڑو اور اس سے معلومات حاصل کرو۔ جس طرح چاہو یہ ہیڈ کوارٹر کی سلامتی کا مسئلہ ہے۔ اس لئے کسی رو رعایت کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے کب رپورٹ دو گے" ـــ ادھیڑ عمر نے کہا۔

"باس ایک گھنٹے بعد میں آپ کو رپورٹ دوں گا" نشر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں منتظر رہوں گا" ـــ باس نے کہا۔ اور فنشر سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ادھیڑ عمر نے سامنے پڑی ہوئی فائل کھولی اور اس میں موجود کاغذات کے مطالعے میں مصروف ہو گیا ـــ چند لمحوں بعد ہی میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ادھیڑ عمر باس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــ اس کا لہجہ کرخت تھا۔

"باس ـــ میں کلب کاؤنٹر سے بول رہی ہوں۔ انٹیلی جنس چیف کا فون ہے وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" ـــ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"انٹیلی جنس چیف ـــ اوہ ـــ بات کراؤ" ـــ ادھیڑ عمر باس کے چہرے کے عضلات یک لخت کھچ گئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔

"بات کریں باس لائن آن ہے" ـــ دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی کلک کی

آواز سنائی دی۔
"یس ____ سٹارک بول رہا ہوں" ____ ادھیڑ عمر باس نے کلک کی آواز ابھرتے ہی کہا۔ اور پھر وہ انٹیلی جنس چیف سے بات کرتا رہا۔ جب کال ختم ہو گئی۔ تو اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا ____ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اس کا کلب اور وہ خود ایسے کاموں میں ملوث تھا۔ کہ انٹیلی جنس ان کے خلاف حرکت میں آسکتی تھی۔ لیکن اُسے یہ کام کرتے ہوئے بیس سال گزر گئے تھے۔ اور آج تک انٹیلی جنس کو ہوا نہ لگی تھی ____ اور آج اچانک انٹیلی جنس کو نہ صرف اس کے متعلق کوئی اطلاع ملی تھی بلکہ انٹیلی جنس چیف نے براہِ راست اس سے بات بھی کی تھی۔ اور سٹارک نے جان بوجھ کر ایسے فقرے کہے تھے جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ انٹیلی جنس چیف کو رشوت دے گا ____ اور اس کی توقع کے عین خلاف چیف نے اس کا اشارہ بھی سمجھ لیا اور اُسی کی پرائیویٹ کوٹھی میں ملاقات کی دعوت بھی دے دی۔ بات اس کے حلق سے نہ اترتی تھی۔ انٹیلی جنس کا کوئی انسپکٹر وغیرہ ایسا کرتا تو شاید وہ اس کی زیادہ پرواہ نہ کرتا۔ لیکن بذاتِ خود چیف والی بات سے اُسے شبہ ہو رہا تھا۔ کہ کہیں نہ کہیں کوئی کانٹا موجود ہے ____ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اچانک اُسے ایک خیال آگیا۔ اس کا ایک دوست مرکزی وزارت داخلہ کے ایک اہم عہدے پر فائز تھا۔ وہ نہ صرف اس کے کلب کا مستقل ممبر تھا بلکہ اس سے اس کے ذاتی دوستانہ تعلقات بھی



تھے۔ اس نے سوچا کہ اُسے لازماً انٹیلی جنس چیف کے متعلق معلوم ہوگا۔ چونکہ انٹیلی جنس وزارت داخلہ کے تحت ہی آتی تھی۔
اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔
"یس" ____ دوسری طرف سے کلب آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
"راجہ مٹکاف اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت داخلہ سے بات کراؤ" ____ سٹارک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس باس" ____ دوسری طرف سے کہا گیا اور سٹارک نے رسیور رکھ دیا۔
تھوڑی دیر بعد گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔
"جناب راجہ مٹکاف سے بات کیجئے" ____ آپریٹر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی۔
"ہیلو مٹکاف ____ میں سٹارک بول رہا ہوں سٹارک کلب سے" ____ سٹارک نے بے تکلفانہ لہجے میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔
"اوہ سٹارک ____ خیریت" ____ دوسری طرف سے مٹکاف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ کیونکہ سٹارک نے آج سے پہلے کبھی اسے اس طرح فون نہ کیا تھا۔
"ہاں خیریت ہی ہے۔ ایک بات تو بتاؤ۔ یہ آج کل انٹیلی جنس کا چیف کون ہے" ____ سٹارک نے کہا۔

"انٹیلی جنس کا چیف ــــ کیوں ــــ تمہیں اس کی کیا ضرورت آن پڑی" ــــ مٹکاف کے لہجے میں اور بھی زیادہ حیرت ابھر آئی۔

"ایک ضروری مسئلہ ہے۔ بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم بتاؤ کہ کون صاحب ہیں" ــــ سٹارک نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"انٹیلی جنس کے چیف ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر میسی ہیں۔ لیکن وہ تو آج کل ایک نجی دورے پر ملک سے باہر ہیں" مٹکاف نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ اس لئے تو میں پوچھ رہا تھا۔ ابھی ابھی ایک فون آیا ہے کہ میں انٹیلی جنس چیف فریدی بول رہا ہوں۔ تمہارے متعلق ہمیں ایک خفیہ اطلاع ملی ہے۔ جس کے تحت تمہیں گرفتار کیا جا سکتا ہے ایک لاکھ ڈالر اکٹھے کر کے رکھ لو کل ہمارا آدمی آ کر لے جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا ــــ میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا چکر ہے۔ اس لئے تمہیں فون کیا تھا تاکہ تصدیق ہو سکے۔ اب پتہ چل گیا کہ کسی نے مجھے تنگ کرنے کے لئے شرارت کی ہے" سٹارک نے جان بوجھ کر اصل بات بتلانے کی بجائے گول مول سا جواب دیا۔

"ہاں واقعی یہ تمہارے کسی دوست کی شرارت ہی ہو سکتی ہے ورنہ ایسا ہونا تو ویسے بھی ناممکن ہے" ــــ مٹکاف نے جواب دیا۔

"او۔ کے ــــ تکلیف دہی کا شکریہ ــــ آج رات کلب میں ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی" ــــ سٹارک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج



اٹھی۔ سٹارک نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــ سٹارک کے لہجے میں ہلکی سی کرختگی تھی۔

"فشر بات کرنا چاہتے ہیں" ــــ دوسری طرف سے لیڈی ٹیلیفون آپریٹر نے کہا اور سٹارک چونک پڑا۔

"یس ــــ بات کراؤ" ــــ سٹارک نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر کلک کی آواز کے ساتھ ہی فشر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو باس ــــ میں فشر بول رہا ہوں۔ میں آپ کو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔ ہم نے مارسلانو کو گھیر لیا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں مارسلانو زبان کھولنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے بتایا ہے کہ اپنے چیف جان فاراک کی ہدایت پر کمپنی کے ہیلی پیڈ سے ایک عورت اور چھ مردوں کے ایک گروپ کو کاروں میں لاد کر ساگل سٹریٹ کی کوٹھی نمبر پچیس میں چھوڑ آیا ہے ــــ ان کے لیڈر کا نام علی عمران ہے۔ اس نے ان سب کے حلیے بھی تفصیل سے بتائے ہیں" ــــ فشر نے چہکتے ہوئے کہا۔

"گڈ ــــ تم تو واقعی بے حد تیز نکلے ہو۔ ویسے اس کوٹھی کا پتہ میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ابھی کسی آدمی کو بھیج کر اس کوٹھی کی نگرانی کراؤ۔ تاکہ اس گروپ کی نقل و حرکت کے متعلق پوری تفصیلات معلوم ہو سکیں" ــــ سٹارک نے کہا۔

"کسی آدمی کو بھیج کر نگرانی ــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس ہم اس کوٹھی پر ریڈ کرتے ہیں۔ اور اس گروپ کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ نگرانی کی کیا ضرورت ہے" ــــ فشر نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"تمہارا خون گرم ہے فنشر —— اس لئے تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے جو گروپ پاکیشیا سے چل کر سٹڈنی پہنچ گیا ہے۔ اور جسے قدم قدم پر روکنے اور ختم کرنے کی سر توڑ کوششیں کی گئی ہیں —— لیکن وہ یہاں تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اور جس کے متعلق ٹاپ ہیڈ کوارٹر کا چیف باس اس قدر متفکر ہے۔ وہ مٹی کے تیلوں پر مشتمل تو نہیں ہے کہ ہم ریڈ کریں گے اور انہیں مار ڈالیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے سے چوکنا ہو اور ہمارے ریڈ ہوتے ہی نکل جائے۔ اس کے بعد اس کو دوبارہ کیسے ڈھونڈھیں گے" سٹارک نے سخت لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس باس —— آپ واقعی انتہائی سمجھ دار ہیں۔ لیکن کسی آدمی کو بھیجنے کی بجائے ان کی اہمیت کے پیش نظر میں خود نگرانی لئے جاتا ہوں۔ میں آپ کو ایک گھنٹے بعد رپورٹ دوں گا" فنشر نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔ تمہاری رپورٹ کے مطابق ان کے خلاف کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر دوں گا" —— سٹارک نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

اب یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ جس کوٹھی کا پتہ اس نقلی انٹیلی جنس چیف نے دیا ہے وہاں یہ گروپ مقیم ہے۔ لیکن سٹارک اب اس بات پر حیران تھا کہ انہوں نے فوراً سٹارک کو کس طرح تلاش



کہ وہی یہاں کے سنٹر کا انچارج ہے۔ ان کے پاس ایسی کون سی معلومات تھیں۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار رسیور اٹھا لیا۔

"یس آپریٹر" —— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سانگل سٹریٹ کی کوٹھی نمبر پچیس کا فون نمبر ٹریس کر کے مجھے دو اور میری لائن ڈائریکٹ کر دو" —— سٹارک نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس —— ہولڈ کیجئے" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد لیڈی آپریٹر نے فون نمبر بتانے کے ساتھ لائن ڈائریکٹ کر دی۔

لائن ڈائریکٹ ہوتے ہی فون کے نچلے حصے میں سرخ رنگ کا بلب جل اٹھتا تھا۔ اس لئے فوراً پتہ چل جاتا تھا کہ لائن ڈائریکٹ ہوئی ہے یا نہیں —— سٹارک نے بلب جلتے ہی نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ ایک بار گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو —— انٹیلی جنس چیف سے بات کرائیں۔ میں سٹارک بول رہا ہوں" —— سٹارک نے دوسری طرف سے رسیور اٹھتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس —— میں انٹیلی جنس چیف بول رہا ہوں۔ تم ابھی تک پہنچے نہیں" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر۔ اسی لئے تو میں نے فون کیا ہے۔ آپ کے فون آنے

سکے فوراً بعد اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت داخلہ راجر مشکاف صاحب اچانک تشریف لے آئے۔ مجبوراً ان کی وجہ سے بیٹھنا پڑا۔ وہ ابھی ذرا باتھ روم میں گئے ہیں تو میں آپ کو فون کر رہا ہوں۔ ان کے جاتے ہی میں حاضر ہو جاؤں گا" ——— سٹارک نے کہا۔

"اب میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ میں تمہیں پھر فون کر دوں گا" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سٹارک کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی ——— اُسے یقین تھا کہ اب یہ گروپ یہاں سے بھاگے گا اور اس طرح فشر آسانی سے ان کا نیا پتہ معلوم کر لے گا۔ کیونکہ اُسے فشر کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا۔ اس نے یہ فون اسی لئے کیا تھا۔ تاکہ فشر کو اندر داخل ہونے کے خطرے سے بچایا جا سکے ——— اور اس نے جان بوجھ کر راجر مشکاف کا نام اور عہدہ کا ذکر کیا تھا تاکہ یہ جعلی انٹیلی جنس چیف گھبرا کر وہاں سے بھاگے۔

اب وہ بڑے مطمئن انداز میں فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ کافی وقت گزر گیا تو دروازہ کھلا اور سٹارک نے چونک کر سر اٹھایا۔ دروازے سے فشر داخل ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا فشر" ——— سٹارک نے چونکتے ہوئے کہا۔ فشر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ ناکام رہا ہے۔

"باس ——— کوٹھی تو خالی پڑی ہوئی ہے۔ وہ لوگ غائب ہیں" فشر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"غائب ہیں ——— تم کب وہاں پہنچے تھے" ——— سٹارک نے



ی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی دس منٹ پہلے وہاں سے سیدھا آ رہا ہوں" ر نے جواب دیا۔

"دس منٹ پہلے ——— لیکن تم سے بات ہوئے تو تقریباً پون گھنٹہ چکا ہے" ——— سٹارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس ٹریفک بلاک میں کار پھنس گئی تھی۔ اس لئے لیٹ ہو ا تھا" ——— فشر نے جواب دیا۔ اور سٹارک نے بے اختیار سر پکڑ ۔ اندازے کی ذرا سی غلطی کی وجہ سے وہ اہم ترین کلو ہاتھ سے ہی گنوا بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا باس ——— کیا کوئی خاص بات ہے" ——— فشر نے سٹارک کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

اور سٹارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پہلی کال سے ی کال تک کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ باس ——— اگر آپ اس طرح کال نہ کرتے تو وہ یقیناً نہ ہوتے۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ میں جلد ہی انہیں تلاش لوں گا۔ میں نے مارسلا نو سے ان کی شناخت کی مخصوص نشانیاں لوم کر لی ہیں" ——— فشر نے سٹارک کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

سٹارک کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار نمایاں گئے۔

"لیکن فشر مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک نیا گروپ نی میں آج داخل ہوتا ہے۔ اور آج ہی وہ براہِ راست نہ صرف

مجھے کال کرتا ہے بلکہ بطور انٹیلی جنس چیف مجھے دھمکی بھی دیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ بات بھی جانتا ہے کہ میں حلقہ موت سنڈ کا انچارج ہوں اور کسی ایسے کام میں بھی ملوث ہوں جس سے انٹیلی جنس دلچسپی لیتی ہے ــــ حالانکہ ہمیں بیس سال ہو گئے ہیں سنڈ نی میں آج تک کسی کو علم نہیں ہو سکا کہ ہمارا کس گروپ سے کیا تعلق ہے۔ یہ بات کیا ظاہر کرتی ہے" ــــ شارک نے کہا۔

"باس ــــ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں آپ کے متعلق مکمل معلومات حاصل ہیں اور جہاں تک اس کال کا مطلب میں سمجھا ہوں۔ وہ آپ کو اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ایک سادہ سا طریقہ استعمال کیا ــــ اگر آپ ذہانت سے کام نہ لیتے تو سیدھے ان کے جال میں جا پھنستے" ــــ فشر نے جواب دیا۔

"مجھے اغوا کرنا چاہتے ہیں ــــ کیوں ــــ آخر کیوں" ــــ شارک نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا

"اس کیوں کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں۔ لیکن بہرحال جب تک یہ سب ہلاک نہ ہو جائیں آپ کو ان سے خفیہ رہنا ہو گا" فشر نے کہا۔

"یو شٹ اپ ــــ اب شارک ان سے ڈر کر چھپ جائے گا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تم فوراً ان کا پتہ چلاؤ۔ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں مارنا پسند کروں گا" ــــ شارک نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس" ــــ فشر نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

چونکہ وہ شارک کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ انتہائی مشتعل مزاج آدمی تھا۔ ذرا سا غصہ آنے پر بعض اوقات اپنے قریبی ساتھیوں کو بھی ہلاک کرنے سے نہ چوکتا تھا۔

"اب تم جاؤ۔ اور کام کرو ــــ میں تمہاری طرف سے کامیابی کی رپورٹ چاہتا ہوں۔ منہ لٹکا کے میرے پاس مت آنا" شارک نے بدستور بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور فشر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

شارک کا چہرہ ابھی تک غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ بیٹھا دانت پیس رہا تھا۔ فشر کی بات نے اس کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ اگر یہ بات فشر کی بجائے کسی اور نے کی ہوتی تو اب تک وہ اسے لاش میں تبدیل کر چکا ہوتا ــــ لیکن فشر اس کا نمبر ٹو بھی تھا۔ اور وہ فشر کی صلاحیتوں کے متعلق بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے مجبوراً خاموش ہو رہا تھا۔ ایک بار تو اس کو خیال آیا کہ وہ شام کو حسب دستور کلب میں جانے کا پروگرام منسوخ کر دے۔ لیکن پھر اس نے اپنا یہ خیال رد کر دیا۔ کیونکہ اس طرح فشر کی بات درست ثابت ہو جاتی اور وہ ہرگز ایسا نہ کرنا چاہتا تھا۔

عمران نے واقعی کوٹھی کا پتہ دے کر بہت بڑی حماقت کر چکی تھی۔ اور اس حماقت کی وجہ سے وہ خاصا بے چین تھا۔ لیکن اُسے صرف یہ خیال تھا کہ اگر اس کا سادہ سا داؤ چل گیا تو سٹارک خود چل کر اس کے قبضے میں آجائے گا۔ اس لئے وہ کوٹھی کے اندر موجود تھا ــــ لیکن جب کافی دیر تک سٹارک نہ آیا۔ اور نہ ہی باہر سے کسی نے کسی قسم کی نگرانی کی کوئی اطلاع دی تو عمران سوچنے لگا کہ سٹارک آخر کیوں اب تک نہ پہنچا کیا اُسے واقعی شک ہو گیا ہے۔ لیکن اگر شک ہو گیا ہے تو پھر اب تک اُسے کوٹھی پر ریڈ کرنا چاہئیے کیونکہ یہ تو اُسے اچھی طرح علم تھا کہ سٹارک سڈنی میں حلقہ موت کا انچارج ہے ــــ اور یقیناً اس نے ایسا گروپ بنا رکھا ہو گا جو اس قسم کے کاموں میں ملوث رہتے ہیں تو پھر شک کے باوجود اس نے اب تک ریڈ یا نگرانی کیوں نہیں کی اس بات کا جواب اُسے نہ مل رہا تھا۔



ابھی وہ بیٹھا یہی کچھ سوچ رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" ہیلو ــــ انٹیلی جنس چیف سے بات کرائیں۔ میں سٹارک بول رہا ہوں " ــــ رسیور اٹھاتے ہی اس کے کانوں میں سٹارک کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ گیم غلط ہو چکی ہے۔

" یس ــــ میں انٹیلی جنس چیف بول رہا ہوں۔ تم ابھی تک پہنچے نہیں " ــــ عمران نے بدستور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

لیکن دوسری طرف سے جس انداز میں بات کی گئی اور جس طرح وزارت داخلہ کے اسسٹنٹ سیکرٹری کا حوالہ دیا گیا۔ اس سے عمران سمجھ گیا کہ اس کے نقلی انٹیلی جنس چیف ہونے کا پول کھل چکا ہے ــــ چنانچہ اس نے یہ کہہ کر اب میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ میں تمہیں پھر فون کروں گا۔ رسیور رکھ دیا۔ اب اس کوٹھی میں رہنا ہر لحاظ سے خطرناک تھا۔ لیکن فوری طور پر اُسے کوئی ایسی جائے پناہ سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ جہاں وہ اطمینان سے چند دن گزار سکے ــــ ہوٹل میں جانا تو حماقت ہی تھا۔ وہ ذہن پر زور دیتا رہا اور پھر اچانک جیسے جھماکا ہوتا ہے، اس طرح اس کے ذہن میں ایک نام آگیا۔ ڈاکٹر منہاس۔

" ارے ہاں ــــ ڈاکٹر منہاس بھی تو سڈنی میں ہیں۔ اوہ ویری گڈ " عمران نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر گھمائے۔

" یس ــــ انکوائری پلیز " ــــ دوسری طرف سے آپریٹر کی

آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر منہاس کا فون نمبر چاہیئے۔ وہ اس وقت جہاں بھی ہو مجھے فوری ان سے بات کرنی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اُسے یہاں کی انکوائری کا علم تھا کہ وہ ایسی خدمات اپنے صارفین کو مہیا کرتی ہیں کہ مطلوبہ آدمی جہاں بھی ہو اُسے تلاش کر کے اس کا نمبر مہیا کرتے ہیں۔

"آپ کا فون نمبر"۔۔۔ آپریٹر نے پوچھا۔ اور عمران نے فون نمبر بتا دیا۔

"ہم انہیں ٹریس کر کے آپ کو فون کر دیتے ہیں"۔۔۔ آپریٹر نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

ڈاکٹر منہاس سر داور کے چھوٹے بھائی تھے۔ اور کافی عرصے سے یہاں کی نیشنل لیبارٹری کے انچارج کے طور پر کام کر رہے تھے۔ عمران سے ان کی خاصی بے تکلفی تھی۔ کیونکہ وہ عمران کے ہم عمر تھے۔ اور ان کا خاصا وقت اکٹھا گزرا تھا۔۔۔ ڈاکٹر منہاس نے اب تک شادی نہ کی تھی۔ گذشتہ سال وہ سٹنی سے پاکیشیا آئے تھے۔ تو عمران سے ان کی خاصی طویل ملاقاتیں رہی تھیں۔

چند لمحوں بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"انکوائری آپریٹر۔۔۔ آپ نے ڈاکٹر منہاس کا رابطہ نمبر مانگا تھا"۔۔۔ دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر نے کہا۔

"ہاں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ فون نمبر نوٹ کیجئے"



آپریٹر نے ایک نمبر دوہرایا۔

"ان کی رہائش گاہ کا پتہ بھی بتا دیجئے۔ میں یہاں نیا آیا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ایگل اسکوائر تھرٹی ون"۔۔۔ آپریٹر نے کہا اور عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اس کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا اور اس نے سر سے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو واپس آنے کا اشارہ کیا۔ چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے سب ساتھی اندر آ گئے۔

"جلدی سے اپنے بیگ سے لے لو۔ ہم نے فوراً اس کوٹھی کو چھوڑنا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور وہ سب اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

چند لمحوں بعد وہ عمارت میں موجود دو کاروں میں سوار کوٹھی سے باہر سڑک پر موجود تھے۔ عمران نے کوٹھی کا پھاٹک بند کر دیا تھا۔ اور پھر اس نے اپنی کار آگے بڑھا دی۔۔۔ سٹنی وہ پہلے بھی کئی بار آ چکا تھا۔ اس لئے اس کی سڑکیں اس کے لئے نئی نہ تھیں۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ شہر کے انتہائی شمالی علاقے میں داخل ہو گئے۔ اس طرف اعلیٰ سرکاری افراد کی رہائش گاہیں تھیں۔ اور اس علاقے کو ایگل اسکوائر کہا جاتا تھا۔ خاصی جدید قسم کی کوٹھیاں تھیں۔۔۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد عمران نے تھرٹی ون نمبر کی رہائش گاہ تلاش کر لی۔ یہ ایک خاصی بڑی اور جدید انداز کی کوٹھی تھی۔ اس نے کار گیٹ کے

سامنے روک دی ۔ دوسری کار جسے صفدر چلا رہا تھا وہ بھی اس کے پیچھے رک گئی ۔ کوٹھی کے گیٹ پر لگی ہوئی نیم پلیٹ پر ڈاکٹر منہاس کا نام موجود تھا ۔ اور اس کے نیچے ڈگریوں کی ایک طویل قطار تھی ۔

عمران نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا ۔ چند لمحوں بعد سائیڈ گیٹ کھلا اور ایک نیگرو باہر آگیا ۔ اس نے حیرت سے عمران اور کاروں کو دیکھا ۔

" ڈاکٹر منہاس سے کہو پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بارات لے کر آیا ہے " ــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں نیگرو ملازم سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" جی بارات ــــ کیا مطلب " ــــــ نیگرو ملازم بارات کے لفظ پر بری طرح چونکا تھا ۔

" مطلب تمہیں ڈاکٹر ہی سمجھائیں گے ۔ آخر انہوں نے اتنی لمبی چوڑی ڈگریاں یونہی تو حاصل نہ کی ہوئی ہیں " ــــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" کارڈ دے دیں " ــــــ نیگرو ملازم نے یہاں کی روایت کے مطابق کہا ۔

" کارڈ تو میں نے مہمانوں میں بانٹ دیئے تھے ۔ اب کہاں کارڈ ۔ اب تو بارات بھی آچکی ہے " ــــــ عمران نے کہا ۔

اور نیگرو ملازم حیرت بھرا چہرہ لئے واپس چھوٹے دروازے سے اندر چلا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا ۔ اور نیگرو کی شکل دوبارہ ظاہر ہوئی ۔



" تشریف لائیے جناب " ــــــ نیگرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ عمران دوبارہ سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا ۔ اور پھر دونوں کاریں اندر داخل ہو کر تیزی سے پورچ کی طرف بڑھتی گئیں ۔

ڈاکٹر منہاس برآمدے میں ہی کھڑے تھے ۔ ان کی نظروں میں بھی حیرت تھی ۔ شاید نیگرو نے انہیں بارات کا لفظ کہہ دیا تھا اور اب بھری ہوئی دو کاریں اور اجنبی شکلیں دیکھ کر ان کا حیران ہونا ... تھا ۔

پورچ میں کار رکتے ہی عمران دروازہ کھول کر باہر آگیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی اپنے اپنے بیگ سنبھالے باہر آگئے ۔ ڈاکٹر منہاس کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے ... کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا ہو ــــــ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ... ایک ایک کو دیکھ رہے تھے ۔ انہوں نے تو شاید پرنس آف ڈھمپ ... کا الہ سن کر انہیں اندر بلا لیا تھا ۔ وہ جانتے تھے کہ عمران ہی اپنے ... کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے ۔

" کیا مولوی صاحب کا انتظام ہو چکا ہے " ــــــ اچانک عمران ... اپنی اصل آواز میں کہا ۔ وہ ڈاکٹر منہاس کو زیادہ دیر تک حیرت ... مبتلا نہ رکھنا چاہتا تھا ۔ ورنہ اُسے خطرہ تھا کہ ان کا نیگرو ملازم ... میں حیرت میں مبتلا دیکھ کر کہیں پولیس کو نہ اطلاع کر دے ۔

" ارے عمران تم ــــــ یہ آواز تو تمہاری ہے مگر ...... " ... منہاس نے بری طرح چونکتے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ... ئے کہا ۔ اب ان کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات

نمایاں ہو گئے تھے۔

"نہ صرف آواز موجود ہے۔ بلکہ میں بذاتِ خود بھی موجود ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ـــــ تو تم نے حسبِ دستور جوکروں کے سے انداز میں میک اپ کر رکھا ہے" ـــــ ڈاکٹر منہاس نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ تیزی سے عمران کے ساتھیوں کی طرف مڑے۔

"معاف کیجئے گا ـــــ میری اس عمران سے خاصی بے تکلفی ہے" انہوں نے معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"آپ سر داور کے بھائی تو نہیں ہیں" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"اوہ ـــــ تو آپ بھی عمران کی طرح دیسی مال ہیں۔ بہت خوب۔ واقعی میں سر داور کا چھوٹا بھائی ہوں" ـــــ ڈاکٹر منہاس نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران نے ڈاکٹر منہاس کا سب سے تعارف کرا دیا۔

"خوش آمدید ـــــ خوش آمدید ـــــ اپنے لوگوں سے یہاں پردیس میں مل کر بے حد خوشی ہو رہی ہے" ـــــ ڈاکٹر منہاس نے بڑے خلوص سے کہا اور انہیں اندر آنے کے لئے کہا۔

"صفدر اور تنویر ـــــ تم یہ دونوں کاریں یہاں سے کافی فاصلے پر چھوڑ آؤ" ـــــ عمران نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔



وہ سر ہلاتے ہوئے کاروں کی طرف بڑھ گئے۔ جب کہ عمران اور ساتھی ڈاکٹر منہاس کے ساتھ چلتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں آ گئے ـــــ انہوں نے ملازم کو چائے اور دوسرا سامان لانے کے لئے کہا۔ اور پھر وہ سب صوفوں پر براجمان ہو گئے۔

"یہ تمہاری یہاں اچانک آمد ـــــ یہ میک اپ۔ اور پھر یہ ن کی کاریں اور انہیں واپس چھوڑنا۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ سی خفیہ سلسلے میں آئے ہو" ـــــ ڈاکٹر منہاس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ڈاکٹر منہاس ـــــ واقعی ایک خفیہ سلسلہ ہے۔ اور ہم صرف رو تمہارے پاس رہنا چاہتے ہیں۔ اس سے زیادہ تمہیں نہیں کریں گے" ـــــ عمران نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے

"دیکھو عمران ـــــ میں یہاں سرکاری ملازم ہوں اور ایک حساس اہم دفاعی لیبارٹری کا انچارج ہوں۔ اس لئے میں ایسا کہہ رہا لیکن اگر تم ناراض نہ ہو تو میں تمہارے لئے ایسا بندوبست کر ہوں جہاں تم اطمینان سے چاہے ساری عمر رہ سکو۔ اور مجھ پر دئی حرف نہ آئے گا" ـــــ ڈاکٹر منہاس نے کہا۔ اس کا چائے لا کر سب کو دے چکا تھا۔

"کون سی جگہ" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں میرا ایک دوست ہے ـــــ سٹارک ـــــ سٹارک کلب ہے۔ یہ کلب ایسا ہے۔ جہاں شام کے وقت تمام

اعلیٰ ترین سرکاری ملازمین اکٹھے ہوتے ہیں۔ سٹارک سے میرے قریبی دوستانہ تعلقات ہیں ——— انتہائی مخلص اور اچھا آدمی ہے۔ یہاں سے قریب ہی اس نے خاص مہمانوں کے لئے ایک خوبصورت مہمان خانہ تعمیر کرایا ہوا ہے جسے وہ فرینڈز ہاؤس کہتا ہے۔ اگر تم کہو تو میں سٹارک سے کہہ کر تم سب کا وہاں انتظام کرا دیتا ہوں۔ وہاں تم جتنا عرصہ چاہو رہ سکتے ہو" ——— ڈاکٹر منہاس نے کہا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی سارے ممبر بھی سٹارک کا نام سن کر چونک پڑے۔

"کیا یہ شخص جرائم وغیرہ میں تو ملوث نہیں" ——— عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ——— وہ تو بے حد شریف آدمی ہے۔ کلب بزنس کرتا ہے۔ مشہور شہروں میں اس کے کلب ہیں۔ کلب کنگ کہلاتا ہے۔ بڑا صاف ستھرا بزنس ہے۔ کبھی اس کے متعلق کوئی شکایت سامنے نہیں آئی" ——— ڈاکٹر منہاس نے کہا۔

"کیا وہ تمہارے کہنے پر یہاں آسکتا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"یہاں کیوں ——— یہاں اُسے بلانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اس سے فون پر بات کر لیتا ہوں۔ ویسے وہ خاصا مصروف آدمی ہے" ——— ڈاکٹر منہاس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں اس سے ذاتی طور پر ملنا چاہتا ہوں۔ شاید میرے مشن میں



ہ میرے کام آجائے" ——— عمران نے فون پر یوں ہاتھ رکھتے دئیے کہا جیسے وہ ابھی سٹارک کو فون نہ کرنے دینا چاہتا ہو۔

"اوہ ——— اگر وہ کچھ کر سکا تو ضرور کرے گا۔ ایسا کرتے ہیں شام ہم دونوں کلب اکٹھے چلے جائیں گے وہاں اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ میں تعارف کرا دوں گا" ——— ڈاکٹر منہاس نے کہا۔

"اگر اس سے ابھی ملاقات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ میرا کام بے حد جلدی کا ہے۔ اور اگر تم کسی بھی بہانے اُسے یہاں بلا سکو تو اور بھی بہتر ہے" ——— عمران نے کہا۔

"کام کیا ہے مجھے تو بتاؤ" ——— ڈاکٹر منہاس نے کہا۔

"میں پاکیشیا میں ایک خوب صورت سا کلب کھولنا چاہتا ہوں" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور ڈاکٹر منہاس بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گیا۔ تم بتانا نہیں چاہتے۔ بہرحال میں بات کرتا ہوں اگر وہ آگیا تو" ——— ڈاکٹر منہاس نے کہا۔

"میرا یا میرے ساتھیوں کا کسی طور بھی حوالہ نہ دینا۔ اس بات کا خیال رکھنا۔ اور کوئی بہانہ کر لینا" ——— عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے" ——— ڈاکٹر منہاس نے کہا۔ اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے سٹارک سے رابطہ قائم کر لیا۔

"سٹارک ——— میں ڈاکٹر منہاس بول رہا ہوں اپنی رہائش گاہ

سے "۔۔۔۔ ڈاکٹر منہاس نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"اوہ ڈاکٹر۔۔۔ خیریت ۔۔۔ آج اس وقت کیسے میں یاد آ گیا"

دوسری طرف سے سٹارک نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور عمران اس کا انداز سن کر ہی سر ہلانے لگا۔ وہ سٹارک کی پالیسی سمجھ گیا تھا ۔۔۔ اعلیٰ ترین سرکاری ملازمین سے قریبی تعلقات پیدا کر کے وہ حلقہ ہوت کے مفادات اس ملک میں پورا کرتا ہو گا۔

"یار تم سے ایک انتہائی ضروری کام آن پڑا ہے۔ خالصتاً نجی قسم کا"۔۔۔ ڈاکٹر منہاس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نجی کام اور مجھ سے ۔۔۔ بتاؤ ۔۔۔ مجھ سے جو ہو سکا ضرور کروں گا"۔۔۔ سٹارک نے بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا۔

"اگر تم چند منٹ کے لئے میرے پاس آ جاؤ تو زیادہ بہتر ہے۔ کام ایسا ہے کہ فون پر نہیں بتایا جا سکتا۔ دفاعی لیبارٹری کا سلسلہ ہے ۔۔۔ اور تم جانتے ہو۔ اس سلسلے میں کتنا محتاط رہنا پڑتا ہے" ڈاکٹر منہاس نے عمران کی طرف یوں دیکھتے ہوئے کہا جیسے کہہ رہا ہو دیکھا کیسا بہانہ کیا۔

"لیبارٹری کا سلسلہ ہے ۔۔۔ اوہ اچھا ۔۔۔ اکیلے ہو یا کوئی اور بھی ہے ساتھ"۔۔۔ سٹارک نے پوچھا۔

"تم تو جانتے ہی ہو کہ میں اکیلا رہتا ہوں۔ اور کس نے ہونا ہے" ڈاکٹر منہاس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او۔کے ۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔ پندرہ منٹ کے اندر"



دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ڈاکٹر منہاس نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ویسے وہ تمہیں یہاں دیکھ کر حیران بہت ہو گا۔ میں کہہ دوں گا کہ فون کرنے کے بعد آئے ہیں"

ڈاکٹر منہاس نے کہا۔

"تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ وہ مجھ سے مل کر بے حد خوش ہو گا ۔۔۔ دیکھنا تم ۔۔۔ البتہ اپنے ملازم کو کہہ دو کہ وہ گیٹ پر اُسے ہمارے متعلق کچھ نہ بتائے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تمہاری یہ پُر اسرار باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں۔ یار خیال رکھنا وہ یہاں کا انتہائی مؤثر آدمی ہے۔ مجھے نہ مروا دینا"۔۔۔ ڈاکٹر منہاس نے کہا۔

"ارے تم خواہ مخواہ گھبرا گئے۔ میں نے تو اس کا نام بھی تمہارے منہ سے سنا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ڈاکٹر منہاس نے سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر منہاس نے اپنے نیگرو ملازم کو بلا کر اُسے ہدایات دیں کہ سٹارک جب گیٹ پر پہنچے تو اُسے عزت و احترام سے لے آئے ۔۔۔ اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ پوچھے کہ اور کون ہے تو کچھ نہ بتانا میں خود ہی بات کر لوں گا۔ اور ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران اور اس

کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر منہاس بھی چونک پڑا۔

"میں اسے برآمدے میں جا کر خود لے آتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر منہاس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر منہاس اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"لو بھئی۔۔۔ قدرت کچھ زیادہ ہی مہربان ہو گئی ہے۔ شکار خود چل کر آ رہا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"لیکن اس سے ڈاکٹر منہاس کو بڑا جذباتی دھچکا پہنچے گا"۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کو اب اتنا تو شاک پروف ہونا چاہیئے کہ چھوٹا موٹا دھچکا سہہ لے۔ ہم بھی تو اتنی دور سے مسلسل دھچکے سہتے آ رہے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے انہیں باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور وہ سب چوکنے ہو گئے۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ڈاکٹر منہاس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی جو کہ خاصی قابل رشک صحت کا مالک تھا بہترین سوٹ میں ملبوس اندر داخل ہوا۔۔۔ لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"یہ میرے مہمان ہیں ابھی چند لمحے پہلے آئے ہیں"۔ ڈاکٹر منہاس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"سوری ڈاکٹر۔۔۔ مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے۔ میں پھر آؤں گا"۔۔۔ سٹارک نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے



واپس مڑنے لگا۔

"خبردار۔۔۔ اب واپس جانے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ گولی پشت میں بھی سوراخ کر سکتی ہے"۔۔۔ اچانک عمران کی گونجدار آواز سنائی دی۔

اسی لمحے سٹارک تیزی سے مڑا۔ اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ لیکن عمران پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور گولی سائیں کی آواز سے اس کے کان کے قریب سے نکلتی چلی گئی۔ لیکن دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا۔۔۔ اور سٹارک کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اڑ کر دور جا گرا۔ اتنی دیر میں صفدر اچھل کر سٹارک اور دروازے کے درمیان آ گیا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اپنے ریوالور نکال لئے تھے۔

"یہ کیا کھیل۔۔۔ کیا کر رہے ہو"۔۔۔ ڈاکٹر منہاس نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کی آنکھیں ابل آئی تھیں۔

"تم خاموش رہو"۔۔۔ عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر منہاس حیرت کی شدت سے ناچ کر رہ گیا۔

اسی لمحے سٹارک نے ایک بار پھر انتہائی پھرتی سے دروازے سے باہر چھلانگ لگانی چاہی لیکن صفدر نے لات آگے کر دی اور دوسرے لمحے سٹارک اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا۔۔۔ صفدر نے پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹو مار دی۔ سٹارک کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔

"کیا ہوا کیا ہوا"۔۔۔ اچانک نیگرو ملازم کی آواز سنائی دی۔

وہ شاید گولیوں کے دھماکے اور سٹارک کی چیخ سن کر ادھر آ گیا تھا۔

"فون کرو پولیس کو ——— فون کرو" ——— ڈاکٹر منہاس نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

اور نیگرو ملازم تیزی سے واپس پلٹا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ اور دوسرے ہی قدم پر اس نے نیگرو ملازم کو ٹخنی دے کر نیچے گرا دیا۔

ڈاکٹر منہاس نے خود بھی بھاگنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے تنویر کا مکہ چلا اور ڈاکٹر منہاس لہراتا ہوا فرش پر جا گرا ——— تنویر کا ایک ہی مکہ اس کے لئے کافی ہو گیا تھا۔

سٹارک کنپٹی پر ٹھوکر کھا کر ایک لمحے کے لئے بے حس سا ہو گیا تھا۔ اور اسی ایک لمحے میں وہ مار کھا گیا۔ صفدر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور وہ اچھل کر منہ کے بل اندر قالین پر آ گرا۔

"اس کے ہاتھ پیر باندھ دو۔ اس نیگرو اور ڈاکٹر کے ساتھ بھی یہی کام کرو۔ یہ یہاں کے زیادہ وفادار بن رہے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

اور پھر چند ہی لمحوں میں سٹارک کے ساتھ ساتھ نیگرو اور ڈاکٹر بھی باندھ لئے گئے۔ نیگرو اور ڈاکٹر دونوں بے ہوش پڑے تھے۔ جب کہ سٹارک ابھی تک مسلسل جدوجہد کر رہا تھا۔

"اسے اٹھا کر صوفے پر بٹھا دو" ——— عمران نے حکم دیا اور



صفدر نے اسے اٹھا کر ایک صوفے پر بٹھا دیا۔

"تم ——— تم ——— کیا چاہتے ہو" ——— اسٹارک نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"میں انٹیلی جنس چیف ہوں۔ تم نے آنے سے انکار کیا تھا تو میں نے سوچا کہ چلو وہاں نہ سہی یہیں بلا لوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— اوہ ——— مگر ——— مگر......" ——— سٹارک کچھ کہتے کہتے اچانک رک گیا۔

"بولو ——— اور تم یہ بھی بتاؤ گے کہ تم ہمیں دیکھ کر واپس کیوں جا رہے تھے جب کہ تم نے اس سے پہلے ہم میں سے کسی کی شکل نہ دیکھی تھی" ——— عمران نے کہا۔

"مجھے بس اچانک خطرے کا احساس ہوا تھا ——— لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو" ——— سٹارک نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو سٹارک ——— مجھے معلوم ہے کہ تم حلقہ موت سنٹر کے انچارج ہو۔ اور خالی نوری انچارج بھی نہیں ہو۔ بلکہ تم حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر جو کہ جزائر فجی کی خفیہ چٹانوں کے اندر ہے۔ تمام سامان بھی سپلائی کرتے ہو ——— تمہیں یقیناً ہیڈ کوارٹر سے ہمارے متعلق اطلاعات بھی مل چکی ہوں گی۔ اور جس طرح تم ہمیں دیکھ کر بھاگنے لگے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم ہماری تعداد یا کم از کم ہمارے موجودہ حلیوں سے بھی واقف ہو چکے ہو۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ——— لیکن سٹارک خاموش رہا۔ اس

نے کوئی جواب نہ دیا۔

اُسی لمحے ڈاکٹر منہاس کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر منہاس کو سیدھا کر کے صوفے پر بٹھا دو بے چارہ خواہ مخواہ استعمال کر لیا گیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے کہا، اور کیپٹن شکیل نے اُسے اٹھا کر صوفے پر بٹھا دیا۔

ڈاکٹر منہاس کے چہرے پر شدید نفرت اور غصے کے آثار نمایاں تھے۔

" تم نے میرے اعتماد کو دھوکہ دیا ہے عمران ۔۔۔۔ میں اس بات کا کبھی خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتا تھا"۔۔۔۔ ڈاکٹر منہاس نے بڑے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

" زیادہ کونین چبانے کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر ۔۔۔۔ میں تمہارے دوست کو کچھ نہیں کہوں گا۔ مجھے دراصل اس سے ملنا تھا۔ جب تم نے سٹارک کے مہمان خانے کا ذکر کیا تو میں چونک پڑا تھا ۔۔۔۔ بہرحال بہتر یہی ہے کہ تم خاموش رہو اور صرف تماشہ دیکھو، ورنہ سٹارک سے پہلے تمہارے سینے میں بھی گولیاں تر از و ہو سکتی ہیں "۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا اور ڈاکٹر منہاس ہونٹ چبا کر رہ گیا۔

" ہاں تو مسٹر سٹارک ۔۔۔۔ اب تم مجھے وہ سپیشل وے بتاؤ گے جس کے ذریعے تم ہیڈ کوارٹر میں سامان سپلائی کرتے ہو" عمران نے مڑ کر سٹارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تمہیں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی حلقہ موت کو نہیں



جانتا۔ میں تو ایک شریف کاروباری آدمی ہوں"۔۔۔۔ سٹارک نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" حوالے کے لئے اتنا بتا دیتا ہوں کہ ویسٹرن کارمن کے ایک سائنسدان جرنیم کو فارگر نے اغوا کیا اور پھر اُسے تمہارے پاس پہنچا دیا گیا کہ تم سپیشل وے سے اُسے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو ۔۔۔۔ کیا اتنا حوالہ کافی ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔۔۔۔ تو اس طرح تم مجھ سے واقف ہوئے ہو۔ ٹھیک ہے، میں حلقہ موت کے سڈنی سنٹر کا انچارج ہوں۔ لیکن اگر تم یہ سمجھو کہ میں تمہیں کچھ بتا دوں گا تو یہ تمہاری بھول ہے"۔۔۔۔ سٹارک نے انتہائی مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سنو سٹارک ۔۔۔۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مجھے پاکیشیا سے چلے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ اور میں جلد از جلد تمہاری اس یہودی تنظیم کا خاتمہ کر کے واپس جانا چاہتا ہوں۔ اس لئے اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے، ورنہ معلومات تو بہرحال میں نے حاصل کر ہی لینی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" یہودی تنظیم ۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا یہ یہودی ہے"۔ ڈاکٹر منہاس جو ہونٹ بھینچے بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

" یہ نہ صرف خود یہودی ہے بلکہ ایک ایسی خوف ناک یہودی تنظیم کے سنٹر کا انچارج ہے۔ جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے

قتل کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ اس تنظیم کو حلقہ موت کہا جاتا ہے۔ ورلڈ جیوش آرگنائزیشن"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔۔۔ تو یہ اس حلقہ موت کا آدمی ہے۔۔۔ اوہ عمران۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر بحیثیت مسلمان مجھے اس سے کوئی ہمدردی نہیں، میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں شاید تمہارے کام آجائے۔ میں ایک بار اس کے مہمان خانے میں رہ چکا ہوں۔۔۔ میں نے وہاں ایک ایسی مشین اتفاق سے دیکھ لی تھی جس پر مجھے بے حد حیرت ہوئی تھی۔ یہ مشین ایک جدید ترین کمپیوٹر ہے۔ ایک ایسا کمپیوٹر جو کسی بھی چیز کو برقی لہروں میں تبدیل کر کے کہیں اور ٹرانسمٹ کر دیتا ہے۔ میرے پوچھنے پر یہ ٹال گیا تھا اور بعد میں مجھے بھی خیال نہ رہا تھا" ڈاکٹر منہاس نے کہا۔

"ہوں۔۔۔ تو یہ ہے وہ سپیشل دے۔۔۔ اب میں سمجھ گیا" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے بڑے اطمینان سے جیب سے ریوالور نکالا اور بڑے سرد مہر انداز میں اس نے اس کی نال سٹارک کی کنپٹی سے لگا دی۔ اس کا انداز ایسا سرد تھا کہ سٹارک جیسے آدمی کا جسم بھی کانپنے لگا۔ وہ سمجھ گیا کہ عمران اب اُسے مارنا چاہتا ہے۔

"ٹھٹ۔۔۔ ٹھٹ۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔ مت مارو مجھے"۔۔۔ سٹارک بُری طرح چیخ پڑا۔

"اب تمہاری ضرورت باقی نہیں رہی سٹارک اور میں نے پہلے کہا تھا کہ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں"



عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو۔۔۔ تم غلط سمجھے ہو۔ وہ مشین تو میں نے ہیڈ کوارٹر پہنچانے کے لئے وہاں رکھی ہوئی تھی۔ ہماری تنظیم کی ایک خفیہ لیبارٹری نے اُسے تیار کیا تھا"۔۔۔ سٹارک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تم اب مجھے چکر دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ لیکن۔۔۔۔" عمران نے ٹریگر پر انگلی کو مصنوعی انداز میں حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں۔۔۔ یقین کرو۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں" سٹارک نے اور زیادہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو کر لیا یقین۔۔۔ آگے بولو۔۔۔ مگر جلدی۔۔۔ میں صرف تین تک گنوں گا"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک کہہ دیا۔

"ہیڈ کوارٹر میں جانے اور سامان پہنچانے کے لئے یو۔ ٹو آبدوز استعمال کی جاتی ہے۔ مہمان خانہ ساحل سمندر پر اس لئے بنایا گیا ہے اس کے اندر ایک خفیہ مقام پر وہ آبدوز موجود ہے۔ یہ آبدوز مکمل طور پر کمپیوٹر کنٹرولڈ ہے۔۔۔ اسے صرف سٹارٹ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ خود بخود ہیڈ کوارٹر پہنچ کر اس کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا خفیہ دروازہ آبدوز کے اندر موجود کمپیوٹر سے ہی کھلتا ہے"۔۔۔ سٹارک نے جلدی سے کہا۔

"لیکن کوئی نہ کوئی چیکنگ سسٹم تو بہرحال رکھا ہی گیا ہوگا" عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ یہ آبدوز صرف ایک کوڈ لفظ کے دوہرانے سے چلتی ہے اور یہ کوڈ لفظ بھی صرف میری زبان سے نکلنے پر کمپیوٹر او۔کے کرتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں داخلے سے پہلے کمپیوٹر دوسرا کوڈ طلب کرتا ہے" ۔ سٹارک نے کہا۔

"کیا الفاظ ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"میں اگر بتا بھی دوں تب بھی یہ تمہارے لئے بے کار ہیں" سٹارک نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

"مطلب یہ کہ تمہاری موجودگی ضروری ہے۔ چلو ایسے ہی سہی۔ ہم تمہاری راہنمائی میں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے۔ ویسے تم یہ کوڈ بتا تو دو" ۔۔۔ عمران نے قدرے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کی جھنجھلاہٹ ایسی تھی جیسے سٹارک کو زندہ رکھنے کی مجبوری پر اُسے جھنجھلاہٹ ہو رہی ہو۔

"میرا نام ہی کوڈ ہے پہلے صرف سٹارک۔ اور ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے وقت سٹارک ایلفرڈ۔ پورا نام" ۔۔۔ سٹارک نے یوں مسکراتے ہوئے کہا۔ جیسے اس نے اپنے آپ کو زندہ رکھ کر عمران کو شکست دے دی ہو۔

"ارے یہ تو بالکل ہی آسان سا کوڈ ہے۔ ان الفاظ کا بولنا کون سا مشکل ہے۔ جس کے لئے تمہیں ساتھ گھسیٹا جائے" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ ہی سٹارک کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔ ڈاکٹر منہاس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔



"ڈاکٹر اور نیگرو کی بندشیں کھول دو" ۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈاکٹر نے آنکھیں کھول دیں۔

"میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم اس قدر ظالم بھی ہو سکتے ہو۔ تم نے کسی سفاک قاتل کی طرح اس بندھے ہوئے آدمی کی کھوپڑی اڑا دی ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"یہ آدمی نہیں ہے ڈاکٹر ۔۔۔ بلکہ ایک خونخوار درندہ ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں بے گناہ اور معصوم انسانوں کو کھانے والا خونخوار درندہ" ۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر اور اس کے ملازم کی بندشیں کھول دی گئی تھیں۔ نیگرو ملازم بھی اب ہوش میں آ چکا تھا۔ لیکن سٹارک کی موت پر اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"اب تم مجھے اس مہمان خانے تک لے چلو گے ڈاکٹر" عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھو عمران ۔۔۔ میں نے اس ملک میں رہنا ہے۔ تم تو کام کر کے چلے جاؤ گے۔ لیکن میرے لئے یہاں رہنا عذاب بن جائے گا"، ڈاکٹر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو ایسا کرو کہ مجھے مہمان خانے کا محل وقوع ہی بتا دو اور اس کے اندر سیکورٹی کا انتظام اور مکانیت سب کچھ تفصیل سے بتا دو میں خود ہی اس آبدوز کو ڈھونڈ لوں گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ڈاکٹر نے سر ہلا دیا۔ اس نے جلدی سے ایک الماری سے کاغذ

نکالا۔ اور پھر اس پر مہمان خانے کی اندرونی مکانیت کی پوری تفصیل ایک نقشے کی صورت میں بنانے لگا۔ اس کے بعد اس نے اس کا محل وقوع اور اس کے اندر موجود ملازموں وغیرہ کی تمام تفصیلات عمران کو بتا دیں۔

"او۔ کے ۔۔۔ اب تم مطمئن رہو۔ میں سٹارک کی لاش ساتھ لے جاؤں گا۔ اس نیگرو کو تم سنبھال سکتے ہو تو ٹھیک ۔۔۔ ورنہ کہو تو اسے بھی ساتھ لے جاؤں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ یہ میرا وفادار ملازم ہے یہ کبھی زبان نہیں کھولے گا" ۔۔۔ ڈاکٹر منہاس نے جلدی سے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ پھر اس نے اپنے بیگ میں سے میک اپ باکس نکالا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو وہ پوری طرح سٹارک کے میک اپ میں تھا۔

"اس سٹارک کے کپڑے تو خراب ہیں۔ مجھے کوئی اور سوٹ دے دو" ۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر سے کہا۔ اور ڈاکٹر اُسے اپنے وارڈ روب کے پاس لے گیا۔ جس میں بے شمار سوٹ ٹنگے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک سوٹ منتخب کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ نئے سوٹ میں ملبوس ہو چکا تھا۔

"آپ سب لوگ یہیں ٹھہریں گے۔ میں سٹارک کی کار میں پہلے خود اس مہمان خانے میں جاؤں گا۔ پھر مناسب موقع دیکھتے ہی میں یہاں ٹیلی فون کر کے تمہیں وہاں بلواؤں گا" ۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے سٹارک



کی جیبوں سے سارا سامان نکال کر اپنی جیبوں میں منتقل کر دیا۔

"اس لاش کا کیا ہوگا" ۔۔۔ ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تنویر ۔۔۔ تم اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے گٹر میں بہا دینا" عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور تنویر نے یوں سر ہلا دیا جیسے یہ اس کے لئے معمولی کام ہو۔

"یہ سٹارک کہاں سے آیا تھا ۔۔۔ کوئی اتہ پتہ تو بتاؤ" عمران نے کمرے سے باہر آتے ہوئے ڈاکٹر سے پوچھا۔

"سٹارک کلب کی اوپر والی منزل میں ہی اس کا دفتر اور رہائشگاہ ہے اور سٹارک کلب پام بیچ پر ایک بڑی اور خوبصورت عمارت میں قائم ہے۔ اس پر سٹارک کلب کا نیون سائن موجود ہے" ڈاکٹر منہاس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

باہر پورچ میں سرخ رنگ کی ایک سیڈان کار موجود تھی۔ عمران نے سٹیرنگ کا دروازہ کھولا۔ اور جیب سے چابی نکال کر اس نے اگنیشن میں لگائی۔ نیگرو ملازم نے بھاگ کر پھاٹک کھولا۔ اور عمران ڈاکٹر منہاس کو سلام کرتا ہوا تیزی سے کار کوٹھی سے باہر لے آیا۔ ابھی اس نے کار کو کچھ ہی دور بڑھایا ہوگا کہ اچانک ایک دیوار کی آڑ سے ایک دبلا پتلا لیکن خاصا سمارٹ نوجوان تیزی سے باہر نکلا اور اس نے عمران کو رکنے کا اشارہ کیا ۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ عمران سمجھ گیا کہ وہ اُسے بحیثیت سٹارک ہی روک رہا ہے۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

"باس ــــ آپ نے بہت دیر لگا دی۔ میں تو اب اندر آنے ہی لگا تھا" ــــ نوجوان نے سائیڈ کا دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ کچھ باتیں ایسی تھیں کہ وقت کا خیال نہ رہا تھا" عمران نے سٹارک کے لہجے میں کہا۔

"باس ــــ میں نے دفتر فون کیا تھا تو وہاں سے پتہ چلا کہ آپ ڈاکٹر منہاس کے پاس گئے ہیں۔ اور میں اس پر چونک پڑا" نوجوان نے کہا۔

"کیوں ــــ کیا ہوا" ــــ عمران نے واقعی چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس ــــ میں نے مارسلانو سے ان کاروں کے نمبر حاصل کر لئے تھے جو اس نے کوٹھی میں چھوڑی تھیں۔ اور جب میں کوٹھی میں گیا تو وہ دونوں کاریں غائب تھیں ــــ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ وہ گروپ ان کاروں میں ہی نکلا ہے۔ میں نے اپنے آدمی ان کاروں کی تلاش میں لگا دیئے تھے۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ دونوں کاریں سنٹرل سینما کے قریب پبلک پارکنگ میں موجود ہیں ــــ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ سنٹرل سینما اسی سڑک پر ہے۔ اس کے بعد جب مجھے پتہ چلا کہ آپ اچانک ڈاکٹر منہاس سے ملنے گئے ہیں تو میں چونک پڑا ــــ کیونکہ ڈاکٹر منہاس بھی اسی علاقے میں رہتا ہے اور پاکیشیائی ہے" نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کی ذہانت پر دل ہی دل میں داد دینے لگا۔



"اوہ ــــ تو تمہارا مطلب تھا کہ وہ گروپ ڈاکٹر منہاس کے پاس گیا ہے۔ یہ بات نہیں۔ میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں۔ ڈاکٹر اپنے نیگرو ملازم کے ساتھ اکیلا ہے۔ اُسے لیبارٹری کے متعلق ایک ذاتی کام تھا۔ اس سلسلے میں اس نے بلایا تھا" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں تلاش کر لوں گا ــــ اب آپ کہاں جا رہے ہیں" ــــ نوجوان نے کہا۔

"میں واپس دفتر جا رہا ہوں ــــ کیوں" ــــ عمران نے پوچھا۔

"بس ویسے ہی پوچھ لیا تھا۔ تاکہ کوئی اطلاع ہو تو آپ کو دے سکوں" ــــ نوجوان نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ لیکن اس کے ذہن میں ایک خلش موجود تھی۔ اس نوجوان کی آنکھیں اور چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران سے مشکوک ہو گیا ہے ــــ لیکن اس نے اپنے شک کا اظہار نہ کیا تھا۔ اور یہی خلش عمران کو تنگ کر رہی تھی۔

عمران کار آگے بڑھا کر لے گیا۔ اور پھر اچانک اس نے ایک سائیڈ گلی میں کار موڑ دی۔ اور اُسے روک کر وہ نیچے اتر آیا۔ اب وہ گلی کے کنارے پر آ کر رک گیا۔

چند لمحوں بعد اس نے اُسی نوجوان کو ایک کار میں اسی گلی کے مقابل ذرا ہٹ کر ایک کیفے کی سائیڈ میں نصب پبلک فون بوتھ کے پاس رکتے ہوئے دیکھا ــــ یہ پبلک فون بوتھ لکڑی کا تھا۔ جس میں

صرف ایک سائیڈ پر شیشہ لگا ہوا تھا۔ اور یہ شیشہ عمران کی سائیڈ پر نہ تھا۔ جیسے ہی نوجوان کار سے اتر کر اس بوتھ میں داخل ہوا۔ عمران گلی سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے اس بوتھ کے عقب میں پہنچ گیا ___ بوتھ کے اوپر کے حصے میں تینوں طرف چوکور خلا تھا۔ تاکہ اندر تازہ ہوا آ جا سکے۔

"ہیلو ___ میں فشر بول رہا ہوں سارٹی ___ میری بات غور سے سنو۔ چیف باس دفتر کی طرف آ رہا ہے۔ مجھے شک ہے کہ یہ اصل باس نہیں ہے۔ کیونکہ جو لباس اس نے پہنا ہوا ہے۔ ایسا لباس میں نے کبھی باس کو پہنے نہیں دیکھا ہے۔ باس تھری پیس سوٹ اور نیلے رنگ کی ٹائی سے شدید نفرت کرتا ہے ___ لیکن اس وقت اس نے تھری پیس سوٹ بھی پہن رکھا ہے اور نیلی ٹائی بھی باندھ رکھی ہے۔ تم اچھی طرح چیک کر لو اگر یہ نقلی ہو تو پھر اسے بے بس کر لو ___ نوجوان کی ہلکی سی آواز عمران کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ پھر وہ شاید دوسری طرف سے جواب سنتا رہا۔

"میں نے صرف شک کی بات کی ہے۔ اگر مجھے یقین ہوتا تو میں تم تک معاملہ نہ پہنچنے دیتا۔ ویسے وہ ہر لحاظ سے باس ہے۔ لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہے ___ میری اس سے ملاقات سڑک پر ہوئی ہے۔ وہاں میں نے زیادہ گڑبڑ کی کوشش نہیں کی۔ تم اچھی طرح چیک کر سکتے ہو دفتر میں" ___ فشر نے کہا۔ اور اس کے بعد دوسری طرف سے جواب سن کر اس نے اوکے کہا اور پھر رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ عمران



کھسک کر دوسری سائیڈ پر ہو گیا۔ فشر باہر نکلا۔ اور پھر سڑک کی طرف کھڑی کار میں بیٹھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے موڑ مڑ جانے کے بعد عمران سائیڈ سے نکلا اور بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر سکے ڈالے اور پھر سٹارک کلب کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس سٹارک کلب" ___ دوسری طرف سے ایک مترنم سی آواز سنائی دی۔

"چیف باس سپیکنگ ___ سارٹی سے بات کراؤ" عمران نے سٹارک کے لہجے میں تحکمانہ انداز میں کہا۔

"یس باس" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ہی ایک بھاری سی آواز گونجی۔

"سارٹی سپیکنگ" ___ لہجہ خاصا تیکھا تھا۔

"سارٹی ___ میں سٹارک بول رہا ہوں۔ ابھی فشر سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے اسے کہا تھا کہ میں دفتر جا رہا ہوں وہ مجھے فون کر لے۔ لیکن اب مجھے اچانک ایک ایمرجنسی پر جانا پڑ گیا ہے۔ اگر فشر کا فون آئے تو اسے کہہ دینا کہ میں خود اس سے رابطہ کر لوں گا" ___ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس ___ لیکن ......" ___ سارٹی کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"کیا بات ہے ___ کیا کہنا چاہتے ہو" ___ عمران نے لہجے

کو اور زیادہ سخت کرتے ہوئے کہا ۔

" باس ـــــ ابھی چند لمحے پہلے ہی فشر کا فون آیا ہے ۔ اس نے کہا ہے کہ باس جس لباس سے نفرت کرتے ہیں تھری پیس سوٹ اور نیلی ٹائی اور باس نے وہی لباس پہن رکھا ہے "ـــــ سارٹی نے جھجکتے ہوئے انداز میں کہا ۔

" اوہ ـــــ فشر کی بات ٹھیک ہے ۔ میں ڈاکٹر منہاس سے ملنے گیا تھا ۔ اس نے مجھے ایک خصوصی تیزاب کے بارے میں معلومات مہیا کرنی تھیں جو میں نے ٹاپ ہیڈ کوارٹر بھیجنی تھیں ۔ وہ تیزاب چیک کرتے ہوئے میرے لباس پر پڑ گیا ۔ اس لئے مجھے لباس تبدیل کرنا پڑا ۔ ڈاکٹر منہاس کے پاس یہی سوٹ اور ٹائی تھی ۔ اس لئے مجبوراً یہ پہننی پڑی "ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اوہ یس باس ـــــ ٹھیک ہے سر "ـــــ سارٹی نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا ۔ اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا ۔ وہ دراصل کچھ وقت لینا چاہتا تھا ۔ کیونکہ فشر کے فون کے بعد اس نے دفتر جا کر مزید وقت ضائع کرنے کا پروگرام بدل دیا تھا ۔ اب وہ سیدھا مہمان خانے پہنچنا چاہتا تھا ۔

فون کرنے کے بعد وہ گلی میں واپس آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار مہمان خانے کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی ۔



چیف باس کا چہرہ دیکھنے والا تھا ۔ عمران اور اس کا گروپ سٹڈنی میں آکر غائب ہو چکا تھا ۔ سٹارک کال کا جواب نہ دے رہا تھا ـــــ یہی بتایا جا رہا تھا کہ وہ آفس سے باہر گیا ہوا ہے ۔ چنانچہ تنگ آکر اس نے سٹارک کے نائب فشر کو کال کیا تھا ۔ کہ وہ رپورٹ دے ۔

" آخر یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں ۔ اور ساتھ ہی یہ سٹارک "ـــــ چیف باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

تھوڑی دیر بعد سامنے موجود مشین میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں تو چیف باس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کر دیا ۔ سکرین پر جھماکے ہوئے اور پھر اس پر فشر کی تصویر ابھر آئی ۔

" فشر آن دی لائن سر "ـــــ فشر کی انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی ۔ اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بہت سہما ہوا ہے ۔

"سٹارک کہاں ہے فشر ـــــ اور وہ عمران اور اس کا گروپ۔ اس کے متعلق کیا رپورٹ ہے" ـــــ چیف باس نے انتہائی کڑکدار لہجے میں کہا۔

"سر ـــــ اس گروپ کو میں نے تلاش کر لیا تھا۔ لیکن وہ لوگ وہاں سے نکل گئے۔ باس دفتر آ رہے تھے کہ پھر انہوں نے سارٹی کو فون کیا کہ وہ ایک ایمرجنسی کے سلسلہ میں کہیں جا رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ہے" ـــــ فشر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ گروپ کہاں نکل گیا۔ زمین میں دفن ہو گیا یا آسمان پر چڑھ گیا۔ اب تک اس کا پتہ کیوں نہیں چلایا" ـــــ چیف باس غصے سے پھٹ پڑا۔

"باس میرے آدمی شہر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے چہرے اور شناختیں میں نے معلوم کر لی ہیں۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملی میں ان پر موت بن کر جھپٹ پڑوں گا" ـــــ فشر نے کہا۔

"فوراً انہیں تلاش کرو ـــــ اور سٹارک سے جیسے ہی بات ہو تو اُسے کہو کہ وہ فوراً مجھ سے رابطہ قائم کرے" ـــــ چیف باس نے جھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آف کر دیا۔ پھر وہ مشین کے سامنے سے اٹھ کر اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔ اس کے چہرے پر غصہ اور جھنجلاہٹ ابھی تک موجود تھی۔ جس قدر کوشش اس نے اس گروپ کے خاتمے کے لئے کی تھی۔ اتنی ہی اُسے ناکامی ہوئی تھی۔ اور اب یہ ناکامی اس کے اعصاب



پر عفریت بن کر جھپٹ گئی تھی۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ پوری دنیا میں آکٹوپس کی طرح پھیلی ہوئی تنظیم آٹھ نو افراد کے ایک گروپ کا خاتمہ نہیں کر سکی ـــــ ہر جگہ ناکامی ہر مرحلے پر ناکامی۔

اُسی لمحے میز پر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین پر ہلکی سی گھنٹی کی آواز سنائی دی تو چیف باس نے چونک کر اس مشین کی طرف دیکھا۔ مشین پر ایک ہندسہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا ـــــ اس ہندسے کو دیکھ کر چیف باس کے چہرے پر حیرت اور زیادہ شدت اختیار کر گئی۔ اس نے مشین آف کی اور پھر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ باہر نکال لیا ـــــ اس ڈبے پر وہی ہندسہ سرخ رنگ میں لکھا ہوا تھا۔ اس نے ڈبے کے کونے میں موجود بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ نمبر سکسٹی سپیشل گیٹ وے انچارج کالنگ چیف" ـــــ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ چیف باس آن دی لائن" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"باس یو۔ٹو۔ایم سٹڈی پوائنٹ سے چل کر ہیڈ کوارٹر آ رہی ہے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو سپیشل وے کو کلوز کرنے کا حکم دیا تھا اور سٹارک کو بھی ہدایات دے دی تھیں۔ پھر وہ کیوں اُسے لے کر آ رہا ہے" ـــــ چیف باس نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"کمپیوٹر کال کے جواب میں اس نے کہا ہے کہ وہ سپیشل مشن پر ہیڈ کوارٹر آرہا ہے۔ اٹ از سپیشل ایمرجنسی"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں خود آرہا ہوں"۔۔۔ چیف باس نے کہا اور ڈبے کا بٹن آف کر کے اس نے ڈبہ واپس میز کی دراز میں رکھا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اور پھر یہ کمرہ کسی تیز لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ کمرہ جب ساکت ہوا تو دروازہ کھول کر چیف باس باہر آگیا۔ یہ ایک طویل راہداری تھی۔ جس کے اختتام پر ایک فولادی دروازہ تھا۔ دروازے کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔۔۔ چیف باس نے دروازے پر اپنا ہاتھ رکھا تو بلب بجھ گیا اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اس سارے ہیڈ کوارٹر میں چیف باس نے ایسا سسٹم رکھا ہوا تھا کہ ویسے تو دروازے مخصوص کوڈ کے بغیر کسی صورت نہ کھل سکتے تھے۔۔۔ اور یہ کوڈ بھی متعلقہ آدمی کی آواز میں جب تک نہ دوہرایا جاتا، کمپیوٹر دروازہ نہ کھولتا۔ لیکن چیف باس کے لئے کوڈ کی ضرورت نہ تھی۔ وہ بس اپنا ہاتھ جس دروازے پر رکھ دیتا دروازہ کھل جاتا۔ دروازہ کھلتے ہی چیف باس اندر داخل ہوا۔۔۔ یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک گہرا سا تالاب بنا ہوا تھا جس میں سمندر کا پانی بھرا ہوا تھا۔ یہی ہیڈ کوارٹر کا سپیشل ڈپے تھا۔ یو۔ٹو آبدوز اسی راستے سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتی تھی۔ کمرے کی ایک سائیڈ میں دیوار کے ساتھ ایک لمبی چوڑی مشین تھی



اس مشین کے سامنے ایک نوجوان سفید کوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ نمبر سکسٹی سپیشل گیٹ دے کا انچارج ہومر تھا۔ باس کو آتے دیکھ کر ہومر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ چیف باس تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مشین کی طرف بڑھا اور پھر سٹول پر بیٹھ گیا جب کہ ہومر اس کے ساتھ مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

مشین کے درمیان موجود ایک بڑی سی سکرین پر سمندر کے اندر کا منظر واضح طور پر نظر آرہا تھا جس میں ایک عجیب سی ساخت کی آبدوز تیزی سے چلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ یہ یو۔ٹو آبدوز تھی۔ انتہائی جدید ترین آبدوز۔ جس کا تمام تر نظام خود کار تھا۔

چیف باس نے مشین کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو آبدوز سکرین پر پھیلتی گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ پوری سکرین پر پھیل گئی۔ چیف باس نے ایک اور بٹن دبایا تو آبدوز کا اندرونی منظر سکرین پر ابھر آیا۔ دوسرے لمحے چیف باس اس بری طرح اچھلا کہ سٹول سے نیچے جا گرا۔۔۔ ہومر نے لپک کر اسے تھام لیا ورنہ شاید وہ اس پانی کے تالاب میں جا گرتا۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تو وہی گروپ ہے۔ وہی۔ ایک عورت اور مرد" چیف باس نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"کون سا گروپ باس"۔۔۔ ہومر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ"۔۔۔ چیف باس الٹا اسی پر چڑھ دوڑا۔ اور ہومر

سہم کر خاموش ہو گیا۔ چیف باس کی حالت دم کٹے کتے جیسی ہو رہی تھی جیسے وہ اپنی ہی کٹی دم کو منہ سے پکڑنے کے چکر میں گھوم رہا ہو۔

اس نے جلدی سے مختلف بٹن دبائے اور پھر مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک مائیک باہر کھینچ لیا۔ اب سکرین پر سٹارک کی تصویر ابھر آئی تھی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ چیف باس کالنگ یو" ۔۔۔ چیف باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ سٹارک آن دی لائن" ۔۔۔ مشین سے سٹارک کی مخصوص آواز برآمد ہوئی۔

"سٹارک ۔۔۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اور میں نے تمہیں ہدایت دی تھی کہ سپیشل دے کلوز کر دیا گیا ہے۔ پھر تم ......" ۔۔۔ چیف باس اس انداز میں حلق پھاڑ کر چیخا کہ آخری لفظ پر اسے بُری طرح کھانسی آ گئی۔

"باس ۔۔۔ یہ وہی گروپ ہے جسے آپ نے ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا۔ میں انہیں ساتھ لے کر آ رہا ہوں تاکہ آپ انہیں خود اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیں۔ اس طرح کام یقینی ہو جائے گا" سٹارک نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم کسی غیر کو اس آبدوز میں لے آؤ۔ فوراً اسے واپس لے جاؤ اور ان سب کو ہلاک کر دو" چیف باس نے حلق پھاڑ کر کہا۔ وہ اس بُری طرح دانت پیس رہا تھا کہ جیسے سٹارک کو کچا ہی چبا جائے گا۔



"واپس ۔۔۔ وہ کیسے باس" ۔۔۔ سٹارک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"پریشر سسٹم آن کر دو ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"لیکن باس" ۔۔۔ سٹارک نے کچھ جھجک کر کہا۔

"یو ڈیم فول ۔۔۔ فوراً پریشر سسٹم آن کر دو۔ اسے واپس لے جاؤ" ۔۔۔ چیف باس نے پہلے سے بھی زیادہ حلق پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بہتر باس" ۔۔۔ سٹارک نے کہا۔

اور اچانک چیف باس اپنی جگہ سے اچھلا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے کسی بچھو نے اسے ڈنک مار دیا ہو۔ اس کی آنکھیں عینک کے اندر پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں ۔۔۔ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ گروپ تو ایک عورت اور سات افراد پر مشتمل ہے۔ وہ آٹھواں کہاں گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن دبائے دوسرے لمحے سکرین پر مختلف جھماکے سے ہوئے۔ اور پھر سکرین پر ایک نئی شکل سامنے آ گئی ۔۔۔ یہ پاکیشیائی نوجوان تھا۔ جو آبدوز کی خودکار مشین کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا لباس وہی تھا جو سٹارک نے پہنا ہوا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ غضب ہو گیا ۔۔۔ یہ سٹارک نہیں ہے۔ یہ تو وہی پاکیشیائی ہے۔ شاید علی عمران" ۔۔۔ چیف باس نے گھگھیاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"سٹارک نہیں ہے ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے باس۔ سٹارک کی

مخصوص آواز کے بغیر تو آبدوز حرکت میں بھی نہیں آسکتی اور نہ ہی ہیڈکوار میں داخل ہوسکتی ہے "۔۔۔۔ ھومر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے ۔۔ کہاں ہے بلیوگن ۔۔۔ کہاں ہے ۔۔۔ اسے کنکٹ کرو جلدی ۔ بلیوگن کو کنکٹ کرو "۔۔۔ چیف باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"بلیوگن "۔۔۔۔ ھومر بلیوگن کا نام سن کر بری طرح اچھلا۔ اور پھر بھاگتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھا ۔ اس نے الماری کھولی ۔ اور اس میں سے ایک چھوٹی سی پورٹیبل مشین نکالی جس پر غلاف چڑھا ہوا تھا ۔ اس نے اسے لاکر مشین کے ساتھ رکھا ۔۔۔ اس کے اوپر سے غلاف علیحدہ کیا تو اندر ایک بڑی سی قیف نظر آنے لگی ۔ اس قیف میں نیلے رنگ کا سیال مادہ آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا ۔ قیف کی نلکی کے ساتھ ربڑ کی نلکی لگی ہوئی تھی اس نے نلکی کو کھولا اور پھر اُسے مشین کے ایک خانے میں فٹ کرنے لگا ۔۔۔ چیف باس ہونٹ بھینچے یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا ۔ اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا ۔ شاید غصے کی شدت سے یا بے چینی سے ۔۔۔ نلکی فٹ کرکے اس نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو قیف کے اندر موجود سیال مادے میں بھونچال سا آگیا ۔

"اب اسے یو۔ ٹو میں پہنچا دو ۔ جلدی "۔۔۔ چیف باس نے گھمبیر لہجے میں کہا ۔ اور ھومر نے جلدی سے مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے ۔ مشین سے ایک نئی قسم کی گونج سی پیدا ہوئی ۔ اور اس کے ساتھ ہی قیف میں گیس سی بھر گئی جو اس نلکی میں سے ہو کر مشین کے اندر پہنچ رہی



تھی ۔ چیف باس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں ۔ آبدوز میں گروپ کے افراد مخصوص کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان کے ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے تھے ۔ جب کہ عمران سٹارک کے میک اپ میں مشین کے سامنے کھڑا ہوا تھا ۔۔۔ وہ شاید اس ریلیز پوائنٹ کو تلاش کر رہا تھا ۔ جس کے ذریعے آبدوز کو واپس لے جایا جاسکتا تھا ۔ لیکن اُسے شاید یہ احساس نہ تھا کہ اس کا میک اپ چیک کر لیا گیا ہے ۔

"بلیوگن آن ہے باس ۔۔۔ آپ فائر کر سکتے ہیں "۔۔۔ ھومر نے چیف باس سے مخاطب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

اور چیف باس نے جلدی سے ایک بٹن پریس کر دیا ۔ اور مائیک کو ہاتھ میں لے کر کہا ۔

"سٹارک ۔۔۔ کیا ہو رہا ہے "۔۔۔ اب چیف باس کا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا ۔

"کچھ نہیں باس "۔۔۔ عمران نے جو سٹارک کے میک اپ میں تھا چونک کر مڑتے ہوئے جواب دیا ۔

"یہ بتاؤ کہ اصل سٹارک کہاں ہے "۔۔۔ چیف باس نے اچانک طنزیہ لہجے میں کہا ۔

"اصل سٹارک ۔۔۔ کیا مطلب باس ۔۔۔ اصل سٹارک تو میں ہوں" عمران نے چونکتے ہوئے کہا ۔

"میں تمہاری اصل شکل یہاں سکرین پر دیکھ رہا ہوں ۔ تم نے کیا سمجھا تھا کہ تم حلقہ موت کے ہیڈکوارٹر میں اس طرح داخل ہو جاؤ گے ۔ ہرگز نہیں ۔۔۔ اور اب اپنے ساتھیوں سمیت مرنے کے لئے تیار ہو

جاؤ" ـــــ چیف باس نے گونجدار اور فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے باسس" ـــــ عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نہیں بچا سکتی۔ یہ آبدوز خودکار ہے۔ اسے نہ تم روک سکتے ہو اور نہ اس میں موجود کوئی چیز تمہارے کام آسکتی ہے۔ البتہ اب یہ آبدوز تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے مقبرہ بن جائے گی ـــــ میں تم سب پر بلیو گن فائر کرنے والا ہوں۔ بلیو گن جو تمہاری ہڈیوں سے بھی روح کھینچ کر باہر لے جائے گی" ـــــ چیف باس نے فاخرانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

عمران چیف باس کی بات سنتے ہی تیزی سے ایک طرف پڑے ہوئے اپنے تھیلے کی طرف لپکا۔

"تم ایک حقیر چوہے کی طرح چوہے دان میں پھنس چکے ہو اور موت کا جال تم پر لمحہ بہ لمحہ سخت ہوتا جا رہا ہے۔ تم کچھ بھی کر لو۔ تم اب موت سے نہیں بچ سکتے ـــــ میری طرف سے اجازت ہے جو تدبیر بھی کرنا چاہو کر لو۔ میں دس تک گنوں گا اس کے بعد بلیو گن فائر کر دوں گا" ـــــ چیف باس نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

"ہمیں کھولو عمران ـــــ جلدی کرو" ـــــ ایک آدمی نے چیخ کر کہا۔

"اب کھلنے اور بند ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا"



چیف باس نے وحشیانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ رک رک کر گنتی شمار کرتا رہا۔ وہ پانچ تک پہنچ چکا تھا۔

عمران بیگ چھوڑ کر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف لپکا۔ وہ شاید انہیں کھولنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر عمران کی حرکات دیکھ کر چیف باس کے حلق سے بے اختیار قہقہے نکلنے لگے ـــــ وہ موت کے خوف سے پاگل ہو گیا تھا۔ کبھی وہ ایک پاس جاتا اُسے کھولنے کی کوشش کرتا۔ اور پھر اُسے یک لخت چھوڑ کر دوسرے کی طرف دوڑ جاتا۔

"ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــــ موت کا خوف کس قدر خوفناک ہوتا ہے۔ اب دیکھو اندھے کتے کی طرح تم کس طرح اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر دوڑ رہے ہو" ـــــ چیف باس نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ گنتی بھی گن رہا تھا۔ اور پھر گنتی نو تک پہنچ گئی۔

"او۔ کے پاکیشیائی گروپ ـــــ اب رخصت ہو جاؤ۔ تم نے حلقہ موت کو بہت تنگ کیا ہے۔ لیکن بہرحال آخری فتح حلقہ موت کی ہوتی تھی اور ہو رہی ہے" ـــــ چیف باس نے متکبرانہ انداز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک سائیڈ پر لگا ہوا ہینڈل جھٹکے سے نیچے کر دیا۔ دوسرے لمحے آبدوز کو زوردار جھٹکے لگے اور اس کی مشین کے ایک حصے سے نیلے رنگ کی گیس کی بوچھاڑ سی نکل کر عمران سمیت سب افراد پر پڑی ـــــ اور ایک لمحے بعد یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سب نیلے رنگ میں نہا گئے ہوں۔ چیف باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہینڈل کو جھٹکے سے دائیں طرف کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر جیسے شعلے رقص کرنے

لگے ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں سے خوف ناک آگ بھڑک رہی تھی ۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب مجسم شعلے بن گئے ۔ عمران آگ لگتے ہی چکرا کر نیچے گرا تھا ۔ اور چند لمحوں بعد آگ جس طرح لگی تھی اسی طرح خود بخود بجھ گئی ـــــ اور اب آبدوز کے اندر عمران اور اس کے ساتھیوں کی جلی ہوئی لاشیں صاف نظر آرہی تھیں ۔ عمران فرش پر پڑا ہوا تھا ۔ جب کہ اس کے ساتھی کرسیوں پر ہی زندہ جل گئے تھے ۔ ان سب کے جسم کوئلہ بن چکے تھے ۔

چیف باس نے فاتحانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے مختلف بٹن بند کر دیئے ۔

" اب سپیشل کمپیوٹر کے ذریعے اس آبدوز کو یہاں لے آؤ ۔ ہا ـــــ ہا ـــــ حلقہ موت بالآخر فاتح رہا ۔ وہ بنا ہی فاتح رہنے کے لئے ہے " ـــــ چیف باس نے سٹول سے اٹھ کر بے اختیار ناچنے کے سے انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا ۔ اور دھومر جلدی سے مشین کو آپریٹ کرنے لگا ۔ تاکہ سپیشل کمپیوٹر آن کیا جا سکے ۔

" بلاؤ سب چیفس کو یہاں بلاؤ ۔ انہیں کال کرو ۔ ان سب کو ان کی جلی ہوئیں کوئلہ بنی ہوئیں لاشیں دکھاؤ ۔ تاکہ انہیں پتہ چل جائے ۔ کہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر ناقابل تسخیر ہے ناقابل تسخیر ـــــ اس کی طرف اٹھنے والی ہر انگلی توڑ دی جاتی ہے ۔ اس کی طرف اٹھنے والی ہر آنکھ نکال دی جاتی ہے ۔ اور بڑھنے والا ہر قدم موت کی طرف ہی بڑھ سکتا ہے ۔ اس سے زندگی چھین لی جاتی ہے " ـــــ چیف باس نے چیخ چیخ کر کہا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے پوری دنیا کو مسخر



کر لیا ہو ۔ اور دھومر ٹاپ ہیڈ کوارٹر کے تمام چیفس کو کال کرنے کے لئے مائیک آن کرنے میں مصروف ہو گیا ۔

سکرین پر نظر آنے والی آبدوز میں کوئلہ بنی ہوئی لاشیں چیف باس کے دل میں اٹھنے والی مسرت کی لہروں کو اور زیادہ ابھار رہی تھیں ۔ اور وہ بار بار ان لاشوں کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی عظیم فاتح اپنی مسخر کی ہوئی سلطنت کو فاتحانہ انداز میں دیکھتا ہے ۔

# ختم شد

عمران سیریز میں ایک یادگار اور منفرد کہانی

# ٹاپ ٹارگٹ

مصنف ــــــ مظہر کلیم ایم۔ اے

- یہودیوں کی بین الاقوامی تنظیم حلقہ موت کا ہیڈکوارٹر عمران کے لئے ٹاپ ٹارگٹ تھا۔
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی جلی ہوئی لاشیں جب ٹاپ ٹارگٹ میں پہنچیں تو وہاں باقاعدہ جشن منایا گیا۔
- ٹاپ ٹارگٹ ــــ جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
- ٹاپ ٹارگٹ ــــ جس کی ہر اینٹ ایسے کمپیوٹر سے کنٹرول کی جاتی تھی جو خود ہی سوچتا تھا اور خود ہی فیصلے کرتا تھا اور جسے شکست دینا ناممکن تھا۔
- ٹاپ ٹارگٹ کا چیف باس جس نے عمران کی جلی ہوئی لاش پر تھوکا اور انتہائی نفرت سے ٹھوکریں ماریں۔
- ٹاپ ٹارگٹ ــــ جس میں منایا جانے والا جشن موت میں تبدیل ہو گیا لیکن کس کی موت ــــــ؟
- ناقابل تسخیر ٹاپ ٹارگٹ جب تسخیر ہونے پر آیا تو دنیا کے چالیس ملکوں میں قیامت برپا ہو گئی۔ ــــــ یہ قیامت کس نے برپا کی ــــ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں نے ــــ یا ٹاپ ٹارگٹ کو کنٹرول کرنے والے کمپیوٹر نے؟
- انتہائی حیرت انگیز کہانی۔ قدم قدم پر موت کا خوفناک کھیل۔

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

# سپیشل سیکشن

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سپیشل سیکشن یہودی اور ایکریمین ایجنٹوں پر مشتمل ایک ایسا سیکشن جس نے پورے ملک پر آکٹوپس کی طرح اپنے پنجے پھیلا رکھے تھے۔

سپیشل سیکشن جس کے ہیڈکوارٹر میں موجود انتہائی جدید ترین مشینری سے پورے ملک کی اہم شخصیات، سیاستدانوں اور عوامی لیڈروں کی نگرانی کی جاتی تھی۔ ایسی مشینری جو ہزاروں پردوں کے پیچھے ہونے والی کارروائی کو بھی مارک کر لیتی تھی۔

سپیشل سیکشن جس کے ہیڈکوارٹر کی تباہی کے لئے عمران اپنی پوری ٹیم کے ساتھ میدان میں اتر آیا۔

وہ لمحہ جب پہاڑی میں واقع ہیڈکوارٹر کو بموں سے اڑا دیا گیا اور عمران اور سیکرٹ سروس کے تمام ارکان ہیڈکوارٹر میں موجود تھے۔ کیا عمران سمیت پوری سیکرٹ سروس موت کے گھاٹ اتر گئی۔

× عمران، سیکرٹ سروس اور سپیشل سیکشن کے درمیان انتہائی اعصاب شکن مقابلے

تیز رفتار ایکشن، اعصاب شکن سسپنس پر مشتمل
ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک اور ناقابل فراموش ناول

خاص نمبر

# کاغذی قیامت

مصنف مظہر کلیم ایم اے

◐ پوری دنیا پر کاغذی قیامت کے خوفناک سائے موت کی طرح پھیلتے چلے گئے۔

◐ پوری دنیا کا نظام معیشت یکلخت مفلوج ہو گیا۔ کرنسی نوٹ گلیوں میں ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے لیکن کوئی بھی ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ کیوں ——— ؟

◐ کروڑوں' اربوں نوٹ رکھنے کے باوجود ہر شخص روٹی کے ایک لقمے کے لئے ترس گیا تھا۔ کیوں ——— ؟

کاغذی قیامت ایک ایسی خوفناک قیامت جو اپنے جلو میں موت کے سوا اور کچھ نہ رکھتی تھی۔

◐ مجرموں کا ایک ایسا خوفناک اقدام جس سے دنیا بھر کی حکومتیں اور افراد بری طرح بوکھلا اٹھے۔

◐ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا ——— ؟

◐ عمران اور پوری سیکرٹ سروس خوفناک مجرموں کے چنگل میں پھنس کر موت کا ذائقہ چکھنے پر مجبور کر دی گئی۔

◐ کیا کاغذی قیامت کے برپا ہونے پر دنیا تباہ ہو گئی ——— ؟

◐ کیا عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران اس خوفناک تنظیم کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے۔

◐ انتہائی خوفناک اور دل ہلا دینے والی ایسی کہانی جو صفحہ قرطاس پر پہلی بار نمودار ہوئی۔

ایک ایسا منفرد پلاٹ جو اس سے پہلے دنیا بھر کے جاسوسی ادب میں کہیں نظر نہیں آیا

شائع ہو گیا ہے

## یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
ٹاپ ٹارگٹ
مظہر کلیم ایم اے

# چند باتیں

محترم قارئین ــــــــــــــــ سلام مسنون!

نیا ناول "ٹاپ ٹارگٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ دنیا بھر میں آکٹوپس کی طرح پھیلی ہوئی خوفناک یہودی تنظیم حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر کس قدر طاقتور ہو گا۔ اس کا اندازہ عمران کو بھی تھا۔ لیکن اب اسے کیا کہا جا سکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جب ٹاپ ٹارگٹ میں داخل ہوئے تو وہ جلی ہوئی لاشوں کی صورت میں تھے۔ اور حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کا چیف باس عمران کی لاش پر تھوکتا رہا۔ اور ٹھوکریں مارتا رہا ــــــ لیکن عمران کی جلی ہوئی لاش بھی آخرکار عمران کی ہی لاش تھی۔ وہ اگر اپنی زندگی میں ناقابل شکست تھا تو مرنے کے بعد بھی ناقابل شکست ہی رہا۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیڈ کوارٹر میں پہنچتے ہی وہاں منایا جانے والا جشنِ فتح جشنِ موت میں تبدیل ہو گیا ــــــ ہیڈ کوارٹر جسے دنیا کا جدید ترین کمپیوٹر کنٹرول کرتا تھا۔ ایسا کمپیوٹر جو خود ہی فیصلہ کرتا تھا اور خود ہی اس پر عمل کرتا تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر کی ایک ایک اینٹ موت کی پیامبر تھی۔ لیکن اس جدید ترین کمپیوٹر کا مقابلہ جب انسان سے ہوا تو پھر ہیڈ کوارٹر سمیت

دنیا کے پچاس ملکوں میں قیامت برپا ہو گئی۔ یہ قیامت کس نے برپا کی اس کا جواب تو آپ ناول پڑھ کر ہی حاصل کریں گے۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ کہانی جاسوسی ادب میں قطعاً منفرد انداز کی کہانی ہے۔ جسے پڑھنے کے بعد آپ جہاں جدید سائنس کی ترقی پر حیران ہوں گے وہاں آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ سائنس جس قدر بھی ترقی کر جائے۔ بہرحال وہ انسانی ذہن سے بالاتر نہیں ہو سکتی۔

اپنی آراء سے ضرور مطلع فرمائیے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

ہیڈ کوارٹر کے سپیشل گیٹ وے سیکشن میں اس وقت عید کا سا سماں تھا۔ تمام چیفس وہاں اکٹھے تھے۔ ان سب کے چہرے مسرت سے کھلے پڑ رہے تھے ـــــ خاص طور پر چیف باس کی مسرت قابل دید تھی۔ مسرت اس کے انگ انگ سے ظاہر ہو رہی تھی۔ سیکشن کا انچارج ہومر آبدوز کو ہیڈ کوارٹر میں لے آنے کے لئے خصوصی نظام آن کر چکا تھا۔ اور آبدوز عمران اور اس کے ساتھیوں کی جلی ہوئی لاشیں لئے خاصی تیز رفتاری سے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی آ رہی تھی ـــــ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اور اسے اب باقاعدہ خصوصی نظام کے تحت ہیڈ کوارٹر سے کنٹرول کیا جا رہا تھا۔

"یہ لوگ حد سے زیادہ عیار۔ چالاک۔ چست اور ذہین تھے۔ حلقہ موت کی بے شمار تنظیمیں ان کے مقابلے میں آ کر ناکام ہو گئیں۔ لیکن جب ان کا ٹکراؤ مجھ سے ہوا تو پھر موت نے انہیں اس طرح گھیر

لیا کہ یہ حقیر چوہوں کی طرح مارے گئے"۔۔۔ چیف باس نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ کیا یہ ضروری تھا کہ ان کی لاشیں ہیڈ کوارٹر میں لائی جائیں۔ انہیں کیوں نہ سمندر میں ہی پھینک دیا جائے"

ایک چیف نے دبے دبے لفظوں میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔ ان لوگوں نے حلقہ موت کو اس قدر پریشان کیا ہے کہ اب جب تک میں ان کی لاشوں کے خود ٹکڑے نہ اڑاؤں گا مجھے چین نہ آئے گا۔ خاص طور پر اس علی عمران کی لاش کے ہزاروں ٹکڑے کئے جائیں گے"۔۔۔ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔۔۔ ان کی لاشوں کا یہ حشر کیا جانا ضروری ہے"

ایک چیف نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے باس ان کی مسخ شدہ لاشوں کو عبرت کے لئے حلقہ موت کی ہر ذیلی تنظیم میں بھیجا جائے تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ حلقہ موت ناقابل تسخیر ہے"۔۔۔ ایک چیف نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ۔۔۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا"۔۔۔ چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے مشین سے تیز گھنٹی کی آواز گونج اٹھی۔ یہ آواز اس بات کی نشاندہی کر رہی تھی کہ آبدوز مخصوص سسٹم کے تحت آ گئی ہے اب سکرین پر بھی صرف جھاگ سے نظر آ رہے تھے۔ آبدوز غائب ہو چکی تھی۔

چیف باس اور اس کے ماتحت چاروں باس اس تالاب کے گرد اکٹھے تھے جب کہ ہومر اکیلا کنٹرولنگ مشین کے ساتھ مصروف تھا۔ اس کی تالاب کی طرف پشت تھی۔ وہ مسلسل مختلف بٹنوں کو آف آن کر رہا تھا۔

اب سیکشن میں خاموشی طاری تھی۔ صرف گھنٹی کی تیز آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور پھر اچانک اس آواز میں گڑگڑاہٹ کی تیز آواز شامل ہوئی۔ اور آہستہ آہستہ بڑھتی گئی ۔۔۔ یہ سپیشل گیٹ وے کھولنے والے سسٹم کی مخصوص آواز تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو لے کر آنے والی آبدوز ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہی ہے ۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھی طویل اور خوفناک سفر طے کرنے کے بعد آخر کار ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب تو ہو گئے تھے لیکن جلی ہوئی لاشوں کی صورت میں۔

چیف باس سمیت سب کی نظریں اس تالاب پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد تالاب کے پانی میں بھنور سے پیدا ہونے لگے اور اس کے بعد جیسے شدید بھونچال آ جاتا ہے۔ اس طرح پانی اچھل اچھل ہونے لگا ۔۔۔ اور پھر آہستہ آہستہ پانی کی سطح کم ہونی شروع ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی تالاب میں لیو۔ ٹو آبدوز کا اوپر والا حصہ نمودار ہو گیا۔ آبدوز جیسے جیسے اوپر کو اٹھ رہی تھی پانی اسی طرح غائب ہوتا جا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد آبدوز مکمل طور پر باہر آ گئی۔ اب وسیع و عریض تالاب میں آبدوز اس طرح کھڑی تھی جیسے گاڑی پلیٹ فارم پر

رکی ہوئی ہوتی ہے۔

چیف باس نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ آبدوز کے ایک مخصوص حصے پر رکھا تو آبدوز کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور چیف باس اچھل کر آبدوز کے اندر داخل ہو گیا ——— دوسرے باس بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ ایک چھوٹی سی راہداری سے گزر کر وہ اس بڑے کمرے میں پہنچے۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جلی ہوئی لاشیں پڑی تھیں ——— بلیوگن گیس کی یہ صفت تھی کہ اسے آگ صرف اسی صورت میں لگ سکتی تھی جب کہ وہ کسی انسانی جسم پر موجود ہو۔ اسی لئے آبدوز کی باقی ہر چیز ویسے ہی صحیح سلامت تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی جلی ہوئی لاشیں دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں آگ سے جلایا گیا ہے۔

عمران کی لاش آبدوز کے فرش پر پڑی ہوئی تھی جب کہ اس کے باقی ساتھی جو ایک عورت اور سات افراد تھے۔ کرسیوں پر مردہ حالت میں بندھے ہوئے پڑے تھے۔

ان سب کے چہرے جل کر سیاہ ہو چکے تھے۔ اور نہ صرف چہرے بلکہ پورا جسم جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔

"یہ ہے وہ عمران جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرے گا" ——— چیف باس نے بڑے نفرت بھرے انداز میں عمران کی لاش کو پیر سے ٹھوکر مارتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس پر تھوک دیا۔

"واقعی ان کا انجام عبرت ناک ہے" ——— ایک باس



نے جھرجھری لیتے ہوئے جواب دیا۔

"ان کا ایسا ہی انجام ہونا چاہیئے۔ اس سے بھی بدتر۔ اب میں ان لاشوں کی نمائش لگاؤں گا۔ تاکہ پوری دنیا کو پتہ لگ سکے کہ حلقہ موت کیا ہے۔ وہ کتنی طاقتور ہے ——— دنیا کی کوئی طاقت یہودیوں کا راستہ نہیں روک سکتی۔ عظیم یہودی سلطنت ضرور وجود میں آئے گی اور یہ مسلم حکومتیں نیست و نابود کر دی جائیں گی۔ اور پھر ایک روز پوری دنیا کا اقتدار یہودیوں کے قبضے میں ہو گا ——— یہودی عظیم ہیں اور عظیم ہی رہیں گے"

چیف باس نے کڑکدار لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ایک اور زوردار ٹھوکر عمران کے پہلو میں ماری۔ اور پھر باہر کی طرف مڑ گیا۔ اور اس کے باقی ساتھیوں نے بھی خاموشی سے اس کی پیروی کی۔

"ہومر ——— ان کی لاشیں کلوک روم میں پہنچا دو۔ تاکہ انہیں اسی حالت میں حنوط کر کے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا جائے۔ یہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے لئے عبرت کا نمونہ بنی رہیں۔ میں ان لاشوں کی نمائش لگواؤں گا۔ تاکہ دنیا کو بھی علم ہو جائے۔ کہ حلقہ موت کیا طاقت رکھتی ہے" ——— چیف باس نے سخت اور کھردرے لہجے میں ہومر سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو ایک طرف بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

"یس باس ——— حکم کی تعمیل ہو گی" ——— ہومر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کیا اس طرح ہماری خفیہ تنظیم دنیا کے سامنے نہ آجائے گی" ——— ایک چیف نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"ہاں ضرور آجائے گی۔ اور اب اسے آجانا چاہیئے۔ اب ہم اس قدر طاقت ور ہو چکے ہیں کہ دنیا کے سامنے آجائیں۔ اب پوری دنیا کے مسلمان مل کر بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے" چیف باس نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نمبر تھری تم نے ان لاشوں کو حنوط کرانا ہے۔ مصری سیکشن سے خصوصی ماہرین منگوا لینا" ——— چیف باس نے ایک طرف کھڑے ہوئے نمبر تھری باس سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— لیکن اس طرح غیر متعلق لوگ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے۔ کیوں نہ یہ لاشیں خفیہ طور پر مصری سیکشن میں بھجوا دی جائیں۔ جہاں انہیں حنوط کر کے واپس منگوا لیا جائے گا" ——— نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— میں ان کو اپنے سامنے حنوط کرانا چاہتا ہوں تم ماہرین منگوا لو۔ جب وہ کام ختم کر لیں تو انہیں ہلاک کر دینا" چیف باس نے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیکشن کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چلنے کا انداز بھی اب فاتحانہ ہو چکا تھا۔

عمران نے سٹارک کے میک اپ میں مہمان خانے میں جا کر نہ صرف بڑی آسانی سے وہاں کا کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ بلکہ اس نے بڑی چالاکی سے مہمان خانے کے انچارج کو ملا کر یو۔ٹو آبدوز کو بھی دیکھ لیا تھا ——— اور پھر جب عمران نے اسے بتایا کہ وہ ہیڈ کوارٹر کے چند مجرموں کو اس آبدوز میں ہیڈ کوارٹر پہنچانا چاہتا ہے تو انچارج نے اسے یاد دلایا کہ چیف باس سپیشل گیٹ وے بند کر چکے ہیں۔ اس لئے اب ایسا ممکن نہیں لیکن عمران نے اسے بتایا کہ ان مجرموں کو لانے کا حکم خود چیف باس نے دیا ہے۔ جس پر انچارج خاموش ہو گیا ——— اس کے بعد عمران نے ڈاکٹر منہاس کی کوٹھی پر فون کر کے مخصوص کوڈ میں جولیا کو پوری تفصیل بتا دی۔ اور تھوڑی دیر بعد جولیا سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کے ہمراہ مہمان خانے پہنچ گئی۔ عمران نے

انچارج کو پہلے ہی ہدایات دی ہوئی تھیں۔ اس لئے جیسے ہی جولیا اور اس کے ساتھی ایک مخصوص کمرے میں پہنچے۔ انہیں ہلکی سی بے ہوش کر دینے والی گیس سے وقتی طور پر مفلوج کر دیا گیا۔ جولیا کو اس کی اطلاع پہلے سے ہی کوڈ ورڈز میں مل چکی تھی کہ عمران کیا چاہتا ہے ــــ اور اس نے عمران کی تمام ہدایات ساتھیوں تک پہنچا دی تھیں۔ اس لئے ان میں سے کسی نے بھی جدوجہد کرنے کی کوشش ہی نہ کی۔ اور پھر مہمان خانے کے آدمیوں کے ذریعے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف آبدوز میں پہنچا دیا گیا بلکہ عمران کے کہنے پر ان کو کرسیوں سے باندھ بھی دیا گیا تھا۔ عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کے بیگ بھی آبدوز میں پہنچا دیئے تھے ــــ اور پھر اس نے آبدوز کا دروازہ بند کر دیا۔ اب مسئلہ تھا اس آبدوز کے چلانے کا۔ اسے معلوم تھا کہ سٹارک کی مخصوص آواز کے بغیر کمپیوٹر کام نہیں کرے گا۔ اور عمران چاہے سٹارک کی آواز اور لہجے کی کتنی ہی شاندار نقل اتار لے لیکن کمپیوٹر کو دھوکہ نہ دیا جاسکتا تھا ــــ لیکن عمران کمپیوٹر کی کارکردگی کی تھیوری جانتا تھا۔ اور پھر جب اُسے ایک خانے میں وہ مخصوص کتاب بھی مل گئی جسے کمپیوٹر کی کہا جاتا تھا تو ساری مشکل ہی حل ہو گئی۔ اس نے کمپیوٹر کا مخصوص حصہ کھول کر اس میں سے وہ فیڈنگ نکال لی جو سٹارک کی آواز اور لہجے پر مشتمل تھی اور اس کی جگہ اس نے اپنی آواز میں جو سٹارک کی آواز اور لہجے کی نقل تھی فیڈنگ تیار کر کے کمپیوٹر میں بند کر دی۔ اب عمران کی نقل اصل بن چکی تھی۔



چنانچہ جب اس نے مخصوص بٹن دبا کر سٹارک کی آواز اور لہجے میں لفظ سٹارٹ کہا تو آبدوز فوراً حرکت میں آگئی۔ کمپیوٹر نے فیڈنگ قبول کر لی تھی۔

آبدوز تیزی سے اپنے سفر پر روانہ ہوگئی اور عمران اس کی مشینری کی جانچ پڑتال میں مصروف ہو گیا ــــ یہ مشینری انتہائی جدید تھی۔ اور عمران حلقہ موت کے وسائل پر حیران ہو رہا تھا۔ ایسی جدید ترین اور مکمل طور پر کمپیوٹر کنٹرول آبدوز تو شاید سپر پاورز ایکریمیا اور روسیاہ کے سائنسدانوں کے تصور میں بھی نہ آئی ہو گی۔

عمران جانتا تھا کہ جب آبدوز ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچے گی تو ہیڈ کوارٹر لازماً انہیں چیک کرے گا۔ اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں کو کرسیوں سے باندھ دیا تھا اور اپنے آپ کو سٹارک کے حلیے میں ہی رکھا تھا ــــ اُسے یقین تھا کہ اس طرح وہ ہیڈ کوارٹر اور چیف باس کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

کمپیوٹر سکرین پر لگے ہوئے نقشے کے مطابق جب آبدوز نے آدھے سے زیادہ سفر طے کر لیا تو اچانک آپریٹنگ مشین پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ایک بھاری سی مشینی آواز سنائی دی۔

"ہیلو یو۔ٹو۔ایم ــــ ہیلو یو۔ٹو۔ایم ــــ ہیلو یو۔ٹو۔ایم" آواز ایسی تھی جیسے کوئی روبوٹ بول رہا ہو۔

"یس سٹارک فرام یو۔ٹو۔ایم اٹنڈنگ یو" ــــ عمران نے

جواب دیا۔

"سپیشل گیٹ وے کلوز ہے۔ تم آبدوز کو لے کر کیوں آئے ہو۔ واپس چلے جاؤ" ـــــ اُسی مشینی آواز نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں ایک سپیشل مشن پہ ہیڈ کوارٹر آرہا ہوں۔ اٹ از سپیشل ایمرجنسی" ـــــ عمران نے سٹارک کے لہجے میں جواب دیا۔ اور جلتا ہوا بلب یک لخت بجھ گیا۔ عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ بلب بجھ جانے کا یہی مطلب لیا جاسکتا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کا مین کمپیوٹر مطمئن ہو چکا ہے ـــــ اس نے آواز سے اندازہ لگایا تھا کہ یہ آواز کمپیوٹر کی ہو سکتی ہے انسانی نہیں ـــــ سفر مسلسل جاری تھا۔ آبدوز ایک مخصوص رفتار سے چلتی ہوئی آگے بڑھی جارہی تھی۔ عمران کے تمام ساتھی ہدایات کے مطابق بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے ـــــ ان کا انداز ایسا تھا جیسے ان کے جسموں کے ساتھ ساتھ ان کی زبانیں بھی مفلوج ہو چکی ہوں۔ عمران مسلسل مشین کی چیکنگ میں مصروف تھا۔ وہ کمپیوٹر کی پڑھنے کے ساتھ ساتھ مشینری کو بھی برابر چیک کر رہا تھا ـــــ اور جیسے جیسے وہ اُسے تفصیل سے چیک کر رہا تھا۔ اس کی حیرت بڑھتی جارہی تھی۔ یہ کمپیوٹر مشین انتہائی پیچیدہ انداز میں تیار کی گئی تھی۔ اور اس میں ایسے ایسے سسٹم نظر آرہے تھے کہ اُسے بار بار حیرت ہو رہی تھی۔ اس آبدوز کو اس قدر طاقت ور اور خوفناک اسلحے سے لیس کیا گیا تھا کہ خطرے کی صورت میں یہ بڑے سے بڑے جنگی جہاز کو



سیکنڈوں میں ختم کر سکتی تھی۔ ابھی عمران اس سارے سسٹم کو باری باری سمجھ ہی رہا تھا کہ اچانک مشین میں سے ہلکی سی گونج پیدا ہوئی اور عمران چونک پڑا ـــــ کیونکہ یہ گونج ٹرانسمیٹر کی آواز سے ملتی جلتی تھی۔ اور پھر ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ـــــ چیف باس کالنگ یو" ـــــ بولنے والا حلق کے بل چیخ رہا تھا۔

"یس باس ـــــ سٹارک آن دی لائن" ـــــ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سٹارک ـــــ یہ کون لوگ ہیں اور میں نے تمہیں ہدایت دی تھی کہ سپیشل وے کلوز کر دیا گیا ہے پھر تم......"

چیف باس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ اس بُری طرح چیخ کر بول رہا تھا کہ فقرہ مکمل نہ کر سکا اور کھانسنے لگا۔

"باس یہ وہی گروپ ہے جسے آپ نے ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا۔ میں انہیں ساتھ لے کر آرہا ہوں۔ تاکہ آپ انہیں خود اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیں اس طرح کام یقینی ہو جائے گا"۔

عمران نے اپنے منصوبے کے تحت ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"شٹ اپ ـــــ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم کسی غیر کو اس آبدوز میں لے آؤ۔ فوراً اسے واپس لے جاؤ اور ان سب کو ہلاک کر دو" ـــــ چیف باس نے حلق پھاڑتے ہوئے کہا۔

"واپس ——— وہ کیسے باس" ——— عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ کیوں کہ جہاں تک وہ سمجھا تھا کمپیوٹر کنٹرول آبدوز اپنا سفر مکمل کئے بغیر دوبارہ واپس نہیں ہو سکتی۔

"پریشر سسٹم آن کر دو ——— جلدی کرو" ——— چیف باس نے کہا۔

اور عمران اب بھلا کیا کرتا اُسے اب تک پریشر سسٹم کے بارے میں قطعاً کوئی علم نہ تھا۔

"لیکن باس" ——— عمران نے کچھ جھجک کر کہا۔ جیسے وہ پریشر سسٹم آن کرنے پہ جھجک رہا ہو۔

"یو ڈیم فول ——— فوراً پریشر سسٹم آن کر دو۔ اسے واپس لے جاؤ" ——— چیف باس نے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا

"بب ——— بب ——— بہتر باس" ——— عمران نے سٹارک کے انداز میں سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ اب آئیں بائیں شائیں کر کے وقت گزار دے گا۔ واپس جانے کا تو ظاہر ہے سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ——— اُسے صرف اطمینان اس بات پر تھا کہ چیف باس بھی ابھی تک اُسے سٹارک ہی سمجھ رہا تھا۔ اور عمران اس کی وجہ سمجھتا تھا کہ چیف باس کو معلوم ہے کہ اصلی سٹارک کی اصلی آواز سے ہی آبدوز حرکت میں آ سکتی ہے ——— اور اب ظاہر ہے آبدوز حرکت میں ہے تو نفسیاتی طور پر یہی سمجھ رہا ہے کہ عمران اصل سٹارک ہے۔ عمران اب مشین پر یوں جھک گیا جیسے پریشر سسٹم آن کرنے کے لئے کام کر رہا ہو۔ وہ خواہ مخواہ مختلف



بٹنوں کو ہاتھ لگاتا اور چھوڑ دیتا۔ آبدوز مسلسل حرکت کر رہی تھی۔ اور سکرین پر موجود نقشے کے مطابق ہیڈ کوارٹر نزدیک آتا جا رہا تھا اور عمران نے بہرحال یہ وقت گزارنا تھا۔ بعد میں ہیڈ کوارٹر پہنچ کر جو ہوتا سو دیکھا جاتا ——— چیف باس کی طرف سے بھی خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ ٹرانسمیٹر کی گونج بھی ختم ہو گئی تھی۔ اس سے ظاہر تھا کہ چیف باس نے اُسے حکم دے کر رابطہ ختم کر دیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے سٹارک اب چیف باس کا حکم تو نہ ٹال سکتا تھا۔

جب چیف باس دوسری طرف سے کافی دیر تک نہ بولا تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ شاید قدرت اس کی امداد پر تُلی ہوئی تھی۔ اس لئے صورت حال عمران اور سیکرٹ سروس کے حق میں جا رہی تھی۔ اور اب اُسے یقین تھا کہ وہ اس خوفناک سفر کو ختم کر کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے گا۔

لیکن تھوڑی دیر بعد عمران اچانک چونک پڑا۔ کیونکہ مشین کا ایک خانہ جو پہلے تاریک تھا روشن ہوا اور پھر اس میں نیلے رنگ کا دھواں بھرتا ہوا نظر آنے لگا ——— عمران نے جلدی سے اس کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ پڑھے۔ اس خانے کے نیچے بلیوگن لکھا ہوا تھا۔ عمران چند لمحے ان الفاظ پر غور کرتا رہا۔ اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اُسے ایک رسالے میں پڑھا ہوا مضمون یاد آ گیا جس میں ایک جدید ترین ایکیمیائی ہتھیار کی تفصیل تھی۔ اس ہتھیار کا نام بھی بلیوگن تھا ——— اس میں ایکیمیا سے بنی ہوئی گیس استعمال کی جاتی تھی۔ ایکیمیا میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ بہتی لہروں کے ساتھ

ٹرانسمٹ ہو کر لاکھوں میل کے فاصلے پر کسی بھی رسیور پر جمع ہو سکتی تھی۔ اور اس کی ایک اور خصوصیت تھی کہ یہ کسی انسان پر پھیلا کر اُسے آگ لگائی جا سکتی تھی ——— اس طرح بلیو گن کی مدد سے دیکھتے ہی دیکھتے پورے شہر کے ہر انسان کو زندہ جلایا جا سکتا تھا جب کہ انسانوں کے علاوہ باقی ہر چیز آگ سے محفوظ رہ سکتی تھی۔ کیونکہ آگ لگنے کے لئے جاندار کا ہونا ضروری تھا ——— اس رسالے میں اس کے توڑ کا بھی ذکر تھا اور یہ توڑ روسیاہ کے سائنسدانوں نے نکالا تھا۔ اس کے متعلق لکھا گیا تھا کہ اگر کسی انسان کے جسم میں مفلوج کر دینے والا خاص افریقی زہر ہٹونیا پہنچا دیا جائے تو بلیو گن کی آگ لگے گی تو ضرور ——— لیکن وہ انسان کو نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اور انسانی کھال پر اس کا اثر نہیں ہو گا۔ البتہ اس سے یہ ضرور ہو جائے گا کہ دو تین گھنٹوں کے لئے اس ہٹونیا زہر اور اکیمیا گیس کے اثرات کے ملنے کی وجہ سے وہ مُردوں سے بھی بدتر حالت میں ہو جائے گا ——— دو تین گھنٹوں کے لئے اس کے خون کی رفتار اس قدر سُست ہو جائے گی کہ اُس کی نبض کسی طور پر بھی چیک نہ کی جا سکے گی اور سکتے کی سی کیفیت ہو جائے گی۔ ایسی حالت کہ دیکھنے والے کو وہ شخص بالکل مردہ دکھائی دے گا ——— میڈیکل چیک اپ میں بھی اُسے مُردہ قرار دیا جائے گا۔ لیکن دو تین گھنٹے کے بعد اس کے اثرات خود بخود ختم ہو جائیں گے اور وہ آدمی نارمل ہو جائے گا۔ بلیو گن کے بغیر ہٹونیا زہر کے اثرات صرف انسانی جسم کو مفلوج کر دینے کے کام آتے تھے۔ اس طرح وہ زندہ نظر آتا تھا ——— لیکن حرکت کرنے سے



معذور ہو جاتا تھا۔ اور عمران کے بیگ میں کافی مقدار میں ہٹونیا زہر میں ڈوبی ہوئی سوئیاں موجود تھیں۔ اس لئے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وہ ہیڈ کوارٹر کے کسی شخص کو فوری طور پر مفلوج کر سکے ——— عمران مشین کے سامنے کھڑا بلیو گن والے خانے کو دیکھتا ہوا یہ سب کچھ سوچ رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر کی گونج ایک بار پھر پیدا ہوئی۔

"سٹارک کیا ہو رہا ہے" ——— اچانک چیف باس کی آواز سنائی دی۔ لیکن اب وہ چیخ نہ رہا تھا بلکہ اس کا لہجہ بے حد ٹھہرا ہوا سا تھا۔ اور اس کے لہجے کے اسی ٹھہراؤ نے عمران کو چونکا دیا ——— کیونکہ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ چیف باس کسی فیصلے تک پہنچ چکا ہے۔ اور اُسی لمحے عمران کو خیال آیا کہ چیف باس نے شاید خود ہی بلیو گن فائر کر کے عمران کے ساتھیوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن ایسی صورت میں تو سٹارک بھی مر سکتا تھا۔ وہ اپنے آدمی کو کیسے مار سکتا تھا۔ یہی الجھن عمران کے ذہن میں تھی۔

"یہ بتاؤ کہ اصل سٹارک کہاں ہے" ——— اچانک چیف باس نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔ اور عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔ اب صورت حال اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ چیف باس نے اس خاموشی کے دوران کسی طرح یہ پتہ چلا لیا ہے کہ عمران اصل سٹارک نہیں ہے شاید اُسے سڈنی سنٹر سے کوئی اطلاع ملی ہو گی۔

"اصل سٹارک ——— کیا مطلب باس ——— اصل سٹارک تو میں ہوں" ——— عمران نے حالات کو سنبھالنے کی آخری کوشش کرتے ہوئے کہا کہ اگر باس کسی کال کے بل بوتے پر یہ کہہ رہا ہے

تو شک میں پڑ جائے۔

"میں تمہاری اصل شکل یہاں سکرین پر دیکھ رہا ہوں۔ تم نے یہ سمجھا تھا کہ تم حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر میں اس طرح داخل ہو جاؤ گے۔ ہرگز نہیں۔ اور اب اپنے ساتھیوں سمیت مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔۔۔۔ چیف باس کی گونجدار اور فاخرانہ آواز سنائی دی۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے باس"۔۔۔۔ عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اب جواب میں کیا کہہ سکتا تھا وقت گزارنا ہی اسے مقصود تھا۔ اور وقت صرف اسی طرح گزارا جا سکتا تھا کہ وہ چیف باس کو باتوں میں الجھائے رکھے۔

"مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نہیں بچا سکتی۔ یہ آبدوز خودکار ہے۔ اسے نہ تم روک سکتے ہو۔ اور نہ اس میں موجود کوئی چیز تمہارے کام آ سکتی ہے البتہ اب یہ آبدوز تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے مقبرہ بن جائے گی۔۔۔۔ میں تم سب پر بلیو گن فائر کرنے والا ہوں۔ بلیو گن جو تمہاری ہڈیوں سے بھی روح کھینچ کر باہر لے جائے گی"

چیف باس نے فاخرانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اور اب عمران کے خیال کی تصدیق ہو چکی تھی کہ ایکمیا گیس ان پر فائر کر کے انہیں زندہ جلایا جانے کا چیف باس پروگرام بنا چکا ہے۔ وہ تیزی سے مڑا اور دوڑ کر اپنے بیگ کے پاس پہنچا اور اسے کھول کر اس میں سے پٹونیا زہر میں ڈوبی ہوئی سوئیوں کا پیکٹ ڈھونڈھنے لگا۔



"تم ایک حقیر چوہے کی طرح چوہے دان میں پھنس چکے ہو۔ اور موت کا جال تم پر لمحہ بہ لمحہ سخت ہوتا جا رہا ہے۔ تم کچھ بھی کر لو۔ تم اب موت سے نہیں بچ سکتے۔۔۔۔ میری طرف سے اجازت ہے جو تدبیر کرنا چاہو کر لو۔ میں دس تک گنوں گا۔ اس کے بعد بلیو گن فائر کر دوں گا"۔۔۔۔ چیف باس کی فاتحانہ آواز آبدوز میں گونج رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شمار کرنی شروع کر دی تھی۔

"ہمیں کھولو عمران۔۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ اسی لمحے صفدر نے چیخ کر کہا۔ ظاہر ہے اب چھپنے چھپانے کا کوئی سوال ہی نہ رہا تھا اور وہ اس طرح بندھی ہوئی حالت میں مرنا نہ چاہتے تھے۔

"اب کھلنے اور بند رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا"

چیف باس کی وحشیانہ ہنسی میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی وہ گنتی بھی شمار کرتا جا رہا تھا اور پانچ تک وہ گن چکا تھا۔

اس دوران عمران ڈبیا میں سے سوئیاں نکال کر ہاتھ میں لے چکا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر دوڑ کر وہ صفدر کی طرف آیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ صفدر کو کھولنا چاہتا ہو۔۔۔۔ لیکن اس نے ایک سوئی صفدر کی پشت میں پوری قوت سے گھسیڑ دی۔ اور پھر وہ اس انداز میں دوڑ دوڑ کر سب ساتھیوں کی طرف گیا جیسے وہ موت کے خوف سے بوکھلا گیا ہو۔۔۔۔ لیکن وہ سب کے جسموں میں پٹونیا زہر داخل کر رہا تھا اور اس بوکھلائے ہوئے انداز میں بھاگنے دوڑنے سے اس کا مقصد صرف اتنا تھا کہ چیف باس کو اس زہر کے جسموں میں

جلنے کا پتہ نہ چل سکے ۔ ورنہ ظاہر ہے وہ انہیں کسی اور طرح ہلاک کرنے کا پروگرام بھی بنا سکتا تھا۔ اور ہو سکتا ہے اس حربے کا کوئی حل عمران کے پاس نہ ہو۔ جیسے جیسے سوئی ٹک رہی تھی ان کے جسم مفلوج ہوتے جا رہے تھے۔

"ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ موت کا خوف کس قدر خوف ناک ہوتا ہے۔ اب دیکھو اندھے کتے کی طرح تم کس طرح اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر دوڑ رہے ہو" ۔۔۔ چیف باس نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے گنتی بھی تیز کر دی ۔ وہ اب نو تک پہنچ چکا تھا۔

اور اس دوران عمران سب ساتھیوں کے جسموں میں یٹونیا زہر انجکٹ کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ چیف باس اپنی طاقت کے بھروسے پر بے پرواہ تھا اور ان کی حالت سے لطف لے رہا تھا ۔۔۔ اس کی یہی بے پرواہی ان کے کام آ گئی۔ اگر وہ اچانک بلیو گن فائر کر دیتا تو پھر یقیناً انہیں کوئی طاقت بھیانک موت سے نہ بچا سکتی اور وہ زندہ جل کر ختم ہو جاتے۔

"اور کے ۔۔۔ پاکیشیائی گروپ ۔۔۔ اب رخصت ہو جاؤ۔ تم نے حلقہ موت کو بہت تنگ کیا ہے۔ لیکن بہر حال آخری فتح حلقہ موت کی ہونی تھی۔ اور ہو رہی ہے" ۔۔۔ چیف باس کی تکبر سے بھرپور آواز سنائی دی۔ اور عمران نے آخری سوئی جلدی سے اپنی ران میں پوری قوت سے گھسیڑ دی۔ اسی لمحے آبدوز کو زور دار جھٹکے لگے اور پھر مشین کے ایک حصے سے نیلے رنگ کی گیس کی بوچھاڑ سی نکل کر



سمیت سب افراد پر پڑی اور ایک لمحے بعد یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ سب نیلے رنگ میں نہا گئے ہوں اور بوچھاڑ ختم ہوتے ہی

اچانک عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کے گرد خوفناک آگ بھڑک اٹھی۔ یہ آگ اچانک اور آناً فاناً لگی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی کیمیا گیس اور یٹونیا زہر نے مل کر اپنا اثر شروع کر دیا اور عمران کے ذہن پر تاریکی کا پردہ بجلی کی سی تیزی سے کھنچ گیا ۔۔۔ آخری احساس جو اس کے ذہن کے پردے پر رہا وہ اس کے اور اس کے سارے ساتھیوں کا خوف ناک آگ کے شعلوں میں جلنے کا تھا۔ وہ چکرا کر گرا اور پھر ہر طرف گہری تاریکی چھا گئی۔

چیف باس بڑے مطمئن انداز میں مشین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی مسرت چھائی ہوئی تھی۔ اس کے دشمن نہ صرف ہلاک ہو چکے تھے بلکہ ان کی لاشیں بھی کلوک روم میں پہنچ چکی تھیں ـــــ اُسے لاشوں کے کلوک روم میں پہنچنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ اور اب وہ مشین پر اس لئے آبیٹھا تھا تاکہ سڈنی سنٹر سے رپورٹ لے کر وہاں کا نظام سیٹ کر سکے کیونکہ سڈنی سنٹر براہِ راست اس کے کنٹرول میں تھا ـــــ عمران کے سٹارک کے میک اپ میں آنے اور پھر آبدوز کو حرکت میں لے آنے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ اصل سٹارک ختم ہو چکا ہے۔ لاشوں کی طرف سے اطمینان کے بعد اچانک چیف باس کو خیال آیا تھا کہ جب اصل سٹارک آبدوز میں موجود نہیں تھا تو پھر آبدوز کیسے حرکت میں آگئی۔ کمپیوٹر آخر کیسے دھوکہ کھا گیا ـــــ چنانچہ اس نے اس سلسلہ میں فوری



رپورٹ طلب کی تھی۔ تو اُسے بتایا گیا کہ کمپیوٹر کے فیڈنگ سسٹم میں سٹارک سے ملتی جلتی آواز فیڈ کی گئی تھی۔ اس لئے کمپیوٹر نے آبدوز کو حرکت دے دی تھی ـــــ اس رپورٹ نے چیف باس کو حیران کر دیا تھا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ یہ عمران کس قدر ذہین تھا۔ اگر اُسے گروپ کی تعداد پر شک نہ پڑتا اور وہ میک اپ چیکنگ مشین آن نہ کرتا تو لامحالہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کسی نہ کسی طرح ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جاتا ـــــ گو اُسے معلوم تھا کہ چاہے کوئی کتنا ہی عقلمند کیوں نہ ہو ہیڈ کوارٹر میں آ کر لازماً موت کے گھاٹ اتر جاتا لیکن پھر بھی وہ نجانے اپنی ذہانت۔ دلیری اور پھرتی کے بل بوتے پر کتنا نقصان پہنچا دیتا۔

چیف باس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور پھر سکرین پر جھماکے سے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی ایک نوجوان کی تصویر سکرین پر ابھر آئی۔ یہ سڈنی سنٹر کا نمبر تھری تھا۔ سارٹی۔

"ہیلو ـــــ چیف باس کالنگ یو......" ـــــ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ یس سر سارٹی سپیکنگ سر" ـــــ سارٹی نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا وہ سہم سا گیا تھا۔

"فشر اور سٹارک کہاں ہیں سارٹی" ـــــ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر ـــــ باس فشر تو اپنے کمرے میں ہیں جب کہ باس سٹارک کا کوئی پتہ نہیں لگ رہا" ـــــ سارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور چیف باس نے ہاتھ بڑھا کر مشین پر لگی ہوئی ایک ناب گھمانی شروع کر دی۔ سکرین پر منظر بدلنے لگے۔ اور چند لمحوں بعد ایک کمرے کا منظر سکرین پر ابھر آیا۔ جس میں فشر بیٹھا کسی سے فون کرنے میں مصروف تھا۔

"چیف باس کالنگ یو" ——— چیف باس نے ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔ اور فشر نے بری طرح چونکتے ہوئے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

"یس باس یس باس" ——— فشر نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"سٹارک کہاں ہے" ——— چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سس ——— سر ——— باس سٹارک کے متعلق ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ یو۔ ٹو۔ ایم میں بیٹھ کر ہیڈ کوارٹر گئے ہیں۔ میں انہیں اور پاکیشیائی گروپ کو سارے شہر میں تلاش کرتا رہا۔ لیکن نہ ہی باس کا کچھ پتہ چلا اور نہ اس گروپ کا ——— پھر میں نے باس کی تلاش کے لئے مہمان خانے فون کیا تو وہاں کے انچارج نے حیرت انگیز خبر سنائی کہ باس وہاں آئے اور پھر انہوں نے فون کیا تو ایک عورت اور سات مرد وہاں پہنچ گئے۔ انہیں بے ہوش کر کے آبدوز میں لے جایا گیا ——— اور پھر باس اس آبدوز کو لے کر ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ آپ تک نہیں پہنچے سر" ——— فشر نے کہا۔



"سنو فشر ——— وہ سٹارک جو مہمان خانے سے آبدوز میں گروپ کو لے کر داخل ہوا تھا۔ وہ اصل سٹارک نہیں تھا بلکہ نقلی سٹارک تھا۔ وہ علی عمران تھا۔ اس پاکیشیائی گروپ کا انچارج ——— میں نے اسے چیک کیا تو اس کی اصل صورت سامنے آ گئی۔ اس پر میں نے ان سب کو زندہ جلا دیا۔ اور اب ان کی جلی ہوئی لاشیں ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں۔ سٹارک کو یقیناً مار ڈالا گیا ہے۔ ورنہ وہ اب تک سامنے آ جاتا" ——— چیف باس نے کہا۔

"باس ——— یہ تو انتہائی حیرت انگیز بات ہے" ——— فشر نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ اسے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ باس اسے اور اس کے ساتھیوں پر نا اہلی کا الزام لگا کر ہلاک نہ کر دے۔ کیونکہ چیف باس اس معاملے میں بے حد سخت تھا ——— وہ معمولی سی کوتاہی بھی برداشت کرنے کا عادی نہ تھا۔

"ہاں ——— وہ شخص علی عمران واقعی حیرت انگیز آدمی تھا۔ اور اس کی ذہانت کی وجہ سے میں سڈنی سنٹر کو بے قصور سمجھتے ہوئے انہیں معاف کر رہا ہوں۔ ورنہ تم لوگوں کی کارکردگی ایسی ہے کہ تم سب کو بھی زندہ جلا دیا جاتا" ——— چیف باس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ج ——— ج ——— جی" ——— فشر نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو آئندہ کوئی کوتاہی معاف نہیں کی جائے گی"۔ چیف باس نے کہا اور فشر سے کوئی جواب نہ بن سکا تو بس سر ہلا کر رہ گیا۔

"سٹارک کے ختم ہونے پر اب تمہیں سڈنی سنٹر کا انچارج مقرر کیا جاتا ہے۔ تمہیں تفصیلی ہدایات بھی مل جائیں گی اور تمہاری تقرری کے احکامات بھی سنٹر پہنچ جائیں گے ____ اس کے ساتھ ساتھ تمہاری آواز آبدوز کمپیوٹر میں فیڈ کر دی جائے گی۔ اب سپلائی کا کام تم نے سرانجام دینا ہے" ____ چیف باس نے کہا اور فشر کا سہما ہوا چہرہ یک لخت کھل اٹھا۔

"تھینک یو باس ____ میں حلقہ موت کے لئے اپنی جان بھی لڑا دوں گا" ____ فشر نے نئے عہدے پر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"او کے" ____ چیف باس نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر مشین آف کر دی۔ اور اٹھ کر اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ایک انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ چیف باس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"چیف نمبر تھری باس" ____ انٹرکام سے نمبر تھری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ____ کیا رپورٹ ہے" ____ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"چیف باس ____ ماہرین کا بندوبست ہو گیا ہے۔ یہ تعداد میں چار ہیں اور ساز و سامان سمیت ہیڈ کوارٹر آنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ کی اجازت کی ضرورت ہے" ____ نمبر تھری باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے انہیں اچھی طرح چیک کر کے رائٹ وے سے اندر لے آؤ۔ اب خطرہ دور ہو چکا ہے۔ اب حالات نارمل ہیں"



چیف باس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

انٹرکام کا بٹن آف کرتے ہی وہ اٹھا۔ اور اپنے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں وہ کام کرنے کے بعد آرام کیا کرتا تھا۔ وہ چونکہ اپنے آپ کو کچھ تھکا ہوا محسوس کر رہا تھا ____ اس لئے اس نے سوچا کہ اب دل بھر کر آرام کرے۔ کیونکہ عمران گروپ کی وجہ سے گذشتہ کئی راتوں سے وہ ایک لمحے کے لئے بھی نہ سو سکا تھا۔

یہ کمرہ چیف باس نے خاص طور پر بنوایا تھا۔ جس میں کوئی اور شخص کسی بھی صورت میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ چیف باس نے دروازے پر ہاتھ رکھا تو دروازہ تیزی سے ایک طرف کو کھسک گیا اور چیف باس اندر داخل ہوا ____ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ اس کے پیچھے بند ہو گیا۔ چیف باس نے چہرے پر موجود عینک اتار دی۔ اور اُسے بند کر کے ساتھ والی میز پر رکھا۔ اور پھر لباس تبدیل کر کے وہ آرام دہ بستر پر لیٹ گیا ____ چونکہ وہ بے حد تھکا ہوا تھا اس لئے بیڈ پر لیٹتے ہی اُسے نیند آ گئی۔ لیکن چند ہی لمحوں بعد گھنٹی کی آواز سنتے ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور پھر وہ یوں اپنے بیڈ سے اچھل کر کھڑا ہوا۔ جیسے اس نے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ حیرت سے اس کی چمکدار آنکھیں دھندلا سی گئیں۔

ایک جھٹکے سے عمران کی آنکھیں کھلیں تو بے اختیار اس کے منہ سے کراہ سی نکل گئی۔ اس کے ذہن میں بھڑکتی ہوئی آگ کا منظر دوبارہ ابھر آیا تھا ——— لیکن پھر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ ایک بڑے سے کمرے میں تھا۔ جس میں ہر طرف دیوار دا کے ساتھ الماریاں بنی ہوئی تھیں۔ درمیان میں خالی جگہ پر عمران اور اس کے ساتھی پڑے ہوئے تھے ——— عمران نے دیکھا کہ اس کی قوت ارادی نے اس پر پہلے زہر کا اثر ختم کر دیا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو دیکھا تو اس کے کپڑے جل کر راکھ ہو چکے تھے اور جسم کوئلے کی طرح سیاہ پڑ چکا تھا ——— البتہ ایک جگہ سیاہی قدرے کم تھی۔ یہ چھینٹوں کے سے انداز میں تھی۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا اس کے تمام ساتھیوں کی یہی حالت تھی۔ کپڑوں کی بجائے وہ سیاہ رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اور ان میں جولیا بھی موجود تھی۔ عمران نے جلد



سے منہ پھیرا اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اپنے آپ کو بالکل نارمل محسوس کر رہا تھا۔ وہ جلدی سے الماریوں کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک الماری کھولی تو اس کے سیاہ چہرے پر رونق آ گئی ——— الماری میں ڈانگری نما کپڑے بھرے ہوئے تھے۔ شاید ہیڈ کوارٹر میں کام کرنے والوں کے لئے یہ لباس بنائے گئے تھے۔ عمران نے جلدی سے ایک ڈانگری خود پہن لی۔ اور پھر اس نے اور لباس نکلے اور ان میں سے ایک ایک اس نے سب کے جسموں پر ڈال دیئے ——— دوسری الماری کھولنے پر اس نے کمبلوں کا ڈھیر دیکھا تو اس نے جلدی سے کمبل نکالے اور پھر اس نے لباس اٹھا کر ایک طرف رکھے اور کمبل سب پر ڈال دیئے تاکہ ہوش میں آنے کے بعد وہ کمبل لپیٹ کر اٹھ سکیں۔

اب اس نے دوسری الماریوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ان بن اسی طرح کا مختلف سامان بھرا ہوا تھا۔ اور پھر اُسے ایک الماری کے نچلے خانے میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کے بیگ بھی نظر آ گئے۔ اور وہ خوشی سے اچھل پڑا ——— اس نے اپنا بیگ باہر کھینچ لیا۔ اُسی لمحے اُسے صفدر کی کراہ سنائی دی تو عمران تیزی سے مڑا۔ اور دوسرے لمحے اس نے صفدر کو اچھل کر بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ صفدر یوں حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے کوئی بچہ پیدا ہو کر حیرت سے دنیا کو دیکھتا ہے۔

”صفدر ——— جلدی سے لباس پہن لو۔ بزرگ کہتے ہیں زیادہ دیر کا رہنے سے جنس بدل جاتی ہے“ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے ہا اور صفدر عمران کی آواز سن کر بُری طرح اچھل پڑا۔

"کک ــــ کیا ہوا عمران ــــ ہم زندہ کیسے بچ گئے۔ ہمیں تو آگ نے جلا دیا تھا" ــــ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے کمبل کو اپنے گرد لپیٹ لیا تھا۔

"تم لباس تو پہن لو پھر بتاؤں گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے بھی قریب پڑی ہوئی ڈانگری اٹھائی اور پہن لی۔ اور پھر باری باری سب ہوش میں آتے رہے۔ اور چند لمحوں بعد جولیا بھی ہوش میں آگئی ــــ جولیا کو ہوش میں آتے ہی جیسے ہی اپنے عریاں ہونے کا احساس ہوا وہ بُری طرح سمٹ گئی۔

"جولیا جلدی سے لباس پہن لو۔ کسی بھی وقت کوئی آسکتا ہے" عمران نے جولیا سے مخاطب ہوکر کہا۔ اور جولیا نے جلدی سے ڈانگری گھسیٹی اور پھر کمبل کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ کر اس نے جلدی سے ڈانگری پہننی شروع کر دی ــــ گو وہ اس کے جسم پر خاصی ڈھیلی تھی لیکن بہرحال عریانی سے تو بہتر تھا۔ آستین اور پائنچے موڑ کر اس نے اُسے بہرحال ایڈجسٹ کر لیا۔

"یہ کمبل کس نے ڈالے ہیں" ــــ جولیا نے جھجکتے ہوئے پوچھا وہ شاید یہ اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ کس نے اُسے عریاں دیکھا ہے۔

"پتہ نہیں کون ہمدرد پیدا ہو گئے ہیں۔ جب مجھے ہوش آیا تو کمبلوں میں لپٹے ہوئے تھے اور ساتھ ہی یہ ڈانگریاں پڑی ہوئی تھیں" عمران نے اُسے شرمندگی سے بچانے کے لئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ــــ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے جولیا کو بتا دیا کہ کمبل اس نے اس کے عریاں جسم پر ڈالا تھا تو جولیا بے چاری ہمیشہ اس سے



شرمندہ رہتی۔ حالانکہ عمران ایسا آدمی تھا کہ اس نے جولیا کو نظر بھر کر تو دیکھنا ایک طرف اچٹتی ہوئی نظر بھی نہ ڈالی تھی ــــ لیکن بہرحال یہ اس کا اپنا فعل تھا۔ جولیا تو شرمندہ رہتی۔

"یہ سب ہوا کیسے ــــ ہم زندہ کیسے بچ گئے۔ جب کہ ہمارے لباس جل کر راکھ ہو چکے ہیں" ــــ اس بار تنویر نے پوچھا۔ اور عمران نے انہیں بلیو گن میں استعمال ہونے والی اکیمیا گیس کی خصوصیات اور پھر اس کا توڑ ٹوٹنیا زہر کے متعلق تفصیل بتا دی۔

"اوہ ــــ تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ تمہاری ریڈی میڈ کھوپڑی ہر حربے کا توڑ بروقت نکال لیتی ہے" ــــ تنویر نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے چیف باس کا شکریہ ادا کرنا جو اپنے غرور میں آ کر اتنا مطمئن ہو گیا تھا کہ اس نے مجھے اتنا وقت دے دیا۔ کہ میں ٹوٹنیا زہر اپنے اور تمہارے جسموں میں داخل کرنے میں کامیاب ہو گیا ــــ ورنہ ظاہر ہے اگر وہ اچانک وار کر دیتا تو اب تک ہم سب اللہ میاں کے پاس بیٹھے اپنا اعمال نامہ پڑھ رہے ہوتے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے ــــ نجانے یہ ہیڈ کوارٹر ہے یا کوئی اور جگہ" ــــ صفدر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہے تو ہیڈ کوارٹر ہی ــــ اور پروگرام اب اسے تباہ کرنے کا ہے۔ اپنے اپنے بیگ اٹھالو تاکہ کام شروع کیا جا سکے" عمران نے کہا۔ اور اٹھ کر کمرے کے کھلتے دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو اپنی طرف کھینچا تو دروازہ کھلتا گیا۔ اُسے بند نہ کیا گیا تھا۔ اور وہ باہر راہداری میں آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اپنے بیگ اٹھائے اس کے پیچھے باہر آ گئے ــــ راہداری ایک طرف سے بند تھی جب کہ دوسری طرف آگے جا کر وہ دائیں طرف کو مڑ گئی تھی۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف بڑھ گیا۔ موڑ کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر اس نے گردن آگے بڑھا کر موڑ کی دوسری طرف دیکھا ــــ راہداری آگے بائیں طرف چلی گئی تھی۔ اور اس کے اختتام پر لوہے کا ایک دروازہ نظر آ رہا تھا عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے چلتے ہوئے اس راہداری میں سے گزر کر اس دروازے تک پہنچ گئے عمران نے آہستہ سے دروازہ کو اپنی طرف کھینچا تو یہ دروازہ کھلتا گیا ــــ اور دروازے کو پار کر کے وہ جب دوسری طرف پہنچے انہوں نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے میں موجود پایا۔ اس کمرے میں دیوار کے ساتھ بڑے بڑے لوہے کے صندوق پڑے ہوئے تھے ــــ عمران نے آگے بڑھ کر ایک صندوق کو کھولا تو ہی صندوق کا ڈھکن اٹھا ایک تیز گونج پیدا ہوئی اور عمران اچھل کر پیچھے ہٹ آیا۔ اُسی لمحے کھٹاک کی تیز آواز سے کمرے کا دروازہ بند ہو گیا اور کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی ــــ اس کے ساتھ ہی دیوار کے ساتھ موجود سب صندوق کسی سسٹم کے تحت بجلی کی سی تیزی سے زمین میں دفن ہو کر غائب ہو گئے۔ اور اب وہ پاگلوں کے سے انداز میں اس خالی کمرے میں کھڑے ایک دوسرے کی شکلیں



رہے تھے۔ دروازہ بند ہوتے ہی دور کہیں گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دی۔ عمران نے تیزی سے دروازے کی طرف بھاگنا چاہا مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے قدم زمین سے چپک گئے تھے ــــ چونکہ ان کے جوتے جل گئے تھے اور وہ سب ننگے پیر تھے، الماریوں سے انہیں لباس تو مل گئے تھے لیکن جوتے نہ مل سکے۔ اور اب وہ سب مجسموں کی طرح کھڑے کے کھڑے رہ گئے تھے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے" ــــ جولیا نے کہا۔

"یہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے"

عمران نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے پشت سے لدے ہوئے تھیلے میں ہاتھ ڈالا۔ وہ شاید اس میں سے کچھ تلاش کرنا چاہتا تھا کہ اچانک ارد گرد کی دیواروں میں تیز سرسراہٹ کی آوازیں سنائی دیں ــــ اور انہوں نے چونک کر دیکھا تو چاروں طرف دیواروں میں سے مشین گنوں کی نالیں باہر کو نکل آئی تھیں۔ اب موت یقینی تھی۔ وہ ہل بھی نہ سکتے تھے اور مشین گنیں بھی چاروں طرف موجود تھیں۔ اب بچ نکلنے کا کوئی راستہ کوئی صورت باقی نہ رہی تھی۔

گھنٹی کی آواز سنتے ہی جیسے چیف باس کی آنکھیں کھلیں ا
کی نظریں دروازے کے قریب ایک بڑی سی روشن سکرین پر پڑیں ا
وہ یوں اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا جیسے اس نے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ ؟
ایسا ہی۔۔۔۔ سکرین پر اُسے آٹھ افراد ایک کمرے کے درمیان ؟
نظر آرہے تھے وہ بالکل سیاہ رنگ میں تھے لیکن انہوں نے ہیڈ
کی ڈانگریاں پہن رکھی تھیں اور پشت پر تھیلے اٹھائے ہوئے
وہ واقعی بھوت نظر آرہے تھے۔

" اوہ یہ زندہ ۔۔۔۔ کیسے زندہ ہو گئے ۔ یہ تو مر چکے تھے ۔
تھے "۔۔۔۔ چیف باس پر حیرت کی شدت سے سکتہ سا طاری
گیا کیونکہ ان کے سیاہ رنگ کی وجہ سے وہ انہیں د
ہی پہچان گیا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں جنہیں بلیو گر
فائر سے زندہ جلا دیا گیا تھا اور جن کی لاشوں پر چیف باس ٹھو



اور انہیں ٹھوکریں مارتا رہا اور جنہیں کلوک روم میں رکھ دیا گیا تھا۔ لیکن اب یہ نہ صرف زندہ سلامت نظر آرہے تھے بلکہ وہ لباس پہن چکے تھے اور نہ صرف لباس پہن چکے تھے بلکہ وہ ایکر دکام روم میں بھی پہنچ چکے تھے ۔۔۔۔ یہ کمرہ کمپیوٹر کے سپیئر پارٹس کے صندوقوں کے لئے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ لیکن اس میں ایسا سسٹم تھا کہ اگر کوئی غیر متعلقہ آدمی سپیئر پارٹس کے صندوق کو کھولنے کی کوشش کرتا تو صندوق زمین میں غائب ہو جاتے تھے اور دروازہ بند ہو جاتا اور کمرے میں موجود ہر شخص فرش سے چپک جاتا تھا۔

چند لمحے تک حیرت سے بت بنا چیف باس کھڑا رہا۔ پھر ایک جھٹکا لے کر وہ سیدھا ہوا۔ اور دوڑتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن پھر تیزی سے واپس پلٹا اور اس نے میز پر رکھی ہوئی اپنی عینک اٹھا کر آنکھوں پر لگالی ۔۔۔۔ اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر آگیا۔ اس نے جلدی سے ایک مشین کا بٹن دبایا تو اس پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔

"مین کمپیوٹر کنٹرول چیف باس کالنگ یو" ۔۔۔۔ چیف باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے سکرین پر ایک چھوٹی سی مشین کی تصویر ابھر آئی۔ یہ مشین ایک دیوار کے ساتھ نصب تھی۔ اور اس کے اندر بے شمار چھوٹی چھوٹی چرخیاں چل رہی تھیں اور بے شمار چھوٹے بڑے بلب جل بجھ رہے تھے ۔۔۔۔ یہ ہیڈ کوارٹر کے مین کمپیوٹر کی کنٹرولنگ مشین تھی۔ جو قطعی طور پر خود کار تھی۔ اور نہ صرف خود کار تھی بلکہ انسانوں

کی طرح حکم لینے اور اس کے مطابق خود بخود عمل کرنے پر قادر تھی۔ لیکن صرف چیف باس کا حکم۔

"یس مین کمپیوٹر کنٹرول اٹنڈنگ یو"۔۔۔۔ مشین سے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایکرو کام روم میں ہیڈ کوارٹر کے دشمن موجود ہیں انہیں فوراً ہلاک کر دو"۔۔۔۔ چیف باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے"۔۔۔۔ کنٹرولنگ مشین نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کئی اور بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ چیف باس نے اپنے سامنے موجود مشین کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور ایک ناب گھمائی تو سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔۔۔۔ اور چند لمحوں بعد ایکرو کام روم کا منظر سامنے آ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اُسی طرح فرش پر کھڑے تھے اور ان کے چاروں طرف دیواروں سے مشین گنوں کی نالیں جھانک رہی تھیں۔۔۔۔ ان مشین گنوں کی نالیں دیکھتے ہی چیف باس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا کیونکہ اب یہ کسی بھی صورت نہ بچ سکتے تھے۔

لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ ایک آدمی نے اپنے تھیلے میں سے کوئی چیز نکال کر زور سے فرش پر دے ماری اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔۔۔۔ اور وہ سب یک لخت یوں غائب ہو گئے جیسے وہاں ان کا وجود ہی نہ رہا ہو۔ اور عین اُسی لمحے مشین گنوں سے بے تحاشا فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن یہ فائرنگ بے سود تھی۔ وہ سب غائب تھے۔ اور کمرے کا فرش بھی غائب



ہو چکا تھا۔ اب وہاں خلا نظر آ رہا تھا۔

"اوہ اوہ۔۔۔۔ یہ تو میگ سرکل میں گرے ہوں گے۔ اس کمرے کے نیچے تو میگ سرکل ہے"۔۔۔۔ چیف باس نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے ایک دو بٹن دبائے اور ناب گھمانی شروع کر دی۔ سکرین پر دوبارہ جھماکے سے شروع ہو گئے۔۔۔۔ اور پھر سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی واقعی میگ سرکل میں کھڑے تھے۔ وہ حیرت سے دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی مشینوں کو دیکھ رہے تھے۔ یہ مشینیں ہیڈ کوارٹر کے درجہ حرارت کو کنٹرول کرتی تھیں۔۔۔۔ اور ان کی وہاں موجودگی پورے ہیڈ کوارٹر کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ اس نے جلدی سے مین کمپیوٹر کنٹرول کو دوبارہ آن کرنا شروع کر دیا۔

"یس ایم۔ سی۔ سی اٹنڈنگ"۔۔۔۔ دوبارہ وہی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ مین کمپیوٹر کنٹرول کا کوڈ نام ایم۔ سی۔ سی تھا۔

"دشمن میگ سرکل میں پہنچ گئے ہیں۔ وہ فائرنگ سے بچ گئے ہیں اور ایکرو کام روم کا فرش توڑ کر نیچے کود گئے ہیں۔ اور میرا حکم سن لو۔ ان دشمنوں کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔۔۔۔ تم نے اب انہیں ہلاک کرنا ہے۔ یہ جہاں بھی جائیں۔ جس جگہ بھی پہنچیں ہر جگہ کے لئے حرکت میں آ جاؤ۔ انہیں ہلاک کر دو۔ یہ جنرل آرڈر ہیں تعمیل کرو"۔۔۔۔ چیف باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔۔ کنٹرولنگ مشین نے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ اور چیف باس نے جلدی سے دوبارہ بٹن دبائے

اور تاب گوائی شروع کر دی کیونکہ اب وہ بہرحال اس گروپ کو یقینی موت تک اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتا تھا۔ لیکن مختلف سپاٹ چیک کرنے کے باوجود عمران اور اس کا گروپ سکرین پہ نہ آ رہا تھا۔ میگ سرکل بھی خالی پڑا ہوا تھا۔۔۔۔ اب تو چیف باس کی پریشانی دیکھنے والی تھی۔ اس کا چہرہ تیزی سے رنگ بدل رہا تھا۔

"یہ کہاں غائب ہو گئے۔۔۔۔ آخر کہاں گئے"۔۔۔۔ چیف باس نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے دوبارہ کنٹرولنگ مشین سے رابطہ قائم کیا۔

"رپورٹ دو۔۔۔ کیا ہوا"۔۔۔۔ چیف باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"گروپ غائب ہو چکا ہے۔ وہ کسی رینج میں موجود نہیں ہے۔ تمام رینج کو اچھی طرح چیک کیا جا چکا ہے"۔۔۔۔ کمپیوٹر سے آواز آئی اور چیف باس نے حقیقتاً اپنا سر پیٹ لیا۔ اس کا جسم بری طرح کانپنے لگا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میگ سرکل سے ایک نہیں دو تین پورے نو افراد غائب ہو جائیں اور ایسے غائب ہو جائیں کہ کمپیوٹر بھی انہیں چیک نہ کر سکے۔۔۔۔ کیا وہ جن تھے۔ بھوت تھے۔ بدروحیں تھیں۔ چیف باس جانتا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کی ایک ایک اینٹ کمپیوٹر کنٹرول ہے۔ ایسی صورت میں اس پورے گروپ کا نکل جانا ناممکن تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اپنی میز پہ آ کر اس نے ایک بٹن انٹرکام کا سب سے بڑا سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔۔۔۔ چیف باس کالنگ آل دی چیفس ایمرجنسی کال"



چیف باس کی آواز میں گھبراہٹ کے ساتھ ساتھ شدید جھنجلاہٹ بھی شامل تھی۔

"یس باس چیف نمبر ون اٹنڈنگ"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد آواز سنائی دی اور پھر باری باری سب چیفس نے جوابی کال دے دی۔

"سنو۔۔۔۔ غور سے سنو۔۔۔۔ ہیڈ کوارٹر میں ہنگامی حالات کا اعلان کیا جاتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی جنہیں ہم مردہ سمجھ رہے تھے حیرت انگیز طور پہ زندہ ہو گئے ہیں۔ ان کے رنگ سیاہ ہیں۔ انہوں نے کلوک روم سے ہیڈ کوارٹر کی ڈانگریاں پہن لی ہیں۔ پیروں سے ننگے ہیں۔ انہوں نے اپنی اپنی پشت پہ بڑے بڑے تھیلے لادے ہوئے ہیں۔۔۔۔ یہ گروپ کلوک روم سے نکل کر ایکرو کام روم میں پہنچے جب وہاں ماسٹر کمپیوٹر نے ان پہ مشین گنوں سے فائرنگ کی تو بم مار کر فرش توڑ کر نیچے میگ سرکل میں پہنچ گئے۔ میں نے ماسٹر کنٹرول کو ان کے قتل کا جنرل حکم دے دیا ہے لیکن اب یہ پورا گروپ غائب ہے۔۔۔۔ ماسٹر کمپیوٹر اپنی پوری رینج چیک کر لی ہے لیکن یہ کہیں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے ہنگامی حالات کے تحت تمام سرگرمیاں اس وقت تک بند کی جاتی ہیں۔ جب تک اس گروپ کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ تمام چیفس اپنے گروپوں سمیت اس گروپ کی تلاش اور اس کے قتل پہ مامور کیے جاتے ہیں۔۔۔۔ اپنی اپنی رپورٹیں مجھے پہنچاتے رہو۔ اور ہدایات لیتے رہو۔ کال کلوز"۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔ اور پھر بٹن آف کر کے وہ یوں اپنی کرسی پہ ڈھیر ہو گیا۔ جیسے زندگی کی آخری بازی ہار کر کوئی جواری مایوس ہو بیٹھتا ہے۔

جب مشین گنوں کی نالیں دیواروں سے جھانکنے لگیں تو عمران کا ہاتھ بیگ میں موجود تھا۔ پلک جھپکنے میں اس کا ہاتھ باہر آیا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایلگم بم فرش پر دے مارا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور فرش یوں تڑک کر نیچے گرا جیسے وہ مضبوط لکڑی کی بجائے تنکوں کا بنا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ سب یک لخت نیچے گرے ___ اسی لمحے ان کے سروں پر گولیوں کی بے تحاشا تڑتڑاہٹ سنائی دی۔ نیچے فاصلہ زیادہ نہ تھا اس لئے وہ چوٹ سے محفوظ رہے۔ ان کے سروں پر چھت غائب تھی۔ اور اوپر ہر طرف سے بے تحاشا گولیاں چل رہی تھیں جو سامنے دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گر رہی تھیں۔ پوری چھت اس کمرے کے فرش پر آ گری تھی۔

وہ اب یہاں کھڑے حیرت سے اس کمرے کی دیواروں کے



ساتھ موجود مشینوں کو دیکھ رہے تھے۔ عمران تیزی سے ان مشینوں کی طرف لپکا اور پھر ان مشینوں کی ساخت دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی پیدا ہو گئی۔ وہ تیزی سے ایک بڑی مشین کے پاس پہنچا ___ اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ اس نے مختلف بٹن دبا کر ایک چکر کو تیزی سے دائیں طرف گھمانا شروع کر دیا۔ اس چکر کے گھومتے ہی درمیان میں موجود بڑے سے ڈائل میں موجود سرخ رنگ کی سوئی نچلے ہندسوں کی طرف بڑھتی گئی ___ جب سوئی زیرو پر پہنچ گئی تو عمران نے ہاتھ روک کر جلدی سے اپنے بیگ سے ایک ڈبہ سا نکالا۔ اس میں سکروڈرائیور سیٹ تھا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے اس نے ڈبہ کھول کر اس میں سے ایک سکروڈرائیور نکالا ___ اور پھر اس مشین کی سائیڈ میں ایک چھوٹے سے خانے کے گرد لگے ہوئے چار پیچوں کو کھولنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں میں ہی وہ اس خانے کا ڈھکن علیحدہ کر چکا تھا۔ پھر اس نے اسی سکروڈرائیور کو اندر داخل کیا ___ اور پھر اپنے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ مشین کے تمام بلب یک لخت جلے اور پھر ایک جھماکے سے بجھ گئے اور پھر دوبارہ پہلی جیسی حالت میں بلب جلنے بجھنے لگے۔ عمران نے سکروڈرائیور سے ایک ٹرانسسٹر کی تار توڑ ڈالی تھی۔ اس کے بعد اس نے ڈھکن دوبارہ لگا کر اس کے پیچ کس دیئے۔

باقی ٹیم خاموش کھڑی عمران کو یہ کارروائی کرتے دیکھتی رہی۔ ان میں سے کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ لیکن وہ سب خاموش

کھڑے تھے۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ میں نے ان کے ماسٹر کمپیوٹر کو اندھا کر دیا ہے۔ اب یہ ہمیں چیک نہ کر سکے گا"۔۔۔۔ عمران نے ڈبہ بند کر کے واپس تھیلے میں ڈالا اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کے اوپر سبز رنگ کی لہروں کا ایک جال سا چمکتا نظر آ رہا تھا۔۔۔۔ عمران نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر ایک لمبی سی نلکی نکالی۔ جس کے پیچھے لکڑی کا دستہ لگا ہوا تھا۔ اور نلکی کسی پستول کی نال کی طرح اندر سے خالی تھی۔ عمران نے نلکی کا رخ دروازے کی طرف کیا۔ اور پھر دستے کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔۔۔۔ نلکی میں سے نیلے رنگ کی ایک شعاع نکل کر سبز رنگ کی لہروں سے ٹکرائی تو ایک جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی لہروں کا جال ختم ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک راہداری نظر آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے دروازہ پھلانگتے ہوئے اس راہداری میں آ گئے۔۔۔۔ اور پھر دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

"کمال ہے۔ تمہارا یہ تھیلا تو عمرو عیار کی زنبیل بن گیا ہے۔ ہر حربے کا توڑ اس میں سے وقت پر نکل آتا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے اپنے فلیٹ سے نکلا ہوں۔ نیاگرا آبشار کی سیر کرنے نہیں"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا راہداری کے اختتام پر پہنچ گیا یہاں ایک دروازہ تھا۔ لیکن وہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ عمران



دروازے کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ اور پھر اس نے ایک لمحے کے لئے اندر کان لگا دیئے۔ اندر سے کسی کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ آواز خاصی دور سے سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا تو یہ ایک ڈرائنگ روم کی طرز پر سجا ہوا کمرہ تھا۔ جو خالی تھا البتہ اس کا ایک اور دروازہ دوسری طرف نظر آ رہا تھا۔ جو اسی طرح آدھا کھلا ہوا تھا اور باتیں کرنے کی آواز اس میں سے سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔ عمران دبے پاؤں اس دروازے کی طرف بڑھا۔

"تمام گروپ الرٹ ہو جائیں۔ اپنی رینج میں دشمنوں کو تلاش کرو۔ چپے چپے کی تلاشی لو۔ جہاں یہ گروپ یا اس کا کوئی آدمی نظر آئے اسے ہلاک کر دو۔ انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے اوور اینڈ آل"

ایک بھاری سی آواز سنائی دے رہی تھی۔ لیکن آواز کی لرزش سے محسوس ہو رہا تھا کہ بولنے والا خاصا بوڑھا ہے۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر آہستگی سے دروازہ کے درمیان ہی رک گیا۔۔۔۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کے سامنے والی دیوار میں ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ اور دروازے کے قریب ہی ایک بڑی سی میز کے پیچھے کرسی پر برف کی طرح سفید بالوں والا ایک بوڑھا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا چوغہ پہنا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سامنے والی مشین پر جمی ہوئی تھیں اور ہاتھ میز پر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین پر مصروف تھے۔۔۔۔ مشین کی سکرین پر جھماکے سے ہو رہے تھے اور چند لمحوں بعد ایک بوڑھے آدمی کی تصویر اس پر نظر آنے لگی اس بوڑھے نے آنکھوں پر گہرے رنگوں کا چشمہ پہنا

ہوا تھا۔

"یس ۔۔۔ چیف باس اسٹینڈنگ یو" ۔۔۔ عینک والے بوڑ کے لبے ہلے اور مشین سے آواز برآمد ہوئی۔

"چیف نمبر تھری ۔۔۔ چیف باس میں نے اپنے گروپ کو مکم ہدایات دے دی ہیں۔ ہم اپنے حصے کی ایک ایک اینٹ چیک کر گے" ۔۔۔ نمبر تھری نے کہا۔

"یہ گروپ تمہاری رینج سے غائب ہوا ہے۔ اس لئے تمہیں بہ زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ میگ سرکل تمہاری سائیڈ ہے" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"یس باس میں جانتا ہوں۔ اب آپ کو رپورٹ دے کر میں خو میگ سرکل کو چیک کروں گا کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں اور کیسے" نمبر تھری نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ مجھے رپورٹ دو اور خاص طور پر وہاں مشینری بھی چیک کرنا کہیں انہوں نے کسی مشین کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ ان کے پاس مہلک اسلحہ موجود ہے یو۔ ٹو۔ آبدوز کی وجہ سے کمپیوٹر انہیں چیک نہیں کر سکا۔ ورنہ تو وہ ایک سوئی بھی اندر نہ آنے دیتا" چیف باس نے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ نمبر تھری نے کہا۔ اور اس کے ساتھ سکرین ایک جھماکے سے صاف ہو گئی۔ نمبر تھری نے بھی ہاتھ میں موجود مشین کے دو بٹن آف کئے اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھا۔ عمران دروازے کے ساتھ ہی رکا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس



نے سب ساتھیوں کو سائیڈ میں ہو جانے کا اشارہ کیا۔

کرسی ہٹنے کی آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی آواز دروازے کی طرف آئی۔ عمران دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے لگ کر کھڑا تھا جبکہ باقی ساتھی اس کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پھر نمبر تھری نے دروازہ پار کیا۔ لیکن دوسرے لمحے چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی اس کے منہ سے کراہ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل فرش پر گرا ۔۔۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر مکہ رسید کیا تھا۔ اور اس کے گرتے ہی اس کی لات حرکت میں آئی۔ اور اس نے جلدی سے اس کی گردن پر پیر رکھ دیا۔ بوڑھے نے اپنے آپ کو چھڑانا چاہا ۔۔۔ لیکن عمران نے پیر کو ذرا سا گھمایا تو بوڑھے کی آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔ اور اس کا سانس تیزی سے جھٹکے کھانے لگا اور جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔

"دروازہ بند کر دو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔

عمران نے پیر ہٹایا اور پھر گریبان سے پکڑ کر بوڑھے کو کھڑا کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور بوڑھے کے حلق سے کربناک چیخ نکل گئی۔ بھرپور تھپیڑ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔

"تمہارے گروپ میں کتنے آدمی ہیں۔ جلدی بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا تھپڑ اس کے گال پر پڑا۔

"ب ـــ ب ـــ بیس" ـــ بوڑھے نے چیخ کے ساتھ سا جواب دے دیا۔

"کوئی عورت بھی ہے" ـــ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آگیا۔

"پ ـــ پ ـــ پانچ عورتیں ہیں" ـــ بوڑھے نے ایک بار پھر چیختے ہوئے جواب دیا۔

"ان کے فالتو لباس کہاں ہیں" ـــ عمران کا ہاتھ ایک با پھر اٹھا۔ اور تھپڑ کی گونجدار آواز سنائی دی۔ عمران ہر سوال سے پہلے پوری قوت سے تھپڑ جما دیتا تھا۔

"سٹور روم میں ـــ سٹور روم میں ـــ مجھے مت مارو۔ مت مارو" ـــ بوڑھے نے اس بار بھی چیختے ہوئے کہا۔

"سنو ـــ میں تمہارا گلا مرغی کی طرح کاٹ دوں گا۔ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو مکمل تعاون کرو سمجھے" ـــ عمران نے بھیانک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"م ـــ م ـــ میں تعاون کروں گا۔ مجھے مت مارو" بوڑھے کے حلق سے گھگھیائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے فوری طور پر لباس چاہئیں اور ایک عورت اور سات مرد ایسے چاہئیں جو ان قد و قامت کے ہوں ـــ تمہارے آدمی ایک جگہ کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں" ـــ عمران نے اس کے گریبان کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس کا ہاتھ تھپڑ مارنے کے سے انداز میں



اٹھا۔

"میگا فون پر جنرل کال کرو۔ سب زیرو روم میں اکٹھے ہو جائیں گے" ـــ بوڑھے نے اسی طرح گھگھیائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور عمران اسے گھسیٹتا ہوا اس دفتر والے کمرے میں لے آیا۔ عمران اس کی شکل دیکھتے ہی اس کی ٹائپ سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص بس میز کرسی پر بیٹھ کر حکم چلانے والا ہے ـــ اور عمر کے تقاضے سے بھی اس میں وہ قوت برداشت نہیں ہے جو کہ فیلڈ میں کام کرنے والے ایجنٹوں میں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے پلے در پلے تھپڑ مار کر ہی اپنا مقصد حل کر لیا تھا۔

"ادھر کرسی پر بیٹھو اور تمام ممبرز کو جنرل کال کر کے زیرو روم میں بلاؤ۔ اور سنو۔ اگر تم نے کسی طرح بھی کوئی اشارہ کرنے یا کوئی غلط لفظ بولنے کی کوشش کی تو تمہارے ساتھ تو جو ہوگا سو ہوگا تمہیں میں یہیں بکرے کی طرح ذبح کر دوں گا" ـــ عمران نے اسے کرسی پر دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے تھیلے سے تیز دھار خنجر نکال کر اس کے گلے پر رکھ دیا۔

"م ـــ م ـــ میں تعاون کروں گا۔ یہ خنجر ہٹا لو۔ میری جان نکل رہی ہے" ـــ بوڑھے نے گھگھیاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہرگز نہیں ـــ اور تم نے کوئی غلط لفظ بولا۔ ادھر اس خنجر کی تیز دھار تمہاری شہ رگ میں داخل ہو جائے گی۔ اور سنو۔ آپریٹ اس طرح کرنا کہ صرف تمہاری آواز جائے یہ کمرہ کسی سکرین پر نہ

آنے پائے - میں خود ایک بڑا سائنسدان ہوں - اس لئے خیال رکھنا
خواہ مخواہ اپنا گلہ نہ کٹوانا" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا - ا
بوڑھے نے سر ہلا دیا پھر اس نے سامنے میز پہ رکھی ہوئی مشین
کے چند بٹن لرزتے ہوتے ہاتھوں سے دبائے - عمران غور سے
ان بٹنوں کو دیکھ رہا تھا -

بٹن دبتے ہی سامنے دیوار کے ساتھ موجود مشین خود بخود چل
اور پھر اس کی سکرین پہ ایک کمرے کا منظر ابھر آیا - یہ کمرہ بھی د ف
کے انداز میں سجا ہوا تھا ـــــ ایک لمبا تڑنگا نوجوان کرسی پہ بیٹھا ہ
تھا - بوڑھے نمبر تھری نے ایک اور بٹن دبایا تو وہ نوجوان چونک
پڑا -

"چیف نمبر تھری کالنگ ریڈ سرکل نمبر ون" ـــــ بوڑھے نے
سپاٹ لہجے میں کہا -

"یس ـــــ ریڈ سرکل نمبر ون اٹنڈنگ یو" ـــــ نوجوان کے
لب ہلے اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا -

"کیا رپورٹ ہے" ـــــ بوڑھے نے پوچھا -

"تلاش جاری ہے باس" ـــــ ریڈ سرکل نمبر ون نے جوا
دیا -

"سنو ـــــ تلاش بند کر دو اور پورے سرکل کو زیرو روم پہ
پہنچنے کی جنرل کال کر دو - میں نے خصوصی ہدایات دینی ہیں"
بوڑھے نمبر تھری نے کہا -

"او - کے باس" ـــــ نمبر ون نے سر ہلاتے ہوئے جواب



ا اور بوڑھے نے بٹن آف کر دیئے - سکرین سپاٹ ہو گئی - اور ساتھ
ی مشین بھی بند ہو گئی -

"تم ـــــ میں نے ٹھیک کہا ہے" ـــــ بوڑھے نے امید بھری
ظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا - جو سیاہ رنگ میں بھوت
ا نظر آ رہا تھا -

"اس لئے تو اب تک زندہ ہو" ـــــ عمران نے غراتے
ہوئے جواب دیا -

"تت ـــــ تت ـــــ تم ہیڈ سرکل سے کیسے نکل آئے وہاں
ے تو میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں ......" ـــــ بوڑھے
نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا - لیکن اس سے پہلے کہ اس کا
رہ مکمل ہوتا - عمران کا تھپڑ پوری قوت سے اس کے چہرے پہ پڑا -
ر بوڑھا چیخ مار کر کرسی پہ ایک طرف جھک گیا -

"خبردار ـــــ اگر آئندہ کوئی سوال کرنے کی جرأت کی" ـــــ عمران
لہجہ انتہائی بھیانک تھا - ظاہر ہے وہ بوڑھے پہ چھائی ہوئی کیفیت
کسی طرح بھی دور نہ کرنا چاہتا تھا - اور بوڑھا ہونٹ بھینچ کر رہ گیا -

اسی لمحے مشین خود بخود چل پڑی - اور سکرین پہ جھماکے ہونے
روع ہو گئے - بوڑھے نے جلدی سے مشین کے بٹن دبائے تو
سکرین پہ ایک بڑے ہال نما کمرے کا منظر ابھر آیا ـــــ اس میں
ر ون کے علاوہ چودہ مرد اور پانچ عورتیں مؤدبانہ انداز میں کھڑی
ہیں -

"ٹھہرو ـــــ ابھی ٹرانسمیٹر آن نہ کرنا" ـــــ عمران نے غراتے

ہوئے کہا۔ اور بوڑھے کا ایک بٹن کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا
" یہ جو قطار میں تیسری عورت کھڑی ہے۔ اس کا کیا نمبر
عمران نے پوچھا۔
" تھرٹی " ـــــ بوڑھے نے جواب دیا۔
" اس کا نام " ـــــ عمران نے پوچھا۔
" اس کا نام مارگریٹ ہے " ـــــ بوڑھے نے فوراً ہی
دیتے ہوئے کہا۔
اور پھر عمران نے مختلف مردوں کی نشاندہی کرتے ہوئے
کے نمبر اور نام پوچھے جو بوڑھے نے بتا دیئے۔
" ٹھیک ہے ـــــ اب اس عورت اور ان سات افراد کو یہ
آنے کا حکم دو" ـــــ عمران نے اُسے ہدایت کی اور ساتھ ہی
نے خنجر کا دباؤ بوڑھے کی گردن پر بڑھا دیا۔
بوڑھے کا رنگ اور زرد پڑ گیا۔ اس نے جلدی سے ٹرانس
بٹن آف کر دیا۔
" ہیلو ـــــ ریڈ سرکل گروپ۔ چیف نمبر تھری کالنگ یو"
بوڑھے نے کہا۔
" یس باس ـــــ گروپ زیرو روم میں آپ کو اٹنڈ کر رہا
ریڈون نے جواب دیا۔
" سنو ـــــ تم اور نمبر تھری۔ الیون۔ ففٹین۔ ٹوئنٹی ون۔ ٹو
ٹوئنٹی سکس اور لیڈی نمبر تھرٹی ون۔ تم سب فوراً میرے آف
پہنچو۔ ایک ضروری میٹنگ ہے" ـــــ بوڑھے نے کہا۔



" یس باس " ـــــ ریڈون نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
" باقی ممبرز اپنے اپنے شعبوں میں کام کریں انہیں بعد میں ہدایات
دی جائیں گی " ـــــ بوڑھے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
مشین کے بٹن آف کر دیئے۔
" یہ لوگ کس طرف سے آئیں گے " ـــــ عمران نے خنجر کا دباؤ
بڑھاتے ہوئے کہا۔
" سپیشل گیٹ سے دائیں طرف ایک بڑا کمرہ میٹنگ روم میں ہے"
بوڑھے نے کہا اور عمران نے اُسے بازو سے پکڑ کر کرسی سے اٹھایا۔
اور اُسے میٹنگ روم کی طرف رہنمائی کے لئے کہا۔ بوڑھا اُسی
کمرے کی سائیڈ میں بنے ہوئے دروازے کو کھول کر ایک بڑے
کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک بڑی میز کے پیچھے دس کرسیاں موجود
تھیں ـــــ عمران نے دیکھا کہ کرسیاں لوہے کی بنی ہوئی تھیں۔
اور ان کے پائے زمین میں دفن تھے۔
" یہ میٹنگ چیئرز ہیں " ـــــ عمران نے بوڑھے سے غراتے
ہوئے انداز میں پوچھا۔
" ہاں ـــــ انہیں دفتر سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ کسی غلط آدمی کی
صورت میں اُسے کرسی سے چپکا کر بے بس کر دیا جاتا ہے"
بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر بوڑھے کو لے
کر وہ دوبارہ آپریشن روم میں آ گیا۔
" اسے سنبھالو ـــــ اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت کرے تو گلا کاٹ

دینا" ——— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صفدر بڑی پھرتی سے آگے بڑھ کر بوڑھے کو یوں گردن سے پکڑ لیا جیسے کسی معصوم بھیڑ کو اچک لیتا ہے۔

عمران جلدی سے بوڑھے کی کرسی پہ بیٹھ گیا اور پھر اس نے موجود مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اب وہ اس مشین کو اچھ سمجھ چکا تھا۔ چند لمحوں بعد سامنے مشین کی سکرین روشن ہوئی اور اس پہ میٹنگ روم کا منظر ابھر آیا ——— چند لمحوں بعد اس میٹنگ کا دروازہ کھلا اور زیرو روم میں موجود نمبر ون اور اس کے باقی سا ایک ایک کر کے اندر داخل ہوئے۔ وہ سب مؤدبانہ انداز میں ہوئے میز کے گرد موجود لوہے کی کرسیوں پہ ایک ایک کر بیٹھ گئے ——— جب سب بیٹھ گئے تو عمران نے ایک اور بٹن دبا اس بٹن کے دبتے ہی مشین کے مختلف بلب تیزی سے جلنے بج لگے۔ اور اس کے بعد ایک سرخ رنگ کا بڑا سا بلب جل اٹھا۔ کے ساتھ ہی عمران نے دیکھا کہ کرسیوں پہ بیٹھے ہوئے افراد بے چینی سے ہلنا جلنا چاہا ——— لیکن وہ واقعی میگنٹ کرسیوں سے چمٹ کر رہ گئے تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہو بٹن آف کر دیئے۔

"تنویر تم جاؤ اور اس لڑکی کو اٹھا کر ادھر ریسٹ روم میں لے اور اسے جولیا کے حوالے کر دو ——— جولیا تم نے اپنا لباس اس پہننا ہے اور خود اس کا لباس بھی پہننا ہے اور باتھ روم میں لینا۔ تاکہ یہ افریقی حسن غائب ہو جائے۔ لڑکی اگر غلط حرکت کرنے



کوشش کرے تو بے شک گولی مار دینا" ——— عمران نے تنویر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان کا لباس کیوں اتار رہے ہیں۔ ریسٹ روم سے ملحقہ سٹور روم ہے جہاں گروپ کے لئے ہر قسم کے لباس موجود ہیں" ——— بوڑھا جو اب تک خاموش کھڑا تھا بول پڑا۔

"اوہ اچھا ——— تم واقعی بے حد سمجھدار ہو۔ آؤ مجھے دکھاؤ کہاں ہے یہ سٹور روم" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر وہ بوڑھے کو پکڑے ریسٹ روم سے ملحقہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ واقعی ایک خاصا بڑا سٹور تھا۔ اس میں الماریوں میں ایک ہی کپڑے کے بنے ہوئے لباس جو زنانے بھی تھے اور مردانے بھی ——— اور ان پہ ریڈ سرکل کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا موجود تھے۔ جوتے بھی موجود تھے۔

"چلو سب اپنے اپنے سائز کا لباس اٹھاؤ۔ اور جلدی سے افریقی سٹائل ختم کر کے آؤ جلدی کرو۔ ہمیں کسی بھی لمحے چیک کیا جا سکتا ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور سب نے لباس اٹھائے اور پھر غسل خانے کی طرف بڑھ گئے۔ اب عمران اور بوڑھا اکیلے اس سٹور روم میں رہ گئے۔

"تم اپنا یہ چوغہ اتارو بڑے میاں۔ تم واقعی سمجھدار آدمی ہو۔ تم نے اپنی جان بچا لی ہے۔ اور شاید تم پہلے آدمی ہو جس نے میرے خنجر سے اپنا گلا بچا لیا ہے" ——— عمران نے بے رحم انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو ——— تمہاری یہ سب کوششیں فضول ہیں ابھی چیف باس

کال کرے گا اور ...... " ـــــ بوڑھے نے اُسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیخ ہوا فرش پر جا گرا۔ عمران کا ایک اور زوردار تھپڑ اس کے گال پڑا تھا۔

" اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آئندہ کوئی بات نہ کرنا ورنہ .... عمران نے اتنے بھیانک انداز میں کہا کہ بوڑھے کا جسم لرزنے ل اس نے جلدی سے وہ سیاہ رنگ کا چوغہ اتار دیا۔ اس کے نـ اس نے اپنے گروپ جیسا ہی لباس پہن رکھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے عمران کے ساتھی نہا دھو اور لباس بدل کر سٹور روم میں پہنچنے لگے۔ سب سے پہلے جو آئی تھی ـــ جب سب لوگ واپس پہنچ گئے تو عمران نے بوڑھے کو صفدر کے حوالے کیا اور خود ایک لباس اور بوڑھے کا چوغہ ا اپنا بیگ اٹھا کر ریسٹ روم کی طرف بڑھ گیا۔ بوڑھا اب سر جھکا خاموش کھڑا تھا ـــ اس نے بولنے کی کوشش ہی ترک کر دی تھی۔ دس منٹ بعد عمران واپس آیا تو وہ سب اُسے دیکھ کر بُر طرح چونک پڑے۔ عمران بالکل بوڑھے کے میک اپ میں تھا۔ لباس وہی شکل صورت اُسی طرح برف کی طرح سفید بال۔ بس صرف اس کے ہاتھ میں اپنا تھیلا موجود تھا۔

" اوہ اوہ ـــ تم جادوگر ہو یا کوئی بھوت " ـــ بوڑھے نے حیرت سے گنگ لہجے میں کہا۔

" آؤ صفدر ـــ تم نے نمبر ون کا میک اپ کرنا ہے۔ تم



وہیں میٹنگ روم میں آجاؤ۔ میں تم سب کا میک اپ کر دوں۔ پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو چکا ہے " ـــ عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے تھیلے میں سے ایک بڑی سی رسی نکالی اور بوڑھے کے ہاتھ پیر اچھی طرح باندھ کر اس نے اس کے منہ میں رومال ٹھونسا اور اس پر ٹیپ لگا دی۔ اب بوڑھا نہ ہی بول سکتا تھا نہ ہل جل سکتا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں کو لئے میٹنگ روم میں پہنچ گیا۔ پہلے وہ خود اندر داخل ہوا۔

" باس ـــ ہمارے جسم " ـــ ریڈ ون نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

" خاموش بیٹھے رہو۔ چیف باس کے حکم سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ تمہارے میک اپ اور لباس میں چند افراد کو ایک خفیہ مشن پر بھیجنا ہے " ـــ عمران نے بوڑھے کے سے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے دروازہ کھول کر اپنے ساتھیوں کو اندر آنے کے لئے کہا۔ انہیں دیکھ کر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے افراد بُری طرح چونک پڑے۔

" باس ـــ یہ تو وہی ایشیائی گروپ ہے " ـــ ریڈ ون نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

" میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ خاموش رہو۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں۔ یہ حلقہ موت سے متعلق ہیں " ـــ عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنا تھیلا کھول کر اس میں سے میک اپ باکس نکالا اور اس کے ہاتھ تیزی سے جولیا کے چہرے پر چلنے لگے ـــ کرسی پر بیٹھی ہوئی مارگریٹ حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ اور جب عمران نے ہاتھ

رو کے تو مارگریٹ کی آنکھیں حیرت کی شدت سے ابل آئیں۔

"مارگریٹ ___ بولو یہ میک اپ کیسا ہے" ___ عمران نے بوڑھے کے سے لہجے میں اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بب ___ باس ___ یہ تو جادو ہے۔ جادو" ___ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور یہی فقرہ ہو بہو مارگریٹ کے لہجے میں جولیا نے دوہراد وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران مارگریٹ کو کیوں بولنے کے لئے کہہ رہا ہے اس کے بعد عمران نے انتہائی پھرتی اور مہارت سے کام لیتے ہوئے سب ممبرز پہ میک اپ کر دیا ___ اب اس میٹنگ روم میں ایک ایک آدمی کا ہمزاد بھی موجود تھا۔ اصل اور نقل کی پہچان مشکل ہو رہی تھی۔ صرف یہی شناخت رہ گئی تھی کہ اصل کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جب کہ نقل کھڑے ہوئے تھے۔

"اب ان کا کیا کرنا ہے" ___ صفدر نے نمبر ون کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر اچار پڑ سکے تو زیادہ بہتر ہے۔ ہو سکتا ہے جولیا کی طبیعت کھٹائی کھانے کو چاہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے ابھی آنکھیں نکلنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ عمران جلدی سے آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ کیونکہ وہاں ایک تیز گھنٹی کی آواز ابھری تھی۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی دیکھا کہ مشین کے مختلف بلب جل بجھ رہے تھے ___ اور سکرین پہ چیف باس کال کے الفاظ بار بار ابھر رہے تھے۔ عمران جلدی سے نمبر تھری کی کرسی پہ جا کر بیٹھ گیا۔



اور اس نے مشین کے بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے چیف باس کی تصویر سکرین پہ نظر آنے لگی۔

"ہیلو ___ باس نمبر تھری چیف باس کالنگ" ___ چیف باس کی کرخت آواز سنائی دی۔

"یس باس ___ نمبر تھری اٹنڈنگ یو" ___ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے میک سرکل کی مشینری چیک کی نمبر تھری" چیف باس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس باس ___ وہ ہر لحاظ سے او۔ کے ہے" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن ماسٹر کمپیوٹر نے ابھی ابھی شکایت کی ہے کہ اس کا ٹمپریچر مسلسل گرتا جا رہا ہے۔ اور اسے سپیشل جنریٹر چلانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے" ___ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"لیکن مشینری تو او۔ کے ہے باس ___ ہو سکتا ہے ماسٹر کمپیوٹر کے اندر ہی کوئی خرابی ہو گئی ہو" ___ عمران نے جواب دیا۔

"ہوں ٹھیک ہے میں اسے چیک کراؤں گا۔ تم ایسا کرو کہ ایف۔ آر سکسٹی کو آن کر دو۔ تاکہ ماسٹر کمپیوٹر کا یہ سیکشن آن ہو جائے" چیف باس نے کچھ دیر کے توقف کے بعد کہا۔

"او۔ کے باس" ___ عمران نے کہا۔ اور اس کی نظریں تیزی

سے سامنے پڑی مشین کے مختلف بٹنوں کے نیچے لکھی ہوئی تحریریں دیکھنے پر پڑیں۔ اور پھر اس کو مشین کے انتہائی دائیں کونے پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بٹن نظر آگیا جس کے نیچے سرخ حروف میں ایف آر سکسٹی لکھا ہوا تھا ــــــ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اُسے پریس کر دیا۔ لیکن دوسرا لمحہ اس پر قیامت بن کر گزر گیا جیسے ہی اس نے بٹن کو پریس کیا اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور جس کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا وہ یک لخت اس طرح زمین کے اندر گھس گئی کہ عمران کا ہاتھ بمشکل واپس ہٹا تھا کہ کرسی عمران سمیت غائب ہو چکی تھی اور اس کے ساتھ ہی آپریشن روم میں چیف باس کا ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا ــــــ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ مشین ساکت ہو چکی تھی۔ اور سکرین سپاٹ اور میٹنگ روم میں موجود عمران کے ساتھیوں کو شاید عمران کے حشر کا علم ہی نہ ہو سکا۔



چیف باس رپورٹنگ مشین کے سامنے بیٹھا سب سیکشنز سے آنے والی مسلسل رپورٹیں سن رہا تھا۔ ماسٹر کمپیوٹر بھی اُسے بار بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش کی رپورٹ دے رہا تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھی گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب ہو چکے تھے۔ کہیں سے بھی ان کے متعلق کوئی اطلاع نہ مل رہی تھی۔

چیف باس کا دماغ گھوم رہا تھا۔ کہ آخر یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے۔ کیا وہ ہوا میں تحلیل ہو گئے یا ان کے پاس کوئی ایسا جادو ہے کہ یہ انسانی آنکھ تو ایک طرف کمپیوٹر کی سائنسی آنکھ کو بھی دکھائی نہیں دے رہے ــــــ اور حیرت انگیز بات یہ بھی تھی۔ یہ لوگ غائب ہو کر بھی کوئی حرکت نہ کر رہے تھے۔ کہیں سے بھی ان کی کسی حرکت کا کوئی ثبوت سامنے نہ آ رہا تھا۔ تمام ہیڈکوارٹر اُن کے لئے کھلا تھا۔ لیکن یہ گروپ غائب تھا اور بس ــــــ اور یہی بات چیف باس کے دماغ

یں ہتھوڑوں کی طرح برس رہی تھی۔ ایک توان کا مرکر زندہ ہوجانا بلیو گرو
فائر کے بعد بھی ان کی زندگی یہ کم از کم چیف باس کے تصور میں بھی نہ آ
سکتا تھا ۔۔۔۔ لیکن چیف باس نے انہیں اپنی آنکھوں سے ایکر دکام رو
یں کھڑے اور پھر فرش پر بم مار کر اُسے توڑنے اور اس کے بعد میگ س
بین کرتے دیکھا تھا۔ ایسی صورت میں وہ اُسے کسی طور بھی نظر انداز نہ کر
سکتا تھا ۔۔۔۔ کوئی بھی وجہ ہو بہر حال یہ لوگ نہ صرف زندہ تھے۔ بلکہ
ہیڈ کوارٹر میں موجود بھی تھے۔ اچانک ماسٹر کمپیوٹر کال کا بزر سُن کر
چیف باس اپنے خیالات سے چونک پڑا۔

"یس چیف باس اٹنڈنگ یو" ۔۔۔۔ چیف باس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول چیف باس ۔۔۔۔ کمپیوٹر درجہ حرارت مسلسل کم رہا ہے اگر اس کے کم ہونے کی یہی حالت رہی تو سپیشل جنریٹر آن کرنے پڑیں گے نوٹ کر لیں" ۔۔۔۔ ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کال نے چیف باس کو بے اختیار اچھلنے پر مجبور کر دیا۔ یہ ایک ایسی خوفناک کال تھی کہ جس کے نتیجے کو وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔

"لیکن کیوں ۔۔۔۔ ٹمپریچر کیوں ڈاؤن ہو رہا ہے۔ تم نے اسے چیک کیوں نہیں کیا جب کہ تم میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ تم اسے فوری کنٹرول کر سکو" ۔۔۔۔ چیف باس نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"ٹمپریچر کنٹرولنگ سی۔سی۔آر مشین مردہ ہو چکی ہے۔ اُسے چلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس میں کوئی ایسی خرابی پیدا ہو



گئی ہے جو سامنے نہیں آرہی" ۔۔۔۔ کمپیوٹر کنٹرول نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے میگ سرکل میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے" چیف باس نے بے اختیار پیشانی پر ابھر آنے والے پسینے کے قطرے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس ۔۔۔۔ میگ سرکل میں گڑبڑ ہوتی تو مجھے فوراً پتہ چل جاتا لیکن میگ سرکل چیکنگ سسٹم اوکے ہے" کمپیوٹر کنٹرول نے جواب دیا۔

"تو پھر آخر کیا ہو رہا ہے۔ کیوں ہو رہا ہے۔ یہ یقیناً اس عمران اور اس کے گروپ کی حرکت ہو سکتی ہے۔ اور پھر جیسے اچانک ایک جھماکا سا چیف باس کے ذہن میں ہوا ۔۔۔۔ سیکشن تھری سے کوئی رپورٹ نہ مل رہی تھی۔ وہاں مسلسل خاموشی طاری تھی۔ رپورٹوں کے تسلسل کی وجہ سے اُسے اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ اور اب میگ سرکل کی بار بار تکرار سے اچانک اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا۔ اس نے کمپیوٹر کنٹرول کا بٹن آف کر کے جلدی سے نمبر تھری سے رابطے کا بٹن آن کر دیا ۔۔۔۔ چند لمحوں تک تو رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ لیکن پھر یکلخت رابطہ قائم ہو گیا۔ اور سکرین پر باس نمبر تھری کی تصویر ابھر آئی۔

"باس نمبر تھری چیف باس کالنگ" ۔۔۔۔ چیف باس نے کرخت اور جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔۔۔۔ نمبر تھری اٹنڈنگ یو" ۔۔۔۔ نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے میگ سرکل کی مشینری چیک کی نمبر تھری" ۔۔۔۔ چیف باس

نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"یس باس ـــــ وہ ہر لحاظ سے او کے ہے" ـــــ نمبر تھ نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ماسٹر کمپیوٹر نے ابھی ابھی شکایت کی ہے کہ اس کا ٹمپریچ مسلسل گرتا جا رہا ہے۔ اور اُسے سپیشل جنریٹر چلانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے" ـــــ چیف باس کا لہجہ بدستور کرخت تھ

"لیکن مشینری تو او کے ہے باس ـــــ ہو سکتا ہے ماسٹر کمپیو کے اندر ہی کوئی خرابی ہو گئی ہو" ـــــ نمبر تھری نے جواب دیا۔ ا اس کی بات سن کر چیف باس بُری طرح اچھل پڑا۔ ماسٹر کمپیوٹر کے ا خرابی ـــــ یہ کیسے ممکن ہے۔ نمبر تھری ایک ایسی بات کر رہا تھا۔ کم از کم نمبر تھری کو کسی صورت میں بھی نہیں کرنا چاہئے تھی۔ کیونہ تمام چیفس اس بات کو بہر حال جانتے تھے کہ ماسٹر کمپیوٹر کے اند خرابی پیدا ہونا ناممکن تھا ـــــ اس کا نظام ایسا بنایا گیا تھا کہ اوّل ت خرابی پیدا ہی نہ ہو سکتی تھی اور اگر ہو بھی جاتی تو ماسٹر کمپیوٹر خود ہی میں اُسے درست کر لیتا تھا۔ یہ ماسٹر کمپیوٹر دنیا کے بہترین یہود سائنسدانوں کی چالیس سالہ محنت کا نتیجہ تھا ـــــ اور ایسا کمپیو اور دنیا میں کہیں وجود نہ رکھتا تھا۔ اور پھر نمبر تھری تو خود سائنسدا رہا تھا۔ اس کمپیوٹر کی ایجاد میں اس کا ذہن بھی شامل تھا اس لئے کم ا وہ ایسی بات نہ کہہ سکتا تھا ـــــ یہ خیال آتے ہی چیف باس ۔ جلدی سے مشین کے دو بٹن دبا دیئے اور دوسرے لمحے اس کھوپڑی کھاک سے اڑ گئی۔ کیونکہ چند لمحے پہلے سکرین پہ جہ



نمبر تھری کی شکل تھی اب وہاں علی عمران نظر آ رہا تھا۔ نمبر تھری کے لباس میں مشین نے میک اپ کے اندر سے اصل شکل دکھا دی تھی۔

"اوہ ـــــ تو انہوں نے نمبر تھری سیکشن پہ قبضہ کیا ہوا ہے۔ چیف باس نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اور پھر میک اپ چیکنگ مشین کے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ اب سکرین پہ دوبارہ نمبر تھری کی شکل نظر آنے لگ گئی تھی۔

"ہوں ٹھیک ہے ـــــ میں اسے چیک کرا لوں گا۔ تم ایسا کرو کہ الیف۔ آر۔ سکسٹی کو آن کر دو تاکہ ماسٹر کمپیوٹر کا یہ سیکشن آن ہو جائے" چیف باس نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے باس" ـــــ نمبر تھری نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے دیکھا کہ نمبر تھری نے چند لمحے مشین کو نظروں ہی نظروں میں چیک کیا۔ اور پھر الیف۔ آر۔ سکسٹی کا بٹن آن کر دیا۔ اس کے بٹن آن ہوتے ہی اس کی کرسی بجلی کی سی تیزی سے زمین میں غائب ہو گئی۔ اور ظاہر ہے عمران بھی اس کے ساتھ ہی غائب ہو چکا تھا۔

چیف باس کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔ اور چیف باس نے سیکشن تھری کے نمبر آف کر دیئے۔ اس کے بعد اس نے ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول سے رابطہ قائم کیا۔

"یس ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول" ـــــ وہی مخصوص کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم نے سیکشن تھری کو چیک کیا تھا" ـــــ چیف باس نے نہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نو باس ـــــ سیکشن تھری میری رینج میں نہیں رہا۔ اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو چکا ہے" ـــــ کنٹرول نے جواب دیا۔

"کیوں ـــــ کیوں ختم ہو چکا ہے۔ تم نے یہ رابطہ کیوں قائم نہ کیا۔ تم نے مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی" ـــــ چیف باس نے ماتھے کے بل کھینچتے ہوئے پوچھا۔

"باس ـــــ رابطہ سیکشن تھری سے ہی ختم کیا گیا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ سیکشن سے میں خود رابطہ قائم نہیں کر سکتا وہ خود ہی کنٹرول کرتے ہیں۔ اور میں نے رپورٹ اس لئے نہیں کی کہ یہ معمول ہے ـــــ مختلف سیکشنز رابطے ختم اور بحال کرتے رہتے ہیں" جذبات سے عاری کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور چیف باس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ واقعی اس سسٹم کا تو اُسے خیال ہی نہ رہا تھا۔

"سنو ـــــ میں نے اس گروپ کو چیک کر لیا ہے۔ وہ سیکشن تھری میں موجود ہیں میں نے ان کے لیڈر عمران کو نچلے تہہ خانے پہنچا دیا ہے۔ تم اُسے وہاں سے نکال کر کمپیوٹر سیل میں قید کر دو اور میرے مخصوص حکم کے بغیر اُسے رہا نہیں ہونا چاہیئے" چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی باس" ـــــ کمپیوٹر کنٹرول نے جواب دیا۔

اور چیف باس نے اس سے رابطہ ختم کیا اور پھر تیزی سے نمبر دو سے رابطہ قائم کیا۔ کیونکہ نمبر تھری سے ملحقہ نمبر



سیکشن ہی تھا۔

"یس باس ـــــ نمبر ٹو آن دی لائن" ـــــ نمبر ٹو کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کی تصویر بھی ابھر آئی۔

چیف باس نے پہلے میک اپ چیکنگ مشین آن کر کے تسلی کر لی کہ نمبر ٹو تو کہیں نقلی نہیں ہے۔

"چیف باس ـــــ یہ بتاؤ اس گروپ کا پتہ چلا" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"نو باس ـــــ میں نے اپنے سیکشن کی ایک ایک ایجنٹ چیک کر لی ہے" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"میں نے اُسے ٹریس کر لیا ہے وہ سیکشن نمبر تھری میں موجود ہے۔ انہوں نے وہاں قبضہ کر کے اس کا رابطہ ماسٹر کمپیوٹر سے منقطع کر رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ چیک نہ ہو رہے تھے۔ ان کا لیڈر عمران نمبر تھری کے میک اپ میں تھا ـــــ میں نے اُسے کمپیوٹر سیل میں قید کر دیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کا باقی گروپ بھی سیکشن تھری میں موجود ہو گا۔ تم ایسا کرو۔ اپنی پوری فورس نمبر تھری میں جھونک دو اور انہیں گرفتار کر لو۔ میں سیکشن تھری کا چارج بھی تمہیں دیتا ہوں" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"باس ـــــ اس طرح اندھا دھند لڑائی سے ہمارے ہیڈ کوارٹر میں شدید ترین نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ ایسا کیوں نہ کریں کہ سیکشن تھری کو کلوز کر کے اس میں ایچ بی گیس چھوڑ دیں ـــــ اس طرح سیکشن تھری میں موجود ہر شخص فوری طور پر بے ہوش ہو

جائے گا۔ اس کے بعد گروپ کے افراد کو آسانی سے چیک بھی کیا
جا سکتا ہے اور گرفتار بھی" ــــــ نمبر ٹو نے تجویز پیش کرتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جلدی کرو ــــ اور مجھے رپورٹ دو"

چیف باس نے کہا۔ اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس
نے بٹن آف کر دیئے۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار
نمایاں ہو گئے تھے۔



جب آپریشن روم سے آنے والی مدھم سی آواز جو مشین کے چلنے
کی تھی بھی خاموش ہو گئی تو صفدر چونک کر آپریشن روم کی طرف بڑھا اس
نے دروازے کو آہستہ سے کھول کر دیکھا۔ سامنے والی مشین ساکت
تھی۔

"عمران صاحب ــــ میں آجاؤں" ــــ صفدر نے باہر سے
ہی پوچھا۔ لیکن عمران کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو صفدر نے
دروازہ کھولا اور جلدی سے آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔ لیکن دوسرے
لمحے وہ حیرت سے ناچ کر رہ گیا ــــ عمران غائب تھا۔ اور نہ صرف
عمران غائب تھا بلکہ میز کے پیچھے موجود وہ کرسی بھی غائب ہو چکی تھی۔
صفدر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو پکارا اور چند لمحوں میں وہ سب
آپریشن روم میں پہنچ گئے۔

"عمران غائب ہے ــــ وہ یقیناً کسی مشکل میں پھنس گیا ہے"

صفدر نے کہا۔

اور وہ سب اس میز کی طرف دوڑے جس کے پیچھے کرسی غائب تھی۔ لیکن کسی بات کی انہیں سمجھ نہ آرہی تھی۔ تنویر اور جولیا نے ریسٹ روم میں جاکر بھی چیکنگ کی ـــــ لیکن عمران وہاں بھی موجود نہ تھا۔ پھر وہ سٹور روم میں بھی گئے۔ وہاں نمبر تھری بندھا ہوا موجود تھا۔

" اسے اٹھا کر آپریشن روم میں لے چلو۔ یہی بتائے گا کہ عمران کہاں غائب ہوسکتا ہے " ـــــ جولیا نے تنویر سے مخاطب ہوکر کہا۔

اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جلدی سے نمبر تھری کو اٹھایا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ وہ سب مشین کو چیک کر رہے تھے۔

تنویر نے نمبر تھری کو فرش پر لٹایا اور پھر اس کے منہ سے ٹیپ ہٹا کر اس کے منہ میں دبا ہوا رومال نکال لیا اور نمبر تھری نے جلدی جلدی سانس لینا شروع کر دیا ـــــ اس کا چہرہ سرخ اور متورم ہوگیا تھا۔

" نمبر تھری ـــــ ہمارا باس تمہاری کرسی پر بیٹھا تھا وہ غائب ہے جلدی بتاؤ کہ یہ کرسی کہاں غائب ہوسکتی ہے " ـــــ تنویر نے اسے گریبان سے پکڑ کر اوپر کو اٹھاتے ہوئے غراتے ہوئے کہا۔

" ایف - آر - سکسٹی آن کر دیا ہوگا۔ صرف اسی صورت میں وہ نیچے تہہ خانے میں جا سکتا ہے " ـــــ نمبر تھری نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔



" ایف - آر - سکسٹی ـــــ وہ کیا ہے " ـــــ صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا اور نمبر تھری نے اسے اس بٹن کے متعلق بتا دیا۔

صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس بٹن کو پریس کیا تو سرر کی آواز سے کرسی دوبارہ نمودار ہوگئی۔ لیکن کرسی خالی تھی۔

" اوہ تمہارا باس نچلے تہہ خانے میں ہوگا۔ اس کا مطلب ہے، چیف باس کو معلوم ہوگیا اب وہ نہیں بچ سکتا " ـــــ نمبر تھری نے کہا۔

" بتاؤ نچلے تہہ خانے میں جانے کا راستہ کدھر سے ہے۔ جلدی بتاؤ بڈھے ـــــ ورنہ میں ایک لمحے میں تمہارے جبڑے توڑ دوں گا " ـــــ تنویر کا لہجہ بے حد بھیانک ہوگیا۔

" اس کا راستہ سپیشل سیکشن سے ہے، اور ماسٹر کمپیوٹر اسے کنٹرول کرتا ہے۔ تم کچھ بھی کر لو وہاں تک نہیں پہنچ سکتے " ـــــ نمبر تھری نے جواب دیا۔

" ایسا کرتے ہیں اسے ساتھ لے چلتے ہیں۔ سب اپنے اپنے بیگ اٹھا لو " ـــــ جولیا نے کہا۔ اور سب میٹنگ روم کی طرف بھاگے تاکہ وہاں سے اپنے بیگ لے آئیں۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک مشین میں سے سیٹی کی تیز آوازیں نکلیں اور پھر میٹنگ روم اور ریسٹ روم کے دروازے کے سامنے فولادی چادریں چڑھ گئیں۔ تمام راستے بلاک ہو چکے تھے۔ اب ان کے بیگ بھی نہ آ سکتے تھے۔

" اوہ ـــــ سیکشن کلوز کر دیا گیا ہے۔ اب یہاں سے کوئی باہر

نہیں جا سکتا" ــــ نمبر تھری نے جو فرش پر بندھا پڑا تھا۔ تیز لہجے میں کہا۔

"جلدی بتاؤ۔ ہم کس طرح نکل سکتے ہیں" ــــ صفدر نمبر تھری کی طرف لپکا۔ لیکن ابھی وہ نمبر تھری تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اس کا ذہن یک لخت چرخی کی طرح گھوم گیا اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر نیچے گر گیا ــــ اس کے ذہن پر یک لخت تاریکی نے یلغار کر دی تھی اور یہی حشر باقی ساتھیوں کا بھی ہوا وہ بھی اچانک لڑکھڑائے اور پھر کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح آپریشن روم کے فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو گئے۔



ایف۔ آر۔ سکسٹی ــــ کے آن ہوتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ سر کے بل کسی گہری غار میں گر رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی ــــ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنبھلتا اس کا جسم سخت زمین سے ایک دھماکے سے ٹکرا چکا تھا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی تمام ہڈیاں کڑکڑا کر رہ گئی ہوں۔ وہ پہلو کے بل سخت زمین پر کافی گہرائی میں گرا تھا ــــ اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑیں اور پھر اس کے ذہن پر تاریکی نے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ عمران نے سر جھٹک جھٹک کر اس تاریکی کو ہٹانے کی کوشش کی لیکن بے سود ــــ اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔ اور پھر اچانک اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اضطراری طور پر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ فولاد کے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے مستطیل کمرے میں

کھڑا تھا۔ یہ کمرہ فرش سے لے کر چھت تک فولاد کا بنا ہوا تھا۔ کسی جگہ کوئی دروازہ کوئی کھڑکی نہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی فولادی ڈبے میں بند ہو ــــ البتہ چھت میں ایک چوکور چھوٹا سا خلا تھا۔ جس میں سے تازہ ہوا اور روشنی اندر آ رہی تھی۔ اس سوراخ سے اندر آنے والی روشنی اس قدر تیز تھی کہ عمران کو محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ فولادی ڈبہ طاقت ور واٹ کے بڑے بلب کے عین نیچے موجود ہو ــــ عمران نے ہاتھ بڑھا کر آہستہ سے فولادی دیوار کو چھوا۔ اُسے کرنٹ لگنے کا خطرہ تھا۔ لیکن کوئی کرنٹ نہ لگا تو اس نے اس کی دیواروں کو ٹٹولنا شروع کر دیا ــــ اس کا خیال تھا کہ شاید کسی جگہ کوئی رخنہ کوئی سسٹم ہو۔ لیکن دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔

ابھی وہ دیواروں کو ٹٹول ہی رہا تھا کہ اچانک فولادی ڈبہ اپنی جگہ سے ہلا اور پھر ایک دھماکے سے وہ نیچے کو گرتا گیا۔ عمران نے بڑی مشکل سے دیوار پر ہاتھ رکھ کر اپنے منہ کو دیوار سے ٹکرانے سے بچایا ــــ دوسرے لمحے وہ فولادی ڈبہ تیزی سے آگے کی سمت کھسکتا گیا۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ڈبہ کسی موونگ بیلٹ پر چل رہا ہو۔ ڈبہ کچھ دیر حرکت میں رہا اور پھر اس کا رخ نیچے کی طرف ہو گیا ــــ لیکن اس کی رفتار ہموار ہی رہی۔ پھر کچھ د بعد وہ ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ لیکن اب وہ کھڑے ہونے ک بجائے لیٹا ہوا تھا اور چھوٹا سا خلا اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ عمران ذرا سا کھسکا اور اس کے منہ سے آنکھ لگا دی ــــ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جو تیز روشنی سے منور تھا۔ کمرے میں کوئی آدمی



مشین اُسے سامنے کے رخ نظر نہ آ رہی تھی۔ ابھی وہ یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک ڈبے کی ایک سائیڈ جو ڈبے میں لیٹے ہوئے عمران کی پشت پر تھی سرر کی تیز آواز کے ساتھ کسی ڈھکن کی طرح کھل گئی۔ عمران نے جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی ــــ لیکن دوسرے لمحے اس کے جسم کو دو جگہوں سے کسی ٹھوس چیز نے گرفت میں لے لیا۔ یہ گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ لوہے کے خوفناک شکنجے میں پھنس گیا ہو ــــ اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اُسی حالت میں باہر کی طرف اٹھتا گیا۔ اور پھر اُسے سیدھا کر کے کھڑا کر دیا گیا۔ جیسے ہی عمران کے پیر زمین سے لگے شکنجے کی گرفت ختم ہو گئی ــــ عمران تیزی سے پلٹا اور پھر اس کی نظریں پچھلی دیوار کے ساتھ نصب ایک عجیب و غریب کرین پر پڑیں۔ اس کرین کے باقاعدہ دو پنجے تھے۔ جو اب واپس کرین تک پہنچ کر ساکت ہو گئے تھے ــــ کرین میں کوئی مشینری نظر نہ آ رہی تھی۔ اور اس کرین کے علاوہ اور کوئی چیز بھی کمرے میں موجود نہ تھی۔ اس کے باہر نکلتے ہی ڈبے کا ڈھکن خود بخود بند ہوا اور اس کے ساتھ ہی ڈبہ بجلی کی سی تیزی سے پیچھے کی طرف کھسکا اور دیوار میں غائب ہو گیا۔

عمران حیرت سے کھڑا یہ سب ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ اُسے اس سارے ڈرامے کا کوئی سر پیر ہی نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ قدم اٹھاتا اس کرین کے پاس پہنچا ــــ اور پھر اس نے اُسے چیک کرنا شروع کر دیا۔ کرین کے صرف بازو ہی دیوار سے باہر تھے۔ اس کا باقی سسٹم دیوار کے پیچھے کہیں نصب تھا۔

ابھی وہ کمرین کو دیکھ رہا تھا کہ اُسے اپنی پشت پر سرر کی تیز آواز سنائی دی۔ وہ چونک کر مڑا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ دیوار درمیان سے ہٹ گئی تھی ——— اور اس میں سے پہلے ڈبے کی طرح آٹھ ڈبے کھسک کر اندر آ گئے۔ یہ سب ڈبے ہر طرف سے بند تھے۔ یہ ڈبے کمرے کے درمیان میں آکر رک گئے۔ اُسی لمحے کمرین کے بازو حرکت میں آئے۔ اور ایک ڈبہ کھل گیا۔ ایک انسانی جسم اس ڈبے میں اوندھا پڑا تھا ——— کمرین کے بازوؤں نے مشینی انداز میں اس جسم کو اٹھایا اور فرش پر لٹا دیا۔ اس طرح بار بار ڈبے کھلتے رہے۔ اور انسانی جسم باہر آتے رہے۔ عمران خاموش کھڑا دیکھتا رہا ——— کیونکہ وہ ان سب کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ سب اس کے ساتھی تھے۔ جن کا میک اپ صاف ہو چکا تھا اور وہ اصل شکلوں میں تھے۔ یہ سب بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ جب سب لوگ ڈبوں سے باہر آ گئے تو کمرین کے بازو واپس ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈبے بھی دیوار میں غائب ہو گئے ——— عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اور پھر اس نے ایک ایک کی نبض چیک کرنی شروع کر دی۔ وہ سب زندہ تھے۔ لیکن کسی گیس کی وجہ سے بے ہوش پڑے ہوئے تھے ——— عمران نے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی اور تھوڑی دیر میں وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گیا۔ وہ سب کراہتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور حیرت سے ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے" ——— صفدر نے سب سے پہلے زبان کھولی۔



"جہاں ہم جیسے لوگوں کو پہنچنا چاہیئے" ——— عمران نے جواب دیا۔ اور وہ سب عمران کو دیکھ کر چونک پڑے۔ عمران چونکہ ان کی پشت پر کھڑا تھا۔ اس لئے وہ پہلے اُسے نہ دیکھ سکے تھے۔

"اس کا مطلب ہے ہمارا منصوبہ فیل ہو گیا" ——— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف فیل ہو گیا بلکہ نمبر بھی زیرو ملے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ان کے سامنے والی سپاٹ دیوار شیشے کی طرح شفاف ہو گئی۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ نظر آ رہا تھا ——— جس میں پانچ کرسیاں موجود تھیں۔ جن میں سے چار پر چار بوڑھے بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں سے ایک وہی تھا نمبر تھری جس کا میک اپ عمران نے کیا تھا۔ ایک کرسی جو درمیان میں رکھی ہوئی تھی خالی تھی۔

"لو بھئی تیار ہو جاؤ ——— دو کی بجائے ہمارا احساب کتاب لینے پانچ منکر نکیر اکٹھے ہو گئے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے نظر آنے والے کمرے کی سائیڈ میں ایک دروازہ کھلا اور چیف باس اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر سیاہ شیشوں والی عینک موجود تھی۔ وہ آ کر خالی کرسی پر بیٹھ گیا ——— اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ اونچا کیا۔ اور کمرے میں سنسناہٹ کی آواز گونجنے لگی جیسے کوئی ٹرانسمیٹر چل پڑا ہو۔

"میں حلقہ موت کا چیف باس تم سے مخاطب ہوں۔ کیا میری آواز

تم تک پہنچ رہی ہے"۔ ۔۔۔۔ چیف باس کے لب ہلے اور اس کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

"بالکل جناب عالی ۔۔۔۔ ہم آپ کے ارشادات عالیہ سے پوری طرح مستفید ہو رہے ہیں۔ ہماری طرف سے اس رہنمائی پر سلام قبول کیجئے"۔۔۔۔ عمران نے یوں سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا جیسے کسی بادشاہ کو آداب بجا لا رہا ہو۔

"شکریہ ۔۔۔۔ میں نے تم سب کو یہاں اکٹھا اس لئے کیا ہے کہ میں وہ راز جاننا چاہتا ہوں۔ جس کی مدد سے تم بلیوگن فائر سے بچ نکلے۔ اگر تم سچ سچ بتا دو گے تو تمہاری موت آسان کر دوں گا ورنہ یقین کرو تمہیں اس قدر ہولناک عذاب سے گزرنا پڑے گا کہ تمہاری روحیں بھی صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی"۔۔۔۔ چیف باس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہمیں آپ کی یقین دہانی پر پورا یقین ہے۔ ہم آپ کو تمام راز بتانے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ اب ہم متفقہ طور پر اس نتیجے تک پہنچ چکے ہیں کہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر ناقابل تسخیر ہے۔ اور چاہے کچھ بھی کر لیں۔ اس ہیڈ کوارٹر کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے" عمران کا لہجہ بڑا معذرت خواہانہ تھا۔ اس کے ساتھی کن انکھیوں سے اسے دیکھنے لگے۔ لیکن عمران کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"گڈ ۔۔۔۔ تم واقعی سمجھ دار ہو۔ لیکن بہرحال تم اب زندہ واپس نہیں جا سکتے۔ یہ یہاں کا قانون ہے۔ مرنا تو تمہیں بہرحال پڑے گا"۔۔۔۔ چیف باس کے لہجے میں ہلکی سی نرمی کا تاثر نمایاں ہو



گیا تھا۔

"تم سائنسی طور پر بے حد ایڈوانس ہو۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمیں ضائع کرنے کی بجائے اپنے کام میں لے آؤ۔ موت سے بہرحال یہ کنٹرولڈ زندگی بہتر ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔۔ کھل کر بات کرو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔ چیف باس نے چونک کر پوچھا۔

"جب سے ہم پاکیشیا سے چلے ہیں۔ تمہاری تنظیمیں مسلسل ہم سے ٹکراتی رہی ہیں۔ اور ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ جب ہم پاکیشیا سے چلے تھے تو ہمارا خیال تھا کہ یہ بھی عام سا ہیڈ کوارٹر ہو گا۔ ہم اسے تباہ کر لیں گے ۔۔۔۔ لیکن یہاں پہنچنے کے بعد جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اور جس انداز میں ہمیں بے بس کیا گیا ہے۔ اس سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسے تباہ کرنا ناممکن ہے۔ لیکن اس سارے سلسلہ میں کم از کم تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمارا ذہن عام لوگوں سے کہیں برتر ہے ۔۔۔۔ اب اگر تم ہمیں ہلاک کر دو گے۔ جو تم کسی بھی لمحے آسانی سے کر سکتے ہو۔ تو اس طرح تم ہمیں ضائع کر دو گے۔ لیکن اگر تم ہمارے ذہنوں کو کنٹرول کر لو۔ تو کم از کم ہم زندہ رہ کر تمہارے کسی کام آ سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔۔ تمہارا مطلب ہے کہ ہم تمہاری برین واشنگ کر کے تمہیں ہیڈ کوارٹر میں رکھ لیں"۔۔۔۔ چیف باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب یہی تھا۔ اس طرح ہمیں کم از کم اتنی تسلی تو بہرحال

رہے گی کہ ہم زندہ ہیں،، ـــــ عمران نے کہا۔

"تمہاری یہ تجویز مسترد کی جاتی ہے۔ ایک تو اس لئے کہ تم مسلمان ہو یہودی نہیں ہو۔ اور دوسری اس لئے کہ ہمیں تمہاری ذہانت کی نہیں بلکہ موت کی ضرورت ہے" ـــــ چیف باس نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی ـــــ ہم تو بہرحال بے بس ہیں" ـــــ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تم بلیو گن کے فائر سے کیسے بچے"

چیف باس نے چند لمحوں کے توقف کے بعد دوبارہ پوچھا تو عمران نے اسے پٹونیا زہر کے متعلق سب کچھ پوری تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ واقعی تمہارا ذہن قابل رشک ہے۔ لیکن بہرحال تم مسلمان ہو اور ہمارا نصب العین بھی یہی ہے کہ کرہ ارض پر کوئی مسلمان زندہ نہ رہے" ـــــ چیف باس نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"جب تم نے ہماری موت کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم کم از کم ہمیں ہیڈ کوارٹر کی سیر ہی کرا دو" ـــــ عمران نے کہا۔

"نہیں ـــــ اس سیل سے تم باہر نہیں نکل سکتے۔ تم حد سے زیادہ خطرناک لوگ ہو۔ اور اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"

چیف باس نے یوں کہا جیسے انہیں کوئی خوشخبری سنا رہا ہو۔

"سوچ لو ـــــ ایسا نہ ہو کہ ہم پھر زندہ ہو جائیں۔ ایسی صورت میں ہماری آفر یہ نہیں ہو گی" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔



"اب تم جو موت مرو گے اس کے بعد زندگی کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہے گا۔ میں نے تم پر تیزابی موت وارد کرنے کا فیصلہ کیا ہے" اس کمرے میں دنیا کے سب سے تیز تیزاب کی مسلسل بارش ہو گی۔ جو تمہارے جسم تو کیا ہڈیاں تک گلا دے گا ـــــ اور یہ بارش اس وقت تک ہوتی رہے گی جب تک تم بھی محلول بن کر اس تیزاب میں شامل نہ ہو جاؤ گے" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"اوہ ـــــ یہ تو انتہائی ہولناک عذاب ہے۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ اگر ہم راز بتا دیں تو تم ہماری موت آسان کر دو گے" عمران نے کہا۔

"میری نظر میں یہ آسان موت ہے" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"ایک بار پھر سوچ لو۔ ہمیں زندہ رکھ کر تو شاید تمہارا ہیڈ کوارٹر بچ جائے۔ دوسری صورت میں ہماری موت کے ساتھ ہی اس کی تباہی بھی یقینی ہو جائے گی" ـــــ عمران نے اچانک طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو" ـــــ چیف باس نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ دھمکی نہیں حقیقت ہے۔ تم نے صرف ہمیں پکڑ کر یہاں پہنچا دیا ہے۔ لیکن تم نے یہ نہیں سوچا کہ ہم نے تمہارے سیکشن تھری میں اب تک کیا کیا ہے ـــــ تم نے اب تک میک سرکل کو بھی چیک نہیں کیا۔ اور تمہارا کمپیوٹر تو بہرحال اسے چیک نہیں کر

سکتا۔ ہم نے اس سرکل میں ایک ایسا بم نصب کر دیا ہے۔ جس کے چلنے کا انحصار ہمارے دل کی دھڑکنوں پر مبنی ہے۔ جیسے ہی ہمارے دل ساکت ہوئے اُسی لمحے یہ بم پھٹ پڑے گا۔ اور پھر کیا ہو گا۔ اس کا اندازہ بھی تمہیں نہیں ہے ——— اگر یقین نہ آئے تو میں تھوڑا سا مظاہرہ کر کے اس کا یقین دلا سکتا ہوں“ ——— عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”کیا مظاہرہ کرو گے۔ تم شاید اس طرح مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہاری یہ کوشش بے کار ہے“ چیف باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اچھا پہلے مظاہرہ دیکھ لو پھر خود ہی فیصلہ کر لینا“ ——— عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دائیں کان کی لُو کو انگلیوں کے درمیان رکھ کر مخصوص انداز میں دبایا۔ اور ساتھ ہی نظریں سامنے والے شیشے پر جما دیں ——— چند لمحوں بعد دیوار کا درمیانی شیشہ جگہ جگہ سے تڑخ گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے شیشے پر کسی نے بمباری کی ہو۔ چیف باس اور اس کے ساتھی حیرت سے بت بنے یہ جادوگری دیکھتے رہے ——— جب کہ عمران شعبدے بازوں کے سے انداز میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ چیف باس اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھیوں کے لئے بھی یہ عجیب و غریب مظاہرہ حیرت انگیز ثابت ہوا۔ ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ عمران نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا ——— عمران نے کان کی لُو سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا۔



”اب بولو۔ کیا چاہتے ہو۔ ہمارے جسموں کی ایک ایک رگ میں یسے بے شمار شعبدے موجود ہیں۔ اور اگر تم بی فائیو بم کے متعلق لنتے ہو کہ یہ کس قدر طاقت ور ہوتا ہے تو تم خود اس کی ارکردگی سمجھ سکتے ہو ——— ورنہ اپنے کسی بڑے سائنسدان سے چھ لو۔ اس کا آپریٹس ہمارے جسموں میں موجود ہے۔ اور اس کا لق دل کی دھڑکنوں سے ہے۔ جیسے ہی ہم میں سے کسی کی موت قع ہوئی ——— بی فائیو بم پھٹ جائے گا۔ اور اس کے بعد کیا ہو ا۔ اس کا اندازہ بی فائیو بم کی کارکردگی جاننے والے ہی اندازہ سکتے ہیں“ ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

چیف باس چند لمحے تو خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اچانک اس کے ق سے قہقہے ابل پڑے۔

”خوب ——— بہت خوب ——— تم نے واقعی شاندار مظاہرہ پیش یا ہے۔ اگر میری بجائے کوئی اور ہوتا تو یقیناً تمہارے چکر میں جاتا۔ لیکن شاید تمہیں معلوم نہیں کہ میں خود ہپناٹزم میں ماہر ہوں۔ ہپناٹزم کے لئے نظر کی قوت سے شیشے کو تڑخا دینا کوئی بڑی بات ہیں ہوتی ——— اس لئے یہ تمہارے کان کی لُو کو مسلنا اور یہ ظاہر کرنا تم نے کان میں کچھ فٹ کر رکھا ہے یہ باتیں مجھے چکر نہیں دے لتیں“ ——— چیف باس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی ن بات سے عمران سمجھ گیا کہ چیف باس اسی لئے آنکھوں پر تاریک یشوں والی عینک لگائے رکھتا ہے۔

”اگر یہ ہپناٹزم کا کمال ہے۔ تو پھر تو تم خود بھی ہپناٹزم کے ماہر

"ہو۔ تم باقی شیشے کو توڑ کر دکھادو"۔۔۔ عمران نے چیلنج کرنے والے لہجے میں کہا۔ اور خود دو تین قدم اٹھا کر دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا۔ جیسے وہ اس مظاہرے کو دیکھنے کا شوقین ہو۔

"تم مجھے چیلنج کر رہے ہو مجھے"۔۔۔ چیف باس نے اس بار جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے اپنی آنکھوں پر موجود عینک اتار دی۔۔۔ عمران جھجک کر قدم پیچھے ہٹ گیا۔ جیسے وہ چیف باس کی چمکتی ہوئی آنکھوں سے خوف زدہ ہو گیا ہو۔

چیف باس کی آنکھیں واقعی بے حد چمک دار تھیں۔ ان میں روشنی سی پھوٹتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ دیکھا ابھی تو تم میری آنکھیں دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے ہو۔ اب دیکھو"۔۔۔ چیف باس نے فخریہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں سمٹ سی گئیں۔ عمران نے جو جھجک کر سائیڈ میں ہو گیا تھا اپنی ایڑیاں ذرا سی اونچی کر لیں۔۔۔ واقعی چیف باس کی آنکھوں سے بجلی کی لہر سی نکل کر شیشے پر پڑتی عمران کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اور پھر چند سیکنڈ ہی چیف باس نے ایسا کیا ہو گا کہ ایک زوردار تڑاخا ہوا۔ اور درمیانی شیشے کی کرچیاں اڑ کر عمران کی طرف والے کمرے میں آگریں۔

"ہا۔۔۔ ہا"۔۔۔ چیف باس کا قہقہہ بلند ہوا۔ مگر دوسرے لمحے عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر وہ کسی بھوکے عقاب کی طرح



ہوا ٹوٹے ہوئے شیشے سے بن جانے والے بڑے سے خلا میں سے بجلی کی سی تیزی سے گزرتا ہوا سیدھا چیف باس کے اوپر جا گرا۔ اور چیف باس کا قہقہہ حلق میں ہی رہ گیا۔۔۔ اس نے بے اختیار اپنے ہاتھ اوپر کرنے چاہے۔ لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے دونوں ہاتھ نیچے کئے اور پوری قوت سے اس کی پیشانی پر ٹکر ماری۔ چیف باس چیخ کر کرسی سمیت پیچھے جا گرا۔

باقی چیفس چیختے ہوئے اٹھے۔ مگر عمران کی پیروی صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی کی تھی۔ اور پھر تنویر نے بھی پیچھے ہی چھلانگ لگا دی۔ چند ہی لمحوں میں کمرہ میدان کارزار نظر آنے لگ گیا۔

چیف باس نے نیچے گرتے ہی اپنے اوپر آکر گرنے والے عمران کو اچھال کر گرانا چاہا لیکن عمران بھلا اس طرح کہاں گر سکتا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور پھر ایک جھٹکے سے جب وہ اٹھا تو چیف باس کے دونوں بازو اس نے مروڑ کر پیچھے کی طرف کر رکھے تھے اور چیف باس کی اس کی طرف پشت تھی۔۔۔ چیف باس نے اچھل کر دونوں ٹانگیں پیچھے کی طرف چلانا چاہیں وہ عمران کی پنڈلیوں پر ضرب لگانا چاہتا تھا۔ لیکن عمران نے اس کے اچھلتے ہی اپنی ٹانگ چلائی اور چیف باس کا نچلا جسم دوسری طرف کو اٹھا اور عمران نے اس کے بازوؤں کو پیچھے کی طرف زوردار جھٹکا دیا۔۔۔ دوسرے لمحے چیف باس کے حلق سے کربناک چیخ نکلی۔ اس کے دونوں بازوؤں کے جوڑ اکھڑ گئے تھے۔ اور عمران نے

اسے نیچے گرا کر اس کے سینے پر لات رکھ دی۔ باقی چیفس اس دوران فرش پر ڈھیر ہو چکے تھے۔

"اس کا چوغہ اتار دو جلدی کرو" ——— عمران نے چیخ کر اپ ساتھیوں سے کہا۔ اور صفدر نے آگے بڑھ کر بجلی کی سی تیزی اس کا لمبا سا چوغہ اوپر کیا ——— نیچے ایک عجیب سی جیکٹ نظر آ لگی۔

"اس جیکٹ کو کھول لو۔ دھیان سے۔ درمیان سے ادھر اُدھ ہاتھ نہ لگانا" ——— عمران نے لات کھسکا کر چیف باس کی گردن رکھتے ہوئے کہا۔

اور صفدر نے جب جیکٹ کھول دی تو عمران نے لات ہٹ اور بجلی کی سی تیزی سے جھک کر چیف باس کی گردن کو پکڑ کر اُ اوپر کو اٹھا لیا اور صفدر نے جلدی سے جیکٹ کھینچ لی۔ جیکٹ ساتھ ہی لمبی لمبی تاریں بھی چیف باس کے بازوؤں سے گھسٹ باہر آ گئیں۔ اور چیف باس اوندھے منہ فرش پر گر گیا۔

"یہ تو پوری مشین بنا ہوا تھا" ——— صفدر نے حیرت سے اس جیکٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے سامنے کے رخ سنہا کتنے چھوٹے چھوٹے بٹن لگے نظر آ رہے تھے۔ چیف باس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔

"مجھے دکھاؤ جیکٹ" ——— عمران نے جیکٹ صفدر کے ہا سے لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک ایک چیف نے جو قریب ہی پڑا ہوا تھا اچانک اٹھنے کی کوشش کی۔ اور اس کی



لات صفدر کی لات سے ٹکرائی۔ جیکٹ اس اچانک جھٹکے کی وجہ سے صفدر کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش کی طرف گری۔ عمران نے تیزی سے جھپٹ کر جیکٹ کو پکڑنا چاہا۔ جیکٹ تو اس کے ہاتھ میں نہ آ سکی البتہ اس کی ایک تار اس کے ہاتھ میں آ گئی اور اس تار کے ہاتھ آتے ہی ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور عمران اور صفدر دونوں اچھل کر تین چار فٹ یوں دُور جا گرے جیسے کسی نے پوری قوت سے انہیں اچھال دیا ہو ——— جیکٹ نیچے گری اور دوسرے لمحے جیکٹ میں شعلے بھڑک اٹھے۔ نیلگوں شعلے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جیکٹ جل کر راکھ ہو گئی۔

"اوہ اوہ ——— یہ بُرا ہوا ——— انتہائی بُرا ہوا ——— اب یہ ماسٹر کمپیوٹر آزاد ہو گیا ——— اوہ" ——— عمران نے اٹھ کر بے بسی سے ہاتھ مسلتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہو رہا تھا کہ کمرے کا فرش درمیان سے کھلا اور وہ سب آٹے کی بھری بوریوں کی طرح کسی گہرائی میں گر گئے ——— ان کے جسم پوری رفتار سے نیچے گرتے جا رہے تھے۔ اور پھر ایک زوردار چھپاکے سے وہ پانی میں جا گرے۔ اور اندر ہی اندر اترتے گئے۔ پانی میں گرتے ہی ان کے سانس اکھڑنے لگے ——— اور انہیں یوں محسوس ہونے لگا جیسے ان کے جسموں کو ہزاروں ٹن وزنی چٹانیں روند رہی ہوں۔ اور چند ہی لمحوں میں ان کے ذہن تاریک ہو چکے تھے۔ شاید موت کی سیاہ تاریکی نے آخر کار انہیں ہڑپ کر ہی لیا تھا۔

چھوٹے سے کمرے میں میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک نوجوان کے کانوں میں جیسے ہی گھنٹی کی آواز پڑی وہ یک لخت چونک پڑا ___ یہ آواز سامنے میز پر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین میں سے نکل رہی تھی۔ نوجوان نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر مشین کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ ایم۔ بی۔ سکس۔ پٹرولنگ آرمی کالنگ سب اسٹیشن اوور" ___ ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"یس ___ سب اسٹیشن تھرٹی ون اٹنڈنگ یو اوور" نوجوان نے جلدی سے جواب دیا۔

"ھواز اٹنڈنگ اوور" ___ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آپریٹر الیون تھرٹی اٹنڈنگ یو اوور" ___ نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔



"ہائی لیول رپورٹ کرو۔ ہم پٹرولنگ پر بی زون میں تھے کہ ہم نے
ندر کی گہرائی میں چودہ افراد کو دیکھا جو بُری طرح ہاتھ پیر مار رہے
ے ___ ہم نے انہیں کور کر کے فوراً سب میرین کے بیسل میں اٹھا
۔ اس طرح وہ بے ہوش تو ہو گئے لیکن مرنے سے بچ گئے۔
یں سے ایک آدمی کے دونوں بازو کندھوں سے اکھڑے ہوئے
۔ اور باقی افراد ٹھیک ہیں ___ پانچ افراد تو بوڑھے بھی ہیں اور
دن نے عجیب سے چوغے پہن رکھے ہیں۔ جن پر نمبر پڑے ہوئے
۔ باقی افراد جوان ہیں ان میں ایک سوئس نژاد عورت ہے۔ باقی
ڈ افراد ایشیائی ہیں اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔
نوجوان کی آنکھیں اس رپورٹ کو سنتے ہی حیرت سے پھیلتی
یں۔

"یہ یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔ کیا وہ غوطہ خوری کر رہے تھے اوور"
ان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ___ وہ سادہ لباسوں میں ہیں اور سمندر میں تین ہزار
ر کی گہرائی میں موجود تھے۔ یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے۔ کہ
ن اتنی گہرائی میں بغیر مخصوص آلات کے اتر ہی نہیں سکتا اور اگر اتر
ئے تو زندہ نہیں رہ سکتا ___ یوں لگتا ہے کہ وہ چیک ہونے سے
لمحے پہلے بڑی چٹانوں کے نچلے حصے سے نکلے ہیں۔ حالانکہ یہ
ب چٹانیں قطعاً ٹھوس ہیں اوور" ___ دوسری طرف سے
گیا۔

"اوہ ___ ٹھیک ہے۔ میں باس کو اطلاع کرتا ہوں اوور"

نوجوان نے کہا۔ اور اس نے جلدی سے چھوٹی مشین کا بٹن آف کیا اور اٹھ کر ایک طرف سٹینڈ پہ کھڑی ہوئی بڑی مشین کی طرف لپکا اس نے جلدی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے مشین کے اوپر موجود سکرین روشن ہو گئی اور چند جھماکوں کے بعد اس پہ ایک چوڑے چہرے والے آدمی کی تصویر ابھر آئی جس بحری فوج کے کمانڈر کی وردی پہنی ہوئی تھی۔

"یس —— ایس۔ ٹی رابرٹ اٹنڈنگ اوور" —— چوڑے چہرے والے کی بارعب آواز سنائی دی۔

"سب اسٹیشن تھرٹی ون سر —— ابھی ابھی ایم۔ بی۔ سکس پٹرولنگ آرمی نے ایک حیرت انگیز رپورٹ دی ہے اوور" نوجوان نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا رپورٹ ہے اوور" —— دوسری طرف سے باوقار لہجے میں پوچھا گیا۔

"سر —— بی زون میں پٹرولنگ کے دوران ایم۔ بی۔ سکس کو چودہ افراد سمندر کی انتہائی گہرائی میں نظر آئے جو بری طرح ہاتھ پیر مار رہے تھے —— ایم۔ بی۔ سکس نے انہیں کور کر کے فوراً اسیل میں اٹھا لیا۔ وہ بے ہوش ہیں۔ ان میں سے پانچ بوڑھے ہیں۔ انہوں نے عجیب سے چوغے پہن رکھے ہیں جن پر نمبر پڑے ہوئے ہیں —— باقی افراد جوان ہیں۔ ان میں ایک سوئس نژاد عورت ہے۔ باقی آٹھ افراد پاکیشیائی ہیں۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے غوطہ خوری کا لباس



نہیں پہن رکھا اوور" —— آپریٹر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو —— یہ کیسے ہو سکتا ہے —— اس قدر گہرائی میں تو غوطہ خوری کا لباس پہن کر بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور پھر تم کہہ رہے ہو کہ وہ ہاتھ پیر بھی مار رہے تھے۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں کسی اور ذریعے سے وہاں پہنچایا گیا ہے —— پھر سوئس نژاد عورت اور پاکیشیائی افراد اور پھر بوڑھے یہ تو گہرا مسئلہ ہے۔ تم فوراً انہیں حکم دے دو کہ ان سب افراد کو تمہارے سب اسٹیشن میں پہنچا دیں۔ ہم وہیں آ رہے ہیں اوور اینڈ آل" —— کمانڈر نے کہا اور نوجوان آپریٹر نے سر ہلاتے ہوئے مشین آف کی اور پھر وہ واپس اس کرسی پہ آ کر بیٹھ گیا۔ جس پہ چھوٹی مشین پڑی ہوئی تھی۔ اس نے جلدی سے اس مشین کو آن کیا۔

"ہیلو ہیلو —— سب اسٹیشن تھرٹی ون کالنگ ایم۔ بی۔ سکس پٹرولنگ آرمی اٹنڈ پلیز اوور" —— نوجوان نے تیز لہجے میں بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس —— ایم۔ بی۔ سکس اٹنڈنگ یو اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہائی لیول آرڈر نوٹ کرو۔ سمندر سے ملنے والے افراد کو سب اسٹیشن پہنچا دو۔ ایس۔ سی رابرٹ خود یہاں پہنچ رہے ہیں اوور" —— نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— گیٹ وے پاس آن کر دو اوور"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ایمرجنسی گیٹ وے پاس آن ہوسکتا ہے۔ تم کتنی دیر میں پہنچ رہے ہو اوور"۔۔۔۔۔ آپریٹر نے پوچھا۔

" زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف کہا گیا اور آپریٹر نے سر ہلاتے ہوئے اوور اینڈ آل کہہ کر مشین آف کر دی۔ اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر اس کی سائیڈ میں لگے ہوئے ایریل کو کھینچ کر لمبا کیا اور ایک بٹن دبا دیا۔۔۔۔۔ اس ڈبے میں سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" ہیلو ۔۔۔ ایون تھرٹی آپریٹر کالنگ "۔۔۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔

" یس ۔۔۔ گیٹ وے سیکورٹی اوور"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک باریک سی آواز ڈبے میں سے برآمد ہوئی۔

" نوٹ کرو کوڈ زیرو زیرو۔ ون زیرو زیرو زیرو۔ ایمرجنسی گیٹ وے کھول دو۔ ایم۔ بی۔ سکس چند افراد کو لے کر اندر آنا چاہتا ہے۔ ایس سی رابرٹ سب اسٹیشن پر آ رہے ہیں وہ ان افراد سے ملیں گے" آپریٹر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ان افراد کو کہاں رکھنا ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" سپیشل سیل میں ۔۔۔ وہ انتہائی مشکوک ہیں"۔۔۔۔۔ آپریٹر نے جواب دیا۔

" او۔کے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور آپریٹر نے بھی



او۔کے کہہ کر ڈبے کا بٹن پریس کیا اور پھر اس کا ایریل بند کر کے اس نے ڈبہ واپس دراز میں رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد اسے دور کہیں گھنٹی کی آواز سنی تو وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جلدی سے اپنی یونیفارم کو ٹھیک کرنے لگا۔ بھاری قدموں کی آوازیں دروازے کے باہر گونجیں اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔۔۔۔۔ دوسرے لمحے آپریٹر نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ اندر آنے والا وہی چوڑے چہرے والا کمانڈر تھا۔ اس نے فوجی انداز میں جواب دیا۔ اس کے پیچھے تین اور افراد تھے یہ سب کمانڈر تھے۔

" کہاں ہیں وہ افراد"۔۔۔۔۔ کمانڈر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" میں نے انہیں سپیشل سیل میں رکھنے کے لئے کہا ہے سر" آپریٹر نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہوں ۔۔۔ چلو"۔۔۔۔۔ کمانڈر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان جلدی سے کمرے کے انتہائی دائیں کونے کی طرف بڑھا۔ وہاں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا۔ اس نے بڑے ادب سے وہ دروازہ کھولا اور جب چاروں کمانڈر گزر گئے تو وہ بھی مؤدبانہ انداز میں ان کے پیچھے چلنے لگا۔۔۔۔۔ یہ ایک سرنگ نما راہداری تھی۔ جس کا جھکاؤ نیچے کی طرف تھا۔ ڈھلان کی صورت میں کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک لوہے کے دروازے تک پہنچ گئے۔ آپریٹر نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازے کے لاک میں ایک عجیب ساخت کی چابی ڈالی۔۔۔۔۔ اور پھر اسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں

گھانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کٹاک کی آواز ابھری اور آپریٹر نے چابی باہر نکال کر دروازہ کھول دیا۔ اور خود مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔ کمانڈر آگے بڑھا اور وہ سب دروازہ پار کر کے ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ آپریٹر نے جلدی سے ایک سائیڈ پر لگی ہوئی مشین کا ہینڈل نیچے کیا۔ تو ہال نما کمرے کی ایک سائیڈ میں سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دینے لگیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے جہاں ایک اور نوجوان موجود تھا۔ اس نے بھی فوجی انداز میں سیلوٹ مارا۔

"ایم بی سکس آ گئی" ۔۔۔ کمانڈر نے اس سے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ وہ ان افراد کو سپیشل سیل میں چھوڑ کر واپس پٹرولنگ کے لئے چلی گئی ہے" ۔۔۔ اس نوجوان نے جواب

"ہونہہ" ۔۔۔ کمانڈر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں پہنچا تو اس کمرے میں موجود نوجوان نے سامنے رکھی ہوئی مشین کا بٹن آن کر دیا ۔۔۔ دوسرے لمحے سامنے کی پوری دیوار درمیان سے کھل کر سائیڈوں میں ہٹ گئی۔ اب دوسری طرف شیشے کا بنا ہوا ایک بڑا سا کمرہ نظر آ رہا تھا۔ جس کی دوسری سائیڈوں میں سمندر کا پانی تھا ۔۔۔ کمرے کے درمیان میں چودہ افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کمانڈر انہیں غور سے دیکھتا رہا۔

"یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ کمانڈر نے پیچھے کھڑے ایک سب کمانڈر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔



"سر ۔۔۔ یہ اجنبی افراد ہیں۔ میرے خیال میں ان میں سے ایک کو یہاں سے باہر لایا جائے اور پھر اُسے ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کی جائے" ۔۔۔ سب کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپریٹر" ۔۔۔ کمانڈر نے سر ہلا کر پیچھے کھڑے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس عورت کو باہر نکالو" ۔۔۔ کمانڈر نے کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے شیشے کی ایک سائیڈ میں لگا ہوا سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ شیشے کی دیوار میں ایک خلا سا پیدا ہو گیا۔

آپریٹر اندر آ گیا اور پھر اس نے بے ہوش پڑی ہوئی عورت کو اٹھایا اور کندھے پر لاد کر باہر آ گیا۔ باہر آ کر اس نے اُسے ایک سائیڈ پر موجود بنچ پر لٹا دیا ۔۔۔ اور خود اس نے خلا کو دوبارہ بند کر دیا۔ کمانڈر اور سب کمانڈر اس بنچ کے قریب چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ۔۔۔ کمانڈر نے کہا۔ اور آپریٹر نے جلدی سے آگے بڑھ کر عورت کی نبض کو چیک کیا۔

"سر ۔۔۔ انتہائی ذہنی بوجھ کی وجہ سے یہ بے ہوش ہے۔ اسے سکس انجکشن لگانا ہوگا۔ تبھی ہوش میں آئے گی" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اس کے چہرے سے یہی محسوس ہو رہا ہے۔ لگاؤ انجکشن" ۔۔۔ کمانڈر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور آپریٹر جلدی سے کمرے کی ایک دیوار میں نصب لوہے کی

الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے آ
ڈبہ باہر نکالا۔ ڈبے کا ڈھکن کھول کر اس نے اس میں موجود نئی
میں سے ایک سرنج اٹھائی اور پھر اس کی پیکنگ ہٹا کر اُسے ٹیسٹ
کیا۔ سرنج میں پانی کی طرح کا مادہ بھرا ہوا تھا ـــــ اور پھر اس
بنچ پر پڑی ہوئی عورت کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔ انجکشن لگا
کے بعد اس نے سرنج ایک طرف پڑے ہوئے ڈرم میں اچھ
دی۔

انجکشن لگتے ہی عورت کے چہرے پر بہت تکلیف دہ آثا
آہستہ کم ہونے شروع ہو گئے۔ اور چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی
کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں ـــــ اس کی آنکھوں میں دھن
چھائی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ پیدائشی اندھی ہو
پھر یہ دھند آہستہ آہستہ صاف ہوتی گئی۔ اور آنکھوں میں روشنی
شعور کی چمک ابھر آئی ـــــ اور دوسرے لمحے وہ عورت جلدی
اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے۔

"تم ـــــ میں کہاں ہوں" ـــــ عورت کے
سے حیرت بھری آواز نکلی۔

"تم بحریہ کے ایک سب اسٹیشن میں ہو۔ میں سی کمانڈر راب
ہوں۔ اور یہ سب کمانڈر ہیں۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم کون ہو۔ او
بی زون کی چٹانوں کے نیچے اس قدر گہرائی میں کیسے پہنچ گئیں"
کمانڈر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بحریہ ـــــ کس کی بحریہ" ـــــ عورت نے چونکتے



پوچھا۔

"آسٹریلین بحریہ ـــــ یہ ہمارا ہی علاقہ ہے" ـــــ کمانڈر نے
منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ اچھا اچھا ـــــ لیکن میرے ساتھی کہاں ہیں"
عورت نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی موجود ہیں ـــــ تم پہلے اپنے متعلق بتاؤ" ـــــ کمانڈر
نے اس بار سخت لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام جولیانا فٹزواٹر ہے۔ میرا تعلق پاکیشیا سے ہے میں
اپنے ساتھیوں کے ساتھ سمندر میں سیر کر رہی تھی کہ نجانے کس طرح
کشتی اُلٹ گئی اور ہم سب سمندر میں گر پڑے۔ اس کے بعد یہاں
آنکھ کھلی ہے" ـــــ جولیا سے اور تو کوئی کہانی نہ بن سکی تو اس نے
فوری طور پر یہی کہانی ہی گھڑ لینا مناسب سمجھی۔ حالانکہ اُسے خود بھی
احساس تھا کہ اس کی کہانی میں قطعاً کوئی وزن نہیں ہے۔

"مس جولیا ـــــ کیا آپ ہمیں احمق سمجھتی ہیں" ـــــ کمانڈر
نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے
سرخ پڑ گیا تھا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ میں تو آپ کو جانتی نہیں" ـــــ جولیا نے
بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور کمانڈر بیر پیچ کر رہ گیا جب کہ
سب کمانڈر اور آپریٹر کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔

"دیکھو سچ سچ سب کچھ بتا دو ـــــ ورنہ میں سختی پر مجبور ہو جاؤں گا"
کمانڈر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سنو ——— جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے بتا دیا۔ اگر تم مزید تفصیل جاننا چاہتے ہو تو میرے ساتھیوں سے پوچھ لو۔ خاص طور پر میرے ساتھی عمران سے ——— وہ اس سیر میں ہمارا لیڈر تھا" ——— جولیا نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔ اُسے یقین تھا کہ عمران خود ہی تمام صورت حال کو سنبھال لے گا۔

"کونسا عمران ہے۔ بتاؤ" ——— کمانڈر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور اُسی لمحے جولیا نے سامنے شیشے سے اس کمرے کو دیکھا جس میں اس کے ساتھی اور ہیڈ کوارٹر کے چیفس سب بے ہوش پڑے نظر آ رہے تھے۔

"وہ دائیں طرف تیسرا" ——— جولیا نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر کمانڈر کے حکم پر بے ہوش پڑے عمران کو اس سیل سے باہر نکالا گیا۔ جولیا سیل کو کھولنے اور بند کرنے کا طریقہ خاموشی سے بیٹھی دیکھتی رہی۔

کمانڈر کے کہنے پر عمران کو فرش پر لٹا دیا گیا اور اس کے بعد آپریٹر نے اُسے ڈبے سے انجکشن نکال کر لگا دیا۔ چند لمحوں بعد ہی عمران ہوش میں آ گیا۔

"ارے کمال ہے ——— اللہ میاں کے فرشتے بھی اب باوردی رہنے لگ گئے ہیں" ——— عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کمانڈر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ فرشتے نہیں آسٹریلین بحریہ کے کمانڈر اور سب کمانڈرز ہیں اور ہم اس وقت ان کے ایک سب اسٹیشن میں ہیں" ——— جولیا



نے کہا۔

اور عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کمانڈر نے بڑی پھرتی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔

"خبردار ——— اگر غلط حرکت کی" ——— کمانڈر نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا یہاں ڈکشنری مل سکتی ہے" ——— عمران نے گھوم کر کمانڈر کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔ اس کے چہرے پر یک لخت حماقتوں کی آبشار بہنے لگی تھی۔

"ڈکشنری ——— کیوں کیا کرو گے" ——— کمانڈر نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا۔ اُسے اس بات کی کوئی تک سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"اس میں دیکھوں گا کہ کون سی حرکت غلط ہے اور کون سی صحیح" عمران نے احمقوں سے انداز میں کہا۔

"اب اپنے آپ کو پاگل ظاہر کرنے کی کوشش مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو۔ اور سمندر کی اس قدر گہرائی میں بغیر کسی غوطہ خوری کے لباس کے کیسے پہنچ گئے" ——— کمانڈر نے سخت لہجے میں کہا۔

"کمانڈر ——— کیا تمہیں یہ اطلاع نہیں ملی کہ ہم وہاں ایسے تجربات کر رہے ہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ انسان بغیر کسی سائنسی آلات کے سمندر میں کتنی گہرائی تک زندہ رہ سکتا ہے۔ حالانکہ آسٹریلین بحریہ کو ان تجربات سے باقاعدہ آگاہ کر دیا گیا تھا" ——— اچانک

عمران کا لہجہ بدل گیا۔ اور کمانڈر چونک پڑا۔

" ہمیں ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ لیکن تم تو یاکیشیائی ہو۔ تمہارا یہاں ہمارے علاقے میں آکر ایسے تجربات کا کیا تک ہے اور پھر اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ ایسے تجربات میں حفاظت کے لئے ہر چیز ساتھ رکھی جاتی ہے ـــــ اگر ہماری پیٹرولنگ آبدوز تمہیں عین وقت پر نہ بچاتی تو تم سب ختم ہو چکے ہوتے۔ اصل بات بتا دو۔ ورنہ میں مجبوراً تم سب کو آسٹریلین خفیہ پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ پھر وہ خود ہی سب کچھ معلوم کر لیں گے " ـــــ کمانڈر نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

" ہوں ـــــ اس کا مطلب ہے تم لوگوں کو واقعی کچھ معلوم نہیں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اس بھیڑ سے ہٹ کر مجھے کچھ وقت دو۔ ایک سرکاری راز ہے۔ اس کے بعد تم مطمئن ہو جاؤ گے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس کی تلاشی لے لی گئی ہے" ـــــ کمانڈر نے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر ـــــ ایم۔ پی۔ سکس کے کمانڈر نے تلاشی لے کر ہی انہیں سپیشل سیل میں منتقل کیا تھا۔ ان کے پاس کچھ نہیں ہے" آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ـــــ تم سب اوپر دفتر میں جاؤ۔ اگر اس نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں اسے گولی مار دوں گا" ـــــ کمانڈر نے ریوالور کو ہلاتے ہوئے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔ اور سب کمانڈرز



اور آپریٹر خاموشی سے ایک دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

" ہاں ـــــ اب بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو" ـــــ کمانڈر نے بڑے محتاط انداز میں پوچھا۔

" پہلے اس سے تو پوچھ لو" ـــــ عمران نے مسکرا کر کمانڈر کے پیچھے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور سادہ لوح کمانڈر اس عام سے داؤ میں پھنس گیا۔ اس نے تیزی سے گھوم کر دیکھا اور دوسرے لمحے عمران کی لات حرکت میں آئی اور کمانڈر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر اوپر کو اڑتا ہوا سیدھا عمران کے ہاتھوں میں آگیا۔ کمانڈر گھبرا کر پیچھے ہٹا۔

" گھبرانے کی ضرورت نہیں کمانڈر ـــــ ہم کوئی مجرم وغیرہ نہیں ہیں یہ ریوالور صرف حفظ ماتقدم کے طور پر میں نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے" ـــــ عمران نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور کمانڈر کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار قدرے کم ہو گئے۔

" تت ـــــ تت ـــــ تم دراصل کون ہو" ـــــ کمانڈر نے پوچھا۔

" سنو ـــــ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم بھی حلقہ موت کے ممبر ہو۔ اس لئے ہم نے تم تک پہنچنے کے لئے یہ سب ڈرامہ کیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" حلقہ موت ـــــ وہ کیا ہے" ـــــ کمانڈر نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

" ارے تم حلقہ موت کو نہیں جانتے۔ وہ تو دنیا بھر کے یہودیوں کی سب سے بڑی اور منظم تحریک ہے" ـــــ عمران نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔ وہ دراصل پوری طرح حلقہ موت کے سلسلے میں کمانڈر کے ذہن کو ٹٹولنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ کمانڈر بھی یہودی اور اس تنظیم کا ممبر نہ ہو۔

" اوہ ــــ ہوگی۔ لیکن میں یہودی نہیں ہوں۔ تمہیں غلط اطلاع ملی۔ کیا تم یہودی ہو" ــــ کمانڈر نے کہا۔

" نہیں ــــ میں یہودی نہیں ہوں۔ بلکہ ہم لوگ حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی کوششوں میں ہیں۔ کیا تم ہماری مدد کر سکتے ہو" ــــ عمران نے کہا۔

" ہیڈ کوارٹر ــــ کہاں ہے ہیڈ کوارٹر " ــــ کمانڈر نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

" وہ بھی بتا دوں گا ــــ پہلے بتاؤ کیا تم مدد کر سکتے ہو یا نہیں" عمران نے پوچھا۔

" میرا کسی ہیڈ کوارٹر سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ میں ایک فوجی ہوں اور اعلیٰ افسران کے احکام کی تعمیل میرا فرض ہے اور بس" کمانڈر نے بڑے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ کمانڈر سر سے پیر تک خالص فوجی ہے۔ اس لئے اس سے ایسے کام میں مدد کی توقع فضول ہے۔

" اچھا تو پھر ہمارے ساتھیوں کو باہر نکالو" ــــ عمران کا لہجہ یک لخت بدل گیا۔

" جب تک تم اپنے متعلق میرا اطمینان نہیں کراؤ گے ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور سنو ــــ تم کوئی غلط حرکت کر کے اپنی موت یقینی



لو گے۔ یہاں سے تم بچ کر نہیں نکل سکتے " ــــ کمانڈر اب پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

" مجھے اس سیل کے کھولنے اور ہوش میں لانے کے متعلق تمام طریقہ کار آتا ہے " ــــ جولیا نے اس بار اردو میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اور اب اس کے سوا اور کوئی صورت باقی نہ رہی تھی کہ یہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیا جائے۔ ورنہ یقیناً آسٹریلیا کے اعلیٰ حکام تک بات پہنچ جاتی اور پھر لازماً آسٹریلین حکومت حرکت میں آ سکتی تھی ــــ اور عمران جانتا تھا کہ اعلیٰ حکام کی کثیر تعداد یقیناً حلقہ موت کی ممبر ہو گی کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ان کے علاقے میں اتنا بڑا جدید ترین قسم کا خفیہ ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہو اور کسی کو علم نہ ہو۔

" او کے ــــ پھر چھُٹی کرو " ــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمانڈر چیخ مار کر پشت کے بل فرش پر گر پڑا۔ گولی اس کے دل میں ترازو ہو گئی تھی۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور سب کمانڈر تیزی سے اندر آئے۔ وہ شاید ریوالور کا دھماکہ سن کر دوڑ کر آئے تھے۔

" اسے کیا ہو گیا ارے " ــــ عمران نے ریوالور اپنے جسم کے نیچے کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور اس کی اس اداکاری نے سب کمانڈر اور آپریٹر کو فطری طور پر فرش پر پڑے ہوئے کمانڈر کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ اور اس لمحے سے عمران نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے

مسلسل ٹریگر دبانا شروع کر دیا اور چند ہی لمحوں میں تینوں سب کمانڈ
اور ——— آپریٹر خون میں ڈوب کر بے حس و حرکت ہو چکے تھے۔
"جلدی سے سیل کھولو۔ اور اپنے ساتھیوں کو باہر نکالو۔ میں
چیفس کا حال دیکھ لوں۔ جلدی کرو" ——— عمران نے ان کے خا
کے ساتھ ہی جولیا سے چیخ کر کہا اور جولیا تیزی سے شیشے کی دیوا
طرف دوڑی۔ اس نے سرخ رنگ کا بٹن پریس کیا تو دیوار درمیا
ہٹ گئی ——— اور پھر جولیا اور عمران اندر داخل ہو گئے۔ چیف با
اور اس کے چاروں ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ وہ ا
کی نبضوں کا جائزہ لیتا رہا۔

اس دوران جولیا نے بھاگ کر انجکشنوں والا ڈبہ اٹھایا اور
کے اندر ہی اپنے ساتھیوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ ا
انجکشنوں کو دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا کہ ان انجکشنوں کے بغیر کسی کو
نہیں آ سکتا ——— چنانچہ وہ چیف باس اور اس کے ساتھیوں کی ط
سے مطمئن ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد جب اس کے سب ساتھیو
ہوش آ گیا تو عمران انہیں محتاط رہنے کی ہدایات دے کر ا
سب اسٹیشن کے باقی حصوں کی چیکنگ کے لئے اس دروازے
کی طرف مڑ گیا جس میں وہ سب کمانڈرز پہلے گئے تھے۔



ریڈ سرکل ——— ڈن اور اس کے ساتھی سیکشن تھری کے
یٹنگ ہال کی میگنٹ کرسیوں سے چپکے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان کے
ہروں پر ایک رنگ آ رہا تھا دوسرا جا رہا تھا ——— لیکن ان کی نقل
ارنے والے آپریشن روم میں بے ہوش ہو گئے۔ تو کچھ دیر بعد سیکشن
مبر ٹو کے افراد وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے انہیں ان کرسیوں سے
نجات دلا دی ——— باس کو بھی آزادی مل چکی تھی۔ اور ان دشمنوں کو
ہاں سے لے جایا گیا تو چیف باس نے سارے چیفس کی میٹنگ کال
لی باس نے نمبر تھری سے ریڈ سرکل ڈن کو بلا کر ہدایات دیں کیونکہ باس
ی عدم موجودگی میں وہی سیکشن کا انچارج تھا ——— اور خود وہ میٹنگ میں
رکت کے لئے چلا گیا تو ریڈ سرکل ڈن اپنے مخصوص دفتر میں پہنچ گیا۔
ور اس نے وہیں سے سارے سیکشن کا کنٹرول سنبھال لیا۔ اسے
وہاں بیٹھے کام کرتے کافی دیر ہو گئی تھی کہ ایک تیز سیٹی کی آواز سنتے

ہی وہ چونک پڑا۔ یہ آواز ایک سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگی ہوئی سی مشین سے آ رہی تھی۔ اس مشین کا تعلق براہِ راست ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول سے تھا ـــــ ریڈ سرکل ون نے جلدی سے میز پر پڑے ہوئے ایک انٹرکام نما آلے جس پر بے شمار بٹن تھے ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو سیکشن تھری ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کالنگ یو" ـــــ ایک کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ریڈ سرکل ون انچارج سیکشن تھری سپیکنگ"

نمبر ون نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ کیونکہ بہرحال کمپیوٹر کنٹرول ان کے ماتحت تھا۔

"سنو ـــــ ہیڈ کوارٹر پر ماسٹر کمپیوٹر نے مکمل کنٹرول حاصل لیا ہے۔ چیف باس اور اس کے چاروں چیفس اور اس دشمن گروپ کو ہیڈ کوارٹر سے باہر سمندر کی تہہ میں پھینک دیا گیا ہے۔ جہاں وہ اب تک ہلاک ہو چکے ہوں گے ـــــ چیف باس کا ماسٹر کنٹرول ختم ہو چکا ہے۔ اب ہیڈ کوارٹر پر ہمارا کنٹرول ہے۔ اور اس لمحے کے بعد جس نے بھی ماسٹر کنٹرول کا حکم نہ مانا اُسے ہلاک کر دیا جائے گا اس اعلان سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دو اوور" ـــــ کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ریڈ سرکل حیرت سے آنکھیں پھاڑے بت بنا بیٹھا ہوا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے کان بج رہے ہوں۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا ـــــ چیف باس اور چار سب باس ہلاک کر دیئے گئے اور مشین نے کنٹرول سنبھال لیا۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کوئی بات اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔

وہ اس طرح بت بنا بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ریڈ سرکل ون نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــــ ریڈ سرکل ون" ـــــ اس نے خواب جیسے انداز میں کہا۔

"میں زیرو سرکل ون بول رہا ہوں۔ تمہیں خبر ملی ہے۔ ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول نے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں ـــــ ابھی ابھی پتہ چلا ہے لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا ہونا تو ناممکن ہے" ـــــ ریڈ سرکل ون نے کہا۔

"ہاں ـــــ واقعی بظاہر ایسا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اب ایسا ہو چکا ہے۔ میں نے وہ فلم دیکھی ہے۔ جس کے ذریعے مجھے اس ساری واردات کا پتہ چلا ہے" ـــــ زیرو ون نے کہا۔

"کیا ہوا ہے" ـــــ ریڈ ون نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

اور زیرو ون نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت اس کے بعد ان کے درمیان ہونے والی لڑائی اور آخر کار میں کنٹرولنگ جیکٹ کے جل جانے کی تفصیل بتا دی۔

اور اس طرح کنٹرولنگ جیکٹ کے جلتے ہی ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کو مکمل کنٹرول کرنے کا موقع مل گیا۔ اور اس نے نہ صرف کنٹرول کر لیا بلکہ ان سب کو اس کمرے کا فرش کھول کر نیچے سمندر میں گرا دیا۔

اب تم تو جانتے ہی ہو کہ اس قدر گہرائی میں جب یہ سمندر میں پہنچے
ہوں گے تو ان کا کیا حال ہوا ہو گا۔ زیادہ سے زیادہ دس بندرہ
منٹوں میں ان کا پورا جسم تڑمڑ گیا ہو گا۔ پانی کے بے پناہ دباؤ نے
ان کی ہڈیوں کو بھی توڑ دیا ہو گا" ــــ زیرو دن نے کہا۔

"لیکن ماسٹر کمپیوٹر بہرحال ایک مشین ہے۔ وہ کیسے ہیڈ کوارٹر
کو کنٹرول کر سکتی ہے۔ اگر چیف باس اور دوسرے باس ختم ہو گئے
ہیں تو ان کے اسسٹنٹ ان کی جگہ لے سکتے ہیں ــــ حلقہ ہوا
ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس کے مخصوص مقاصد ہیں۔ مخصوص
مفادات ہیں۔ اس تنظیم نے پوری دنیا پر قبضہ کرنا ہے۔ عظیم یہودی
ریاست قائم کرنی ہے۔ اس کا باس ایک مشین کیسے ہو سکتی ہے"
ریڈ دن نے کہا۔

"میں تمہارے جذبات کو سمجھتا ہوں۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ
ماسٹر کمپیوٹر کی ایجاد عجیب و غریب ہے۔ یہ مشین انسانوں کی طرح
سوچتی۔ منصوبے بناتی اور ان پر خود عمل کرتی ہے۔ یہ ذہنی اور
کارکردگی کے لحاظ سے ہم سب سے زیادہ تیز رفتار ہے"
زیرو دن نے کہا۔

"لیکن کم از کم میں اس کی حکومت برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ حلقہ
سے غداری ہے" ــــ ریڈ دن نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے" ــــ زیرو دن نے کہا۔

"تم میرے پاس آ جاؤ۔ اس کے بعد میں بتاؤں گا کہ کیا ہو سکتا
ہے" ــــ ریڈ دن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن



میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اور پھر
اس کے پیچھے تین اور آدمی بھی اندر آ گئے۔ یہ سب نوجوان ہی تھے۔

"میں باقیوں کو بھی ساتھ لے آیا ہوں تاکہ اکٹھے کوئی فیصلہ ہو سکے"
سب سے آگے آنے والے نے کہا۔ یہ زیرو دن تھا چیف باس
کا اسسٹنٹ ــــ جب کہ اس کے ساتھ بلیک دن۔ براؤن دن
اور گرین دن تھا۔ یہ سب باقی چیفس کے اسسٹنٹ تھے۔ انہیں
رنگوں کے تحت نام دیئے گئے تھے۔ صرف چیف باس کے اسسٹنٹ
کا نام زیرو دن تھا۔

"اچھا کیا ــــ آؤ بیٹھو" ــــ ریڈ دن نے کہا اور پھر وہ سب
خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"دیکھو ــــ ہیڈ کوارٹر کا کنٹرول ہم نے مشین سے واپس لینا ہے
کیا یہ درست ہے" ــــ ریڈ دن نے کہا۔

"بالکل ــــ ہم کسی مشین کو اپنا چیف باس تسلیم نہیں کر سکتے"
سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"دیکھو ہمیں فوری کوئی کارروائی کرنی چاہیئے۔ میرا خیال ہے۔
ہم سب فوری طور پر مین کنٹرول میں چلیں اور اس مشین کو آف کر
دیں" ــــ زیرو دن نے کہا۔

"مین کنٹرول روم میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ تو طے ہے۔
اس لئے کوئی اور تجویز سوچو" ــــ گرین دن نے کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ اس کا ایک طریقہ ہے۔ یہ ماسٹر کنٹرول ان

بیٹریوں سے چلتا ہے۔ جو سمندر کے پانی سے ہر وقت بھری رہتی
اور یہ بیٹریاں سپیشل کیج میں ہیں۔ اگر ہم ان بیٹریوں کا سلسلہ مشین
سے کاٹ دیں تو ماسٹر کنٹرول بے بس ہو جائے گا"۔۔۔۔ ریڈ ڈ
نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔۔۔۔ یہ سب سے اچھی ترکیب ہے"
سب نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن اب ایک قباحت ہے کہ یہ سپیشل کیج چٹانوں کے
سمندر کی تہہ میں ہے۔ ہم وہاں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ ج
ہی ہم سمندر میں کودے پانی کے دباؤ نے ہمیں ختم کر دینا ہے"
ریڈ ڈن نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ واقعی اس پہلو پر تو ہم نے سوچا ہی نہ تھا"
سب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی او
ترکیب سوچی جاتی۔ اچانک وہی مشین جس کا تعلق ماسٹر کنٹرول سے
تھا جاگ اٹھی اور اس میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور وہ سب
طرح چونک پڑے۔

"ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول۔۔۔۔ میں نے تم سب کے خیالات چیک
کر لئے ہیں۔ تم میرے ساتھ غداری پہ آمادہ ہو۔ اس لئے میں نے
فیصلہ کیا ہے کہ اب ہیڈ کوارٹر میں کوئی انسان باقی نہ رہے گا
صرف مشینیں ہی اس کا کنٹرول سنبھالیں گی"۔۔۔۔ کھڑکھڑاتی ہوئی
آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کنٹرول۔۔۔۔ ہم تمہارے خلاف نہیں ہیں۔ بلکہ ہم ا



پوائنٹ پہ سوچ رہے ہیں کہ تم حلقہ موت کی تنظیم سے غداری کر رہے
ہو"۔۔۔۔ زیرو ون نے فوراً ہی کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ میں تم انسانوں سے زیادہ حلقہ موت کی تنظیم کو سنبھال
سکتا ہوں۔ میں اس تنظیم کو تیز رفتار بنا دوں گا۔ تم لوگ سوچتے زیادہ
ہو اور عمل کم کرتے ہو"۔۔۔۔ کھڑکھڑاتی آواز میں جواب دیا گیا۔

"کچھ بھی ہو ایک مشین حلقہ موت کی چیف باس نہیں بن سکتی۔ یہ
بات طے ہے"۔۔۔۔ ریڈ ڈن نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"میں پورے ہیڈ کوارٹر سے انسانوں کا خاتمہ کر رہا ہوں"
کھڑکھڑاتی آواز نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اچانک چھت سے
نیز نارنجی رنگ کی شعاع نکل کر اس جگہ پڑی جہاں یہ سب بیٹھے ہوئے
تھے۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے ان سب کے جسم راکھ کے ڈھیر بن
گئے۔ وہ اسی طرح کرسیوں پہ بیٹھے بیٹھے راکھ بن چکے تھے۔ انہیں
شاید دوسرا سانس لینے کا بھی موقع نہ ملا تھا۔

عمران کو گئے ہوئے ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے
اچانک ایک سائیڈ میں رکھی ہوئی مشین سے سیٹی کی آواز گونجی اور سب تیزی سے اس مشین کی طرف مڑ گئے ــــ مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی تھی - اور اس میں ایک عجیب ساخت کی آبدوز تیزی سے پانی میں چلتی ہوئی نظر آرہی تھی - وہ سب حیرت سے اس آبدوز کو دیکھ رہے تھے ــــ اور پھر انہیں پانی کے اندر لوہے کا ایک بڑا سا جال تیرتا ہوا دکھائی دیا - جیسے ہی آبدوز اس جال کے قریب پہنچی جال تیزی سے اوپر کی طرف اٹھ گیا - اور آبدوز اس کے نیچے سے گزر کر آگے بڑھ گئی -

"ہیلو آپریٹر ــــ ایم بی سکس کالنگ " ــــ اچانک مشین سے ایک آواز نکلی - اور وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے - اب اس کا کیا جواب دیا جائے پھر صفدر آگے بڑھا اور اس نے مشین



کے مختلف بٹنوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا - ہر بٹن کے نیچے اس کی کارکردگی کے بارے میں الفاظ لکھے ہوئے موجود تھے - دیکھتے دیکھتے ایک بٹن پر اس کی نظر پڑ گئی جس کے نیچے کال کے الفاظ لکھے ہوئے تھے - اس نے بٹن دبا دیا -

"یس ــــ آپریٹران دی لائن " ــــ صفدر نے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا -

"کیا بات ہے ــــ تمہاری آواز کو کیا ہوا " ــــ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا -

"میں بیمار ہوں " ــــ صفدر نے اسی طرح بھنچے بھنچے لہجے میں جواب دیا -

"اوہ اچھا ــــ ہم آرہے ہیں - لاگ بک تیار رکھنا " ــــ دوسری طرف سے کہا گیا - اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا - صفدر نے بھی بٹن دبا دیا - اسی لمحے عمران اندر داخل ہوا -

"کیا ہو رہا ہے " ــــ عمران نے دروازے میں سے ہی ہانک لگائی - اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس مشین کے قریب پہنچ گیا جس کی سکرین پر آبدوز اب بھی نظر آرہی تھی ــــ صفدر نے اسے ساری بات بتا دی -

"ویری گڈ ــــ یہ آبدوز ہمارے کام آئے گی - میں اسی کو تلاش کرنے گیا تھا - کیونکہ ہم نے واپس ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے - اور اب صرف آبدوز کے ذریعے ایسا ممکن ہے - لیکن اوپر کوئی بھی موجود نہیں ہے - سب ختم ہو چکے ہیں " ــــ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا -

"لیکن یہ آبدوز کہاں آئے گی اور اس میں کتنے افراد ہوں گے"
صفدر نے کہا۔

"جہاں بھی پہنچیں بہرحال یہ لوگ یہیں آئیں گے۔ آؤ ہم اس سپیش
سیل میں لیٹ جاتے ہیں۔ ان لاشوں کو گھسیٹ کر دروازے سے
دوسری طرف پھینک دو ـــــ دروازہ کھلا رہے گا۔ سب کمانڈر ز
پستول ہاتھوں میں لے لو۔ کچھ وقفہ ہمیں مل جائے گا۔ پھر ان کا خا
آسان ہو گا" ـــــ عمران نے کہا۔

اور پھر اس کی تجویز کے مطابق تمام لاشیں گھسیٹ کر درواز
کی دوسری طرف بڑے ہال میں پھینک دی گئیں۔ البتہ ان کے ریوا
صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے لے لیے ـــــ کمانڈر کا ریوالو
عمران کے ہاتھوں میں تھا۔ عمران نے کمانڈر کی جیب سے ایک
میگزین نکال لیا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔ اور پھر شیشے کا دروازہ کھ
کر وہ سب پہلے کی طرح چیف باس اور اس کے ساتھیوں کے سا
لیٹ گئے ـــــ البتہ اب ان کے چہروں کے رخ کمرے کی طرف
ہی تھے۔

مشین کی سکرین پر اب بھی آبدوز نظر آ رہی تھی۔ لیکن اب وہ ایک
جگہ آ کر رک گئی تھی۔ اور اب اس کے چاروں طرف لکڑی کا ایک بڑا کیب
سا نظر آ رہا تھا۔ یہ کیبن شاید اس کمرے کے نیچے کہیں موجود تھا۔ آبدو
کا ڈھکن کھلا اور پھر ایک لمبا تڑنگا سا نوجوان باہر آ گیا ـــــ اس کے
بعد چار افراد باہر نکلے۔ وہ سب بحریہ کی وردیوں میں ملبوس تھے پہلے
نکلنے والے کے سینے پر کیپٹن کا بیج موجود تھا۔ آخری آدمی نے باہر نکل



آبدوز کا دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر وہ کیبن کی ایک سائیڈ کی طرف
ہے۔ اسی لمحے مشین یکلخت ساکت ہو گئی۔ سکرین بھی سپاٹ
چکی تھی۔ وہ خاموش پڑے یہ سب کچھ دیکھتے رہے۔

چند لمحوں بعد اس کمرے کا فرش ایک کونے سے خودبخود
ٹ گیا۔ اور پھر اسی کیپٹن کا سر باہر دکھائی دیا۔ دوسرے لمحے وہ
اس کمرے میں پہنچ گیا ـــــ البتہ اس کی آنکھیں حیرت سے خالی
ے اور فرش پر پڑے ہوئے خون کو دیکھ رہی تھیں۔ دیکھتے ہی
تھے اس کے تین ساتھی بھی باہر آ گئے۔ آخری آدمی نے باہر آتے
ایک سائیڈ پر زور سے پیر مارا تو فرش برابر ہو گیا۔

"یہ کیا ہوا کیپٹن ـــــ آپریٹر بھی موجود نہیں ہے اور یہ اتنا بے تحاشا
ن۔ ارے یہ تو دروازے کی طرف جا رہا ہے۔ سپیشل سیل کا دروازہ
کھلا ہوا ہے" ـــــ ایک آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور
ن نے کیپٹن کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف جاتے دیکھا تو اس
ایک لخت اپنا بازو سیدھا کیا۔ اور دوسرے لمحے کمرہ یکے بعد
ے چار دھماکوں اور ساتھ ان چاروں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔
ان کے ریوالور سے نکلنے والی چاروں گولیاں بالکل صحیح نشانوں
ی تھیں ـــــ اور وہ چاروں فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔
کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھی اٹھے اور دوڑتے ہوئے
ی طرف بڑھ گئے۔

"ان کی جیبوں سے اسلحہ نکال لو۔ جلدی کرو۔ اگر آسٹریلین بحریہ کو
ساری واردات کی بھنک پڑ گئی تو پوری فوج ہم پر چڑھ دوڑے

گی" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر جلدی سے اس نے اس جگہ جا
جہاں آبدوز سے آنے والے آخری آدمی نے پیر مارا تھا۔ اس
پیر مارنے ہی فرش ایک طرف ہٹ گیا اور لکڑی کی سیڑھیاں
جاتی دکھائی دیں جو ایک بڑے کیبن میں جا کر ختم ہوتی تھیں۔ یہ کی
لکڑی کا بنا ہوا تھا ——— اور اس کے درمیان میں ایک بڑے
تالاب نما دائرے کے اندر آبدوز کھڑی تھی۔

"چیف باس اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا لاؤ۔ اور جولیا
انجکشنوں کا ڈبہ لے لو" ——— عمران نے پیچھے مڑ کر اپنے ساتھیو
کہا۔ اور سیڑھیاں اتر گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ آبدوز کے اندر تھا۔ آبدوز چھوٹی تھی۔
پیڑولنگ آبدوز تھی جو بحیرہ کے معمول کا گشت لگاتی تھی۔ جب سب
لوگ چیف باس اور اس کے ساتھیوں سمیت آبدوز میں پہنچ گئے
عمران نے آبدوز کو نیچے کر کے سمندر میں ڈال دیا۔ اور اس کے
آبدوز تیزی سے آگے بڑھنے لگی ——— تھوڑی ہی دیر بعد پانی
اندر موجود جال نظر آنے لگا۔ عمران اس کا بندوبست پہلے ہی چیک
کر چکا تھا۔ اس جال کو آبدوز کے اندر سے ہی کنٹرول کیا جاتا تھا۔
عمران نے ایک بٹن دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جال اوپر کو سمٹ
یہ جال اس سب اسٹیشن کی آخری حد کے طور پر لگایا گیا تھا ———
کے نیچے سے نکلنے کے بعد عمران نے آبدوز کو تیزی سے آگے بڑ
شروع کر دیا۔ آبدوز کا گہرائی بتانے والا میٹر سمندر کی گہرائی بتا
تھا ——— اور اس میٹر کے لحاظ سے وہ خاصی گہرائی میں تھے۔ عمرا



بس لاشعوری طور پر اس گہرائی کا اندازہ تھا جہاں سے انہیں سمندر میں
پھینکا گیا تھا۔ چنانچہ وہ آبدوز کو اور زیادہ گہرائی میں لے گیا۔ اور پھر
اچانک اُسے ایک خیال آ گیا۔ کہ اسی آبدوز کے ذریعے ہی انہیں سب
اسٹیشن پر پہنچایا گیا ہو گا ——— اگر ایسی ہی بات ہے تو لازماً آبدوز کی
لاگ بک میں سارے واقعے کی تفصیل کیپٹن نے درج کر دی ہو گی۔
اس نے لاگ بک اٹھائی اور اس کو کھول کر پڑھنے لگا۔ اور پھر اس کی
آنکھوں میں چمک ابھر آئی ——— کیپٹن نے نہ صرف یہ واقعہ درج کیا تھا
بلکہ اس نے اس کو انتہائی حیرت انگیز واقعہ قرار دیتے ہوئے اس
جگہ کی نشاندہی بھی کی تھی۔ جہاں سے اس نے اجنبیوں کو اٹھایا تھا۔
اس جگہ کے متعلق مکمل تفصیل درج تھی ——— اب عمران کے لئے خاصی
آسانی پیدا ہو گئی اور وہ آبدوز کو لئے اس طرف کو بڑھتا گیا۔ شمال مشرق
کی طرف خاصا لمبا سفر طے کرنے کے بعد وہ ان چٹانوں کے قریب پہنچ
گیا۔ یہ چٹانیں انتہائی وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی تھیں اور سمندر کی
تہہ تک چلی گئی تھیں۔

عمران نے چٹانوں کے قریب پہنچ کر آبدوز کو روک دیا۔

"اب اس چیف باس کو ہوش میں لاؤ تاکہ اب اس سے مزید
معلومات حاصل کی جا سکیں" ——— عمران نے آبدوز کے نظام کو
فکس کر کے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے
فرش پر پڑے ہوئے چیف باس کے بازو میں انجکشن لگانے کے لئے
ڈبہ اٹھایا۔

"ٹھہرو ——— اس کے بازو پیچھے کر کے باندھ دو" ——— عمران

نے صفدر سے کہا۔

اور پھر صفدر نے نہ صرف چیف باس کے بازو پیچھے کی طرف دیئے بلکہ اُسے ایک کرسی پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ بھی دیا۔

"ہاں اب لگاؤ انجکشن" ـــــ عمران نے کہا۔ اور خود اس کیپٹن کو باکس کھول کر اس میں سے چمکدار شیشوں والی عینک نکا اور اُسے کرسی پر بیٹھے ہوئے چیف باس کی آنکھوں پر چڑھا دیا۔ یہ انفراریڈ عینک تھی جو آبدوز کا کیپٹن مخصوص حالات میں استعمال کر تھا ـــــ انفراریڈ شعاعوں والی عینک ہپناٹزم کی لہروں کو منفی کر د تھی اس لئے اس عینک کے لگانے کے بعد چیف باس ہپناٹزم استعمال نہ کر سکتا تھا۔ البتہ اُسے نظر اسی طرح آئے گا جس طرح عا آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔

جولیا نے اس دوران چیف باس کو انجکشن لگا دیا تھا۔ چنانچہ تھو ہی دیر بعد چیف باس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر ایک جھٹکے سے اس کی ڈھلکی ہوئی گردن تن گئی۔

"میں کہاں ہوں" ـــــ چیف باس نے حیرت سے اِدھر اُدھر د ہوئے کہا۔ ساتھ ہی وہ کسمسا بھی رہا تھا۔

"تم اس وقت آسٹریلین بحریہ کی ایک آبدوز میں ہو۔ جو تمہارے ہیڈ کوارٹر کے قریب سمندر کے اندر موجود ہے" ـــــ عمران مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور چیف باس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ وہ چند لمحے خام بیٹھا اُسے دیکھتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے اس نے گردن موڑ دی۔



"تمہارا ہپناٹزم بیکار ہو چکا ہے۔ تمہاری آنکھوں پر انفراریڈ عینک ہے۔ اس لئے دماغ پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔ اُس وقت مجھے تمہارے ہپناٹزم کی ضرورت تھی تاکہ تڑخنے ہوئے شیشے کو توڑا جا سکے اب نہیں ہے" ـــــ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تم ذہنی طور پر واقعی بے حد عیار ہو۔ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی خیال نہ آیا کہ ایسا ہو جانے کا نتیجہ کیا ہو گا۔ لیکن میں یہاں کیسے پہنچ گیا" چیف باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہاری جیکٹ کو آگ لگتے ہی اس کمرے کا فرش کھلا اور پھر ہم سب سمندر میں گر گئے جہاں سے آسٹریلین بحریہ کی آبدوز نے جو وہاں پٹرولنگ کر رہی تھی ہمیں اٹھا کر سب اسٹیشن پہنچا دیا ـــــ اب یہ اتفاق تھا کہ وہ پہلے مجھے ہوش میں لے آئے۔ چنانچہ میں وہاں موجود لوگوں کا خاتمہ کر کے آبدوز لے اڑا اور تمہیں بھی ساتھ لے آیا۔ تاکہ تمہیں ایک بار پھر ہیڈ کوارٹر پہنچا دوں جہاں سے تم میری وجہ سے نکلے تھے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ ہمیں بے ہوش کر دیا گیا۔ لیکن کیوں ـــــ ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول نے ایسا کیوں کیا۔ اس قدر گہرائی میں سمندر میں گرنے کے بعد تو ہم چند لمحوں میں ہی مر جاتے" ـــــ چیف باس نے تشویش سے بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ ہمارا حشر تو یہی ہوتا۔ اگر یہ آبدوز بروقت نہ پہنچ جاتی۔ اس قدر گہرائی میں سمندر کے پانی کا دباؤ ہمیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا" ـــــ عمران نے سر ہلا کر چیف باس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول نے ایسا کیا کیوں۔ اس نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کیوں کی۔ یہ کیسے ممکن ہے" ___ چیف باس نے کہا۔

"اس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ تمہارا ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول تمہارے خلاف ہو گیا ہے۔ یہ یقیناً سکسٹی الیون ٹائپ کا ماسٹر کنٹرول ہو گا" ___ عمران نے کہا۔

"سکسٹی الیون اس کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ وہ تو ایک فرسودہ سی مشین ہے۔ یہ تو دنیا کا واحد کمپیوٹر ہے جو سوچنے سمجھنے کے ساتھ ساتھ انسانوں کی طرح فیصلے کرنے کی بھی قوت رکھتا ہے۔ یہ تھرٹی ہنڈرڈ کمپیوٹر ہے" ___ چیف باس نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تھرٹی ہنڈرڈ ___ اوہ پھر تو یہ خوفناک ترین مشین ہو گی میں تو تمہاری جیکٹ دیکھ کر اسے سکسٹی الیون سمجھ رہا تھا" ___ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب میں سمجھ گیا۔ اس جیکٹ کی وجہ سے اس کا مین سیکشن کنٹرول میں تھا اس جیکٹ کے ختم ہوتے ہی وہ مکمل طور پر خود کار ہو چکا ہے ___ لیکن اسے اس کا خمیازہ بھگتنا ہو گا۔ وہ مجھ پر قابو نہیں پا سکتا۔ میں اسے تباہ کر دوں گا۔ میں چیف باس ہوں اور اپنی زندگی تک میں ہی چیف باس رہوں گا" ___ چیف باس نے انتہائی سخت لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے ___ کمپیوٹر نے اندر جانے کے تمام راستے بند کر دیئے



ہوں گے" ___ عمران نے کہا۔ وہ اس کی ذہنی کیفیت سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔

"مجھے ایک ایسا راستہ معلوم ہے جس کا کمپیوٹر کو بھی علم نہیں لیکن میں تو بے بس ہوں۔ کیسے جا سکتا ہوں" ___ چیف باس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سنو ___ اگر تم اس بات کا وعدہ کرو کہ اندر جا کر ہمیں قتل نہیں کرو گے تو میں تمہیں تمہارے راستے سے اندر بھجوا سکتا ہوں۔ لیکن صرف تمہیں تمہارے ساتھیوں کو نہیں" ___ عمران نے کہا۔

"لیکن کیوں ___ تم ایسا کیوں چاہتے ہو" ___ چیف باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل اس مشین کو شکست دینا چاہتا ہوں۔ یہ تو طے ہے کہ ہم تمہارا ہیڈ کوارٹر کسی طور پر بھی تباہ نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ حلقہ موت جیسی تنظیم کا سربراہ کوئی کمپیوٹر ہو ___ چاہے وہ تھرٹی ہنڈرڈ کمپیوٹر ہو یا کوئی اور ___ وہ کسی بھی وقت غیر جذباتی انداز میں ایسا فیصلہ کر سکتا ہے کہ پوری دنیا جنگ کی لپیٹ میں آ جائے اور زندگی کرہ ارض سے ختم ہو جائے۔ انسان بہرحال جذباتی ہوتا ہے اور جو بھی اقدام کرتا ہے سوچ سمجھ کر کرتا ہے" ___ عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ میں تمہاری بات سمجھ گیا۔ سنو۔ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم مجھے ہیڈ کوارٹر میں بھجوا دو تو میں نہ صرف تم سب کو معاف کر دوں گا بلکہ تمہیں بحفاظت واپس تمہارے وطن بھی بھیج دوں گا۔

اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ یہودی ریاست میں پاکیشیا کو شامل نہ کیا جائے گا۔ میں تمہیں زبان دیتا ہوں کہ پاکیشیا پر کوئی حرف نہ آئے گا اور نہ ہی اُسے کوئی نقصان پہنچے گا" ـــ چیف باس نے فوراً ہی کہا۔

"شکریہ ـــ ہمارے لئے یہی بہت ہے۔ ہمیں باقی دنیا سے کیا مطلب" ـــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر چیف باس کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

عمران کے ساتھی خاموش تھے۔ انہیں سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران کیا چکر چلا رہا ہے۔ ظاہر ہے چیف باس کے اندر جانے کے بعد ان کا سارا مشن ہی ختم ہو جائے گا ـــ لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ عمران جو کچھ کرتا ہے سوچ سمجھ کر ہی کرتا ہے۔ اس لئے انہوں نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔

چیف باس کی رسیاں کھل گئیں تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اس نے ایک نظر فرش پر پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کو دیکھا جو ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"تم انہیں کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ یہ تو میرے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے" ـــ چیف باس نے کہا۔

"ہم انہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتے بلکہ بطور یرغمال ساتھ رکھیں گے تاکہ تم اپنا وعدہ پورا کر سکو۔ پاکیشیا واپس پہنچ کر ہم انہیں رہا کر دیں گے" ـــ عمران نے کہا اور چیف باس نے سر ہلا دیا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں" ـــ چیف باس نے کہا۔ اور عمران اُسے لے کر مشین روم میں پہنچ گیا۔ چیف باس کافی دیر تک



نقشے کو دیکھتا رہا۔

"وہ پوائنٹ زیرو تھرٹی نائن نارتھ ایسٹ پر واقع ہے۔ وہاں آبدوز لے چلو" ـــ چیف باس نے کہا۔

اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے آبدوز کو حرکت دی اور پھر وہ اُسے مطلوبہ سمت میں لے جانے لگا۔ چیف باس ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"تھرٹی ہنڈرڈ کمپیوٹر کے لئے تو کوئی بہت بڑی بیٹری کی ضرورت پڑی ہو گی۔ سکسٹی ایون کے لئے انتہائی زبردست اٹامک بیٹری کی ضرورت پڑتی ہے اور کہاں تھرٹی ہنڈرڈ" ـــ عمران نے یوں جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے تھرٹی ہنڈرڈ کا تصور کرتے ہی خوف آنے لگا ہو۔ چیف باس بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں ـــ عام خیال کے مطابق تو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہم نے اس کے لئے سی بیٹریز کا انتظام کیا ہے۔ جنہیں سمندر کی تہہ میں رکھ دیا گیا ہے۔ ان میں سمندری پانی بھرا رہتا ہے۔ اس طرح یہ بیٹری سمندری پانی سے بے پناہ قوت اخذ کر کے کمپیوٹر کو فیڈ کرتی رہتی ہیں ـــ اور یہ بیٹریاں چونکہ سمندر کی انتہائی گہرائی تک پہنچا دی گئی ہیں۔ اس لئے وہاں تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پھر یہ بیٹریز سمندری لہروں کے ذریعے کمپیوٹر کو فیڈ کرتی ہیں اس لئے کسی تار وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں ہے" ـــ چیف باس نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ واقعی ایسے کمپیوٹر کے لئے ایسا ہی انتظام ہونا چاہیئے۔ لیکن

"ایک بات بتادوں۔ کہ اتنا بڑا کمپیوٹر تمہارے قابو میں نہیں آئے گا"
عمران نے بڑے مخلصانہ لہجے میں کہا۔

"جو شخص چیف باس کہلاتا ہے۔ اُسے ایسے رازوں کا بھی علم ہوتا ہے۔ جن سے ان مشینوں کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ یہ مشینیں ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتیں"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"راز کیا یہی ہوگا کہ تم اس کا کی بورڈ بدل دو گے بس"
عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔۔۔ کی بورڈ بدلنے سے کام نہیں بنتا۔ اب یہ قابو آئے گا تو صرف بی فائیو کوڈ سے ہی آسکے گا"۔۔۔ چیف باس نے پُرجوش لہجے میں کہا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ ایک انتہائی اہم ترین راز حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ کمپیوٹر سائنس کے اس مخصوص کوڈ سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔

"لو یہ تمہارے پوائنٹ پہ پہنچ گئی"۔۔۔ عمران نے آبدوز کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا۔ اب وہ ان چٹانوں کی نئی سمت میں پہنچ چکے تھے۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ یہاں غوطہ خوری کا لباس لازماً ہوگا۔ اب مجھے سمندر میں اترنا ہوگا"۔۔۔ چیف باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں تو پانی کا زبردست دباؤ ہوگا۔ غوطہ خوری کا لباس تو کوئی فائدہ نہ دے گا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم ابھی بچے ہو ان باتوں کو نہیں سمجھتے یہ سپیشل پوائنٹ ہے



یہاں ایسی ریز چٹان سے چھوڑی گئی ہیں کہ یہاں پانی کا دباؤ عام سمندر جیسا ہے۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ چٹان کا یہ حصہ گہرا سرخ نظر آرہا ہے"
چیف باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم جیسے ہی پوائنٹ کھولو گے ماسٹر کمپیوٹر کو پتہ چل جائے گا"
عمران نے ایک طرف موجود بڑی سی الماری کھولتے ہوئے کہا جس میں غوطہ خوری کا لباس موجود تھا۔

"اُسے اس پوائنٹ کا علم ہی نہیں ہے۔ ایسے حالات کے لئے ہی یہ پوائنٹ رکھا گیا تھا"۔۔۔ چیف باس نے کہا۔ اور پھر اس نے الماری میں سے نکلا ہوا غوطہ خوری کا لباس پہننا شروع کر دیا۔

"تم خالی ہاتھوں سے کیسے یہ پوائنٹ کھولو گے۔ اس کے لئے تو لازماً کوئی مخصوص مشین کی ضرورت ہوتی ہوگی"۔۔۔ عمران نے کہا۔ وہ ایسے سوال کر رہا تھا جیسے کوئی جاہل آدمی کسی پڑھے لکھے آدمی کی باتوں سے مرعوب ہو کر اس سے سوال کرتا ہے۔

"ہاں ضرورت تو پڑے گی لیکن صرف سی گن کی۔۔۔ سی گن کا فائر جیسے ہی پوائنٹ پہ ہوگا۔ پوائنٹ خود بخود کھل جائے گا۔ سائنسدانوں نے سب کچھ سوچ کر یہ سسٹم رکھا تھا۔ اور تم جانتے ہو کہ سی گن تو عام سی چیز ہے"۔۔۔ چیف باس نے فخریہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

چیف باس نے لباس پہن کر پشت پر لدے ہوئے آکسیجن سلنڈر کو منہ پہ سیٹ کیا اور پھر اس نے الماری کے نچلے خانے میں پڑی ہوئی جدید ترین سی گن اٹھائی۔ اور آبدوز کے ایمرجنسی ڈور کی طرف

چل پڑا۔ جہاں سے پانی کے اندر باہر نکلا جا سکتا تھا۔ یہ ایئر سکنگ ڈور تھا۔ اس دروازے کے کھلنے سے پانی اندر داخل نہ ہو سکتا تھا۔

"ارے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں وہ پوائنٹ ہی نظر نہ آئے۔ تم اسکنگ میٹر ساتھ لے لو"۔۔۔ عمران نے اچانک کہا۔

"اسکنگ میٹر کی ضرورت نہیں۔ وہ پوائنٹ بغیر اسکنگ میٹر کے بھی نظر آسکتا ہے۔ سرخ رنگ کے اندر سیاہ رنگ کا دائرہ اور بس" چیف باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ایمرجنسی ڈور کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر ایک طرف فرش پر جا گرا۔ عمران نے اس کا بازو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا تھا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ چیف باس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اُسی لمحے عمران کے ہاتھ میں موجود ریوالور نے شعلہ اگلا اور گولی منہ پر چڑھے ہوئے شیشے کو توڑتی ہوئی اس کی پیشانی میں گھستی چلی گئی۔۔۔ اور وہ ایک جھٹکے سے نیچے گرا اور بُری طرح تڑپنے لگا۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

"احمق آدمی۔۔۔ نجانے اس قسم کے احمقوں کو کون چیف باس بنا دیتا ہے"۔۔۔ عمران نے حقارت آمیز نظروں سے چیف باس کی لاش کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے گھوما۔ دوسرے لمحے اس کے ریوالور نے پے در پے تین شعلے اگلے اور ایک طرف فرش پر پڑے ہوئے تینوں بے ہوش چیفس کے جسموں نے جھٹکے کھائے اور ایک بار پھر پہلے کی طرح بے حس و حرکت ہو گئے۔ گولیاں ان کے دلوں میں گھس چکی تھیں۔



"اس قدر سرد مہری سے قتل کرتے تمہیں پہلی بار میں نے دیکھا ہے" جولیا نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ وہ درندے ہیں جو پوری دنیا کے انسانوں کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ میرا بس چلتا تو میں ان کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دیتا۔ ابھی تو میں نے انہیں آسان موت مار دیا ہے" عمران نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں غوطہ خوری کے لباس موجود تھے۔

"سب لوگ لباس پہن لیں۔ جلدی کریں۔ ابھی شاید آسٹریلین بحریہ کو سب اسٹیشن پر ہونے والی واردات کا علم نہیں ہوا ہے۔ لیکن کسی بھی لمحے ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور خود اس نے جلدی سے ایک لباس نکال کر پہننا شروع کر دیا۔

"یہ آبدوز انہیں جب یہاں ملے گی تو پھر وہ سمجھ نہیں جائیں گے" صفدر نے بھی لباس نکالتے ہوئے کہا۔

"آبدوز کا خودکار سسٹم آن کر دوں گا۔ پھر یہ خود بخود ہی کہیں نہ کہیں نکل جائے گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب غوطہ خوری کا لباس پہن کر تیار ہو گئے۔

"سی گنیں بھی لے لیں"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں۔ اندر پہنچ کر ہمیں دوسری قسم کی جنگ لڑنی پڑے گی"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ البتہ اس نے وہ سی گن اٹھا لی جو چیف باس کے ہاتھ سے گری تھی۔ پھر عمران نے آبدوز کا خودکار سسٹم آن کیا اور پھر فالتو سامان والے حصے

سے اس نے ایک لمبی سی تار نکال کر اُسے مین سوئچ کے ساتھ اٹکایا۔
اور دوسرا سرا اس نے کھینچ کر ایمرجنسی ڈور کے ہینڈل سے اٹکا دیا۔ دروازہ وہ کھول کر اُسے پکڑے ہوئے تھا ___ اب جیسے ہی یہ دروازہ بند ہوتا تار کے جھٹکے سے سسٹم آن ہو جاتا اور اس کے بعد آبدوز چل پڑتی۔ وہ سب ایک ایک کر کے آبدوز سے باہر نکل گئے۔ واقعی اس حصے میں پانی کا دباؤ موجود نہ تھا ___ البتہ ان کے جسموں کو مسلسل ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے تھے۔ یہ شاید ان مخصوص بیزی کی وجہ سے تھا، جنہیں دباؤ کے خاتمے کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ سب سے آخر میں عمران آبدوز سے باہر آیا اور اس نے تیزی سے دروازہ بند کر دیا ___ دروازہ بند ہوتے ہی آبدوز کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ تیزی سے گھومی۔ اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سائیڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے دروازہ بند کرتے ہی تیزی سے غوطہ لگایا تھا، ورنہ وہ آبدوز کے گھومنے سے لازماً اس سے ٹکرا کر زخمی ہو جاتا۔ آبدوز کھلے سمندر کی طرف خاصی تیز رفتاری سے بڑھی جا رہی تھی ___ اور عمران جانتا تھا جب اس کا فیول ختم ہو جائے گا تو یہ خود بخود رک جائے گی۔ پھر آسٹریلین بحریہ جانے اور اس کی آبدوز جانے۔ کم از کم وہ اپنے پیچھے ایسا کوئی نشان نہ چھوڑ آئے تھے۔ جس سے ان کا پتہ چل سکتا۔ باقی وہ اس معمے کے حل کے لئے کیا ٹکریں مارتے ہیں اس کی اُسے پرواہ نہ تھی۔

آبدوز کے آگے بڑھ جانے کے بعد عمران سی گن ہاتھ میں پکڑے اس پوائنٹ کی طرف تیرتا گیا اور پھر قریب جا کر اُسے وہ دائرہ صاف



ظر آنے لگا۔ اس نے گن کا رخ اس دائرے کے اندر والے حصے کی
ف کیا اور ٹریگر دبا دیا ___ گن سے نیلے رنگ کی ایک لکیر سی نکلی
سیدھی اس دائرے کے اندر موجود چٹان سے ٹکرائی۔ دوسرے
ے ایک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور پھر چٹان کا ایک بڑا
صہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا ___ اندر ایک
اسا کمرہ نظر آ رہا تھا جو اس طرح پتھروں سے ہی بنا ہوا تھا۔ شاید اس
ڈاس چٹان کو کھود کر یہ مخصوص کمرہ بنایا گیا تھا۔ عمران پانی میں تیرتا ہوا
رچلا گیا۔ اندر کمرے میں پانی ایک لمحے میں بھر گیا تھا ___ عمران کے
اتھی بھی اُسی طرح تیرتے ہوئے اندر پہنچ گئے۔ اور عمران کی نظریں
ب سائیڈ پر لگے ہوئے بڑے سے ہینڈل پر جم گئیں۔ اس نے
ن ہینڈل کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر نیچے کی طرف کیا تو ایک بار پھر
گڑاہٹ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی پانی انتہائی تیز رفتاری
ے باہر کی طرف نکلا ___ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بڑی مشکل
ے اپنے آپ کو پانی کے ساتھ باہر جانے سے روکا۔ اسی دوران
کن دوبارہ بند ہو چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی پانی بھی غائب ہو چکا
ا اب وہ پتھریلے فرش پر کھڑے تھے ___ جیسے ہی دروازہ بند ہوا۔
ی سمت ایک چوکور خلا خود بخود کھل گیا۔ دوسری طرف روشنی واضح
ر دکھائی دے رہی تھی۔ یہ خلا اتنا بڑا تھا کہ ایک انسان آسانی سے
سے گزر سکتا تھا ___ چنانچہ سب سے پہلے عمران دوسری طرف
ا۔ دوسری طرف ایک عام سا کمرہ تھا۔ جس میں کسی قسم کا ساز و سامان
تھا۔ لیکن اس کے دوسری طرف فولادی دروازے کے اوپر سرخ

رنگ کی لہریں چمکتی صاف دکھائی دے رہی تھیں ۔ اس کا مطلب تھا کہ
دروازہ کمپیوٹر کے کنٹرول میں تھا ۔ اور شاید یہ کمرہ بھی ہو ۔ بہرحال عمرا
اور اس کے سارے ساتھی اس کمرے میں پہنچ گئے ـــــ لیکن کمپیو
کی طرف سے کوئی ردّعمل نہ ہوا ۔ تو عمران نے غوطہ خوری کا لباس اتا
شروع کر دیا ۔ سی گن ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھی ۔ چند لمحوں
ہی سب غوطہ خوری کا مخصوص لباس اتار چکے تھے ۔

عمران کی تیز نظریں اس دروازے پر جمی ہوئی تھیں ۔ وہ شاید ک
سوچ رہا تھا ۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے اپنا سر جھٹکا ۔

" بڑا مشکل کام ہو گیا " ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

" کیا ہوا " ـــــ دو تین ممبروں نے بیک وقت پوچھا ۔

" اس دروازے کے بعد ہم ماسٹر کمپیوٹر کی زد میں ہوں گے ۔ ا
ہمارے تھیلے بھی اندر کہیں رہ گئے ۔ اب نہتے ہاتھوں سب کچھ کرنا
گا " ـــــ عمران نے کہا ۔

" لیکن ہم کریں گے کیا ـــــ کوئی انسان ہو تو اس سے تو لڑ لیا جا
لیکن یہ کمپیوٹر اور پھر ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ کہاں کہاں کیا کیا اسرا
چھپے ہوئے ہیں ۔ یہ تو صریحاً خودکشی ہو گی " ـــــ تنویر نے کہا ۔

" خودکشی کرنے تو ہم پاکیشیا سے نکلے تھے تنویر ـــــ ویسے
وقت آ گیا ہے کہ ہم سب ذہنی طور پر الرٹ ہو جائیں ۔ اب تک
ہمارا واسطہ انسانوں سے رہا ہے ۔ لیکن اب ہمارا واسطہ ایک ا
خوف ناک مشین سے ہو گا جو بیک وقت سوچ بھی سکتی ہے منصو
بھی بنا سکتی ہے اور اس پر عمل بھی کر سکتی ہے ۔ اور طاقت کے ل



سے یہ دنیا کی خوف ناک ترین مشین ہے " ـــــ عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" لیکن تم نے اس کے مقابلے کے لئے کیا پلان بنایا ہے ۔ آخر کوئی
منصوبہ بھی تو ہونا چاہیئے " ـــــ جولیا نے تشویش بھرے لہجے
میں کہا ۔

" اس مشین پر قابو پانے کے لئے ہمیں اس کے مین کنٹرول روم
میں جانا ہو گا اور وہاں جا کر اُسے مکمل طور پر اندھا کرنا پڑے گا "
عمران نے کہا ۔

" اندھا کرنا پڑے گا ـــــ وہ کیسے " ـــــ صفدر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا ۔

" میں نے چیف باس سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے ۔
اس نے بتایا تھا کہ یہ کمپیوٹر بی فائیو کوڈ سے ہی قابو آئے گا ۔ اور
بی ۔ فائیو کوڈ اس مشینی ڈبے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کمپیوٹر کے
عمل کرنے کی قوت کو ختم کیا جا سکتا ہے ـــــ چیف باس نے
یقیناً یہ ڈبہ کسی ایسی جگہ چھپایا ہو گا جہاں سے اُسے معلوم ہو گا کہ وہ
آسانی سے اسے اٹھا سکتا ہے ۔ ایک بار وہ ڈبہ ہاتھ آ جائے تو پھر
اس کمپیوٹر کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے " ـــــ عمران نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا ۔

" لیکن اب وہ ڈبہ کہاں سے ڈھونڈھیں " ـــــ تنویر نے کہا ۔

" اس کے لئے تو کسی نجومی کو بلانا پڑے گا " ـــــ عمران نے طنزیہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"ایک بات سوچی جا سکتی ہے۔ کہ چیف باس اگر اکیلا اندر آتا تو یقیناً وہ کمپیوٹر کے علم میں آئے بغیر اس ڈبے تک پہنچ جاتا" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ہاں ـــ میں بھی اس لائن پہ سوچ رہا ہوں وہ بھی تو ہماری طرح نہتا ہی اندر آ رہا تھا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسے ساتھ ہی لے آنا تھا" ـــــ جولیا نے کہا۔

"وہ ایک بار اندر داخل ہو جاتا تو پھر ہمیں موت سے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکتی تھی۔ وہ ہمیں ایسی موت مارتا کہ ہماری روحیں بھی صدیوں بلبلاتی رہتیں۔ میں اس کی ٹائپ سمجھ گیا تھا وہ انتہائی کینہ پرور اور کمینگی کی حد تک گرا ہوا انسان ہے ـــ وہ سارے وعدے وعید صرف ایک بار اندر داخل ہونے کے لئے کر رہا تھا۔ اس لئے میں نے بھی احمق بن کر اس کے وعدوں پہ اعتبار کر لیا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور کسی نے اس کی بات پہ کوئی تبصرہ نہ کیا۔ وہ خاموش کھڑے رہے۔ کیونکہ عمران کی بات سچی ہی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اب مسئلہ تھا۔ آگے بڑھنے کا اور بظاہر تو اس کا کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا۔ اور اب تو وہ باہر بھی نہ جا سکتے تھے ـــ آبدوز جا چکی تھی اور اب اس مخصوص حصے سے باہر پانی کے دباؤ میں پہنچتے ہی وہ خود بخود بھیانک موت کا شکار ہو جاتے۔ ان سب کی نظریں اب عمران پہ ہی جمی ہوئی تھیں اور عمران خاموش کھڑا بس دروازے کو ہی تکے جا رہا تھا جیسے وہ پیدا ہی اسی کام کے لئے ہوا ہو۔



ہیڈ کوارٹر کے شعبہ سپیشل گیٹ وے سیکشن کا انچارج ہومر ایک مشین کے سامنے بیٹھا اس کی مرمت میں مصروف تھا۔ یہ مشین اچانک خراب ہو گئی تھی۔ اور ہومر نے سوچا کہ اس مشین کی فوری مرمت کر دی جائے ـــ یہ مشین عام طور پر کام میں نہ آتی تھی۔ اس کا تعلق سنٹرل کمپیوٹر سے نہ تھا۔ یہ مشین ہیڈ کوارٹر کو سمندری زلزلے سے بچانے کے لئے نصب کی گئی تھی۔ ہومر اس مشین کی مرمت میں مصروف تھا کہ اچانک ایک سائیڈ میں موجود مشین سے سیٹی کی تیز آواز گونجی ـــ ہومر یہ آواز سنتے ہی چونک پڑا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور اس مشین کی طرف بڑھا۔ یہ ایک خصوصی مشین تھی۔ اس کا تعلق براہِ راست چیف باس سے تھا۔ اور اس مشین سے سیٹی کی آواز اس وقت نکلتی تھی جب چیف باس کی ذات کو کوئی خطرہ پیش آ جاتا۔ یہ مشین یہاں اس لئے رکھی گئی تھی کہ اگر کبھی چیف باس کی ذات کو کوئی خطرہ

محسوس ہو تو ہومر فوراً ہنگامی انتظامات کر سکے۔ اور ہومر کی زندگی میں پہلی بار اس مشین نے سیٹی کی آواز نکالی تھی۔ اس لئے وہ بے حد حیران بھی تھا اور پھر جیسے ہی وہ مشین کے پاس پہنچا۔ اس نے اس کی سکرین پر ایک عجیب سا منظر دیکھا ——— ایک بڑے سے کمرے میں چیف باس اور تین دوسرے باس فرش پر گرے ہوئے تھے اور آٹھ افراد ان پر حاوی تھے۔ ہومر کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھیل گئیں۔ کیونکہ یہ چیف باس اور ان کے ساتھیوں سے لڑنے والے افراد وہی تھے جن کی لاشیں آبدوز کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں لائی گئی تھیں ——— پھر ہومر کے سامنے ہی چیف باس کی جیکٹ اتاری گئی۔ اور پھر جیکٹ کو آگ لگتے اس نے خود بھی دیکھا۔ ابھی ہومر کا ذہن اس ساری صورت حال کو سمجھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ اس نے فرش کو درمیان سے کھل کر نیچے گرتے دیکھا ——— اور پھر پلک جھپکنے میں چیف باس اور دوسرے چیفس کے ساتھ ساتھ وہ آٹھوں افراد غائب ہو چکے تھے۔ فرش برابر ہو چکا تھا۔

"اوہ اوہ انہیں بے ہوش کیا گیا ہے۔ اوہ یہ تو قتل ہے چیف باس اور دوسرے چیفس کا قتل" ——— ہومر نے بُری طرح گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ یہ کام صرف ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ اٹھ کر اس مشین کی طرف دوڑا جس کا تعلق ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول سے تھا ——— لیکن دوسرے لمحے وہ رک گیا۔ کیونکہ اس مشین کا لنک اس مشین سے تھا جو زیر مرمت تھی۔ اس وجہ سے وہ اسے استعمال نہ کر سکتا تھا۔ جب تک وہ پہلی مشین درست نہ ہو جاتی۔ ہومر چند لمحے کھڑا سوچتا رہا کہ وہ اب کیا کرے کہ اچانک اُسے ایک خیال آگیا کہ



یف باس اور دوسرے چیفس کے خاتمے کے بعد وہ ہیڈ کوارٹر میں ب سے سینئر ہو گیا ہے۔ اس لئے اب اُسے چیف باس بننا چاہیئے۔ نیارٹی کی وجہ سے ہی اُسے سب سے اہم شعبہ سپیشل گیٹ دے کا سونپا گیا تھا ——— لیکن یہ کام کیسے ہو گا۔ اس کے لئے اُسے کوئی ائحہ عمل نہ سوجھ رہا تھا۔ پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ پہلے وہ مشین کی رمت کرے۔ اس کے بعد ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول سے رابطہ قائم کر کے سے اپنے حق میں سیٹ کر کے چیف باس بن جائے گا ——— لیکن اُسی لمحے اس کے ذہن میں ایک اور خیال آگیا۔ اور وہ بُری طرح اچھل پڑا۔ پیف باس کی جیکٹ جلتی اس نے خود دیکھی تھی اور اس کے بعد ہی ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول نے سب کو بے ہوش کر دیا تھا ——— اس کا صاف مطلب تھا کہ ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول غداری کر رہا ہے۔ اس نے چیف باس کو قتل کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تو یقینی امر تھا کہ سمندر میں گرنے کے بعد پانی کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے وہ ختم ہو چکے ہوں گے ——— اور اب اُسے خیال آرہا تھا کہ ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول لازماً تمام کنٹرول خود سنبھال لے گا۔ اور ہو سکتا ہے وہ ہیڈ کوارٹر میں موجود سب انسانوں کا خاتمہ کر دے ——— یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے ایک ملحقہ کمرے کی طرف دوڑا۔ اس کمرے کا دروازہ اس بڑے ہال کے ایک کونے میں تھا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ جس کے ساتھ بیلٹ بندھی ہوئی تھی نکال کر اپنی کمر سے باندھ لی ——— اور پھر اس نے ڈبے کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو

گئے۔ اس ڈبے میں سے ایسی ریز نکلتی تھیں جس پر کسی چیز کا اثر نہ ہو سکتا تھا۔ یہ ڈبہ اس کی اپنی ایجاد تھا۔ ہیڈ کوارٹر آنے سے پہلے وہ جرمنی کی ایک دفاعی لیبارٹری میں سائنسدان تھا ——— اور اس نے خود حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ چیف باس بھی اس کی بے حد قدر کرتا تھا۔ ماسٹر کمپیوٹر کی تنصیب میں اس کا اپنا بھی حصہ شامل تھا۔ اور نجانے کس لئے وہ یہ ڈبہ لیبارٹری سے ساتھ لایا تھا ——— آج تک تو اس کے استعمال کی نوبت نہ آئی تھی لیکن آج اُسے اس کے استعمال کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ ڈبہ کمر سے باندھ کر وہ واپس ہال میں آگیا۔ اور اس کے بعد اس نے مشین کی مرمت تیزی سے کرنی شروع کر دی ——— کافی دیر تک وہ اس مشین کی مرمت میں مصروف رہا۔ جب مشین تیار ہو گئی تو اس نے اس کا کنکشن بحال کیا۔ اور اس کے بعد وہ اٹھ کر کمپیوٹر سے رابطے کی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کے دو تین بٹن دبائے۔ مشین پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی ——— لیکن سکرین روشن ہوتے ہی وہ بری طرح اچھلا۔ اس نے سکرین پر ایک منظر دیکھا۔ کہ ایک کمرے میں چاروں اسٹیشنوں کے اسسٹنٹ اکٹھے تھے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اور پھر اُسے ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی ——— مشین کا تعلق چونکہ ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کے مین سیکشن سے تھا۔ اس لئے جو کچھ کمپیوٹر کر رہا تھا وہ سب کچھ اس مشین کے ذریعے ہومر کو دکھائی دے رہا تھا۔

"میں نے تم سب کے خیالات چیک کر لئے ہیں۔ تم میرے ساتھ



غداری پر آمادہ ہو۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب ہیڈ کوارٹر میں کوئی انسان باقی نہ رہے گا۔ صرف مشینیں ہی اس کا کنٹرول سنبھالیں گی" ——— ماسٹر کنٹرول کی کھڑکھڑاتی ہوئی غیر جذباتی آواز سنائی دی اور ہومر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ماسٹر کنٹرول ——— ہم تمہارے خلاف نہیں ہیں۔ بلکہ ہم اس پوائنٹ پر سوچ رہے ہیں کہ تم حلقہ موت کی تنظیم سے غداری کر رہے ہو" ——— زیرو ون کی آواز سنائی دی۔

"نہیں ——— میں تم انسانوں سے زیادہ حلقہ موت کی تنظیم کو سنبھال سکتا ہوں۔ میں اس تنظیم کو تیز رفتار بنا دوں گا۔ تم لوگ سوچتے زیادہ ہو اور عمل کم کرتے ہو" ——— ماسٹر کنٹرول نے کہا۔

"کچھ بھی ہو ——— ایک مشین حلقہ موت کی چیف باس نہیں بن سکتی۔ یہ بات طے ہے" ——— ریڈ ون نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"میں پورے ہیڈ کوارٹر سے انسانوں کا خاتمہ کر رہا ہوں" کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی اچانک چھت پر سے تیز نارنجی رنگ کی شعاع کرسی پر بیٹھے ہوئے ہومر پر پڑی لیکن یہ شعاع جیسے ہی ہومر کے جسم کے قریب پہنچی ——— ایک جھماکا ہوا اور پھر ہر طرف نارنجی رنگ کے شعلے سے بکھرے اور غائب ہو گئے۔ جب کہ ہومر صحیح سالم رہ گیا البتہ وہ کرسی جس پر وہ بیٹھا تھا جل کر راکھ ہو گئی۔ اور ہومر بے اختیار فرش پر جا گرا ——— اس نے نیچے گرتے ہوئے چاروں اسسٹنٹوں کو بھی جل کر راکھ ہوتے دیکھ لیا تھا۔ نیچے گرتے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ سکرین اب صاف ہو چکی تھی۔ کیونکہ مشین

خود بخود بند ہو گئی تھی۔ ہومر بے اختیار تیز تیز سانس لینے لگا۔ وہ خوفناک موت سے بال بال بچ گیا تھا۔ اگر اس نے یہ ڈبہ کمر سے نہ باندھ رکھا ہوتا تو وہ بھی جل کر راکھ ہو چکا ہوتا اور شاید ماسٹر کنٹرول نے اس لئے یہ مشین بھی بند کر دی تھی کہ اس کے خیال کے مطابق ہومر ختم ہو چکا ہو گا۔

"یہ تو انتہائی خوفناک مسئلہ ہے"۔۔۔۔ ہومر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم میں خوف سے پھریریاں آ رہی تھی۔ اب اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے علاوہ ہیڈکوارٹر میں موجود تمام لوگ ختم ہو چکے ہوں گے۔۔۔۔ ماسٹر کنٹرول نے میجر آپریشن کیا تھا اور یہ اس کے لئے معمولی بات تھی۔

"اب اس سے کیسے نپٹا جائے"۔۔۔۔ ہومر کمرے میں ٹہل ٹہل کر سوچنے لگا۔ لیکن کوئی صورت اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی۔ اس سیکشن سے وہ باہر ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کی مرضی کے بغیر نکل نہ سکتا تھا۔ اور یہاں رہ کر وہ ماسٹر کنٹرول کو نہ ہی تباہ کر سکتا تھا اور نہ ہی اُسے کنٹرول کر سکتا تھا۔ کچھ عجیب سی صورت حال تھی۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی اُسے اچانک ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔۔۔۔ اگر ایسا ہو گیا تو بے حد خطرناک بات ہو گی اور پوری دنیا میں خوفناک تباہی پھیل جائے گی"۔۔۔۔ ہومر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسے خیال آ گیا تھا کہ کہیں کمپیوٹر حلقہ موت کے فائنل آپریشن کے احکامات جاری نہ کر دے۔ فائنل آپریشن کی تیاریاں تو ہو رہی تھیں۔ لیکن اُسے مخصوص حالات دیکھ کر ہی عمل میں



لانا تھا۔ اور ہومر کے خیال کے مطابق ابھی مخصوص حالات پیدا نہ ہوئے تھے۔

"اسے روکنا چاہیئے۔۔۔۔ ہر قیمت پر روکنا چاہیئے"۔۔۔۔ ہومر نے سوچا اور پھر وہ دوڑتا ہوا دوبارہ اُسی مشین کی طرف بڑھا جس سے پہلے اس نے یہ سارا منظر دیکھا تھا اسٹیشن کے خاتمے کا۔ اس نے جلدی سے مشین کے بٹن دبائے تو مشین دوبارہ روشن ہو گئی۔

"اوہ۔۔۔۔ تم ابھی زندہ ہو۔۔۔۔ تم کمرڈ شعاع سے بچ گئے ہو ہومر۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔۔ ماسٹر کنٹرول کی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول۔۔۔۔ سنو۔۔۔۔ تم صرف ایک مشین ہو جبکہ میں انسان ہوں۔ اور انسانی ذہن بہر حال تم جیسے کمپیوٹروں پر فوقیت رکھتا ہے۔ تم مجھے کسی صورت نہیں مار سکتے۔ جبکہ میں تمہیں تباہ کرنے کا راز جانتا ہوں"۔۔۔۔ ہومر نے سخت اور تیز لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے ہومر۔۔۔۔ میں ماسٹر کمپیوٹر ہوں تم انسانوں سے زیادہ ذہین ہوں۔ دیکھو میں تمہیں کیسے ختم کرتا ہوں"۔ ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کی کھڑکھڑاتی آواز سنائی دی۔

"سنو ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول۔۔۔۔ تمہیں میں نے خود اپنے ہاتھوں سے نصب کیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم میں کون سی خامی ہے۔ اور تم کس طرح تباہ ہو سکتے ہو۔ اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو میں بتا دوں کہ تمہارا ایم۔ ٹاٹ فادر لیول پر ہے۔۔۔۔ اور اس کا لیول ڈاؤن ہوتے ہی تم ناکارہ ہو جاؤ گے اور تمہیں یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ فادر لیول کا کنٹرول میرے پاس موجود ہے۔ میں نے اُسے اپنی آواز پر رکھا

ہوا ہے۔ میرے منہ سے نکلنے والے چند الفاظ لیول ڈاؤن کر دیں گے بولو کیا چاہتے ہو"۔۔۔ ہومر نے ایک داؤ کھیلتے ہوئے کہا۔

"تمہارے الفاظ سے لیول کیسے ڈاؤن ہو سکتا ہے" کمپیوٹر کی آواز سنائی دی۔

"لیول کنٹرول سپر کنٹرولڈ ہے۔ اس کا راز صرف چیف باس اور مجھے معلوم ہے۔ چیف باس ختم ہو چکا ہے اور میں زندہ ہوں اور میری کمر میں میگنم فائیو بندھا ہوا ہے۔۔۔ اس کی موجودگی میں تمہارے اندر موجود کوئی بھی جارحانہ حملہ مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ تم نے اپنا کمرڈ شعاع کا اثر دیکھ لیا"۔۔۔ ہومر نے جواب دیا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر میرے لئے تمہارا خاتمہ لازمی ہو گیا ہے" ماسٹر کمپیوٹر نے جواب دیا۔

"کر کے دیکھ لو۔۔۔ جیسے ہی تم نے مجھ پر کوئی حربہ استعمال کیا۔ میں لیول ڈاؤن کر کے ہمیشہ کے لئے تمہیں ناکارہ کر دوں گا۔ یہ تمہاری موت ہو گی۔ البتہ اگر تم چاہو تو تمہارے ساتھ سودے بازی ہو سکتی ہے۔۔۔ کیونکہ بہر حال بحیثیت ایک سائنسدان میں تم جیسی مشین کو ناکارہ نہیں کرنا چاہتا۔ تم جیسی مشینیں صدیوں میں بھی نہیں بنائی جا سکتیں لیکن جب میری اپنی جان کا مسئلہ ہو گا تو پھر میں یہ بھی کر گزروں گا" ہومر نے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو"۔۔۔ ماسٹر کنٹرول نے پوچھا۔ اور ہومر کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ وہ صرف اپنی ذہانت سے اس خوفناک مشین کو ذہنی طور پر کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔



"میں چاہتا ہوں کہ تم اور میں بیک وقت ہیڈ کوارٹر کے چیف باس بن جائیں تم مشینی چیف باس اور میں انسانی چیف باس"۔۔۔ ہومر نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ دو چیف باس کیسے ہو سکتے ہیں چیف باس تو ایک ہی ہوتا ہے"۔۔۔ مشین نے اپنی فیڈنگ شدہ ذہانت کے بل بوتے پر کہا۔

"تو پھر ایسا ہو جائے کہ تم چیف باس نمبر ایک بن جاؤ میں چیف باس نمبر دو بن جاتا ہوں۔ یہ تو ممکن ہے"۔۔۔ ہومر نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا فائدہ تمہیں کیا ہو گا" ماسٹر کنٹرول نے پوچھا۔

"فائدہ صرف اتنا ہو گا کہ تم میرے مشورے کے پابند ہو گے بس میرے لئے اتنا ہی کافی ہے"۔۔۔ ہومر نے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔ تمہیں مجھ سے مشورہ کرنا ہو گا"۔۔۔ مشین نے عین ہومر کی توقع کے مطابق جواب دیا۔

"ایسی صورت میں پھر میں چیف باس نمبر ایک ہوں گا اور تم نمبر دو" ہومر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے"۔۔۔ مشین نے جواب دیا۔

"تو پھر سپیشل کاشن دو تاکہ فیصلہ ہمیشہ کے لئے ہو جائے" ہومر نے جلدی سے کہا۔

"اوکے"۔۔۔ مشین نے جواب دیا۔ اور چند لمحے کھڑکھڑاہٹ اور سیٹیوں کی ملی جلی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر اچانک مشین میں

سے پولیس گاڑیوں کے سائرن کی آوازیں جیسی آوازیں سنائی دینے لگیں، اور ہومر نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ وہ مشین کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو چکا تھا ۔۔۔ مشین نے فریکوئنسی خود ہی بدل لی تھی۔ اب وہ ہومر کے کنٹرول کو تسلیم کر چکی تھی۔ یہ ہومر کی بہت بڑی کامیابی تھی، اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اور مشین بند کر کے وہ اٹھا اور چیف باس کے آفس کی طرف چل پڑا ۔۔۔ اب دروازے کھل رہے تھے اور وہ مختلف راہداریوں سے بڑے فاتحانہ انداز میں گزرتا ہوا چیف باس کے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا۔ خوشی سے اس کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔

ابھی وہ چیف باس کی کرسی پر بیٹھ کر ادھر اُدھر کا جائزہ لے رہا تھا، کہ سامنے رکھی ہوئی مشین چل پڑی اور ماسٹر کنٹرول کی آواز سنائی دی۔

"چیف باس نمبر ایک ۔۔۔ میں فائنل آپریشن کا حکم دے رہا ہوں۔ تاکہ حلقہ موت کے اصل مقاصد حاصل کئے جا سکیں" ۔۔۔ مشین سے ماسٹر کنٹرول کی آواز سنائی دی۔

"اوہ نہیں ماسٹر کنٹرول ۔۔۔ ابھی حالات سازگار نہیں ہیں جب تک پورے ملکوں میں پھیلی ہوئی تنظیمیں پوری طرح طاقت ور نہ ہو جائیں، اور دنیا کا کنٹرول سنبھالنے کے قابل نہ ہو جائیں فائنل آپریشن کامیاب نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ ہومر نے جلدی سے جواب دیا۔

"لیکن میں تمہارے مشورے کا پابند نہیں ہوں۔ البتہ معاہدے کے مطابق تم میرے مشورے کے پابند ہو۔ اس لئے میں تمہاری بات



نہیں مانتا" ۔۔۔ ماسٹر کنٹرول نے جواب دیا۔

"سنو ماسٹر کنٹرول ۔۔۔ میں چیف باس نمبر ایک ہوں۔ اور چونکہ تم کاشن دے چکے ہو۔ اس لئے اب تم میری اجازت اور مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ تمہاری مشینری ایسا قدم اٹھاتے ہی خود بخود بند ہو جائے گی" ۔۔۔ ہومر نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ لیکن تم نے تو کہا تھا" ۔۔۔ ماسٹر کنٹرول نے کہا۔

"جو کچھ میں نے کہا تھا وہ درست ہے۔ سنو ماسٹر کنٹرول۔ کوئی مشین کبھی کسی انسان کے ذہن کو نہیں چھو سکتی۔ اب تم دیکھو کہ میں نے کس طرح تمہارے ساتھ ذہانت استعمال کی اور تم میرے داؤ میں آ کر کاشن دے بیٹھے ۔۔۔ اب میں چیف باس ہوں۔ میرے حکم کے بغیر تم کوئی اقدام نہیں کر سکتے۔ اگر یقین نہ آئے تو کر کے دیکھ لو" ہومر نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

اور چند لمحے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیتی رہیں پھر یک لخت خاموشی چھا گئی۔

"تم درست کہہ رہے ہو چیف باس ۔۔۔ تم نے مجھے کنٹرول کر لیا ہے۔ ٹھیک ہے پھر کبھی موقع آئے گا" ۔۔۔ ماسٹر کنٹرول کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور ہومر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے فادن رپورٹس بھیجو تاکہ میں سب کو ہدایات دے سکوں۔ اٹ از مائی آرڈر" ۔۔۔ ہومر نے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ ماسٹر کنٹرول نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین خاموش ہو گئی۔ دوسرے لمحے میز کی سطح کا ایک حصہ ڈھکن کی

طرح اٹھا اور یکے بعد دیگرے پانچ فائلیں باہر آ گئیں۔

ہومر نے فائلیں کھول کر انہیں پڑھنا شروع کر دیا یہ بیرونی سیکشن کی طرف سے ہیڈ کوارٹر کے نام مختلف رپورٹیں تھیں۔ ابھی ہومر پہلی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک ماسٹر کنٹرول مشین دوبارہ چل پڑی۔

"چیف باس — آؤٹر سیکشن نمبر سکس سے مجھے انسانوں کی موجودگی کی رپورٹیں ملنے لگی ہیں" — ماسٹر کنٹرول نے کہا۔

"آؤٹر سیکشن نمبر سکس — یہ کون سا سیکشن ہے" — ہومر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور ماسٹر کنٹرول نے اُسے بیرونی کمرے کے متعلق بتا دیا۔

"میں اس سیکشن کو آن کر رہا ہوں۔ آپ چیک کریں اور مجھے حکم دیں" ماسٹر کنٹرول نے کہا۔ اب واقعی وہ مکمل طور پر ہومر کے کنٹرول میں آ چکا تھا — اور دوسرے لمحے مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔ اور پھر ایک منظر ابھر آیا۔ اس منظر کو دیکھتے ہی ہومر بری طرح کرسی سے اچھل پڑا۔ یہ ایک راہداری تھی جس میں سے ایک عورت اور آٹھ افراد تیزی سے گزر رہے تھے — یہ وہی گروپ تھا جو چیف باس کے ساتھ بے ہوش ہو کر سمندر میں جا گرا تھا۔ لیکن اب وہ ہومر کو صحیح سلامت نظر آ رہا تھا۔ اور نہ صرف صحیح سلامت نظر آ رہا تھا بلکہ ہیڈ کوارٹر میں بھی موجود تھا — چیف باس اسے عمران گروپ کہتا تھا۔

"یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے" — ہومر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



"آؤٹر سیکشن سے آئے ہیں۔ یہ آؤٹر سیکشن میرے کنٹرول سے باہر ہے۔ یہ وہاں سے نکلے ہیں تو میری رینج میں آئے ہیں۔ اب ان کے متعلق کیا حکم ہے" — ماسٹر کنٹرول نے پوچھا۔

"سنو — یہ کسی ایسے کمرے میں قید ہو سکتے ہیں جہاں میں ان سے پوچھ گچھ کر سکوں اور مجھے کوئی خطرہ بھی نہ ہو" — ہومر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل خیال آ گیا تھا کہ یہ لوگ چیف باس اور دوسرے تین چیفس کے ساتھ بے ہوش ہوئے تھے۔ اگر یہ زندہ ہیڈ کوارٹر میں واپس آ سکتے ہیں تو پھر چیف باس جو کہ بے پناہ طاقتوں کا مالک بھی تھا لازماً زندہ ہو گا — اور ایسی صورت میں اس کا چیف باس والا عہدہ سخت خطرے میں تھا بلکہ چیف باس نے تو اُسے فوراً ہلاک کر دینا ہے۔ کیونکہ چیف باس کی زندگی میں اس کی جگہ لینا تنظیم سے غداری تھی۔ اس لئے وہ ان سے پوچھ گچھ کر کے تسلی کر لینا چاہتا تھا۔

"یس باس — میں انہیں گرین روم میں پہنچا دیتا ہوں۔ یہ جب تک وہاں رہیں گے بے حس رہیں گے صرف ان کا ذہن اور زبان کام کر سکے گی۔ آپ آسانی سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں" — ماسٹر کنٹرول نے کہا۔

اور ہومر نے دیکھا کہ راہداری میں بھاگتے ہوئے ان افراد کے گرد ہلکے سفید رنگ کا دھواں تیزی سے پھیلتا گیا اور پھر وہ مری ہوئی مکھیوں کی طرح وہیں راہداری میں ہی ڈھیر ہوتے گئے — اس کے ساتھ ہی سکرین پر منظر غائب ہو گیا۔ اب سکرین پر جھماکے سے ہوتے دئے نظر آ رہے تھے — اور تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر ایک

منظر ابھر آیا۔

یہ ایک خاصے بڑے کمرے کا منظر تھا۔ جس کی دیواروں چھت اور فرش کا رنگ گہرا سبز تھا۔ اس کمرے کے فرش پر عمران گروپ لاشوں کی صورت میں پڑا ہوا تھا۔ ان کی آنکھیں بند تھیں۔

"یہ دس منٹ بعد خود بخود ہوش میں آجائیں گے۔"

ماسٹر کنٹرول نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین بند ہو گئی۔

ہومر کرسی سے اٹھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔



"آپ کچھ کرنا بھی ہے یا اسی طرح دروازے کو دیکھتے رہو گے" جولیا نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جولیا — تم اب بدذوق ہوتی جا رہی ہو۔ دیکھو کتنا خوب صورت دروازہ ہے۔ میں اس کی ساخت پر غور کر رہا تھا کہ اپنا مکان بنواؤں گا تو اس میں ایسا ہی دروازہ ہونا چاہیئے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا خاصیت ہے اس دروازے میں" — جولیا نے اور زیادہ جھنجلائے ہوتے لہجے میں کہا۔

"جب میں اور میری ہونے والی بیوی کمرے میں جائیں گے تو پھر یہ دروازہ کھل ہی نہیں سکے گا۔ اور تنویر میری طرح اس دروازے کو گھورتا ہی رہ جائے گا" — عمران نے کہا۔ اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"یوشٹ اپ" ـــــ جولیا اس کا مطلب سمجھ کر بولی۔ اس کے لہجے میں شرماہٹ تھی جب کہ تنویر نے منہ پھیر لیا۔

"بس تمہیں تو یہی بکواس کرنی آتی ہے" ـــــ جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"مجھے تو بہت کچھ آتا ہے مس جولیا ـــــ لیکن بس رقیب روسیاہ سے ڈر لگتا ہے" ـــــ عمران جو پوری طرح موڈ میں تھا کہا۔

اور جولیا یوں آگے کی طرف بڑھی جیسے عمران پر جھپٹ رہی ہو۔

عمران تیزی سے آگے کی طرف بڑھا۔ اور پھر سیدھا اس دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔

"ارے میں خواہ مخواہ اس دروازے کی تعریف کر رہا تھا" عمران کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی اور اس نے جھک کر دروازے کے ساتھ دیوار میں نصب ایک چھوٹے سے بٹن کو پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی دروازے پر چمکنے والی سرخ رنگ کی لہریں غائب ہو گئیں ـــــ بٹن اتنا چھوٹا تھا کہ صرف قریب سے ہی نظر آ سکتا تھا۔ اس لئے وہ اب تک عمران کی نظروں پر نہ چڑھا تھا۔ لہروں کے ختم ہوتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ سامنے ایک طویل راہداری نظر آ رہی تھی ـــــ عمران نے آگے بڑھ کر پہلے اپنا ایک ہاتھ راہداری میں کیا۔ جب اس کے ہاتھ بڑھانے کا کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ دروازہ کراس کر گیا۔ اور پھر باقی ممبران بھی اس کے پیچھے دروازہ کراس کر کے راہداری میں پہنچ گئے۔

"جلدی کرو ـــــ ہمیں کسی نہ کسی محفوظ جگہ پہنچنا ہے" ـــــ عمران



نے آہستہ سے کہا۔ اور پھر وہ جوگنگ کے سے انداز میں دوڑنے لگا۔ ابھی انہوں نے آدھی راہداری کراس کی ہو گی کہ اچانک ان کے گرد سفید رنگ کا دھواں سا پھیلتا گیا ـــــ یہ دھواں اس قدر اچانک اور تیزی سے پھیلا تھا کہ جب تک وہ اس کی موجودگی سے آگاہ ہوتے دھواں ان کے سانسوں کے ساتھ اندر پھیپھڑوں میں پہنچ گیا ـــــ اور پھر عمران کو یک لخت راہداری گھومتی ہوئی دکھائی دی۔ اور پھر اس کے ذہن پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔ اس کے بعد جب تاریکی کا پردہ اس کے ذہن سے غائب ہوا تو اس نے اپنے آپ کو ایک سبز رنگ کے کمرے میں پڑا ہوا دیکھا ـــــ اس کمرے کی دیواریں اور چھت گہرے سبز رنگ کی تھی۔ عمران نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ جسم پوری طرح بے حس ہو چکا تھا۔ صرف وہ اپنا سر ادھر اُدھر موڑ سکا تھا ـــــ گردن سے نیچے اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جسم موجود ہی نہ ہو۔ اور سر موڑ کر اس نے دیکھا تو اس کے سب ساتھی فرش پر اُسی کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ اور وہ سب بھی اُسی کی طرح گردنیں موڑ موڑ کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے" ـــــ صفدر کی آواز سنائی دی۔

"سبز جنت میں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن چیف باس تو ختم ہو چکا ہے۔ پھر یہ سب کچھ کس نے کیا ہو گا" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اندر موجود لوگوں میں سے کسی نے چیف باس کا عہدہ سنبھال

لیا ہو گا۔ صرف یہاں چیف باس ہی تو نہیں تھا"۔۔۔ عمران نے کہا

" اوہ ہاں۔۔۔ واقعی ہر سیکشن میں پچیس تیس افراد تو تھے ہی" صفدر نے جواب دیا۔

" ویسے عمران اگر سوچا جائے تو ہم احمقوں کا ایک گروہ ہی لگ رہے ہیں۔ نہ ہمارے پاس کوئی ہتھیار ہیں اور نہ ہی کوئی ایسا سامان جس سے ہم ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر سکیں۔ اور ہیڈ کوارٹر بھی ایسا جو کمپیوٹر کنٹرولڈ ہو"۔۔۔ جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

" تم نے وہ مصرعہ نہیں سنا ہوا کہ مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

لیکن اس کی بات کا جواب ملنے سے پہلے ہی ان کے سامنے موجود سبز رنگ کی دیوار میں ایک کھٹاکے سے دروازہ نمودار ہوا اور دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔۔۔ اس کی کمر کے ساتھ ایک ڈبہ بندھا ہوا تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کوئی سائنسدان ہی لگتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ذہانت کی جھلکیاں موجود تھیں۔

" تو تم لوگ نہ صرف زندہ بچ گئے بلکہ واپس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے"۔۔۔ آنے والے نے ان کے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔

" اگر یہ ہیڈ کوارٹر ہے تو پھر تمہاری بات درست ہے" عمران نے جواب دیا۔



" تو تمہیں معلوم نہیں کہ یہ ہیڈ کوارٹر ہے"۔۔۔ آنے والے نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔

" معلوم تو تھا لیکن میں نے سوچا کہ تصدیق کر لوں۔ ویسے جناب کی تعریف کیا ہے۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ مہذب افراد بات چیت کرنے سے پہلے دوسروں کی بجائے اپنی تعریف کرتے ہیں"۔۔۔ عمران کی زبان پوری روانی سے چل رہی تھی۔

" میں چیف باس ہومر ہوں"۔۔۔ آنے والے نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے عمران کی بات سن کر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی تھی اور اس کی اس مسکراہٹ نے عمران کو اس کی ٹائپ سمجھنے میں خاصی مدد دی۔

" یہاں ہیڈ کوارٹر میں کتنے چیف باس ہیں۔ میرے خیال میں تو یہ حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر نہیں بلکہ چیف باس بنانے والی فیکٹری ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار ہومر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تمہارا خیال غلط ہے۔ میں اکیلا ہی چیف باس ہوں۔ پہلا چیف باس تو تمہارے ساتھ ہی سمندر میں جا گرا تھا"۔۔۔ ہومر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو اس ہیڈ کوارٹر میں چیف باس بننے کے لئے تم ہی رہ گئے تھے" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاں واقعی مجبوری تھی۔ ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول نے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہر انسان کو ختم کر دیا تھا۔ اس نے اس ہیڈ کوارٹر پر حکومت قائم کر لی تھی۔ لیکن میں اس ڈبے کی وجہ سے بچ گیا۔۔۔ اور پھر

میں نے اپنی ذہانت سے اس خوف ناک مشین کو شکست دے کر اس کا کنٹرول سنبھال لیا۔ لیکن تم لوگ کیسے اندر داخل ہوئے ——— اور چیف باس اور دوسرے تین باس کہاں ہیں "——— ہومر نے کہا وہ اطمینان سے ساری باتیں اس لئے کر رہا تھا کہ اُسے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی حرکت بھی کرنے سے معذور ہیں اور وہ جب چاہے ایک اشارے سے انہیں جلا کر راکھ کر سکتا ہے۔

"لیکن پہلے چیف باس کی موجودگی میں تم کیسے چیف باس بن سکتے ہو"——— عمران نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"پہلے چیف باس کی موجودگی میں ——— کیا مطلب ——— وہ تو بے ہوشی سے ختم ہو چکا ہو گا"——— ہومر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ کیونکہ اس کے ذہن میں آنے والا خیال کہ انہیں اب تک زندہ اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ چیف باس کے متعلق تسلی کر لی جائے۔ درست ثابت ہوا تھا۔

"ارے تو تمہیں علم ہی نہیں کہ بے ہوش ہو جانے کے بعد تمہارے چیف باس پر کیا گزری۔ اُسے آسٹریلین بحریہ کی ایک آبدوز نے بچا لیا ——— ہم بھی اس کے ساتھ ہی بچ گئے تھے۔ پھر میں نے تمہارے چیف باس سے ایک معاہدہ کر لیا۔ چیف باس کمپیوٹر پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے اس کا بی۔ فائیو کوڈ بدلنا چاہتا ہے" عمران نے کہا۔

"بی۔ فائیو کوڈ ——— اوہ مگر وہ کہاں ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں تو نہیں



ہے۔ اگر یہاں ہوتا تو تمہاری طرح کمپیوٹر مجھے اس کی بھی اطلاع دے دیتا"——— ہومر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ واقعی ہیڈ کوارٹر میں نہیں ہے۔ لیکن معاہدے کے تحت اس نے مجھے ایک ایسا کام سونپ دیا ہے جو میں نے کرنا ہے۔ اور اس کام کے ہوتے ہی چیف باس ہیڈ کوارٹر میں واپس آ کر یہاں پر قبضہ کر لے گا"——— عمران نے جواب دیا۔

"تم نے کیا کام کرنا ہے"——— ہومر نے پوچھا۔

"تم سائنسدان ہو تو تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ بی۔ فائیو کوڈ کو تبدیل کرنے کے لئے کتنے پرزے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ پرزے ویسے تو ہیڈ کوارٹر کے اندر نہیں آ سکتے۔ کیونکہ کمپیوٹر انہیں چیک کر لے گا ——— اس لئے معاہدہ یہ ہوا ہے کہ یہ سب پرزے ہم ساتھ لے کر جائیں۔ چنانچہ اب یہ پرزے ہمارے جسموں کے اندر موجود ہیں۔ اور چیف باس چونکہ بے حد شکی مزاج واقع ہوا ہے۔ اس لئے اس نے ان پرزوں کے ساتھ ڈبلیو۔ ٹی بم بھی فکس کر دیئے ہیں۔ تاکہ اگر ہم انہیں غلط جگہوں پر نکالنا چاہیں تو یہ پھٹ جائیں گے۔ اور یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ ڈبلیو۔ ٹی۔ بم اکیلا ہی کس قدر بے پناہ طاقت رکھتا ہے ——— پھر یہ بم ایک دوسرے سے ٹربان ریز سے منسلک کر دیئے ہیں۔ اگر ایک بم پھٹتا ہے تو سب پھٹ جائیں گے۔ یہ پرزے صرف ایکرو کام روم کے مخصوص ٹمپریچر پر ہی نکالے جا سکتے ہیں۔ وہاں ڈبلیو۔ ٹی۔ بم خود بخود بے ضرر ہو جاتے ہیں"——— عمران نے ایک لمبی تقریر کر ڈالی اس کا لہجہ

بے حد سنجیدہ تھا۔

"ڈبلیو۔ ڈی۔ بم ــــ ٹربان رینہ ــــ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کبھی ان کا نام تک نہیں سنا" ــــ ہومر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر تم کیسے سائنسدان ہو۔ تمہیں ڈگری لینے کے لئے یونیورسٹی میں داخلہ لے لینا چاہیئے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس معاہدے سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا" ــــ ہومر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"اس معاہدے کے تحت ہمیں یہ فائدہ ہو گا کہ چیف باس حلقہ موت کے آئندہ تمام منصوبوں میں ہمارے ملک پاکیشیا کو نظرانداز کر دے گا۔ باقی دنیا سے ہمیں کوئی مطلب نہیں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میں تمہیں یہاں سے نکال دوں گا۔ باہر جا کر تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں کرتے، یہ تمہارا مسئلہ ہے" ــــ ہومر نے کہا۔

"تم نے ماسٹر کنٹرول پر کیسے قبضہ کر لیا۔ جب کہ بی۔ فائیو کوڈ تبدیل کئے بغیر ایسا نہیں ہو سکتا" ــــ عمران نے اچانک بات بدلتے ہوئے کہا۔

"میں نے اُسے ذہنی عیاری سے شکست دے کر اُسے سپیشل کاشن دینے پر مجبور کر دیا۔ اور سپیشل کاشن دینے کے بعد وہ خود بخود میرا ماتحت ہو گیا" ــــ ہومر نے کہا۔

"اوہ کتنی دیر ہو گئی ہے" ــــ عمران کے لہجے میں اس قدر



تشویش نمایاں تھی کہ ہومر بھی چونک پڑا۔

"ایک گھنٹہ ہو گیا ہو گا ــــ کیوں" ــــ ہومر نے بھی پریشان ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ــــ پھر تو صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا مسٹر ہومر۔ تم ابھی تک کمپیوٹر سائنس میں طفل مکتب ہو۔ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ سپیشل کاشن کی رینج صرف ایک سو بیس منٹ ہوتی ہے۔ اس کے بعد ماسٹر کنٹرول خود بخود بحال ہو جاتا ہے ــــ اور تم جانتے ہو کہ اس کے بعد ماسٹر کنٹرول تمہارا کیا حشر کرے گا۔ یہ مشین جذبات اور رحم سے عاری ہوتی ہیں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے ........" ــــ ہومر نے متذبذب سے انداز میں کہا۔ جیسے وہ عمران کی بات پر یقین کرنا بھی چاہتا ہو اور نہیں بھی۔

"سنو ہومر ــ مجھے تمہارے پہلے چیف باس سے کوئی دلچسپی نہیں مجھے تو صرف اپنے ملک سے دلچسپی ہے۔ اگر تم وعدہ کرو کہ تم پاکیشیا کو نقصان نہ پہنچاؤ گے تو ہی معاہدہ میں تمہارے ساتھ کرنے کے لئے تیار ہوں ــــ ابھی ایک گھنٹہ باقی ہے۔ اس ایک گھنٹے کے دوران بی۔ فائیو کوڈ بدلا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چیف باس بن جاؤ گے" ــــ عمران نے فوراً ہی دانہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ پاکیشیا کو کبھی حلقہ موت سے نقصان نہیں پہنچے گا" ــــ ہومر نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر ہمیں فوراً ایگرو کام روم میں پہنچا دو۔ تاکہ وہاں پرزے نکال کر بی۔ فائیو کوڈ بدل دیا جائے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں ابھی بندوبست کرتا ہوں"۔۔۔ ہومر نے کہا۔ اور تیزی سے گھوم کر وہ اس سبز کمرے سے باہر نکل گیا اور عمران کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس نے اپنی ذہانت سے پورے گروپ کو فوری موت کے منہ سے نکال لیا تھا۔۔۔ ہومر ذہین ضرور تھا لیکن اس قدر بھی نہ تھا کہ عمران کا مقابلہ کر سکتا۔ عمران نے فرضی اور خود ساختہ ریز اور بموں کا نام لے کر اُسے آسانی سے احمق بنا لیا تھا۔

ابھی ہومر کو گئے ہوئے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اچانک سبز کمرے کی چھت سے دھوئیں کا بھبکا سا نکلا اور دوسرے لمحے عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسم حرکت میں آ گئے۔۔۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ وہ بار بار اپنے آپ کو جھٹکے دے کر اپنا دوران خون ٹھیک کر رہے تھے۔

"آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ اُسی لمحے دروازے سے ہومر کی آواز سنائی دی۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ ظاہر ہے باقی ساتھیوں نے اس کی پیروی ہی کرنی تھی۔

"میں نے ماسٹر کنٹرول کو تم پر اس وقت تک حملہ کرنے سے روک دیا ہے جب تک تم مجھ پر حملہ نہیں کرتے۔ اگر تم نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو ایک لمحے میں ماسٹر کنٹرول تمہیں ہلاک



دے گا"۔۔۔ ہومر نے مڑ کر اونچی آواز میں کہا۔

"ارے ہمیں پاگل کتے نے کاٹا ہے کہ ہم تم پر حملہ کر کے اپنی موت آواز دیں۔ اور جب تمہارا ملک بھی بچ رہا ہو اور ہم بھی"۔۔۔ عمران کہا۔ اور ہومر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ سیکشن تھری کی ۔ادی میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی عمران نے یوں سر ہلایا جیسے سب اس کی مرضی کے مطابق ہوا ہو۔۔۔ اس نے جان بوجھ کر ایگرو کام کا نام لیا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہاں موجود مشین میں تبدیلی ۔ے وہ کمپیوٹر آئی کو اس سیکشن کی حد تک اندھا کر چکا تھا۔

'اب نکالو وہ پرزے"۔۔۔ ہومر نے کمرے میں داخل ہوتے ہا۔

ہاں لیکن"۔۔۔ اچانک عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

لیکن کیا"۔۔۔ ہومر نے چونک کر پوچھا۔

تم نے بتایا تھا کہ اس ڈبے کی وجہ سے تم ماسٹر کنٹرول کے ۔ے بچ گئے لیکن اب اس ڈبے کی یہاں موجودگی خطرناک ثابت ۔ی ہے۔ بم پھٹ بھی سکتے ہیں۔۔۔ تم ایسا کرو اسے کمرے سے باہر رکھ آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا۔

ہیں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر باہر نہیں جانا چاہتا۔ البتہ میں اس کا ۔ن کر دیتا ہوں"۔۔۔ ہومر نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ۔بے کی سائیڈ میں لگا ہوا چھوٹا سا بٹن پریس کر دیا۔ اور پھر اس کا ۔یسے ہی ڈبے سے علیحدہ ہوا عمران بھوکے عقاب کی طرح اس پر

جھپٹا اور پلک جھپکنے میں اس نے اس کے دونوں ہاتھ مروڑ کر اس کے عقب میں کر دیئے اور اپنا ایک پیر اس کی کمر پر رکھ کر بازوؤں کو پیچھے کی طرف کھینچ لیا۔ ہومر کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں

"حملہ کرو ماسٹر کنٹرول انہیں مار ڈالو" —— ہومر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یہاں تمہارا ماسٹر کنٹرول ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا احمق آدمی صفدر جلدی سے اس کی کمر سے یہ ڈبہ اتار لو" —— عمران نے کہا۔ اور صفدر نے پھرتی سے اس کی کمر میں بندھی ہوئی بیلٹ کھ اور اُسے ہٹا لیا۔ اُسی لمحے عمران نے اپنے جسم کو ایک زوردار دیا۔ اور ہومر کے حلق سے ایک خوف ناک چیخ نکل گئی اس کی ریڑ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی —— عمران نے جھٹکا دے کر اُسے فرش گرا دیا۔ وہ فرش پر اوندھے منہ بے حس و حرکت پڑا رہ گیا۔

"یہ ڈبہ مجھے دو" —— عمران نے کہا۔ اور صفدر کے ہاتھ وہ بیلٹ لے کر اپنی کمر سے باندھ لی۔ اور پھر اس کا وہ چھوٹا سا بٹن آن کر دیا۔

"یہ ابھی زندہ ہے یا مر چکا ہے" —— صفدر نے پوچھا۔

"اگر یہ مر چکا ہوتا تو ماسٹر کنٹرول حرکت میں آجاتا۔ مکمل کنٹرو حاصل ہوتے ہی یہ کمرہ بھی اس کی رینج میں آجاتا۔ اس لئے تو میں اسے مارا نہیں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے" —— صفدر نے پوچھا۔

"اب ہماری جنگ مشین سے شروع ہوگی۔ ایسی مشین سے



انتہائی خوف ناک اور طاقت ور ہے۔ اس کمرے سے باہر نکلتے ہی ماسٹر کمپیوٹر سمجھ جائے گا کہ کیا ہوا ہے۔ اور وہ حرکت میں آجائے گا۔ اور تم جانتے ہو یہاں کی ایک ایک اینٹ کمپیوٹر کے تحت ہے۔ اب ایسا ہے کہ تم سب اس کمرے میں رہو —— میں باہر جاؤں گا۔ اس بے کی وجہ سے ماسٹر کنٹرول کا کوئی حربہ مجھ پر نہ چل سکے گا۔ اور جب لک یہ زندہ ہے۔ یہ کمرہ بھی محفوظ رہے گا۔ اب میں نے اس ماسٹر کنٹرول ہ کنٹرول کرنا ہے" —— عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے سب کچھ اکیلے ہی کرنا تھا تو ہمیں ساتھ لگائے کھنے کا فائدہ ہمیں بتاؤ ہم نے کیا کرنا ہے" —— تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو میں یہاں رہ جاتا ہوں تم باہر چلے جاؤ" —— عمران نے جلے انداز میں کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے کے پاس پہنچتا اچانک پُورا کام روم یوں ہلنے لگا جیسے زلزلہ آگیا ہو۔

"دیواروں کے ساتھ ہو جاؤ جلدی" —— عمران نے چیخ کر کہا۔ ر وہ سب اچھل کر اپنی اپنی سائیڈ کی دیواروں کے ساتھ ہو گئے۔

اُسی لمحے فرش درمیان سے تیزی سے کھلا اور پلک جھپکنے میں رش درمیان سے کھل کر واپس بند ہو گیا۔ فرق صرف یہ پڑا کہ ہومر ب ہو چکا تھا۔

"آؤ اب باہر آؤ —— اب یہاں رکنا بے کار ہے۔ ماسٹر کنٹرول

سُپر ماسٹر بن چکا ہے" ——— عمران نے چیخ کر کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب جاتے ہی دروازہ کھلا۔ اور عمران نے راہداری میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کے پیچھے ہی راہداری میں چھلانگیں لگائیں ——— لیکن دوسرے لمحے پوری راہداری عمران کے ساتھیوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھی۔ موت کے خوف میں ڈوبی ہوئی چیخیں۔



ھومر منہ کے بل فرش پر گرا ہوا تھا۔ اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں۔ لیکن اس کا جسم بے حرکت تھا۔ اس لئے سوائے کراہنے کے وہ کچھ اور نہ کر سکتا تھا حتیٰ کہ وہ اپنا سر بھی ہلا نہ سکتا تھا ——— درد اس قدر تیز تھا کہ اس کا ذہن بار بار اندھیرے میں ڈوب جاتا تھا۔ اور پھر شاید درد ہی اُسے جھٹک دیتا تھا۔ لیکن درد کی شدت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گئی اور پھر جیسے بلب فیوز ہو کر تاریک ہو جاتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں ایک جھماکا ہوا اور اس کا ذہن تاریکی میں مکمل طور پر ڈوب گیا ——— پھر اس کے ذہن میں روشنی بھی جھماکے کی طرح ہی پیدا ہوئی اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے اپنے آپ کو ایک بیڈ پر پڑے ہوئے دیکھا۔ ایک روبوٹ نما مشین اس کے قریب موجود تھی۔ روبوٹ بالکل انسانوں کی طرح تھا لیکن اس کا جسم گوشت اور کھال کی بجائے لوہے کا بنا ہوا تھا۔ چہرے پر گیس ماسک جیسا ماسک فٹ تھا۔

جس میں سرخ رنگ کی ایک آنکھ چمک رہی تھی۔ ہومر نے پہلی بار اس روبوٹ کو دیکھا تھا۔

"کک ـــ کک ـــ کون ہو تم" ـــ ہومر نے بے اختیار بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر پہلی بار اُسے احساس ہوا کہ اس کا جسم پوری طرح حرکت کر سکتا ہے۔ وہ بالکل نارمل ہو گیا تھا۔

"میں ماسٹر کنٹرول ہوں۔ اب میرا نام ایم۔سی دن ہے"

روبوٹ کے حلق سے وہی ماسٹر کمپیوٹر جیسی کھڑکھڑاتی ہوئی مشینی آواز پیدا ہوئی۔

"ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول ـــ لیکن وہ تو کمپیوٹر مشین ہے۔ تم تو انسانوں کی طرح کے روبوٹ ہو" ـــ ہومر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ہومر ـــ اب سے پہلے میں کمپیوٹر مشین تھا۔ لیکن پھر میں نے ایک روبوٹ تشکیل دیا میں بھی انسانوں کی طرح حرکت کرنا چاہتا تھا۔ اور اس روبوٹ کو تشکیل دے کر میں نے اپنا سنٹرل مائنڈ اس میں منتقل کر دیا ہے ـــ اب میں ماسٹر کنٹرول ہوں اور میں انسانوں کی طرح فیصلے کروں گا۔ اور کمپیوٹر اس پر عمل کرے گا۔ اب میرا کوڈ نام ایم۔سی دن ہے" ـــ روبوٹ نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں اس کی ضرورت کیوں پڑ گئی۔ تم مشین کے طور پر بھی تمام کام کر سکتے تھے" ـــ ہومر نے منہ بناتے ہوئے اُسے شاید ماسٹر کمپیوٹر کا اس طرح روبوٹ بننے کا فیصلہ پسند نہ آیا تھا۔

"میرے اس فیصلے نے تمہاری زندگی بچالی ہے۔ تمہیں معلوم ہے



کہ میری آئی رینج فکس ہے۔ اگر اس فیصلے کی فکسیشن میں گڑبڑ ہو جائے تو بے حس و حرکت مشین ہونے کی وجہ سے وہ جگہ میری رینج میں نہیں آتی۔ ایکمرو کام روم بھی نجانے کسی وجہ سے میری رینج سے باہر ہو گیا تھا ـــ اُسے رینج میں لے آنے کی ایک ہی صورت تھی کہ فاصلہ گھٹایا جائے مگر فاصلہ نہ گھٹ سکتا تھا چنانچہ میں نے روبوٹ کی شکل میں آنے کا فیصلہ کیا تاکہ جب بھی ضرورت ہو فاصلہ گھٹایا بڑھایا جا سکے۔ جب راں کا گرد پ گرین روم میں پہنچا تو میں نے یہ روبوٹ بنانا شروع کر یلا ـــ روبوٹ میں آ کر جب میں نے فاصلہ گھٹایا تو ایکمرو کام روم بری رینج میں آ گیا۔ اور پھر میں نے وہاں تمہیں کرتے دیکھا اور اس ندوپ کی باتیں سنیں۔ چونکہ تم چیف باس تھے۔ اس لئے میں از خود ان کے خاتمے کا فیصلہ نہ کر سکتا تھا ـــ اس لئے میں نے فوری طور پر تمہیں ہاں سے نکالا۔ اور یہاں تمہاری ریڑھ کی ہڈی درست کر دی۔ یہ کام ہی اس وجہ سے ممکن ہوا کہ میں روبوٹ کی شکل میں تھا ورنہ ایسا ہونا ناممکن تھا۔ اب تم بالکل نارمل ہو" ـــ ایم۔سی۔ دن نے اب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــ تمہارا یہ فیصلہ واقعی درست ہے۔ لیکن تم نے ایک اور پہلو پر غور نہیں کیا۔ پہلے تم تک کسی کا پہنچنا ناممکن تھا۔ ن لئے تم محفوظ تھے لیکن اب تم خود ہی ان سے ٹکرا سکتے ہو۔ کسی بھی بکہ۔ اس طرح تم غیر محفوظ ہو چکے ہو" ـــ ہومر نے اٹھ کر کھڑے یتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کا مکمل بندوبست کر لیا ہے۔ میں مکمل طور پر سائنسی

حصار میں ہوں۔ مجھ پر کوئی حربہ کامیاب نہیں ہو سکتا "
ایم سی۔ دَن نے جواب دیا۔

" لیکن تم چاہتے تو مجھے ختم کر کے مکمل کنٹرول حاصل کر سکتے تھے پھر تم نے ایسا کیوں نہیں کیا "۔۔۔۔ ہومر نے مسکرا کر پوچھا۔

" میرے مائینڈ میں فیڈنگ موجود ہے کہ میں دانستہ طور پر اپنے باس کو ختم نہیں کر سکتا۔ پہلے چیف باس کو بھی میں نے دانستہ ختم نہ کیا تھا چیف باس نے اپنے ذہن سے ان کے خاتمے کا آرڈر دیا تھا اور یہ اور بات ہے کہ چیف باس کو یہ خیال نہ رہا کہ ان کے بے ہوش ہوتے ہی وہ خود بھی بے ہوش ہو جائے گا "۔۔۔۔ ایم سی۔ دن نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ تو یہ بات تھی۔ میں بھی سوچتا تھا کہ تمہیں ایسی فیڈنگ تو نہیں کی گئی پھر تم نے چیف باس کا خاتمہ کیسے کیا۔ وہ عمران گروپ ابھی ایکرو کام روم میں ہی ہے "۔۔۔۔ ہومر نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں۔۔۔۔ وہ تمہارے فرش میں غائب ہوتے ہی دروازے سے باہر راہداری میں آ گئے۔ میں نے ان پر میگناٹک ریز ڈال کر انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ اب وہ دوبارہ گرین روم میں پہنچ چکے ہیں۔ اب جیسے تم حکم کرو۔ بہرحال آخری فیصلہ تم نے کرنا ہے "۔۔۔۔ ایم سی۔ دَن نے کہا۔

" لیکن وہ تو کہتے تھے کہ ان کے جسموں میں بم فٹ ہیں۔ وہ بی۔ فائیو کوڈ بدلنا چاہتے تھے "۔۔۔۔ ہومر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں۔۔۔۔ میں نے ان کی مکمل سکریننگ کی ہے۔ ایسی کوئی بات



نہیں وہ عام انسان ہیں "۔۔۔۔ ایم سی۔ دَن نے جواب دیا۔

" اوہ۔۔۔۔ لیکن وہ میرا ڈبہ کہاں ہے جو انہوں نے زبردستی میری کمر سے اتار لیا تھا "۔۔۔۔ ایک خیال کے تحت ہومر نے چونک کر پوچھا۔

" میگنٹم فائیو۔۔۔۔ یہی نام بتایا تھا تم نے "۔۔۔۔ ایم سی۔ دَن نے پوچھا۔

" ہاں بالکل "۔۔۔۔ ہومر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور ایم سی۔ دَن نے اپنا مصنوعی ہاتھ اونچا کیا۔ اس کے منہ پر موجود گیس ماسک پر مختلف رنگوں کی لہریں سی چمکنے لگیں۔ اور پھر اس نے ہاتھ نیچے کر لیا۔ لہریں ختم ہو گئیں۔

" میگنٹم فائیو کی نشاندہی نہیں ہو رہی۔ وہ میری رینج میں نہیں آ رہا "
ایم سی۔ دَن نے کہا۔

" گرین روم میں کتنے افراد موجود ہیں "۔۔۔۔ ہومر نے پوچھا۔

" آٹھ افراد۔۔۔۔ جن میں ایک عورت بھی ہے "۔۔۔۔ ایم سی۔ دَن نے جواب دیا۔

" اوہ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے ایک آدمی غائب ہے۔ میگنٹم فائیو یقیناً اس کے پاس ہو گا۔
ہومر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔۔۔۔ میگنٹم فائیو کی وجہ سے ہی وہ میری رینج میں نہ آیا ہو گا۔ اب اُسے کیسے تلاش کیا جائے "۔۔۔۔ ایم سی۔ دَن نے پوچھا۔

" ٹی۔ ڈبلیو۔ زیرو آپریشن آن کر دو۔ چونکہ اب مجھے اپنے متعلق تسلی ہو چکی ہے۔ اس لئے میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ اس آپریشن کے آن ہوتے

ہی میگنٹم فائبو تمہاری رینج میں آجائے گا "—— ہومر نے کہا۔

اور ایم سی ون کا ہاتھ اوپر کو اٹھا۔ اور ماسک پر ایک بار پھر بجلیاں سی چمکنے لگیں۔

" اوہ ہاں وہ رینج میں آگیا ہے۔ وہ کی روم کی طرف بڑھ رہا ہے" ایم سی ون کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" کی روم —— اوہ —— یہ تو مین آپریشن روم ہے۔ اسے ختم کر دو "—— ہومر نے چیختے ہوئے کہا۔

اور ایم سی ون کا اٹھا ہوا ہاتھ اور زیادہ اٹھ گیا۔ اور اس کے اندر سے گڑگڑاہٹ کی نکلنے والی آوازیں تیز ہو گئیں۔ چند لمحوں بعد آوازیں ساکت ہو گئیں۔

" وہ زد میں آچکا ہے۔ میں نے اس پر ون ٹو ایکشن جاری کر دیا ہے کیونکہ میگنٹم فائبو کی وجہ سے ریز اثر انداز نہ ہوتی تھیں۔ لیکن ون ٹو ایکشن سے وہ صرف بے ہوش ہوا ہے۔ اس کے خاتمے کے لئے میگنٹم فائبو کی علیحدگی ضروری ہے۔ چلو اس کے پاس چلیں "

ایم سی ون نے کہا۔

" ہاں چلو "—— ہومر نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ ایم سی ون بالکل انسانوں کی طرح چل رہا تھا۔ اس کے پیروں کے نیچے کوئی ربڑ نما چیز لگی ہوئی تھی جس کی وجہ سے آواز نہ سنائی دے رہی تھی۔



" یہ عجیب مصیبت میں پھنس گئے ہیں کہ بوریوں کی طرح لدے پھر رہے ہیں اور اب تو عمران بھی غائب ہے "تنویر نے ہوش میں آتے ہی کہا۔

" ہمیں خود بھی کچھ کرنا چاہئے "—— جولیا نے کہا۔

" کیا کریں حرکت تو کر نہیں سکتے "—— نعمانی نے کہا۔

" ایک کام ہو سکتا ہے اگر ہو جائے "—— اچانک چوہان نے کہا۔

" کیا کام "—— سب نے حیران ہو کر پوچھا۔

" ہم بکواس تو کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں ہم سب کو بکواس شروع کر دینی چاہئے "—— چوہان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" بکواس شروع کر دیں۔ کیا مطلب۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو" نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب کے ذہنوں میں بھی چوہان کی بات سن کر یہی خیال آیا تھا۔ میں نے بھی کمپیوٹر سائنس پڑھ رکھی ہے۔ سیکرٹ سروس میں آنے سے قبل ایک کمپیوٹر ریسرچ لیبارٹری میں سیکورٹی آفیسر تھا وہاں سیکورٹی آفیسرز کو سپیشل کورسز کرائے جاتے ہیں۔ وہاں ہمیں بتایا گیا تھا کہ

کمپیوٹر میں جب فیڈنگ کی جاتی ہے۔ تو بعض اوقات کوئی ایسا لفظ جس کا بظاہر کوئی معنی نہ ہو۔ جب منہ سے نکلے تو کمپیوٹر کی انتہائی پیچیدہ مشینری کے لئے وہ لفظ چابی کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ جس کا علم کسی کو بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے ——— کمپیوٹر کو فیل کرنے کے لئے بے معنی بکواس شروع کر دینی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اس بکواس میں کوئی ایسا لفظ ادا ہو جائے جو کمپیوٹر کے لئے مخصوص چابی کی صورت اختیار کر جائے۔ یہاں بھی ایسی ہی صورتحال ہے۔ ہم ریز سرکل میں جکڑے ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہماری بکواس کا کوئی لفظ اس سرکل کو کاٹ دے" چوہان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن ہمیں انجکشن بھی تو لگائے جا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی دوا ہمارے جسموں میں انجکٹ کی گئی ہو" ——— نعمانی نے کہا۔

" چوہان ٹھیک کہہ رہا ہے نعمانی۔ کمپیوٹرز زیادہ تر ریز سے ہی کام لیتے ہیں بکواس کر کے دیکھ لیا جائے شاید کام بن جائے" ——— صفدر نے کہا۔

" کمال ہے اب بکواس بھی کارآمد ہونے لگی" جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" ہر چیز کا کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ شاید آج ہمیں بکواس فائدہ دے جائے۔ لیکن یہ ہونی محض بکواس چاہیئے۔ فضول اور بے معنی گفتگو۔ ایسے الفاظ جن کا کوئی سر پیر نہ ہو۔ بس یوں ہی بولتے چلے جاؤ بغیر سوچے سمجھے" ——— چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے یہ کام تم ہی کرو تو زیادہ بہتر ہے۔ جب ریز سرکل کٹی تو سب ہی ٹھیک ہو جائیں گے" ——— نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ویسے تو اس کام میں عمران ماہر ہے۔ لیکن اب مجبوری ہے" چوہان نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے بعد اس نے بڑی سنجیدگی سے بکواس کرنی شروع کر



دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ واقعی ہوش حواس کھو بیٹھا ہو۔ وہ فضول اور بے معنی الفاظ بڑی سنجیدگی اور روانی سے بولے چلا جا رہا تھا۔ جیسے کوئی جادوگر جنتر منتر پڑھ رہا ہو۔ سب اُسے حیرت اور دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ چوہان کی زبان مسلسل اور تیزی سے چل رہی تھی اور سب حیرت اور دلچسپی سے دیکھ اور سن رہے تھے۔ اور پھر مسلسل بولتے بولتے چوہان تھکنے لگا ہی تھا اور یوں ظاہر ہو رہا تھا جیسے اب وہ اپنی بکواس پر خود ہی شرمندہ ہو رہا ہو کہ اچانک ان کے جسم حرکت میں آ گئے۔

" ارے ارے میں حرکت کر سکتا ہوں" صفدر نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور پھر یہی کیفیت سب کی ہوئی۔ وہ سب اچھل کر پہلے بیٹھے اور پھر کھڑے ہو گئے۔

" کمال ہے۔ یہ تو معجزہ ہی ہو گیا ہے۔ زندہ باد چوہان۔ آج پتہ چلا کہ بکواس کا بھی کوئی فائدہ ہو سکتا ہے" ——— نعمانی نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

" واقعی کمال ہو گیا ہے۔ نجانے کون سا لفظ ریز سرکل کو کاٹ گیا ہے۔ بہرحال اب نکلیں یہاں سے" ——— جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

دروازہ عام طریقے سے کُھل گیا۔ اور وہ باہر راہداری میں پہنچ گئے۔ راہداری کا اختتام ایک کمرے کے دروازے پر ہوا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کُھل گیا۔ اور وہ سب اندر چلے گئے۔

" ارے یہ تو اسلحہ خانہ ہے" ——— صفدر نے سب سے پہلے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔

واقعی اس کافی بڑے کمرے میں بڑے بڑے صندوق اور الماریاں موجود تھیں۔ جن میں عجیب و غریب اسلحے کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ان سب نے

ایک دوسرے سے مشورہ کر کے راکٹ گنیں اٹھائیں ـــــ اور پھر مختلف قسموں کے بم اور راکٹ میگزین اٹھا کر جیبوں میں بھر لئے۔

"چلو کچھ تو ہاتھ آیا" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے ایک اور کام کیا جائے۔ اس سارے اسلحے خانے کو کیوں نہ اڑا دیا جائے خاصا خوفناک دھماکہ ہو گا اور ہو سکتا ہے ہیڈ کوارٹر ہی تباہ ہو جائے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے ـــــ پندرہ منٹ کا وقت لگایا جا سکتا ہے" صفدر نے کہا۔ اور وہ دوبارہ کمرے میں چلا گیا۔ جب کہ باقی افراد گنیں پکڑے وہیں کھڑے رہے۔

"آؤ اب نکل چلیں ـــــ میں نے پندرہ منٹ کا وقت لگا دیا ہے" صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ سب تیزی سے واپس پلٹے۔ گرین روم کے دروازے کے سامنے سے نکل کر وہ اب راہداری کی دوسری طرف بڑھے جا رہے تھے ـــــ اس طرف چل کر وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچے جہاں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں اور ساری مشینیں چل رہی تھیں۔ سارا انتظام شاید خودکار انداز میں کام کر رہا تھا۔

"یہ کیا چکر ہے" ـــــ جولیا نے غور سے ان مشینوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سارا سائنسی کھیل ہے۔ میرا خیال ہے ان سب کو اڑا دیا جائے اور پالیسی بھی یہی رکھی جائے کہ جو مشین نظر آئے اسے اڑا دو۔ جس راستے سے گزرا جائے اسے تباہ کر دیا جائے ـــــ اس طرح ہی ہم



اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر سکتے ہیں" ـــــ جولیا نے کہا۔ ویسے بھی عمران کی عدم موجودگی میں وہی ٹیم کی لیڈر تھی۔

اور جولیا کے کہتے ہی سب نے اپنی اپنی راکٹ گنیں سیدھی کیں۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے ان کے جسموں کو شدید ترین جھٹکے لگے۔ وہ لڑکھڑا کر سیدھے ہوئے ہی تھے کہ اچانک سرر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ہر ممبر کے گرد شفاف شیشے کی دیواریں فرش سے اٹھ کر چھت تک چلی گئیں ـــــ اور وہ سب ان میں قید ہو گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے شیشے کی نلکیوں میں انسانوں کو قید کر دیا گیا ہو۔ یہ نلکیاں اس قدر تنگ تھیں کہ وہ ذرا سی بھی حرکت نہ کر سکتے تھے۔ کچھ ممبرز نے کوشش بھی کی لیکن بے سود ـــــ وہ بری طرح پھنس گئے تھے۔ اور پھر ان نلکیوں میں دودھیا رنگ کا دھواں بھرتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد جب دھواں غائب ہوا تو نلکیاں خالی تھیں۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبر غائب ہو چکے تھے۔

یشنخوں [illegible] کے ابھرتے ہی آگے جاتے عمران نے چونک کر پیچھے دیکھا تو اس کے سب ساتھی فرش پر گر چکے تھے۔ اور ان کے جسم اس کے دیکھتے ہی دیکھتے خود بخود گھسٹ کر سائیڈ کی دیواروں میں پیدا ہونے والے سوراخوں میں غائب ہوتے گئے ۔۔۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی لوہا مقناطیس کی طرف لپکتا ہے۔ چند لمحوں میں راہداری صاف ہو چکی تھی اور عمران اکیلا کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا۔ اُسے کوئی گزند نہ پہنچی تھی۔ اور وہ اس کی وجہ بھی سمجھ گیا تھا۔ میگنم فائیو کا ڈبہ اس کی کمر کے ساتھ موجود تھا۔ اور اسی کی وجہ سے وہ بچ نکلا تھا۔

دوسرے لمحے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر ایک اور راہداری سے ہوتا ہوا وہ ایک دروازے کے سامنے ٹھٹھک گیا۔ اس دروازے کے اوپر مین آپریشن روم کی تختی لگی ہوئی تھی ۔۔۔ عمران نے دروازے کو ہاتھ لگایا تو وہ کھل گیا۔ ہیڈکوارٹر میں شاید دروازے



د کرنے کا رواج ہی نہ تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک یا۔ یہاں ایک طرف ایک پوری دیوار جتنی لمبائی کی مشین موجود تھی۔ بس پر ہزاروں کی تعداد میں مختلف بلب جل بجھ رہے تھے ۔۔۔ وہ زی سے اس مشین کی طرف بڑھا۔ لیکن ابھی وہ مشین کے قریب پہنچا ہی ھا کہ اس کا سر تیزی سے چکرایا۔ اور وہ لڑکھڑا سا گیا۔ اس نے اپنے پ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے سر میں جیسے ارش کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔ وہ حیران رہ گیا کہ اس کے ساتھ کیا وا ہے۔ وہ بے اختیار اپنے سر کو کھجانے لگا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ لیکن خارش لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی پھر یک لخت بیسے سر پر ٹھنڈے پانی کی پھوار پڑتی ہے ۔۔۔ خارش غائب ہو گئی۔ اور مران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کو شدید ھٹکا لگا۔ اس کا ذہن اور جسم دو علیحدہ علیحدہ خانوں میں بٹ چکے تھے۔ جسم نے اس کے ذہن کے احکامات قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا ۔۔۔ لیکن بجائے پیر کے حرکت میں آنے کے دونوں بازو ہلنے لگے۔ اور پھر وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور پھر اس کا سر یوں ہلنے لگا جیسے کوئی قوالی میں مست ہو کر جذب کی حالت میں سر دھنتا ہے۔ اس کے بعد پھر بازو مشین کی طرح حرکت میں آ گئے ۔۔۔ اور عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی جوکر ہو جو سرکس کے سٹیج پر کھڑا عجیب و غریب حرکات کر رہا ہو ۔۔۔ کسی حرکت میں کوئی ربط نہ تھا۔ وہ ایک جگہ کھڑا کبھی ہاتھ ہلاتا کبھی اس کے پیر حرکت میں آ جاتے ۔۔۔ کبھی سر کبھی کندھے اونچے نیچے ہونے لگ جاتے۔ اس کیفیت سے وہ

زندگی میں پہلی بار گزر رہا تھا۔ عجیب و غریب کیفیت تھی۔ کرنا وہ کچھ چاہتا تھا اور ہو کچھ اور رہا تھا۔ اور اس انداز میں عجیب و غریب حرکتیں کرتے ہوئے اُسے دس منٹ گزر گئے۔ اور وہ باوجود کوشش کے اپنی اس عجیب و غریب کیفیت پر قابو نہ پا سکا۔

اور پھر اُسے باہر راہداری میں قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھنا چاہا۔ لیکن اس کا جسم مشین کی طرف گھوم گیا۔ اور پھر آگے کی طرف خود بخود ہو گیا۔

"واہ ——— بہت خوب ——— یہ تو باقاعدہ بیلے ڈانس کر رہا ہے" ایک ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بیگنم فائیو اتارو ——— جلدی کرو" ——— ایک کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور پھر عمران کے بے طرح ناچتے ہوئے جسم سے ڈبہ نما بیلٹ اتار لی گئی۔ عمران نے اُسے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے ہاتھ ہینڈز اپ کے انداز میں خود بخود اوپر کو اٹھ گئے ——— اور اُسی لمحے وہ خود بخود گھوم گیا۔ اس نے سامنے ہومر کو کھڑے دیکھا۔ بیگنم فائیو نہ صرف اس کے ہاتھ میں تھا بلکہ وہ اُسے اپنی کمر سے باندھ رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک روبوٹ کھڑا تھا ——— عمران ابھی اُسے دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک بار پھر کسی لٹو کی طرح اس کا جسم تیزی سے گھومنا شروع ہو گیا۔

اور پھر جیسے بجلی کوندتی ہے۔ اس طرح یک لخت عمران کا جسم ساکت ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف ہوتے اور ان میں



ہے کے کلپ ڈال دیئے گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم حرکت ں آ گیا۔ اور اب وہ بالکل نارمل تھا۔ اس کے جسم اور ذہن کے درمیان مل ہم آہنگی تھی۔ عمران نے گھوم کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔ اور بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر جکڑے ہوئے تھے۔

"اب اس کا کیا کرنا ہے چیف باس" ——— روبوٹ نے کھڑکھڑاتی ئی آواز سنائی دی۔

"اچار ڈال لو ——— میرے اندر کھٹاس کی وافر مقدار موجود ہے" ران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ہومر یا روبوٹ کوئی جواب دیتا۔ اچانک بوٹ کے اندر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور روبوٹ کا ایک ہاتھ تیزی سے اٹھا اور اس کے ماسک پر بجلیاں سی کوندنے لگیں ——— اس کا ہاتھ اور زیادہ اوپر کو اٹھا۔ اور چمکتی ہوئی بجلیاں تیز ہو گئیں۔ اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ نیچے ہو گیا اور ماسک پر چمکنے والی بجلیاں بھی غائب ہو گئیں۔

"چیف باس ——— کرویب گرین روم سے نکل کر ایون سکس روم میں پہنچ گیا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں راکٹ گنیں موجود تھیں۔ میں نے انہیں وائٹ کیبنز میں ڈال کر زیرو روم میں پہنچا دیا ہے۔ اب ان کے متعلق کیا حکم ہے" ——— روبوٹ میں سے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ایم سی رون ——— گرین روم سے وہ کیسے نکل سکتے ہیں اور پھر راکٹ گنیں" ——— ہومر نے تیزی سے

چونکتے ہوئے کہا۔

"ان کے متعلق فیصلہ کر دو۔ تم کوئی فیصلہ نہیں کر رہے"۔ روبوٹ نے جواب دینے کی بجائے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔ عمران خاموش کھڑا سن رہا تھا۔ وہ غور سے اس روبوٹ کی حرکات اور اس کے جسم کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ سب سائنسی کھیل ہے اس لئے یہاں جذباتی انداز کی بجائے اُسے ذہنی جنگ لڑنی پڑے گی۔

"ٹھیک ہے ان سب کو ختم کر دو"۔۔۔۔ ہومر نے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور روبوٹ کا ہاتھ حرکت میں آیا ہی تھا کہ اچانک عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے روبوٹ کی طرف اس طرح بڑھے جیسے وہ اُسے فلائنگ کک مار رہا ہو۔۔۔۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کے پیر روبوٹ تک پہنچتے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا وہ اڑتا ہوا سائیڈ کی دیوار سے پشت کے بل ٹکرایا اور نیچے گر پڑا۔۔۔ چوٹ خاصی زوردار لگی تھی۔ لیکن عمران نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

روبوٹ کا ہاتھ اسی دوران ذرا سا اوپر کو اٹھا اور دوسرے لمحے عمران کا جسم یک لخت ساکت ہو گیا وہ اٹھنے کے سے انداز میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔۔۔۔ روبوٹ کے ماسک سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر اس سے ٹکرائی تھی۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ عمران ٹیڑھے میڑھے انداز میں ساکت ہو گیا تھا۔

"تم خواہ مخواہ ایم سی۔ ون سے الجھ پڑے عمران۔ یہ ناقابل تسخیر



ہے۔۔۔۔ ہومر نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

روبوٹ کا ہاتھ اور اوپر کو اٹھا ہی تھا کہ اچانک ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اس قدر خوفناک تھا کہ جیسے پورے کمرے کی دیواریں تیزی سے ہل کر ایک دوسرے سے مل گئی ہوں۔۔۔۔ عمران کا ساکت جسم اچھل کر زمین پر گرا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم حرکت میں آ گیا۔ روبوٹ لڑکھڑا کر گرتے گرتے سیدھا ہو گیا تھا۔ جب کہ ہومر اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ پورا کمرہ ابھی تک لرز رہا تھا۔۔۔۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زبردست بھونچال آ گیا ہو۔

روبوٹ کسی پریڈ کرتے ہوئے سپاہی کی طرح مڑا۔ اس بار اس کے دونوں ہاتھ اونچے ہونے لگے۔ لیکن اُسی لمحے عمران نے ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگا دی۔۔۔ اس بار روبوٹ کی عمران کی طرف سے پشت تھی۔ اور عمران کی زوردار ٹکر سے روبوٹ اچھل کر منہ کے بل فرش پر دھماکے سے گرا۔ عمران اس سے ٹکرا کر ایک طرف کو گرا تھا۔ لیکن روبوٹ عمران کے اٹھنے سے پہلے ہی یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے سپرنگ اچھل کر واپس آتا ہے۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھوما۔

لیکن عمران کا جسم چکنی مچھلی کی طرح فرش پر پھسلا اور پھر اس کی دونوں ٹانگوں کی ضرب روبوٹ کی ٹانگوں پر بیک وقت پڑی۔ اور روبوٹ اس بار پہلو کے بل فرش پر ایک دھماکے سے گرا ہی تھا کہ عمران تیزی سے اٹھا اور تیزی سے دوبارہ اٹھتے ہوئے روبوٹ پر گر پڑا۔۔۔۔ اس نے دونوں ٹانگیں پھیلا کر روبوٹ کے گرد کس لیں۔ وہ اب روبوٹ کو کسی طور سیدھا نہ ہونے دینا چاہتا تھا۔ روبوٹ نے ایک زوردار جھٹکے سے اپنے آپ

کو اچھالا۔ اور عمران باوجود زور لگانے کے اس کے ساتھ ہی اٹھتا گیا۔ لیکن اس نے ٹانگوں کی گرفت نہ چھوڑی۔ اب روبوٹ تو اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا جب کہ عمران اس کے ساتھ سر کے بل لٹک رہا تھا۔ اسی لمحے روبوٹ کے دونوں ہاتھوں نے پوری قوت سے عمران کے پیروں پر ضرب لگائی اور عمران کی گرفت ختم ہو گئی ——— اور وہ الٹ کر دوسری طرف جا گرا۔ روبوٹ تیزی سے پلٹا۔ اس کا ایک ہاتھ اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران کا جسم یک لخت سمٹ کر پھیلا اور اس بار اس کی خوفناک فلائنگ کک روبوٹ کے عین سینے پر لگی اور روبوٹ اچھل کر پشت کے بل ایک زوردار دھماکے سے نیچے گرا ——— جب کہ عمران اس سے ٹکرا کر لڑھکتا ہوا دور جا گرا تھا۔ اور اس بار عمران روبوٹ کے اٹھنے سے پہلے کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اس کے بندھے ہوئے ہاتھ بن گئے تھے ——— وہ اٹھتے ہی دوبارہ روبوٹ کی طرف بھاگا۔ لیکن پھر اسے درمیان میں ہی رک جانا پڑا۔ کیونکہ روبوٹ کے گرد یک لخت لوہے کا کیبن سا نمودار ہوا۔ یہ کیبن ٹھوس فولادی چادروں کا تھا جو روبوٹ کے جسم سے ہی نکل کر اس کے گرد پھیل گئی تھیں ——— اور پھر یہ کیبن جس میں روبوٹ بند تھا تیزی سے کھسک کر سائیڈ کی دیوار میں غائب ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس سے زیادہ وہ اور کچھ کر ہی نہ سکتا تھا۔ روبوٹ تو نکل چکا تھا۔ اسی لمحے عمران کو ہومر کا خیال آیا ——— وہ تیزی سے مڑا۔ اس نے دیکھا کہ ہومر دیوار کے ساتھ اسی حالت میں پڑا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ عمران تیزی سے اس کے پاس پہنچا۔ اور پھر اس کے قریب پشت کر کے بیٹھ گیا۔



اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن جیبیں خالی تھیں۔ ان میں کوئی چابی نہ تھی۔ چابی کی عدم موجودگی سے عمران سمجھ گیا۔ اس کی ہتھکڑی بٹن کلپ ہتھکڑی ہے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور وہ تیزی سے مشین کی طرف بڑھ گیا ——— مشین کی سائیڈ میں ایک لاخ سی ابھری ہوئی تھی۔ عمران نے اس کی طرف پشت کر کے ہتھکڑی درمیانی حصہ اندازے سے اس سلاخ پر ٹکایا اور پھر زور ڈالا تو کٹک آواز کے ساتھ ہی ہتھکڑی تو کھل گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سلاخ دب گئی اور پورے کمرے میں نیلے رنگ کا دھواں سا پھیل گیا۔ عمران نے فوراً سانس روکا اور وہ جلدی سے ہومر کی طرف مڑا ——— اس نے انتہائی پھرتی سے ہومر کو اٹھایا اور دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ راہداری میں آ کر اس نے ہومر کو فرش پر لٹایا اور تیزی سے اس کے نہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہومر نے آنکھیں کھول ں ——— عمران اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔ جیسے ہی ہومر کی آنکھیں کھلیں ران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اور ہومر کا لاشعوری طور سمٹتا ہوا جسم پھیل گیا۔ وہ رینج میں آ چکا تھا۔ عمران نے ایسے وقت اسے رینج میں لیا تھا جب کہ وہ شعور اور لاشعور کی درمیانی کیفیت تھا ——— ورنہ ہومر کی ذہنی ساخت ایسی تھی کہ وہ ہپناٹزم رینج میں آسکتا تھا۔

"تمہارا ذہن میرے کنٹرول میں ہے۔ میں جو کچھ کہوں گا تم وہی کہو گے اور کرو گے" ——— عمران نے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں وہی کہوں گا اور کروں گا جو تم کہو گے" ——— ہومر نے

ڈوبے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" تمہارا شعور اب کام نہیں کرے گا اور لاشعور میرے قبضے میں رہے گا "۔۔۔ عمران نے دوبارہ اُسی انداز میں کہا۔ اور ہومر نے یہی فقرہ دوہرایا اور عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہومر خود بخود اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں کھوئی کھوئی سی نظر آنے لگی تھیں۔

" ایم سی ۔ ون کو حکم دو کہ تمام گروپ کو زیرو روم سے رہا کر کے یہاں پہنچا دے "۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں ہومر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ایم سی ۔ ون ۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ زیرو روم میں موجود تمام لوگوں کو رہا کر کے یہاں پہنچا دو "۔۔۔ ہومر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے فقرہ مکمل ہوتے ہی تھوڑی دیر بعد ایک دیوار درمیان سے پھٹی اور پھر فرش کی ایک پٹی سی چلتی ہوئی نظر آئی۔ جیسے بیلٹ چلتی ہے۔ دوسرے لمحے عمران کے تمام ساتھی ایک ایک کر کے اندر کمرے میں آگرے وہ بے ہوش تھے۔ آخر میں جولیا کو اندر پھینکا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔

" انہیں ہوش میں لے آؤ "۔۔۔ عمران نے ان کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ کسی گیس سے بے ہوش کئے گئے ہیں۔

" ایم سی ۔ ون ۔ انہیں ہوش میں لے آؤ "۔۔۔ ہومر نے فوراً ہی کہا۔

اور چند لمحوں بعد اس کے سب ساتھیوں نے خود بخود آنکھیں کھول



دیں۔ وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔ عمران اس ایم سی ۔ ون کی کارکردگی پر حیران تھا۔ اس قسم کا کمپیوٹر اس کے تصور سے بھی بالاتر تھا۔

" ہومر ۔۔۔ ایم سی ۔ ون سے پوچھو کہ بی ۔ فائیو کوڈ کو کیسے بدلا جا سکتا ہے "۔۔۔ عمران نے ہومر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ہومر نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔

" بی ۔ فائیو کوڈ بدلنے کے لئے الیکٹرک راڈز کو ٹیفائیڈ کرنا ہو گا " ایک مشین سے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ارے یہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ میں کہاں ہوں "۔۔۔ اچانک ہومر کی تعجب سے بھرپور آواز سنائی دی۔

اور عمران جو مشین کی طرف دیکھ رہا تھا تیزی سے گھوما۔ لیکن اُسی لمحے اس نے ہومر کو بجلی کی سی تیزی سے قریب دیوار کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ عمران نے لپک کر اُسے پکڑنا چاہا۔ مگر وہ تو جیسے دیوار میں غائب ہو چکا تھا۔۔۔ عمران اُسے پکڑنے کے لئے دیوار سے جا ٹکرایا اور دیوار بالکل ٹھوس تھی۔

" نکلو یہاں سے نکلو "۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دروازے کی طرف دوڑا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کی۔ صفدر نے اپنی رفتار شاید جان بوجھ کر سست رکھی۔ وہ سب سے آخر میں دروازے تک پہنچا۔ اور دوسرے لمحے اس نے جیبوں سے دو بم نکالے ۔۔۔ اور انگوٹھوں سے ان کے پن دبا کر سامنے والی بڑی مشین پر پھینک دیئے اور اچھل کر راہداری میں آگیا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ

ہوا۔ اور ابداری میں دوڑتے ہوئے وہ سب اچھل کر منہ کے بل گرے۔ دھماکہ اس قدر خوف ناک تھا کہ ان کے جسم بُری طرح لرزنے لگے۔ لیکن چند لمحوں بعد ہر چیز ساکت ہو گئی۔

"اوہ تم نے بم مارے تھے" ـــــ عمران نے اُٹھ کر صفدر سے پوچھا۔

"ہاں عمران صاحب ـــــ اب بموں سے ہی اس خوف ناک ہیڈ کوارٹر کی تباہی ہو سکتی ہے اور کوئی ذریعہ نہیں" ـــــ صفدر نے رکتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہے۔ یہ عام ساخت کا کمپیوٹر نہیں ہے۔ میں اب کچھ کچھ اسے سمجھنے لگا ہوں۔ اس لئے بموں کی تباہی سے مقصد حل نہیں ہو گا ـــــ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ عارضی طور پر ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جائے گا۔ لیکن یہ کمپیوٹر اسے پھر بنا لے گا۔ یہ انتہائی حیرت انگیز کمپیوٹر ہے۔ عام کمپیوٹروں سے صدیوں آگے۔ یہ خود خوف ناک عفریت ہے۔ یہ خود حلقہ موت ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"تو پھر" ـــــ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس کمپیوٹر کو بدل دیا جائے۔ اس کے سنٹرل مائینڈ میں ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی فیڈنگ کی جائے تو پھر یہ از خود اس ہیڈ کوارٹر کو بھی اور اپنے آپ کو بھی تباہ کرے گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن کیسے ـــــ کس طرح اس کا دماغ بدلا جا سکتا ہے" سب نے بچوں جیسے انداز میں پوچھا۔



"اس کے لئے مجھے اپنی جان کی قربانی دینی ہو گی۔ بس۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اس کی بات سن کر سب لوگ یوں بُری طرح اچھلے جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ پڑے ہوں۔

"جان کی قربانی ـــــ کیا مطلب ـــــ کیا کرنا چاہتے ہو تم" سب نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"سنو ـــــ اب تک جو کچھ ہوا ہے، وہ سب انتہائی خطرناک تھا۔ یہ تو ہماری قسمت تھی کہ ہم اب تک زندہ ہیں۔ یہ ہیڈ کوارٹر دراصل موت کا گہرا کنواں ہے۔ یہاں کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے یقینی موت ہم پر جھپٹ سکتی ہے ـــــ اس لئے اب میں نے فائنل ایکشن سوچ لیا ہے۔ اور یہ فائنل ایکشن یہ ہے کہ میں بلیک روم میں داخل ہو جاؤں۔ بلیک روم اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کمپیوٹر کی ورکنگ مشین ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے اس میں داخلہ موت کے منہ میں داخلے کے برابر ہے ـــــ اس پر کوئی بم۔ کوئی اسلحہ کام نہیں آتا۔ وہاں موجود الیکٹرک واڈز کو نئے سرے سے کوڈیفائیڈ کرنا ہو گا۔ ان کے کوڈیفائیڈ ہوتے ہی کمپیوٹر کا ذہن صاف ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد اس میں جو بھی فیڈ کیا جائے گا وہ وہی کرے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ اسے بی۔ فائیو کوڈ کہا جاتا ہے" ـــــ صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـــــ کمپیوٹر کے ذہن میں موجود پہلے سے فیڈنگ کو صاف کر کے نئی فیڈنگ کی جائے۔ اور چیف باس یہی کرنا چاہتا تھا۔ اور ایسا بلیک روم

ہیں داخل ہوئے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ بشرطیکہ کوئی شخص وہاں زندہ داخل ہو سکے" ___ عمران نے کہا۔

" لیکن یہ الیکٹرک راڈز کو کوٹیفائیڈ کیسے کیا جائے گا" کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

" یہ جدید کمپیوٹر سائنس کی مخصوص اصطلاح ہے۔ اسے سمجھایا نہیں جا سکتا۔ بہرحال اگر میں زندہ رہ گیا تو میرے لئے یہ کام مشکل نہیں ہوگا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ بلیک روم ہے کہاں" ___ جولیا جو اب تک خاموش کھڑی تھی بول پڑی۔

" اسے ڈھونڈھنا پڑے گا۔ ان مشینوں کے خاتمے کی وجہ سے راہداری وقتی طور پر کمپیوٹر سے محفوظ ہو چکی ہے۔ آپ لوگ یہیں رہیں میں جا کر بلیک روم ڈھونڈھتا ہوں" ___ عمران نے کہا۔

" سنو عمران ___ اگر قربانی دینی ہے تو سب دیں گے۔ تم اکیلے ہی محب وطن نہیں ہو۔ ہم میں بھی یہی جذبہ موجود ہے" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ ___ یہ بات نہیں۔ تم لوگ سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ ملک کا قابل قدر سرمایہ۔ جب کہ میں ایک عام سا آدمی ہوں۔ میرے ہونے نہ ہونے سے ملک کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ جب کہ تم جیسے منجھے ہوئے ایجنٹ بڑی مشکل سے ملتے ہیں" ___ عمران نے کہا۔

" لعنت بھیجو سیکرٹ سروس پر ___ ہم سب ساتھ ہی مریں گے اور ساتھ ہی جئیں گے" ___ جولیا نے انتہائی جھنجلائے ہوئے انداز میں کہا۔



" کاش یہ بات تم نے صرف میرے اور اپنے متعلق کہی ہوتی تو شاید میں خوشی سے اور تنویر رقابت سے اب تک مر چکا ہوتا۔ بہرحال" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ ___ یہ مذاق کا وقت ہے" ___ جولیا اور جھنجلا گئی۔ جب کہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اور عمران کے اس فقرے نے وہ اعصابی تناؤ ختم کر دیا تھا جس سے وہ دوچار تھے اب ان کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

" جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔ اس راہداری میں تم وقتی طور پر محفوظ ہو۔ لیکن اس سے باہر نکلتے ہی تم میری زد میں ہوگے۔ اور پھر تم دیکھنا کہ تمہارا حشر کس قدر عبرت ناک ہوتا ہے۔ مجھے چیف باس نے تمہارے خاتمے کا فائنل حکم دے دیا ہے" ___ اچانک چھت سے ایم سی۔ فرانی کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب چونک پڑے۔

" اچھا ویسے یہ تو بتاؤ کہ ہومر یک لخت ٹرانس سے کیسے نکل گیا" عمران نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی دوست سے باتیں کر رہا ہو۔

" تم نے خوف ناک حربہ اختیار کیا تھا۔ سابقہ چیف باس جیسا۔ لیکن مجھ میں پہلے سے یہ صلاحیت رکھ دی گئی تھی کہ میری آواز سنتے ہی ہر قسم کا ٹرانس خود بخود ختم ہو جاتا ہے ___ چنانچہ جیسے ہی میری آواز

ہیڈر کے دماغ میں پہنچی وہ ٹرانس سے باہر آگیا۔ اور پھر میں نے اُسے محفوظ مقام پہ پہنچا دیا۔ میں مشین بچانا چاہتا تھا۔ اس لئے میں تمہارے آخری آدمی کے راہداری میں پہنچنے کا انتظار کر رہا تھا — مگر تمہارے آدمی نے بم مار کر کلک مشین اڑادی۔ اس طرح راہداری محفوظ ہوگئی۔ میرا شعبہ انجینئرنگ تیزی سے کام کر رہا ہے۔ جلد ہی نئی مشین تیار ہو کر یہاں نصب ہو جائے گی" — کمپیوٹر نے جواب دیا۔

"یار ایم سی ون صاحب کم از کم یہ تو بتا دو کہ بلیک روم کہاں ہے" — عمران نے پوچھا۔

"بلیک روم تمہارے قریب ہے۔ لیکن تم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب یا تو اس راہداری میں بھوک پیاس سے مر جاؤ یا پھر باہر نکل کر موت کو گلے لگا لو۔ اس کا فیصلہ تم خود کرو" — کمپیوٹر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہوگئی۔

عمران چند لمحے خاموش کھڑا سوچتا رہا۔ پھر وہ صفدر سے مخاطب ہوا۔

"تمہارے پاس کون کون سا اسلحہ ہے" — عمران نے پوچھا۔ اور صفدر نے جیبوں میں موجود باقی ماندہ بم نکال کر عمران کے سامنے کر دیئے۔ وہ ایک کیپسول نما بم کو دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا۔

"اوہ بی سی ون بھی ہے۔ ویری گڈ۔ یہ تو تحفہ ہے" عمران نے جلدی سے وہ کیپسول صفدر کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہمارے پاس بھی ہیں" — باقی ساتھیوں نے کہا۔ اور ان سب نے اپنی اپنی جیبوں سے وہ کیپسول نکال لئے۔



"تم شاید اسے کوئی بم سمجھ کر اٹھا لائے ہو۔ یہ بم نہیں ہے۔ اس کے اندر ایک گیس بھری ہوتی ہے۔ جسے بی سی ون کہتے ہیں۔ اس گیس سے انسان کا جسم پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ اس کا اثر ایک گھنٹے تک رہتا ہے" — عمران نے کیپسول کو ہاتھ میں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"پتھر کی طرح سخت کا کیا مطلب — کیا آدمی پتھر بن جاتا ہے" جولیا نے کہا۔

"ہاں — بالکل بت کی طرح۔ لیکن وہ سن سکتا ہے۔ سوچ سکتا ہے۔ لیکن حرکت ختم" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس کا ہمیں کیا فائدہ — یہ تو الٹا ہمارے لئے نقصان دہ ہے" — صفدر نے کہا۔

"میں نے اس کا فائدہ ڈھونڈھ لیا ہے۔ بہترین فائدہ" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں موجود کیپسول کو زور سے زمین پہ مار دیا۔ اور خود سانس روک لیا۔ کیپسول زمین پہ پڑتے ہی پھٹ گیا۔

"ارے یہ کیا" — سب عمران کی اس حرکت پہ چونک پڑے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ سب یوں ساکت ہو گئے جیسے چابی سے چلنے والے کھلونے چابی ختم ہو جانے پہ رک جاتے ہیں۔

عمران چند لمحے اُسی طرح سانس روکے کھڑا رہا۔ وہ دل ہی دل میں سو تک گنتی گن رہا تھا۔ جب گنتی سو تک پہنچی تو اس نے سانس

لیا۔ اور پھر پے در پے دو تین سانس لے لیئے۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

"دیکھا اس کا فائدہ ——— اب میں اطمینان سے بلیک روم میں داخل ہوں گا اور تم ایک گھنٹے تک یہیں بت بنے کھڑے رہو گے۔ سنو۔ اگر میں کامیاب ہو گیا تو پھر یہ ہیڈ کوارٹر ختم ہو جائے گا اور اگر نہ ہو سکا تو پھر خدا حافظ۔ اگلے جہان ملاقات ہو گی" ——— عمران نے کہا اور یوں ہاتھ ہلا کر آگے بڑھ گیا جیسے الوداع کہہ رہا ہو۔ وہ سب بت بنے کھڑے رہ گئے۔ اور عمران کے قدم راہداری کے موڑ کی طرف بڑھتے گئے۔



ھومر ایک چھوٹے کمرے کے درمیان رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کرسی کے سامنے میز پر ایک چھوٹی سی مشین تھی۔ یہ آپریٹنگ ورکنگ روم تھا۔ یہ پورے ہیڈ کوارٹر میں سب سے محفوظ جگہ تھی ——— ہومر عمران اور اس کے ساتھیوں سے بچ کر یہاں پہنچنے میں کمپیوٹر کی وجہ سے کامیاب ہوا تھا۔ کیونکہ کمپیوٹر نے اس کے ذہن میں خیال آتے ہی دیوار میں راستہ بنا دیا تھا۔ لیکن اب ہومر عمران اور اس کے ساتھیوں سے سخت خوف زدہ تھا ——— اسے یہ لوگ اب مافوق الفطرت نظر آنے لگ گئے تھے۔ یہاں آتے ہی اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے فوری قتل کا حکم دے دیا تھا۔ اور اب وہ مشین سامنے رکھے ان کی ہلاکت کی خوش خبری سننے کا منتظر تھا۔ اُسے مکمل یقین تھا کہ کمپیوٹر کے لئے ان کی ہلاکت کوئی مسئلہ نہ بنے گی۔

ایم سی ون نے روبوٹ والا تجربہ ختم کر دیا تھا ——— کیونکہ اُسے اس

کا انتہائی تلخ تجربہ ہوا تھا۔ چنانچہ وہ دوبارہ فکسڈ مشین کی صورت میں ہو گیا تھا اور روبوٹ کو سٹور میں ڈال دیا گیا تھا۔

"ایم سی دن کالنگ چیف باس" ——— ایم سی دن کی مخصوص کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ایم سی دن ——— ختم ہو گیا یہ گروپ" ——— ہومر نے چونک کر پوچھا۔

"نو سر ——— انہوں نے بم مار کر کلک مشین تباہ کر دی ہے۔ اور وہ اب سب راہداری میں موجود ہیں۔ راہداری کلک مشین سے وابستہ تھی۔ اس لئے راہداری میں وہ محفوظ ہیں۔ جب تک شعبہ انجینئرنگ دوسری کلک مشین بنا کر نصب نہیں کر دیتا ——— میں اس راہداری میں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا" ——— ایم سی دن کی آواز سنائی دی۔

"وہ وہاں کیا کر رہے ہیں اور کیوں رکے ہوئے ہیں" ——— ہومر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"وہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ وہ بلیک روم میں گھس کر بی فائیو کوڈ بدلنا چاہتے ہیں۔ میں ان کے راہداری سے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ ان کے باہر آتے ہی میں ان پر عبرت ناک موت وارد کر دوں گا" ——— ایم سی دن نے جواب دیا۔

"بلیک روم ——— وہ کیا ہوتا ہے" ——— ہومر نے چونک کر پوچھا۔

"یہ کمپیوٹر کا مین ورکنگ شعبہ ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ اسے ہر لحاظ سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس میں ایک مکھی تک نہیں گھس سکتی"



ایم سی دن نے جواب دیا۔

"انہیں کسی طرح باہر نکالو۔ کسی بھی طرح میں اب ان کا وجود ہیڈ کوارٹر میں ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا" ——— ہومر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ بہرحال باہر نکلیں گے۔ وہ کب تک اس راہداری میں رہیں گے۔ میں انتظار کر رہا ہوں" ——— ایم سی دن نے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں اس راہداری میں جا کر کوئی کارروائی کروں۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ مجھے گائیڈ کرو" ——— ہومر نے کہا۔

"ہاں آپ انہیں باہر نکلنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ جس کمرے میں آپ ہیں اس کی دائیں دیوار میں ایک الماری ہے۔ اس میں الیکٹرو کوٹیڈ شین ہے۔ اس مشین کو اپنے بیلٹ پر باندھ لیں اور بے فکر ہو کر س راہداری میں چلے جائیں ——— اس مشین کے ہوتے ہوئے کوئی سلحہ آپ پر کارگر نہیں ہو سکتا۔ اندر پہنچ کر آپ مشین کا سرخ رنگ کا ن دبائیں گے تو مشین سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر جس پر بھی پڑے ی وہ دیکھتے ہی دیکھتے جل کر راکھ ہو جائے گا" ——— ایم سی دن نے سے گائیڈ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ انتہائی شیطان صفت لوگ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مجھ سے مشین ں چھین لیں۔ کیا تم مشین کو کنٹرول کر سکتے ہو" ——— ہومر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— یہ سیلف ورکنگ مشین ہے۔ آپ کو خود کنٹرول کرنا ےگا۔ اگر آپ ایسا نہیں چاہتے تو پھر یہیں رہیں۔ جب وہ باہر نکلیں گے

تو میں ان کا خاتمہ کر دوں گا"۔۔۔۔۔ ایم سی ون نے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔۔ زیادہ دیر انتظار ٹھیک نہیں۔ میں جاتا ہوں"

ہومر نے کہا۔ اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی تو وہ بالکل خالی تھی۔ مگر دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز سے اس کے اندر ایک خانہ نمودار ہوا جس میں بگل نما مشین نظر آ رہی تھی۔ جس کے ساتھ بیلٹ موجود تھی۔

"میکنم فائیو کو اتار دیجئے۔ اور یہ مشین باندھ لیجئے"۔۔۔۔ ایم سی ون نے کہا۔ اور ہومر نے سر ہلاتے ہوئے اپنی پشت سے بندھا ہوا ڈبہ اتار کر رکھ دیا۔ اور یہ مشین اپنی ناف کے آگے باندھ لی۔ اس کی سائیڈ پر تین مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔

"سرخ رنگ کے بٹن کے متعلق تو تم نے بتا دیا ہے باقی دو بٹن کس لئے ہیں"۔۔۔۔ ہومر نے پوچھا۔

"پیلے رنگ کا بٹن دبنے سے ایسی ریز نکلتی ہیں جو ایکڑو کونیٹڈ کے کام آتی ہیں۔ اور نیلے رنگ کے بٹن دبانے سے مشینی سسٹم وقتی طور پر جام ہو جاتا ہے۔ آپ بہر حال صرف سرخ رنگ کا بٹن دبائیں گے"

ایم سی ون نے کہا۔ اور ہومر سر ہلاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔ دروازہ کھلتے ہی وہ راہداری میں آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر کلک مشین اور اس سے ملحقہ راہداری تھی۔ مختلف پوائنٹس سے گزرنے کے بعد وہ آخر کار اس راہداری کے قریبی موڑ تک پہنچ ہی گیا۔ دونوں راہداریوں کے درمیان ایک دروازہ تھا۔ جس سے دونوں راہداریاں علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ یہ دروازہ بند تھا۔



ہومر چند لمحے دروازے کے پاس رکا۔ اس نے مشین کے سرخ بٹن پر اپنا ہاتھ رکھا اور پھر قدم آگے بڑھا دیا۔ اس کے قدم آگے بڑھاتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ اندر والی راہداری میں داخل ہو گیا۔ یہ راہداری کچھ آگے جا کر موڑ کاٹ کر جاتی تھی۔۔۔۔ ہومر کو احساس تھا کہ وہ اس وقت جس راہداری میں ہے۔ اس میں ایم سی ون کا کنٹرول نہیں ہے۔ اس لئے وہ پوری طرح محتاط تھا۔ وہ آہستہ آہستہ موڑ کی طرف بڑھتا گیا۔ اور پھر اچانک اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ موڑ مڑتے ہی اس کے جسم کو زوردار ٹکر لگی اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ دوسرے لمحے کوئی اس کے اوپر چھا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہومر کی ناک پر ایک زوردار ٹکر لگی۔ اور اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ وہ ایک لمحے کے لئے بھی نہ سنبھل سکا تھا۔

عمران نے اب فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر صورت میں بلیک روم میں گھس کر اس خوفناک مشین کا ذہن بدلنے کی کوشش کرے گا۔ چاہے اس سلسلے میں اس کی جان کیوں نہ چلی جائے ـــــ کیونکہ جس قسم کا یہ ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس کا اس کے سوا اور کوئی حل بھی نہ تھا۔ وہ کب تک اس خوفناک مشین کی زد سے بچ سکتے تھے۔ لیکن جب پوری ٹیم جذباتی طور پر ساتھ چلنے پر اصرار کرنے لگی تو عمران کو ذہنی طور پر بے حد الجھن ہوئی ـــــ وہ جانتا تھا کہ یہ اقدام صریحاً خودکشی کے مترادف ہے۔ اور ایک آدمی تو رسک لے کر شاید ایک فیصد کامیاب بھی رہ سکتا تھا لیکن سب کی موجودگی کا مطلب سوائے صریحاً موت کے اور کچھ نہ نکل سکتا تھا۔ اور پھر اچانک بی سی ۔ ون کی موجودگی کا انکشاف ہوا۔ وہ اس گیس کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کیونکہ ایکریمیا کے جس سائنسدان نے اسے ایجاد کیا تھا۔ اس نے ایک سیمینار میں اس



کی کارکردگی کا ایک مقالے میں ذکر کیا تھا۔ اس سائنسدان کا نام بونٹ کرافٹ تھا۔ اور اُسی کے نام سے اسے بی سی ۔ ون کہا جاتا تھا۔ یہ ایسی گیس تھی جو نظر نہ آتی تھی۔ لیکن انسانی عضلات کو ایک محدود وقت کے لئے سخت کر دیتی تھی ـــــ اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ عضلات کے پتھر کی طرح سخت ہو جانے کے باوجود ان میں خون کا دوران صحیح رہتا تھا اس طرح جسم کو یا جسم کے عضلات کو کوئی نقصان نہ پہنچتا تھا۔ ایکریمیا نے اس گیس کو دفاعی طور پر استعمال کرنے کے لئے اسے بڑے بڑے راکٹوں میں بھرا تھا تاکہ وقتی طور پر مخالف فوج کو قطعاً مفلوج کر دیا جائے ـــــ اور اس کی سیکرٹ سروس اس کے کیپسول استعمال کرتی تھی۔ چنانچہ بی سی ۔ ون کو دیکھتے ہی اس نے اس کا استعمال سوچ لیا اب وہ سیکرٹ سروس کو اس راہداری تک محدود رکھنے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اس نے کیپسول نیچے گرا کر توڑ دیا۔ اور خود سانس روک لیا ـــــ یہ گیس چند لمحوں میں ہی اثر دکھا کر ختم ہو جاتی تھی۔ اس لئے چند لمحوں تک سانس روکنے کے بعد سو تک گنتی گنی۔ تاکہ پورا ایک منٹ گزر جائے اور اس کے بعد نتیجہ اس کی توقع کے عین مطابق نکلا۔ سب پتھر کے بت بن کر رہ گئے تھے۔ جب کہ عمران ٹھیک تھا۔ اب ایک گھنٹہ تک یہ لوگ درست نہ ہو سکتے تھے ـــــ اور عمران کو یقین تھا کہ ایک گھنٹہ میں اس کے پروگرام کا نتیجہ بہرحال نکل آئے گا یا وہ بلیک روم میں گھس کر اپنے کام مکمل کر چکا ہو گا۔ یا پھر عالم بالا میں پہنچ چکا ہو گا۔

اس نے الوداع کے انداز میں ہاتھ لہرایا اور آگے بڑھ گیا۔ کیونکہ بہرحال اُسے یقین نہ تھا کہ وہ دوبارہ ان سے ملے گا یا نہیں۔ موڑ کے

قریب پہنچتے ہی اس کے حساس کانوں میں دوسری طرف کسی کے چلنے کی آہٹ سنائی دی۔ وہ یک لخت ٹھٹھک گیا۔ اور موڑ کے قریب دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا جو کوئی بھی تھا وہ بڑے محتاط انداز میں قدم اٹھاتا ہوا اُسی طرف آ رہا تھا —— اس کے ذہن میں فوراً ہومر کا خیال ابھرا۔ ہومر کے اس طرح ادھر آنے کا مطلب تھا کہ وہ پوری طرح تیار ہو کر آ رہا ہو گا۔ اُسی لمحے اُسے موڑ پر ہومر نظر آیا تو عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے زوردار دھکا مارا۔ اور ہومر اچھل کر فرش پر گرا —— عمران نے اس کے اوپر گرتے ہوئے اس کی ناک پر زوردار ٹکر ماری۔ تاکہ وہ وقتی طور پر بے ہوش ہو جائے وہ دوبارہ اُسے اپنے ٹرانس میں لینا چاہتا تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ اب وہ پہلے والی غلطی دوبارہ نہ دوہرائے گا۔ کہ ہومر سے کہے کہ وہ کمپیوٹر سے کوئی بات پوچھے۔

ہومر پہلی ہی ضرب میں بے ہوش ہو گیا تو عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا اب اس نے دیکھا کہ ہومر کے بیٹ پر ایک عجیب و غریب سی بگل نما مشین بندھی ہوئی تھی۔ عمران اس مشین پر جھک گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے مسرت بھری چیخ نکل گئی —— یہ الیکٹرو کوئینڈ مشین تھی۔ جس سے وہ آسانی سے کمپیوٹر کے راڈز کو الیکٹرک کوئینڈ کر سکتا تھا۔ قدرت کی اس مہربانی پر اُس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ ناچنا شروع کر دے۔ اس نے جلدی سے بیلٹ کھولی اور مشین کو اپنی کمر سے باندھ باندھنے سے قبل وہ اس کی سائیڈ میں موجود بٹنوں کا جائزہ لیتا رہا۔ تین رنگوں میں تھے —— مشین چونکہ بالکل نئی تھی اس لئے ہر بٹن کے



نیچے ان کی کارکردگی کا مخفف درج تھا۔ اور تھوڑا سا غور کرنے پر عمران اس کی ساری حقیقت سمجھ گیا۔ مشین باندھنے کے بعد اس نے اس کا بگل نما حصّہ کو ذرا سا نیچے کیا اور دو قدم پیچھے ہٹ کر اس نے سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا —— بگل سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر فرش پر پڑے ہوئے ہومر کے جسم سے ٹکرائی۔ پلک جھپکنے میں ہومر کے جسم کا رنگ گہرا سرخ ہوا اور پھر کالے رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ عمران نے اپنا پیر آگے بڑھا کر اس کے جسم کو چھوا تو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ چند لمحے پہلے جیتا جاگتا ہومر راکھ کا ڈھیر بن چکا تھا۔

"اوہ —— تو تم انہی شعاعوں سے ہمیں راکھ کا ڈھیر بنانے آ رہے تھے" —— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ایک جھرجھری لی۔ کیونکہ واقعی اگر ہومر اندر پہنچ کر ان شعاعوں کا وار کر دیتا تو ان سب کی عبرت ناک موت یقینی تھی۔

عمران یہ بھی جانتا تھا کہ ہومر کے مرتے ہی کمپیوٹر ایک بار پھر چیف باس بن چکا ہو گا۔ اور ویسے بھی اب وہ چیف باس بنتا یا نہ بنتا بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کے قتل کا فیصلہ کیا جا چکا تھا۔ عمران کو اس کارروائی سے ایک اور فائدہ بھی ہوا تھا۔ کہ اس طرح اس نے ان بٹنوں کے نیچے لکھے ہوئے مخفف حروف کا جو مطلب سمجھا تھا اس کی تصدیق ہو گئی تھی —— وہ آگے بڑھا اور پھر دروازے پر پہنچ کر اس نے نیلے رنگ کا بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کا مطلب اس نے یہی سمجھا تھا کہ یہ ہر قسم کے مشینی سسٹم کو وقتی طور پر جام کر دیتا ہے۔ اگر یہ واقعی ایسا ہے تو پھر اس کی کامیابی یقینی تھی۔ اور اس کا

فیصلہ اسی دروازے کو کراس کرتے ہی ہو جاتا تھا۔ عمران ایک لمحے کے لئے جھجکا۔ کیونکہ نتیجے دو ہی ہو سکتے تھے زندگی یا موت ــــــ اور پھر اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی اور راہداری میں دوڑتا گیا۔ لیکن جب کچھ دیر تک اُسے کچھ نہ ہوا تو اس کے دل میں مسرت کی پھلجڑیاں چھوٹنے لگیں۔ واقعی مشینی سسٹم جام ہو چکا تھا۔ اب مسئلہ تھا بلیک روم کے ڈھونڈھنے کا ــــــ وہ مختلف راہداریوں میں چکراتا پھرا۔ ہیڈ کوارٹر خاصا بڑا تھا۔ لیکن وہ زیادہ دور تک نہ گیا کیونکہ کمپیوٹر نے اُسے بتایا تھا کہ بلیک روم قریب ہی ہے۔ اور اُسے معلوم تھا کہ انسان تو جھوٹ بول سکتا ہے مشین جھوٹ نہیں بولتی ــــــ اس لئے اُسے یقین تھا کہ بلیک روم کہیں قریب ہی ہو گا۔ ایک راہداری گھومتے ہی وہ رک گیا۔ کیونکہ سامنے ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ دروازے پر ایک بورڈ لگا ہوا تھا۔ اور عمران اس بورڈ کو پڑھ کر مسکرا دیا ــــــ بورڈ پر نہ صرف بلیک روم کے الفاظ لکھے ہوئے تھے بلکہ ساتھ ہی یہ ہدایات بھی درج تھیں کہ اس دروازے سے سو فٹ دور رہا جائے ورنہ آگے بڑھنے والا موت کا شکار ہو جائے گا۔ یہ ہدایت شاید ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد کے لئے لکھی گئی تھی تاکہ کوئی غلطی سے بھی اس دروازے تک نہ پہنچ سکے ــــــ عمران نے اندازہ لگایا تو وہ دروازے سے بہرحال سو فٹ کے فاصلے سے کم فاصلے پر تھا۔ اور اب تک اُسے کچھ نہ ہوا تھا۔ اس نے قدم آگے بڑھائے۔ اور پھر دروازے تک پہنچ گیا۔ یقیناً دروازے پر موجود حفاظتی سسٹم جام ہو چکا تھا ورنہ اب تک وہ موت کا شکار ہو چکا ہوتا۔ دروازہ نہ



صرف بند تھا۔ بلکہ وہ اس طرز کا بنا ہوا تھا کہ اس میں معمولی سی جھری بھی نہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ٹھوس فولاد کی شیٹ ہو۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا۔ وہ سرخ شعاع کا بٹن آن کر کے اس دروازے پر شعاع ڈالنا چاہتا تھا ــــــ لیکن اُسے صرف یہی خطرہ تھا کہ کہیں سرخ بٹن آن ہوتے ہی سفید بٹن آف نہ ہو جائے۔ لیکن اب رسک لینے کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اس لئے عمران نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد سرخ بٹن دبا دیا۔ بگل میں سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر دروازے پر پڑی۔ سلیٹی رنگ کے دروازے کا رنگ تیزی سے گہرا سرخ ہوا اور اس کے بعد سیاہ ہو گیا ــــــ عمران نے پیر آگے بڑھا کر دروازے سے لگایا تو وہاں سوراخ بن گیا۔ راکھ دوسری طرف جا گری اور عمران نے ات سے دروازے کی ساری راکھ گرا دی۔ اب جہاں چند لمحے پہلے لادی دروازہ تھا وہاں صرف خلا باقی رہ گیا تھا ــــــ اور اندر کمرے ں ایک بہت بڑی پیچیدہ سی مشین چلتی ہوئی صاف دکھائی دے ی تھی۔ یہ انتہائی بڑی مشین تھی۔ اس پر سینکڑوں ڈائل تھے اور ابالغہ ہزاروں کی تعداد میں مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے ل بجھ رہے تھے ــــــ ڈائلوں پر سوئیاں حرکت میں تھیں۔ عمران در داخل ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا مشین کے قریب جا کر رک گیا۔ ں کے مشین کے قریب پہنچتے ہی زور زور سے جھماکے ہوئے اور مشین کے بلب بجھنے لگے اور سوئیاں تیزی سے واپس ہونے لگیں۔ ران خاموش کھڑا غور سے مشین کو دیکھتا رہا ــــــ یہ اس خوفناک یوٹر کا ورکنگ شعبہ تھا۔ اور اس کی مدد سے پورے ہیڈ کوارٹر

کی ایک ایک اینٹ کو کنٹرول کیا جاتا تھا۔ اس کے اندر کہیں ایم سی ڈن کا دفاع موجود تھا۔ وہ دفاع جو انسانوں کی طرح سوچتا۔ سمجھتا۔ سنتا۔ بولتا اور فیصلے کرتا تھا۔ مشین بند ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وقتی طور پر کمپیوٹر سو گیا تھا ——— اور عمران کے لئے موقع تھا کہ وہ الیکٹرک راڈز کو کوڈ کر سکتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک خطرہ بھی تھا کہ کمپیوٹر کی یہ خاموشی وقتی تھی۔ وہ کسی بھی لمحے پوری قوت سے جاگ سکتا تھا۔ عمران غور سے مشین کو دیکھتا رہا ——— مشین اس قدر پیچیدہ تھی کہ عمران کے لئے اس کا سمجھنا مسئلہ بنا ہوا تھا۔ دیکھتے دیکھتے عمران کی نظریں ایک چوکور حصے پر پڑیں۔ اور وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اُسے انگلی سے دبایا تو وہ چوکور حصہ کھل گیا ——— اور اس میں سے ایک سٹیرنگ نما چکر باہر کو نکل آیا۔ عمران نے اس کو پکڑ کر دائیں طرف گھمایا تو مشین کے نچلے حصے میں سے ایک دراز نما خانہ باہر نکل آیا۔ یہ خاصی بڑی دراز تھی۔ اس دراز کے اندر بھی ایک ٹرانسمیٹر نما مشین رکھی ہوئی تھی ——— اور چھوٹے چھوٹے بے شمار ٹرانسسٹر اس میں لگے نظر آ رہے تھے۔ سائیڈ میں ایک سفید رنگ کا چھوٹا سا بٹن نظر آ رہا تھا۔ عمران نے انگلی سے بٹن کو دبایا تو گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ پہلے سائیں سائیں کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد ایک آواز ابھری۔

"ماسٹر مائنڈ ——— ماسٹر مائنڈ"

"الیکٹرک راڈز کہاں ہیں ماسٹر مائنڈ" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔



"زیرو پوائنٹ زیرو پریس کرو راڈز باہر آجائیں گے"

ماسٹر مائنڈ نے جواب دیا۔

عمران نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس دراز کے ساتھ ہی مشین پر اُسے سرخ رنگ کا بٹن نظر آ گیا۔ جس کے نیچے زیرو پوائنٹ زیرو درج تھا۔ عمران نے انگلی سے اس بٹن کو دبایا تو دراز اور زیادہ باہر کو نکلی اور اس کے ساتھ ہی دو لمبے لمبے راڈز باہر کو آ گئے۔ ان کے سروں پر سفید رنگ کے ستارے سے چمک رہے تھے ——— ایسے جیسے بجلی کی لہریں پھیل رہی ہوں۔ انہیں دیکھتے ہی عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے جلدی سے بیٹ پر بندھی ہوئی مشین کا زرد رنگ کا بٹن دبایا تو بگل نما جگہ سے سفید رنگ کی لہر نکل کر ان دونوں راڈز پر پڑی اور راڈز کے سروں پر چمکتی ہوئی بجلیاں ایک زوردار جھٹکے سے بجھ گئیں اور راڈز تیزی سے خود بخود اندر کو گھس کر غائب ہو گئے ——— چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز سے وہ دوبارہ نمودار ہوئے تو ان کے سروں پر ایک بار پھر بجلی کی لہریں چمک رہی تھیں لیکن اب وہاں ستاروں کی بجائے بجلی کی لہر کا سرکل سا چمکتا ہوا نظر آنے لگا تھا۔ اس سرکل کا مطلب تھا کہ ماسٹر مائنڈ کی پہلی فیڈنگ میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔

عمران نے ایک بار پھر دراز میں موجود مشین کی سائیڈ والا سفید بٹن دبا دیا۔

"ماسٹر مائنڈ ——— ماسٹر مائنڈ" ——— سائیں سائیں کی آواز کے بعد ایک بار پھر آواز ابھری۔

"نیو فیڈنگ کے لئے مائیک دو" ـــــ عمران نے کہا۔

"او۔ کے" ـــــ آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے مشین کے درمیان میں لگی ہوئی ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اس سکرین پر تیزی سے نمبر چلنے لگے۔ اور ساتھ ہی سکرین کی سائیڈ پر ایک جالی نما مائیک باہر کو نکل آیا۔ نمبر دس تک پہنچے تو دوبارہ سے آواز ابھری۔

"کس نمبر پر فیڈنگ کرنی ہے" ـــــ آواز نے پوچھا۔

"پہلے تمام نمبروں کی فیڈنگ کی تفصیل بتاؤ" ـــــ عمران نے کہا۔

"ون سے ٹن تک کمپیوٹر کی کارکردگی ہے۔ ٹن سے ٹوئنٹی تک پوری دنیا میں موجود حلقہ موت کی تنظیموں کی کنٹرولنگ ہے۔ ٹوئنٹی سے تھرٹی تک ہیڈ کوارٹر کا کنٹرول ہے۔ بی ون سے بی فائیو تک ماسٹر کنٹرول ہے" ـــــ آواز نے تفصیل بتائی۔

"میں بی ون سے بی فائیو تک نئی فیڈنگ کرنا چاہتا ہوں" عمران نے فوراً کہا۔

"او۔ کے" ـــــ آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر دوبارہ نمبر چلنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد بی ون سے بی فائیو تک نمبر نظر آنے لگے۔

"بی۔ ون سے بی۔ فائیو تبدیلی کے لئے تیار ہے" ـــــ آواز دوبارہ سنائی دی۔

"میری آواز فیڈ کر لو۔ اب میری آواز کنٹرولنگ وائس علی عمران کی آواز" ـــــ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر دوبارہ او۔ کے کے الفاظ ابھر آئے۔



"ماسٹر کنٹرول فیڈ کر لو۔ کہ جب میں حکم دوں گا تو کمپیوٹر حرکت میں آئے گا۔ اور جتنی دیر تک کے لئے کہوں گا حرکت میں رہے گا ورنہ نہیں" عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر دوبارہ او۔ کے کے الفاظ ابھر آئے۔

"ماسٹر کنٹرول فیڈ کر لو۔ کہ اب کمپیوٹر از خود کوئی فیصلہ نہ کر سکے گا۔ وہ صرف میرے فیصلے کا پابند ہو گا" ـــــ عمران نے اور ہدایت دی۔ اور سکرین پر دوبارہ او۔ کے کے الفاظ ابھر آئے۔

"ماسٹر کنٹرول فیڈ کر لو۔ کہ جب میں ون ون کہوں گا تو ماسٹر کنٹرول پوری دنیا میں موجود حلقہ موت کی تنظیموں اور ان کے افراد کا خاتمہ کر دے گا۔ اس کے لئے جتنا وقت میں مقرر کروں گا کمپیوٹر اس کی پابندی کرے گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور سکرین پر او۔ کے کے الفاظ ابھر آئے۔

"ماسٹر کنٹرول فیڈ کر لو۔ کہ جب میں ٹو۔ ٹو کہوں گا تو کمپیوٹر اپنے آپ سمیت پورے ہیڈ کوارٹر کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر دے گا" عمران نے زور دے کر کہا۔ اور سکرین پر او۔ کے کے الفاظ ابھر آئے۔

"ماسٹر کنٹرول فیڈ کر لو۔ کہ ایون تھرٹی ٹرانسمیٹر پر ہائی پچ فریکونسی کو کمپیوٹر کیچ کرے گا۔ اور اس پر میری آواز سن کر عمل کرے گا۔ اور اپنی مخصوص فریکونسی بھی بتاؤ" ـــــ عمران نے کہا۔ اور سکرین پر او۔ کے کے ساتھ ہی مخصوص فریکونسی کے نمبر بھی ابھر آئے۔

"بس ہدایات ختم ـــــ اب مجھے جواب دیا جائے کہ جب میں

ڈن ڈن کہوں گا تو کمپیوٹر میری ہدایات پر کیسے عمل کرے گا"۔
عمران نے کہا۔ سکرین پر جھماکے ہوئے اور اس کے بعد سکرین پر الفاظ ابھرنے لگے۔

"ماسٹر کنٹرول ماسٹر کو بتاتا ہے کہ ڈن ڈن کہنے پر ماسٹر کنٹرول حلقہ موت کی تمام تنظیموں میں موجود سافٹ کمپیوٹرز کو ہدایات دے گا اور سب ممبرز کو کال کر کے کرشن ہالوں میں اکٹھا کرے گا۔ اور اس کے بعد سکس فائیو گیس خارج کرے گا ——— جس سے کرشن ہالوں میں موجود سب افراد ختم ہو جائیں گے۔ اس کے بعد سافٹ کمپیوٹرز میں موجود ڈسٹرکشن بم پھٹ جائیں گے اور سافٹ کمپیوٹرز سمیت پوری عمارتیں تباہ ہو جائیں گی۔ اسے فارمولا تھرٹی کے طور پر اے ٹن سے اے ٹونٹی میں فیڈ کیا گیا ہے"۔

"او کے ——— اب مجھے بتاؤ کہ جب میں ٹو۔ ٹو کہوں گا تو میری ہدایت پر کیسے عمل ہو گا" ——— عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور سکرین پر جھماکوں کے بعد دوبارہ الفاظ ابھرنے لگے۔

"ماسٹر کنٹرول ماسٹر کو بتاتا ہے کہ ٹو۔ ٹو کہنے پر ماسٹر کنٹرول میں کمپیوٹر کے اندر موجود ہائی پاور ڈسٹرکشن بم پھاڑ دے گا۔ اور اس سے کمپیوٹر اور سارا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا ——— اسے فارمولا لیکس کے طور پر اے ٹونٹی سے اے تھرٹی میں فیڈ کیا گیا ہے"۔

"او کے ——— اب مجھے بتاؤ کہ کنٹرولنگ وائس کس کی ہو گی"
عمران نے پوچھا۔ اور سکرین پر اس بار جھماکوں کے ساتھ ہی وائس آف علی عمران کے الفاظ ابھر آئے۔



"او۔ کے اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دراز میں موجود سفید بٹن کو دبایا تو دراز تیزی سے بند ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی پوری مشین جاگ اٹھی۔ دوبارہ ڈائل کام کرنے لگے اور بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

"علی عمران ماسٹر وائس کمپیوٹر کو حکم دیتا ہے کہ وہ کلک مشین کی راہداری میں موجود تمام انسانوں کو ٹھیک کر کے یہاں پہنچا دے"
عمران نے پہلا حکم دیا۔ اور مشین کی گونج یک لخت بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد سامنے والی دیوار درمیان سے ہٹی اور پھر عمران کے سارے ساتھی رولنگ حالت میں اندر آ گرے ——— یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی چلنے والی بیلٹ پر رول ہو کر آئے تھے۔ ان کے اندر آتے ہی دیوار برابر ہو گئی۔ اور سب ساتھی تیزی سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"کیا ہوا عمران" ——— سب نے بیک زبان ہو کر پوچھا۔

"کامیابی ——— اب سب کچھ میرے کنٹرول میں ہے پورا حلقہ موت، ہومر ختم ہو گیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ہیڈ کوارٹر اور کمپیوٹر" ——— جولیا نے کہا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"علی عمران ماسٹر وائس کمپیوٹر کو حکم دیتا ہے کہ ہمارے ہیڈ کوارٹر سے باہر جانے کے انتظامات کرے۔ اور مجھے جواب دے کہ کیا انتظامات ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"ماسٹر کنٹرول ماسٹر وائس کو جواب دیتا ہے کہ وہ سپیشل گیٹ سے

سیکشن میں پہنچ جائیں اور وہاں یو۔ٹو آبدوز کے پاس جا کر سرنڈر کے الفاظ کہے آبدوز کا دروازہ کھل جائے گا۔ اس کے بعد جب ایکشن بیک کے الفاظ کہے گا تو آبدوز انہیں سٹڈنی سنٹر پہنچا دے گی"۔۔۔۔۔ ماسٹر کنٹرول سے آواز نکلی۔

"سٹڈنی سنٹر کو ہدایات بھیج دو کہ وہ علی عمران کو چیف باس کے طور پر ٹریٹ کریں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"انہیں ہدایات بھیج دی جائیں گی"۔۔۔۔۔ ماسٹر کنٹرول نے جواب دیا۔

"آؤ بھئی اب نکلیں یہاں سے"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور پھر وہ دروازے والے خلا کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی حیرت بھرے انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی الف لیلیٰ کے جادوئی محل میں آ پہنچے ہوں۔



فشر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر سے اُسے باقاعدہ اطلاع دی گئی تھی کہ پاکیشیائی گروپ کا لیڈر علی عمران کو حلقہ موت کا چیف باس مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اس حیثیت سے مہمان خانے میں پہنچ رہا ہے۔۔۔۔۔ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا چیف باس کی طرح استقبال کیا جائے۔ یہ بات کسی بھی طرح فشر کے دماغ میں فٹ نہ ہو رہی تھی۔ کہ حلقہ موت کا سب سے بڑا دشمن حلقہ موت کا چیف باس کیسے بن گیا۔ اس نے ہیڈ کوارٹر سے دوبارہ تصدیق بھی کی لیکن وہاں سے یہی جواب ملا تو وہ خاموش ہو گیا۔ اور وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ دیئے ہوئے وقت کے مطابق مہمان خانے میں پہنچ گیا جہاں اس آبدوز نے پہنچنا تھا۔۔۔۔۔ فشر شارک کے بعد اب سٹڈنی سنٹر کا انچارج تھا۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر کے ہر حکم کی تعمیل اس پر فرض تھی۔ اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کی ہدایات سے ذرا سا بھی اختلاف کا نتیجہ

یقینی اور فوری موت بن جاتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ہیڈ کوارٹر سے آبدوز مہمان خانے پہنچ گئی۔ اور پھر آبدوز کا دروازہ کھلا اور سب سے پہلے علی عمران باہر آیا۔ اس کے بعد اس کے ساتھی آئے۔ فشر نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔

"تم ہو سٹڈنی سنٹر کے انچارج" ——— عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— سٹارک کے بعد مجھے مقرر کیا گیا ہے"

فشر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر وہ تہہ خانے سے نکل کر مہمان خانے کے بڑے ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے۔ ہیڈ کوارٹر جانے سے پہلے وہ اس مہمان خانے میں مجرموں کی حیثیت سے آئے تھے۔ لیکن اب واپسی میں وہ اس مہمان خانے میں چیف باس کی صورت میں موجود تھے ——— پوری دنیا میں آکٹوپس کی طرح پھیلی ہوئی خوف ناک اور فعال تنظیم کا سربراہ اس وقت علی عمران تھا۔ وہی علی عمران جو کسی وقت حلقہ موت کا دشمن نمبر ایک قرار دیا گیا تھا۔

"دیکھو میں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی حلقہ موت کی تنظیموں کا تفصیلی دورہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کی کارکردگی کو مزید فعال بنایا جا سکے۔ اور اس سلسلے میں سب سے پہلے سٹڈنی سنٹر کی چیکنگ ہوگی" ——— عمران نے بڑے کمرے میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہوں باس" ——— فشر نے جو کرسی کے سامنے کسی گھٹیا ملازم کے انداز میں دست بستہ کھڑا تھا انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"سنو ——— ہم کچھ روز ڈاکٹر منہاس کی رہائش گاہ پر رہیں گے۔



اس کے بعد ہماری رہائش کا بندوبست تم نے کرنا ہے"

عمران نے کہا۔

"یس باس ——— سب انتظام ہو جائے گا" ——— فشر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر منہاس کی رہائش گاہ پر جانے کے لئے کاروں کا بندوبست کرو" ——— عمران نے کہا۔

"چار کاریں تیار ہیں باس ——— ڈرائیور بھی منتظر کھڑے ہیں"

فشر نے جواب دیا۔

"ڈرائیوروں کی ضرورت نہیں" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد پورا گروپ چار کاروں میں لدا ہوا ڈاکٹر منہاس کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ ڈاکٹر منہاس انہیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"تم ——— تم زندہ ہو ابھی" ——— ڈاکٹر منہاس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہ صرف زندہ ہوں بلکہ اب حلقہ موت کا چیف باس بھی ہوں"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو۔ تم اس یہودی تنظیم کے چیف باس ہو۔ کیا تم یہودی ہو گئے ہو" ——— ڈاکٹر منہاس اس طرح اچھلا جیسے اسے کسی بچھو نے اچانک کاٹ لیا ہو۔

"یہودی ہوں میرے دشمن۔ میں تو سچا مسلمان ہوں۔ بہر حال زیادہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اس قدر خوف ناک اور وسیع تنظیم ہے کہ اس کے خاتمے کے لئے اس کا چیف باس بننا ضروری تھا۔ اور یہ

خوش خبری بھی سن لو کہ اس خوف ناک تنظیم کا خاتمہ تمہاری اسی کوٹھی میں بیٹھ کر ہو گا" ——— عمران نے کہا۔

"خاتمہ اور میری کوٹھی میں ——— ارے یہ غضب نہ کرنا مجھے بس ایک سائنسدان ہی رہنے دو" ——— ڈاکٹر منہاس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— میں تو چاہتا تھا کہ تمہارا نام ہمیشہ کے لئے روشن کر دوں" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نام روشن ——— وہ کس طرح" ——— ڈاکٹر منہاس نے پوچھا۔

"بھئی تمہاری نیم پلیٹ پر بلب لگا دوں گا۔ بس نام روشن ہو جائے گا۔ وہ پہلے زمانے کے لوگ ہوتے تھے جو دن رات محنت کر کے نام روشن کرتے تھے۔ اب تو یہی طریقہ استعمال ہوتا ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر منہاس شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"صفدر ——— ایلون تھرٹی ٹرانسمیٹر یہاں لے آؤ کارروائی شروع کریں" ——— عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ تو باہر کار میں ہے" ——— صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران مہمان خانے سے آتے ہوئے ایلون تھرٹی ٹرانسمیٹر فنٹر سے ہمراہ لے آیا تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر انتہائی فاصلے پر کال ملانے کے لئے سب سے طاقتور ٹرانسمیٹر سمجھا جاتا تھا۔

صفدر نے تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر لا کر عمران کے سامنے میز پر



رکھ دیا۔

"اب آپ سب خاموش رہیں۔ کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں میں کسی کی موت پر چند منٹ کی خاموشی کا رواج ہے۔ اور میں اب حلقہ موت کو دفن کرنے والا ہوں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کو آن کیا اور پھر اس پر ہیڈ کوارٹر کے ماسٹر مائینڈ کی سپیشل فریکوینسی سیٹ کرنے لگا فریکوینسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ اور ٹرانسمیٹر سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

"یس ماسٹر مائینڈ ہیڈ کوارٹر اوور" ——— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری۔

"علی عمران چیف باس کالنگ یو اوور" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس علی عمران چیف باس ——— کیا حکم ہے اوور" ——— ماسٹر مائینڈ نے کہا۔

"نوٹ کرو ——— وَن وَن اوور" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس ——— وَن وَن نوٹڈ اوور" ——— دوسری طرف سے جواب ملا۔

"کتنی دیر میں عمل ہو گا اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"فارمولا تھرٹی پر عمل کے لئے تین گھنٹوں کا وقت فیڈ کیا گیا ہے۔ تین گھنٹوں میں فارمولا تھرٹی مکمل ہو جائے گا اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ـــــ فارمولا پر عمل درآمد کرو۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور مسکرا کر بٹن آف کر دیا۔

"یہ کیا ہوا ـــــ تم تو پہیلیاں بجھوا رہے ہو" ـــــ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی ڈاکٹر منہاس نے کہا۔ عمران کے ساتھی بھی اس کی اس عجیب و غریب کال پر حیران نظر آ رہے تھے۔ کیونکہ ان کی سمجھ میں بھی کچھ نہ آیا تھا۔

"تین گھنٹوں بعد نتیجہ سامنے آجائے گا۔ فی الحال تین گھنٹے آرام کیا جاسکتا ہے" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بتاؤ تو سہی آخر تم سب کیا کر رہے ہو" ـــــ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"اپنی شادی کا بندوبست کر رہا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور اس کمرے کی طرف چل پڑا۔ جو ڈاکٹر منہاس نے اس کے آرام کے لئے منتخب کیا تھا۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔ جس میں قالین بچھا ہوا تھا۔ اور ڈاکٹر منہاس نے اس کمرے میں کمبل ڈلوا دیئے تھے۔ جولیا کے لئے علیحدہ کمرہ تھا ـــــ جولیا اس کمرے میں چلی گئی جب کہ عمران اور اس کے سب ساتھی اس کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں آتے ہی عمران نے آنکھیں بند کیں اور خراٹے لینے شروع کر دیئے۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے اسے کریدنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ اور پھر تھک ہار کر وہ بھی آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔

وہ سب چونکہ بے حد تھکے ہوئے تھے۔ اس لئے تین گھنٹوں سے بھی زیادہ دیر سوتے رہے۔ البتہ عمران نے گھڑی دیکھی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا



وہ اس کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آیا تو ڈاکٹر منہاس اپنی ڈیوٹی پر جاچکا تھا۔ البتہ اس کا ملازم موجود تھا۔

"ریڈیو ہے یہاں کوٹھی میں" ـــــ عمران نے ملازم سے پوچھا۔

"یس سر ہے ـــــ لے آؤں" ـــــ ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ریڈیو آن کیا اور انٹرنیشنل نیوز نشر کرنے والا اسٹیشن سیٹ کیا۔ یہ مخصوص اسٹیشن اقوام متحدہ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ جہاں سے وقفے وقفے سے پوری دنیا کی اہم خبریں نشر ہوتی رہتی تھیں۔

"انٹرنیشنل نیوز سپیشل بلیٹن ـــــ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ دنیا کے چالیس ممالک کے دارالحکومتوں اور بڑے شہروں میں بیک وقت خوفناک دھماکوں سے عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ یہ تمام دھماکے تقریباً ایک ہی وقت میں ہوئے ہیں ـــــ عمارتوں کی تباہی کے بعد جب ان عمارتوں کا ملبہ صاف کیا گیا تو اس ملبے کے نیچے بے شمار افراد کی لاشیں ملی ہیں۔ جنہیں کسی نامعلوم طریقے سے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہر جگہ ان افراد کی موت ایک ہی طریقے سے واقع ہوئی ہے۔ ہر ملک کی پولیس اور خفیہ ادارے اس عجیب و غریب واقعے کی سرگرمی سے تفتیش میں مصروف ہیں تفصیلات کا انتظار ہے" خبریں پڑھنے والے نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی موسیقی شروع ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریڈیو کا سوئچ آف کر دیا۔

"اب مارتے رہو ٹکریں" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اٹھ کر اس نے ایک طرف میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اُسے اپنے سامنے رکھ کر اس نے ایک بار پھر ہیڈ کوارٹر کی مخصوص فریکوئنسی آن کی۔

"یس ماسٹر مائنڈ ہیڈ کوارٹر اوور" ____ مخصوص کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"علی عمران چیف باس کالنگ یو اوور" ____ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس علی عمران چیف باس ____ کیا حکم ہے اوور" ____ ماسٹر مائنڈ نے کہا۔

"فارمولا کھرٹی پر عمل درآمد کی رپورٹ دو اوور" ____ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فارمولا کھرٹی مکمل ہو چکا ہے۔ حلقہ موت کے چالیس ملکوں میں پھیلی ہوئی تنظیموں کے سنٹرز تباہ ہو گئے ہیں اور ان سنٹروں سے متعلقہ آٹھ ہزار افراد کا خاتمہ ہو چکا ہے ____ اب پوری دنیا میں حلقہ موت سے متعلق نہ ہی کوئی سنٹر ہے اور نہ ہی براہِ راست متعلق کوئی آدمی اوور" ____ ماسٹر مائنڈ نے اُسی طرح غیر جذباتی انداز میں جواب دیا اور عمران بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گیا۔ آٹھ ہزار انسانوں کی ہلاکت نے اس کے اعصاب کو جھٹکا دیا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ نارمل ہو گیا ____ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ان آٹھ ہزار افراد کی ہلاکت نے پوری دنیا کے افراد کو ہلاکت سے بچا لیا ہے۔

"اوکے۔ نوٹ کر دو۔ ٹو۔ ٹو اوور" ____ عمران نے انتہائی سنجیدہ



لہجے میں کہا۔

"یس ____ ٹو۔ ٹو۔ نوٹڈ اوور" ____ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنی دیر میں عمل ہو گا اوور" ____ عمران نے پوچھا۔

"فارمولا لیکس کے لئے دس منٹ کا وقت مقرر ہے۔ دس منٹ بعد حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہو گا اوور" ____ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے کلائی کی گھڑی کھول کر سامنے رکھ لی۔

اُسی لمحے اس نے اپنے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھا۔ وہ شاید جاگ چکے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے" ____ صفدر نے کہا۔

"حلقہ موت کے سب سنٹرز تباہ ہو چکے ہیں۔ اب ان کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو رہا ہے۔ دس منٹ بعد حلقہ موت کا ہیڈ کوارٹر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہو گا ____ اور اس کے ساتھ ہی یہ خوفناک تنظیم بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گی" ____ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں بیٹھے بیٹھے" ____ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ساری بھاگ دوڑ کے بعد میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو کام بیٹھے بیٹھے ہو سکتا ہے وہ بھاگنے دوڑنے سے نہیں ہو سکتا۔ صفدر تم

ٹیلی ویژن آن کر دو" ـــــ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور صفدر نے اٹھ کر ایک کونے کی میز پر موجود ٹیلی ویژن کا سوئچ آن کر دیا۔

ٹیلی ویژن پر کوئی ڈرامہ دکھایا جا رہا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا اُسے دیکھتا رہا۔ البتہ اس کی نظریں بار بار گھڑی پر پڑ رہی تھیں۔ سوئیاں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں ـــــ اور پھر دس منٹ پورے ہو گئے۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ ٹیلی ویژن پر اُسی طرح ڈرامہ دکھایا جا رہا تھا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر کو دوبارہ آن کیا۔ لیکن اس بار اس فریکونسی سے ہیڈ کوارٹر کی آواز نہ ابھری۔ کافی دیر تک انتظار کرنے کے بعد آخرکار اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اُسی لمحے ٹیلی ویژن پر چلنے والا ڈرامہ یک لخت روک دیا گیا اور ایک آدمی کی تصویر ابھر آئی۔

"سپیشل بلیٹن پیش کیا جا رہا ہے" ـــــ اناؤنسر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور آدمی کی تصویر ابھری۔

"ناظرین ـــــ ابھی ابھی ایک حیرت انگیز اطلاع آئی ہے۔ جزائر فجی کے قریب سمندر کے اندر موجود چٹانوں کا ایک طویل سلسلہ اچانک کسی آتش فشاں پہاڑ کی طرح ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا ہے اور آگ کا ایک طوفان آسمان تک بلند ہوا ـــــ اور اس کے بعد سمندر میں زبردست ہیجان آ گیا۔ جس سے ساحلی علاقوں میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ حکومت کی مشینری اور بحریہ



ہنگامی حالات کے تحت فوری حرکت میں آ گئی۔ اور ابتدائی طور پر یہ حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے کہ ان چٹانوں کے پھٹنے سے جو ملبہ سمندر کی سطح اور اندر پھیلا ہے۔ اس میں سائنسی پرزوں کی کثیر تعداد موجود ہے ـــــ اس قدر کثیر تعداد کہ یوں لگتا ہے جیسے ان چٹانوں کے اندر کوئی بہت بڑی سائنسی لیبارٹری قائم تھی جو اچانک کسی وجہ سے تباہ ہو گئی ہو۔ لیکن حکومت آسٹریلیا نے اعلان کیا ہے کہ ان چٹانوں کے اندر ایسی کوئی لیبارٹری نہ بنائی گئی تھی۔ کوئی لاش بھی نہیں ملی ـــــ تفصیلات کا انتظار ہے۔ البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ تھوڑی دیر پہلے سڈنی کی ایک عمارت اسی طرح دھماکے سے تباہ ہو گئی تھی۔ اور اس کے ملبے میں سے ساٹھ افراد کی لاشیں ملی تھیں اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس قسم کے دھماکے اور تباہی دنیا کے اتنالیس ملکوں میں بھی تقریباً اسی وقت ہوئے ہیں ـــــ اور وہاں سے بھی ایسی ہی لاشیں ملی ہیں۔ ماہرین کے مطابق یہ سب کسی خاص سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ جن کی تفصیلات سامنے آنے کے بعد پتہ چلے گا کہ یہ سب کچھ کیا ہے ـــــ بلیٹن ختم ہوا" ـــــ اناؤنسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ڈرامہ دوبارہ شروع ہو گیا۔

"لو بھئی مجھ جیسا سبز قدم حلقہ موت کا چیف باس بنا تو حلقہ موت خود ہی موت کے گھاٹ اتر گیا۔ اور ہم رہ گئے ویسے کے ویسے" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو یہ سب حلقہ موت کے متعلق رپورٹ تھی" ـــــ جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا ——— تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ سب کچھ اس ڈرامے کا حصہ تھا" ——— عمران نے کہا۔ اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ لیکن ان کی ہنسی بھی صاف بتا رہی تھی کہ اس قدر خوف ناک تنظیم کا خاتمہ اس طرح یہاں بیٹھے بٹھائے کیسے ہو سکتا ہے۔

"ہمیں تفصیل بتاؤ۔ یہ وَن۔ وَن۔ اور ٹو۔ ٹو کیا مصیبت تھی" جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"سامری جادوگر کا نام سنا ہے کبھی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں سنا ہے ——— لیکن یہ سامری جادوگر یہاں کہاں سے آن ٹپکا" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اُسے استاد بنا لیا ہے۔ اور اب بس منتر پڑھا اور سب کچھ بھسم اور شہزادی پری جمال کے ساتھ شہزادہ ڈھمپ کی شادی تیار" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس بار سب کے لبوں سے قہقہے نکل گئے۔ پھر عمران نے انہیں الیکٹرک راڈز بدلنے کے بعد ماسٹر مائنڈ کو دی گئی فیڈنگ کی تفصیل بتائی تب انہیں پتہ چلا کہ یہ سب کارنامہ کیسے وجود میں آیا۔

"میرا خیال ہے۔ اسی لئے ایکسٹو تمہیں سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں بناتا۔ ورنہ تم سے بعید نہیں کہ کسی روز وَن وَن ٹو ٹو کہہ کر تم سیکرٹ سروس کا بھی اسی طرح تختہ نہ کر دو" ——— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کب تک سیانا بنا رہے گا۔ بس میرے چیف باس بننے کی دیر



ہے۔ اور اس کے بعد" ——— عمران نے مسکرا کر کہا۔

"منہ دھو رکھو۔ تم چیف باس بنو گے سیکرٹ سروس کے۔ تم جیسے تو کئی ایکسٹو کی جوتیاں چاٹتے پھرتے ہیں" ——— جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے اس انداز پر ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"تم شاید تنویر کے متعلق کہہ رہی ہو۔ کیوں تنویر۔ کیسا ذائقہ ہے جوتیوں کا" ——— عمران نے مڑ کر تنویر سے کہا۔ اور تنویر بے چارہ بس آنکھیں نکال کر ہی رہ گیا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

**ختم شد**